

فضل الله الأحد

اردو شرح

الأدب المفرد

تالیف

الإمام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ
(م۲۵۶ھ)



ترجمہ تخریج وشرح
مولانا عثمان منیب حفظہ اللہ
ریسرچ اسکالر مکتبہ دار السلام

نظر ثانی
حافظ عبد اللہ رفیق حفظہ اللہ
شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ لوکو ورکشاپ

تحقیق وافادات
محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

تقریظ
شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

فہرست مضامین

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ، وَبَعْدُ!

احادیث نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی جمع و تدوین مسلمانوں کا ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے جس کی مثال کوئی اُمت یا قوم پیش نہیں کر سکتی۔ احادیث اور فن حدیث پر اتنی بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں کہ ان کی فہرست ہی مرتب کرنے کے لیے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ یہ ایک ایسا بحرِ ذخار ہے کہ جس کے ساحل پر پہنچنے کے لیے ایک مدت دراز درکار ہے۔ یہ ایک ایسا علمی کارنامہ ہے جس پر اُمت مسلمہ جتنا فخر کرے کم ہے۔

ایک دوسرے نقطہ نظر سے غور کریں تو ایک مسلمان کی زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ یہ ہے کہ وہ اپنے ہادیٔ برحق ﷺ کے ایک ایک قول و فعل کو حرزِ جان بنائے اور اس کی روشنی میں اپنی دنیاوی اور اُخروی زندگی کو سنوارے۔

موجودہ زمانے میں جب کہ دین سے بے رغبتی عام ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت خاصہ کا نزول ہوا کہ وقت کی اس اہم ضرورت کے پیش نظر ہم نے ان مجموعہ ہائے احادیث کو بزبانِ اُردو ترجمہ، تخریج اور تشریحات کے ساتھ پیش کرنا شروع کر دیا۔ الحمد اللہ آج ہم "الادب المفرد للبخاری" کو شائع کر رہے ہیں۔ محترم جناب عثمان منیب حفظہ اللہ ریسرچ سکالر دار السلام مبارک باد کے مستحق ہیں کہ جنھوں نے اس حدیث کی عظیم الفوائد کتاب کا ترجمہ، تخریج اور شرح انتہائی سہل انداز میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ نظر ثانی کا کام شیخ الحدیث حافظ عبداللہ رفیق حفظہ اللہ نے بطریق احسن سرانجام دیا۔ اللہ عظیم و برتر ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور اس کام کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

ہم نے اس کتاب کو مروجہ انداز سے ہٹ کر جدید ترین انداز میں پیش کیا ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ ان شاء اللہ قارئین کو یہ انداز پسند آئے گا۔ ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ متن، ترجمے اور تشریح میں کہیں کوئی غلطی نہ رہنے پائے، لیکن بشری کمزوری کی بنا پر عین ممکن ہے کہ کہیں سہواً کوئی غلطی رہ گئی ہو۔ تمام اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ اگر انھیں اس کتاب میں کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو اس سے ہمیں مطلع فرمائیں، تا کہ اسے درست کیا جا سکے۔

ہم نے کوشش کی ہے کہ کلامِ رسول اللہ ﷺ کو اس کے شایانِ شان بہترین انداز میں پیش کریں۔ ہمیں یقین ہے کہ ان شاء اللہ یہ کتب احادیث قبول عام حاصل کریں گی۔

ہم اپنے مربی و مرشد فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے انتہائی شکر گزار ہیں جو اپنی مصروفیات کے باوجود ادارہ کی سرپرستی کر رہے ہیں، ان کی ترغیب، تشجیع اور اشراف کا ہی نتیجہ کہ کتب حدیث منظر عام پر آ رہی ہیں۔ اور ساتھ

میں علمی واصلاحی تقریظ تحریر کر کے ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ کثر اللّٰہ أمثاله فی العالم .

ممبران ادارہ جناب ابو یحییٰ محمد طارق جاوید، منصور سلیم، میاں سجاد، شہزاد جاوید، محمد ناظر سدھو، جاوید علی، ظفر اقبال، عمران طاہر، محمد نادر، فیصل جاوید، فیصل خان، اسجد محمود منج، ملک طاہر، شیخ الیاس مجید، محمد عرفان، اختر علی، شوکت حیات، اور ادارہ کی مجلس شوریٰ جناب محمد شاہد انصاری، حاجی نوید آصف، شمشیر اشرف، محمد اکرم سلفی، ابوطلحہ صدیقی اور مرزا ذاکر احمد کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ جن کے تعاون سے کتب حدیث کا کام جاری وساری ہے۔

جناب ابومؤمن منصور احمد، محمد رمضان محمدی اور محمد سلیم جلالی حفظہم اللہ کی تمام کوششیں اللہ عزوجل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، کیونکہ ان کے تعاون سے ان کتابوں کی اشاعت ہو رہی ہے۔

آخر میں مرزا ذاکر احمد صاحب کی سسٹر ان لاء کا شکریہ ادا کرنا ضروری گردانتے ہیں جنھوں نے ''الادب المفرد'' کے مصارف برداشت کیے، اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ان کے لیے اور ان کے والدین مرحومین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین

کمپوزنگ کا کٹھن مرحلہ جناب حافظ عبدالرؤف صاحب اور ان کے معاون خاص بھائی ابوبکر نے بطریق احسن سر کیا اور دیدہ زیب وجاذب نظر کمپیوٹر ڈیزائننگ کی۔

اللہ کے حضور سر بسجود ہو کر دُعا گو ہیں کہ وہ اس کتاب کا نفع عام کر دے، ادارہ کو تا روزِ قیامت باقی رکھے۔ تا کہ اسلام دشمن قوتوں کے خلاف محدثین اور فقہاء کی علمی تراث کو منصۂ شہود پر لاتا رہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ .

وکتبہ

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

رئیس: ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور

❀❀......❀❀

تقریظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰىآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنِ اقْتَدٰى بِهَدِيَّةٍ وَ نَهْجِ بِنَهْجِهٖ وَسَنَّ بِسَنَّتِهٖ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنَ ، اَمَّا بَعْدُ!

کتاب ہذا (الادب المفرد) درحقیقت امام المسلمین ، قدوۃ الموحدین، امیر المؤمنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف ہے۔ابواب کی تعداد ۶۴۴ اور کل مرفوع وموقوف روایات کی تعداد ۱۳۲۲ ہے۔امام صاحب نے کتاب کا آغاز "باب قوله تعالىٰ : ووصينا الانسان بوالديه احسانا" سے کیا ہے۔اوراس کے تحت والدین کے ساتھ حسن سلوک کی سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث لائے ہیں۔"الادب المفرد" میں اگرچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے مکمل طور پر صحیح احادیث کا اہتمام نہیں کیا۔جیسا کہ صحیح بخاری کے بارے میں انھوں نے صحت کا اہتمام کیا ہے، تاہم ایسی احادیث سے احتراز کیا ہے جو محدثین کے نزدیک پایہ اعتبار سے ساقط ہیں۔

بھائی ابوحمزہ عبدالخالق حفظہ اللہ نے اس عظیم الفوائد کتاب کو بزبانِ اُردو ادارہ انصار السنہ سے طبع کرا کے لوگوں تک پہنچایا ہے۔ بھائی عبدالخالق کو اللہ تعالیٰ نے خدمت حدیث کے تعلق سے بڑا نفیس ذوق عطا فرمایا ہے۔

ترجمہ عام فہم اور سلیس رکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے اور تشریح میں لمبی بحثوں سے پرہیز کیا گیا ہے۔اس عظیم کتاب میں امام صاحب نے انسانی زندگی سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی وہ احادیث جمع کی ہیں جنھیں "زندگی بسر کرنے کے سنہرے اُصول" کا نام دیا جا سکتا ہے۔ دنیا ایک گزرگاہ ہے، انسانیت کے قافلے اس پر سے پیہم گزر رہے ہیں۔ پوری زندگی ایک مسلسل سفر ہے۔ ہر انسان مسافر ہے اور چار و ناچار زندگی کا سفر سبھی کو طے کرنا ہے۔ "كن في الدنيا كأنك غريب أو عابر سبيل" [1]

مسافر اپنے سفر کے لیے زادِ راہ کی فکر کرتا ہے، بغیر زادِ راہ کے سفر کرنے والا طرح طرح کی مشکلوں سے دوچار ہوتا ہے اور بالآخر اپنی راہ کھوٹی کرتا ہے:

﴿وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى﴾ (البقرہ: ۱۹۷)

امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ مجموعہ احادیث اس لیے تیار کیا ہے کہ وہ خود اور دوسرے لوگ اسے زادِ راہ بنائیں۔اسلام کے آداب سمجھیں اور اس کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو سنوارنے کی سعی کریں۔

---

[1] صحيح بخاری، رقم : ٦٤١٤.

عزیز ساتھیو! یہ جو انسان کی زندگی بسر کرنے کا ڈھنگ ہے اس کی دو حیثیتیں ہیں، ایک ہے انفرادی زندگی اور دوسری اجتماعی زندگی۔

انفرادی زندگی یہ ہے کہ ایک شخص یا ایک نوجوان جماعت سے لاتعلقی اختیار کر کے الگ تھلگ ہو جائے اور الگ کام کرنے کو ترجیح دی، یہ زندگی پسندیدہ زندگی نہیں ہے۔

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے "يد الله على الجماعة" ......اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے'' فرما کر اجتماعی حیثیت کو بابرکت قرار دیا ہے، جو انفرادی زندگی کی بھرپور نفی اور مذمت کو متضمن ہے، پھر ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے انفرادی زندگی بسر کرنے والے کو اس بکری سے تشبیہ دی ہے جو اپنے ریوڑ سے الگ ہو جائے، ایسی بکری جلد ہی کسی بھیڑیئے کی درندگی کا شکار ہو کر اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔

تنہا زندگی بسر کرنے والے کی ہر سوچ اور پھر ہر عمل اور ہر جدو جہد پر اس کی تنہا زندگی کا پورا پورا رنگ اور اثر ہو گا، جو کبھی درست ہو گا اور کبھی انتہائی غلط، لیکن وہ اپنی سوچ اور جدو جہد کو صحیح قرار دیتا رہے گا، خواہ وہ حقیقت میں غلط ہی کیوں نہ ہو، اللہ رب العزت کے درج ذیل فرمان میں بہت سے افراد پر ردّ کے ساتھ ساتھ اس فرد پر بھی ردّ موجود ہے:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًاo اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًاo﴾ (الكهف: ۱۰۳، ۱۰٤)

اس آیت کریمہ میں واضح طور پر اس شخص کو سب سے بڑے خسارے میں مبتلا کیا گیا ہے جو یہ سمجھ کر عمل کرتا ہے کہ میں بالکل ٹھیک کر رہا ہوں۔

اجتماعی زندگی میں اس قسم کے خطرات لاحق نہیں ہوتے، یہاں تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان: "اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ" ...... کے مطابق، خیر خواہی کا عمل ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایک مومن کو دوسرے مومن کا آئینہ قرار دیا ہے، اس حدیث میں بھی اجتماعی عمل کی فضیلت و اہمیت کا اظہار ہوتا ہے، بھلا انفرادی زندگی میں اس شخص کو آئینہ کون دکھا سکتا ہے، یہ تو اجتماعی زندگی ہی میں ممکن ہے۔

انفرادی زندگی بسر کرنے والا اپنی ہر رائے، ہر کوشش اور ہر جدوجہد سے مطمئن بلکہ راضی ہوتا ہے، اور دوسروں کی رائے کو کوئی اہمیت نہیں دیتا، جب کہ یہ خطرناک روش، علامات قیامت میں سے ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں قیامت کی بہت سی علامات کے ضمن میں ایک علامت یہ بھی بیان فرمائی:

((وَإِعْجَابُ كُلِّ ذِيْ رَأْيٍ بِرَأْيِهٖ .))[1]

''قرب قیامت ہر شخص اپنی رائے کو پسند کرے گا اور اسی پر قائم رہنے کی کوشش میں لگا رہے گا۔''

[1] ابو داؤد، رقم الحديث: ٤٣٤٣۔ ترمذی، رقم الحديث: ٣٣٣٥۔

یہ ناپسندیدہ روش وہی شخص اپنا سکتا ہے، جس کی زندگی پر جماعتی رنگ نہ ہو، بلکہ وہ اپنے اعمال وجہو دصرف کرنے میں اکیلے پن کا شکار ہو چکا ہو، کیونکہ اجتماعی زندگی تو باہمی محبت اور تمام اُمور میں مشاورت پر قائم ہوتی ہے، پیش آمدہ مسائل میں علمائے کرام سے رجوع کا ہر وقت امکان موجود رہتا ہے، اور نتیجتاً اصلاح وسداد کی سعادت ہمہ وقت میسر رہتی ہے:

﴿فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ٥﴾ (النحل: ٤٣)

''پس اہل ذکر (قرآن وحدیث کا علم رکھنے والوں) سے سوال کرو، اگر تمہارے پاس علم نہیں۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا امر بہت سی حکمتوں اور بھلائیوں کو ضمن میں لیے ہوئے ہے۔ جب کہ اس ارفع مقصد کے حصول کے لیے اہل الذکر کا انتخاب بھی انتہائی قیمتی مصالح پر مشتمل ہے، علمائے کرام کی طرف چند قدم چل کر جانا ہی موجب سعادت ہے اور وہ سفر خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، جنت کا سفر قرار پاتا ہے:

((لقوله عليه الصلاة والسلام: من سلك طريقا يلتمس فيه علما سلك الله له طريقا الى الجنّة .)) [1]

''جو شخص حصولِ علم کی راہ پر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے جنت کی راہ پر چلا رہا ہوتا ہے۔''

حضرات! یہ حدیث جہاں طلب علم کی فضیلت پر مشتمل ہے وہاں اجتماعی طریق کی اہمیت پر بھی واضح دلالت پیش کر رہی ہے، کیونکہ طلب علم کا سب سے محکم طریق علمائے کرام کے ساتھ اجتماع واختلاط ہے، محض کتب بینی سے علم حاصل نہیں ہوتا۔

اجتماعی زندگی کے بہت سے فوائد ہیں، مثلاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ملاقاتیں اور زیارتیں کرنا۔ ایک حدیث قدسی کے مطابق ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی محبت واجب ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا بیان کردہ وہ واقعہ کسے یاد نہیں ہوگا، جس میں ایک شخص کے کہیں چل کر جانے کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو انسانی شکل میں کھڑا کر دیا، اس فرشتے نے اس سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ جواب دیا کہ سامنے بستی میں اپنے ایک بھائی سے اللہ کی رضا کے لیے ملنے جا رہا ہوں' تو اس فرشتے نے اسے اللہ تعالیٰ کی رضا ومحبت اور داخلہ جنت کی خوشخبری دی۔

اجتماعی زندگی کا ایک اور فائدہ مساجد کی طرف باجماعت اور جمعہ کی ادائیگی کے لیے جانا ہے، جس کے بہت سے ثمرات ہیں، ایک یہ ثمرہ ہے کہ جماعت سے ادا کی گئی ایک نماز ستائیس گنا بڑھ جاتی ہے۔

ہم نے یہ دیکھا ہے کہ جو لوگ جماعتی زندگی سے کٹ کر انفرادی منہج کو اپنا لیتے ہیں وہ مساجد سے بھی دُور ہو جاتے ہیں اور نتیجتاً ان تمام فوائد وثمرات سے محروم ہو جاتے ہیں۔

---

[1] ترمذی، رقم: ٢٨٥٨.

ایک بیمار بھائی کی بیمار پرسی بھی اجتماعی زندگی کا رنگ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ بیمار پرسی کے لیے جانے والا درحقیقت جنت کے باغیچوں میں چل رہا ہوتا ہے، فرشتے اس کے قدم گنتے ہیں اور ہر قدم پر دُعائیں دیتے ہیں۔

کسی بھائی کے فوت ہونے پر اس کے جنازے میں شرکت کا اجر ایک قیراط ہے، جب کہ تدفین میں شریک ہونے پر دوسرا قیراط حاصل ہو جاتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق سب سے چھوٹا قیراط اُحد کے پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔ اس فضیلت کا حصول بھی اجتماعی زندگی کا رہین منت ہے۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء .

انہی فضائل وثمرات ونتائج کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ کے فرمان: ((يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ .)) [1] ...... ''اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔'' کی حقیقت مزید آشکارا ہوتی ہے، جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے، جو اللہ رب العزت کی نصرت، تائید اور فضل و رحمت کے حصول کی بڑی واضح علامت ہے، اور جسے اللہ رب العزت کی نصرت وتائید حاصل ہو جائے وہ کبھی نامراد یا ناکام نہیں ہوسکتا اور ناکامی ونامرادی تو اس شخص کا مقدر ہے جو اللہ رب العزت کی نصرت وتائید سے محروم ہو جائے، اور کیونکہ یہ نصرت اور تائید جماعت کے لیے لہٰذا انفرادیت کا شکار شخص اس سے یکسر محروم ہے، یا نہ صرف یہ کہ محروم ہے بلکہ اس سے بہت زیادہ محاذ یرومنہیات کا ارتکاب شروع ہو جاتا ہے، مثلاً: غیبت، بدگمانی، چغلی، تجسس وتحسس، حسد، بغض، تحقیر، تکفیر اور تفریق بین الناس وغیرہ، اور یہ سب وہ اُمور محرمہ ہیں جنھیں کبائر میں شمار کیا گیا ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ کبائر کا مرتکب اگر توبہ کر کے اپنے معاملات کو صاف نہ کر لے تو وہ دنیا میں مستحق لعنت اور آخرت میں عذاب الیم کا مستحق قرار پاتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ مذکورہ تمام گناہوں کا تعلق حقوق العباد سے بھی ہے، جن میں ملوث انسان کی گردن اسی صورت آزاد ہوگی، جب متعلقہ حق دار شخص معاف کر کے راضی ہو جائے، اور اس کے راضی ہونے کی اوّلین صورت یہ ہے کہ حق تلفی کرنے والے شخص کی نیکیاں حق دار کو دے دی جائیں اور حق دار کے گناہ حق تلفی کرنے والے کے سر تھوپ دیئے جائیں۔

حضراتِ گرامی! تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ خطرناک گناہ ان نوجوانوں میں جلدی پیدا ہو جاتے ہیں جو جماعت سے کٹ کر انفرادی زندگی اپنا لیتے ہیں، کیونکہ ایسے لوگ بہت جلد شیطان کا لقمہ بن جاتے ہیں۔

پھر ایک نکتہ قابل توجہ ہے، علیحدگی پسند شخص اگر کوئی نیک عمل بھی کرے گا تو اس کی طرف لوگ اشارے کریں گے، اور اس کے نام کے ساتھ اس عمل کو منسوب کریں گے، جس میں ریاکاری کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ جب کہ اجتماعی زندگی میں ایسا ممکن نہیں، کیونکہ اس میں ہر عمل اور جدوجہد کے پیچھے جماعت کا ہاتھ ہوتا ہے کسی فرد کا نمایاں نہیں ہوتا، نتیجتاً اکثر وہ عمل اخلاص پر قائم ہوتا ہے اور ریاکاری سے مبرا۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ ریاکاری کی بنیاد پر کیا جانے والا عمل برباد ہے، بلکہ وہ عمل کرنے والا سب سے پہلے جہنم کا لقمہ بن جائے گا۔ لہٰذا جو لوگ کسی بھی وجہ سے علیحدگی، شذوذ اور تطرف کی

[1] مرعاۃ المفاتیح: ۱/ ۲۸۰.

زندگی بسر کر رہے ہیں ان سے گذارش کی جاتی ہے کہ جماعت کا سایہ انتہائی بابرکت اور باسعادت ہوتا ہے، آپ کی ذات جماعت کے اندر جس قدر وحدت، الفت اور محبت پیدا کرنے کا سبب بنے گی اسی قدر اللہ رب العزت کی رضا و رحمت کے خزانے حاصل ہوں گے اور جس قدر تفریق وتشتیت کا سبب بنے گی اسی قدر خالق کائنات کی ناراضی حاصل ہو گی،تفریق کلمہ سے تو صرف شیطان ہی خوش ہوتا ہے۔

حضرات گرامی! اجتماعی زندگی دو طرح کی ہے، یا یوں کہہ لیجیے کہ جماعت کی دو قسمیں ہیں: ایک جماعت کبریٰ جسے جماعة الامة بھی کہا جاتا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ کسی قطعہ ارض پر ایک امیر کے تحت شرعی امارت قائم ہو، حدود اللہ نافذ ہوں، شمع جہاد روشن ہو، اقامت صلاۃ، ایتاء زکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نظام قائم ہو، اور ان سب سے پیشتر اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے پیغمبر محمد کریم ﷺ کی سنت کی حاکمیت قائم ہو۔

﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾ (الحج: ٤١)

’’یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم زمین میں ان کے پاؤں جما دیں تو یہ پوری پابندی سے نمازیں قائم کریں اور زکاتیں دیں اور اچھے کاموں کا حکم کریں اور برے کاموں سے منع کریں، اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔‘‘

اس نظامِ امارت کی موجودگی ایک بہت بڑی نعمت ہے اور یہ وہ حقیقی اجتماعیت ہے جس کی بڑی برکات ہیں، ایسے امیر کی بیعت اور سمع وطاعت فرض ہو جاتی ہے اور اگر بیعت نہ کی جائے تو جاہلیت کی موت کی شرعی وعید کا سامنا کرنا پڑے گا، اور جاہلیت تو کفر کا قرین ہے۔

جماعت اہل حدیث کو رسول اللہ ﷺ کی جماعت کا تسلسل ہونے کا شرف حاصل ہے، رسول اللہ ﷺ کی پہلی جماعت صحابہ کرام تھے، جن کے منہج و عمل کو اللہ تعالیٰ نے رہتی دُنیا تک بطورِ مثال پیش کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا﴾ (البقرہ: ١٣٧)

’’اگر یہ لوگ ویسا ایمان لے آئیں جیسا تم (صحابہ کرام) لائے ہو تو ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔‘‘

فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

((الْمُتَمَسِّكُ فِيهِنَّ يَوْمَئِذٍ بِمِثْلِ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ لَهُ كَأَجْرِ خَمْسِينَ مِنْكُمْ .)) [1]

’’فتنوں کے ان دنوں میں جو شخص اس منہج وطریقہ پر مضبوطی سے جما رہے گا جس پر آج تم (صحابہ کرام) ہو

---

[1] المعجم الاوسط، رقم: ٣١٢١.

تو اس کے لیے پچاس آدمیوں کا اجر ہے۔''

نیز فرمایا: ''میری اُمت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی، سب جہنم میں جائیں گے، سوائے ایک کے۔ پوچھا گیا: وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((هُمْ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَ أَصْحَابِيْ .)) [1] ......''جو اس طریقہ پر ہوں گے جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں۔'' جیسے نصوص اس عظیم حقیقت پر شاہد عدل ہیں۔

[1] ترمذی، رقم: ۲٦٤١.

امام شافعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: ''جب کسی اہل حدیث کو دیکھتا ہوں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کسی صحابی رسول ﷺ کو دیکھ لیا۔''

آیئے! ہم اس عظیم الفوائد عظیم المرتبت حدیث کی کتاب پر عمل پیرا ہو کر ایسا ہی بننے کی کوشش کریں کہ ہمارا عقیدہ، منہج، خلق اور معیشت و معاشرت دیکھنے والوں کو اصحابِ رسول ﷺ یاد آ جائیں، اور یہ رنگ ہر شخص پر چھا جائے۔

سلف صالحین کے منہج کو سمجھئے، علم نافع اور عمل صالح کے ارفع و اعلیٰ منہج پر پوری استقامت کے ساتھ قائم ہو جایئے، اور اسی دعوت کو لے کر قریہ قریہ، بستی بستی پھیل جایئے۔ یہ ایک بڑا پر وقار اور دھیما عمل ہے۔

اللہ تعالیٰ اخلاص اور تقویٰ کے مبارک و مسعود منہج پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور منہج سلف صالحین کی روشنی میں دعوت کے عمل کو برقرار رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس مجموعہ سے اپنے بندوں کو نفع پہنچائے اور ناشرین کے لیے اسے اپنی خوشنودی اور رضا کا وسیلہ اور نجات کا ذریعہ بنائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمِ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْن .

وکتبه

عبداللہ ناصر رحمانی

سرپرست: ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور

۱٦/فروری ۲۰۰۷ء

❀❀......❀❀

عرض مترجم

قرآن مجید کی طرح دین اسلام کا بنیادی مأخذ حدیث نبوی بھی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے ارشادات ہی قرآن کی حقیقی اور حتمی تشریح وتوضیح ہیں۔ خیر القرون میں قرآن وسنت ہی کو دین سمجھا جاتا تھا، پھر تقلید کا رواج پڑا تو امت کا ایک بڑا گروہ فقہی جمود کا شکار ہو گیا۔ یونانی فلسفے کی لہریں اٹھیں تو علم الکلام اور فلاسفہ کی تعلیمات نے مسلم معاشرے کو متأثر کیا۔ لوگ خالص قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے کی بجائے فقہاء کے اقوال پر اکتفا کرنے لگے اور رائے زنی کو دین کا درجہ دیا جانے لگا۔

اس کے ساتھ ساتھ امت کا ایک گروہ لوگوں کو خالص قرآن وسنت کی طرف بلاتا رہا۔ یہ گروہ محدثین کرام کا تھا۔ ان کا مقصد اور منہج صحابہ والا تھا۔ انھوں نے لوگوں کو یہ شعور بخشا کہ قرآن وسنت آج بھی اور آئندہ بھی قیامت تک اسی طرح قابل عمل ہیں جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے دور میں قابل عمل تھے۔ عصر حاضر کے جدید مسائل کا جامع و مانع حل بھی قرآن وسنت میں موجود ہے۔ فقہ کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ قرآن وسنت کے دلائل کو پس پشت ڈال کر رائے کی بنیاد پر مسائل کا حل نکالا جائے۔ محدثین نے فقہی ترتیب پر احادیث جمع کر کے دین کے جملہ مسائل کو قرآن وسنت سے ثابت کیا۔

اس گروہ کے سرخیل امام المحدثین محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ تھے۔ ان سے قبل احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ اگرچہ امام احمد رحمہ اللہ نے جمع کیا تھا اور امام مالک رحمہ اللہ کی مؤطا کے علاوہ امام شافعی رحمہ اللہ کی کتب بھی موجود تھیں۔ لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں ایک جدید اور جامع اسلوب کے ذریعے مختلف مسائل کو ثابت کرنے کے لیے ابواب قائم کیے اور ان کے تحت احادیث جمع کیں۔

صحیح بخاری کے علاوہ امام بخاری رحمہ اللہ نے دیگر کئی کتابیں مرتب فرمائیں۔ جن میں تاریخ امام بخاری کے علاوہ زیر نظر کتاب "الادب المفرد" بھی شامل ہے۔ یہ کتاب فضائل وآداب کا مجموعہ ہے۔ اس میں مرفوع احادیث کے علاوہ آثار صحابہ اور تابعین کے اقوال بھی ہیں۔ اس میں امام بخاری رحمہ اللہ نے صحت حدیث کی شرط نہیں رکھی اور محدثین کے اصولوں کے مطابق روایات جمع کی ہیں۔ اس لیے کئی احادیث درجہ صحت تک نہیں پہنچتیں۔ جن کی نشان دہی تحقیق و تخریج میں کر دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل واحسان سے بندہ ناچیز کو خدمت حدیث کا موقع دیا۔ زیر نظر ترجمہ وتشریح راقم کی ذاتی کاوش ہے۔ یہ کسی کتاب کا چربہ یا سرقہ ہرگز نہیں، تاہم بعض اردو تراجم اور عربی شرحوں سے استفادہ ضرور کیا گیا

ہے جو سلف کا طریقہ کار ہے۔

میں نے حدیث میں وارد مسئلہ کی تا بحدِ امکان وضاحت کی کوشش کی ہے اور غیر ضروری طوالت سے گریز کیا ہے، تاہم بعض مباحث طویل ہو گئے جو موضوع کی ضرورت کے باعث ناگزیر تھے۔

میں نے ترجمہ وتشریح کا یہ کام تقریباً سات سال کے عرصے میں مکمل کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے بعد برادرم ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی رئیس ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور اور جناب محمد رمضان محمدی صاحب کی محبت اور توجہ دلانے پر یہ کام الحمدللہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ زیادہ وقت لگنے کی وجہ دارالسلام میں میری مصروفیات تھیں۔ ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے اساتذہ کا شکریہ ادا نہ کروں جن کی محنت وشفقت اور دعاؤں سے میرے دل میں حدیث اور علم حدیث کا شوق پیدا ہوا، خصوصاً استاذ الحدیث حافظ محمد شریف حفظہ اللہ کا اس میں بہت بڑا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کام کو میرے لیے، میرے والدین اور اساتذہ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ ادارہ دارالسلام کو بام عروج پر پہنچائے یہی ادارہ ہے جس کے فیضان سے مجھے لکھنے کا سلیقہ آیا جو یہ کام کرنے کا محرک بن گیا۔ اللہ جزائے خیر عطا فرمائے میری اہلیہ ام یحییٰ کو جس نے میرے آرام وراحت کا خیال رکھا اور مجھے پڑھنے لکھنے کا طمانیت بخش ماحول مہیا کیا۔

میں شکریہ ادا کرتا ہوں شیخ الحدیث مولانا عبداللہ رفیق صاحب حفظہ اللہ کا جنھوں نے اس کتاب پر نظر ثانی فرمائی۔

اس کام میں کوئی خیر اور خوبی ہے تو وہ اللہ رب العزت کی طرف سے ہے اور اگر کوئی کمی ہے تو وہ یقیناً میری کوتاہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور افادۂ عام کا ذریعہ بنائے۔ آمین

ربنا تقبل منّا إنك أنت السميع العليم .

کتبہ

محمد عثمان منیب

فاضل مرکز التربیۃ الاسلامیہ فیصل آباد

ریسرچ سکالر دارالسلام لاہور

30 جنوری 2017ء

❀❀......❀❀

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کے حالاتِ زندگی

نام ونسب:

سلسلۂ نسب یوں ہے: محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ، ان کا اصلی نام محمد اور کنیت ابوعبداللہ ہے، ان کے جداعلی بردزبہ فارس کے رہنے والے اور مذہباً مجوسی تھے۔

امام صاحب کے جدامجد مغیرہ پہلے شخص ہیں، جو اس خاندان میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ مغیرہ چونکہ امیر بخارا یمان جعفی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے، اس لیے جعفی مشہور ہوگئے، اور یہ لقب نسلاً بعد نسل منتقل ہوتا ہوا امام صاحب تک پہنچا، اس بنا پر امام صاحب جعفی کے لقب سے مشہور ہیں۔ [1]

امام صاحب کے والد اسماعیل چوتھے طبقہ کے معتبر محدثین میں شمار کیے جاتے ہیں، اسماعیل کی ثقاہت اور مرتبہ کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام مالک اور حماد جیسے محدثین کی انھوں نے شاگردی کی اور ابن مبارک جیسے شیوخ کی صحبت میں مدتوں رہے، اہل عراق نے اکثر حدیثیں ان سے روایت کی ہیں، خود امام بخاری نے تاریخ کبیر میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور اپنے والد گرامی کے فضل وکمال پر فخر کیا ہے۔ [2]

حلیہ:

امام صاحب کا جسم دبلا، پتلا، قد میانہ اور رنگ گندمی تھا۔ [3]

جائے پیدائش:

ہر عام وخاص شخص جانتا ہے کہ امام صاحب کا اصلی وطن بخارا ہے، بخارا قدیم جغرافیہ میں اقلیم پنجم کے صوبہ ماوراء النہر کا ایک جلیل القدر شہر سمجھا جاتا تھا [4] لیکن جدید جغرافیہ کے رو سے ایشیائی ترکستان میں واقع ہے اس کی پشت پر سمرقند، داہنی طرف تاشقند، بائیں طرف صحرائے کراکورم اور سامنے صحرائے قزل خورم ہے، دوسری صدی کے اواخر میں (جب بخارا کو امام صاحب کی پیدائش کا شرف حاصل ہوا) خلفائے عباسیہ کے زیر حکومت تھا اور مقامی انتظام کے لیے دربار خلافت کی طرف سے ایک گورنر رہا کرتا تھا۔

---

[1] مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۷۸ وکتاب الانساب، ورق: ۱۳۲۔

[2] مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۷۸۔

[3] تذکرۃ الحفاظ، ج: ۲، ص: ۱۲۵۔ تہذیب، ج: ۹، ص: ۴۸۔

[4] معجم البلدان، ج: ۲۔ ص: ۸۱ و۸۲۔ تاریخ ابن خلکان، ج: ۳، ص: ۲۳۲۔

ولادت:

شوال کی تیرہویں تاریخ، جمعہ کے دن ۱۹۴ھ میں امام صاحب پیدا ہوئے۔ ابھی کھیل کود کے دن ختم نہیں ہوئے تھے کہ ان کے والد اسماعیل ان کو ہمیشہ کے لیے داغِ مفارقت دے گئے تو ان کی والدہ انھیں اوران کے بڑے بھائی احمد کو لے کر بخارا سے مکہ معظّمہ چلی آئیں۔ ❶

ابتدائی تعلیم:

امام صاحب نے وہیں نشو ونما پائی اور ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم میں علم فقہ پر توجہ کی اور امام وکیع اور امام ابن مبارک جیسے اساتذۂ فن کی تصانیف کا مطالعہ کیا، پندرہ برس کی عمر میں فقہ کی تعلیم سے فارغ ہوگئے تو علم حدیث مقدس فن کی جانب متوجہ ہوئے۔ ❷

اساتذہ وشیوخ:

یہ بات مسلم ہے کہ امام صاحب کے فن حدیث کا فضل وکمال اسحاق بن راہویہ اور علی بن المدینی کے فیضان تعلیم کا زیادہ ممنون ہے۔ ان محدثین کے علاوہ امام صاحب کے شیوخ میں مختلف درجہ اور مختلف طبقے کی جماعتیں شامل تھیں، مثلاً:

۱۔ تبع تابعین جیسے محمد بن عبداللہ انصاری اور ابوعاصم النبیل۔

۲۔ تبع تابعین کے معاصر، مگر کسی ثقہ تابعی سے انھوں نے حدیث کی روایت نہیں کی جیسے آدم بن ایاس۔

۳۔ تبع تابعین سے جن لوگوں کو اخذ حدیث کا موقع ملا، جیسے قتیبہ بن سعید، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، علی بن مدینی اور یحییٰ بن معین۔ ❸

۴۔ ہم درس طلبہ جیسے محمد بن یحییٰ ذہلی، ابوحاتم رازی اور محمد بن عبدالرحیم صاعقہ۔

۵۔ امام صاحب کے معاصرین جیسے عبداللہ بن حماد آملی اور عبداللہ بن ابی العاص خوارزمی۔ ❹

امام صاحب کے شوق علم کا یہ حال تھا کہ بغداد، بصرہ، خراسان، کوفہ، خوارزم، حجاز اور شام میں اس وقت کوئی محدث ایسا نہ تھا، جس سے امام صاحب نے کچھ نہ کچھ اخذ نہ کیا ہو، ❺ آپ کے شیوخ کی مجموعی تعداد ایک ہزار اسی (۱۰۸۰) ہے جس میں پہلے قسم کے محدثین کا حصہ زیادہ ہے۔ ❻

ذہانت وفطانت:

امام صاحب فطرۃً نہایت قوی الحافظہ تھے۔ استاذ سے جو حدیث سنتے فوراً زبانی یاد کر لیتے، ابتدا میں کتابت حدیث کے سخت خلاف تھے، ان کا قول تھا کہ:

---

❶ مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۷۸۔ ❷ ایضاً۔ ص: ۴۷۹۔ طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ج: ۲، ص: ۴ و ۵۔ تذکرۃ الحفاظ، ج: ۲، ص: ۱۳۴۔

❸ امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی ان محدثین سے روایت کی ہے۔

❹ مقدمہ فتح الباری: ۴۷۹ و ۴۸۰۔ ❺ تذکرۃ الحفاظ، ج: ۲، ص: ۱۳۴۔ طبقات الشافعیہ، ج: ۲، ص: ۳۔

❻ مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۷۹۔

''کتابت سے انسان کی فطری قابلیت کم ہو جاتی ہے اور محض کتابوں پر اعتماد کرنے کا عادی ہو جاتا ہے۔'' ❶

لیکن آگے چل کر جب ضروریات زمانہ متقاضی ہوئے تو ان کو اپنی رائے بدلنی پڑی۔

وسعت علم اور قوت حافظہ کی شہرت:

امام صاحب کے وسعت علم اور قوتِ حافظہ کی شہرت دُور دُور تک پہنچ چکی تھی، حفظ حدیث میں ان کا پایہ اس قدر بلند تھا کہ بڑے بڑے محدثین مقابلہ نہیں کر سکتے تھے، اس لیے ان کی قوت حافظہ کا عام طور پر بڑے بڑے محدثین مقابلہ نہیں کر سکتے تھے، اس لیے ان کی تیزی ذہن اور قوت حافظہ کا عام طور پر اعتراف کیا جاتا تھا، ان کے زمانہ کے وہ علما جن کے گردوپیش ایک بڑی جماعت تلامذہ کی رہتی تھی اور جو فضل وکمال کے لحاظ سے خود امام فن کی حیثیت رکھتے تھے، ان کے کسی مجموعۂ حدیث کو امام صاحب صحیح تسلیم کرتے، تو وہ فخر یہ لہجہ میں کہتے کہ:

''ہماری ان حدیثوں کو محمد بن اسماعیل بخاری نے صحیح تسلیم کیا۔'' ❷

فراغت کے بعد اس شہرت نے وہ ترقی حاصل کی کہ دور دور سے لوگ سماع حدیث کی غرض سے حاضر ہونے لگے، ائمہ حدیث درس دیتے ہوئے امام صاحب کو اپنی مسند خاص پر جگہ دیتے۔ ❸

یوسف بن موسیٰ مروزی کا بیان ہے کہ ایک دن کسی شخص کو گلیوں میں پکارتے ہوئے سنا کہ ''اے قدر دان علم! ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل آج کل بصرہ میں تشریف فرما ہیں، جو شخص ان کی زیارت کا مشتاق ہو، جامع مسجد میں حاضر ہو' یہ صدا سنتے ہی میں جامع مسجد میں حاضر ہوا، مسجد میں اس وقت بہت سے علما جمع تھے، ایک ادھیڑ عمر شخص ستون کی آڑ میں نماز پڑھ رہا تھا، معلوم ہوا کہ امام محمد بن اسماعیل بخاری یہی ہیں، نماز سے فارغ ہو کر علما کی طرف متوجہ ہوئے، حاضرین نے درخواست کی، آج حدیث کے متعلق خطبہ دیں، امام صاحب نے منظور فرمایا، شہر میں اعلان کر دیا گیا کہ فلاں وقت امام صاحب بیان فرمائیں گے، لوگ جوق در جوق مسجد میں جمع ہونے لگے، جب حاضرین کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ گئی تو امام صاحب کھڑے ہوئے اور یوں بیان کرنا شروع کیا، کہ اے علمائے بصرہ! آج میں تمھارے سامنے وہ حدیث پیش کروں گا جن کے راوی تمھارے شہر بصرہ کے رہنے والے ہیں، مگر تم کو ان کی خبر نہیں، اس کے بعد انھوں نے جتنی حدیثیں بیان کیں، سب کے رواۃ اہل بصرہ تھے۔ ❹

امام صاحب کی وسعت معلومات اور معرفت حدیث کو دیکھ کر اکثر علما کہا کرتے تھے کہ:

"انما هو آية من آيات الله تمشي على وجه الارض ما خلق إلا للحديث......"

''امام بخاری اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو زمین پر چلتی پھرتی نظر آتی ہے، اللہ تعالیٰ نے

---

❶ مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۸۷۔
❷ مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۸۳، ۴۸۴.
❸ تاریخ بغداد، ج: ۲، ص: ۲۱۔
❹ تاریخ بغداد، ج: ۲، ص: ۱۵، ۱۶۔

انھیں صرف حدیث ہی کے لیے پیدا کیا۔''

تحصیل علم کے لیے سفر:

امام صاحب نے تحصیل علم کے لیے دور دراز مقامات کے سفر کیے، مصر وشام میں استفادۂ حدیث کی غرض سے دوبارہ گئے، حجاز میں متواتر چھ سال تک قیام کیا، کوفہ وبغداد علماء کا مسکن تھا، بار بار آیا کرتے، بصرہ میں چار بار گئے اور بعض مرتبہ پانچ پانچ برس تک قیام کیا، ایام حج میں مکہ معظّمہ چلے جاتے اور فراغت کے بعد پھر بصرہ چلے آئے، ❶ ان تمام سفروں میں نیشاپور کا سفر خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

نیشاپور کا سفر:

نیشاپور اس زمانے میں علم حدیث کا مرکز تھا، امام مسلم بن حجاج اور ان کے استاذ امام محمد بن یحییٰ ذہلی جیسے محدث اسی کی خاک سے اٹھے تھے اور ان کے علم وفضل نے نیشاپور کو دور دور تک مشہور کر دیا تھا، ایسی حالت میں امام صاحب کا نیشاپور جانا اور بڑے بڑے اساتذہ کی موجودگی میں اپنے فضل وکمال کا سکہ بٹھانا ایک غیر معمولی واقعہ ہے۔

امام صاحب جس شان سے نیشاپور میں داخل ہوئے اور جس پر جوش طریقے سے ان کا خیر مقدم کیا گیا، اس کی تصویر خود امام مسلم نے ان مختصر لفظوں میں کھینچی ہے:

''امام بخاری جب نیشاپور میں تشریف لائے تو اس دھوم دھام سے ان کا استقبال کیا گیا کہ والیان ملک اور سلاطین کو بھی نصیب نہ ہوا ہوگا۔'' ❷

امام مسلم کا یہ حال تھا کہ امام صاحب کی روزانہ مجلس کبھی ان سے خالی نہیں ہوتی تھی، ایک دن امام صاحب کی جامعیت اور تبحر علمی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ بے اختیار پیشانی کا بوسہ لے لیا اور جوش میں آ کر کہا:

"دعنی أقبل رجليك يا أمير المومنين فی الحديث." ❸

''اے ملک حدیث کے بادشاہ! مجھے اجازت دیجیے کہ میں قدم بوسی کا شرف حاصل کروں۔''

ایک دن امام ذہلی نے اپنی مجلس میں کہا: میں کل محمد بن اسماعیل بخاری کی ملاقات کو جاؤں گا جس شخص کا جی چاہے میرے ساتھ چلے'' ساتھ ہی امام ذہلی کو یہ خیال ہوا کہ امام بخاری کی بدولت میری درسگاہ میں جو بے رونقی چھا گئی ہے، اس کا اثر میرے طلبہ پر بھی پڑا ہے، اس لیے میرے ساتھیوں میں سے کوئی طالب علم ایسی بات نہ پوچھ بیٹھے، جس کی بدولت مجھ میں اور محمد بن اسماعیل میں رنجش ہو جائے، اس لیے اپنے ہمراہیوں کو تاکید کر دی کہ امام بخاری سے اختلافی مسائل کے متعلق کوئی سوال نہ کیا جائے۔ ❹

---

❶ مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۷۹۔ تاریخ بغداد، ج: ۲، ص: ۴، ۵۔ ❷ مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۹۱۔

❸ ایضاً، تاریخ بغداد، ج: ۲، ص: ۳۰۔ طبقات الشافعیہ، ج: ۲، ص: ۱۱۔

❹ مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۹۱۔

چنانچہ دوسرے دن امام ذہلی اپنی جماعت کے ساتھ امام صاحب کے یہاں پہنچے، اتفاقاً وہی صورت پیش آگئی جس کا انھیں خوف تھا، ایک شخص نے اٹھ کر امام صاحب سے سوال کیا کہ یـا أبـا عبداللّٰہ! قرآن کے جو الفاظ ہماری زبان سے نکلتے ہیں، کیا وہ مخلوق ہیں؟ اس کے الفاظ یہ تھے: "لفظی بالقرآن مخلوق؟ " ......امام صاحب ساکت رہے۔ پھر اس شخص نے دوبارہ سوال کیا، امام صاحب نے مجبوراً جواب دیا:

"الـقرآن كلام الله غير مخلوق و لفظي بالقرآن ألفاظنا وألفاظنا من افعالنا وأفعالنا مخلوقة ." ❶

''قرآن کلام الٰہی اور غیر مخلوق ہے، اور جو الفاظ ہماری زبانوں سے نکلتے ہیں وہ ہمارے الفاظ ہیں، اور ہمارے الفاظ ہماری زبان کی ایک حرکت ہے اس لیے ہمارا ایک فعل ہے اور افعال مخلوق ہیں۔''

امام مسلم کو جب معلوم ہوا کہ امام ذہلی بھی اس جواب کی بدولت امام صاحب کے مخالف ہو گئے ہیں اور انھوں نے اپنی مجلس میں منادی کرادی کہ ''جو شخص لفظی بالقرآن مخلوق کا قائل ہو وہ ہماری مجلس میں شریک نہ ہو۔'' تو سخت برآشفتہ ہوئے اور وہ تمام نوشتے پھینک دیئے جن میں امام ذہلی کی تقریریں قلمبند کی تھیں۔ ❷

جب یہ اختلاف ایک نازک حد تک پہنچ گیا تو امام صاحب نیشاپور کو خیر باد کہہ کر اپنے وطن مالوف بخارا کو روانہ ہوئے، اہل بخارا کو جب اطلاع ملی کہ ان کا ہم وطن عظیم محدث کمال شہرت کے خلعت سے آراستہ ہو کر پھر اپنے وطن مالوف کو واپس لوٹ رہا ہے تو جوش مسرت میں استقبال کے لیے بڑھے، شہر سے دو کوس کے فاصلہ پر امرائے شہر نے خیر مقدم کیا اور درہم و دینار نثار کرتے ہوئے شہر میں لائے۔ ❸

جلاوطنی اور انتقال:

بخارا میں امام صاحب نے ایک مدت تک آرام وراحت سے زندگی بسر کی لیکن آخر میں اپنی غیور اور خودار طبیعت کی بدولت مصیبت میں مبتلا ہو گئے، شاہ بخارا نے حکم دیا کہ بخارا سے فوراً نکل جائیں۔

امام صاحب کے بعض رشتہ دار سمرقند کے ایک چھوٹے سے قریہ خرتنگ میں رہتے تھے، امام صاحب بخارا سے نکل کر وہیں چلے آئے اور آخر عمر تک وہیں رہے، جلا وطنی کا انھیں سخت افسوس تھا، وفور غم میں بے اختیارانہ زبان سے نکل جاتا، کہ الٰہی باوجود وسعت کے زمین میرے لیے تنگ ہوگئی ہے، اس لیے اب مجھ کو اٹھا لے۔ ❹

عجیب اتفاق ہے کہ یہ دعا ایسی مقبول ہوئی کہ تھوڑے ہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے دنیا سے اٹھا لیا، ❺ ۲۵۶ھ

---

❶ مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۹۱۔ ❷ مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۹۱۔۴۹۲۔

❸ ایضاً، ص: ۴۹۴۔ ❹ تاریخ بغداد، ج: ۲، ص: ۲۴۔ مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۹۴۔ تہذیب التہذیب، ج: ۹، ص: ۵۲۔

❺ ایضاً۔

میں...... شب کو نماز کے بعد انتقال ہوا، شوال کے مہینے میں تیرہویں تاریخ کو پیدا ہوئے اور شوال ہی کی چاند رات میں دوشنبہ کو وفات پائی اور عید کے دن ظہر کی نماز کے بعد تجہیز وتکفین ہوئی۔

دوسرے دن جب یہ خبر مشہور ہوئی تو سمرقند میں ایک تہلکہ مچ گیا، اس دھوم دھام سے جنازہ اٹھایا گیا کہ سارا سمرقند مشایعت میں ساتھ ساتھ تھا۔

عام اخلاق وعادات، وجہ معاش اور تصانیف

خودداری:

امام صاحب کی زندگی میں بعض بڑی شائستہ خصوصیات پائی جاتی تھیں۔ ان کی طبیعت سخت درجہ غیور، خوددار اور بے تکلف تھی۔ امیر بخارا کی خواہش تھی کہ امام صاحب اس کے دربار میں حاضر ہوکر صحیح بخاری اور تاریخ کبیر سنائیں، امام صاحب نے اس خواہش کو رد کر دیا کہ میں علم کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا کہ سلاطین کے آستانے پر لے جا کر پیش کروں، اگر امیر کو سچا شوق ہے، تو میری مجلس میں آ کر شریک ہو، امیر بخارا کی درخواست تھی کہ وہ قصر شاہی میں آ کر شہزادوں کو تعلیم دیں، امام صاحب نے فرمایا کہ میں امیر کے لڑکوں کو کوئی خصوصیت نہیں دے سکتا، میری مجلس عام ہے، جس کا جی چاہے آ کر شریک ہو، امیر بخارا کو یہ استغنا ناگوار گذرا، حکم دے دیا کہ ہمارے شہر سے نکل جاؤ، امام صاحب نے اپنے وطن سے نکلنا منظور کر لیا مگر علم کی ذلت گوارا نہ کی، ❶

خودداری کا خیال اس درجہ تھا کہ خود ان کا قول ہے:

''میں نے اپنے استاد علی بن مدینی کے سوا اور کسی کے مقابلہ میں اپنے کو چھوٹا نہ سمجھا۔'' ❷

سادگی وقناعت:

امام صاحب نے عمر بھر کبھی اس امر کی کوشش نہیں کہ کسی امیر یا بادشاہ کی فیاضی سے فائدہ اٹھائیں، کئی مرتبہ اس قسم کے مواقع ہاتھ آئے مگر انھوں نے وظیفہ قبول نہیں کیا، اپنے پدر بزرگوار کی میراث میں جو کچھ ملا، اس پر آخری عمر تک قناعت کی، اس زمانے میں تجارت کی اس خاص صورت کو کہ ایک شخص اپنا روپیہ صرف کرے اور دوسرا اپنی محنت اور مشترکہ تجارت سمجھی جائے، مضاربت کہتے تھے، امام صاحب اسی طریقہ کی تجارت میں اپنے روپے لگا دیتے اور اسی کی قلیل آمدنی سے ضروریات زندگی پوری کرتے۔ ❸

انکساری:

امام صاحب کو ایک عظیم محدث ہونے کے باوجود معمولی سے معمولی شخص سے بھی کسی نامعلوم امر کو دریافت کرنے

---

❶ مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۹۴۔ ❷ مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۸۴۔ تہذیب، ج: ۹، ص: ۵۰۔

❸ مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۸۰۔

میں عار نہیں آتا تھا، ان کے اساتذہ کی طویل فہرست میں بعض ان لوگوں کے نام نظر آتے ہیں، جو ان کے ہم عمر یا ہم درس تھے۔ ❶

تیراندازی:

امام صاحب کو گھڑسواری اور تیراندازی میں اس درجہ مہارت تھی کہ ان کا نشانہ بہت کم غلط ہوتا تھا۔ ❷

صفائی:

امام صاحب کوئی دنیادار آدمی نہیں تھے، ان کی زندگی بالکل سیدھی سادھی اور خالص علمی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی صفائی کا اس درجہ خیال رہتا تھا کہ فرش پر ایک تنکے کا پڑا رہنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے، اثنائے درس ایک شخص نے اپنی ڈاڑھی سے ایک تنکا نکال کر فرش پر ڈال دیا، امام صاحب کی جب نظر پڑی تو چپکے سے اٹھے اور تنکے کو اٹھا کر باہر صحن میں پھینک دیا۔ ❸

تلامذہ:

امام صاحب کا حلقہ درس نہایت وسیع تھا، اسلامی دنیا کے ہر حصہ سے طلبہ کی جماعت جوق در جوق آکر شریک ہوتی اور بڑے بڑے پایہ کے اشخاص حلقہ تلامذہ میں شامل ہیں، شاگردوں میں حافظ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، ابوعبدالرحمٰن نسائی، مسلم بن حجاج جیسے جید محدث نظر آتے تھے جو حدیث کے ارکان ستہ کے تین جلیل القدر رکن ہیں، ابن خزیمہ، محمد بن نصر مروزی اور صالح بن محمد امام صاحب کے شاگردوں میں داخل ہیں۔ ❹

تصانیف:

امام صاحب کو زمانہ تحصیل علم ہی میں تصنیف وتالیف کا شوق ہوا اور آخر عمر تک قائم رہا، ان کی ابھی اٹھارہ برس کی عمر تھی، جب ''قضایائے صحابہ وتابعین'' نامی کتاب لکھی ❺ اور بڑے بڑے مشائخ کو متحیر کر دیا۔

تاریخ کبیر، مدینہ منورہ کی چاندنی راتوں میں تصنیف کی، جب آسمان کی منور اور قدرتی قندیل نے دنیا کے مصنوعی چراغوں سے مستغنی کر دیا تھا۔ ❻

تصانیف کی مجمل فہرست یہ ہے:

١۔ الجامع الصحیح ٢۔ تاریخ کبیر ٣۔ تاریخ اوسط

٤۔ تاریخ صغیر ٥۔ خلق أفعال العباد ٦۔جزء رفع الیدین

٧۔ جزء قرأت فاتحہ خلف الامام ٨۔ الادب المفرد

---

❶ مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۸۰۔ تہذیب، ج: ۹، ص: ۴۷۔

❷ مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۸۱۔

❸ مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۸۲۔

❹ مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۹۳۔

❺ تاریخ بغداد، ج: ۲، ص: ۷۔

❻ ایضاً

۹۔ برالوالدين	۱۰۔ كتاب الضعفاء	۱۱۔ الجامع الكبير
۱۲۔ التفسير الكبير	۱۳۔ كتاب الأشربه	۱٤۔ كتاب الهبه
۱۵۔ كتاب المبسوط	۱٦۔ كتاب الكنٰى	۱۷۔ كتاب العلل
۱۸۔ كتاب الفوائد	۱۹۔ كتاب المناقب	۲۰۔ أسامى الصحابه
۲۱۔ كتاب الواحدان	۲۲۔ قضايا الصحابة۔	

ثناء العلماء:

محمد بن بشار بندار رحمہ اللہ نے کہا: ''بخاری سیّد الفقہاء تھے۔''

ابومصعب رحمہ اللہ تو آپ کوامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بھی "أ فـقه و أبصر" یعنی بڑا فقیہ اور صاحب بصیرت کہتے ہیں۔

نعیم بن حماد اور یعقوب بن ابراہیم الدورقی نے آپ کو "فقيه الامة" کہا ہے۔

اور امام اسحاق بن راھویہ فرماتے ہیں: ''امام بخاری رحمہ اللہ حسن بصری رحمہ اللہ کے دَور میں ہوتے تو بھی لوگ انہی کی معرفت بالحدیث اور تفقہ کے محتاج ہوتے۔'' [1]

وکتبہ
حافظ حامد محمود الخضری

❁❁......❁❁

[1] تہذیب التہذیب، ج:۹،ص:۴۳۔۴۴

1...... بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾ [العنكبوت: ٨]

ا۔ باب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے متعلق کہ ”ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ نیکی کا حکم دیا۔“

1 - أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ حَامِدِ بْنِ هَارُونَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْبُخَارِيُّ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ النَّيَازِكِيِّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ فَأَقَرَّ بِهِ، قَدِمَ عَلَيْنَا حَاجًّا فِي صَفَرَ سَنَةَ سَبْعِينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْخَيْرِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْجَلِيلِ بْنِ خَالِدِ بْنِ حُرَيْثٍ الْبُخَارِيُّ الْكِرْمَانِيُّ الْعَبْقَسِيُّ الْبَزَّارُ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَعِشْرِينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ الْأَحْنَفِ الْجُعْفِيُّ الْبُخَارِيُّ قال: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: الْوَلِيدُ بْنُ الْعَيْزَارِ أَخْبَرَنِي قَالَ............

سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُولُ حَدَّثَنَا صَاحِبُ هَذِهِ الدَّارِ، وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالَ: ((الصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا))، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ))، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)) قَالَ: حَدَّثَنِي بِهِنَّ، وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي.

عمرو بن شیبانی، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ ہمیں اس گھر والے نے بتایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔“ میں نے کہا: اس کے بعد کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”پھر والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔“ میں نے کہا: اس کے بعد کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”پھر اللہ کے رستے میں جہاد کرنا۔“

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے انھی سوالوں پر اکتفا کیا، اگر میں مزید درخواست کرتا تو آپ مزید چیزیں بتا دیتے۔

فوائد و مسائل:

ا۔ مذکورہ حدیث کی سند میں مذکور عبارت ”صَاحِبُ هَذِهِ الدَّار“ سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ مکان وغیرہ بنانا زہد اور تقویٰ کے خلاف نہیں ہے، اور اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ استاد کو نام کی بجائے کسی نسبت سے پکارنا مستحسن ہے۔

۲۔ امام بخاری رحمہ اللہ جب اپنی اس کتاب میں صحابہ کا تذکرہ کرتے ہوئے صرف ”عبداللہ“ کا ذکر کریں تو اس سے مراد

(١) تخريج الحديث: أخرجه المصنف في الصحيح، كتاب مواقيت الصلاة، رقم: ٥٢٧، وكتاب الأدب، رقم: ٥٩٧٠ـ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم الحديث: ٢٥٤ـ سنن النسائي، رقم: ٦١٠، ٦١١

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

۳۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سوال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس قدر بھلائی کے متلاشی تھے اور اس کے حریص تھے۔

۴۔ لفظ "أَحَبُّ" سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال کے مراتب فی نفسہ بھی مختلف ہوتے ہیں کوئی عمل درجہ میں زیادہ فضیلت والا ہے تو کوئی کم، جیسا کہ کبھی اشخاص اوقات اور جگہوں کے بدلنے سے اعمال کے مراتب میں فرق پڑ جاتا ہے۔

نقطہ:......بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((أَفْضَلُ الأَعْمَالِ إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ)) اور بعض دفعہ فرمایا: ((أَفْـضَلُ الْأَعْمَالِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلَى مُؤْمِنٍ)) یعنی جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی عمل کی فضیلت بیان کرنی ہوتی اور اس کی اہمیت کو اُجاگر کرنا ہوتا تو یہ لفظ یعنی أَفْـضَلُ ، أَحَبُّ استعمال فرماتے ،لیکن یادرہے کہ عبادات بدنیہ میں سے سب سے افضل اور أَحَـبُّ إِلَـى اللّٰـهِ عمل نماز ہی ہے، اور عقائد میں سے سب سے افضل اور أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ عمل ایمان باللہ ہے۔ واللہ اعلم (فتح الباری : ۱٤/۲)

۵۔ نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل عمل ہے، اور وقت کا تعین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری احادیث میں کر دیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نماز کو اس کے اوّل وقت میں ادا کرنا سب سے افضل عمل ہے۔ (صحیح الترغیب والترهیب، ح:۳۹۹) اور عشاء کی نماز کو تاخیر سے پڑھنا افضل ہے، جیسا کہ دوسری احادیث میں اس کی صراحت ہے۔ نیند یا بھول جانے کی صورت میں تاخیر سے ادا کی جانے والی نماز ادا تو ہو جائے گی لیکن افضلیت کے درجے سے نکل جائے گی۔

۶۔ نماز اللہ تعالیٰ کا حق ہے اس لیے سب سے پہلے خالق حقیقی کے حق کا تذکرہ کیا، اس کے بعد والدین کے حقوق مقدم ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ (بنی اسرائیل: ۲۳) سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اسی لیے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے یہ پوچھنے پر کہ اللہ کے رسول اس کے بعد کس کا حق ہے، یعنی کون سا عمل اللہ کو زیادہ پسند ہے، آپ نے جواب دیا: والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا، عربی لفظ برّ استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں کہ ان کے ساتھ بھلائی اور صلہ رحمی کی جائے اور ان کے حقوق ادا کیے جائیں۔

لفظ "ثُـمَّ" لا کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ والدین کے حقوق کی آڑ میں حقوق اللہ کو ضائع نہ کیا جائے بلکہ اللہ کے حقوق کو مقدم رکھا جائے اور والدین اگر حقوق باری تعالیٰ ادا کرنے میں رکاوٹ بنیں تو ان کی اطاعت نہ کی جائے جیسا کہ باب مذکور کی آیت کے شانِ نزول سے واضح ہے۔ وہ اس طرح کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو ان کی والدہ نے قسم کھا لی کہ جب تک تو مرتد نہیں ہو جاتا، میں تیرے ساتھ کلام نہیں کروں گی حتی کہ کھانا پینا بھی چھوڑ دیا، اور اسے شدت بھوک اور پیاس سے غشی کے دورے پڑنے شروع ہو گئے، تو سعد رضی اللہ عنہ نے یہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

سامنے رکھا، اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیت نازل فرمائی:

﴿وَ وَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَ إِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا﴾ (العنکبوت : ۸)

''اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا۔ اگر وہ دونوں تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ اس کو شریک کرے جس کا تجھے علم نہیں تو ان دونوں کی اطاعت نہ کرنا۔''

اور لفظ ''بـــــرّ'' کے مفہوم میں یہ بھی شامل ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک دل کی خوشی سے ہو۔ جس طرح والدین اولاد کی تربیت اور پرورش کرتے وقت کوئی ملال اور تنگی محسوس نہیں کرتے، اسی طرح اولاد کو خدمت والدین میں بھی عار محسوس نہیں کرنی چاہیے، خواہ وہ کتنے ہی علم و فضل والے ہوں، اس لیے کہ والدین ہی انسان کے وجود میں آنے کا سبب بنتے ہیں، اور وہ اولاد کے لیے جو کچھ کرتے ہیں اولاد اس کا عشر عشیر بھی نہیں کر سکتی۔

یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا ((بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر ہے: ﴿أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ﴾ ''یعنی میرا شکر کرو اور اپنے والدین کا بھی۔''

ابن عیینہ رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے ''شکر'' اور والدین کے ''شکر'' میں فرق کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ذکر کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلَّى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فَقَدْ شَكَرَ اللّٰهَ ، وَمَنْ دَعَا لِوَالِدَيْهِ عَقِبَهَا فَقَدْ شَكَرَلَهُمَا .)) (فتح الباری : ۲ / ۱۵)

''جس شخص نے پانچ نماز ادا کیں اس نے اللہ کا شکر ادا کیا، اور جس نے پانچ نمازیں ادا کرنے کے بعد اپنے والدین کے لیے بھلائی کی دعا کی گویا اس نے والدین کا شکر ادا کیا۔''

۸۔ تیسری مرتبہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اس کے بعد کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے تو آپ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔

جہاد ''جھـــد'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی مشقت کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں جہاد اس کوشش کو کہا جاتا ہے جو اعلائے کلمۃ اللہ اور احکام الٰہی کو نافذ کرنے کے لیے کی جائے۔ اس کی واضح ترین شکل کافروں کو ظلم سے روکنے اور توحید کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے پر ان سے لڑنا ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ تقریباً پورے مدنی دور میں کافروں کے ساتھ جہاد کرتے رہے اور صحابہ کرام اور خلفاء راشدین نے اس عمل کو آگے بڑھایا حق بات پر ڈٹ جانا اور اسے دوسروں تک پہنچانا بھی جہاد کی تعریف میں شامل ہے۔ معصیت سے اپنے آپ کو روک کر رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر کرنا بھی جہاد ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

((اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ))

''مجاہد وہ ہے جو اللہ عزوجل کے لیے اپنے نفس سے جہاد کرے۔'' (صحیح الترغیب والترهیب، ح: ۱۲۱۸)

جہاد کو تیسرا مرتبہ دینا اس کی عدم اہمیت کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ جہاد درحقیقت پہلے دو معاملات پر موقوف ہے۔اس لیے کہ جہاد ایمان اور نماز کو قائم کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔اگر کسی آدمی کی نماز درست نہیں تو گویا اس کے جہاد میں خلل ہے۔ جو خود اپنے نفس سے جہاد نہیں کر سکتا وہ دوسروں سے کیا جہاد کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حتى شهدوا ان لا اله الا اللّٰه)) اور جہاں تک والدین کا تعلق ہے تو جہاد ان کی اجازت اور رضامندی پر موقوف ہے جیسا کہ بہت ساری احادیث سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے۔

۸۔ اس حدیث میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جو نماز کی حفاظت نہیں کرے گا وہ دوسرے احکام کو ضائع کر دے گا۔ اور جو اپنے والدین سے اچھائی نہیں کر سکتا، دوسروں کو اس سے خیر کی اُمید نہیں رکھنی چاہیے، جو کفار سے جہاد نہیں کر سکتا وہ فاسق اور فاجر لوگوں کو برائی سے کس طرح روک سکتا ہے۔

۹۔ آخر میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں مزید سوال کرتا تو آپ اور بھی ایسے اعمال بتاتے اور صحیح مسلم میں اس امر کی وضاحت ہے کہ میں نے اس لیے مزید استفسار نہیں کیا کہ کہیں آپ اُکتا نہ جائیں۔

اس بات میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ استاد کی تعظیم کرنا اور اس کا خیال رکھنا ضروری ہے اور کسی عالم دین سے بے جا سوال نہیں کرنے چاہئیں، استاد اگر طالب علم کے سوال کا مختصر جواب دے کر مزید وضاحت نہ کرے تو بھی درست ہوگا۔اس حدیث کے آخر میں لفظ ''لَوْ'' استعمال ہوا ہے، جب کہ ایک حدیث میں ہے ''أَنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ'' (صحيح مسلم، كتاب القدر، باب الإيمان بالقدر والإذعان له، رقم: ٦٧٧٤۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٥٦٩٢) کہ ''لو'' شیطان کا کام کھولتا ہے۔ان دونوں احادیث میں تطبیق یوں ہوگی کہ قضاء وقدر پر ایمان نہ رکھتے ہوئے اس کا استعمال درست نہیں، لیکن اگر انسان تقدیر پر ایمان رکھتا ہو تو بعض فائدہ مند باتوں میں ''لَو'' کا استعمال درست ہے۔ دوسرے الفاظ میں تقدیر پر ناراضی اور عدم اعتماد کی بنا پر کہنا منع ہے، تاہم کسی اچھے کام کے رہ جانے پر افسوس کرتے ہوئے ایسا کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

2 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔''

(٢) تخريج: مستدرك حاكم ١٥١/٤، رقم: ٧٣٣١۔ وقال: صحيح على شرط مسلم،صحيح ابن حبان، رقم: ٤٣٠۔ سنن ترمذى، باب ما جاء فى الفضل في رضا الوالدين، ١٨٩٩۔ السلسلة الصحيحة، رقم: ٥١٦.

فوائد و مسائل:

۱۔ ''رضا'' کا مطلب ہے کہ ان کی رائے کا احترام کیا جائے اور دنیاوی معاملات میں ان کی مخالفت نہ کی جائے، بلکہ اولیٰ یہ ہے کہ دل میں ملال بھی نہ آئے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا مندی کو والد کی رضا مندی سے اس لیے مشروط کیا ہے کہ اللہ کے حکم کے بعد والد کے حکم کو سب سے مقدم رکھا جائے، اور والدہ کا اگرچہ ذکر نہیں کیا لیکن وہ بھی اس میں شامل ہے۔

۳۔ احسان کرنے میں بعض احادیث میں والدہ کو مقدم کیا گیا ہے، جیسا کہ حدیث نمبر ۵ میں آئے گا، اور رضا مندی میں باپ کا ذکر ہوا ہے۔ یہ شاید اس لیے کہ عموماً معاملات میں والد ہی کا دخل ہوتا ہے اور اس کی حکم عدولی کے زیادہ خدشات تھے اس لیے والد کا ذکر کیا گیا اور ماں کیونکہ انسان کے معاملات میں زیادہ دخل اندازی نہیں کرتی اس لیے احسان اور نیکی کرنے میں اس کو مقدم رکھا گیا ہے۔

۴۔ بندۂ مومن ہر حال میں کوشش کرتا ہے کہ اس کا حقیقی رب ناراض نہ ہو۔ رسولِ اکرم ﷺ نے اللہ کی ناراضی سے بچنے کا نسخہ تجویز کیا کہ والد کو ناراض نہ کیا جائے تو اللہ بھی ناراض نہیں ہوگا۔

۵۔ اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کا ناراض اور خوش ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ دونوں اللہ کی ایسی صفات ہیں جن پر اہل حدیث اور اہل السنہ کا ایمان ہے۔ اور اس کو مخلوق کے غصے اور خوشی پر قیاس نہیں کیا جائے گا بلکہ یہ صفات اللہ کے لیے ایسی ہی ثابت ہوں گی جیسے اس کی شان کے لائق ہیں۔

۶۔ یہ حدیث مرفوعاً بھی صحیح سند سے ثابت ہے جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ الصحیحہ، ح: ۵۱۵ میں ذکر کیا ہے۔

2...... بَابُ بِرِّ الْأُمِّ — والدہ کے ساتھ حسن سلوک کا بیان

3 - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ..........

عَـنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قُـلْـتُ: يَـا رَسُـولَ الـلّٰـهِ، مَنْ أَبَرُّ؟ قَـالَ: ((أُمَّكَ))، قُـلْـتُ: مَنْ أَبَرُّ؟ قَالَ: ((أُمَّكَ))، قُـلْـتُ: مَنْ أَبَرُّ؟ قَالَ: ((أُمَّكَ))، قُلْتُ: مَـنْ أَبَـرُّ؟ قَـالَ: ((أَبَـاكَ، ثُـمَّ الْأَقْـرَبَ فَالْأَقْرَبَ))

حضرت بہز بن حکیم اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا (معاویہ بن حیدہ) سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں کس سے حسن سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں سے۔'' میں نے کہا: (پھر) کس سے حسن سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں سے۔'' میں نے کہا: پھر کس سے حسن سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں

(۳) حسن۔ الارواء: ۲۲۳۲، ۸۲۹۔ الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی بر الوالدین، رقم: ۱۸۹۷.

سے۔‘‘ میں نے کہا: پھر کس سے حسن سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: ’’اپنے باپ سے، پھر اس کے بعد جو تیرا زیادہ قریبی رشتہ دار ہو پھر جو اس کے بعد زیادہ قریبی ہو۔‘‘

فوائد و مسائل:

۱۔ انسان پر مالی اور بدنی دو قسم کے حقوق واجب ہوتے ہیں، دونوں قسم کے حقوق میں والدین کا درجہ سب سے پہلے ہے اور والدین میں بھی حسن سلوک کی زیادہ مستحق انسان کی ماں ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے بار بار پوچھنے پر تین مرتبہ بتایا کہ ماں حسن سلوک کی دنیا میں سب سے زیادہ مستحق ہے اور چوتھی مرتبہ آپ نے باپ کا ذکر کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ماں فطرتاً کمزور اور نرم دل ہوتی ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگ ماں کی نافرمانی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

۲۔ ماں کا تین بار اور والد کا ایک بار ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تین قسم کی مشقتیں ایسی ہیں جنھیں ماں تنہا برداشت کرتی ہے، یعنی حمل، جننے اور دودھ پلانے کی مشقت، اور بعد میں تربیت میں والد بھی شریک ہوتا ہے اس لیے چوتھی بار اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۳۔ ماں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ماں کا معاملہ چار دیواری تک محدود ہوتا ہے جبکہ باپ کے معاملے سے لوگ بھی آگاہ ہوتے ہیں۔ انسان لوگوں کی باتوں سے بچنے کے لیے والد کے ساتھ تو بسا اوقات اچھا سلوک کرتا ہے لیکن والدہ اس سے محروم رہتی ہے۔

۴۔ ماں چونکہ کمزور خلقت ہے اس لیے ممکن ہے وہ نافرمانی اور برا سلوک برداشت نہ کرسکے اور اولاد کے لیے اس کی زبان سے بددعا نکل جائے اور انسان اس بددعا کی وجہ سے تباہ ہوجائے۔

۵۔ حدیث کے آخری حصے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جتنا زیادہ قریبی ہے اس کا زیادہ حق ہے، اس لیے مراتب کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیے۔ اکثر لوگ دوستوں اور غیروں کے ساتھ تو اچھا سلوک کرتے ہیں لیکن رشتے داروں اور والدین کے ساتھ ان کا رویہ درست نہیں ہوتا ہے۔ ایسا فعل بھی محل نظر ہے۔

۶۔ ہمارے معاشرے میں اگر میاں بیوی میں ناراضی ہوجائے اور معاملہ طلاق تک پہنچ جائے تو اولاد اکثر بگڑ جاتی ہے۔ ماں بچوں کو باپ کی نافرمانی کا حکم دیتی ہے اور باپ ماں کی برائیاں بیان کرتا ہے۔ ایسی صورت میں اولاد کو کیا کرنا چاہیے، یہ ایک نہایت اہم سوال ہے جس کا جواب رسولِ اکرم ﷺ کی تعلیمات میں مل جاتا ہے، وہ یہ ہے کہ ایسی صورت میں انسان ماں اور باپ دونوں کو ان کے حقوق دیتا رہے اور ماں کے ساتھ حسن سلوک کو مقدم رکھے اور عزت و تکریم میں باپ کو فوقیت دے۔ ماں کی وجہ سے باپ اور والد کی وجہ سے ماں کے ساتھ ہرگز بدسلوکی نہ کرے۔

4 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ............

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي خَطَبْتُ امْرَأَةً، فَأَبَتْ أَنْ تَنْكِحَنِي، وَخَطَبَهَا غَيْرِي، فَأَحَبَّتْ أَنْ تَنْكِحَهُ، فَغِرْتُ عَلَيْهَا فَقَتَلْتُهَا، فَهَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: أُمُّكَ حَيَّةٌ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: تُبْ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَتَقَرَّبْ إِلَيْهِ مَا اسْتَطَعْتَ فَذَهَبْتُ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ: لِمَ سَأَلْتَهُ عَنْ حَيَاةِ أُمِّهِ؟ فَقَالَ: إِنِّي لَا أَعْلَمُ عَمَلًا أَقْرَبَ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ بِرِّ الْوَالِدَةِ.

حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ میں نے ایک عورت کو پیغامِ نکاح بھیجا تو اس نے مجھ سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر میرے علاوہ کسی اور نے نکاح کا پیغام بھیجا تو اس نے رضامندی کا اظہار کر دیا۔ مجھے اس پر غیرت آ گئی اور میں نے اسے قتل کر دیا۔ کیا میرے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے) فرمایا: کیا تمہاری والدہ زندہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ سے توبہ کر اور جتنا ہوسکتا ہے (اعمالِ صالحہ وغیرہ سے) اللہ کا قرب حاصل کر (راوی حدیث حضرت عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور ان سے عرض کی: آپ نے اس سے اس کی ماں کے زندہ ہونے کا سوال کیوں کیا؟ تو انہوں نے فرمایا: میرے علم میں والدہ کے ساتھ حسن سلوک سے بڑھ کر کوئی عمل اللہ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں ہے۔

فوائد و مسائل:

۱۔ غیرت انسان کی فطرت میں شامل ہے اور بسا اوقات یہ ممدوح ہوتی ہے جس طرح آدمی کا اپنا اہل وعیال پر غیرت کرنا، اور اگر نہ کرے تو وہ دیوث ہوجاتا ہے لیکن بسا اوقات مذموم اور قابل سزا ہوتی ہے جیسا کہ اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے، اس لیے کہ عورت کو اختیار ہے کہ جس کا چاہے پیغامِ نکاح قبول کرے اور جس کا چاہے ردّ کردے اور ایسا بغیر وجہ کے بھی کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ اس حدیث سے غیرت کے خطرناک نتائج کا بھی علم ہوتا ہے کہ یہ انسان کو غیبت، حسد، کینہ اور بغض جیسے گناہوں میں ملوث کر دیتی ہے حتی کہ انسان قتل جیسا قبیح فعل بھی کر بیٹھتا ہے۔

۳۔ قتل گناہ کبیرہ ہے لیکن اگر کسی انسان سے سرزد ہوجائے تو اس کے لیے توبہ کا دروازہ کھلا ہے، اگر وہ سچے دل سے

(٤) صحيح، الصحيحة: ٢٧٩٩.

توبہ کرنا چاہتا ہے۔ اور توبہ کا مطلب یہ ہے وہ اپنے کیے پر نادم اور شرمندہ ہو لیکن یاد رہے کہ دیت بہر صورت ادا کرنا پڑے گی الّا یہ کہ ورثاء معاف کر دیں۔

۴۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے سے بڑا گناہ بھی ہو جائے تو اللہ سے ناامید نہیں ہونا چاہیے بلکہ فوراً معافی مانگ لینی چاہیے، اللہ اپنی بے پایاں رحمت سے معاف فرما دے گا۔

۵۔ عالم کو چاہیے کہ سائل کو کبھی مایوس نہ کرے بلکہ اسے توبہ کا بہترین رستہ بتائے اور کسی ایسے عمل کی طرف رہنمائی کرے جو اس کے اس گناہ کا کفارہ بن جائے۔ اس لیے کہ اگر وہ ناامید ہو گیا تو ممکن ہے وہ مزید سرکشی اور گناہ میں مبتلا ہو جائے جیسا کہ بنی اسرائیل کے سو آدمیوں کے قاتل کا واقعہ ہے کہ ننانوے قتل کر کے جب اس نے کسی آدمی سے پوچھا تو اس نے جواب دیا: تیری کوئی توبہ نہیں۔ تو اس نے اسے بھی قتل کر دیا۔ (بخاری)

۶۔ اعمال صالحہ گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾

لیکن علماء میں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ کبیرہ گناہ بھی ختم ہو جاتے ہیں یا اس کے لیے الگ سے توبہ کی ضرورت ہوتی ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ محض نیک کام ہی کبیرہ گناہوں کو بھی ختم کر دیتے ہیں اس لیے کہ جو آدمی نیک اعمال کرتا ہے وہ یقیناً اپنے گناہ پر نادم ہوتا ہے اور ندامت خود توبہ ہے اور اس کا نیک اعمال کرنا بھی توبہ کا ایک طریقہ ہے۔

۷۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ والدہ کے ساتھ حسن سلوک بھی ان اعمال میں سے ہے جو کبیرہ گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔

۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فرمان: لَا أَعْلَمُ ...... سے ان کی تواضع اور انکساری کا اظہار ہوتا ہے۔ انھوں نے یہ نہیں کہا: کوئی عمل اس سے بڑھ کر نہیں بلکہ یوں کہا کہ میرے علم میں کوئی عمل ایسا نہیں۔ اسے علماء کو اپنا شیوہ بنانا چاہیے اور دعویٰ کمال سے اجتناب کرنا چاہیے۔

3...... بَابُ بِرِّ الْأَبِ — والد کے ساتھ حسن سلوک کا بیان

5 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! مَنْ أَبَرُّ؟ قَالَ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! میں کس سے حسن سلوک

(٥) صحيح: بخاری، الأدب، باب من أحق الناس بحسن الصحبة: ٥٩٧١ - ومسلم: البر والصلة والادب، رقم: ٦٥٠٠.

((أُمَّكَ)) ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أُمَّكَ)) ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أُمَّكَ)) ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أَبَاكَ))

کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں سے۔'' (سائل نے) کہا: پھر کس سے حسن سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں سے۔'' اس نے کہا: پھر کس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں سے۔'' اس نے کہا: پھر کس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے باپ سے۔''

6 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَتَى رَجُلٌ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا تَأْمُرُنِي؟ فَقَالَ: ((بَرَّ أُمَّكَ)) ، ثُمَّ عَادَ، فَقَالَ: ((بَرَّ أُمَّكَ))، ثُمَّ عَادَ، فَقَالَ: ((بَرَّ أُمَّكَ)) ، ثُمَّ عَادَ الرَّابِعَةَ، فَقَالَ: "بَرَّ أُمَّكَ" ثُمَّ عَادَ الْخَامِسَةَ فَقَالَ: ((بَرَّ أَبَاكَ)) .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں سے حسن سلوک کر۔'' اس نے دوبارہ وہی سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کر۔'' اس نے پھر وہی سوال دہرایا۔ آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کر۔'' پھر اس نے چوتھی مرتبہ پوچھا: آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں سے حسن سلوک کرو۔'' اس نے پانچویں مرتبہ پھر کہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اپنے باپ سے حسن سلوک کر۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ان احادیث سے والد کا مقام و مرتبہ معلوم ہوتا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے والد کے متعلق الگ باب قائم کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ باپ کا مرتبہ الگ سے مسلم ہے اور والدہ کے بعد حسن سلوک کے سب سے زیادہ مستحق والد ہی ہیں۔

(۲) اس حدیث کی مکمل تشریح اور وضاحت حضرت حکیم بن حزام کی روایت: ۳ میں گزر چکی ہے۔

4...... بَابُ بِرِّ وَالِدَيْهِ وَإِنْ ظَلَمَا

والدین کے ظلم کے باوجود ان سے حسن سلوک کرنا چاہیے

7 - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ الْقَيْسِيِّ............

(٦) صحيح: مسند احمد: ٢/ ٤٠٢.

(٧) ضعيف: أخرجه ابن المبارك في الزهد: ٣١- وابن ابی شيبه: ٢٥٤٠٧- والبيهقی فی شعب الايمان: ٢٥٣٧.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ لَهُ وَالِدَانِ مُسْلِمَانِ يُصْبِحُ إِلَيْهِمَا مُحْتَسِبًا، إِلَّا فَتَحَ لَهُ اللّٰهُ بَابَيْنِ - يَعْنِي: مِنَ الْجَنَّةِ - وَإِنْ كَانَ وَاحِدٌ فَوَاحِدٌ، وَإِنْ أَغْضَبَ أَحَدَهُمَا لَمْ يَرْضَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتَّى يَرْضَى عَنْهُ"، قِيلَ: وَإِنْ ظَلَمَاهُ؟ قَالَ: ((وَإِنْ ظَلَمَاهُ))

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے: جس مسلمان کے ماں باپ بحالت اسلام زندہ ہوں اور وہ اپنی صبح کا آغاز ان کے ساتھ حسن سلوک سے کرتا ہو اور یہ کام وہ ثواب کی نیت سے کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھول دیتا ہے۔ اگر والدین میں سے ایک ہو، تو ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور اگر ان کو ناراض کر دے تو اللہ تعالیٰ اس وقت تک ناراض رہتا ہے جب تک وہ اس سے راضی نہیں ہو جاتے۔ کسی نے کہا: اگر وہ اس پر ظلم کرتے ہوں تو؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگرچہ وہ ظلم کرتے ہوں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ روایت ضعیف ہے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن دوسری صحیح احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ والدین اگر زیادتی بھی کریں تو بھی ان کے ساتھ حسن سلوک ہی کرنا چاہیے۔

(۲) اکثر و بیشتر والدین اولاد پر ظلم نہیں کرتے لیکن اگر وہ کوئی ایسا حکم دیں جسے انسان زیادتی اور ظلم سمجھ رہا ہو تو اسے برداشت کرنا چاہیے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میرے نکاح میں ایک خاتون تھی جس سے مجھے از حد محبت تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے پسند نہیں کرتے تھے، انہوں نے مجھے کہا کہ اسے طلاق دے دو۔ میں نے انکار کیا تو وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور انہیں جا کر بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اسے طلاق دے دو۔

(صحيح الترغيب، حديث: ٢٤٨٧)

(۳) جہاں تک دنیوی امور کا تعلق ہے تو والدین کی زیادتی کے باوجود بھی ان سے حسن سلوک ہی کرنا چاہیے لیکن اگر والدین اللہ کی معصیت پر اکساتے ہیں تو پھر ان کی اطاعت کسی صورت بھی درست نہیں جیسا کہ پہلی حدیث کے تحت تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔

5...... بَابُ لِينِ الْكَلَامِ لِوَالِدَيْهِ

والدین سے نرمی سے بات کرنا

8 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ مِخْرَاقٍ قَالَ............

حَدَّثَنِي طَيْسَلَةُ بْنُ مَيَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّجَدَاتِ، فَأَصَبْتُ ذُنُوبًا لَا أَرَاهَا إِلَّا مِنَ

طیسلہ بن میاس کہتے ہیں کہ میں خارجیوں کے ساتھ تھا مجھ سے کچھ گناہ سرزد ہو گئے جنہیں میں کبیرہ گناہ سمجھتا تھا۔ میں نے

(٨) صحيح: الصحيحة: ٢٨٩٨.

الْكَبَائِرِ ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَا هِيَ؟ قُلْتُ: كَذَا وَكَذَا ، قَالَ: لَيْسَتْ هَذِهِ مِنَ الْكَبَائِرِ ، هُنَّ تِسْعٌ: الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ، وَقَتْلُ نَسَمَةٍ ، وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ ، وَأَكْلُ الرِّبَا ، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ ، وَإِلْحَادٌ فِي الْمَسْجِدِ ، وَالَّذِي يَسْتَسْخِرُ ، وَبُكَاءُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْعُقُوقِ قَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ: أَتَفْرَقُ النَّارَ ، وَتُحِبُّ أَنْ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ؟ قُلْتُ: إِي وَاللّٰهِ ، قَالَ: أَحَيٌّ وَالِدُكَ؟ قُلْتُ: عِنْدِي أُمِّي ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ لَوْ أَلَنْتَ لَهَا الْكَلَامَ ، وَأَطْعَمْتَهَا الطَّعَامَ ، لَتَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مَا اجْتَنَبْتَ الْكَبَائِرَ

ان کا ذکر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کیا تو انہوں نے کہا: وہ کیا ہیں؟ میں نے کہا: فلاں فلاں۔ انہوں نے فرمایا: یہ کبیرہ نہیں ہیں، کبیرہ تو صرف نو (۹) ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، (ناحق) کسی جان کو قتل کرنا، میدان جنگ سے بھاگنا، کسی پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، سود کھانا، یتیم کا مال ہتھیانا، مسجد میں خلاف شرع کام کرنا، کسی سے ٹھٹھا مذاق کرنا، والدین کی نافرمانی کر کے انہیں رلانا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کیا تو آگ سے ڈرتا اور جنت میں داخل ہونا پسند کرتا ہے۔ میں نے کہا: ہاں اللہ کی قسم! انہوں نے فرمایا: کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ میں نے کہا: میری ماں زندہ ہے۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر تو اس سے نرمی سے گفتگو کرے گا اور اسے کھانا کھلائے گا اور کبیرہ گناہوں سے بھی بچتا رہے گا تو ضرور جنت میں داخل ہوگا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) **مع النجدات:** نجدہ بن عامر خارجی کی طرف منسوب لوگوں کو نجدات کہتے ہیں اور یہ خارجیوں کا گروہ تھا جن کے نزدیک کبیرہ گناہ کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

(۲) **فأصبت** ...... **الكبائر:** کبیرہ گناہ کی بابت درج ذیل باتوں کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے:

۱۔ علمائے کرام نے کبیرہ گناہ کی کئی ایک تعریفات کی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ یا صحابہ کرام سے بالضبط کوئی تعریف ثابت نہیں ہے۔ درج ذیل تعریف زیادہ جامع معلوم ہوتی ہے:

''ہر وہ گناہ جس پر حد جاری ہو یا دنیوی یا اخروی وعید ہو یعنی جہنم وغیرہ کی یا کرنے والے کو معلون قرار دیا گیا ہو۔''

۲۔ کبیرہ گناہ کی معافی: ......کبیرہ گناہ کی معافی کے متعلق بھی علماء میں اختلاف ہے۔

خارجیوں کے نزدیک کبیرہ گناہ کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کا حکم کافر اور مشرک والا ہے۔ اس کے برعکس بعض کے نزدیک کبیرہ گناہ سے انسان کے ایمان میں کوئی فرق نہیں آتا۔

اہل سنت کے مابین بھی اختلاف ہے کہ کیا کبیرہ گناہ کی معافی کے لیے توبہ شرط ہے یا محض نیک اعمال سے بھی کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں؟ اگرچہ علماء کی اکثریت کبیرہ گناہ کی معافی کے لیے توبہ کو شرط قرار دیتی ہے، تاہم بعض علماء کے نزدیک اعمال صالحہ بھی کبیرہ گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ صحیح اور درست بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ کبیرہ

گناہوں کی معافی کے لیے توبہ کو شرط قرار دینا محل نظر ہے۔ اس لیے کہ بہت سارے اعمال کو مطلق گناہوں کا کفارہ قرار دیا گیا ہے۔ بالخصوص جب کوئی عمل گناہ کی معافی کی نیت سے کیا جائے تو وہ کفارہ بننے کے زیادہ اولیٰ ہے۔

۳۔ کبیرہ گناہوں کی تعداد:...... کبیرہ گناہوں کی تعداد کے متعلق بھی مختلف اقوال ہیں۔ مذکورہ بالا حدیث میں صرف نو اعمال کو کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے جبکہ بعض دوسری روایات میں اور بھی کبیرہ گناہوں کا ذکر ہے۔ بعض نے ان کی تعداد سترہ بتائی ہے اور بعض کے نزدیک ان کی تعداد ستر تک پہنچ جاتی ہے۔ ابن حجر رحمہ اللہ نے (الزواجر عن اقتراف الکبائر) میں کبیرہ گناہوں کی تعداد دو سو چالیس (۲۴۰) بتائی ہے۔ علامہ سعد تفتازانی صغیرہ اور کبیرہ کی عام تقسیم کے سرے سے قائل ہی نہیں ہیں۔ لیکن ان کا موقف بہرحال درست نہیں ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ صغیرہ اور کبیرہ کے تصور کو تسلیم کرتے ہوئے یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ توبہ سے کبیرہ گناہ بھی مٹ جاتے ہیں اور اگر توبہ نہ کی جائے تو معمولی معمولی گناہ بھی تباہی کا سبب بن سکتے ہیں۔ (ملخص: فضل اللہ الصمد)

۴۔ دوستوں کی صحبت کا انسان پر بہت اثر ہوتا ہے اس لیے دوستوں کا انتخاب دیکھ کر کرنا چاہیے۔ طیسلہ بن میاس خارجیوں کے ساتھ میل جول کی وجہ سے ان سے متاثر ہوئے۔ برے دوست کی مثال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھٹی کے ساتھ دی ہے کہ جس کا دھواں پاس بیٹھنے والے کو کم از کم ضرور پہنچتا ہے۔

حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ والدین کی نافرمانی اور ان سے بدسلوکی بھی کبیرہ گناہ ہے۔

۵۔ **أحَيّ والداك**: ابن عمر رضی اللہ عنہ کا والدین کی زندگی کے متعلق سوال کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک انسان کے جنت میں جانے کا سبب ہے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک انسان کے عام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور جو شخص حقیقت میں جہنم سے ڈرتا ہے اور جنت میں جانے کا خواہش مند ہے اسے اپنے اخلاق اور اعمال درست کرنے چاہئیں اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ وہ جہنم سے ڈرتا ہے لیکن اس کے اعمال درست نہیں ہیں تو گویا وہ شخص حقیقت میں اللہ سے ڈرتا ہی نہیں ہے اور اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہے۔

۶۔ اولاد والدین کا سرمایہ ہے اور ان کے لیے اولاد کا مال حلال ہے۔ وہ دستور کے مطابق اولاد کا مال ان کی اجازت کے بغیر بھی استعمال کر سکتے ہیں لیکن اگر اولاد دل کی خوشی سے والدین پر خرچ کرتی ہے تو ان کا یہ خرچ کرنا بھی اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں میں شمار کر کے ان کے جنت میں جانے کا سبب بنا دیتا ہے۔

9 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ............

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے قرآن مجید کی آیت:

---

(۹) صحيح: أخرجه ابن وهب في الجامع: ۱۱۸۔ والمروزي في البر والصلة: ۱۲۔ وهناد في الزهد: ۹٦۷۔ وابن أبي الدنيا في مكارم الاخلاق: ۲۲۲.

﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ﴾ [الإسراء: 24] ، قَالَ: لَا تَمْتَنِعْ مِنْ شَيْءٍ أَحَبَّاهُ

﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: (اس کا مطلب ہے) کہ جو بات انہیں محبوب ہو اسے بجا لاؤ اور اس کے خلاف نہ کرو۔

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ تفسیر ہشام اپنے باپ عروہ سے بیان کر رہے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلف صالحین اپنی اولاد کی اس طرح تربیت کرتے تھے کہ وہ مالی وراثت کے ساتھ ساتھ ان کے علم کے بھی وارث بنیں اور اپنے دین سے لگاؤ رکھنے والے ہوں۔ عصر حاضر میں علمائے کرام اپنی اولاد کو اکثر و بیشتر دینی تعلیم کی طرف نہیں لاتے، شاید اس کی بڑی وجہ عوام کا علماء کے ساتھ غیر مناسب رویہ ہے۔ اس لیے عوام کو علماء کے ساتھ اچھا رویہ رکھنا چاہیے اور علماء کو بھی اللہ کی رضا کی خاطر تکالیف برداشت کرتے ہوئے بھی اپنی اولاد کو دینی تعلیم کے زیور سے ضرور آراستہ کرنا چاہیے۔

(۲) والدین انسان کا سب سے قیمتی سرمایہ ہیں کہ جن کے ساتھ حسن سلوک انسان کی نیکیوں میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں عروہ رحمہ اللہ نے بھی اسی بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ والدین کا رویہ خواہ کیسا بھی ہو بہر حال اولاد کو نرمی اور شفقت کے ساتھ والدین سے گفتگو کرنی چاہیے۔ والدین سے انداز گفتگو عام لوگوں سے ہٹ کر ہونا چاہیے۔ اہل عرب (خفض الجناح) کو تواضع، عاجزی اور اپنے آپ کو مٹا دینے کے لیے بطور کنایہ استعمال کرتے ہیں، یعنی اپنے جذبات اور خواہشات کو والدین کے لیے قربان کردو اور کوئی ایسی بات یا کام نہ کرو جس سے ان کے احساسات مجروح ہوں الا کہ وہ معصیت کا حکم دیں تو اس صورت میں ان کی پیروی درست نہیں ہے۔

6...... بَابُ جَزَاءِ الْوَالِدَيْنِ

والدین کے احسان کا بدلہ دینے کا بیان

10 - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ.......... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدَهُ، إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی بیٹا اپنے باپ کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکتا۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنے باپ کو غلام پائے اور اسے خرید کر آزاد کر دے (تو پھر حق ادا کرسکتا ہے)۔''

(۱۰) صحيح: أخرجه مسلم، العتق، باب فضل عتق الوالد: ۱۵۱۰۔ و ابو داؤد: ۵۱۳۸۔ والترمذی: ۱۹۰۶۔ وابن ماجه: ۳۶۵۹۔ الارواء: ۱۷۴۷.

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے والدین کے احسان کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انسان خواہ والدین کے ساتھ جتنا بھی حسن سلوک کرے کم ہے اور اس کے لیے والدین کی قربانیوں کا بدلہ دینا ممکن نہیں ہے۔

(۲) اسلامی حکومت جب جہاد کرے اور دوران جنگ جو کافر گرفتار ہوں ان کو غلام بنا لیا جاتا ہے۔ شروع اسلام میں یہ لوگ مسلمانوں سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جاتے تھے۔ بسا اوقات بیٹا آزاد ہو جاتا اور باپ غلام ہی ہوتا تو اس صورت میں اگر بیٹا باپ کو خرید لے تو باپ خود بخود آزاد ہو جاتا ہے لیکن بیٹے کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

(۳) شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الادب المفرد میں علامہ سندی کے حوالے سے لکھا ہے کہ غلام کے سانس بھی گویا اس کے اپنے نہیں ہوتے اور وہ ہلاک ہونے والے شخص کی طرح ہوتا ہے اور اس کو آزادی دلوانا اسے زندگی دینا ہے۔ بیٹا اگر باپ کو آزادی دلواتا ہے تو گویا اس نے باپ کو عدم سے وجود بخشا اور باپ بھی بیٹے کے عدم سے وجود میں آنے کا سبب بنا تھا اس لیے اس کا یہ فعل اس کے برابر ہو گیا تو اس نے والد کا بدلہ ادا کر دیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

11 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ............

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، أَنَّهُ شَهِدَ ابْنَ عُمَرَ وَرَجُلٌ يَمَانِيٌّ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، حَمَلَ أُمَّهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ، يَقُولُ:

إِنِّي لَهَا بَعِيرُهَا الْمُذَلَّلْ
إِنْ أُذْعِرَتْ رِكَابُهَا لَمْ أُذْعَرْ

ثُمَّ قَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ أَتُرَانِي جَزَيْتُهَا؟ قَالَ: لَا، وَلَا بِزَفْرَةٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ طَافَ ابْنُ عُمَرَ، فَأَتَى الْمَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: يَا ابْنَ أَبِي مُوسَى، إِنَّ كُلَّ رَكْعَتَيْنِ تُكَفِّرَانِ مَا أَمَامَهُمَا

سعید بن ابو بردہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یمن کے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے اور اس نے اپنی والدہ کو کمر پر اٹھا رکھا ہے اور یہ اشعار پڑھ رہا ہے: میں اپنی ماں کے لیے سدھایا ہوا اونٹ ہوں اگر اس کی سواریوں کو خوف زدہ کیا جائے تو میں خوف زدہ نہیں ہوں گا۔ پھر اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ کا کیا خیال ہے کہ میں نے اپنی والدہ کا بدلہ چکا دیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں اس (کی زچگی) کے ایک سانس کا بھی نہیں۔ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے طواف کیا اور مقام ابراہیم پر آ کر دو رکعتیں ادا کیں اور فرمایا: اے ابو موسیٰ کے بیٹے! ہر دو رکعتیں ما قبل کیے ہوئے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے بوڑھے شخص کا حج کرنا ثابت ہوتا ہے اگرچہ وہ خود چل پھر نہ سکتا ہو۔ اور سواری وغیرہ پر طواف کرنے کا جواز بھی معلوم ہوا۔

(۱۱) صحيح: أخرجه المروزي في البر والصلة: ۳۷۔ والفاكهي في أخبار مكه: ٦٤٢۔ وأبن أبي الدنيا في مكارم الاخلاق: ۲۳۵۔ والبيهقي في شعب الأيمان: ۷۹۲٦۔

(۲) اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان والدین کی کتنی ہی زیادہ خدمت کرے ان کا حق ادا نہیں کرسکتا بالخصوص والدہ کا جو اولاد کی خاطر کئی بار موت کے منہ سے واپس آتی ہے۔ اس میں والدین کے ساتھ زیادہ سے زیادہ حسن سلوک کی ترغیب ہے اور یہ کہ بندے کو اس بات کا حریص ہونا چاہیے کہ والدین کے ساتھ زیادہ سے زیادہ اچھا برتاؤ کرے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یمنی کو بتایا کہ ولادت کے وقت ماں کو جس مشقت سے گزرنا پڑتا ہے تو نے ابھی تک تو اس کے ایک سانس کا بدلہ بھی نہیں دیا۔

(۳) شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ماں کے اجر کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک عورت کو کسی بچے کو جنم دینے کا کتنا بڑا اجر ملتا ہے۔ اس لیے خواتین کو یہ اجر وثواب حاصل کرنے کے لیے منصوبہ بندی سے گریز کرنا چاہیے۔

(۴) مقام ابراہیم پر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نماز پڑھنے اور فضیلت بتانے سے نفل نماز کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز جس طرح قرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے اسی طرح گناہوں کے کفارے کی سب سے عمدہ صورت بھی ہے۔

12 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ............

عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَسْتَخْلِفُهُ مَرْوَانُ، وَكَانَ يَكُونُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، فَكَانَتْ أُمُّهُ فِي بَيْتٍ وَهُوَ فِي آخَرَ، قَالَ: فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ وَقَفَ عَلَى بَابِهَا فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا أُمَّتَاهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَتَقُولُ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا بُنَيَّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَيَقُولُ: رَحِمَكِ اللّٰهُ كَمَا رَبَّيْتِنِي صَغِيرًا، فَتَقُولُ: رَحِمَكَ اللّٰهُ كَمَا بَرَرْتَنِي كَبِيرًا، ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ صَنَعَ مِثْلَهُ

عقیل رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابومرہ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو مروان اپنا نائب بنایا کرتا تھا اور وہ ذوالحلیفہ میں رہتے تھے اور ان کی والدہ ایک گھر میں رہتی تھی اور وہ خود دوسرے گھر میں رہتے تھے۔ ابومرہ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب کہیں جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی والدہ کے (گھر کے) دروازے پر کھڑے ہوکر فرماتے: اے اماں جان تجھ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، تو ان کی والدہ جواب میں فرماتیں: اور تجھ پر سلامتی اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ وہ (ابوہریرہ) فرماتے: اللہ آپ پر رحم فرمائے جیسے آپ نے بچپن میں میری پرورش کی، تو جواباً فرماتیں: اللہ تجھ پر بھی رحم فرمائے جس طرح تو نے بڑے ہوکر میرے ساتھ حسن سلوک کیا۔ اور جب واپس تشریف لاتے تو پھر اسی طرح کرتے۔

(۱۲) ضعیف: أخرجه ابن وهب في الجامع: ۱۵۱۔ والمروزي في البر والصلة: ۳۷۔ وابن أبي الدنيا في مكارم الاخلاق: ۲۲۸.

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ حدیث ضعیف ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے سعید بن ابو ہلال کے اختلاط کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ تاہم کسی مہم پر جانے سے پہلے بزرگوں سے ملنا اور ان کی دعائیں لینا مستحسن عمل ہے جیسا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لیے جانے سے پہلے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور آپ نے انہیں دعا دے کر رخصت فرمایا تھا۔

13 - وَحَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُهُ عَلَى الْهِجْرَةِ، وَتَرَكَ أَبَوَيْهِ يَبْكِيَانِ، فَقَالَ: ((ارْجِعْ إِلَيْهِمَا، وَأَضْحِكْهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا))

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس ہجرت کی بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوا اور اس کے والدین (اس کی جدائی سے) رو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے پاس واپس جا اور انہیں ہنسا جس طرح تو نے انہیں رلایا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ہجرت کے لغوی معنی چھوڑنے کے ہیں، پھر یہ ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں منتقل ہونے پر بولا جانے لگا۔

ہجرت کا اصطلاحی مفہوم: اپنے دین و ایمان کو بچانے کے لیے دشمن کے علاقے کو چھوڑ کر مسلمانوں یا امن والے علاقے میں چلے جانا ہجرت کہلاتا ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ شرح صحیح الادب المفرد میں فرماتے ہیں: ہجرت کی دو قسمیں ہیں:

ایک ہجرت وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے اور یہ اولین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہجرت ہے کہ انہوں نے اپنے اہل وعیال اور گھر بار چھوڑ دیے اور پھر واپس نہیں گئے۔

دوسرے وہ اعراب جو ہجرت کر کے مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کرتے رہے۔ لیکن جس طرح السابقون الاولون نے کیا انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ یہ بھی اگرچہ ہجرت ہے لیکن پہلے کے درجے میں داخل نہیں ہے۔

(۲) ہجرت بہت بڑا عمل ہے حتی کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ سابقہ تمام گناہوں کو ختم کر دیتی ہے (......) لیکن والدین کے ساتھ حسن سلوک اور انہیں خوش کرنا اس سے بھی بڑا عمل ہے۔

(۳) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام یا امیر کو مجاہد کے گھریلو حالات کا جائزہ ضرور لینا چاہیے اور کسی ایسے فرد کو جہاد وغیرہ کے لیے نہیں بھیجنا چاہیے جس کے والدین ناراض یا ناخوش ہوں بلکہ کارکن کو والدین کے ساتھ اچھا سلوک

---

(۱۳) صحیح: ابو داؤد، الجهاد، باب فی الرجل یغزو وأبواه کارهان: ۲۵۲۸۔ والنسائی فی الکبریٰ، حدیث: ۸۶۹۶۔ من حدیث سفیان الثوری، والنسائی: ۴۱۶۳۔ وابن ماجه: ۲۷۸۲۔ صحیح الترغیب: ۲۴۸۱.

کرنے اور انہیں خوش کرنے کی ترغیب دلانی چاہیے۔

(۴) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی اچھے کام کی نیت کی ہو اور کوئی دوسرا اس سے زیادہ اچھا کام آجائے تو نیت کو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اگر آغاز بھی کر لیا ہو اور کوئی دوسرا اس سے زیادہ اچھا کام سامنے آجائے تو پہلے کو ترک دینا جائز ہے مثلاً: ایک آدمی نے کسی علاقے میں مدرسہ بنانے کی نیت سے زمین خریدی، حسن اتفاق سے اس علاقے میں کوئی اور مدرسہ بن گیا۔ اب وہاں ہسپتال کی اشد ضرورت ہے تو یہ اس جگہ ہسپتال بنا دے اور مدرسہ بنانے کی نیت ترک کر دے تو جائز بلکہ زیادہ اچھا ہوگا۔ جس طرح کہ اس شخص نے ہجرت کو چھوڑ دیا اور والدین کی خدمت اور انہیں خوش کرنے کے لیے چلا گیا۔

(۵) رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ''اللہ کے رسول سب سے افضل اور بہتر شخص کون ہے تو آپ نے فرمایا: کسی مسلمان کو خوش کرنا سب سے بہترین عمل ہے۔'' (الترغیب والترھیب للأصبهانی: ۱/ ۴۷۵) جب عام لوگوں کو خوش کرنا اتنا بڑا عمل ہے تو والدین کو خوش کرنا کتنا بڑا عمل ہوگا۔ جو لوگ عام لوگوں کے ساتھ تو بڑے خوش اسلوبی سے پیش آتے ہیں اور والدین کے ساتھ ترش رویہ رکھتے ہیں انہیں اپنے فعل پر غور کر لینا چاہیے۔ والدین کو اذیت دینا اور انہیں رلانے والا کام کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو نہایت ناپسندیدہ ہیں۔ جب والدین کی ناراضگی کی صورت میں نیک کام کرنا درست نہیں تو ناجائز اور غلط کام کر کے والدین کو دکھ دینا کتنا بڑا جرم ہے۔

(۶) نیک کام تو والدین کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کی وجہ سے ترک کرنا جائز ہے لیکن اطاعت والدین میں کسی حرام کام کا ارتکاب درست نہیں ہے۔ اگر والدین کسی ایسے کام کے کرنے کا حکم کریں اور نہ کرنے پر روئیں اور ناراض ہوں جو شرعاً ناجائز اور درست نہیں تو پھر والدین کی اطاعت ضروری نہیں بلکہ اطاعت نہ کرنا فرض ہے مثلاً: والدین اولاد کو بنک یا کسی سودی کمپنی میں ملازمت کرنے کا کہیں یا سودی کاروبار کرنے کا حکم دیں یا کسی کو مارنے اور اس پر ظلم کرنے کا حکم کریں تو اس صورت میں ان کی اطاعت نہ کرنا ضروری ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز اور درست نہیں ہے۔

14 - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الْفُدَيْكِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، أَنَّ أَبَا مُرَّةَ.........

مَوْلَى أُمِّ هَانِىءِ ابْنَةِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ رَكِبَ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَى أَرْضِهِ بِالْعَقِيقِ فَإِذَا دَخَلَ أَرْضَهُ صَاحَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ:

ام ہانی بنت ابو طالب کے آزاد کردہ غلام ابو مرہ نے بتایا کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوار ہو کر عقیق علاقے میں ان کی زمین کی طرف گیا۔ جب وہ اپنی زمین میں داخل ہوئے تو

(١٤) حسن: انظر الحديث: ١٢.

عَـلَيْكِ السَّلَامُ وَرَحْـمَةُ الـلّٰـهِ وَبَـرَكَاتُهُ يَا أُمَّتَـاهُ، تَقُولُ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَـرَكَـاتُـهُ، يَـقُـولُ: رَحِـمَكِ اللّٰهُ رَبَّيْتِنِي صَـغِيـرًا، فَتَـقُـولُ: يَا بُنَيَّ، وَأَنْتَ فَجَزَاكَ الـلّٰـهُ خَيْرًا وَرَضِيَ عَنْكَ كَمَا بَرَرْتَنِي كَبِيرًا قَـالَ مُوسَى: كَانَ اسْمُ أَبِي هُرَيْرَةَ: عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو.

انہوں نے بآواز بلند کہا: اے میری ماں تجھ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ ان کی والدہ نے جواب میں ایسے ہی کلمات کہے۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تجھ پر رحم فرمائے جس طرح بچپن میں تو نے میری پرورش کی ہے۔ ان کی والدہ نے فرمایا: میرے بیٹے اللہ آپ کو بہترین بدلہ دے اور آپ سے راضی اور خوش ہو، جیسے تو نے بڑے ہوکر میرے ساتھ حسن سلوک کیا۔ راوی حدیث موسیٰ بن یعقوب کہتے ہیں: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن عمرو ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ہر قوم میں ملاقات کے وقت کچھ الفاظ کہنے کا رواج اور ملنے کا مخصوص انداز ہے۔ اسلام میں ملاقات کا انداز نہایت انوکھا ہے جو نہ صرف محبت کا اظہار ہے بلکہ نیکی کی ترغیب بھی ہے اور ادائے حق محبت بھی۔ سلام کہنے والا دوسرے بھائی کے لیے سلامتی اور خیر کی دعا بھی کرتا ہے اور اسے یہ بھی بتانا ہے کہ تم میرے شر سے محفوظ وماٴمون ہو۔

(۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھر جا کر سلام کہنا چاہیے اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ اگر فتنے وغیرہ کا اندیشہ نہ ہو تو مرد عورت کو سلام کہہ سکتا ہے جس طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کو سلام کہا تھا۔ اس کی مشروعیت بعض دوسری احادیث سے بھی ثابت ہوتی ہے، جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کے بارے میں آتا ہے۔

(۳) کسی کے احسان کا اس کے سامنے اعتراف کرنا جائز ہے اور یہ منہ پر تعریف کرنے کے زمرے میں نہیں آتا۔ اور کسی کے لیے دعا کرتے وقت اس کے عمل صالح کا تذکرہ کرنا چاہیے اس لیے کہ یہ عمل دعا کی قبولیت کا زیادہ باعث ہے۔

(۴) جب کسی کے ساتھ کوئی نیکی کرے اور وہ جواب میں جزاک اللہ خیراً کہہ دے تو اس نے گویا حق ادا کر دیا۔ جس طرح رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس کے ساتھ کوئی نیکی کی جائے اور وہ جواب میں ''جزاک اللہ خیراً'' کہے تو اس نے تعریف کا پورا پورا حق ادا کر دیا۔ (صحیح سنن الترمذی: ۱۶۵۷)

7...... بَابُ عُقُوقِ الْوَالِدَيْنِ

والدین کی نافرمانی کرنا

15 - حَـدَّثَـنَـا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ............

(١٥) صحيح: أخرجه البخاري، الأدب، باب عقوق الوالدين من الكبائر: ٥٩٧٦۔ ومسلم: ١٤٣۔ غاية المرام: ٢٧٧.

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟)) ثَلَاثًا، قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ - وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا - أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ))، مَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْتُ: لَيْتَهُ سَكَتَ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمہیں بہت بڑے گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں؟'' تین بار آپ نے فرمایا: انہوں نے کہا: اللہ کے رسول ضرور بتلایئے، آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے اور سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور (فرمایا:) ''خبردار! جھوٹ بولنا!'' آپ اس کو بار بار فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے (دل میں) کہا: کاش کہ آپ خاموش ہو جاتے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) کبیرہ گناہوں کی تعداد کے متعلق اختلاف ہے جس کی تفصیل حدیث: ۸ کی شرح میں گزر چکی ہے۔ افراد، جگہ اور وقت کے لحاظ سے بسا اوقات کبیرہ گناہ کی شناعت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ گناہ سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اس کی قباحت سے واقف ہو اور اس کے مفاسد اسے معلوم ہوں۔

(۲) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گاہے گاہے اپنے صحابہ کو مہلک گناہوں سے متنبہ کرتے رہتے تھے تاکہ وہ اس سے اجتناب کر کے رضا الٰہی کو حاصل کر لیں۔ اس میں ایک داعی کے لیے رہنمائی ہے کہ وہ اپنے عوام اور شاگردوں کو خیر اور شر کے متعلق آگاہ کرتا رہے، بالخصوص ایسے گناہوں سے ضرور متنبہ کرے جو اللہ تعالیٰ کی شدید ناراضی کا باعث بنتے ہیں۔

(۳) اس حدیث میں علمائے کرام کے لیے رہنمائی ہے کہ عوام الناس کو کسی بڑے عظیم مسئلے سے آگاہ کرنے سے پہلے انہیں ذہنی طور پر تیار کریں تاکہ بات زیادہ مؤثر طریقے سے ان تک پہنچ سکے۔ جس طرح زمین میں جڑی بوٹیاں تو ویسے ہی اگ آتی ہیں لیکن کوئی ضرورت کی فصل کاشت کرنے کے لیے اسے ہموار کرنا پڑتا ہے، بعینہٖ انسان کی صورت حال ہے عام فضول باتیں فوراً ذہن میں اتر جاتی ہیں اور بندہ انہیں قبول کر لیتا ہے لیکن کسی اہمیت کی حامل چیز کے لیے ذہن سازی کی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو "ألا أنبئكم" کہہ کر متنبہ کیا۔

(۴) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بالترتیب تین خطرناک گناہوں کا ذکر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا:

❀ شرک تمام گناہوں کی جڑ اور اصل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک سے پناہ مانگی ہے اس لیے کہ شرک کے ہوتے ہوئے انسان کے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ شرک کی دو عمومی قسمیں ہیں:

(۱) شرک اکبر (۲) شرک اصغر

شرک اکبر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات، اس کی ذات اور کمالات میں کسی کو اس کا ساجھی سمجھنا، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نفع ونقصان، مدد کرنے، حاجتیں پوری کرنے کا اہل سمجھنا، مشکلات حل کروانے کے لیے اللہ کے سوا کسی اور کو پکارنا وغیرہ سب شرک اکبر کے زمرے میں آتے ہیں۔

شرک اصغر یہ ہے کہ وہ اعمال جو خالص اللہ کی خوشنودی کے لیے کرنے چاہئیں ان میں کسی اور کی رضا شامل ہو جائے یا اس سے دکھلاوا مقصود ہو جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے تم سے جس کا زیادہ خدشہ ہے وہ شرک اصغر یعنی ریاکاری ہے۔الحدیث۔

❀ دوسرا کبیرہ ترین گناہ والدین کی نافرمانی۔ اس سے مراد والدین کو اذیت پہنچانا ہے۔ والدین کی معصیت کرنا اور ان کی باتوں کو ٹھکرا دینا نافرمانی کے زمرے میں آتا ہے۔عقوق،عق سے ماخوذ ہے جس کے معنی کسی چیز کو پھاڑنے اور قطع کرنے کے ہیں۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی عبادت کا حکم دیا ہے وہیں والدین کے ساتھ نیکی کا حکم بھی دیا ہے۔ اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی کو قرار دیا ہے۔ دور حاضر میں لوگ دوست واحباب کی بات تو رد نہیں کرتے لیکن والدین کی نافرمانی کرتے ہوئے انہیں ذرا ندامت نہیں ہوئی! یہ رویہ محل نظر ہے۔

❀ تیسرا بڑا گناہ قول زور کو قرار دیا گیا ہے صحیح مسلم وغیرہ کی بعض روایات میں شہادت زور کو اکبرالکبائر میں شامل کیا گیا ہے۔

زور کی تعریف: ......جھوٹ، باطل، کسی پر تہمت لگانا، خلاف حقیقت کسی چیز کی تحسین کرنا سب زور اور قول زور کے زمرے میں آتا ہے۔ مفاسد کے اعتبار سے جھوٹ کے مختلف درجات ہیں۔ قاضی ابن العربی نے انہیں چار انواع میں تقسیم کیا ہے:

۱۔ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا اور یہ سب سے شدید ترین صورت ہے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنا مثلاً: یہ کہنا کہ آپ نے فرمایا، حالانکہ وہ بات آپ نے نہ کہی ہو۔

۳۔ لوگوں کے خلاف جھوٹ بولنا، مثلاً جھوٹی گواہی وغیرہ دے کر کسی کے حق کو تلف کرنا وغیرہ۔

۴۔ لوگوں کے لیے جھوٹ بولنا اور اس کی قبیح ترین صورت معاملات میں جھوٹ بولنا ہے۔

قول زور کا تذکرہ کرتے وقت رسول اکرم ﷺ نے طرز کلام کو بدل دیا وہ اس طرح کہ ٹیک لگائے ہوئے تھے تو بیٹھ گئے اور ایک ہی بات کو بار بار دہرایا۔اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ جھوٹ شرک سے بڑا گناہ ہے بلکہ آپ نے ایسا اس لیے کیا کہ لوگ جھوٹ بے دریغ بول لیتے ہیں اس کی کوئی پروا نہیں کرتے، پھر شرک کا نقصان اپنی ذات تک محدود ہے اور حقوق والدین کا نقصان چند مخصوص افراد تک خاص ہے لیکن جھوٹ کا فساد اور نقصان اس سے کہیں زیادہ

ہے۔ اور اس سے پورا معاشرہ یا ملک متاثر ہوسکتا ہے اس لیے اس کی شناعت کو واضح کیا گیا۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ جھوٹ کے بہت سے عوامل ہیں، مثلاً کینہ، حسد اور دشمنی وغیرہ جبکہ شرک اور حقوق والدین میں ایسا نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس اس کے بہت سے موانع موجود ہیں مثلاً شرک اور حقوق والدین سے انسان کی فطرت سلیم روکتی ہے۔

(۵) ''آپ کا سیدھے ہوکر بیٹھ جانا اور پھر بار بار اس بات کو دہرانا'' اس میں داعی اور خطیب کے لیے یہ سبق ہے کہ اسے دعوت کے لیے مؤثر ترین ذریعہ اپنانا چاہیے۔ دوران خطابت بہت زیادہ اشارات اور حرکات اگرچہ ناپسندیدہ ہیں اور باچھیں پھاڑ کر گفتگو کرنا ممنوع ہے لیکن مناسب حد تک حرکت درست ہے۔ بات کو بار بار دہرانا بات کی اہمیت کو بڑھا دیتا ہے اور تاثیر کا ایک ذریعہ ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ دعوت دین کے لیے رائج الوقت ذریعہ تاثیر کا اپنانا جائز ہے جب تک کہ شرعی عذر مانع نہ ہو۔ جب دعوت میں اخلاص ہو اور مؤثر ترین ذریعہ بھی اپنایا جائے تو بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو بدل دے۔

(۶) **لیتہ سکت:** اس سے معلوم ہوا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اکرم ﷺ کا کس قدر خیال رکھتے تھے کہ آپ کی بے قراری اور پریشانی ہرگز برداشت نہ کرسکتے تھے۔ ایسا ہی معاملہ شاگرد کو استاد کے ساتھ کرنا چاہیے کہ استاد کے سامنے کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو اسے پریشان کرے۔ کسی بھی بات سے انسان متأثر اس وقت ہوتا ہے جب گفتگو کرنے والے کی عزت و اکرام اس کے دل میں ہو اور وہ داعی سے محبت کرتا ہو اور تکلیف میں دیکھنا اسے گوارہ نہ ہو۔

16 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ..........

عَـنْ وَرَّادٍ، كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: كَتَـبَ مُـعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ: اكْتُبْ إِلَيَّ بِمَا سَـمِـعْـتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ وَرَّادٌ: فَـأَمْـلَـى عَلَيَّ وَكَتَبْتُ بِيَدَيَّ: إِنِّي سَمِعْتُهُ يَنْهَى عَنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةِ الْمَالِ، وَعَنْ قِيلَ وَقَالَ .

وراد کہتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ کو لکھا کہ مجھے رسول اکرم ﷺ کا کوئی فرمان لکھ بھیجو تو انہوں نے مجھے املا کروایا، اور میں نے اپنے ہاتھوں سے لکھا، کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا: ''آپ کثرت سوال، مال ضائع کرنے اور قیل وقال سے منع فرماتے تھے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) مصنف رحمہ اللہ نے یہ روایت تفصیل کے ساتھ باب: ۲۱۶ حدیث: ۴۶۰ میں ذکر کی ہے جس میں عقوق الامہات کا لفظ ہے جو ہمارے مذکور بالا باب سے تعلق رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے۔

(١٦) صحيح: أخرجه البخارى، الاعتصام بالكتاب والسنه: ٧٢٩٢ـ ومسلم: ٥٩٣ـ انظر الضعيفه تحت حديث: ٥٥٩٨.

(۲) اس حدیث میں اس بات کی طرف راہنمائی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایک دوسرے کونصیحت کرتے رہنا چاہیے۔اور دوستوں کی خیرخواہی یہ ہے کہ انہیں رسول اکرم ﷺ کے فرامین سے آگاہ کیا جائے۔اسی طرح انسان کو چاہیے کہ سب کچھ خود ہی کو نہ سمجھ لے کہ ساراعلم اس کے پاس ہے بلکہ مختلف اہل علم سے استفادہ کرتا رہے، اس لیے کہ تکبر علم کا دشمن ہے۔سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں لیکن انہوں نے دین سے متعلق سوال کرنے میں ذرا عار محسوس نہیں کی۔مزید اس بات کی بھی وضاحت ہوتی ہے کہ قرون اولیٰ میں بھی حدیث لکھنے کا رواج موجود تھا جس طرح کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے۔یہ ان لوگوں کے خلاف بہت بڑی دلیل ہے جو احادیث پر تنقید کرتے ہیں اور اسے غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔

(۳) حدیث میں رسول اکرم ﷺ کی تین نصیحتوں کا ذکر ہے جو نہایت ہی مختصر اور ذو معنی الفاظ میں بیان کی گئی ہیں۔ دو کا تعلق زبان سے ہے اور ایک کا تعلق ہاتھوں سے ہے۔ذیل میں ان کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں:

کثرت سوال: ...... سوال دو طرح کے ہیں: (۱) دینی اور دنیاوی مسائل کے متعلق سوال۔ (۲) حاجات و ضروریات برلانے کا سوال۔

دینی مسائل میں عدم علم کی بنا پر سوال اور پوچھ گچھ کرنا قابل تعریف عمل ہے بلکہ اسلام نے اس کا حکم دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (الآیہ)

''اگر تمہیں کسی مسئلے کا علم نہیں ہے تو اہل علم سے سوال کرلو۔''

اسی طرح رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّمَا شِفَاءُ العَيِّ السُّؤَالُ)) (ابو داود، رقم الحدیث: ۳۳۶)

''جہالت کی بیماری کا علاج صرف سوال کرنا ہی ہے۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اگر صاحب علم نہیں ہے تو وہ علماء سے جا کر دینی مسائل سے متعلق پوچھے کہ اس میں اللہ اور اس کے رسول کا کیا حکم ہے۔اور پھر اس کے مطابق عمل کرے۔اندھا دھن تقلید کرنا اور اللہ اور اس کے رسول کے احکام تک پہنچنے کی کوشش نہ کرنا دین اسلام میں نہایت مذموم ہے۔ یہود و نصاریٰ کے علماء نے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دے دیا تو ان کے پیروکار بغیر پوچھے اور سوال کیے ان کے پیچھے چلتے رہے۔اللہ تعالیٰ نے اس بات کو غیر اللہ کو رب قرار دینے کے مترادف ٹھہرایا۔دور حاضر میں علم کے ذرائع نہایت وسیع ہو چکے ہیں اس لیے انسان کو اپنے ذرائع بروکار لاتے ہوئے صحیح مسئلے تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے اور وہ یقیناً اللہ کے قرآن اور محمد ﷺ کے صحیح فرامین کی صورت میں موجود ہے۔

یہ تمام باتیں اس شخص کے لیے ہیں جو صراط مستقیم تک پہنچنے کا خواہش مند ہے اور صحیح بات معلوم کر کے اس پر عمل کرنے کے لیے سوال کرتا ہے۔ جس شخص کا مقصد محض جدال کرنا، علماء کا امتحان لینا اور اپنا علمی دبدبہ ظاہر کرنا ہو وہ عنداللہ مذموم ہے۔ اسی طرح بے مقصد سوالات کرنا، جس طرح ایک شخص نے سوال کیا تھا کہ اللہ کے رسول میرا باپ کون ہے، بھی ممنوع اور ناپسندیدہ عمل ہے۔ اسی طرح ایک مسئلہ ابھی تک پیش ہی نہیں آیا تو اس کے متعلق سوال کرنا بھی مذموم ہے بلکہ بسا اوقات انسان اپنے سوال کرنے کی وجہ سے بطور سزا اسی چیز میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کئی لوگ بے مقصد سوالات کرتے ہیں جن میں دینی و دنیاوی کوئی فائدہ نہیں ہوتا، مثلاً: موسیٰ علیہ السلام کی دادی کا نام کیا تھا؟ آپ کی اونٹنی کی مہار کس کی بنی ہوئی تھی وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح کے بے جا سوالات بھی ممنوع ہیں۔

تقدیر سے متعلق بے جا بحث و مباحثہ کرنا بھی شریعت میں ناپسندیدہ ہے۔ عالم برزخ کے وہ معاملات جن کی شریعت نے وضاحت نہیں فرمائی ان کی کرید کرنا، اگر ایسے ہے تو پھر ایسے کیوں نہیں وغیرہ یہ بھی مذموم ہے۔ گویا وہ تمام سوالات جو امکانی ہیں فی الواقع نہیں ان کے متعلق بحث و مباحثہ اور سوال مذموم ہے۔

لوگوں کی خبروں کی ٹوہ لگانا اور اس کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات اکٹھی کرنا کہ فلاں کیسا ہے فلاں کیا کرتا ہے، یہ بھی مذموم ہے۔ اسی طرح کسی شخص کی نجی زندگی کی تفصیلات میں پڑنا بھی منع ہے

شادی بیاہ کے موقع پر لڑکیاں لڑکی سے لڑکے اپنے دوست سے تفصیل معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ بعض جاہل بتاتے بھی ہیں اس طرح کے سوالات بھی ممنوع ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے اس مرد و عورت پر لعنت کی ہے جو رات کی تنہائی کی باتیں لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں۔

سوال کی دوسری صورت ہے حاجت براری کے لیے سوال کرنا: یہ سوال اگر ذات باری تعالیٰ سے کیا جائے تو جتنا زیادہ ہو کم ہے کیونکہ باری تعالیٰ پکارنے والوں سے خوش اور سوال نہ کرنے والوں سے ناراض ہوتا ہے۔ جن چیزوں کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے ان سے متعلق مخلوق میں سے کسی سے سوال کرنا ممنوع ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، مثلاً: مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارنا جس طرح کہ اکثر جہلاء کرتے ہیں کہ یا فلاں میری یہ بیماری دور کر دے۔

بندوں کو جن چیزوں کا اختیار ہے اس کا ان سے سوال کرنا جائز ہے، مثلاً: کوئی شخص بوجھ اٹھانا چاہتا ہے تو وہ کسی سے کہہ سکتا ہے کہ یہ اٹھانے میں میری مدد کرو۔ بدعتی اور مشرک علماء لوگوں کو دھوکے دینے کے لیے اسی طرح کی مثالیں بیان کر کے غیر اللہ سے مدد مانگنے اور انہیں پکارنے کا جواز ثابت کرتے ہیں حالانکہ تحت الاسباب مدد اور مطلق مشکل کشائی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

کوئی شخص اگر ضرورت مند اور محتاج ہے تو وہ دوسروں سے سوال کر سکتا ہے لیکن جب اس کی ضرورت پوری ہو

جائے تو سوال سے رک جائے۔ رسول اکرم ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے ان کی حالت خراب تھی انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے گزارش کی تو آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی تمہارے احسان کے مستحق ہیں ان سے تعاون کرو۔ لیکن گداگری کا پیشہ اختیار کرنا اسلام میں نہایت مذموم ہے۔ اسلام نے اس کی حوصلہ شکنی کی ہے اور اس کے تدارک کے لیے زکاۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کا ایک عمدہ نظام دیا ہے تا کہ ضرورت مند کی ضرورت بھی پوری ہو جائے اور اس کی عزت نفس بھی مجروح نہ ہو۔

(۴) **إضاعة المال**: ...... مال ہر اس چیز پر بولا جاتا ہے جس کی طرف طبعی میلان ہو۔ اس سے مراد سونا، چاندی، روپیہ پیسہ، مویشی وغیرہ ملکیت کی چیزیں ہیں جنہیں انسان ضرورت کے وقت کے لیے محفوظ رکھتا ہے یا ان سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ مال اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اگر وہ حلال اور جائز طریقے سے حاصل ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق استعمال کیا جائے۔ قرآن نے متاع دنیا کو خیر سے تعبیر کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيرِ لَشَدِيد﴾ (عادیات: ۸) ''اور وہ بے شک مال کی محبت میں بہت سخت ہے۔''

مال کمانے کے لیے جہاں جائز ذرائع اختیار کرنے ضروری ہیں وہاں ملکیت میں کسی چیز کے آجانے کے بعد انسان اسے استعمال کرنے میں بھی آزاد اور بے لگام نہیں ہے۔ ہمارے معاشرے کا المیہ یہ ہے کہ اکثریت مال کماتے وقت ہی اس بات کا خیال نہیں کرتی کہ وہ کس ذریعے سے یہ مال حاصل کر رہے ہیں۔ چند فیصد لوگ اگر کمانے کے جائز ذرائع استعمال کرتے ہیں تو خرچ کرتے وقت حلال وحرام کی تمیز نہیں کرتے۔ قیامت کے روز دونوں چیزوں کا سوال ہوگا۔ حدیث میں ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لاَ تَزُوْلُ قَدَمُ ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ ...... وَعَنْ مَالِهِ))

(جامع الترمذی، صفة القيامة، ح: ٢٤١٦)

''روز قیامت کوئی شخص پانچ سوالوں کے جواب دینے سے پہلے اپنی جگہ سے حرکت بھی نہیں کر سکے گا...... مال کمایا کہاں سے تھا اور خرچ کہاں کیا۔''

اس لیے فضول خرچی کے ذریعے سے مال ضائع کرنے والوں کو قرآن مجید میں شیطان کا بھائی کہا گیا ہے۔ جائز طریقے سے کمائے ہوئے مال کی حفاظت کرنے اور اسے ضائع ہونے سے بچانے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جانے والے شخص کو شہید کہا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

((من قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُو شَهِيدٌ)) (صحيح البخاری، المظالم، حديث: ٢٤٨٠)

''جو شخص مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ شہید ہے۔''

اس لیے مال کے بارے بخل سے کام لینا چاہیے نہ ہی فضول خرچ کرنا چاہیے بلکہ میانہ روی اختیار کرنی چاہیے۔

(۵) **قیل و قال**: ......دونوں مصدر یا اسم مصدر ہیں۔ ان کا تکرار نہی میں مبالغے کے لیے ہے کہ لوگوں کی باتوں کو بغیر تحقیق کے آگے نقل کرنا کہ فلاں نے یہ کہا، فلاں یہ کہتا تھا، نہایت بری خصلت ہے۔ اکثر معاشرتی لڑائیاں سنی سنائی باتوں کو آگے پھیلانے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ درست اور صحیح بات بھی آگے نقل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی تحقیق کی جائے چہ جائیکہ انسان بے فائدہ باتیں یا باہمی لڑائی جھگڑا پیدا کرنے والی باتیں آگے نقل کرے۔ بعض علمائے کرام نے فقہاء کے بغیر دلیل قیل و قال کو بھی اسی زمرے میں شمار کیا ہے۔

8...... بَابُ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ

والدین پر لعنت کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہے

17 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي بَزَّةَ...........

عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: سُئِلَ عَلِيٌّ: هَلْ خَصَّكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ لَمْ يَخُصَّ بِهِ النَّاسَ كَافَّةً؟ قَالَ: مَا خَصَّنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ لَمْ يَخُصَّ بِهِ النَّاسَ، إِلَّا مَا فِي قِرَابِ سَيْفِي، ثُمَّ أَخْرَجَ صَحِيفَةً، فَإِذَا فِيهَا مَكْتُوبٌ: ((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْأَرْضِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا))

''حضرت ابو الطفیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کوئی خاص بات بتائی ہے جو دوسرے تمام لوگوں کو نہ بتائی ہو؟ انہوں نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کوئی چیز نہیں بتائی جو لوگوں کو نہ بتائی ہو سوائے اس کے جو میری تلوار کے نیام میں ہے۔ پھر آپ نے ایک کاغذ کا ٹکڑا نکالا جس پر لکھا ہوا تھا: ''اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے، اللہ کی لعنت ہو اس پر جو زمین کے نشانات چرائے، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو اپنے والدین پر لعنت کرے اور بدعتی کو پناہ دینے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) سیدنا علی رضی اللہ عنہ بلاشبہ خلیفہ راشد ہیں اور باقی صحابہ کی طرح ان کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ ان کے بارے میں روافض کے اقوال، کہ وہ خلیفہ بلافصل تھے، آپ نے ان کو خاص طور پر کچھ باتیں بتائی تھیں وغیرہ، بے بنیاد ہیں اسی اشکال کا ذکر خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان سے کیا گیا تو انہوں نے نہ صرف اس کی تردید فرمائی بلکہ صحیح مسلم کی روایت کے مطابق شدید برہمی کا اظہار بھی فرمایا کہ ایسی کوئی بات نہیں جو آپ نے مجھ سے خفیہ کہی ہو۔ (صحیح مسلم، ح: ۱۹۷۸)

(۲) ''آپ کا یہ فرمانا کہ صرف ایک نوشتہ ہے۔'' تو اس کا بھی یہ مطلب نہیں کہ وہ ہمارے ساتھ خاص ہے بلکہ وہ بھی

(۱۷) صحيح: صحيح مسلم، الأضاحي، حديث: ۱۹۷۸.

عام ہے اور پھر آپ نے وہ نوشتہ نکال کر سنایا جس سے ان لوگوں کا شدید رد ہوتا ہے جو یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خاص باتیں بتائیں تھیں جن میں خلافت اور امامت کے مسائل تھے۔ وہ باتیں درج ذیل ہیں جو تمام مسلمانوں کی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں۔

(۳) پہلی بات اس نوشتے میں یہ تھی کہ جو شخص غیر اللہ کے لیے ذبح کرے اس پر لعنت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے قربانی یا حج کے موقع پر جانور ذبح کیے جاتے ہیں اسی طرح کسی غیر اللہ کو خوش کرنے کے لیے اس کے نام یا قبر وغیرہ پر جانور ذبح کرنا باعث لعنت ہے اور شرک اکبر ہے۔ بعض لوگ جانور غیر اللہ کے نام پر مشہور کر دیتے ہیں کہ یہ فلاں پیر صاحب کے نام کا ہے اور فلاں ولی کی نیاز ہے اگرچہ ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا جاتا ہے لیکن اس میں بھی کیونکہ خوشنودی اللہ تعالیٰ کی نہیں بلکہ پیر وغیرہ کی ہوتی ہے، لہٰذا یہ بھی لعنت ہی کے زمرے میں آئے گا۔ غیر اللہ کے نام پر ذبح شدہ جانور حرام ہوگا خواہ ذبح کرنے والا مسلمان ہی ہو۔

(۴) صحیح مسلم کی روایت میں سـرق کی جگہ غیّـر کے لفظ ہیں جس کے معنی بدلنے کے ہیں۔ منار سے مراد وہ نشانات ہیں جو زمین کی مربع بندی وغیرہ پر لگائے گئے ہوں۔ زمین کے نشانات چرانے یا بدلنے کا مطلب یہ ہے کہ جن پتھروں وغیرہ کے ساتھ زمین کی حدود بندی ہوئی ہو انہیں غائب کر دینا یا بدل دینا تاکہ کسی دوسرے کی زمین کو ہتھایا جاسکتے۔ یہ کام بھی باعث لعنت ہے کیونکہ ایسا کرنے والا شخص نہ صرف کسی کا حق غصب کرتا ہے بلکہ معاشرے میں فساد بھی پیدا کرتا ہے کیونکہ اس کے نشان غائب کرنے سے اور بھی بہت سے لوگ متاثر ہوں گے۔ اس لعنت کے زمرے میں وہ لوگ بھی آتے ہیں جو پٹواری وغیرہ سے لے دے کر کے کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کر لیتے ہیں اور نقشہ میں بھی تبدیلی کروا لیتے ہیں بلکہ ناحق کسی کی زمین پر قبضہ کرنے والا اس سے بھی بڑی سزا کا مستحق ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''جو کسی کی ایک بالشت زمین پر بھی ناحق قبضہ کرتا ہے اسے روز قیامت سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ اعاذنا اللہ منہ (صحیح البخاری، حدیث: ۲۴۵۲)

(۵) والدین پر لعنت کرنا اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب کا باعث ہے کیونکہ جہاں اف کرنے کی بھی گنجائش نہ ہو وہاں گالی گلوچ تو بہت بڑا سنگین معاملہ ہے۔ والدین پر لعنت کرنے کا مطلب یا تو ان پر صریح لعنت کرنا ہے یا لعنت کا سبب بننا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے والدین کو تو گالیاں نہیں دیتا لیکن گالیاں دلوانے کا سبب بنتا ہے تو وہ بھی اسی زمرے میں آئے گا۔ صحابۂ کرام نے رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا تھا کہ کیا کوئی شخص والدین کو بھی گالیاں دیتا ہے تو آپ نے فرمایا: وہ دوسروں کے والدین کو گالیاں دیتا ہے اور وہ اس کے والدین کو گالیاں دیتے ہیں۔ (صحیح مسلم، الایمان، ح: ۹۰) دور حاضر میں بہت سے لوگ والدین کے ادب کو ملحوظ نہیں رکھتے اور عظیم گناہ کا ارتکاب

کرتے ہیں۔ تفصیل پچھلے ابواب میں گزر چکی ہے۔

(٦) محدث: یہ احداث سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا مطلب دین اسلام میں نئی چیز ایجاد کرنے والا ہے، اسے بدعتی بھی کہا جاتا ہے۔ بدعت ہر لحاظ سے گمراہی ہے خواہ اعتقادی ہو یا عملی، اور اسے مردود کہا گیا ہے۔ بدعتی کی مدد کرنا اور اسے تحفظ دینا گویا کہ اسلام کے خلاف اس سازش کی حمایت کرنا ہے جو درحقیقت سنت کو ختم کرنے کے لیے ہے۔ نہایہ میں محدث کے معنی مجرم اور زمین میں فساد کرنے والا کیے گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بدعتی میں یہ دونوں برائیاں پائی جاتی ہیں۔ بدعت اور بدعتی پر تنقید نہ کرنا اور رضا مندی کا اظہار کرنا بھی اسے پناہ دینے کے مترادف ہے۔

9...... بَابُ يَبَرُّ وَالِدَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ مَعْصِيَةً

جائز حد تک والدین کے ساتھ ہر ممکن حسن سلوک کا بیان

18 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْخَطَّابِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ الْبَصْرِيُّ - لَقِيتُهُ بِالرَّمْلَةِ - قَالَ: حَدَّثَنِي رَاشِدٌ أَبُو مُحَمَّدٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ............

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: أَوْصَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتِسْعٍ: لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا؛ وَإِنْ قُطِّعْتَ أَوْ حُرِّقْتَ، وَلَا تَتْرُكَنَّ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ مُتَعَمِّدًا، وَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ، وَلَا تَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ، وَأَطِعْ وَالِدَيْكَ، وَإِنْ أَمَرَاكَ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ دُنْيَاكَ فَاخْرُجْ لَهُمَا، وَلَا تُنَازِعَنَّ وُلَاةَ الْأَمْرِ وَإِنْ رَأَيْتَ أَنَّكَ أَنْتَ، وَلَا تَفْرُرْ مِنَ الزَّحْفِ، وَإِنْ هَلَكْتَ وَفَرَّ أَصْحَابُكَ، وَأَنْفِقْ مِنْ طَوْلِكَ عَلَى أَهْلِكَ، وَلَا تَرْفَعْ عَصَاكَ عَنْ أَهْلِكَ، وَأَخِفْهُمْ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ".

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نو چیزوں کی وصیت فرمائی: ''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں یا تجھے جلا دیا جائے۔ فرض نماز جان بوجھ کر ہرگز نہ چھوڑنا جس نے فرض نماز قصداً چھوڑ دی (اللہ کا) ذمہ اس سے بری ہے۔ شراب ہرگز نہ پینا کیونکہ وہ ہر برائی کی چابی ہے۔ والدین کی اطاعت کرنا اگر وہ تجھے حکم دیں کہ تو اپنی دنیا (یعنی دنیا کے مال) سے نکل تو ان کی خاطر نکل جانا۔ اصحاب اقتدار سے ہرگز نہ جھگڑنا اگرچہ تو اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہو۔ میدان جنگ سے نہ بھاگنا خواہ تو ہلاک ہو جائے اور تیرے ساتھی بھاگ جائیں۔ خوش حالی میں اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو۔ اور اپنے گھر والوں سے (ہر وقت) لاٹھی اٹھا کر نہ رکھو۔ اور انہیں اللہ عزوجل سے ڈراتے رہو۔''

(١٨) حسن: مسند أحمد: ٥/ ٢٣٨ـ ابن ماجه، الفتن، باب البر على البلاء: ٤٠٣٤ـ صحيح الترغيب: ٥٦٧ـ والإرواء: ٢٠٢٦.

فوائد و مسائل: ......(۱)اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس میں ایک سے زیادہ موضوعات پر وعظ و نصیحت کی جاسکتی ہے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کو یہ وصیتیں فرمائیں۔

(۲) وصیت عموماً زندگی کے آخری ایام میں کی جانے والی نصیحت کو کہا جاتا ہے، تاہم تاکیدی حکم پر بھی وصیت کا لفظ بولا جاتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ وَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِ حُسۡنًا﴾ (العنکبوت : ۸)

''اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی۔''

(۳) رسول اکرم ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ آپ اپنے صحابہ کو گاہے گاہے نصیحت فرماتے رہتے تھے تاکہ یاد دہانی رہے۔ انسان کی کمزوری ہے کہ وہ دنیا کے فتنوں میں آکر اللہ کے احکامات سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان اس پر حملہ آور ہو جاتا ہے اور اس کا سب سے پہلا حملہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بندے کو اسلام سے روکتا ہے اور کفر و شرک پر لگاتا ہے اس لیے رسول اکرم ﷺ نے سب سے پہلے بڑے خطرے سے آگاہ فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ شرک کی قباحت کا تفصیلی ذکر حدیث نمبر ۱۵ کے تحت گزر چکا ہے۔

ایک اشکال کا ازالہ: ......بعض حضرات کو صحیح بخاری کی ایک حدیث سے مغالطہ ہوا اور وہ اس کا صحیح مفہوم سمجھنے سے عاجز رہے اور زعم باطل میں مبتلا ہو گئے کہ مسلمان شرک میں مبتلا نہیں ہوسکتا۔

وہ حدیث درج ذیل ہے:

((عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: إِنِّي فَرَطٌ لَّكُمْ وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلٰى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلٰكِن أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِيهَا .))

(صحیح البخاری، الجنائز، حدیث: ۱۳٤٤۔ وصحیح مسلم، الفضائل، حدیث: ۲۲۹٦)

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی ﷺ مدینہ سے باہر تشریف لے گئے اور شہدائے احد پر اسی طرح نماز جنازہ ادا کی جس طرح میت کی نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے، پھر آپ واپس تشریف لائے تو منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: ''میں تمہارا پیش رو ہوں اور تم پر گواہی دوں گا اور اللہ کی قسم میں اب بھی اپنا حوض (کوثر) دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانے یا زمین کی چابیاں دے دی گئی ہیں اور مجھے اللہ کی قسم تمہارے بارے میں یہ ڈر نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگ جاؤ گے لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ تم دنیا میں مقابلہ بازی شروع کر دو گے۔''

اس حدیث کو امام بخاری نے صحیح بخاری میں پانچ مقامات پر ذکر کیا ہے اور درج ذیل ابواب قائم کیے:

- الجنائز:......شہید پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان (۱۳۴۴)
- المناقب:......اسلام میں علامات نبوت (۳۵۹۶)
- المغازي:......احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (۴۰۸۵)
- الرقاق:......دنیا کی زیب وزینت اس میں مقابلہ بازی سے بچنے کا بیان۔ (۶۴۲۶)
- الرقاق:......حوض کا بیان (۶۵۹۰)

اس کے علاوہ امام مسلم نے دو مقام پر یہ حدیث ذکر کی ہے اور امام نووی نے درج ذیل ابواب قائم کیے ہیں:

- الفضائل:...... ہمارے نبی ﷺ کے حوض کے اثبات کا بیان۔ (۲۲۹۶)

مسئلے کی تفصیل میں جانے سے پہلے چند بنیادی امور کی وضاحت ضروری ہے۔

۱۔ قرآن وسنت کو فہم صحابہ کے مطابق ماننا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص قرآن وحدیث کی من مانی تفسیر وتشریح کرتا ہے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ قرآن مجید میں ''سبیل المومنین'' سے ہٹ کر کوئی راہ اختیار کرنے کو گمراہی کہا گیا ہے اور ''سبیل المومنین'' سے مراد صحابہ اور تابعین کی راہ ہے۔

۲۔ کسی موضوع کی صرف ایک روایت کو لے لینا اور باقی کو ترک کر دینا خواہشات پرستی ہے۔ حق یہ ہے کہ کسی بھی موضوع سے متعلق تمام آیات اور احادیث کو دیکھ کر معنی کا تعین کیا جائے تاکہ روایات میں بظاہر تضاد پیدا نہ ہو۔

۳۔ آیات اور احادیث کے معنی کرتے وقت عربی زبان اسلوب اور محاوروں کا بھی خیال رکھا جائے اور وہ معنی لیے جائیں جو لغت عرب میں پائے جاتے ہوں۔

۴۔ لا الہ الا اللہ کے معنی اور شرائط کو ماننا اور جاننا از حد ضروری ہے۔

مذکورہ بالا حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ امت محمد ﷺ میں سرے سے شرک کا وجود ہی نہیں ہے۔ درج ذیل وجوہات کی بنا پر محل نظر ہے:

۱۔ کسی صحابی، تابعی یا امام نے اس حدیث سے یہ نہیں سمجھا کہ امت محمد یہ میں شرک نہیں پایا جا سکتا۔

۲۔ اس سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت ہے اور خطاب خصوصاً صحابہ کرام کے بارے میں ہے اس میں امت کا لفظ نہیں ہے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ پوری امت شرک میں مبتلا نہیں ہوگی۔

حافظ ابن حجر اور امام نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے مذکورہ معنی کو ہی ذکر کیا ہے اور حدیث کے یہ دونوں معنی ہی درست ہیں۔ کیونکہ نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شرک میں مبتلا ہوئے اور نہ ہی پوری امت شرک کے اندر مبتلا ہوئی۔

ان معانی کی تائید دیگر احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں صحابہ کرام کی شان وعظمت کا ذکر ہے جس سے معلوم

ہوتا ہے کہ ایسے با صفا لوگ جنہوں نے توحید کے لیے اتنی قربانیاں دی ہوں شرک نہیں کر سکتے اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَجَارَ أُمَّتِي مِنْ أَنْ تَجْتَمِعَ عَلٰى ضَلَالَةٍ .)) (الصحيحه للألباني، حديث: ١٣٣١)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کو اس بات سے محفوظ کر دیا ہے کہ وہ ساری گمراہی پر اکٹھی ہو جائے۔''

۳۔ ''مجھے خوف اور خدشہ نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔'' کا مفہوم قطعاً یہ نہیں ہے کہ اس امت میں شرک نہیں ہوگا۔ کلام عرب میں یہ انداز کلام کسی چیز کے قطعاً عدم وجود کے لیے استعمال نہیں ہوتا۔ اس کی وضاحت درج ذیل مثال سے ہو جاتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''اللہ کی قسم مجھے تمہارے بارے میں فقر کا ڈر نہیں ہے۔''

(صحيح البخاری، الجزيه، حديث: ٣١٨٥۔ صحيح مسلم، الزهد، حديث: ٢٩٦١)

یہ حدیث بالکل سچ اور حق ہے لیکن کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ نبی ﷺ کی امت میں کوئی شخص فقیر اور غریب نہیں ہوسکتا؟ ہرگز نہیں، یہ معنی خلاف واقعہ ہیں کیونکہ لاکھوں کلمہ پڑھنے والے آج فقر کی زندگی گزار رہے ہیں بلکہ مر رہے ہیں۔ یقین کے لیے افریقہ کے دور دراز علاقوں کی تصاویر اور ویڈیوز ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

جس طرح اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اس امت میں فقر کا وجود نہیں ہوسکتا ہے اسی طرح شرک والی حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس امت میں شرک نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح ایک حدیث میں ہے:

((مَا أَخْشَى عَلَيْكُمْ الخَطأَ ولٰكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ التَّعَمُّدَ .)) (مسند أحمد: ٢/ ٣٠٨)

''مجھے تمہارے بارے میں یہ ڈر نہیں ہے کہ تم غلطی کرو گے بلکہ مجھے خطرہ ہے کہ تم جان بوجھ کر گناہ کرو گے۔''

کیا اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اس امت کا کوئی شخص غلطی نہیں کرسکتا؟

۴۔ اگر اس حدیث کا یہ مطلب ہو کہ اس امت میں شرک کا وجود ہی نہیں ہے تو پھر قرآن وسنت میں جو شرک سے ڈرایا گیا ہے اس کا کیا مطلب کہ ایک ایسی چیز سے ڈرایا جا رہا ہے جس کا کوئی ڈر ہی نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا﴾ (النسآء: ٣٦)

''اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔''

نیز فرمایا:

﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا﴾ (الانعام: ١٥١)

''کہہ دیجیے! آؤ میں تلاوت کروں وہ جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے یہ کہ تم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔''

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ کا ایک گروہ موجود تھا تو آپ نے فرمایا:

((بَايِعُونِى عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا .)) (صحيح البخاری، الايمان، ح: ١٨)

''تم مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا کام بتایئے کہ جب میں وہ کرلوں تو جنت میں داخل ہو جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَعْبُدُ اللّٰهَ لاَ تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا)) (صحيح البخاری، الزكاة، حديث: ١٣٩٧)

''اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا۔''

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی:

((أَنْ لاَ تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَإِن قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ)) (سنن ابن ماجه، الفتن، حديث: ٤٠٣٤)

''کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا خواہ تیرے ٹکڑے کر دیے جائیں اور تجھے جلا دیا جائے۔''

اس کے علاوہ کئی آیات اور احادیث میں شرک سے ڈرایا گیا ہے۔

۵۔ اگر شرک کا وجود اس امت میں ممکن نہیں تو جن امور کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک قرار دیا ہے، اگر مسلمان ان کا مرتکب ہوتا ہے تو کیا اسے شرک نہیں کہا جائے گا اور اگر ایسا نہیں تو پھر وہ امور نعوذ باللہ شرک ہی نہیں۔

مثلاً: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ .)) (سنن الترمذی، النذور والايمان: ١٥٣٥)

''جس نے اللہ کے علاوہ کسی چیز کی قسم اٹھائی اس نے کفر یا شرک کیا۔''

نیز فرمایا:

((مَنْ عَلَّقَ تَمِيْمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ)) (مسند أحمد: ٤/ ١٥٦)

''جس نے تعویذ لٹکایا اس نے یقیناً شرک کیا۔''

٦۔ جن امور کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک قرار دیا اور مشرکین کے جن افعال کی وجہ سے انھیں جہنمی قرار دیا گیا اگر انھی امور کا ارتکاب مسلمان کرے بلکہ ان سے بڑھ کر ان کو انجام دے اور اس کے ایمان میں کوئی فرق نہ آئے اور جس شرک سے روکنے کے لیے آپ کو بھیجا گیا اسے شرک ہی قرار نہ دیا جائے اور ساری زندگی آپ جس بیماری

سے ڈراتے رہے اس کے وجود کا ہی انکار کر دیا جائے تو پھر دنیا میں کوئی بھی مشرک نہیں ہے۔

اس حدیث کے علاوہ بھی شرک کے عدم وجود کے جتنے شبہات ہیں وہ سب باطل تاویل اور تحریف کا شاخسانہ ہیں۔ عصر حاضر کی قبر پرستی اور اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں شرک کی بیماری عام ہے اور اسی سے بچنے کے لیے قرآن نے راہنمائی کی اور رسول اکرم ﷺ محنت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں چھوٹے بڑے ہر قسم کے شرک سے محفوظ رکھے۔ آمین!

(۴) ((اِن قُطِّعتَ أَوْ حُرِّقت)) میں عزیمت کا پہلو بتلایا گیا ہے کہ انسان کٹ جائے، جان چلی جائے لیکن اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرے۔ اولوالعزم لوگوں کی داستانوں میں توحید باری کے بارے میں یہی سبق ملتا ہے۔ کئی انبیاء علیہم السلام کو توحید کی پاداش میں ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا مگر وہ اس پر ڈٹے رہے۔ شیطانی ٹولہ جب اپنے بابا ابلیس کی پیروی میں ظلم ڈھا رہا ہو تو اہل توحید کو اللہ کی الوہیت کو ثابت کرنے کے لیے جان دینے سے بھی گریز نہیں کرنا چاہیے تاکہ شیطان ذلیل ورسوا ہو۔ صحابہ کرام میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ انہیں توحید چھوڑ کر شرک کرنے پر مجبور کیا گیا، کوئلوں پر لٹایا گیا، کسی کے جسم کے دو ٹکڑے کر دیے گئے، کسی کے سینے پر بھاری پتھر رکھ دیے گئے مگر یہ ظلم و ستم بھی انہیں اللہ کی توحید سے نہ پھیر سکا۔ ان الفاظ میں اسی عزیمت کے راستے کو اپنانے کا حکم ہے۔

تاہم اگر کسی کی جان جا رہی ہو تو محض زبان سے کفر وشرک کا کلمہ کہہ کر جان بچا سکتا ہے بشرطیکہ دل سے مومن ہی رہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ (النحل: ۱۰٦)

''مگر جسے مجبور کیا گیا جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن تھا۔''

(۵) دوسری وصیت آپ ﷺ نے نماز نہ چھوڑنے کی فرمائی، اسے تاکید کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا کیونکہ نماز دین اسلام کا نہایت اہم رکن ہے جس کے ترک سے انسان اللہ کے ذمے اور حفاظت سے نکل جاتا ہے بلکہ بعض ائمہ کے نزدیک تو تارک نماز دائرہ اسلام ہی سے خارج ہے۔ اور حدیث کا ظاہر بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَقَدْ كَفَرَ)) (صحيح الترغيب، حديث: ٥٧٥) ''جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔'' اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: ((مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَلَا دِيْنَ لَهُ)) (صحيح الترغيب، حديث: ٥٧٤) ''جس نے نماز چھوڑ دی اس کا کوئی دین نہیں۔'' اور تمام صحابۂ کرام ترک نماز کو کفر سمجھتے تھے۔'' (صحیح الترغیب: ۵٦۵)

نماز پڑھنے سے انسان اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور ذمے ہیں ہوتا ہے اور اس سے بڑا خوش نصیب کون ہے جس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ لے لے۔ نماز کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ نماز کی معافی میدان جنگ میں بھی نہیں ہے اور شدید مرض میں بھی نماز چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ جو مسلمان نماز اہتمام سے ادا نہیں کرتے یا بالکل

پڑھتے ہی نہیں انہیں اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔

(٦) تیسری نصیحت آپ نے فرمائی کہ شراب ہرگز نہ پینا کیونکہ وہ ہر برائی کی جڑ ہے۔(الخمر) خَمَرَ کا لغوی معنی ڈھانپنے کے ہیں۔اور خمر کو بھی خمر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ انسانی عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔گویا جو مشروب افیوم اور پاؤڈر وغیرہ بھی انسانی عقل کو مفلوج کر دے وہ خمر کے حکم میں ہے۔ پہلے نماز جوام العبادات ہے اس کی تاکید فرمائی اور پھر شراب جوام الخبائث ہے اس سے اجتناب کرنے کا حکم دیا۔جس طرح نماز بہت سی بھلائیوں کا مجموعہ ہے اس کے برعکس شراب بہت سی برائیوں کی بنیاد ہے۔ایک حدیث میں ہے، رسول اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا:

((اَلخَمْرُ أُمّ الفَواحِشَ ، أَكْبَرُ الْكَبَائِرَ ، مَنْ شَرِبَهَا وَقَعَ عَلٰى أُمِهِ وَخَالتهِ وَعَمَّتِهِ))

(الصحيحه، حديث: ١٨٥٣)

''شراب بے حیائی کی جڑ ہے،اس کا پینا سب سے بڑا گناہ ہے، اس کے پینے والا (بعید نہیں) کہ اپنی ماں، خالہ یا پھوپھی سے بدکاری کر بیٹھے۔''

گویا نماز کی حفاظت کے لیے شراب سے اجتناب ضروری ہے کیونکہ شراب انسان کو بسا اوقات کفر وشرک تک لے جاتی ہے جس سے انسان کی نماز بھی برباد ہو جاتی ہے، نیز اس سے معلوم ہوا کہ نشہ آور اشیاء سے اجتناب ضروری ہے خواہ وہ شراب کے علاوہ ہی کیوں نہ ہوں۔شریعت اسلامیہ میں شراب پینے والے کی سزا چالیس درّے ہے تاکہ شرابی کو ذلیل ورسوا کر کے شرمندہ کیا جائے کہ دوبارہ وہ اس فعل کا ارتکاب نہ کرے۔آج مسلمان معاشرے میں برائی کی ایک بنیادی وجہ نشہ آور اشیاء کا کثرت استعمال بھی ہے۔مسلمان معاشرے شر وفساد کی آماجگاہ بن چکے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:''قیامت کے قریب کچھ لوگ آئیں گے۔ جو شراب پئیں گے لیکن اس کا نام بدل دیں گے۔(سنن ابی داؤد، حدیث:٣٦٨٩)

مسلم معاشروں میں آج اگر نشہ آور اشیاء افیوم، پوڈر، چرس، شراب وغیرہ پر پابندی عائد کر دی جائے تو بہت سے جرائم از خود ختم ہو سکتے ہیں۔

(٧) والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری میں ممکن حد تک کوشش کرنی چاہیے۔دنیاوی مقاصد کی خاطر والدین کی نافرمانی ہرگز نہیں کرنی چاہیے الا یہ کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی لازم آتی ہو۔گزشتہ احادیث میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اگر تیرے والدین تجھے حکم دیں کہ دنیا سے الگ ہو جا تو وہ کر گزر۔تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ممکن کوشش کر کہ تو ان کی فرمانبرداری کرے۔انسان کا مال درحقیقت والدین ہی کا مال ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((أَنْتَ وَمَا لُكَ لِأَبِيكَ)) (الإرواء: ٨٣٨)

''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔''

والدین ضرورت کے پیش نظر اولاد کے مال میں پوچھے بغیر تصرف کے حقدار ہیں۔

(۸) پانچویں نصیحت آپ نے یہ فرمائی کہ جو لوگ صاحب اقتدار ہیں ان سے جھگڑا نہ کرو خواہ تم اپنے آپ کو حق پر ہی کیوں نہ سمجھتے ہو۔ وُلاۃ الامر سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھ میں زمام اقتدار ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ حکم دے کر خودسری کا سدباب کر دیا کیونکہ ہر شخص کو اگر یہ اجازت دے دی جائے کہ وہ جس بات کو اپنے مزاج یا موقف کے خلاف سمجھتا ہے اس کو روکنے کے لیے حاکم کے خلاف اٹھ کھڑا ہو تو معاشرہ شکست وریخت کا شکار ہو جائے گا۔ رسول اکرم ﷺ نے ہر ممکن حکمرانوں سے اختلاف کرنے اور ان کے خلاف بغاوت کرنے سے روکا ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَـنْ رَأى مِـنْ أَمِيْرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِر عَلَيهِ فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ اِلاَّ مَاتَ مَيتَةً جَاهِلِّيةً)) (صحيح البخاری، حديث: ٧٠٥٤)

''جو شخص اپنے امیر کی کوئی چیز دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو اسے چاہیے کہ اس پر صبر کرے۔ بلاشبہ جو جماعت سے ایک بالشت بھی جدا ہو گیا اور اسی حالت میں اسے موت آگئی تو جاہلیت کی موت مرا۔''

اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ابن بطال کے حوالے سے لکھتے ہیں: یہ حدیث دلیل ہے کہ حاکم کے خلاف بغاوت کرنے سے ہر ممکن اجتناب کیا جائے خواہ وہ ظالم ہی کیوں نہ ہو۔ مقرر خلیفہ کی اطاعت کرنے اور اس کے ساتھ مل کر جہاد کرنے پر فقہاء کا اتفاق ہے کیونکہ اس کی اطاعت سے خونریزی سے بچا جا سکتا ہے۔ ہاں اگر حاکم کفر صریح کا ارتکاب کرے تو اس معاملے میں اس کی اطاعت جائز نہیں ہے، بلکہ حتی الوسع اس کی مخالفت ضروری ہے۔ (فتح الباری:۱۳/۶)

اسی طرح آپ نے فرمایا: ''کچھ ائمہ آئیں گے جو نمازوں کو تاخیر سے ادا کریں گے۔'' آپ سے پوچھا گیا کہ ہم ان کی مخالفت نہ کریں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ تم نمازوں کو ان کے اوقات میں پڑھ لو اور پھر ان کے ساتھ بھی ادا کر لو۔'' جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر پوری نماز پڑھنا شروع کی تو سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو سفر کی نماز پڑھائی۔ بعد میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملے تو انہوں نے انہیں روکا کہ اختلاف درست نہیں ہے، لہٰذا تم خلیفہ کی طرح چار رکعت ہی ادا کرو۔ (عثمان ابن عفان، الصلابی ص:۱۶۴)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب تک ان کے فعل میں تاویل کی گنجائش ہو تب تک ان کے خلاف بغاوت درست نہیں ہے۔

((وإن رَأيت أنك أنْتَ)) یعنی اگرچہ تو یہ سمجھتا ہو کہ تو اکیلا ہی حق پر ہے، پھر بھی بغاوت نہ کرو۔

(۹) چھٹی نصیحت فرمائی کہ میدان جنگ سے نہ بھاگنا خواہ تو ہلاک ہو جائے اور تیرے ساتھی بھاگ جائیں۔ میدان جہاد سے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے اور یہ سات تباہ کرنے والے گناہوں میں سے ایک ہے، تاہم حیلے کے طور پر دشمن کو

دھوکا دینے کے لیے یا جنگی حکمت عملی کے تحت ایسا کرنا جائز ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ﴿اِلاَّ مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ.....﴾ (الانفال : ١٦) الآیة۔ (میدانِ قتال سے بھاگنے والا ہر کوئی گناہ گار ہے مگر وہ جو لڑائی کے لیے پینترا بدلنے والا ہو یا کسی جماعت کی طرف جگہ لینے والا ہو۔) مسلمانوں کی شان کے خلاف ہے کہ وہ میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کریں۔ رسول اکرم ﷺ نے احد کے میدان میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کر کے عملی مثال قائم کی۔ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((عجب ربنا من رجلين: رجلٍ ثار عن وطائه ولحافه من بين أهله وحبه إلى صلاته فيقول الله جَلَّ وَعَلا [أيا ملائكتي] انظروا إلى عبدي......))

''ہمارا رب دو آدمیوں سے خوش ہوتا ہے: ایک وہ شخص جو اپنے نرم بستر اور لحاف سے اپنے اہل اور محبوب کے درمیان سے نماز کی طرف اٹھتا ہے تو اللہ جل وعلا (اپنے فرشتوں سے) فرماتا ہے: اے میرے فرشتو دیکھو میرے بندے کی طرف کہ وہ اپنے بستر اور لحاف سے الگ ہو کر اور اپنے اہل وعیال اور محبوب (بیوی) کو چھوڑ کر نماز کی طرف جا رہا ہے میرے پاس جو (نعمتیں ہیں) ان کی رغبت رکھتے ہوئے اور میرے ہاں جو (عذاب ہے) اس سے ڈرتے ہوئے۔ دوسرا وہ شخص جس نے اپنے ساتھیوں کے پسپا ہونے کے باوجود بھی غزوہ کیا۔ اسے پسپا ہونے کی صورت میں (اپنے بچنے کا) علم تھا اور دشمن کی طرف پلٹنے میں (اپنی موت کا) علم تھا۔ وہ دشمن کی طرف پلٹا یہاں تک کہ وہ شہید ہوگیا۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے: میرے بندے کی طرف دیکھو کہ وہ میرے پاس جو (نعمتیں) ہیں ان کی امید کے ساتھ اور میرے ہاں جو (عذاب) ہے اس سے ڈرتے ہوئے واپس پلٹا یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔''

(صحیح الترغیب حدیث: ٦٣٠)

(١٠) ساتویں نصیحت اہل وعیال پر حسب استطاعت خوش اسلوبی سے خرچ کرنے کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آسانی دی ہے تو اس مال میں سے بیوی بچوں پر احسن انداز میں خرچ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی ضرورتوں کے لیے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ کئی لوگ دوست واحباب کے ساتھ ہوٹلوں وغیرہ میں نہایت اچھے کھانے کھاتے ہیں لیکن بیوی بچوں پر خرچ نہیں کرتے یہ فعل نہایت مذموم ہے۔ (طــول) سے مراد فراوانی اور آسائش ہے۔ اس میں بیوی بچوں کے لیے بھی اشارہ ہے کہ اگر کبھی حالات تنگ ہوں تو تھوڑے پر صبر کریں اور اپنے سرپرست پر بے جا بوجھ نہ ڈالیں۔ اس میں اس بات کا بھی اشارہ ہے کہ اگر حلال طریقے سے فراوانی آتی ہے تو خرچ کرو، تم اس بات کے مکلّف نہیں کہ بیوی بچوں کو خوش کرنے کے لیے حرام ذرائع استعمال کرو جیسا عموماً لوگ آج کل کرتے ہیں اور یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ جی: کیا کریں بچوں کا پیٹ تو پالنا ہے۔ یاد

رکھیے! پیٹ پالنا حرام کے جواز کی دلیل ہرگز نہیں ہے۔

اسی طرح بیوی بچوں پر خرچ کرنے کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ ان کی ہر جائز و ناجائز ضرورت کو پورا کیا جائے بلکہ اللہ کی حدود میں رہتے ہوئے حلال طریقے سے خرچ کرنے کا حکم ہے۔

(۱۱) آٹھویں نصیحت فرمائی: ((لَا تَرْفَعْ عَصَاكَ عَلَى أَهْلِكَ)) ''اور اپنے گھر والوں پر ہر وقت لاٹھی اٹھا کر نہ رکھو۔'' اور مسند احمد میں ((لَا تَرْفَعِ عَنْهُمْ عَصَاكَ)) (الارواء: ٢٠٢٦) ''ان سے لاٹھی اٹھا کر مت رکھ دینا'' کے الفاظ ہیں دونوں طرح کے الفاظ اپنی اپنی جگہ پر درست ہیں۔ پہلے الفاظ کی روشنی میں معنی ہوں گے کہ بیوی بچوں اور غلاموں کو بے جا نہ مارو۔ یہ نہی تحریمی نہیں ہے بلکہ تمام دلائل کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے یہ نہی تنزیہی ہے اور شدید ضرورت کے پیش نظر عورت، بچوں اور غلاموں کو معمولی سزا دی جا سکتی ہے، تاہم مارنا اچھی صفت نہیں ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ کی سیرت یہی ہے کہ آپ نے بیویوں، بچوں اور غلاموں کو کبھی نہیں مارا بلکہ مارنے والوں کے بارے میں فرمایا: ((لَيْسَ أُولئِكَ بِخَيَارِكُمْ)) (سنن ابو داؤد، حديث: ٢١٤٦)

''مارنے والے تمہارے اچھے لوگوں میں سے نہیں ہیں۔''

دوسرے الفاظ کا لحاظ رکھا جائے تو معنی ہوں گے کہ گھر والوں کو ادب سکھانے میں کوتاہی نہ کرنا اور لاٹھی اٹھا کر مت رکھ دینا جس کی وجہ سے وہ مطمئن ہو کر احکام خداوندی کو فراموش کر دیں جیسا کہ دوسری حدیث میں اس کی صراحت اس طرح ہے: ((علقو السوط فانه أدب لهم)) ''کوڑا لٹکا کر رکھو کیونکہ وہ ان کے لیے ادب ہے۔'' یعنی گھر والوں کو اسلامی آداب سکھاؤ، اس قدر نرمی نہ کرو کہ بیوی بچوں کے دل سے تمہارا رعب ختم ہو جائے اور وہ من مانی شروع کر دیں۔ اس طرح گھر کے اندر بگاڑ پیدا ہو جائے گا۔

دور حاضر میں مسلمانوں نے مغرب کے مادر پدر آزاد معاشرے کی تقلید میں رسول اکرم ﷺ کی اس حدیث کو چھوڑ دیا۔ اور بیوی بچوں کی تربیت سے آزاد ہو گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بیوی بچوں کے دل سے خاوند اور والد کا خوف ختم ہو گیا۔ بیٹے، بیٹیاں مرضی سے گھر آتے ہیں اور باپ انہیں پوچھنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتا اور بیوی اپنی مرضی سے جہاں چاہے آئے جائے اسے کسی کے سامنے جواب دہی کا خوف نہیں۔ نتیجہ فحاشی اور عریانی کی صورت میں ہمارے سامنے ہے مسئلے کی مزید تفصیل، ان شاء اللہ، آئندہ ابواب میں آئے گی۔

(۱۲) نویں وصیت یہ فرمائی کہ انہیں اللہ سے ڈراتے رہو، یعنی انہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتے رہو اور اس کی مخالفت کرنے سے روکو اور نافرمانوں کے لیے اس نے جو عذاب اور سزا تیار کی ہے اس سے تنبیہ کرتے رہو۔ یہ وصیت آٹھویں وصیت کا تتمہ ہے کہ محض ڈنڈے کے زور پر نہیں بلکہ بیوی بچوں میں احساس گناہ بھی پیدا کرو اور انہیں اللہ کا خوف دلاؤ تا کہ وہ گناہ اور معصیت سے اللہ تعالیٰ کے ڈر سے باز رہیں۔ خالق اور مخلوق کے ڈر میں ایک بنیادی فرق یہ

ہے کہ مخلوق میں سے جس سے انسان ڈرتا ہے اس سے دور بھاگنے کی کوشش کرتا ہے اور خالق سے جتنا زیادہ ڈرتا ہے اتنا ہی اس کے قریب ہوتا ہے۔

بچپن میں مائیں عموماً بچوں کو چپ کرانے اور شرارتوں سے باز رکھنے کے لیے کسی نہ کسی چیز کا خوف دلاتی ہیں انہیں چاہیے کہ روز اول ہی سے اولاد کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کریں۔ ان کے دلوں میں اللہ کی عظمت پیدا کریں۔ اللہ کے احسانات اور اس کی نعمتوں کا ذکر کریں۔ آخرت کے معاملات، حشر کی سختیوں اور قبر کے عذاب وغیرہ سے ڈرائیں۔ اولاد کی تربیت میں بنیادی کردار والدہ کا ہے کیونکہ والد عموماً بیرونی مصروفیات کی وجہ سے اولاد پر زیادہ توجہ نہیں دے سکتا۔ لیکن والد کو چاہیے کہ محض دولت کمانے کی خاطر اولاد کی تربیت سے غافل نہ ہو۔ اکثر باپ اولاد کا مالی مستقبل تو بہتر کر لیتے ہیں، اس کے لیے دن رات محنت کرتے ہیں لیکن ان کی اخلاقی اور دینی تربیت سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان دنیا سے جاتا ہے تو اولاد کے لیے سب کچھ بنا کر جاتا ہے لیکن انہیں انسان نہیں بناتا ہے۔

19 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: جِئْتُ أُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ، وَتَرَكْتُ أَبَوَيَّ يَبْكِيَانِ؟ قَالَ: ((ارْجِعْ إِلَيْهِمَا فَأَضْحِكْهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا))

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں آپ سے ہجرت پر بیعت کے لیے حاضر ہوا ہوں اور میں نے اپنے والدین کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ (میری جدائی کی وجہ سے) رو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''ان کے پاس واپس جا اور انہیں جس طرح رلایا ہے اسی طرح ہنسا۔''

فائدہ: ......اس حدیث کی تشریح کے لیے حدیث نمبر ۱۳ ملاحظہ فرمائیں۔

20 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ الْأَعْمَى..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ الْجِهَادَ، فَقَالَ: ((أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟)) فَقَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ: ((فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ))

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا۔ وہ جہاد (میں شریک ہونے) کا ارادہ رکھتا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ''تیرے والدین زندہ ہیں۔؟'' اس نے کہا: جی ہاں: آپ نے فرمایا: ''پھر انہیں میں جا کر جہاد کر۔''

(۱۹) صحیح: تقدمأنظر الحدیث: ۱۳.

(۲۰) صحیح: أخرجه البخاری، الجهاد، باب الجهاد بإذن الوالدين: ۳۰۰۴، ۵۹۷۲۔ ومسلم: ۲۵۴۹۔ الإرواء: ۱۹۹.

فوائد و مسائل: ......(۱) جہاد کو اسلام کی چوٹی کہا گیا ہے اور ہجرت انسان کے سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے ان دونوں اعمال کی اہمیت اپنی اپنی جگہ مسلم ہے لیکن اگر ضعیف والدین خدمت کے محتاج ہوں تو ان کی خدمت کر کے انہیں خوش کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

(۲) اس حدیث میں اس بات کا اشارہ بھی ملتا ہے کہ انسان کے سامنے اگر دو کام ہوں اور دونوں بیک وقت ممکن نہ ہوں تو ان میں سے کسی ایک کی ترجیح کے لیے کسی صاحب علم وبصیرت سے مشورہ لے لینا چاہیے۔

(۳) حاکم وقت یا تنظیم کے سربراہ کو اپنے کارکنان کے گھریلو حالات سے آگاہ رہنا چاہیے اور انہیں کسی محاذ پر بھیجنے سے پہلے ان کی گھریلو مصلحت اور مصلحت عامہ کا موازنہ کرنا چاہیے تاکہ ان کے گھر کا نظام درہم برہم نہ ہو۔

(۴) والدین اگر مسلمان ہوں اور کسی مصلحت کی خاطر بیٹے کو جہاد سے روکیں تو اسے رک جانا چاہیے تاوقت کہ وہ اس پر رضا مند ہو جائیں، نیز اس معاملے میں والد اور والدہ برابر ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خدمت جہاد سے بھی زیادہ اہم ہے۔

(۵) ((ففيهما فجاهد)) لغوی طور پر ہر اس فعل کو جہاد سے تعبیر کیا جا سکتا ہے جس میں انسان اپنے آپ کو تھکا دے۔ یہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ والدین کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنے نفس سے جہاد کرو اور اپنے آپ کو تھکا دو۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تیرے والدین زندہ ہیں تو ان کے ساتھ حسن سلوک اور نیکی کی ہر ممکن کوشش کر تو دشمن سے قتال کرنے کے درجے تک پہنچ جائے گا۔ عمومی حالات میں جہاد کیونکہ فرض کفایہ ہے اور امیر کے حکم سے فرض عین ہوتا ہے اس کے برعکس والدین کی خدمت اور ان سے حسن سلوک ہر وقت فرض عین ہے۔

(۶) آپ ﷺ کے اس حکم میں اس بات کا اشارہ بھی موجود ہے کہ والدین کی خدمت اور ان سے حسن سلوک میں بعض اوقات مشقت بھی برداشت کرنا پڑتی ہے، اسی لیے ان کی خدمت کو جہاد سے تعبیر کیا ہے، اس میں صبر وتحمل سے کام لینا ضروری ہے۔

10...... بَابُ مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ

جس نے اپنے والدین کو پایا، پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہو سکا

21 - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ............
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَغِمَ   سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان

(۲۱) صحيح: أخرجه مسلم، البر والصلة: ۲۵۵۱.

أَنْفُهُ ، رَغِمَ أَنْفُهُ ، رَغِمَ أَنْفُهُ)) ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ؟ قَالَ: ((مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ ، أَوْ أَحَدَهُمَا ، فَدَخَلَ النَّارَ))

کرتے کہ آپ نے فرمایا: ''وہ آدمی ذلیل ہو، خوار ہو، رسوا ہو۔'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول کون؟ آپ نے فرمایا: جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور پھر (ان کی خدمت نہ کرکے) آگ میں چلا گیا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) والدین انسان کے دنیا میں آنے کا سبب بنتے ہیں اور مشاہدے سے یہ بات ثابت ہے کہ جب تک ان میں ہمت وسکت ہوتی ہے وہ اولاد کی خاطر محنت کرتے ہیں حتی کہ اپنی قوت سے بڑھ کر اولاد کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں۔ پچاس ساٹھ سال اولاد کی خاطر اپنی تمام تر صلاحیتوں کو ختم کرنے والے والدین جب سہارے کے محتاج ہوں، اور وہ بھی نہ جانے چند سال یا چند ماہ ہوں، اور اولاد ان کو بے آسرا و بے سہارا چھوڑ دے تو یہ اولاد کی بہت ہی کم بختی کی علامت ہے۔

(۲) والدین کی خدمت نہ کرنے والے شخص کے لیے رسول اکرم ﷺ کی بددعا کہ ''وہ ذلیل و رسوا ہو'' اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ یہ نہایت سنگین جرم ہے، ورنہ رحمۃ للعالمین اس کے لیے بددعا نہ کرتے، کہ انسان بڑھاپے میں والدین کو بے یارو مددگار چھوڑ دے۔

(۳) آپ کا اس بات کی طرف توجہ دلانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اکثر وبیشتر اولاد اس میں کوتاہی کرتی ہے جس کا نتیجہ ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

(۴) خدمت والدین کے کئی طریقے ہوسکتے ہیں: مثلاً والدین کو مال کی ضرورت ہے تو انہیں مال پیش کیا جائے۔ جسمانی خدمت کی ضرورت ہے تو وہ بھی کی جائے۔ دور حاضر میں بڑی گھمبیر صورت حال ہے کہ بچے پیٹ کی خاطر یا کسی دوسری غرض سے گھروں سے دور چلے جاتے ہیں اور بسا اوقات والدین ساتھ رہنا اور اپنے آبائی علاقے کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے، بالخصوص علمائے کرام جو گھروں سے دور خدمت دین کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں انہیں یہ مسئلہ درپیش رہتا ہے؟ ایسے میں اگر وہ اکیلی اولاد ہے تو ہر ممکن والدین کو ساتھ رکھنا یا ان کے پاس چلے جانا ضروری ہے کیونکہ بوڑھے والدین کی خدمت کرنا دوسرے لوگوں کی خدمت کرنے سے زیادہ مثبت نتائج برآمد کرتا ہے۔ اور ان کی صحت پر بھی اچھا اثر ہوتا ہے۔ اور اگر ایک سے زیادہ اولادیں ہوں اور سب کا ایک ساتھ رہنا ممکن نہ ہو تو پھر والدین کی جس طرح خدمت ممکن ہو مالی یا جسمانی کرنی چاہیے۔

یورپ میں بوڑھوں کی خدمت کے لیے الگ سے لوگ اور جگہ مخصوص کر دینا ان کے بڑھاپے کے دکھوں کا مداوا نہیں ہے بلکہ انہیں خدمت کے ساتھ ساتھ اولاد کے خلوص اور محبت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے اولاد کو چاہیے کہ خود والدین کی خدمت کریں۔

(۵) یہ انسانی حقوق کے تحفظ کی ایک ایسی روشن مثال ہے جس کا یورپ میں ملنا ممکن نہیں ہے بلکہ وہاں تو بوڑھے گھروں میں تنہا سسک سسک کر مر جاتے ہیں اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہوتا پچھلے دنوں ایک کالم نگار نے یورپ کی ایک بڑھیا کے بارے میں تفصیل سے لکھا تھا کہ جسے اس کے مرنے کے آٹھ روز بعد بو پیدا ہونے کی وجہ سے حکومت کے کارندوں نے دفن کیا جب کہ اس کی اولاد اپنی الگ رہائشوں میں سکونت پذیر تھی۔ اعاذنا اللّٰه منه!

(٦) مسلمانوں کو چاہیے کہ اسلام کی قدر کریں اور اپنی اولاد کو دینی تعلیم سے آراستہ کریں تاکہ کل وہ ان کے بڑھاپے کا سہارا بنیں۔ محض مغربی تعلیم سے اولاد کو روشناس کرانا اور اسلام سے دور رکھنا اولاد کے ساتھ اور خود اپنے ساتھ بھی ظلم ہے جس کا صحیح علم روز قیامت کو ہوگا۔

(۷) جنت کا حصول اور جہنم سے آزادی مومن کی سب سے بڑی مراد ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے جنت ماں کے قدموں میں بتائی ہے اور والد کو جنت کا درمیانی دروازہ قرار دیا ہے اس لیے ان کو خوش کرکے اور ان کی خدمت کرکے جنت کا حصول آسان بنایا جا سکتا ہے۔

11...... بَابُ مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ زَادَ اللّٰهُ فِي عُمُرِهِ

جو شخص والدین سے حسن سلوک کرے گا اللہ اس کی عمر بڑھا دے گا

22 - حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ زَبَّانَ بْنِ فَائِدٍ............

عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ طُوبَى لَهُ، زَادَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي عُمْرِهِ))

سیدنا معاذ (جہنی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنے والدین سے حسن سلوک کیا اس کے لیے خوشخبری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی عمر بڑھا دیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ روایت ضعیف ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف ادب المفرد حدیث: ۳ اور سلسلہ احادیث الضعیفہ (۴۵٦۷) میں اس کے ضعف کی صراحت کی ہے۔

(۲) یہ حدیث گو ضعیف ہے، تاہم دوسری صحیح احادیث میں اس امر کی صراحت موجود ہے کہ صلہ رحمی سے عمر بڑھ جاتی ہے خواہ وہ والدین کے علاوہ کسی اور عزیز و اقارب ہی سے کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ))

(بخاری و مسلم، الترغيب: ۲۵۱۹)

(۲۲) ضعیف: أخرجه ابن وهب فی الجامع: ۱۱۱۔ والحاكم: ٤/ ١٥٤۔ وأبو يعلى: ١٤٩٤۔ والطبرانی فی الكبير: ٢/ ١٩٨.

''جوشخص پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں فراخی ہو، اوراس کی عمر لمبی ہو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔''

جب مطلق صلہ رحمی عمر میں اضافے کا باعث ہے تو والدین کے ساتھ صلہ رحمی بطریق اولیٰ عمر میں اضافے کا باعث ہوگی۔

12 ...... بَابُ لَا يَسْتَغْفِرُ لِأَبِيهِ الْمُشْرِكِ

مشرک (ماں) باپ کے لیے دعائے مغفرت نہ کی جائے

23 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ﴾ [الإسراء: 23] إِلَى قَوْلِهِ: ﴿كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ [الإسراء: 24]، فَنَسَخَتْهَا الْآيَةُ فِي بَرَاءَةَ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾ [التوبة: 113]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ: ﴿اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝﴾ (الاسراء: ۲۳، ۲٤) ''اگر ان دونوں میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اُف تک نہ کہہ اور انہیں مت جھڑک، اور ان سے بہت احترام والی (ادب واحترام سے) بات کر۔ اوران کے سامنے رحم دلی سے عاجزی کے ساتھ اپنا بازو (پہلو) جھکائے رکھ اور کہہ: میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسے انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔'' کے بارے میں فرمایا کہ اس آیت کو سورۂ براءت والی آیت: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ﴾ (التوبة: ۱۱۳) ''نبی اور ایمان والوں کے لائق نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے بخشش کی دعا کریں خواہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہی ہوں، ان کے متعلق یہ واضح ہو جانے کے بعد کہ وہ بلاشبہ دوزخی ہیں۔'' نے منسوخ کر دیا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) والدین کے فوت ہونے کے بعد ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کی مغفرت اور بخشش کی دعا کی جائے، لیکن یہ اس صورت میں جائز ہے جب ان کی وفات ایمان کی حالت میں ہوئی ہو۔ بصورت دیگر ان کے لیے دعا کرنا ناجائز ہے۔

(۲) مذکورہ بالا حدیث میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کا بھی یہی مطلب ہے کہ پہلی آیت میں جو عموم تھا کہ والدین

---

(۲۳) حسن: أخرجه الطبراني فی تفسیره: ۱۷/ ٤۲۱.

خواہ کافر ہوں یا مسلمان، ہر شخص کو اپنے والدین کے لیے رحمت کی دعا کرنی چاہیے، یہ عموم سورۂ توبہ کی آیت سے منسوخ ہو گیا اور دعا کو صرف مسلمان والدین تک محدود کر دیا گیا۔

(۳) سورۂ توبہ کی آیت میں اگر چہ والدین کا نام تو نہیں لیا گیا لیکن اولی القربی میں والدین بطریق اولی داخل ہیں۔

(۴) اگر ماں باپ کافر یا مشرک یا بے عمل ہوں تو ان کی زندگی میں ان کی ہدایت کی دعا کرنی چاہیے۔ آیات کی وضاحت گزشتہ اوراق میں بیان کی جا چکی ہے۔

13...... بَابُ بِرِّ الْوَالِدِ الْمُشْرِكِ

مشرک باپ سے حسن سلوک

24 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ............

عَنْ أَبِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: نَزَلَتْ فِيَّ أَرْبَعُ آيَاتٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى: كَانَتْ أُمِّي حَلَفَتْ أَنْ لَا تَأْكُلَ وَلَا تَشْرَبَ حَتَّى أُفَارِقَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ [لقمان: 15] وَالثَّانِيَةُ: أَنِّي كُنْتُ أَخَذْتُ سَيْفًا أَعْجَبَنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هَبْ لِي هَذَا، فَنَزَلَتْ: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ﴾ [الأنفال: 1] وَالثَّالِثَةُ: أَنِّي مَرِضْتُ فَأَتَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَقْسِمَ مَالِي، أَفَأُوصِي بِالنِّصْفِ؟ فَقَالَ: ((لَا))، فَقُلْتُ: الثُّلُثُ؟ فَسَكَتَ، فَكَانَ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: کہ قرآن مجید کی چار آیات میرے بارے میں نازل ہوئیں۔ (۱) میری والدہ (جس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا) نے یہ قسم اٹھائی کہ میں اس وقت تک کھاؤں گی نہ پیوں گی جب تک میں (سعد) محمد ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی: ﴿وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا﴾ (لقمان: ۱۵) ”اگر وہ دونوں تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ اس کو شریک بنائے جس کا تجھے علم نہیں، تو ان کی اطاعت نہ کرنا اور دنیا میں معروف طریقے سے ان دونوں سے اچھا سلوک کر۔“ ...... (۲) (مال غنیمت سے) مجھے ایک تلوار پسند آئی تو میں نے پکڑ لی اور نبی ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ مجھے عنایت فرما دیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ﴾ (الأنفال: ۱) ”وہ آپ سے غنیمتوں کی بابت سوال کرتے ہیں۔“

(۲٤) صحيح: أخرجه مسلم، فضائل الصحابه: ۱۷٤۸.

الثُّلُثُ بَعْدَهُ جَائِزًا وَالرَّابِعَةُ: أَنِّي شَرِبْتُ الْخَمْرَ مَعَ قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ ، فَضَرَبَ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْفِي بِلَحْيِ جَمَلٍ ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ عَزَّ وَجَلَّ تَحْرِيمَ الْخَمْرِ .

(۳) میں بیمار پڑ گیا تو رسول اکرم ﷺ میرے پاس (تیمار داری کے لیے) تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اپنا مال تقسیم کرنا چاہتا ہوں، کیا نصف مال کی وصیت کردوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں'' میں نے کہا: تیسرے حصے کی وصیت کر دوں؟ آپ خاموش رہے اور اس کے بعد تیسرے حصے کی وصیت جائز ہوگئی۔ (۴) میں نے انصار کے ایک گروہ کے ساتھ شراب پی تو ان میں سے ایک شخص نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی لے کر میری ناک پر دے ماری۔ میں رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا تو اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت نازل فرما دی۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں۔مختلف آیات کا ان کے بارے میں نازل ہونا ان کی عظمت شان پر دلالت کرتا ہے۔بعض اوقات ایک طرح کے کئی واقعات رونما ہوتے ہیں اور اس کے بعد ان تمام واقعات کے بارے میں کوئی آیت نازل ہوتی ہے اور جس صحابی کو جس واقعے کا علم ہوتا ہے وہ کہہ دیتا ہے:نزل فی کذا۔ ''یہ (قرآن کا حصہ) فلاں کے بارے میں نازل ہوا۔''

(۲) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا کہنا کہ ''یہ آیات میرے بارے میں نازل ہوئیں'' کا یہ مطلب نہیں کہ یہ ان کے ساتھ خاص ہیں کیونکہ یہ قاعدہ ہے:((العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب)) ''اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ کہ اس خاص سبب کا (جس کے بارے میں کوئی حکم دیا جائے)۔''اس لیے ان آیات کا حکم پوری امت کے لیے ہے۔

(۳) کافر اور مشرک والدین کے ساتھ رویہ، سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا واقعہ گزشتہ اوراق میں ذکر ہوا ہے۔پہلی آیت میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب کا بیان ہے خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔ دین فطرت کی شروع سے یہی تعلیمات رہی ہیں اور اللہ کے برگزیدہ بندے ہمیشہ والدین سے حسن سلوک ہی کرتے چلے آرہے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ ہر نبی کی شریعت میں والدین کے ساتھ حسن سلوک ہی کا حکم دیا گیا تو یہ بعید نہ ہوگا کیونکہ تاریخ سے ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا والد آزر گو کافر بت فروش تھا اور اسی بنا پر ابراہیم علیہ السلام کو گھر سے نکال دیا لیکن اس کے باوجود ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد سے رویہ مثالی تھا۔قرآن نے اسے بطور نمونہ پیش کیا ہے کہ اگر والدین کافر ہونے کے ساتھ ساتھ ظلم بھی کریں تب بھی ان کے ظلم کا بدلہ ظلم کے ساتھ نہیں بلکہ حسن اخلاق سے دینا ہے۔اور نہایت ادب اور خیر خواہی

سے انہیں دین اسلام کی ترغیب دینی ہے۔ اور ان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابو طالب کے لیے کرتے رہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کروائی کہ اللہ ان کی والدہ کو ہدایت دے دے۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۲۴۹۱)

اسی طرح غار میں تین پھنس جانے والے حضرات کا واقعہ جو بخاری مسلم میں موجود ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل میں بھی والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم نہایت اہتمام کے ساتھ دیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے اپنا جو عمل پیش کیا وہ یہ تھا کہ ''وہ بکریاں چرا کر واپس آتا تو سب سے پہلے والدین کو دودھ دیتا اور پھر اپنے بیوی بچوں کو دیتا۔''

مزید برآں دیکھا جائے تو اکثر و بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے والدین کافر اور مشرک تھے لیکن تاریخ میں ایسا کوئی اشارہ نہیں ملتا کہ کسی نے کافر والدین کے ساتھ بھی بدسلوکی کی ہو۔ دینی برأت اور دشمنی کا ذکر تو ضرور ملتا ہے لیکن اخلاقی طور پر اور ان کی خدمت کے حوالے سے کوئی کوتاہی نظر نہیں آتی۔

دور حاضر میں نومسلم حضرات کو یہ مسئلہ در پیش ہوتا ہے کہ وہ والدین کے ساتھ کیا سلوک کریں؟ اگر وہ مسلمان بھی نہیں ہوتے اور دین میں رکاوٹ بھی بنتے ہیں؟ جہاں تک دین کا تعلق ہے تو اس میں ان کی بات ہرگز تسلیم نہیں کرنی چاہیے اور دنیاوی معاملات میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے۔ کافر ہونے کے باوجود اگر والدین بوڑھے ہیں اور خدمت کے محتاج ہیں تو اولاد کو ان کا ہر ممکن خیال رکھنا چاہیے۔ شاید ان کی خدمت سے متأثر ہو کر وہ مسلمان ہو جائیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مسلمان نہ ہوں اور کوئی دوسرا شخص مسلمان اولاد کے اس حسن سلوک سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جائے۔

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کا اپنی والدہ کے بارے سوال کرنا جیسا کہ آئندہ حدیث میں آرہا ہے اور آپ کا صلہ رحمی کا حکم دینا بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ والدین خواہ اپنے کفر پر مصر بھی ہوں تب بھی ان سے دنیاوی معاملات میں حسن سلوک کرنا چاہیے۔ اسلامی تاریخ میں ایسی مثالیں تو موجود ہیں کہ مشرک والدین نے اپنی اولاد پر ظلم وستم ڈھائے جیسا کہ سہیل بن عمرو نے اپنے فرزند سیدنا ابو جندل رضی اللہ عنہ کو اسلام لانے کے جرم میں بیڑیاں ڈال دیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر ان کے چچا نے زیادتیاں کیں، خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ابولہب نے ظلم کیا، لیکن تاریخ اس سے خاموش ہے کہ ان میں سے کسی نے بھی باوجود زیادتی کے والدین کے سامنے کوئی بداخلاقی کی ہو۔

جب کافر والدین کے ساتھ اس قدر حسن سلوک کی تعلیمات ہیں تو مومن والدین سے حسن سلوک کی اہمیت کا اندازہ از خود ہو جاتا ہے۔

(۴) دوسری جس آیت کے بارے میں سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ان کے بارے میں نازل ہوئی وہ ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ﴾ ''وہ آپ سے غنیمتوں کے متعلق سوال کرتے ہیں۔'' ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر سیدنا

سعد رضی اللہ عنہ کو ایک تلوار بہت اچھی لگی، انہوں نے مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے ہی عرض کیا کہ یہ بطور زائد انعام مجھے عنایت فرما دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ابھی تک اس بارے میں کوئی واضح حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لیے آپ نے تلوار کو اس کی جگہ رکھنے کا حکم دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دوبارہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا: اسے اس کی جگہ پر رکھ دو۔ پھر تیسری مرتبہ میں نے اصرار کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح مسلم: ۶۲۳۸) الأنفال، نفل کی جمع ہے جس کے معنی ''اصل چیز سے زائد'' کے ہیں۔ غنیمت کو انفال اس لیے کہا جاتا ہے کہ امت محمد علی صاحبہا الصلاۃ والسلام پر بطور زائد، اصل ثواب کے علاوہ، اسے حلال کیا گیا ہے۔ پہلی امتوں کے لیے مال غنیمت کا استعمال درست نہیں تھا۔ (تفسیر البغوی)

(۵) تیسری آیت کا ذکر نہیں ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے اور وہ مکہ ہی میں تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تیمار داری کے لیے گئے۔ آپ ہجرت کرنے کے بعد اس جگہ میں موت کو ناپسند کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول دعا کریں اللہ مجھے میری ایڑیوں کے بل نہ پھیرے، یعنی میری موت مکہ میں نہ آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امید ہے اللہ تعالیٰ تجھے صحت یاب کرے گا اور تجھ سے بہت سے لوگوں کو نفع دے گا۔'' پھر سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول کیا میں سارے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں۔'' انہوں نے کہا: آدھے کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں'' انہوں نے عرض کیا: کیا تیسرے حصے کی کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''چلو تیسرے کی کر لو ویسے تیسرا بھی ہے زیادہ۔ تم اپنے ورثاء کو دولت مند چھوڑ کر فوت ہو یہ اس سے بہتر ہے کہ (تم سارا مال تقسیم کر کے) انہیں تنگ دست اور محتاج چھوڑ جاؤ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔'' (صحیح البخاری، حدیث: ۲۷۴۲، ۲۷۴۴)

انسان صحت و عافیت میں اپنا کل سرمایہ بھی فی سبیل اللہ خرچ کرنا چاہے یا کسی کو دینا چاہے تو دے سکتا ہے بشرطیکہ وہ عاقل، بالغ اور با اختیار ہو۔ مرتے وقت یا جس بیماری سے جاں نبر ہونے کا امکان نہ ہو، اس میں تہائی ۱/۳ مال سے زیادہ کی وصیت کرنا یا اللہ کے راستے میں دینے کے لیے کہنا شرعاً درست نہیں ہے کیونکہ یہ متروکہ مال ورثاء کا حق ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے:

((لَو غَضَّ النَّاسُ إِلَى الرُّبْعِ لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ))

(صحيح البخاری، ح: ۲۷۴۳)

کاش لوگ (وصیت کو) چوتھائی تک کم کر دیتے تو بہتر ہوتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''تہائی خرچ کر سکتے ہو اور تہائی بھی بڑی رقم ہے۔''

اس لیے تہائی سے بھی کم مال کی وصیت کرنا ہی بہتر ہے تاکہ ورثاء کو زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو۔ اور ورثاء کو محروم

کرنے کے لیے مال کو اللہ کے راستے میں تقسیم کرنا شرعاً ناجائز ہے اور اس کی وصیت نافذ نہیں ہوگی جو ایسا کرے گا۔

(۶) اگر کوئی شخص مرتے وقت ساری جائیداد کسی کے نام کر جاتا ہے اور ورثاء کو محروم کر جاتا ہے تو حاکم وقت کی ذمے داری ہے کہ وہ ورثاء کو ان کا حق دلائے۔

(۷) اپنا کل سرمایہ فی سبیل اللہ یا کسی کو دینا جائز نہیں۔ اس بارے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ والا واقعہ پیش کیا جاتا ہے حالانکہ انہوں نے سارا سرمایہ پیش نہیں کیا تھا بلکہ صرف گھر میں موجود مال پیش کیا تھا۔ جبکہ اس کے برعکس کئی نصوص شرعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان اپنا سارا مال خرچ نہیں کر سکتا ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا۝﴾

(بنی اسرائیل: ۲۹)

''اور نہ اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا کر لے (کہ کچھ بھی خرچ نہ کرے) اور نہ اسے کھول دے پورا کھول دینا ورنہ ملامت کیا ہوا، تھکا ہارا ہو کر بیٹھ رہے گا۔''

یہ آیت اپنے مفہوم کے لحاظ سے اظہر من الشمس ہے کہ انسان اپنا پورا مال خرچ نہیں کر سکتا۔

۲۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾ (الانعام: ۱۴۱)

''اور اس کا حق اس کی کٹائی کے دن ادا کرو اور حد سے نہ گزرو، یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔''

۳۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا۝﴾

(بنی اسرائیل: ۲۶-۲۷)

''اور فضول خرچی بالکل نہ کرو۔ بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان ہمیشہ سے اپنے رب کا بہت ناشکرا ہے۔''

۴۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۝﴾ (الفرقان: ۶۷)

''اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی کرتے اور نہ خرچ میں تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ اس کے درمیان معتدل ہوتا ہے۔''

۵۔ جب کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ کا قرآن مجید میں اعلان ہوا۔ (توبہ ۱۱۸) تو کعب رضی اللہ عنہ نے خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

((ان من توبتى ان انخلع من مالى صدقة الى اللّٰه والى رسوله .))

''اے اللہ کے رسول ﷺ بے شک میری توبہ میں سے یہ ہے کہ میں اپنے مال سے الگ ہو جاؤں، یہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف صدقہ ہے۔''

ایک روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((امسك عليه بعض مالك فهو خير لك .))

''اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ، وہ تیرے لیے بہتر ہے۔'' (بخاری کتاب المغازی: ۴۴۱۸، مسلم کتاب التوبۃ: ۲۰۱۶۷)

یہ حدیث اس بارے میں بالکل واضح ہے کہ آدمی اپنے سارے مال سے الگ نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ۔

۶۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ میرے پاس ایک دینار (سونے کا ایک سکہ) ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو اپنی جان پر صدقہ کر۔ (گویا اچھی نیت سے آدمی اپنے اوپر خرچ کرے گا تو یہ بھی ثواب کا باعث ہوگا) اس نے کہا: میرے پاس ایک اور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی اولاد پر صدقہ کر، اس نے کہا میرے پاس ایک اور ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی بیوی پر صدقہ کر، اس نے کہا: میرے پاس ایک اور ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے خادم پر صدقہ کر۔ اس نے کہا: میرے پاس ایک اور ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو بہتر جانتا ہے۔ (ابوداود کتاب الزکوٰۃ: ۱۶۹۱۔ نسائی کتاب الزکوٰۃ: ۲۵۳۶)

اس حدیث میں نبی ﷺ نے آدمی کے مال کا سب سے پہلے اسے خود حق دار قرار دیا ہے۔ اگر اس نے سارا مال کسی اور کو دے دیا تو اس کا اپنا حق کہاں گیا، اس طرح کسی پرائے کو سارا مال دینے سے بیوی اور بچوں کا حق کہاں گیا؟

۷۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنے غلام کے بارے میں کہا کہ یہ میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ نبی کریم ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے پوچھا تیرا کوئی اور مال ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ ﷺ نے اس کا وہ غلام فروخت کیا اور اس کی قیمت اس کے سپرد کی اور فرمایا: اپنی ذات پر خرچ کرنے کے ساتھ آغاز کر، پھر اگر بچ جائے تو اپنے اہل خانہ پر، پھر بچے تو اپنے رشتہ دار پر۔ (مسلم: ۲۳۱۳)

اس حدیث سے بھی واضح ہوتا ہے کہ انسان اپنا سارا مال کسی کو نہیں دے سکتا بلکہ پہلے خود ذات پر خرچ کرے اور پھر درجہ بدرجہ تعلق داروں پر خرچ کرے۔

۸۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى وابدء بمن تعول .)) (بخاری: ١٤٢٦)

''بہترین صدقہ وہ ہے جو مالداری کے بعد ہو (یعنی اس کے بعد بھی آدمی کے پاس مال باقی رہے) اور پہلے ان

کو اپنا مال دے جو تیرے زیر پرورش ہیں۔''

ایک روایت میں ہے:

((لا صدقة الا عن ظهر غنى)) (مسند احمد)

''صدقہ صرف مال داری کے بعد ہی ہے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی اپنے سارے مال سے دستبردار نہیں ہوسکتا۔

۹۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا، آپ ﷺ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا تو لوگوں نے صدقہ کے طور پر کپڑے پیش کیے۔ آپ ﷺ نے اس آدمی کو دو کپڑے دینے کا حکم دیا، آپ ﷺ نے پھر صدقہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے ایک کپڑا صدقہ کر دیا، آپ نے فرمایا: اپنا کپڑا پکڑ اور آپ ﷺ نے اسے ڈانٹا۔ (نسائی: ۲۵۳۷۔ ابوداؤد: ۱۶۷۵)

اس حدیث میں ضرورت مند آدمی کو دو میں سے ایک کپڑا صدقہ کرنے پر آپ ڈانٹ رہے ہیں۔ المختصر مذکورہ دلائل سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ آدمی اپنا مکمل مال صدقہ یا ہبہ یا اس کی وصیت نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ عنایت فرمائے۔ آمین!

(۸) مرتے وقت یا صحت و عافیت میں اپنی جائیداد کا کچھ حصہ جو ثلث سے کم ہو اللہ کے راستے میں وقف کرنا یا کسی ادارے اور مسجد کے نام کروا دینا شرعاً مستحسن ہے۔ اور دور حاضر میں، جبکہ حکومت دینی مدارس کی سرپرستی بھی نہیں کرتی، اس کی اشد ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو اس کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ قادیانیوں میں، ان کے باطل پر ہونے کے باوجود، آج بھی یہ طریقہ کار موجود ہے۔ علمائے کرام کو اس کی طرف عوام الناس کی توجہ مبذول کرانی چاہیے۔

(۹) چوتھا شراب کی حرمت والی آیت کا تذکرہ کیا۔ مصنف رحمہ اللہ نے یہاں اس آیت کا ذکر نہیں کیا صحیح مسلم میں یہ واقعہ قدرے تفصیل سے ہے اور وہاں آیت کا ذکر بھی موجود ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شراب کی حرمت سے پہلے میں مہاجرین اور انصار کی ایک مشترکہ مجلس میں گیا تو انہوں نے کہا: آؤ ہم تجھے کھلاتے اور شراب پلاتے ہیں۔ جب میں ان کے ساتھ ایک باغ میں گیا تو وہاں اونٹنی کا بھنا ہوا سر تھا اور شراب کی ایک مشک، کہتے ہیں: میں نے ان کے ساتھ مل کر کھایا اور شراب پی۔ پھر انصار اور مہاجرین کا تذکرہ چلا تو میں نے کہا: مہاجرین انصاریوں سے افضل اور بہتر ہیں۔ کہتے ہیں (کہ یہ سن کر) ایک آدمی نے اونٹ کا ایک جبڑا لے کر مجھے مارا اور میری ناک زخمی ہوگئی۔ میں رسول اکرم ﷺ کے پاس گیا اور ساری صورت حال سے آپ کو آگاہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں شراب کا یہ حکم نازل فرمایا:

﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْأَنْصَابُ وَ الْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ﴾ (المائده: ٩٠)
''بے شک شراب اور جوا، آستانے اور فال نکالنے کے تیر، سب گندے کام ہیں اور شیطان کے عمل سے ہیں۔'' (صحیح مسلم، فضائل الصحابه، حديث: ٦٢٣٨)

(۱۰) جو لوگ کہتے ہیں کہ قرآن نے شراب کو حرام قرار نہیں دیا سعد رضی اللہ عنہ کا یہ اثر ان کے خلاف دلیل ہے جنہوں نے مذکورہ بالا آیت کو حرمت شراب پر محمول نہیں کیا ہے۔ اور صحابی کا فہم کسی عام جاہل انسان کے فہم سے کہیں زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ نیز حرمت شراب کا حکم احادیث میں صراحت کے ساتھ موجود ہے۔

25 - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ............

أَخْبَرَتْنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: أَتَتْنِي أُمِّي رَاغِبَةً، فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَصِلُهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا: ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ﴾ [الممتحنة: 8]

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے (مشرکین مکہ سے) معاہدے کے دوران میں میری ماں (اپنے مشرکانہ عقائد پر قائم) میرے پاس (صلہ رحمی کی) خواہش مند ہو کر آئی تو میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں'' ابن عیینہ کہتے ہیں، اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾ (الممتحنه: ٨) ''اللہ تمہیں ان لوگوں کی بابت نہیں روکتا جو تم سے دین پر نہیں لڑے......''

فوائد و مسائل: ......(۱) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کو ذو نطاقین کہا جاتا ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قبل از اسلام قیلة بنت عبدالعزی سے شادی کی جس کے بطن سے ہجرت سے ستائیس (۲۷) سال قبل حضرت اسماء رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ظہور اسلام سے قبل ہی قیلہ کو طلاق دے دی۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے شروع ہی میں اسلام قبول کر لیا۔ ان کے بطن سے سیدنا عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے، یہ نہایت بہادر خاتون تھیں۔

(۲) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے والدین خواہ اسلام سے بغض و عداوت بھی رکھتے ہوں تب بھی ان سے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔ بعض لوگ والدین کا مسلک الگ ہونے پر ان کو چھوڑ دیتے ہیں یا برا سلوک کرتے ہیں۔ ایسا کرنا مذموم ہے۔

---

(٢٥) صحيح: أخرجه البخاري، الأدب، باب صلة الوالد المشرك: ٥٩٧٨، ٢٦٢٠۔ ومسلم: ١٠٠٣۔ و ابو داؤد: ١٦٦٨.

(۳) کسی شرعی مسئلے میں تردد ہو تو اس کی بابت سوال کر لینا چاہیے تاکہ صحیح موقف کے مطابق عمل کیا جا سکے۔

(۴) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہم رشتہ داری پر دین کو مقدم رکھتے تھے اور اگر رشتہ داری اور دین کا ٹکراؤ آجاتا تو رشتہ داری کی ذرہ پروا نہ کرتے تھے۔

(۵) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام خطابی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر والدین کے ساتھ مال وغیرہ کی صورت میں اسی طرح صلہ رحمی ضروری ہے جس طرح مسلمان والدین کے ساتھ۔ اور یہ استنباط بھی کیا گیا ہے کہ ماں باپ کا نفقہ اولاد کے ذمے ہے خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔ (صحیح الأدب المفرد: ۱/ ٤٤)

(۶) کافر والدین کے ساتھ رویے سے متعلق تفصیل سابقہ حدیث میں گزر چکی ہے۔

26 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ..........

سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: رَأَى عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حُلَّةً سِيَرَاءَ تُبَاعُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ابْتَعْ هَذِهِ، فَالْبَسْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَإِذَا جَاءَكَ الْوُفُودُ، قَالَ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ))، فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا بِحُلَلٍ، فَأَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ بِحُلَّةٍ، فَقَالَ: كَيْفَ أَلْبَسُهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ؟ قَالَ: ((إِنِّي لَمْ أُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا، وَلَكِنْ لِتَبِيعَهَا أَوْ تَكْسُوَهَا))، فَأَرْسَلَ بِهَا عُمَرُ إِلَى أَخٍ لَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ریشمی جوڑا جسے سیراء کہا جاتا تھا فروخت ہوتے دیکھا تو کہا: یا رسول اللہ! آپ یہ جوڑا خرید لیں اور جمعہ کے روز زیب تن کر لیا کریں اور جب آپ کے پاس (دوسرے علاقوں سے) وفود آتے ہیں تو بھی پہن لیا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایسا (جوڑا) تو صرف وہی پہنتا ہے جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہ ہو۔'' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسی طرح کے جوڑے آئے تو آپ نے ان میں سے ایک ریشمی جوڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ انہوں نے کہا: میں یہ (ریشمی جوڑا) کیسے پہنوں حالانکہ آپ اس سے قبل اس بارے میں یہ فرما چکے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ جوڑا میں نے تمہیں اس لیے نہیں دیا کہ تم اسے پہنو بلکہ (اس لیے دیا ہے کہ) تم اسے فروخت کر لو یا پھر کسی کو پہنا دو۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ (جوڑا) اپنے ایک بھائی کو، جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا، مکہ بھیج دیا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) امام بخاری رحمہ اللہ اس روایت کو ''مشرک باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے'' کے

(٢٦) صحيح: أخرجه البخاري، الأدب، باب صلة الأخ المشرك: ٥٩٨١۔ ومسلم: ٢٠٦٨۔ صحيح أبي داؤد: ٩٨٧.

باب میں لائے ہیں حالانکہ اس میں بھائی کا ذکر ہے باپ کا ذکر نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باپ کے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا گویا باپ کے ساتھ صلہ رحمی کے مترادف ہے جس کی تائید ایک دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصِلَ أَبَاهُ فِيْ قَبْرِهِ فَلْيُصَلِّ إِخْوَانَ أَبِيْهِ بَعْدَهُ))

''جو شخص چاہتا ہے کہ اپنے باپ کے ساتھ اس کی قبر میں بھی صلہ رحمی کرے تو اسے چاہیے کہ باپ کی وفات کے بعد اس کے بھائیوں سے صلہ رحمی کرے۔'' (صحيح الترغيب، حديث : ٢٥٠٦)

باپ کی وفات کے بعد اس کے بھائیوں (جو انسان کے چچے یا تائے ہیں) سے صلہ رحمی کی ترغیب ہے تو اس کی اولاد (انسان کے بھائی) اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ کیونکہ یہ باپ اور خود اپنے زیادہ قریبی ہیں۔

(۲) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رسول اکرم ﷺ سے شدید محبت کرتے تھے اور پسند کرتے تھے کہ آپ کا لباس نہایت عمدہ ہو۔ اگر انہیں استطاعت ہوتی تو خود رسول اکرم ﷺ کو ہدیہ کر دیتے جیسا کہ آپ کے ایک ساتھی نے ہجرت کے موقع پر آپ ﷺ کو اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو راستے میں سفید کپڑے بطور تحفہ پیش کیے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اگر خود خرید سکتے ہوتے تو یقیناً خرید کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتے۔

(۳) جمعہ کے روز اور مہمانوں وغیرہ کی آمد پر بہترین لباس زیب تن کرنا چاہیے جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے رسول اکرم ﷺ سے عرض کرنے ''کہ آپ جمعہ اور وفود کی آمد پر پہن لیا کریں'' سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۴) اگر اللہ تعالیٰ نے وسائل دیے ہوں تو قیمتی لباس بھی پہنا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ اس سے مقصود ریاکاری اور تکبر نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہو۔ رسول اکرم ﷺ نے ریشمی ہونے کی وجہ سے خریدنے سے انکار کیا کیونکہ ریشم اور سونا مسلمان مردوں کے لیے استعمال کرنا حرام ہے۔ نہ خریدنے کی وجہ اس کا قیمتی ہونا نہیں تھا۔

(۵) رسول اکرم ﷺ بھی اپنے صحابہ کو تحائف دیتے تھے۔ اس سے محبت بڑھتی ہے۔ علمائے کرام کیونکہ انبیاء کے وارث ہیں اس لیے انہیں بھی حسب استطاعت اپنے عوام کو تحائف دینے چاہئیں۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو ایسی چیز کا تحفہ دینا بھی جائز ہے جس کا استعمال اس کے لیے جائز نہ ہو لیکن لینے والے کو آگے ایسے شخص کو ہدیہ کر دینا چاہیے جس کے لیے اس کا استعمال جائز ہے جیسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ریشمی جبہ جو انہیں ہدیے میں ملا تھا اپنے خاندان کی عورتوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ یا پھر اسے فروخت کر کے اس سے فائدہ اٹھائے۔ تاہم حرام چیز مثلاً شراب وغیرہ کافر کو تحفہ میں نہیں دی جاسکتی۔

(۶) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھائی کو تحفہ اسی ذہن کے ساتھ دیا تھا، جس ذہن کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے عمر کو دیا تھا۔ نہ کہ یہ مقصد تھا کہ مشرک کے لیے ریشم کا استعمال جائز ہے۔ یہ تو کافر کو اسلام کی مخالفت کرنے کی ترغیب دینے والی

بات ہوئی اگرچہ حدیث میں الفاظ "لتبیعها او تکسوھا" ہیں لیکن کَسَا یَکْسُوْ کا معنی صرف عطا کرنا بھی ہے جیسے بخاری میں دوسری جگہ (۸۸۶) ہے کہ نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا: "انی لم اَکْسُکَهَا لِتَلْبَسَهَا" میں نے یہ اس لیے تجھے نہیں دیا تھا کہ تو اسے خود پہنے۔

(۷) کافر اسلامی احکام کے پابند ہیں یا نہیں یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے اس کی وضاحت آئندہ حدیث ۷۱ کے تحت آئے گی۔

(۸) شیخ البانی رحمہ اللہ نے شرح الادب المفرد میں اس حدیث کے تحت امام نووی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کم درجے والا اپنے سے زیادہ مرتبے والے کو اور تابع متبوع کو کسی ایسی چیز کی یاددہانی کرواسکتا ہے جس میں اس کی مصلحت ہو اور اسے یاد نہ ہو (جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حلے کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کو یاددہانی کروائی۔)

اور اسی طرح یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کے دروازے کے قریب خرید وفروخت جائز ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام نووی رحمہ اللہ نے بخاری ومسلم کی روایات کی روشنی میں استنباط کیا ہے جن میں ہے کہ وہ حلہ مسجد کے دروازے پر بک رہا تھا لیکن یہ اس وقت جائز ہوگا جب مسجد میں شور نہ آئے اور نمازی متأثر نہ ہوں۔

(۹) کافر رشتہ داروں کے ساتھ بھی صلہ رحمی کرنی چاہیے بالخصوص جب ان کے اسلام لانے کی امید ہو لیکن دلی دوستی صرف مومنوں ہی سے ہونی چاہیے۔

14...... بَابُ لَا يَسُبُّ وَالِدَيْهِ

والدین کو گالی دینے کی ممانعت کا بیان

27 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مِنَ الْكَبَائِرِ أَنْ يَشْتِمَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ))، فَقَالُوا: كَيْفَ يَشْتِمُ؟ قَالَ: ((يَشْتِمُ الرَّجُلَ، فَيَشْتُمُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ))

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کبیرہ گناہوں میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو گالی دے۔'' حاضرین نے عرض کیا: کوئی (اپنے ماں باپ کو) کس طرح گالی دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اس کی صورت یہ ہے کہ) وہ کسی آدمی کو گالی دیتا ہے اور وہ (جواباً) اس کے باپ اور ماں کو گالی دیتا ہے۔''

(۲۷) صحیح: أخرجه البخاری، الأدب، باب لا یسب الرجل والدیه: ۵۹۷۳۔ ومسلم، الإیمان: ۹۰۔ وأبو داؤد: ۵۱۴۱۔ والترمذی: ۱۹۰۲.

فوائد و مسائل: ......(۱) لڑائی جھگڑے کے وقت گالیاں بکنا نفاق کی علامت ہے اور فسق ہے۔ والدین کو گالی گلوچ کرنا کبیرہ گناہ ہے اور کبیرہ گناہوں میں بھی اس کی شناعت بہت زیادہ ہے۔

(۲) رسول اکرم ﷺ نے جب بتایا کہ والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے تو حاضرین نے تعجب سے سوال کیا کہ کیا بھلا والدین کو بھی کوئی شخص گالی دے سکتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر انسان اپنی صحیح فطرت پر ہو تو اس کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنے والدین کو گالی دے بلکہ وہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ آپ نے جواب دیا کہ اکثر و بیشتر انسان خود تو والدین کو گالی نہیں دیتا لیکن والدین کو گالیاں دلوانے کا سبب بنتا ہے اور کسی کام کا سبب بننا اس کے کرنے کے مترادف ہے۔ اس لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جو والدین کی بدنامی کا باعث بنے۔

(۳) عصر حاضر میں دین سے عدم دلچسپی اور مغرب کی تقلید نے مسلمانوں کو اس مقام پر لا کھڑا کیا کہ لوگ اپنے والدین کو خود گالیاں بکتے ہیں، انہیں گھروں سے نکال دیتے ہیں اور ان کے ادب و احترام کو ذرہ ملحوظ نہیں رکھتے۔ بعض نااہل تو والدین کو ماں باپ کہہ کر پکارنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ یہ فطرت اور اسلام سے بغاوت کا نتیجہ ہے۔ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اولاد کو دینی تعلیم سے آراستہ کریں تا کہ وہ والدین کے مقام و مرتبے کو جان سکیں۔

(۴) والدین کو گالی دینے والے کو دوسری جگہ ملعون قرار دیا گیا ہے (صحیح ترغیب وترہیب، حدیث: ۲۵۱۶) والدین کی نافرمانی کرنے والے اور گالیاں بکنے والے کو بعض اوقات دنیا میں بھی نشان عبرت بنا دیا جاتا ہے، معروف تابعی عوام بن حوشب فرماتے ہیں:

میں ایک دفعہ کسی قبیلے کے ہاں مہمان ٹھہرا، اس قبیلے کے ساتھ ہی ایک قبرستان تھا۔ عصر کے بعد اس میں سے ایک قبر پھٹی اور ایک آدمی نمودار ہوا۔ اس کا سر گدھے کے سر کی طرح تھا اور باقی وجود انسان کا تھا۔ وہ تین دفعہ گدھے کی طرح رینکا اور پھر قبر بند ہوگئی۔ وہیں قریب ایک بڑھیا بال یا اون کات رہی تھی۔ ایک عورت نے کہا: اس بڑھیا کو دیکھتے ہو؟ میں نے کہا: اسے کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ اس (قبر سے ظاہر ہونے والے) کی ماں ہے۔ میں نے کہا: اس کا کیا ماجرا ہے؟ اس نے کہا: وہ (قبر سے ظاہر ہونے والا) شراب پیتا تھا۔ جب شام کو گھر آتا تو اس کی ماں اس سے کہتی: بیٹا اللہ سے ڈرو اور شراب پینے سے باز آجاؤ۔ وہ کہتا: تو گدھے کی طرح (ہر وقت) رینکتی رہتی ہے! پھر اس خاتون نے بتایا کہ ایک روز عصر کے بعد وہ مر گیا اور اب ہر روز عصر کے بعد اس کی قبر پھٹتی ہے اور وہ تین دفعہ گدھے کی طرح رینکتا ہے اور پھر قبر اس پر بند ہو جاتی ہے۔ (صحیح الترغیب، حدیث: ۲۵۱۷)

(۵) شیخ البانی رحمہ اللہ نے حافظ ابن حجر کے حوالے سے ابن بطال کا قول نقل ہے کہ یہ حدیث سد ذرائع میں بنیادی قاعدے کی حیثیت رکھتی ہے، یعنی جو فعل حرام کے ارتکاب کا باعث بنے اس کا کرنا بھی حرام ہے خواہ حرام کا قصد

نہ بھی ہو جیسا کہ غیر محرم کو دیکھنا بدکاری کا باعث بنتا ہے اس لیے حرام ہے کہ کسی غیر محرم کی طرف دیکھا جائے خواہ بدکاری کی نیت نہ بھی ہو۔

ماوردی رحمہ اللہ نے اس سے استنباط کیا ہے کہ ایسے مرد کو ریشم (یا سونا) فروخت کرنا جس کے بارے میں یقین ہو کہ وہ پہنے گا، درست نہیں ہے۔ اسی طرح ایسے شخص کو سرکہ بیچنا بھی درست نہیں جس کے بارے میں یقین ہو کہ وہ اس سے شراب بنائے گا، اسی طرح دیگر اشیاء اس پر قیاس کی جاسکتی ہیں۔

28 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ سُفْيَانَ يَزْعُمُ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ عِيَاضٍ أَخْبَرَهُ..........

أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ: مِنَ الْكَبَائِرِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالَى أَنْ يَسْتَسِبَّ الرَّجُلُ لِوَالِدِهِ

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں کبیرہ گناہوں میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دلوانے کا سبب بنے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے اس قول میں لفظ (عنداللہ) ''اللہ تعالیٰ کے ہاں'' کا مطلب یہ ہے کہ عموماً جب کوئی آدمی کسی دوسرے شخص کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کو معمولی سمجھتا ہے کیونکہ اکثر و بیشتر وہ کسی بدسلوکی کا جواب دے رہا ہوتا ہے یا اس کے خیال میں وہ مظلوم ہوتا ہے لیکن اللہ کے ہاں یہ معمولی نہیں۔ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔

(۲) والدین کو گالیاں دلوانے کا سبب بننا خود گالیاں دینے کے مترادف ہے۔

(۳) اس میں ضمناً یہ بات بھی آتی ہے کہ کوئی انسان والدین کو ایسا کام کرنے پر مجبور کرے کہ جس پر لوگ انہیں گالیاں دیں یا خود کوئی ایسا کام کرے جس سے لوگ اسے اور اس کے والدین کو برا بھلا کہیں، مثلاً: راستے پر پیشاب کرنا وغیرہ۔

15...... بَابُ عُقُوبَةِ عُقُوقِ الْوَالِدَيْنِ

والدین کی نافرمانی کی سزا

29 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجَّلَ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ظلم اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جو

(۲۸) حسن.

(۲۹) صحيح: أخرجه أبو داؤد، الأدب، باب النهى عن البغى: ۴۹۰۲۔ والترمذى: ۲۵۱۱۔ وابن ماجه: ۴۲۱۱۔ الصحيحة: ۹۱۸، ۹۷۸.

لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةُ مَعَ مَا يُدَّخَرُ لَهُ، مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ)) اس بات کا زیادہ لائق ہو کہ کرنے والے کو دنیا میں بھی جلد سزا ملے اور آخرت میں بھی عذاب ہو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) جو شخص جتنا قریبی ہے اس کے ساتھ قطع رحمی بھی اتنا ہی بڑا گناہ ہے۔ والدین کی نافرمانی ان کے ساتھ قطع رحمی ہے۔ جب عام لوگوں کے ساتھ قطع رحمی کی سزا یہ ہے تو والدین کے ساتھ قطع رحمی کی سزا کتنی زیادہ ہوگی؟

(۲) دوسرا گناہ جس کی فوراً سزا مل جاتی ہے وہ کسی پر ظلم کرنا ہے۔ حدیث میں لفظ (البغی) استعمال ہوا ہے جس کے معنی کسی چیز کے اپنی حدود سے تجاوز کرنے کے ہیں۔ ظالم بھی اپنی حدود سے تجاوز کر کے کسی کا حق، عزت وغیرہ غصب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

(۳) گناہ کی معافی کی کئی صورتیں ممکن ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ دنیا ہی میں سزا مل جائے اور آخرت میں انسان کے لیے معافی ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کے ساتھ ایسا ہی کرم کا معاملہ فرماتا ہے کہ انہیں دنیا میں آنے والی آزمائشیں ان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں حتی کہ اگر کانٹا چبھتا ہے تو وہ بھی کسی گناہ کا کفارہ بن جاتا ہے۔ لیکن قطع رحمی کے سبب آنے والی تکلیف کسی گناہ کا کفارہ بنتی ہے نہ ہی اس کے ذریعے سے آخرت کی کوئی مصیبت ٹلتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((ليس شيءٌ أطيع اللّٰهُ فِيه أعْجَلَ ثوابًا مِنْ صِلَةِ الرَّحِمِ، وَلَيْسَ شَيْءٌ أَعَجَلَ عِقابًا مِن الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ، وَالْيَمِيْنُ الْفَاجِرَةُ تَدَعُ الدِّيَارَ بَـلاقِعَ))

(سلسلة الأحاديث الصحيحة، حديث: ۹۷۸)

''اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے امور میں صلہ رحمی سے بڑھ کر کوئی امر ایسا نہیں جس کی جزاء جلد ملے اور ظلم و سرکشی اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی عمل اس لائق نہیں کہ اس کی سزا جلد ملے، نیز جھوٹی قسم شہروں کو ویران کر دیتی ہے۔''

(۴) ''رحم'' میں محرم اور غیر محرم تمام رشتہ دار آتے ہیں اور تمام کے ساتھ صلہ رحمی بالاتفاق واجب ہے، گو درجات کے لحاظ سے اس میں کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ صلہ رحمی کی کم از کم صورت دعا سلام اور کلام ہے۔

(۵) والدین کی نافرمانی کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے دیکھے گا بھی نہیں۔

(۶) سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا فرمان ہے، انہوں نے ابن مہران کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: بادشاہوں کے دروازے پر مت جاؤ خواہ مقصد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی ہو۔ کسی غیر محرم عورت سے تنہائی اختیار نہ کرو خواہ مقصود قرآن پڑھانا ہی ہو۔ والدین کے نافرمان کو دوست مت بناؤ کیونکہ جو اپنے والدین کا نافرمان ہے وہ

آپ کا خیر خواہ نہیں ہوسکتا۔ (نظرة النعيم بحواله المستطرف: ١٠/٥٠١٦)

30 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ..........

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا تَقُولُونَ فِي الزِّنَا، وَشُرْبِ الْخَمْرِ، وَالسَّرِقَةِ؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((هُنَّ الْفَوَاحِشُ، وَفِيهِنَّ الْعُقُوبَةُ، أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ)) ، وَكَانَ مُتَّكِئًا فَاحْتَفَزَ قَالَ: ((وَالزُّورُ))

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم زنا، شراب پینے اور چوری کے متعلق کیا کہتے ہو؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ نہایت ہی برے اور گھٹیا کام ہیں اور ان میں سزائیں بھی ہیں۔'' (اور) کیا میں تمہیں بڑے بڑے گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ (فرمایا وہ یہ ہیں:) اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' آپ تکیہ لگا کر بیٹھے تھے پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، فرمایا: ''اور جھوٹ (بھی بہت بڑا گناہ ہے۔)''

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ حدیث سنداً ضعیف ہے جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف الادب المفرد میں اس کی صراحت کی ہے، تاہم اس حدیث میں وارد جملہ (ألا أنبئکم......) صحیح ہے جو صحیح بخاری و مسلم میں بھی موجود ہے۔

(۲) حدیث میں مذکورہ امور کی تصدیق دوسرے صحیح شواہد سے ہوتی ہے کہ زنا، شراب اور چوری واقعی سنگین جرم ہیں اور ان پر حد بھی جاری ہوتی ہے۔

(۳) شرک کے بارے میں تفصیل گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔

(۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ کی سنگینی بیان کرنے کے لیے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ گو جھوٹ شرک سے کم تر گناہ ہے لیکن عموم بلویٰ کی وجہ سے اس کی اہمیت کی وضاحت کرنا مقصود تھی۔

16...... بَابُ بُكَاءِ الْوَالِدَيْنِ — والدین کا رونا

31 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ مِخْرَاقٍ، عَنْ طَيْسَلَةَ............

أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: بُكَاءُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْعُقُوقِ وَالْكَبَائِرِ .

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: ''والدین کو رلانا عقوق اور کبائر میں سے ہے۔''

---

(٣٠) ضعيف: رواه المروزي في البر والصلة: ١٠٥۔ والطبراني في الكبير: ١٨/ ١٤٠۔ والبيهقي في الكبرىٰ: ٨/ ٢٠٩۔ غاية المرام: ٢٧٧.

(٣١) صحيح: تقدم تخريجه: ٨.

فوائد و مسائل: ......(۱) اس کا مفہوم یہ ہے کہ اولاد اگر اپنے کسی فعل کی وجہ سے والدین کو ایذا پہنچاتی ہے اور وہ اس پر روتے ہیں تو ایسا کام نافرمانی اور کبیرہ گناہ ہوگا۔

(۲) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ اثر حدیث ۸ میں تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے۔

(۳) والدین کو ناراض کرنا اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا ہے۔ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تو یہاں تک مروی ہے کہ اگر کوئی شخص والدین کو ناراض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس شخص پر ناراض رہتا ہے حتی کہ وہ والدین کو راضی کر لے۔ کسی نے کہا: خواہ والدین ظلم کر رہے ہوں تب بھی؟ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں! خواہ وہ ظلم ہی کر رہے ہوں۔

(نظرة النعيم بحواله مشكاة: ۱۰/۵۰۱٦)

(۴) والدین کو رلانا اتنا بڑا جرم ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو جہاد پر جانے سے روک دیا تھا جس نے اپنے والدین کو رلایا تھا اور اسے فرمایا: جاؤ پہلے انہیں ہنساؤ جس طرح تو نے ان کو رلایا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۷۸۲)

17...... بَابُ دَعْوَةِ الْوَالِدَيْنِ

والدین کی (بد) دعا

32 - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ............ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَهُنَّ، لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ".

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین دعائیں یقیناً مقبول ہیں: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور والدین کی اپنی اولاد کے لیے بددعا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ہر انسان کی دعا جلد یا بہ دیر ضرور قبول ہوتی ہے جب تک انسان جلدی نہیں کرتا اور جلدی یہ ہے کہ وہ کہے: میں تو دعا کرتا ہوں لیکن قبول ہی نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ اللہ کافر کی دعا کے بدلے میں بھی اسے نوازتا ہے خواہ دنیا ہی میں دے دے۔ مومن کو مانگی ہوئی چیز مل جاتی ہے یا پھر اس سے بہتر اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتا ہے یا دعا کی وجہ سے اس کی کوئی مصیبت ٹل جاتی ہے یا پھر اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ کر لیتا ہے۔

(۲) حدیث میں مذکور افراد کو ان کا مطلوب بعینہٖ مل جاتا ہے بشرطیکہ کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو جائے، مثلاً: ظالم مظلوم سے

---

(۳۲) حسن: أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في دعوة الوالدين: ۱۹۰۵۔ وابو داؤد: ۱۵۸٦۔ وابن ماجه: ۳۸٦۲۔ من حديث هشام الدستوائي به وابن حبان: ۲٤۰٦.

معافی مانگ لے، اولاد فرمانبرداری کر کے والدین سے معذرت کر لے وغیرہ یا مسافر کا کھانا پینا اور لباس حرام کا ہو۔

(۳) دعا جس قدر الحاء اور گریہ و زاری سے کی جائے اس کی قبولیت کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ غافل دل کے ساتھ اور بے پروا ہو کر کی گئی دعا اللہ کے ہاں درجہ قبولیت حاصل نہیں کر سکتی۔ مظلوم چونکہ نہایت مشکل اور کرب میں ہوتا ہے اس لیے بے بسی کی وجہ سے اس کے دل سے ''ہوک'' اٹھتی جو سیدھی عرش الٰہی تک جا پہنچتی ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ مظلوم اگر کافر ہو تب بھی اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کی دعا کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے اور فرماتا ہے:

﴿وَعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ﴾

''میری عزت کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا خواہ کچھ وقت کے بعد ہی ہو۔''

(سنن الترمذی، حدیث: ۳۵۹۸)

مسلمانوں کے ایک دوسرے پر حقوق میں یہ بات بھی شامل ہے کہ مظلوم کی مدد کی جائے۔

(صحیح البخاری، حدیث: ۲٤٤٥، وصحیح مسلم، حدیث: ۲۰٦٦)

(۴) دعا کی قبولیت کے جملہ اسباب میں سے ایک سبب سفر ہے۔ بشرطیکہ وہ سفر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے لیے نہ ہو۔ رسول اکرم ﷺ سے سفر میں دعا کرنے کے بہت سے واقعات منقول ہیں۔ یوں تو مسلمان کے تمام اوقات ہی نہایت قیمتی ہیں لیکن سفر کے اوقات کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور اپنے لیے اور دوست احباب کے لیے بکثرت دعائیں کرنی چاہئیں۔ افسوس ناک امر یہ ہے کہ دور حاضر کے سفر اللہ تعالیٰ نے اس قدر آسان کر دیے ہیں، پھر بھی بندے سفر میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں نہ ہی دعا کرتے ہیں بلکہ گانے سننے اور فلم دیکھنے میں اپنے سفر کے قیمتی اوقات ضائع کر دیتے ہیں اور کئی بدنصیب تو اسی حالت میں موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ اعاذنا اللہ۔ سفر میں دعا کی قبولیت کی کیا حکمت ہے اسے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، تاہم یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ انسان سفر میں چونکہ اپنے اہل وعیال سے دور ہوتا ہے اور اجنبیت کی وجہ سے وحشت بھی محسوس کرتا ہے اس لیے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اخلاص سے کی ہوئی دعا اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ قبولیت حاصل کر لیتی ہے۔

دعا کی قبولیت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ انسان ناز ونعمت میں نہ ہو بلکہ فقیر بن کر اللہ سے درخواست کرے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ بارش طلب کرنے کے لیے نکلتے تھے۔ دوسری روایات میں جہاں مسافر کی دعا کا ذکر ہے وہاں اس مسافر کی حالت یہ بیان کی گئی ہے:

((أشعث أغبر يَمُدُّ يديه...... الحديث))

''پراگندہ بال، گردوغبار پڑے ہوئے کپڑے اور ہاتھ اٹھا کر التجا کرتا ہے......''

پھر اسی طرح حالت احرام میں خوشبو نہ لگانے اور کنگھی نہ کرنے کا حکم وغیرہ بھی اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ مسافر کی دعا کی قبولیت کی وجہ اس کی اجنبیت اور پراگندگی ہے۔

(۵) والدین اور استاد اپنی اولاد اور شاگردوں کی ہمیشہ ترقی کے متمنی ہوتے ہیں اور کبھی بھی حسد نہیں کرتے۔ اسی طرح ان کے منہ سے بددعا بھی کم ہی نکلتی ہے۔ اگر والدین کسی انسان کے لیے بددعا کرتے ہیں تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اس نے والدین کو اس قدر اذیت دی ہے کہ پدری شفقت کے ہوتے ہوئے بھی وہ بددعا کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں اور ان کی یہ بددعا محض الفاظ کا چربہ نہیں بلکہ دل سے اٹھنے والے ارمان ہیں جو فوراً عرش الٰہی تک جا پہنچتے ہیں اس لیے آدمی کو چاہیے کہ ہمیشہ والدین کی بدعاؤں سے بچے اور انہیں خوش کرکے ان کی دعائیں حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

33 - حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، أَخِي بَنِي عَبْدِ الدَّارِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا تَكَلَّمَ مَوْلُودٌ مِنَ النَّاسِ فِي مَهْدٍ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَاحِبُ جُرَيْجٍ))، قِيلَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، وَمَا صَاحِبُ جُرَيْجٍ؟ قَالَ: "فَإِنَّ جُرَيْجًا كَانَ رَجُلًا رَاهِبًا فِي صَوْمَعَةٍ لَهُ، وَكَانَ رَاعِيَ بَقَرٍ يَأْوِي إِلَى أَسْفَلِ صَوْمَعَتِهِ، وَكَانَتِ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْقَرْيَةِ تَخْتَلِفُ إِلَى الرَّاعِي، فَأَتَتْ أُمُّهُ يَوْمًا فَقَالَتْ: يَا جُرَيْجُ، وَهُوَ يُصَلِّي، فَقَالَ فِي نَفْسِهِ وَهُوَ يُصَلِّي: أُمِّي وَصَلَاتِي؟ فَرَأَى أَنْ يُؤْثِرَ صَلَاتَهُ، ثُمَّ صَرَخَتْ بِهِ الثَّانِيَةَ، فَقَالَ فِي نَفْسِهِ: أُمِّي وَصَلَاتِي؟

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور جریج والے (بچے) کے علاوہ کسی نے گہوارے میں گفتگو نہیں کی۔ کہا گیا: اللہ کے نبی! جریج والے بچے سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جریج ایک راہب آدمی تھا جو اپنی کٹیا میں عبادت کیا کرتا تھا اور اس کی عبادت گاہ کی نچلی جانب ایک گایوں کا چرواہا آ کر ٹھہرا کرتا تھا اور قریب ہی کے ایک گاؤں کی عورت کا اس کے پاس آنا جانا تھا۔ ایک روز اس (جریج) کی والدہ آئی اور اس نے آواز دی: اے جریج! وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے نماز پڑھتے ہوئے دل میں سوچا: (ایک طرف) میری ماں ہے اور (دوسری طرف) میری نماز ہے، بالآخر اس نے نماز کو ترجیح دینے کا فیصلہ کیا۔ پھر اس نے دوسری مرتبہ آواز دی تو اس نے دل میں کہا: میری نماز اور

(۳۳) صحیح: أخرجه البخاری، أحادیث الأنبیاء، باب، واذکر فی الکِتٰب مریم: ۳۴۳۶۔ ومسلم: ۲۵۵۰.

فَـرَأَى أَنْ يُـؤْثِـرَ صَلَاتَـهُ، ثُـمَّ صَرَخَتْ بِهِ الثَّـالِثَةَ، فَـقَـالَ: أُمِّـي وَصَلَاتِي؟ فَرَأَى أَنْ يُـؤْثِـرَ صَلَاتَـهُ، فَـلَمَّا لَمْ يُجِبْهَا قَالَتْ: لَا أَمَـاتَكَ الـلّٰـهُ يَا جُرَيْجُ حَتَّى تَنْظُرَ فِي وَجْهِ الْـمُـومِسَـاتِ، ثُمَّ انْصَرَفَتْ فَأُتِيَ الْمَلِكُ بِتِـلْكَ الْـمَرْأَةِ وَلَدَتْ، فَقَالَ: مِمَّنْ؟ قَالَتْ: مِـنْ جُـرَيْـجٍ، قَـالَ: أَصَـاحِبُ الصَّوْمَعَةِ؟ قَـالَـتْ: نَـعَـمْ، قَـالَ: اهْـدِمُوا صَوْمَعَتَهُ، وَأْتُـونِـي بِـهِ، فَضَرَبُوا صَوْمَعَتَهُ بِالْفُئُوسِ حَتَّى وَقَعَتْ فَجَعَلُوا يَدَهُ إِلَى عُنُقِهِ بِحَبْلٍ، ثُـمَّ انْـطُلِقَ بِهِ، فَمَرَّ بِهِ عَلَى الْمُومِسَاتِ، فَـرَآهُـنَّ فَتَبَسَّـمَ، وَهُـنَّ يَـنْـظُرْنَ إِلَيْـهِ فِي الـنَّاسِ، فَقَالَ الْمَلِكُ: مَا تَزْعُمُ هَذِهِ؟ قَالَ: مَا تَزْعُمُ؟ قَالَ: تَزْعُمُ أَنَّ وَلَدَهَا مِنْكَ، قَالَ: أَنْـتِ تَـزْعُمِينَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: أَيْنَ هَذَا الـصَّـغِيـرُ؟ قَـالُـوا: هَذا هُوَ فِي حِجْرِهَا، فَـأَقْبَـلَ عَـلَيْـهِ فَقَالَ: مَنْ أَبُوكَ؟ قَالَ: رَاعِي الْبَـقَـرِ قَـالَ الْمَلِكُ: أَنَجْعَلُ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَـبٍ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: مِنْ فِضَّةٍ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَمَا نَجْعَلُهَا؟ قَالَ: رُدُّوهَا كَمَا كَانَتْ، قَالَ: فَمَا الَّذِي تَبَسَّمْتَ؟ قَالَ: أَمْرًا عَرَفْتُهُ، أَدْرَكَتْنِي دَعْوَةُ أُمِّي، ثُمَّ أَخْبَرَهُمْ".

میری ماں؟ بالآخر اس نے نماز کو ترجیح دینے کا فیصلہ کیا۔ پھر اس کی ماں نے تیسری مرتبہ آواز دی تو اس نے دل میں کہا: میری ماں اور میری نماز! اسے یہی مناسب لگا کہ نماز کو ترجیح دے۔ اور جب اس نے کوئی جواب نہ دیا تو اس کی ماں نے کہا: اے جریج! اللہ تجھ کو موت نہ دے یہاں تک کہ تو فاحشہ عورتوں کا منہ دیکھ لے۔ پھر وہ چلی گئی (چرواہے کے پاس آنے جانے والی) اس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اسے بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے پوچھا: یہ بچہ کس کا ہے؟ اس نے کہا: جریج کا۔ بادشاہ نے کہا: کٹیا والا جریج؟ اس نے کہا: ہاں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کی عبادت گاہ گرا دو اور اسے میرے پاس لے آؤ۔ لوگوں نے کلہاڑوں سے اس کی کٹیا گرا دی اور اس کی مشکیں کس کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اسے فاحشہ عورتوں کے پاس سے گزارا گیا تو وہ انہیں دیکھ کر مسکرایا اور وہ فاحشہ عورتیں بھی اس کی طرف دیکھ رہی تھیں جب کہ وہاں بہت سے لوگ تھے۔ بادشاہ نے اس سے کہا: یہ عورت کیا کہتی ہے؟ جریج نے کہا: کیا کہتی ہے؟ بادشاہ نے کہا: اس کا دعویٰ ہے کہ یہ بچہ آپ سے پیدا ہوا ہے۔ اس نے کہا: واقعی تیرا یہ دعویٰ ہے؟ اس عورت نے کہا: ہاں۔ جریج نے کہا: وہ نومولود کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا: وہ دیکھو اس کی گود میں ہے۔ وہ اس بچے کی طرف متوجہ ہوا اور اسے مخاطب کر کے کہا: تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا: گایوں کا چرواہا۔ (یہ سن کر بادشاہ شرمندہ ہوا اور) اس نے کہا: تیرا عبادت خانہ ہم سونے کا بنا دیتے ہیں۔ اس نے کہا: نہیں۔ بادشاہ نے کہا: چاندی کا بنا دیں؟ اس نے کہا: نہیں۔ بادشاہ نے کہا: کس طرح کا بنائیں؟ اس نے کہا: جس طرح پہلے تھا ایسا ہی بنا دو۔ بادشاہ نے کہا: تو (راستے میں) مسکرایا کیوں تھا؟ اس نے کہا: ایک بات تھی جسے میں جان گیا تھا (اور وہ یہ تھی کہ) مجھے میری ماں کی بدعا لگ گئی تھی اور پھر انہیں پورا واقعہ بتایا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) جریج بنی اسرائیل کا ایک راہب تھا۔ رہب کے معنی خوف کے ہیں، بنی اسرائیل کے نیک لوگ دنیا سے الگ تھلگ ہوکر، اس کی لذتوں کو ترک کر کے، جان بوجھ کر اپنے اوپر مشقتیں ڈال کر اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ کچھ ایسے بھی تھے جو اپنے آپ کو خصی کر لیتے اور گلے میں زنجیریں ڈال کر اپنے آپ کو طرح طرح کے عذاب دیتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے رہبانیت کو ناجائز قرار دیا اور مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

(۲) اسلام نے زہد کو جائز رکھا ہے کہ دنیا سے حسب ضرورت فائدہ اٹھایا جائے اور اس میں رغبت نہ رکھی جائے لیکن اپنے اوپر ایسی پابندیاں لگا لینا جو شریعت نے نہیں لگائیں، ناجائز ہے۔ عصر حاضر میں قبروں اور مزاروں پر بیٹھنے والے ملنگ جس حلیے اور لباس میں رہتے ہیں وہ ہندو جوگیوں سے لیا گیا ہے۔ اسلام میں اس کا کوئی تصور نہیں کہ گندہ لباس زیب تن کیا جائے اور سالہا سال تک غسل نہ کیا جائے، بلکہ اس کے برعکس اسلام نے ہفتہ میں ایک بار جمعہ کا غسل فرض قرار دیا ہے۔ اس لیے خود ساختہ ولایت کا یہ تصور اسلام میں دور دور تک کہیں نظر نہیں آتا۔

(۳) بچہ گہوارے میں گفتگو نہیں کرتا، لیکن اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ کسی نومولود کو بھی قوت گویائی عطا کر دے بلکہ وہ چاہے تو بے جان چیزوں کو بھی بولنے کی سکت عطا کر سکتا ہے جیسا کہ کنکریوں نے بول کر رسول اکرم ﷺ کی شہادت دی۔ اس سے اولیاء اللہ کی کرامت کے برحق ہونے کا پتا چلتا ہے۔ کرامت بسا اوقات طلب کرنے پر ظاہر ہوتی ہے اور کبھی بغیر طلب کے بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔ کسی آدمی کے ہاتھوں اگر خلاف معمول واقعہ پیش آجائے تو اسے اس کی کرامت کہا جاتا ہے بشرطیکہ وہ آدمی احکام شریعت کا پابند ہو بصورت دیگر وہ شیطان کا شعبدہ ہوگا۔ یاد رہے کسی آدمی کے ولی اللہ ہونے کی یہ پہچان ہرگز نہیں ہے کہ اس سے کوئی کرامت رونما ہو۔ ہر ولی اللہ کی کرامت ظاہر ہونا ضروری نہیں۔ ہر ایماندار، احکام شریعت کا پابند اور متقی اللہ کا ولی ہے۔ ولایت کا مزعومہ تصور جو ہندوستان میں رائج ہے قرآن وسنت سے اس کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے۔

(۴) ''حدیث میں ہے کہ اس چرواہے کے پاس گاؤں کی عورت کا آنا جانا تھا'' اس سے دو باتیں سمجھ میں آتی ہیں: ایک یہ کہ غیر محرم مرد و زن کا اختلاط اور بالخصوص خلوت کسی خطرے سے خالی نہیں ہوتی جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے دوسری احادیث میں غیر محرم سے خلوت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ برے ہمسائے انسان کی رسوائی کا سبب بن سکتے ہیں جیسے کہ چرواہا راہب کی رسوائی کا باعث بنا۔ اس لیے اچھے پڑوس کا انتخاب ضروری ہے اسی طرح برے دوستوں کی صحبت بھی بدنام کر دیتی ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ع

((لا تصحب الأردٰی فتردٰی))

''کمینے لوگوں کے ساتھ نہ رہو ورنہ تم تباہ ہو جاؤ گے۔''

(۵) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی بدعا سے بچنا چاہیے اور انہیں ناراض نہیں کرنا چاہیے۔ والدین بلائیں

تو ان کی بات کا جواب دینا فرض ہے۔ کیا نماز میں والدین کی بات کا جواب ضروری ہے؟ جہاں تک فرض نماز کا تعلق ہے تو اسے توڑنا اور والدین کا جواب دینا ضروری نہیں، البتہ اسے مختصر کیا جاسکتا ہے جس طرح رسول اکرم ﷺ کسی بچے کے رونے کی وجہ سے نماز مختصر کر دیا کرتے تھے کہ اس کی ماں کو اذیت نہ ہو۔
(صحیح البخاری، حدیث: ۷۰۷)

نفلی نماز کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ نفل نماز ترک کر کے والدین کی بات کا جواب دینا ضروری ہے کیونکہ انہیں جاری رکھنا نفل ہے اور ماں کو جواب دینا اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا فرض ہے۔

امام الحرمین جوینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر فرض نماز کا وقت موسع، یعنی زیادہ ہو تو پھر فرض نماز توڑ کر بھی جواب دینا ضروری ہے۔

(۶) اس حدیث میں والدین کے لیے یہ سبق ہے کہ وہ اولاد کو ان کی نافرمانی پر ایسی بددعا نہ دیں جس سے ان کی عاقبت برباد ہو جائے کیونکہ ام جریج نے یہ نہیں کہا کہ تو بدکاری کرے یا مر جائے اور اللہ تعالیٰ کی معصیت کرے بلکہ یہ کہا کہ تو لوگوں کے ہاں رسوا ہو۔ اس لیے والدین کو چاہیے کہ اولاد کے لیے اللہ کی معصیت کرنے کی دعا ہرگز نہ کریں اور جو مائیں اپنی اولاد کو بددعائیں دیتی ہیں انہیں بھی سوچ سمجھ کر الفاظ منہ سے نکالنے چاہئیں۔

(۷) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوص دل سے تعلق ہو تو اہل صدق و وفا پر آنے والی آزمائشیں انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں بلکہ ان کی رفعت و بلندی کا باعث بنتی ہیں جیسا کہ جریج باعزت بری ہو گیا اور لوگوں کے ہاں اس کی قدر و منزلت پہلے سے زیادہ ہو گئی۔ اسی طرح شریعت اسلامیہ میں واقعہ افک ہے جس میں رسول اکرم ﷺ کی بیوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا گیا تو یہ ان کے لیے بہت بڑی آزمائش تھی لیکن اللہ نے اس عزت سے بری کیا کہ قرآن مجید کی ایک سورت ان کی براءت میں نازل کر دی۔

(۸) اللہ تعالیٰ پر جس قدر یقین پختہ ہو اللہ تعالیٰ اسی قدر بندے کی دعا قبول کرتا ہے۔ اور یقین اسی صورت میں پیدا ہوتا ہے جب انسان کا اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط ہو۔ جب آسانیوں میں انسان اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے تو پھر آزمائش کی گھڑی میں اللہ تعالیٰ بندے کو رسوا نہیں کرتا۔ ہماری صورت حال یہ ہے کہ مصیبت آتی ہے تو اللہ یاد آجاتا ہے، اور وہ بھی قسمت والوں کو ورنہ اکثریت کی صورت حال تو یہ ہے کہ مشکل وقت میں بھی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیروں کو پکارتے ہیں، اور جب آسانی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کو بھلا دیتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((تَعَرَّفْ اِلَی اللّٰهِ فِی الرَّخَاءِ يَعْرِفْكَ فِی الشِّدَةِ)) (صحيح الجامع، حديث: ٢٢٠٢)

''آسانیوں میں اللہ سے جان پہچان رکھو مشکل پڑے گی تو وہ تمہیں پہچان لے گا۔''

جریج کا دل صاف اور یقین کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے رسوا نہیں کرے گا اور اگر اس کا یقین کامل نہ ہوتا تو وہ بچے سے ہرگز بولنے کا مطالبہ نہ کرتا۔

(۹) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب دو اہم کام ایک ہی وقت میں کرنے کا تقاضا کیا جائے تو جو زیادہ اہم ہو وہ پہلے کرنا چاہیے۔ والدین کی بات کا جواب دینا نوافل سے زیادہ اہم ہے اس لیے جریج کو زیادہ اہم کام ترک کرنے پر آزمائش میں ڈالا گیا۔ اہل علم وفضل اور متقی لوگوں کو یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ وہ اپنی ترجیحات قرآن وسنت کے مطابق ترتیب دیں اور انہیں اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ بسا اوقات راجح کی بجائے مرجوح پر عمل کرنے سے بھی آزمائش آجاتی ہے۔

ابتلاء وآزمائش کا دورانیہ نہایت تھوڑا ہوتا ہے اور یقین کامل ہو تو آزمائش جلد ٹل جاتی ہے لیکن بسا اوقات انسان کی تہذیب اور اس کو سنوارنے یا درجات کی بلندی کے لیے یہ دورانیہ طویل بھی ہوسکتا ہے اس لیے انسان کو گھبرانا نہیں چاہیے۔

(۱۰) اہل اللہ کا شیوہ یہ ہے کہ ان کا ہر گناہ ان کی نظر میں ہوتا ہے اور جب ان پر آزمائش اور مصیبت آتی ہے تو وہ سب سے پہلے اپنے اعمال کا جائزہ لیتے ہیں کہ انہیں کہاں ٹھوکر لگی ہے اور اللہ کی معصیت سرزد ہوئی ہے۔ جریج نے بھی جب فاحشہ عورتوں کو دیکھا تو اسے فوراً اپنا گناہ یاد آگیا کہ اس نے والدہ کی بات کا جواب نہیں دیا اور انہوں نے بددعا دی تھی۔

(۱۱) صحیح کی بخاری کی بعض روایات میں ہے کہ اس نے وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی اور پھر بچے کے پاس آکر پوچھا کہ تیرا باپ کون ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو مشکل وقت میں نماز کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی اسی کی تعلیم دی ہے، فرمایا: ﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ (البقرہ: ٤٥) ''اور صبر اور نماز کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرو۔''

(۱۲) زمانہ جاہلیت میں زنا سے پیدا ہونے والا بچہ زانی ہی کا تصور ہوتا تھا اور اسے مل جاتا تھا لیکن اسلام نے زنا سے پیدا ہونے والے بچے کو اس کی ماں کی طرف منسوب کیا اور مرد کو اس بچے کا وارث قرار نہیں دیا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ)) (صحيح البخاري، الحدود، حديث: ٦٨١٨)

''بچہ اس کا ہوگا جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔''

یعنی اگر شادی شدہ ہے تو رجم کیا جائے گا اور اگر غیر شادی شدہ ہو تو اسے کوڑے مارے جائیں گے۔

(۱۳) اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی نیک سیرت شخص کے بارے میں الزام تراشی کی جائے تو اسے فوراً

قبول کر کے اس کے بارے میں منفی رائے قائم نہیں کرنی چاہیے بلکہ پہلے معاملے کی تحقیق کر کے پھر اس کے خلاف کوئی اقدام کرنا چاہیے۔ فوری رائے قائم کرنا بعد میں ندامت کا باعث ہوسکتا ہے جیسا کہ جریج کے خلاف کاروائی کرنے والوں کو بعد میں ندامت ہوئی۔

(۱۴) اپنے حق کا مطالبہ کرنا تقویٰ کے ہرگز خلاف نہیں، البتہ دنیا داروں کی پیش کش قبول کرنے سے حتی الوسع گریز کرنا بہتر ہے جیسا کہ جریج نے انہیں اپنا جھونپڑا، جو انہوں نے گرا دیا تھا، دوبارہ تعمیر کرنے کا حکم دیا اور بادشاہ کی، سونے کا بنا کر دینے کی پیش کش کو ٹھکرا دیا۔

18...... بَابُ عَرْضِ الْإِسْلَامِ عَلَى الْأُمِّ النَّصْرَانِيَّةِ

عیسائی (غیر مسلم) والدہ کو اسلام کی دعوت دینا

34 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ..........

حَدَّثَنِي أَبُو كَثِيرٍ السُّحَيْمِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: مَا سَمِعَ بِي أَحَدٌ، يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ، إِلَّا أَحَبَّنِي، إِنَّ أُمِّي كُنْتُ أُرِيدُهَا عَلَى الْإِسْلَامِ فَتَأْبَى، فَقُلْتُ لَهَا، فَأَبَتْ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: ادْعُ اللّٰهَ لَهَا، فَدَعَا، فَأَتَيْتُهَا - وَقَدْ أَجَافَتْ عَلَيْهَا الْبَابَ - فَقَالَتْ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، إِنِّي أَسْلَمْتُ، فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: ادْعُ اللّٰهَ لِي وَلِأُمِّي، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ، عَبْدُكَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَأُمُّهُ، أَحِبَّهُمَا إِلَى النَّاسِ))

ابو کثیر سحیمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس کسی یہودی یا عیسائی کو میرا علم ہوا اس نے مجھ سے محبت کی۔ میری والدہ (عیسائی تھیں) میں چاہتا تھا کہ وہ اسلام قبول کرے مگر وہ انکاری تھی۔ (ایک روز) میں نے اسے (اسلام کی) دعوت دی تو اس نے (حسب عادت) انکار کر دیا۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور والدہ کے لیے دعا کرنے کی درخواست کی تو آپ نے دعا فرمائی۔ پھر میں اس (والدہ محترمہ) کے پاس آیا تو اس نے دروازہ بند کر رکھا تھا۔ اور (اندر ہی سے) کہنے لگیں: ابو ہریرہ میں مسلمان ہوگئی ہوں! میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی اور عرض کیا: میرے لیے اور میری والدہ کے لیے دعا فرما دیجیے۔ آپ نے دعا فرمائی: ''باری تعالیٰ! تیرا بندہ ابو ہریرہ اور اس کی والدہ، دونوں کو لوگوں میں محبوب بنا دے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) راوی حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام عبدالرحمٰن ہے۔ سات ہجری میں مسلمان ہوئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص بن گئے۔ حصول علم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو محفوظ کرنے کے لیے

(۳۴) حسن: أخرجه، صحيح مسلم، فضائل صحابه، باب من فضائل أبي هريرة: ۲٤۹۱۔ المشكاة: ۵۸۹۵۔ مسند احمد: ٤/ ۲۰۰.

ہمیشہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رہنا شروع کر دیا۔ اصحاب صفہ میں شامل ہوگئے اور اپنے آپ کو کاروبار سے الگ کر کے دین کے لیے وقف کر دیا۔ احادیث بھول جاتی تھیں تو رسول اکرم ﷺ سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے دعا کی اور اس کے بعد جو پڑھتے بھولتا نہ تھا۔ سب سے زیادہ احادیث رسول انہی سے مروی ہیں۔ بنو امیہ کے دور حکومت میں مدینہ منورہ کے گورنر بھی رہے۔

(۲) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مناقب بیان کیے کہ رسول اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے مسلمان تو مسلمان کافر بھی ان سے محبت کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر فتنے میں پڑنے اور ریاکاری کا خدشہ نہ ہو تو انسان اپنی خوبیوں کا تذکرہ کر سکتا ہے۔

(۳) بعض لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں اور کافروں ہر دو میں مقبول ہوتے ہیں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ انہی لوگوں میں سے تھے لیکن افسوس ہے شیعہ حضرات پر جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بغض وعداوت رکھتے ہیں۔

(۴) والدین یا عزیز واقارب کے ساتھ سب سے بڑی خیر خواہی اور محبت یہ ہے کہ ان کی ہدایت کے لیے کوشش کی جائے۔ انہیں دین کی باتیں بتائی جائیں۔ اسی طرح ان کے لیے خود بھی دعا کی جائے اور اللہ کے کسی نیک بندے سے بھی ان کی ہدایت کے لیے دعا کروائی جائے۔

(۵) دین اسلام کی دعوت بار بار پیش کرنی چاہیے، نہ معلوم کسی بھی وقت یہ دعوت کارگر ثابت ہو جائے۔ پھر کسی ہدایت کا سامان باہم پہنچانا ہر مسلمان کی شرعی ذمہ داری ہے جس کے ادا کرنے کا اس سے حوصلے اور عزم کے ساتھ مطالبہ کیا گیا ہے کہ انسان یہ نہ سمجھے کہ اس نے حق ادا کر دیا ہے اب دوبارہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ انسان کی یہ فطرت ہے کہ جو چیز بار بار اس کے سامنے آتی ہے وہ اس پر غور وفکر کرتا ہے جیسا کہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ مختلف مصنوعات بنانے والی کمپنیاں اپنی چیزوں کی تشہیر کرتی ہیں حتی کہ ایک گھٹیا چیز بھی ہاتھوں ہاتھ بکتی ہے۔ اسلام تو کھرا دین ہے اگر مسلمان اسے بار بار پیش کریں تو یقیناً لوگوں کا رجحان اس طرف ہو سکتا ہے۔

آپ نے کبھی لباس یا دیگر کسی چیز کی تشہیر ٹی۔ وی وغیرہ پر دیکھی ہوگی۔ لباس کو پہن کر اور دیگر چیزوں کو استعمال کر کے دکھایا جاتا ہے۔ اسی طرح اسلام کو بھی عملی صورت میں پیش کرنے کی ضرورت ہے تاکہ لوگ اس کی عملی تصویر دیکھ کر متأثر ہوں۔

(۶) دین اسلام کی طرف دعوت دیتے ہوئے اگر کوئی شخص جواباً غلط رویہ اختیار کرتا ہے اور آپ کی مکرم اور محبوب شخصیت کو برا بھلا کہتا ہے تو اس پر صبر کرنا چاہیے۔ صحیح مسلم (۲۴۹۱) میں ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے بارے میں نازیبا کلمات کہے لیکن سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

صبر کیا۔

(۷) کسی شخص سے اگر دعا کروائی جائے اور وہ دعا قبول ہو جائے تو اس شخص کو بھی مطلع کرنا چاہیے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر سکے۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مشکل وقت میں خود دعا کرنے کے ساتھ ساتھ کسی متقی اور پرہیزگار شخص سے بھی دعا کروانی چاہیے۔

(۸) والدین زندہ ہوں تو ان کی ہدایت کی دعا کرنی چاہیے اور فوت ہو جائیں تو ان کی بخشش اور بلندئ درجات کی دعا کرنی ضروری ہے۔

(۹) والدین اگر کافر ہوں تو انہیں اسلام کی دعوت دینی چاہیے اور اگر مسلمان ہوں لیکن بے عمل ہوں تو انہیں اسلام کے احکام کی پابندی کی دعوت دینی ضروری ہے۔ یہ انبیاء کی سیرت ہے، نیز والدین برا بھلا بھی کہیں تو بھی انہیں چھوڑنا نہیں چاہیے، البتہ اگر انسان کا دین خطرے میں ہو تو پھر ہجرت کر کے علیحدگی اختیار کرنا ضروری ہے۔

19...... بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا

والدین کے ساتھ ان کی موت کے بعد حسن سلوک کرنا

35 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْغَسِيلِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أُسَيْدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ............

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أُسَيْدٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ بَعْدَ مَوْتِهِمَا أَبَرُّهُمَا؟ قَالَ: "نَعَمْ، خِصَالٌ أَرْبَعٌ: الدُّعَاءُ لَهُمَا، وَالِاسْتِغْفَارُ لَهُمَا، وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا، وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا، وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا رَحِمَ لَكَ إِلَّا مِنْ قِبَلِهِمَا".

ابو اسید (مالک بن ربیعہ) رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ہم (ایک روز) نبی اکرم ﷺ کے پاس تھے کہ ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! میرے ماں باپ کی وفات کے بعد بھی کوئی چیز باقی ہے جس کے ذریعے سے میں ان کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! چار چیزیں ہیں۔ ان کے لیے دعا کرنا، ان کے لیے مغفرت طلب کرنا، ان کی وصیت کو پورا کرنا، ان کے دوستوں کی عزت و تکریم کرنا اور وہ صلہ رحمی کرنا جس کا تعلق صرف ماں باپ سے ہو۔''

فائدہ: ...... یہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم اس موضوع کی دیگر روایات صحیح ہیں۔ والدین جس طرح ان کی زندگی میں حسن سلوک کے مستحق ہیں اسی طرح ضروری ہے کہ ان کے فوت ہونے کے بعد بھی ان سے حسن سلوک کیا جائے۔ آئندہ آنے والی احادیث سے اس مسئلے کی وضاحت ہوتی ہے۔

(۳۵) ضعیف: الضعیفة: ٥٩٧۔ وأخرجه أبو داؤد، الأدب، باب في بر الوالدين: ٥١٤٢۔ وابن ماجه: ٣٦٦٤.

36 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: تُرْفَعُ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ مَوْتِهِ دَرَجَتُهُ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ، أَيُّ شَيْءٍ هَذِهِ؟ فَيُقَالُ: وَلَدُكَ اسْتَغْفَرَ لَكَ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: میت کے درجات اس کے مرنے کے بعد بلند کیے جاتے ہیں تو وہ عرض کرتا ہے: اے میرے رب! میرا درجہ کس بنا پر بلند ہوا؟ اسے کہا جاتا ہے تیری اولاد نے تیرے لیے استغفار کیا۔"

فوائد و مسائل: ......(۱) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ موقوف اثر مرفوعاً بھی ثابت ہے (تفصیل کے لیے دیکھیے: السلسلۃ الصحیحہ للالبانی، حدیث: ۱۵۹۸)

(۲) اس حدیث میں اولاد کو ترغیب دلائی گئی ہے کہ وہ اپنے والدین کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے رہیں۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کی ترغیب دلائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ (الاسراء)

"اور کہیے: اے میرے رب! ان دونوں پر اسی طرح رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔"

(۳) جنت میں مختلف درجات ہوں گے مومن کو بلند درجات کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہیے۔ اولاد انسان کے لیے صدقہ جاریہ ہے جس کے اچھے اعمال اور استغفار کا انسان کو مرنے کے بعد بھی فائدہ ہوتا ہے۔

(۴) اس میں والدین کے لیے بھی یہ سبق ہے کہ وہ اولاد کی اچھی تربیت کریں تاکہ وہ ان کے لیے استغفار کریں اور ان کی بلندئ درجات کا باعث بن سکے۔ ان والدین کے لیے لمحہ فکریہ ہے جو اولاد کی دنیا سنوارنے کے لیے دن رات محنت کرتے ہیں۔ انہیں دنیاوی تعلیم دلوا کر اعلیٰ عہدوں پر فائز کرواتے ہیں یا ان کے لیے کاروبار کی راہیں ہموار کرتے ہیں لیکن انہیں دین کی تعلیم سے ناآشنا رکھتے ہیں جس کے نتیجے میں نہ وہ خود اچھے عمل کرتے ہیں کہ ان کی عاقبت سنور جائے اور نہ والدین کے لیے دعا کرنے ہی کی انہیں توفیق ہوتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اولاد کی اس طرح تربیت کی جائے کہ وہ ایک اچھے انسان ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے مسلمان بھی بنیں۔

(۵) دعا کے ذریعے اگر انسان کے درجات بلند ہوسکتے ہیں تو یقیناً اس کے گناہ بھی اللہ تعالیٰ اولاد کی دعا سے معاف کرنے پر قادر ہے لیکن یاد رہے کہ شرک اللہ تعالیٰ اس وقت تک معاف نہیں فرماتا جب تک انسان خود زندگی میں اس کی معافی طلب نہ کرے۔ اسی طرح حقوق العباد کا معاملہ بھی نہایت سنگین ہے۔ اگر والدین نے کسی کا کچھ دینا

---

(۳۶) حسن: أخرجه ابن ماجه، ابواب الأدب: ۳۶۶۰۔ وأحمد: ۲/ ۳۶۳۔ عن عبدالوارث به، وابن حبان، ح: ۶۶۔ والبوصیری وله شاهد عند الحاکم: ۲/ ۱۷۸.

ہے یا کسی پر کوئی زیادتی ہو تو اولاد کو چاہیے کہ وہ ادا کرے اور متعلقہ افراد جن پر زیادتی ہوئی ہے ان سے معافی طلب کرے۔

(۶) اس میں اولاد کی دعا کا ذکر ہے، البتہ دیگر دلائل سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی آدمی کی دعا انسان کو فائدہ دے سکتی ہے۔

(۷) ہمارے معاشرے میں مرنے والے کے لیے استغفار کا مروجہ طریقہ اور فاتحہ خوانی کا رواج بدعت ہے۔ رسول اکرم ﷺ، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ دین سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ حفاظ اور قراء کو گھر بلا کر قرآن خوانی کروانا رسول اکرم ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ پھر ہوتا یوں ہے کہ مرنے والا ساری زندگی اللہ کی نافرمانی کرتا رہتا ہے اور قرآن کو ہاتھ تک نہیں لگاتا اور اس کے مرتے ہی اسے قرآن خوانی کرا کر ایصال ثواب شروع کر دیا جاتا ہے۔ یاد رکھیے! اللہ تعالیٰ کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔

(۸) میت کے لیے صرف دعا کا حکم ہے؟ قرآن پڑھ کر یا اذکار کر کے اس کا ثواب آگے منتقل کرنا سراسر خلاف سنت ہے کیونکہ پڑھنے والے کو تو خود معلوم نہیں کہ اسے ثواب ملا ہے کہ نہیں اور اگر بفرض محال ملا ہی ہو تو کیا اسے یہ حق ہے کہ اپنا ثواب کسی کو دے سکے؟ ہرگز نہیں! اگر ایسا ممکن ہوتا تو ہر شخص جس کے پاس مال و دولت ہے وہ نیکیاں خرید لیتا۔ قرآن مجید اس کی تردید کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ٥﴾ (المدثر: ۳۸)

''ہر نفس نے جو کیا اس کے بدلے وہ گروی ہے۔''

(۹) عقلی لحاظ سے بھی یہ سلسلہ غیر شرعی معلوم ہوتا ہے۔ وہ اس طرح کہ دین اسلام تو امراء و غرباء سب کے لیے ہے۔ اب ایک آدمی قرآن خوانی کروانے کی استطاعت نہیں رکھتا تو کیا نعوذ باللہ وہ گناہ گار ٹھہرے گا جبکہ اس کی استطاعت ہی نہیں ہے جبکہ دوسرا ایک بدکار ہے لیکن ہے مالدار تو وہ قرآن خوانی کروا کر اپنی بخشش کروا لے گا؟ اس کا صاف مطلب تو یہ ہوا کہ یہ دین بھی سرمایہ داروں کو نوازتا ہے (نعوذ باللہ)

دور حاضر کے پیر بھی اسی مرید کو قربت کا شرف بخشتے ہیں جس کی جیب بھاری ہو۔

37 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ، عَنْ غَالِبٍ قَالَ:............

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَيْلَةً، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي هُرَيْرَةَ، وَلِأُمِّي، وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُمَا. قَالَ لِي

محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ ہم ایک رات سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، انہوں نے (یہ دعا) فرمائی: اے اللہ ابو ہریرہ اور اس کی والدہ کو معاف فرما دے اور ان دونوں کے لیے استغفار

(۳۷) صحيح.

مُحَمَّدٌ: فَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتَّى نَدْخُلَ فِي دَعْوَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ.

کرنے والے سے بھی درگزر فرما۔ محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ ہم ان دونوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں تا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا کے مستحق قرار پائیں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) دعا کے آداب میں سے ہے کہ انسان پہلے اپنے لیے اور پھر دوسروں کے لیے دعا کرے، البتہ اس سے پہلے اللہ کی تعریف وستائش اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دورد پڑھنا قبولیت دعا کا موجب ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پہلے اپنے لیے دعا کی اور پھر اپنی والدہ اور تمام ان لوگوں کے لیے جوان کے لیے دعا کریں۔ حدیث میں بھی اس بات کی صراحت ہے کہ دعا کرتے وقت اپنے آپ سے ابتدا کرنی چاہیے۔

(۲) اس سے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے کس قدر حسن سلوک کرتے تھے۔

(۳) نیک لوگوں کی دعائیں لینے کی کوشش کرنی چاہیے جیسا کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ اور ان کے ساتھی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کے لیے دعا کرتے تا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا کے مستحق ٹھہر سکیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کئی اعمال کرنے والوں کو دعائیں دی ہیں، ان کا مستحق بننے کی بھی کوشش کرنی چاہیے، مثلاً آپ نے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا)) (سنن أبي داؤد، الصلاة، حديث: ١٢٧١)

''اللہ اس پر رحم فرمائے جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں۔''

اسی طرح جو شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو یاد کرتا ہے اور پھر انہیں آگے پہنچاتا ہے اس کے لیے بھی اللہ کی رحمت کی دعا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ رحمت بھیجتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے اعمال ہیں جن کو اختیار کر کے انسان دعاؤں کا مستحق بن سکتا ہے۔ اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

(۴) انسان کو ایسا کام کرنا چاہیے جس سے لوگ انسان کے والدین کے لیے بھی دعائیں کریں، یہ یقیناً باعث اجر ہے اور اس کے برعکس والدین کو گالیاں دلوانا باعث عذاب ہے۔

(۵) اگر کسی نیک آدمی سے صحبت کا موقع میسر آئے تو اس کی سیرت کی عمدہ چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اپنے لیے سبق حاصل کرنا چاہیے، نیز اس کی نیکیوں کا جائزہ لینا چاہیے کہ وہ کون سے اچھے اعمال کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اسے یہ اعزاز بخشا ہے۔

(۶) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کے ولی تھے۔ تابعین ان کی دعائیں لینے کی کوشش کرتے تھے جیسا کہ محمد بن سیرین اور ان کے ساتھیوں نے سیدنا ابو ہریرہ اور ان کی والدہ کے لیے دعا کر کے کیا۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں، ہمارے والدین، ابو ہریرہ، ان کی والدہ اور تمام مومن مرد و خواتین کو معاف فرمائے۔ آمین

38 - حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْعَلَاءُ، عَنْ أَبِيهِ............

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا مَـاتَ الْعَبْدُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ فوت ہو جائے تو اس کے تمام اعمال ختم ہو جاتے ہیں، سوائے تین چیزوں کے، (ان کا نفع پہنچتا رہتا ہے) صدقہ جاریہ، علم جس سے استفادہ کیا جاتا ہو یا نیک (مومن) اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) جب تک انسان زندہ ہوتا ہے خود نیک اعمال کرتا ہے اور جب آنکھیں بند ہو جاتی ہیں اور روح پرواز کر جاتی ہے تو اعمال کا یہ سلسلہ رک جاتا ہے اور انسان کے نامہ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ ہونا بند ہو جاتا ہے۔ موت بھی ناقابل تردید حقیقت ہے اور اعمال کا ختم ہونا بھی! انسان کے سارے منصوبے دھرے رہ جاتے ہیں، ساری تمنائیں دل میں رہتی ہیں کہ وہ دار آخرت کو سدھار جاتا ہے۔ مسلمان ہو یا کافر، نیک ہو یا بد، امیر ہو یا غریب منزل سب کی قبر ہے اور اس کے بعد راستے جدا جدا ہیں إِمَّا فِي النَّارِ وَإِمَّا فِي الْجَنَّة۔ جنت یا جہنم میں سے کس راستے پر ہم نے جانا ہے اس کا فیصلہ ابھی اسی زندگی میں کرنا ہوگا۔ زندگی مختصر ہے لیکن آخرت کا سفر نہایت طویل اور گھاٹیاں بہت دشواری گزار ہیں۔ راہی اور منزل کے درمیان ظلمتیں اور تاریکیاں حائل ہیں۔ اسی زندگی میں اعمال صالح کی شمع جلائیں گے تو یہ نور روز قیامت کام آئے گا۔ زندگی میں کیے ہوئے کسی نیک عمل کا اجر اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا لیکن کچھ اعمال اتنے عظیم ہیں کہ مرنے کے بعد بھی ان کا ثواب انسان کو ملتا رہتا ہے۔ دانا لوگ ایسا کاروبار کرتے ہیں کہ رأس المال بھی محفوظ رہے اور دیر تک نفع بھی حاصل ہوتا رہے۔ اس لیے ہمیں ایسے اعمال کا انتخاب کرنا چاہیے جو زندگی اور موت کے بعد بھی ہمارے لیے سود مند ہوں۔ مذکورہ حدیث میں انہی اعمال کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۲) حدیث میں مذکور سب سے پہلا عمل صدقہ جاریہ ہے۔ اس سے مراد ہر وہ کام ہے جس سے اللہ کی مخلوق کو مسلسل فائدہ ہو رہا ہو، مثلاً: مسجد، مدرسہ، مسافر خانہ اور شفاخانہ کی تعمیر، پانی پلانے کا انتظام، کنواں کھدوانا، ٹیوب ویل لگانا، راستے میں سایہ دار درخت لگانا تاکہ مسافر آرام کر سکیں، کوئی زمین یا جائیداد وقف کرنا جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ یہ سب صدقہ جاریہ ہیں جن کا اجر و ثواب مرنے کے بعد اس وقت تک ملتا رہتا ہے جب تک لوگ مذکورہ فلاحی کاموں سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ صدقہ جاریہ کی ایک اور شکل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے شیخ البانی رحمہ اللہ نے امام سبکی کے حوالے سے لکھا ہے کہ تصنیف و تالیف صدقہ جاریہ کی سب سے احسن اور دیرپا

(۳۸) صحیح: أخرجه مسلم، الوصية، باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد وفاته: ۱۶۳۱۔ وابو داؤد: ۲۸۸۰۔ والنسائی: ۳۶۵۱۔ والترمذی: ۱۳۷۶۔ ومسند أحمد: ۲/ ۳۷۲.

صورت ہے۔ (شرح الادب المفرد)

(۳) دوسری چیز جو انسان کے لیے صدقہ جاریہ بنتی ہے اور اس کا ثواب انسان کو ملتا رہتا ہے، وہ نفع بخش علم ہے۔ علم کی فضیلت مسلم ہے۔ اللہ رب العزت نے رسول اکرم ﷺ کی طرف وحی کرتے ہوئے فرمایا:

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (محمد: ۱۹)

''جان لیجیے! اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔''

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ (المجادلة: ۱۱)

''تم میں سے جو ایمان لائے ہیں اور جنہیں علم دیا گیا ہے، اللہ ان کے درجات بلند کرے گا۔''

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى أَدْنَاكُمْ)) (جامع الترمذی العلم، حدیث: ۲۶۸۵)

''عالم کی فضیلت ایک عبادت گزار پر ایسے ہے جیسے میری فضیلت تم سے ادنیٰ شخص پر ہے۔''

نیز رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا فَلَهٗ أَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهٖ لَا يُنْقَصُ مِنْ أَجْرِ الْعَامِلِ شَيْءٌ))

(سنن ابن ماجه، المقدمة، حديث: ۲۴۰)

''جس نے کسی کو علم سکھایا (اور سیکھنے والے نے اس پر عمل کیا) تو اس عمل کرنے والے کے برابر سکھانے والے کے لیے بھی اجر ہے اور (اس سے) عامل کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔''

علم اور اہل علم کی فضیلت میں بے شمار احادیث وارد ہیں جن کا بیان باعث طوالت ہے۔ علم نافع سے مراد ایسا علم ہے جس پر انسان کی دنیاوی اور اخروی زندگی کی فوز وفلاح کا دارومدار ہے۔ ہر مسلمان کے لیے حلال وحرام اور اسلام کی اساسیات کا علم ضروری ہے، تاہم اہل علم کا ایک گروہ ایسا ضرور ہونا چاہیے جو دینی علوم میں رسوخ اور مہارت رکھتا ہو۔

لوگوں کی اخروی فلاح کے لیے کوئی بھی دینی راہنمائی جس سے لوگ بعد میں بھی مستفید ہوتے رہیں انسان کے لیے سب سے بڑا صدقہ ہے جو انسان کے نامہ اعمال میں اضافے کا باعث بنے گا۔

دور حاضر میں دینی علوم کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ لوگ دیگر علوم وفنون کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں جس کی وجہ شاید معاشی مستقبل ہے۔ اہل علم اکثر و بیشتر معاشی محذوشات کا شکار رہتے ہیں اس لیے لوگ اس میدان میں قدم رکھنا مشکل سمجھتے ہیں۔

مغربی تقلید نے اس بحران کو اور زیادہ کر دیا ہے۔ دوسری طرف معیار زندگی بلند کرنے کی دوڑ نے ہر فرد کو معاشی

میدان میں آگے بڑھنے پر مجبور کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ علماء بھی اس دوڑ میں شامل ہو گئے ہیں۔ یہ ساری باتیں اپنی جگہ بجا لیکن علم کی جو فضیلت اس حدیث میں بیان ہوئی ہے اگر صرف اسی کو پیش نظر رکھا جائے تو دنیا کی اس جاہ وحشمت کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ انسان معاشی طور پر کتنا ہی مستحکم ہو بالآخر سب کچھ یہیں دھرا رہ جائے گا۔ اگر تعلیم وتعلم کا سلسلہ اپنایا ہوگا تو دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا اور آخرت کے اجر کا اندازہ تو اسی روز ہوگا جس دن اعمال تولے جائیں گے۔ اس لیے جسے اللہ توفیق دے اسے ضرور تعلیم وتعلم کا سلسلہ شروع کرنا چاہیے۔ پھر ضروری نہیں کہ انسان یہ فضیلت اسی راستے سے حاصل کر سکتا ہے بلکہ اہل علم سے تعاون اور مساجد و مدارس کے اخراجات خلوص دل سے پورے کر کے اس اجر میں علماء کا شریک بن سکتا ہے۔

(۴) بسا اوقات انسان کے پاس علم تو ہوتا ہے لیکن نفع بخش نہیں ہوتا اس لیے ایسے علم سے پناہ طلب کرنی چاہیے۔ اَوْعِلْمٌ یُنْتَفَعُ بِهِ میں دینی مدارس کے ان طلباء کے لیے لمحہ فکر یہ ہے جو سالہا سال تک علم حاصل کرنے کے بعد اپنی زندگیوں کو برباد کر دیتے ہیں اور اپنے اس علم سے نہ خود فائدہ اٹھاتے ہیں کہ اپنی عملی زندگی کو صحیح کر سکیں اور نہ دوسروں ہی کو اس سے فائدہ پہنچاتے ہیں۔ ایسا علم انسان کی بلندی درجات کے بجائے ہلاکت کا باعث بن سکتا ہے۔ حصول علم کے بعد اسے آگے منتقل کرنا ہی انسان کے لیے فائدہ مند ہوسکتا ہے تاکہ شاگردوں کا سلسلہ چلتا رہے اور انسان کے اعمال صالحہ میں اضافہ ہو۔

(۵) علم تبھی سود مند ہوسکتا ہے جب انسان کو اچھے شاگرد میسر آئیں اس کے لیے دور حاضر میں کسی اچھے ادارے کا انتخاب کرنا چاہیے جہاں ذہین اور محنتی طلبا ہوں۔

(۶) نفع بخش علم کا انحصار صرف کسب ومحنت پر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت ہو تو تبھی علم نفع بخش ہوسکتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ ایسے علم سے پناہ مانگتے تھے جو نفع بخش نہ ہو۔ آپ دعا فرماتے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا یُسْمَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ)) (سنن ابن ماجه، المقدمة، باب الانتقاع بالعلم......، حدیث: ۲۵۰)

''اے اللہ! میں تیرے ذریعہ سے اس علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع بخش نہ ہو اور ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے، ایسے دل سے جو ڈرنے والا نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو۔''

(۷) اس سے معلوم ہوا کہ کچھ علوم غیر نافع بلکہ نقصان دہ ہوتے ہیں، جیسے جادو وغیرہ کا علم، اس کے ذریعے سے لوگوں کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ اس سے ممکن ہے جادو سیکھنے والے کو دنیاوی طور پر کچھ فائدہ ہو لیکن انجام کار کے لحاظ سے وہ بھی نقصان ہی میں ہے۔ اسی طرح بعض اوقات جادوگر کسی جادو زدہ کا علاج بھی کرتا ہے جس میں یقیناً مسلمان کا فائدہ ہے اور مسلمان کو نفع پہنچانا نیکی ہے۔ لیکن جو چیز بذات خود حلال نہ ہو اس کا نفع بھی درست نہیں ہے، لہٰذا

جادو کا عمل ہی جب سرے سے حرام ہے تو اس کے ذریعے سے نفع پہنچانا جادوگر کے حق میں سودمند نہیں ہوسکتا۔

(۸) نفع بخش علم صرف مسلمان کے حق میں فائدہ مند ہوگا، کافر اس سے محروم رہے گا کیونکہ (لا إله إلاّ الله محمد رسول الله) نہ پڑھنے والے کو اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے۔

(۹) تیسری جس چیز کا فائدہ انسان کو فوت ہونے کے بعد بھی ہوتا رہتا ہے اور انسان کے گناہوں کی معافی اور بلندئ درجات کا باعث بنتی ہے، وہ نیک اولاد کی دعائیں ہیں۔

اولاد انسان کی کمائی ہے۔ اگر اس کی صحیح تربیت کی جائے اور حقوق کا لحاظ رکھتے ہوئے اسے ضائع ہونے سے بچایا جائے تو دنیا و آخرت میں انسان کی سعادت کا باعث بنتی ہے۔ دنیا میں بوڑھا ہونے پر انسان کا سہارا بنتی ہے اور آخرت میں انسان کے بلندئ درجات کا ذریعہ۔ اولاد کا ہر اچھا عمل والدین کے لیے نفع بخش ہے، تاہم اس میں ترغیب دی گئی ہے کہ والدین کے لیے دعا و استغفار ضرور کرنا چاہیے۔

ولد صالح میں صالح کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد اگر نیک ہوگی تو تبھی دعا کرے گی۔ اور نیک تب ہی ہوگی جب والدین نے اس کے لیے کوشش کی ہوگی۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز ادا کرنے کی عادت ڈالنے کا حکم دیا ہے اور دس سال کی عمر میں سختی کرنے کا حکم دیا ہے، اگر وہ نماز نہ پڑھیں۔ اسی طرح دینی اقدار سے اولاد کو آگاہ کرنا اور شرعی آداب سکھانا بھی والدین کا دینی فرض ہے۔ والدین کی کوشش کے بعد اگر اولاد دین کی طرف راغب نہیں ہوتی تو والدین برئ الذمہ ہیں، لیکن انہیں ہر ممکن کوشش اور دعا کرنی چاہیے۔

(۱۰) فوت ہونے کے بعد حصول ثواب اور بلندئ درجات کے یہی مذکورہ ذرائع ہیں۔ ان کے علاوہ میت کے نفع کے لیے خود ساختہ چالیسواں، قرآن خوانی اور دیگر بدعات کا دین سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ان سے میت کو کوئی فائدہ ہی ہوتا ہے بلکہ اگر وہ ان بدعات کا خود بھی مرتکب ہوتا تھا اور اس کی خواہش بھی تھی کہ اس کے مرنے پر بھی ایسے ہی کیا جائے، تو بعید نہیں کہ وہ سزا اور وعید کا مستحق ٹھہرے۔

(۱۱) اس سے نیک اولاد کے حصول کی نیت سے شادی کرنے کی بھی فضیلت معلوم ہوتی ہے اور کثرت اولاد کی ترغیب بھی ہے کیونکہ اولاد صالح جس قدر زیادہ ہوگی، انسان کے درجات میں بلندی کا باعث ہوگی۔ اس لیے بچے دو ہی اچھے کا فارمولا کافرانہ سوچ کی غمازی کرتا ہے جن کی زندگی کا مقصد یہی عارضی دنیا ہے۔ مسلمان ذہین و فطین ہوتا ہے، اسے اپنے مستقبل کی فکر کرنی چاہیے۔ اور کثرت اولاد کی وجہ سے وہ زیادہ محنت کرتا ہے تو اس کا اولاد کو کھلایا ہوا ایک لقمہ بھی ضائع نہیں جاتا بلکہ اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے۔

(۱۲) ہمارے پاس وقت محدود اور کاموں کی ایک لمبی فہرست ہے۔ زندگی محدود ہے اور تمنائیں لامحدود، اس لیے انفع

سے انفع علم سے ابتدا کرنی چاہیے، یعنی پہلی فرصت میں ان علوم کو حاصل کرنا چاہیے جو آخرت میں بھی فائدہ دیں۔

(۱۳) اس حدیث میں اس بات کی ترغیب بھی ہے کہ نیک سیرت بیوی کا انتخاب کیا جائے تا کہ وہ اولاد کی اچھی تربیت کر کے انہیں نیک سیرت بنائے اور وہ انسان کے لیے نفع بخش ثابت ہوں۔

(۱۴) ہر مسلمان کو چاہیے کہ حدیث میں مذکور تینوں طرح کے اعمال کا انتظام کر کے اس دنیا سے جائے ورنہ کم از کم ان تینوں میں سے ایک کام تو ضرور کرے کہ فوت ہونے کے بعد بھی اعمال کا یہ سلسلہ منقطع نہ ہو جائے۔

39 - حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ..........

عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَلَمْ تُوصِ، أَفَيَنْفَعُهَا أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ))

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ! بے شک میری ماں فوت ہوگئی ہے اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اسے نفع دے گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی اگر کسی بھلائی کے کام کی وصیت کرنا چاہتا ہے تو اسے وصیت لکھ کر اپنے پاس رکھنی چاہیے کیونکہ موت کسی بھی وقت انسان کو آسکتی ہے۔

(۲) صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ وہ اچانک فوت ہوگئی، بعض روایات میں ہے کہ اگر اسے موقع ملتا تو وہ صدقہ کرتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو فوت ہونے سے پہلے کچھ نہ کچھ مال اللہ کے راستے میں ضرور صدقہ کرنا چاہیے۔ زیادہ سے زیادہ تہائی ۱/۳ مال کی وصیت جائز ہے، باقی وارثوں کا حق ہے۔ صدقہ کرنے سے انسان کے گناہ مٹ جاتے ہیں اور گناہوں کے مٹنے کی وجہ سے فرسودہ روح میں تازگی آجاتی ہے۔

(۳) فوت شدگان کی طرف سے صدقہ وخیرات کرنا جائز ہے اور اس کے لیے نیت ہی کافی ہے کہ اس کا ثواب اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو دے۔ ایصال ثواب کا مروجہ طریقہ محل نظر ہے۔ اس بارے قاعدہ یہی ہے کہ مرنے کے بعد انسان کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے البتہ شرعی نص سے جن جن چیزوں کا میت کی طرف سے کرنے کا ثبوت ہے، وہ جائز ہیں۔ ان میں سے ایک صدقہ بھی ہے۔ ان چیزوں پر قرآن خوانی اور دیگر رسومات کو قیاس کرنا ہر صورت ناجائز ہے۔

جائز صورتیں درج ذیل ہیں:

- والدین اولاد کی ہر نیکی میں شریک ہیں اور اس کے لیے نیت کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ اولاد والدین کی کمائی ہے۔
- اولاد والدین کے لیے دعا کرے، ان کی طرف سے صدقہ وخیرات کرے، حج کرے، جائز ہے۔ یہ کام کوئی دوسرا

(۳۹) صحیح: أخرجه البخاری، الوصایا: ۲۷۵٦۔ والترمذی: ٦٦٩۔ وأبو داؤد: ۲۸۸۲۔ والنسائی: ۳٦٥٤.

شخص بھی فوت شدہ کی طرف سے کرسکتا ہے۔ اولاد میں سے کوئی فوت ہو جائے تو والدین اس کی طرف سے صدقہ وخیرات کریں۔

❀ کسی کے ذمے نذر کے روزے ہوں تو اس کا قریبی اس کی طرف سے یہ روزے رکھے گا۔

❀ مالی قرض ادا کیا جاسکتا ہے بلکہ کرنا چاہیے۔

جہاں تک نماز کا تعلق ہے تو وہ کسی دوسرے کی طرف سے ادا نہیں کی جاسکتی۔ اسی طرح قرآن خوانی، مرنے کے بعد اس کے گھر استغفار کا ورد اور دیگر بدعات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۴) اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کے ثواب ہونے کا تعین کرنا، صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا اختیار ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اسی منہج پر کاربند تھے کہ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے رسول اکرم ﷺ سے راہنمائی لیتے تھے۔ جیسا کہ اس صحابی نے اپنے دل میں خواہش پیدا ہونے پر عمل نہیں کیا بلکہ رسول اکرم ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کرنا ضروری سمجھا۔ گویا کسی چیز کے ثواب یا گناہ کے تعین کا اختیار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی نہیں تھا۔

(۵) والدین کے فوت ہونے کے بعد ان کی طرف سے صدقہ کرنا، ان سے حسن سلوک ہے۔ والدین کی زندگی میں بھی ان سے حسن سلوک کرنا چاہیے۔ بعض لوگ والدین کی زندگی میں انہیں اذیت دیتے رہتے ہیں اور فوت ہونے کے بعد ان کے دل میں ان سے حسن سلوک کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

(۶) کوئی بھی کام نیکی کے جذبے سے کرنے سے پہلے یہ دریافت کر لینا ضروری ہے، آیا یہ کام شریعت کی نظر میں نیکی ہے؟

(۷) والدین یا کوئی مسلمان اگر کسی نیکی میں کوتاہی کرے اور دنیا سے چلا جائے تو اس کے بارے میں حسن ظن رکھنا چاہیے کہ کسی وجہ سے وہ سرانجام نہیں دے سکا ورنہ اس کا جذبہ تو اچھا تھا۔

20...... بَابُ بِرِّ مَنْ كَانَ يَصِلُهُ أَبُوهُ

والد کے تعلق داروں سے اچھا برتاؤ کرنا

40 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ............

عَنِ ابْنِ عُمَرَ: مَرَّ أَعْرَابِيٌّ فِي سَفَرٍ، فَكَانَ أَبُو الْأَعْرَابِيِّ صَدِيقًا لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی کسی سفر میں (میرے) قریب سے گزرا۔ اس اعرابی کا باپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

(٤٠) ضعيف: أخرجه أحمد في المسند: ٥/ ٣- زيادة من شعب الايمان للبيهقي: ٧٨٩٨- والطبراني الكبير: ١١/ ٣٩٤- ومسلم: ٢٥٥٢- الضعيفة: ٢٠٨٩.

عَـنْـهُ ، فَقَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ: أَلَسْتَ ابْنَ فُلَانٍ؟ قَالَ: بَلَى ، فَأَمَرَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ بِحِمَارٍ كَانَ يَسْتَعْقِبُ ، وَنَزَعَ عِمَامَتَهُ عَنْ رَأْسِهِ فَأَعْطَاهُ فَقَالَ بَعْضُ مَنْ مَعَهُ: أَمَا يَكْفِيهِ دِرْهَمَانِ؟ فَقَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((احْفَظْ وُدَّ أَبِيكَ ، لَا تَقْطَعْهُ فَيُطْفِءَ اللّٰهُ نُورَكَ))

کا دوست تھا، تو اس نے اعرابی کو کہا: کیا تم فلاں کے بیٹے نہیں ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ پھر ابن عمر نے اسے (اس پہچان کی وجہ سے) ایک گدھا دینے کا حکم دیا۔ اور اپنے سر سے پگڑی اتار کر بھی اسے دے دی۔ آپ کے بعض ہم سفروں نے عرض کیا: اس کو دو درہم دے دینے کافی نہیں تھے؟ آپ نے فرمایا: ''نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''اپنے والد کی دوستی کا خیال رکھو، اس کو مت توڑو ورنہ اللہ تمہارا نور بجھا دے گا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ ضعیف ہے، البتہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قصہ مرفوع الفاظ کے بغیر دیگر صحیح اسناد سے ثابت ہے۔ صحیح مسلم میں یہ واقعہ اس طرح ہے:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ مکہ جاتے تو ان کے پاس اونٹ کے علاوہ ایک گدھا بھی ہوتا۔ جب وہ اونٹ پر سواری کر کے تھک جاتے تو گدھے پر سوار ہو جاتے اور ایک عمامہ بھی ہوتا جسے باندھتے۔ ایک دن وہ گدھے پر سوار ہو کر جا رہے تھے کہ ایک اعرابی کا وہاں سے گزر ہوا تو اس (ابن عمر) نے کہا: آپ فلاں بن فلاں، نہیں ہیں۔ اس نے کہا: ہاں تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا گدھا اسے دے دیا اور کہا: اس پر سوار ہو جاؤ۔ اور عمامہ بھی اتار کر دے دیا کہ اسے سر پر باندھ لو۔ آپ کے بعض ہم سفر ساتھی کہنے لگے: اللہ آپ کی مغفرت فرمائے آپ نے اس اعرابی کو گدھا بھی دے دیا اور عمامہ بھی حالانکہ آپ آرام کرنے کے لیے گدھے پر سواری کرتے تھے اور عمامہ آپ سر پر باندھتے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''(والدین سے) سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ والد کے فوت ہونے کے بعد اس کے دوستوں سے صلہ رحمی کی جائے۔'' اور اس اعرابی کا باپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔

(صحيح مسلم، البر والصلة، باب فضل صلة أصدقاء الأب والأم...... حديث: ٢٥٥٢)

(۲) ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس اثر سے معلوم ہوا کہ آدمی ایک سے زیادہ سواریاں رکھ سکتا ہے اور یہ فضول خرچی کے زمرے میں نہیں آتا۔

(۳) سلف صالحین اپنا سر ڈھانک کر رکھتے تھے اس لیے ننگے سر رہنے کی عادت بنا لینا غیر پسندیدہ عمل ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی عادت مبارک بھی سر پر کپڑا رکھنے کی تھی۔ البتہ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سر سے کپڑا اتار کر سفر کرنا بھی جائز ہے اور یہ مروءت کے خلاف نہیں ہے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عمامہ اتار کر اعرابی کو دیا تو ان کا سر یقیناً ننگا ہو گیا ہوگا۔ اور ان کا سفر جاری تھا۔

(۴) افضل طریقہ یہ ہے کہ جب کسی سے تعارف کیا جائے تو اس کا نام اور اس کے والد اور خاندان کا نام دریافت

کرلیا جائے۔

(۵) کسی دوست کو یہ کہنا کہ فلاں چیز صدقہ کر دو اور فلاں نہ کرو یا اتنا زیادہ نہ کرو، جائز امر ہے اور ایسا کہنا نیکی سے روکنے کے زمرے میں نہیں آتا، بالخصوص جب نیت یہ ہو کہ صدقہ کرنے والے کو خود بھی اس کی ضرورت ہے۔

(۶) اگر کسی شخص کے پاس زائد از ضرورت سواری یا گاڑی ہو اور کسی دوسرے شخص کے پاس بالکل نہ ہو تو اسے سوار ہونے کے لیے یا مستقل طور پر دینا نہایت قابل تعریف کام ہے جیسا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کیا۔

41 - حَـدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عُثْمَانَ الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي الْوَلِيدِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ............

عَـنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ قَالَ: ((إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ أَنْ يَصِلَ الرَّجُلُ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''سب سے بڑا حسن سلوک یہ ہے کہ باپ کے دوستوں سے حسن سلوک کیا جائے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ حسن سلوک کے کئی مراتب ہیں اور ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ والدین کی وفات کے بعد یا ان کی عدم موجودگی میں ان کے دوستوں اور ملنے والوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ اسے افضل حسن سلوک اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ زندہ آدمی کے شرم و حیا کا لحاظ رکھا جاتا ہے اور اکثر و بیشتر فوت شدہ کے ساتھ اس طرح کا حیا نہیں کیا جاتا اور اگر کوئی شخص کسی کے فوت ہونے کے بعد بھی اس کے تعلق داروں کا خیال رکھتا ہے تو یہ واقعی سب سے بڑا احسن سلوک ہے۔

(۲) والدین کے ساتھ ان کے فوت ہونے کے بعد حسن سلوک کی صورت یہ ہے کہ جن امور خیر کو وہ بجا لاتے تھے انہیں جاری رکھا جائے اور جن لوگوں سے وہ تعاون کرتے رہے ہوں ان سے تعاون کیا جائے۔

21...... بَابُ لَا تَقْطَعْ مَنْ كَانَ يَصِلُ أَبَاكَ فَيُطْفَأَ نُورُكَ

باپ کے تعلق داروں سے قطع تعلق کرنے والے کے نور بجھنے کا بیان

42 - أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ لَاحِقٍ قَالَ............

أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الزُّرَقِيُّ، أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ مَعَ عَمْرِو بْنِ عُثْـمَـانَ، فَـمَـرَّ بِـنَـا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَّامٍ

عبادہ زرقی کہتے ہیں کہ میں عمرو بن عثمان کے ساتھ مدینہ منورہ کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ اس دوران ہمارے پاس سیدنا عبداللہ بن سلام اپنے بھتیجے کا سہارا لیے ہوئے گزرے اور (ہماری)

(٤١) صحيح: أخرجه مسلم، البر والصلة والأدب: ٢٥٥٢ـ وابو داؤد: ٥١٤٣ـ والترمذى: ١٩٠٣ـ الصحيحة: ١٤٣٢، ٣٠٦٣.

(٤٢) ضعيف: أخرجه المروزيفى البر والصلة: ٨٧ـ والمزى فى تهذيب الكمال: ١٠/ ٢٨٢ـ الضعيفة: ٢٠٨٩.

مُتَّكِئًا عَلَى ابْنِ أَخِيهِ، فَنَفَذَ عَنِ الْمَجْلِسِ، ثُمَّ عَطَفَ عَلَيْهِ، فَرَجَعَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: مَا شِئْتَ عَمْرَو بْنَ عُثْمَانَ؟ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَوَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ، إِنَّهُ لَفِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، مَرَّتَيْنِ: لَا تَقْطَعْ مَنْ كَانَ يَصِلُ أَبَاكَ فَيُطْفَأَ بِذَلِكَ نُورُكَ

مجلس سے صرف نظر کرتے ہوئے آگے چلے گئے پھر ان کے دل میں شفقت کے جذبات پیدا ہوئے تو ہمارے پاس واپس آئے اور کہا: اے عمرو بن عثمان تم جو مرضی ہے کرلو، انہوں نے دو تین مرتبہ یہ بات دہرائی، اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق دے کر مبعوث فرمایا: اللہ کی کتاب میں یقیناً یہ بات ہے انہوں نے دو مرتبہ بات دہرائی کہ تو اس شخص سے قطع تعلقی نہ کر جو تیرے باپ کا تعلق دار تھا ورنہ (اس بے اعتنائی کی سزا کے طور پر) اللہ تیرا نور ختم کر دے گا۔"

فائدہ: ...... یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم باپ کے تعلق داروں سے صلہ رحمی ممدوح اور پسندیدہ عمل ہے اور ان سے قطع رحمی قابل مذمت ہے جیسا کہ گزشتہ ابواب میں صحیح احادیث کے حوالے سے گزرا ہے، اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے یہ بات شاید عمرو بن عثمان کی بے اعتنائی کی وجہ سے کی ہو اور کتاب سے ان کی مراد تورات ہو۔ واللہ أعلم، بہرصورت یہ اس وقت ہے جب یہ اثر ثابت ہو جائے۔

22...... بَابُ الْوُدُّ يُتَوَارَثُ

محبت کا وراثت میں ملنے کا بیان

43 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ فُلَانِ بْنِ طَلْحَةَ............

عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَفَيْتُكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الْوُدَّ يُتَوَارَثُ))

ابوبکر بن حزم کسی صحابی رسول سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کسی سے کہا: "میرا آپ کو بتانا کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "محبت وراثت میں منتقل ہوتی ہے۔"

فائدہ: ...... یہ روایت ضعیف اور ناقابل استدلال ہے، البتہ مشاہدے سے یہ بات ثابت ہے کہ بسا اوقات خاندانی اطوار و عادات وراثتاً منتقل ہوتی ہیں۔

---

(٤٣) ضعيف: أخرجه المروزي في البر والصلة: ٩٤۔ وابن أبي عاصم في الآحاد: ٢٧٤٨۔ والطبراني في الكبير: ٥٠٧۔ والحاكم: ٤/ ١٩٤۔ والبيهقي في الشعب: ٧٥٩١۔ الضعيفة: ٣١٦١.

23...... بَابُ لَا يُسَمِّي الرَّجُلُ أَبَاهُ، وَلَا يَجْلِسُ قَبْلَهُ، وَلَا يَمْشِي أَمَامَهُ

کوئی آدمی اپنے باپ کو نام لے کر نہ بلائے، اور نہ اس سے پہلے بیٹھے اور نہ اس کے آگے چلے

44 - حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ............

عَنْ أَبِيهِ، أَوْ غَيْرِهِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَبْصَرَ رَجُلَيْنِ، فَقَالَ لِأَحَدِهِمَا: مَا هَذَا مِنْكَ؟ فَقَالَ: أَبِي، فَقَالَ: لَا تُسَمِّهِ بِاسْمِهِ، وَلَا تَمْشِ أَمَامَهُ، وَلَا تَجْلِسْ قَبْلَهُ

حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دو آدمی کو (اکٹھا) دیکھا تو ایک سے دریافت کیا: اس دوسرے شخص سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟ اس نے کہا: یہ میرے والد ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہیں نام لے کر مت بلاؤ اور نہ ان کے آگے چلو اور نہ ان کے بیٹھنے سے پہلے (مجلس میں) بیٹھو۔

فوائد و مسائل: ......(۱) با ادب با مراد، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ادب کے سب سے زیادہ مستحق انسان کے والدین ہیں۔ ادب واحترام زبان وعمل اور دل سے کرنا ضروری ہے۔ اہل عرب کے ہاں نام سے پکارنا خلاف ادب سمجھا جاتا تھا اور عزت وتکریم کے لیے کنیت کے ساتھ پکارتے تھے۔ ہمارے معاشرے میں بھی والدین کا نام لے کر بلانا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ والدین کو ابا جان اور امی جان کہہ کر پکارا جائے۔

(۲) ادب کا تقاضا ہے کہ بڑوں کے پیچھے چلا جائے اور کسی لحاظ سے بھی ان سے آگے نہ بڑھا جائے اس لیے چلتے وقت والدین کے پیچھے چلنا چاہیے، البتہ ضرورت کے وقت، یا والدین کے حکم پر آگے چلنا بھی جائز ہے۔

(۳) تیسری بات یہ بتائی کہ اگر آپ والدین کے ساتھ کسی مجلس میں جاتے ہیں تو ادب کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے والدین کو بیٹھنے کی جگہ دی جائے اور اس کے بعد خود بیٹھا جائے کیونکہ عموماً نوجوان تو جگہ تلاش کر ہی لیتے ہیں اور بزرگوں کے لیے مسئلہ بنتا ہے۔

(۴) اسی طرح گاڑی میں بھی والدین کو فرنٹ سیٹ پر بٹھانا چاہیے اور جتنی زیادہ والدین کی تکریم ہو سکے کرنی چاہیے۔ کھانے پینے، لباس، بستر وغیرہ ہر چیز میں والدین کو مقدم رکھنا چاہیے۔

(۵) علماء اور بزرگوں کو چاہیے کہ موقع بہ موقع لوگوں کی اخلاقی تربیت کرتے رہیں۔ اجنبی یا آشنا کا فرق کیے بغیر لوگوں کو نور ہدایت سے روشناس کراتے رہیں۔

---

(٤٤) صحيح: مجمع: ٨/ ١٣٧- سني: ٢٨٩.

24...... بَابُ: هَلْ يُكَنِّي أَبَاهُ؟

کیا اپنے باپ کو کنیت سے پکارا جاسکتا ہے؟

45 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَحْيَى بْنِ نُبَاتَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ............

عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ سَالِمٌ: الصَّلَاةَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ.

شہر بن حوشب سے مروی ہے، ہم سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہے تھے تو ان سے (ان کے بیٹے) سالم نے کہا: ابو عبدالرحمٰن! نماز کا وقت ہوگیا۔

فائدہ: ...... یہ روایت شہر بن حوشب کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اس لیے اس سے ترجمۃ الباب ثابت نہیں ہوتا، تاہم مسئلے کی نوعیت یہی ہے کہ بیٹا باپ کو کنیت کے ساتھ بلا سکتا ہے جیسا کہ آئندہ اثر سے ظاہر ہوتا ہے۔

46 - قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ، يَعْنِي: الْبُخَارِيَّ: حَدَّثَنَا أَصْحَابُنَا، عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ سُفْيَانَ............

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَكِنْ أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ قَضَى.

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے، وہ ابن عمر سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے (ایک بار) فرمایا: ...... لیکن ابوحفص (عمر رضی اللہ عنہ) نے (یہ) فیصلہ کیا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) نام اور لقب کے علاوہ مقرر کردہ ایسا نام جس کے شروع میں اب، ام یا ابن ہو کنیت کہلاتا ہے، جیسے ابوحفص، ابن رشد وغیرہ۔ اہل عرب کے ہاں کنیت رکھنے کا عام رواج تھا حتی کہ بے اولاد لوگ بھی اپنے بھانجوں یا بھتیجوں کے نام سے کنیت رکھتے تھے۔

(۲) جب کسی کی عزت مقصود ہو تو اسے اس کے نام اور لقب کی بجائے کنیت سے پکارا جاتا ہے۔ پچھلے اثر میں یہ بات تھی کہ والدین کو نام لے کر نہیں بلانا چاہیے تو اشکال پیدا ہوسکتا تھا کہ کنیت بھی تو ایک نام ہے جس کے ساتھ پکارنے کا ثبوت خیر القرون میں ملتا ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ کنیت بھی اگرچہ ایک طرح کا نام ہے، تاہم اس کے ساتھ والدین کو بلانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کسی مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: کہ ابوحفص رضی اللہ عنہ نے اس طرح فیصلہ کیا تھا۔

(۳) مقصود یہ ہے کہ معاشرتی طور پر جو القاب عزت و تکریم کے لیے استعمال ہوتے ہیں ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں، البتہ اسلامی معاشرت کو رواج دینا اور کفار و مشرکین کی معاشرت کو ترک کرنا مسلمانوں کے فرائض میں شامل ہے۔

---

(٤٥) ضعيف. (٤٦) صحيح.

25...... بَابُ وُجُوبِ صِلَةِ الرَّحِمِ

صلہ رحمی کے وجوب کا بیان

47 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا ضَمْضَمُ بْنُ عَمْرٍو الْحَنَفِيُّ قَالَ............

حَدَّثَنَا كُلَيْبُ بْنُ مَنْفَعَةَ قَالَ: قَالَ جَدِّي: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَنْ أَبَرُّ؟ قَالَ: ((أُمَّكَ وَأَبَاكَ، وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ، وَمَوْلَاكَ الَّذِي يَلِي ذَاكَ، حَقٌّ وَاجِبٌ، وَرَحِمٌ مَوْصُولَةٌ)).

کلیب بن منفعہ کا بیان ہے کہ ان کے دادا (بکر بن حارث انصاری) نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں کس سے حسن سلوک کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی ماں سے، اپنے باپ سے، اپنی بہن سے اور اپنے بھائی سے حسن سلوک کرو۔ اور ان کے علاوہ جو عزیز و اقارب ہیں ان سے حسن سلوک کرو۔ یہ حق واجب ہے اور رشتہ داری کو نبھانا اور صلہ رحمی کرنا لازم ہے۔''

فائدہ: ...... یہ روایت اس سیاق سے ضعیف ہے (دیکھیے، الارواء حدیث: ۸۳۷) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم میں مروی حدیث میں اس طرح ہے کہ آپ ﷺ سے جب پوچھا گیا کہ حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے تو آپ نے تین بار والدہ کا نام لیا اور آخری بار فرمایا: پھر تیرا باپ اور اس کے بعد جو جتنا قریبی ہے اس کے ساتھ اس لحاظ سے حسن سلوک کرو۔ (صحيح مسلم، البر والصلة والأدب، حديث: ٢٥٤٨)

48 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُوسَى ابْنِ طَلْحَةَ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ [الشعراء: 214] قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَى: ((يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي هَاشِمٍ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''اور آپ اپنے بہت قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں۔'' تو نبی ﷺ (نے قریش کو اکٹھا کیا اور) کھڑے ہوئے اور آواز دی: اے بنو کعب بن لؤی اپنے آپ کو آگ سے بچا لو، اے بنو عبد مناف! اپنے آپ کو آگ سے بچا لو، اے بنو ہاشم اپنے آپ کو آگ سے بچا لو، اے بنو عبد المطلب اپنے آپ کو آگ سے بچا لو، اے فاطمہ بنت محمد اپنی جان کو آگ سے بچا لو۔ میں

(٤٧) ضعيف: أخرجه ابو داؤد، الأدب، باب في بر الوالدين: ٥١٤٠۔ والطبراني في الكبير: ٢٢/ ٣١٠۔ والبخاري في التاريخ الكبير: ٧/ ٢٣٠۔ الارواء: ٨٣٧، ٢١٦٣.

(٤٨) صحيح: أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة الشعراء: ٣١٨٥۔ ومسلم: ٢٠٤۔ والنسائي: ٣٦٤٤۔ الصحيحة: ٣١٧٧.

أَنْـقِـذُوا أَنْـفُسَـكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُـحَمَّدٍ ، أَنْقِذِى نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ ، فَإِنِّي لَا أَمْـلِكُ لَكِ مِـنَ الـلّٰـهِ شَيْـئًا ، غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا)) .

اللہ کی طرف سے تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں سوائے اس کے کہ میرا تمہارے ساتھ رشتہ داری کا تعلق ہے میں اس رحم کو تر کرتا رہوں گا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) انسان کی دعوت وتبلیغ اور خیر خواہی کے سب سے زیادہ حقدار انسان کے عزیز و اقارب ہیں۔ سب سے پہلے انہیں ہی توحید کا درس دینا چاہیے۔ اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا آغاز اپنی ذات سے کیا جائے اور پھر اپنے عزیز و اقارب کی اصلاح کی جائے۔ یہ طریقۂ دعوت سب سے زیادہ مؤثر اور دیرپا ہے۔

(۲) برسر اقتدار طبقے کے عزیز و اقارب عموماً اپنے آپ کو قانون سے ماوراء خیال کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کو سب سے پہلے اس ذہنیت کی تردید کا حکم ہوا کہ دین اسلام میں محض رشتہ داری کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہاں! اگر کوئی شخص رسول اکرم ﷺ کی رشتہ داری کے ساتھ دین اسلام پر کاربند ہے تو اس کو بہر حال ایک درجہ عزت و مقام ضرور حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں رشتہ داریوں کی بجائے ایمان اور تقویٰ کو اہمیت حاصل ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

((إِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ))

''بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں تم سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم سے زیادہ متقی ہے۔''

ایک حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے اپنی رشتہ داری کی بنیاد تقویٰ قرار دیا ہے۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جب انہیں یمن بھیجا تو آپ الوداع کرنے کے لیے شہر سے باہر تشریف لائے اور وصیت فرمائی، پھر آپ متوجہ ہوئے اور فرمایا:

((إِنَّ أَهْـلَ بَيْتِـى هٰـؤُلَاءِ يَـرَوْنَ أَنَّهُـمْ أَوْلَـى الـنَّاسِ بِىْ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ اِنَّ أَوْلِيَائِي مِنْكُمْ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا حَيْثُ كَانُوْا......)) (مسند أحمد: ٢٣٥/٥ اسناده صحيح)

''میرے یہ اہل بیت سمجھتے ہیں کہ وہ میرے زیادہ قریبی اور تعلق دار ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے، میرے عزیز اور دوست تم میں سے متقی لوگ ہیں، وہ جو بھی ہوں اور جہاں ہوں......۔''

(۳) دعوت کے لیے موزوں اور دستور کے مطابق طریقہ اختیار کرنا چاہیے اور اس میں رواج شدہ غیر شرعی چیزوں کو ترک کر دینا چاہیے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے خاندان والوں کو جمع تو کیا جو دستور کے مطابق اپنی بات پہنچانے کا طریقہ تھا اور جاہلیت میں لوگوں کو جمع کرنے کے لیے بلند جگہ پر ننگے ہو کر صدا لگانے یا اونچی جگہ آگ جلانے کی جو غیر شرعی رسم تھی اس کو ترک کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم جائز حدود میں رہ کر دعوت دینے کے مکلّف ہیں۔ حرام کا ارتکاب کر کے ہمیں دعوت دین پھیلانے کا مکلّف نہیں ٹھہرایا گیا۔

(۴) تعارف اور پہچان کے لیے قبائل اور اپنے کسی بڑے بزرگ کی طرف نسبت جائز ہے اور یہ عصبیت کے دائرے میں نہیں آتا۔

(۵) انسان کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ وہ جہنم کی آگ سے بچ جائے اور اس کے لیے ایمان اور اعمال صالحہ کی ضرورت ہے۔ رشتہ داری کا اس مقصد کے حصول میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

(۶) جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ اور دیگر بزرگان دین جس کو چاہیں گے چھڑا لیں گے یہ حدیث ان کے باطل عقیدے کی تردید کرتی ہے۔ انبیاء و رسل اللہ کی اجازت کے بغیر سفارش بھی نہیں کر سکیں گے جیسا کہ آیت الکرسی میں اس کی صراحت ہے۔

جہاں تک آپ ﷺ کی رشتہ داری کا تعلق ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں اسے نبھاتا رہوں گا اور صلہ رحمی کرتا رہوں گا، البتہ آخرت میں رشتہ داری تبھی کام آئے گی جب ایمان ہوگا۔

(۷) باقی بیٹیوں کو چھوڑ کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر اس لیے کیا کہ وہ چھوٹی ہونے کی وجہ سے زیادہ عزیز اور لاڈلی تھیں۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ ﷺ کی صرف ایک ہی بیٹی تھی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ بھی آپ ﷺ کی تین بیٹیاں تھیں جن کے اسمائے گرامی سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن ہیں۔

اہل السنۃ کی کتب کے علاوہ شیعہ کی کتب میں بھی ان کا ذکر موجود ہے۔

26 ...... بَابُ صِلَةِ الرَّحِمِ　　صلہ رحمی کا بیان

49 - حَـدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ يَذْكُرُ............

عَـنْ أَبِـي أَيُّـوبَ الْأَنْـصَـارِيِّ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا عَـرَضَ عَـلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِـي مَسِيـرِهِ، فَقَالَ: أَخْبِرْنِي مَا يُقَرِّبُنِي مِنَ الْـجَـنَّةِ، وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: ((تَعْبُدُ الـلّٰـهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ))

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے ایک سفر میں ایک اعرابی (دیہاتی) سامنے آیا اور عرض کی: آپ مجھے ایسا عمل بتائیے جو جنت کے قریب کر دے اور جہنم سے دور کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکاۃ ادا کرو اور (رشتہ داروں کے ساتھ) صلہ رحمی کرو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) حضرت ابوایوب انصاری رسول اکرم ﷺ کے جلیل القدر بدری صحابی ہیں

(٤٩) صحيح: أخرجه البخاري، الزكاة، باب وجوب الزكاة: ١٣٩٦ـ ومسلم: ١٣ـ والنسائي: ٤٦٨ـ صحيح الترغيب والترهيب: ٧٤٧، ٢٥٢٣.

آپ کا نام خالد بن یزید ہے، تقریباً تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ رسول اکرم ﷺ ہجرت کے بعد اپنا گھر بنانے تک مدینہ طیبہ میں انہی کے ہاں مقیم رہے۔ غزوہ قسطنطنیہ میں ۵۵ ہجری کو فوت ہوئے اور دشمن کے قلعے کی دیوار کے ساتھ حسب وصیت دفن کیے گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

(۲) جنت میں داخلہ اور جہنم سے آزادی بہت بڑی بات ہے! لیکن اللہ تعالیٰ جس کے لیے آسان کر دے اسے راہ مستقیم پر لگا دیتا ہے، تاہم انسان کو ایسے امور کا علم ہونا چاہیے جو جنت کے حصول میں معاون اور جہنم سے بچنے کے لیے کارگر ثابت ہوں۔ کئی صحابۂ کرام نے اس طرح کے سوالات کیے اور رسول اکرم ﷺ نے سائل کے حالات و ظروف کے مطابق جواب دیا۔

(۳) دیہات کے رہنے والے کو اعرابی کہتے ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی خواہش ہوئی تھی کہ کوئی دیہاتی آئے اور نبی ﷺ سے سوال کرے تاکہ ہمیں بھی علم ہو سکے۔ یہ سادہ لوح لوگ تھے اور بعض اوقات اس طرح کے سوالات بھی کر لیتے تھے جو عام شہری صحابہ کرنے سے ڈرتے تھے کیونکہ وہ رسول اکرم ﷺ کی بہت زیادہ تکریم کرتے تھے۔ یہ دیہاتی صحابئ رسول چونکہ تفصیلی سوالات کرنے سے قاصر تھے اس لیے انہوں نے مجمل سوال کیا۔

(۴) أخبرني ما يُقربني سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ تھا کہ عمل صالح کے بغیر جنت میں داخل ہونا ناممکن ہے۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے بھی صحابی کے سوال پر انکار نہیں کیا بلکہ اسے ایسے اعمال کے متعلق خبر دی جو جنت کے قریب کر دیتے ہیں۔ اس لیے عمل کے بغیر جنت کا طلب گار ہونا اپنے آپ کو دھوکا دینا ہے۔ اللہ کی رحمت کے بغیر حصول جنت ممکن نہیں۔ جیسا کہ دوسری احادیث میں ہے لیکن آپ نے سائل کو یہ نہیں کہا کہ تم اللہ کی رحمت کے ساتھ جنت میں چلے جاؤ گے جس سے معلوم ہوا کہ ہم نیک اعمال کرنے کے پابند ہیں اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ ہی جنت میں جائیں گے۔ اعمال، اسباب ہیں جنہیں اختیار کرنے کا ہمیں حکم ہے۔

((إنه لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى))

''وہ ذات باری بہت زیادہ معاف کرنے والی ہے اس شخص کو جس نے (اللہ کی طرف) رجوع کیا اور ایمان لایا اور عمل صالح کیے اور پھر اس رستے پر گامزن رہا۔''

اس آیت سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ حصول رحمت باری تعالیٰ کے لیے نیک اعمال کرنے ضروری ہیں۔ اگر اعمال کی کوئی حیثیت نہ ہوتی تو پیغمبروں اور رسولوں کو کم از کم اس سے ضرور مستثنیٰ قرار دیا جاتا۔

(۵) ہر قول و فعل، اس کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے، جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اس کو بجا لانا عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پسند اور ناپسند کا دارومدار انسانی عقل نہیں بلکہ اس کا انحصار وحی الٰہی پر ہے۔ حصول جنت کی پہلی سیڑھی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ لیکن عبادت اس وقت قبول ہوتی ہے جب خالص اللہ کے لیے ہو اس میں شرک کا شائبہ نہ ہو۔ اس

لیے ساتھ ہی حکم دے دیا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا کیونکہ شرک سے ساری ریاضتیں برباد ہو جاتی ہیں۔ عبادت ظاہری کی عملی تصویر نماز ہے جس کے بغیر تصور ایمان بھی دھندلا جاتا ہے۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ اقامت صلاۃ کا حکم دیا ہے اور قرآن مجید یا احادیث میں اکثر مقامات پر نماز قائم کرنے ہی کا حکم ہے۔ ان الفاظ میں پڑھنے سے زیادہ مفہوم ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کسی خاص ہیئت کا نام ہے جس کے مطابق اسے ادا کرنا ضروری ہے۔ تعدیل ارکان اور اس کی محافظت اس کے مفہوم میں بنیادی طور پر شامل ہیں۔ نماز کو صحیح طریقے، جیسے رسول اکرم ﷺ نے بتایا ہے، کے مطابق نہ پڑھنا اسی طرح کبھی پڑھ لینا اور کبھی ترک کر دینا اقامت صلاۃ نہیں ہے۔

(٦) زکاۃ ادا کرنے سے جہاں اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے اور انسان جنت کا مستحق بن جاتا ہے وہاں مال کی بڑھوتری کے ساتھ ساتھ دنیا کی محبت بھی انسان کے دل میں گھر نہیں کرتی۔ نفس کی پاکیزگی کے لیے توحید اور نماز کا ذکر کیا اور مال ہی کے ساتھ انسان کا جسم بڑھتا ہے اس لیے مال کا پاک ہونا بھی ضروری ہے بصورت دیگر عبادات نہ صرف بے اثر ہو جاتی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ قبولیت بھی حاصل نہیں کر سکتیں۔ اس مال کی طہارت کے لیے زکاۃ کا ذکر کیا۔

(٧) زکاۃ کی ادائیگی کے بعد آپ نے اسے حکم دیا کہ صلہ رحمی کرو۔ الرحم، کا اطلاق نسبی رشتہ داروں پر ہوتا ہے اس میں وارث، غیر وارث اسی طرح محرم اور غیر محرم شامل ہیں۔

تعلق داری دو طرح کی ہے:

- دین کی بنیاد پر، اسے نبھانا، باہمی محبت، خیر خواہی، عدل وانصاف اور واجب اور غیر واجب حقوق ادا کرنا۔
- رشتہ داری کی بنیاد پر، اس میں مذکورہ بالا چیزوں کے ساتھ ساتھ قریبی عزیزوں پر خرچ کرنا، ان کی خبر گیری کرنا اور ان کی لغزشوں سے درگزر کرنا شامل ہے۔

دوسرے معنوں میں جس قدر ممکن ہو عزیز واقارب کا بھلا کرنا اور مصائب میں ان کے کام آنا صلہ رحمی ہے لیکن یہ بہت دل گردے کی بات ہے۔

صلہ رحمی کبھی مال سے ہوتی ہے، کبھی ملاقات سے، کبھی مدد ونصرت سے، کبھی دعا کے ذریعے سے اور خندہ پیشانی سے ملنا بھی صلہ رحمی ہوتی ہے۔

کافر اور فاسق رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی یہ ہے کہ انہیں ہر ممکن اسلام کی دعوت دی جائے اور اگر وہ انکار کریں تو ان سے دلی تعلق نہ رکھے۔ البتہ دین کی دعوت پیش کرنے کے لیے گاہے گاہے ملاقات کرنے میں کوئی حرج نہیں تاہم ان کی ہدایت کی دعا کرتا رہے۔ (صحیح الادب المفرد)

50 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي مُزَرِّدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْخَلْقَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ، فَقَالَ: مَهْ، قَالَتْ: هَذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ، قَالَ: أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلَى يَا رَبِّ، قَالَ: فَذَلِكِ لَكِ" ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾ [محمد: 22]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا: جب ان کی تخلیق ہو چکی تو رحم کھڑا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: یہ قطع رحمی سے تیری پناہ مانگنے کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ جو تجھے ملائے گا میں اسے ملاؤں اور جو تجھے کاٹے میں اسے کاٹ دوں؟ رحم نے کہا: اے رب تعالیٰ ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ بات تیرے لیے طے کر دی گئی۔'' پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم چاہو تو (بطور تصدیق) یہ آیت پڑھ لو: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾ ''پھر (اے منافقو!) تم سے یہی امید ہے کہ اگر تم حکمران بن جاؤ تو تم زمین میں فساد کرو اور اپنے رشتے ناطے توڑ ڈالو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور رحم بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔

(۲) اس سے رحم کا اللہ تعالیٰ سے کلام کرنا اور کھڑا ہونا ثابت ہوتا ہے اور اسے حقیقی معنی پر محمول کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے قوت گویائی دینے پر قادر ہے، نیز صلہ رحمی کی فضیلت بھی معلوم ہوئی۔

(۳) صلہ رحمی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ ملانے کا وعدہ فرمایا اور یہ بہت بڑا اعزاز ہے اور قطع رحمی کرنے والے کو اپنی ذات سے الگ کرنے کی وعید سنائی اور اس سے بڑی حرمان نصیبی اور کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے ساتھ ملانے کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ اسے اپنی حفاظت میں لے لے گا اور اسے رسوا نہیں کرے گا۔

(۴) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کی تائید مزید کے لیے آیت کریمہ کا حوالہ دیا جس میں صلہ رحمی کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ اس میں یہ صراحت ہے کہ قطع رحمی زمین میں فساد برپا کرنے کے مترادف ہے۔ نیز اس سے یہ معلوم ہوا کہ حدیث کی تائید میں آیت قرآنی پیش کی جا سکتی ہے۔

(٥٠) صحيح: أخرجه البخاري، التفسير، باب سورة محمد: ٤٨٣٠۔ ومسلم: ٢٥٥٤۔ الصحيحة: ٢٧٤١.

نیز اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ دینی مسئلہ معلوم کرنے کے لیے پہلے قرآن پھر حدیث دیکھنا ضروری نہیں۔ پہلے حدیث سے بھی مسئلہ تلاش کیا جا سکتا ہے کیونکہ قرآن وحدیث دونوں ہی شرعی حجت ہیں۔

51 - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي سَعْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي مُوسَى..........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ......﴾ [الإسراء: 26] ، قَالَ: بَدَأَ فَأَمَرَهُ بِأَوْجَبِ الْحُقُوقِ، وَدَلَّهُ عَلَى أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ إِذَا كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَقَالَ: ﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ﴾ [الإسراء: 26] ، وَعَلَّمَهُ إِذَا لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ شَيْءٌ كَيْفَ يَقُولُ، فَقَالَ: ﴿وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَيْسُورًا﴾ [الإسراء: 28] عِدَةً حَسَنَةً كَأَنَّهُ قَدْ كَانَ، وَلَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، ﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ﴾ [الإسراء: 29] لَا تُعْطِي شَيْئًا، ﴿وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ﴾ [الإسراء: 29] تُعْطِي مَا عِنْدَكَ، ﴿فَتَقْعُدَ مَلُومًا﴾ [الإسراء: 29] يَلُومُكَ مَنْ يَأْتِيكَ بَعْدُ، وَلَا يَجِدُ عِنْدَكَ شَيْئًا ﴿مَحْسُورًا﴾ [الإسراء: 29] ، قَالَ: قَدْ حَسَّرَكَ مَنْ قَدْ أَعْطَيْتَهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ...﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے پہلے جو سب سے زیادہ واجب حقوق ہیں ان کا حکم فرمایا: (یعنی اللہ کی توحید اور والدین سے حسن سلوک) اور مال ہونے کی صورت میں اعمال میں سے افضل عمل کی راہنمائی فرمائی کہ ''قریبی رشتہ دار کو اس کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو بھی'' اور مال نہ ہونے کی صورت میں یہ تعلیم دی کہ ''اگر تو اپنے رب کی رحمت (روزی) تلاش کرنے کی وجہ سے ان عزیز واقارب سے اعراض کرے تو ان سے نرم بات کہہ'' یعنی ان سے کہیے کہ ان شاء اللہ کوئی صورت نکل آئے گی تو پھر آپ سے تعاون کریں گے (کیونکہ) ارشاد باری تعالیٰ ﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ﴾ ''اور اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ کر نہ رکھ۔'' کا مطلب ہے کہ ایسا نہ ہو کہ آپ اسے بالکل کچھ نہ دیں اور جان چھڑا لیں۔ اور ﴿وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ﴾ ''اور اپنے ہاتھ کو بالکل ہی مت پھیلائیں'' کا مطلب ہے: ایسا نہ کرو کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ سارا ہی دے دو کہ ﴿فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا﴾ ''پھر ملامت زدہ اور تھکا ہارا ہو کر بیٹھ رہے۔'' یعنی بعد میں آنے والا آپ کے پاس کچھ نہ پا کر آپ کو ملامت کرے اور آپ اپنے دیے پر حسرت وافسوس کرتے رہیں۔''

(٥١) ضعيف: أخرجه البخاري، في التاريخ الكبير: ١/ ٢٣٦.

فائدہ: ...... یہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم آیات کا مفہوم یہی ہے کہ خرچ کرنے میں میانہ روی سے کام لینا چاہیے اور مال نہ ہونے کی صورت میں سائل سے احسن انداز میں معذرت کرنی چاہیے۔

27...... بَابُ فَضْلِ صِلَةِ الرَّحِمِ

صلہ رحمی کی فضیلت

52 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ لِي قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُونَ، وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيُسِيئُونَ إِلَيَّ، وَيَجْهَلُونَ عَلَيَّ وَأَحْلُمُ عَنْهُمْ، قَالَ: ((لَئِنْ كَانَ كَمَا تَقُولُ كَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ، وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلَى ذَلِكَ))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے کچھ عزیز ہیں، میں ان سے تعلق جوڑتا ہوں جبکہ وہ قطع تعلقی کرتے ہیں، میں ان سے حسن سلوک کرتا ہوں اور وہ مجھ سے بدسلوکی کرتے ہیں۔ وہ مجھ سے جاہلانہ طرز اختیار کرتے ہیں تو بھی میں تحمل اور بردباری سے کام لیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے (اس کی باتیں سن کر) فرمایا: ''اگر واقعی ایسے ہے جیسے تو کہہ رہا ہے تو تو ان کے منہ میں خاک ڈال رہا ہے، یعنی وہ خود ذلیل ہوں گے اور جب تک تو اپنی عادت پر قائم رہے گا اللہ کی مدد تیرے شامل حال رہے گی۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) صلہ رحمی حقیقت میں یہی ہے کہ قطع تعلقی کرنے والے رشتہ داروں کو قریب کیا جائے۔ صلہ رحمی کے بدلے میں صلہ رحمی عمل خیر تو ہے لیکن وہ صرف بدلہ ہے۔ برا سلوک کرنے والوں سے حسن سلوک کرنا دل گردے کی بات ہے اور بہت عظیم لوگ ہی ایسا کرتے ہیں۔

(۲) ''تو ان کے منہ میں خاک ڈال رہا ہے'' کا مطلب یہ ہے کہ تو ان کے ساتھ احسان کر کے انہیں اس بات پر مجبور کر رہا ہے کہ وہ اپنے رویے کا جائزہ لیں۔ اس طرح انہیں اپنے رویے اور تیرے حسن سلوک کا موازنہ کر کے خود ہی شرمندگی اور ذلت ہوگی۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے حصول کے لیے رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرنی چاہیے۔ اور ان کے جاہلانہ رویوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ان سے حسن سلوک کرتے رہنا چاہیے۔

---

(۵۲) صحیح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة، باب صلة الرحم و تحريم قطيعتها: ۲۵۵۸۔ ومسند أحمد: ۲/ ۳۰۰۔ الصحيحة: ۲۵۹۷.

53 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا الرَّدَّادِ اللَّيْثِيَّ أَخْبَرَهُ............ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: أَنَا الرَّحْمَنُ، وَأَنَا خَلَقْتُ الرَّحِمَ، وَاشْتَقَقْتُ لَهَا مِنَ اسْمِي، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهُ".

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ عزوجل کا فرمان ہے: میں رحمان ہوں اور میں ہی نے رحم کو پیدا کیا ہے اور میں نے اپنے نام (رحمٰن) کی نسبت سے اس کو رحم کا نام دیا ہے، لہٰذا جو اسے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا اور جو اس کو توڑے گا میں اس کو توڑوں گا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ حدیث قدسی ہے، حدیث کی صورت میں جو بات رسول اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ سے بیان کریں اسے حدیث قدسی کہتے ہیں۔ اس کے الفاظ بھی اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ دیگر احادیث کا مفہوم تو اللہ تعالیٰ کا القا کردہ ہوتا ہے لیکن الفاظ رسول اکرم ﷺ کے ہوتے ہیں۔ قرآن اور حدیث قدسی میں فرق یہ ہے کہ قرآن کے نزول کا ذریعہ وحی جلی ہے جبکہ حدیث قدسی میں ایسا نہیں ہے۔

(۲) اس سے صلہ رحمی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ جو شخص اس کے حقوق کا خیال رکھے گا اللہ تعالیٰ بھی اسے نوازے گا اور اسے پورا پورا ثواب دے گا، قطع رحمی کرنے والا شخص رحمت باری سے محروم ہو جائے گا۔

(۳) انسان کی فطرت ہے کہ وہ دوسروں سے فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن خود دوسروں کو فائدہ پہنچانے کا نہیں سوچتا۔ اسلام نے خود غرضی کی اس فکر کو ختم کیا ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ان دنیاوی مفادات سے بالاتر ہو کر سب سے بڑے اخروی فائدے کے لیے قربانی دیں۔ نظام دنیا تبھی درست چلے گا۔ کائنات کی بقا اسی میں ہے کہ ایک زیادتی کرے تو دوسرا برداشت اور صبر کا مظاہرہ کرے۔ ورنہ اگر ہر ایک اپنے حقوق کے نام پر کھینچا تانی کرے گا تو بہت جلد یہ نظام بگڑ جائے گا۔ عام لوگوں کی نسبت رشتہ داروں سے زیادہ واسطہ پڑتا ہے، اس لیے بگاڑ اور قطع تعلقی کے امکانات بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ شریعت نے انہی خطرات کے پیش نظر اس بارے میں زیادہ محتاط رہنے کا حکم دیا ہے۔ عظم الجزاء مع عظم البلاء (جتنی آزمائش زیادہ ہوگی اجر بھی اسی قدر زیادہ ہوگا) کے قاعدے کے مطابق اس کا اجر بھی بہت زیادہ رکھا ہے، اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم۔

54 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ............

---

(٥٣) صحيح: أخرجه أبو داؤد، الزكاة، باب في صلة الرحم: ١٦٩٤ـ والترمذي: ١٩٠٧ـ الصحيحة: ٥٢٠.

(٥٤) صحيح: أخرجه أبو داؤد الطيالسي: ٢٣٦٤ـ التعليق الرغيب: ٣/ ٢٢٦ـ غاية المرام: ٤٠٦.

عَـنْ أَبِـى الْـعَـنْبَسِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فِي الْوَهْطِ - يَعْنِي أَرْضًا لَهُ بِـالـطَّـائِفِ - فَقَالَ: عَطَفَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ إِصْبَعَهُ فَقَالَ: ((الرَّحِمُ شُـجْـنَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ، مَنْ يَصِلْهَا يَصِلْهُ، وَمَـنْ يَقْطَعْهَا يَقْطَعْهُ، لَهَا لِسَانٌ طَلْقٌ ذَلْقٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

ابوعنبس رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس طائف میں واقعہ ان کی زمین میں گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی کو دوہرا کر کے اس کے ذریعے اشارہ کر کے فرمایا: ”رحم رحمٰن سے مشتق ہے، جو اسے ملائے گا اللہ اسے (اپنے ساتھ) ملائے گا اور جو قطع رحمی کرے گا رحمٰن اسے اپنے سے کاٹ دے گا۔ روز قیامت اس کی فصیح و بلیغ زبان ہوگی (جس سے وہ اللہ کے حضور دعویٰ کرے گا)۔“

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محدثین احادیث رسول بیان کرنے میں کس درجہ محتاط تھے، ابوعنبس رحمہ اللہ نے جس جگہ، جس انداز سے حدیث سنی اسی طرح بیان کی۔

(۲) اس میں اساتذہ کے لیے راہنمائی ہے، انہیں چاہیے کہ زبان سے بیان کرنے کے علاوہ ہاتھوں کے اشارے بھی استعمال کریں، بالخصوص جب کوئی بات عملی تفہیم کی محتاج ہو۔

(۳) شجنۃ کا مطلب یہ ہے، کہ رحم اور رحمان کا باہمی تعلق ان شاخوں کی طرح ہے جو باہم ملی ہوتی ہیں، یعنی جس طرح شاخوں کا باہم تعلق ہے، رحم (رشتہ داری) اور رحمٰن کا تعلق بھی اسی طرح ہے۔ ظاہر ہے جو اللہ تعالیٰ کی اتنی تعلق والی چیز کا لحاظ نہیں رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے کیونکر اپنے ساتھ ملائے گا۔

(۴) زبان کو قوت گویائی عطا کرنے والی ذات باری تعالیٰ ہے۔ وہ جس کو چاہے قوت گویائی دے دے، رحم کو بھی اللہ تعالیٰ وجود عطا کرے گا اور بول کر اللہ تعالیٰ کے سامنے شکویٰ کرے گا۔ اس کی تاویل کی قطعاً ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ حقیقتاً ایسا کرنے پر قادر ہے۔

(۵) رحم رحمٰن سے مشتق ہے، اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اس میں رحمٰن کی رضا ہی مقصود ہونی چاہیے۔ صلہ رحمی کے گو دیگر مقاصد ہوتے ہیں لیکن اگر بنیاد ان پر استوار کی جائے تو تعلق پائیدار نہیں ہوتا۔ اگر مقصود اللہ تعالیٰ کی خوشنودی تو دیگر مقاصد از خود حاصل ہو جاتے ہیں۔

55 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي مُزَرِّدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ............

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: ((الرَّحِمُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(٥٥) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة، باب صلة الرحم، وتحريم قطيعتها: ٢٥٥٥- والبخاري: ٥٩٨٩- الصحيحة: ٩٢٥.

شُـجْنَةٌ مِنَ اللّٰهِ ، مَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللّٰهُ ، وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللّٰهُ))

''رحم اللہ سے لیا گیا ہے جو اس (رحم) کو ملائے گا، اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا اور جو اسے کاٹے گا اللہ اسے کاٹ دے گا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ حدیث بھی سابقہ احادیث کی طرح صلہ رحمی کی فضیلت پر مبنی ہے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ یہی بات رحم (رشتہ داری) نے عرش الٰہی سے چمٹ کر کہی تو اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمایا: ارشاد نبوی ہے:

((الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرشِ تَقُولُ: مَنْ وَصَلَنِي وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللّٰهُ))

(صحیح مسلم، البر والصلة، حدیث: ۲۵۵۵)

''رحم عرش الٰہی سے معلق یہ پکار رہا ہے: جو مجھے ملائے گا اللہ اسے ملائے گا اور جو مجھے توڑے گا اللہ تعالیٰ اسے توڑے گا۔''

(۲) دور حاضر میں مفاد پرستی وبا کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ ایسی صورت حال میں صلہ رحمی کرنا یقیناً بہت بڑے اجر کا باعث ہے۔ قطع رحمی کی وجوہات عموماً ایسی ہوتی ہیں کہ اگر انسان تھوڑا بہت غور فکر کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ ناراضگی کی کوئی معقول وجہ نہیں۔ عزیز و اقارب میں معمولی معمولی باتوں کو انا کا مسئلہ بنا لیا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ رشتہ داری دشمنی میں بدل جاتی ہے۔

(۳) قطع رحمی کی ایک وجہ اپنے دائرہ کار سے تجاوز ہے۔ اگر ہر رشتہ دار اپنے دائرہ کار تک محدود رہے اور کسی دوسرے کی ذاتی زندگی میں دخل اندازی نہ کرے، نیز دوسرے کی رائے اور جذبات کی قدر کرے تو بہت زیادہ معاملات درست ہو سکتے ہیں۔ ہر رشتہ دار دوسرے پر اپنا حق تو سمجھتا ہے لیکن رشتہ داری کے تقاضوں کو پورا کرنے کا کبھی نہیں سوچتا۔ نتیجہ اختلاف اور قطع رحمی کی صورت میں نکلتا ہے۔

28...... بَابُ صِلَةِ الرَّحِمِ تَزِيدُ فِي الْعُمْرِ

صلہ رحمی سے عمر بڑھنے کا بیان

56 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَقِيلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ............

أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ ، وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ))

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور عمر میں اضافہ ہو اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔''

(٥٦) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب، باب من بسط له في الرزق لصلة الرحم: ٥٩٨٦، ٢٠٦٧۔ ومسلم: ٢٥٥٧۔ وأبو داؤد: ١٦٩٣.

فوائد و مسائل: ......(۱) رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں انسانیت کی بقا کا نسخہ تجویز فرمایا ہے، اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ اس کا ذکر جمیل دیر تک رہے اور دنیا کی زندگی بھی آسائش سے گزرے تو اسے صلہ رحمی ضرور کرنی چاہیے۔

(۲) عزیز واقارب کے باہمی تعلقات کی خرابی کی عموماً دو وجوہات ہوتی ہیں: مال و دولت، اولاد، لوگ مال و دولت کی خاطر عموماً رشتہ داروں سے بگڑ جاتے ہیں بلکہ نوبت قتل و غارت تک پہنچ جاتی ہے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کے پاس دولت زیادہ ہو اور وہ پر آسائش زندگی بسر کرے۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک تو یہ بتایا کہ کثرت سے آسائش نہیں آتی جب تک اس میں برکت نہ ہو اور دوسرا یہ کہ اگر تم چاہتے ہو کہ آسائش میں رہو تو اس کا حل یہ ہے کہ صلہ رحمی کرو۔ مسلمان کو چاہیے کہ اپنے جذبات کی قربانی دے کر رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

(۳) اس حدیث میں اسباب رزق تلاش کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

(۴) اس حدیث پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ عمر تو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرر ہے اور انسان کا رزق بھی لکھ دیا گیا ہے تو پھر اس حدیث میں عمر بڑھنے اور کم ہونے کا کیا مطلب ہے؟ اس میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ انسان کی عمر کو اسباب سے معلق کر دیا گیا ہے کہ اگر یہ صلہ رحمی کرے گا تو اسے اتنی عمر ملے گی اور اگر قطع رحمی کرے گا تو اتنی۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنے ازلی علم کی بنا پر لکھ دیا ہے کہ یہ صلہ رحمی کرے گا یا نہیں۔ اب انسان کو چاہیے کہ ان اسباب کو بروئے کار لائے، تقدیر کا سہارا لے کر اسباب سے روگردانی نہ کرے، مثلاً کوئی شخص بیمار ہوتا ہے تو بیماری کو دور کرنے کے اسباب تلاش کرتے ہوئے ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے۔ اب اگر وہ یہ کہے کہ جتنی عمر مقدر میں ہے مل جائے گی دوائی لے کر کیا کرنا ہے تو یہ تعلیمات شریعت کی مخالفت ہے۔ ایک روز تقدیر کا مسئلہ چلا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم سعادت مند ہیں یا بدبخت، یہ تو پہلے لکھا جا چکا ہے پھر ہمیں عمل کی کیا ضرورت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ فَمَنْ كَانَ من أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ)) (صحيح مسلم، القدر، حديث: ٢٦٤٧)

''تم عمل کرتے رہو، ہر ایک کو اس کی قسمت کے مطابق عمل کی توفیق ہوگی۔ جو سعادت مند ہے، اسے سعادت مندی کے امور میں آسانی ہوگی اور جو بدبخت ہے، اسے بدبختی کے کاموں میں آسانی ہوگی۔''

جن احادیث میں لمبی عمر کی دعا کرنے کا ذکر ہے، ان سے بھی اس حدیث کی تائید ہوتی ہے۔

(۵) رزق اور عمر کا حقیقی طور پر بڑھنا ممکن ہے اس لیے خیر و برکت کے ساتھ اس کی تاویل کرنے کی ضرورت نہیں، تاہم حقیقی معنی کے ساتھ ساتھ خیر و برکت کا مفہوم بھی لیا جا سکتا ہے۔

57 - حَـدَّثَـنَـا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ............

عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جسے یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں فراوانی کی جائے اور اس آثارِ قدم میں تاخیر ہو، یعنی عمر دراز ہو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ہر شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں فراوانی ہو، اسی طرح ہر شخص لمبی عمر کا خواہش مند ہے بلکہ موت کے تذکرے سے گھبراتا ہے لیکن رزق کی وسعت اور درازئ عمر کے حقیقی اسباب کی طرف توجہ دینے کے لیے کوئی شخص تیار نہیں۔ اس حدیث میں اس حقیقی سبب صلہ رحمی کو اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

(۲) مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی زندگی کارآمد بنائے، اس کا ایک طریقہ مخلوق باری تعالیٰ کے ساتھ حسن سلوک ہے، پھر مخلوقات میں سے انسان اپنے عزت و شرف کی بنا پر اس کا زیادہ مستحق ہے اور عام لوگوں میں سے عزیز و اقارب کے ساتھ احسان مندی کا رویہ اختیار کرنا زیادہ باعث اجر ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عام آدمی کے ساتھ کی گئی نیکی اور بھلائی کو، جس سے وہ خوش ہو جائے، افضل عمل قرار دیا ہے تو عزیز و رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا ثواب کس قدر زیادہ ہوگا۔

(۳) نسب کے علم کو شریعت میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اس کا مقصد یہی ہے کہ رشتہ داریوں کو ملایا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((تَعَلَّمُوْا مِنْ أَنْسَابِكُمْ ما تَصِلُوْنَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ، فَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْأَهْلِ مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ مَنْسَأَةٌ فِي الْأَثَرِ)) (جامع الترمذي، البر والصلة، حديث: ۱۹۷۹)

''اپنے انساب کے متعلق سیکھو جس کے ساتھ تم اپنی رشتہ داریوں کو ملاؤ، بلاشبہ صلہ رحمی سے خاندان میں محبت پیدا ہوتی ہے مال بڑھتا ہے اور عمر دراز ہوتی ہے۔''

29...... بَابُ مَنْ وَصَلَ رَحِمَهُ أَحَبَّهُ اللّٰه

صلہ رحمی کرنے والے سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے

58 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مَغْرَاءَ............

---

(۵۷) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب، باب من بسط له في الرزق لصلة الرحم: ۵۹۸۵۔ صحيح أبي داؤد: ۱۴۸۶.

(۵۸) حسن: أخرجه ابن أبي شيبة: ۲۵۳۹۱۔ والمروزي في البر والصلة: ۱۹۸۔ والبيهقي في الشعب الايمان: ۷۶۰۰۔ الصحيحة: ۲۷۶.

عَـنِ ابْـنِ عُمَرَ قَالَ: مَنِ اتَّقَى رَبَّهُ، وَوَصَلَ رَحِـمَـهُ، نُسِّـئَ فِـي أَجَـلِهِ، وَثَرَى مَالُهُ، وَأَحَبَّهُ أَهْلُهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے رب سے ڈرا اور صلہ رحمی کی اس کی موت میں تاخیر کر دی جائے گی، اس کا مال بڑھا دیا جائے گا اور اس کے گھر والے اس سے محبت کریں گے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) امام بخاری رحمہ اللہ نے باب یہ باندھا ہے کہ صلہ رحمی کرنے والے سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے جبکہ پیش کردہ روایت میں اہل کی محبت کا ذکر ہے۔ باب سے اس کی مطابقت یہ ہے یہ کام کرنے والا یقیناً اللہ کا محبوب ہوتا ہے بشرطیکہ صفت ایمان سے متصف ہو۔ اگر کوئی بدکردار شخص بھی صلہ رحمی کرے تو اسے بھی یہ بدلہ ملتا ہے لیکن اس کو اس کی نیکی کا بدلہ جلد دنیا میں مل جاتا ہے، اللہ کی محبت کی وجہ سے نہیں ہوتا۔

(۲) سابق الذکر احادیث میں صلہ رحمی کا یہ بدلہ بتایا گیا ہے جبکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر میں اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کا بھی ذکر ہے۔ صلہ رحمی اللہ تعالیٰ کے تقویٰ ہی علامت ہے کیونکہ صلہ رحمی اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کے بغیر ناممکن ہے۔ یقیناً متقی آدمی ہی اخلاص کے ساتھ صلہ رحمی کرے گا اور اپنے کیے گئے احسانات بھی نہیں گنوائے گا۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا تقویٰ انسان کو ہر دلعزیز بنا دیتا ہے کیونکہ انسان جب اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو وہ تمام عزیز واقارب کے حقوق ادا کرتا ہے۔ خاندان والے اگر اس کے حقوق ادا نہ بھی کریں تو تقویٰ اور پرہیزگاری اسے مقابلہ بازی سے روک کر حسن سلوک پر مجبور کرتی ہے اور وہ حقیقی معنوں میں صلہ رحمی کرنے والا ہوتا ہے۔ انسان جب دوسروں کے حقوق ادا کرے اور اپنے حقوق کا مطالبہ نہ کرے تو خاندان والے ضرور بہ ضرور اس سے محبت کرتے ہیں۔

(۴) تقویٰ، وقایۃ سے ماخوذ ہے، جس میں حفاظت اور بچنے کے معنی پائے جاتے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں اپنے آپ کو ایسے امور سے بچانا جو آخرت میں نقصان دہ ہیں تقویٰ کہلاتا ہے، نیز جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے انہیں بجا لانا بھی تقوے کے مفہوم میں داخل۔ اردو میں اس کے لیے عموماً پرہیزگاری کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تقوے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہو، تاہم اس خوف کے ساتھ تعظیم بھی ہو۔ دنیا میں انسان جس چیز سے ڈرتا ہے اس سے دور بھاگتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے انسان جتنا زیادہ ڈرتا ہے اتنا ہی اللہ کے قریب ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جابجا مومنوں کو تقوے کی تلقین فرمائی ہے۔ تقوے کے تین درجات ہیں:

- دائمی عذاب سے بچنے کے لیے شرک سے براءت
- ہر وہ کام جس کے کرنے سے انسان گناہگار ہو اسے چھوڑنا اور جس کے نہ کرنے سے گناہگار ہو اسے کرنا۔
- ان چیزوں کو ترک کر دینا جو انسان کو اللہ سے غافل کریں۔ اس میں بسا اوقات مباحات کو ترک کرنا بھی آتا ہے۔

(البیضاوی)

59 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَغْرَاءُ أَبُو مُخَارِقٍ هُوَ الْعَبْدِيُّ............

قَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنِ اتَّقَى رَبَّهُ، وَوَصَلَ رَحِمَهُ، أُنْسِئَ لَهُ فِي عُمْرِهِ، وَثَرَى مَالُهُ، وَأَحَبَّهُ أَهْلُهُ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: جو اپنے رب سے ڈر گیا اس کی عمر میں تاخیر کر دی جائے گی، اس کا مال بڑھ جائے گا اور اس کے خاندان والے اس سے محبت کریں گے۔

فائدہ: ......شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس اثر کو یونس بن ابو اسحاق کی وجہ سے صحیح الادب المفرد میں ذکر نہیں کیا، تاہم اس کا مفہوم وہی ہے جو سابق الذکر اثر کا ہے۔

30...... بَابُ بِرِّ الْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ

حسب مراتب قرابت داروں سے حسن سلوک کرنا

60 - حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ............

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُوصِيكُمْ بِأُمَّهَاتِكُمْ، ثُمَّ يُوصِيكُمْ بِأُمَّهَاتِكُمْ، ثُمَّ يُوصِيكُمْ بِآبَائِكُمْ، ثُمَّ يُوصِيكُمْ بِالْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ))

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ماؤں کے بارے میں تاکیدی حکم فرماتا ہے، پھر تمہیں تمہاری ماؤں سے حسن سلوک کا تاکیدی حکم فرماتا ہے، پھر تمہیں تمہارے باپوں کے ساتھ حسن سلوک کا تاکیدی حکم فرماتا ہے، پھر تمہیں تاکیدی حکم فرماتا ہے کہ رشتہ داروں کے حسب مراتب ان سے حسن سلوک کرو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ماؤں کا ذکر تاکید کے لیے دوبارہ کیا کیونکہ ماں طبعاً نرم طبیعت کی مالک ہوتی ہے اس لیے تنبیہ کر دی کہ اس کی نرمی کا یہ مطلب نہیں کہ تم اس کے ساتھ حسن سلوک نہ کرو بلکہ وہ سب سے زیادہ حسن سلوک کی مستحق ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ ماں کے بارے میں تاکید مزید اس لیے ہے کہ ماں کسی شراکت کے بغیر حمل اور دودھ پلانے کی مشقت برداشت کرتی ہے۔ اور تربیت کرنے میں باپ بھی شریک ہوتا ہے۔

(۲) آباء میں انسان کے باپ دادا اوپر تک سب آجاتے ہیں۔ اس لیے سب مراد ہیں صرف والد نہیں۔ اس لیے دادا کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنا چاہیے۔

(٥٩) حسن: انظر ما قبله.

(٦٠) صحيح: أخرجه ابن ماجه، كتاب الادب، باب بر الوالدين: ٣٦٦١ـ وأحمد: ٤/ ١٣٢ـ الصحيحة: ١٦٦٦.

(۳) رشتہ داروں کے مختلف درجات ہوتے ہیں، کوئی قریبی ہوتا ہے اور کوئی دور کا، جو جتنا زیادہ قریبی ہو اس کے ساتھ اتنا ہی زیادہ حسن سلوک کرنا چاہیے۔ لیکن افسوس کہ آج جو جتنا زیادہ قریبی ہوتا ہے لوگ اسی سے دور ہوتے ہیں۔ اپنے ہی قریبی اگر خوشحال ہوں تو لوگ حسد کرتے ہیں اور تنگ دست ہوں تو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

(۴) اس حدیث کی مزید تشریح کے لیے حدیث نمبر۳ ملاحظہ فرمائیے۔

(۵) مراتب کا تعین کیسے ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت نے وراثت میں جو حصے دیے ہیں وہ رشتہ داریوں کے مراتب کا لحاظ رکھ کر دیے ہیں اس لیے اسے بنیاد بنایا جا سکتا ہے، تاہم ماں کے بعد خالہ کا درجہ ہے اگرچہ وہ وارث نہیں ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ((الخالة بمنزلة الأم)) ''خالہ ماں کے قائم مقام ہے۔'' (چچا اور تایا) بھی حسن سلوک اور صلہ رحمی میں باپ کی طرح ہے اگرچہ وارث بننے میں اس کا نمبر اولاد اور بھائیوں کے بعد آتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((ان عمر الرجل صنو ابيه)) (مسلم: ۲۲۷۷) ''بے شک آدمی کا چچا اس کے باپ کی طرح ہے۔''

61 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْخَزْرَجُ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو الْخَطَّابِ السَّعْدِيُّ قَالَ............

أَخْبَرَنَا أَبُو أَيُّوبَ سُلَيْمَانُ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: جَاءَ نَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَشِيَّةَ الْخَمِيسِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: أُحَرِّجُ عَلَى كُلِّ قَاطِعِ رَحِمٍ لَمَا قَامَ مِنْ عِنْدِنَا، فَلَمْ يَقُمْ أَحَدٌ حَتَّى قَالَ ثَلَاثًا، فَأَتَى فَتًى عَمَّةً لَهُ قَدْ صَرَمَهَا مُنْذُ سَنَتَيْنِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ لَهُ: يَا ابْنَ أَخِي، مَا جَاءَ بِكَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا، قَالَتْ: ارْجِعْ إِلَيْهِ فَسَلْهُ: لِمَ قَالَ ذَاكَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ تُعْرَضُ عَلَى

ابو ایوب، جن کا نام سلیمان ہے، سے روایت ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جمعرات کی شام ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا: میں سختی سے کہتا ہوں کہ جو قطع رحمی کرنے والا ہے وہ یہاں سے اٹھ کر چلا جائے تو کوئی بھی نہ اٹھا حتی کہ انہوں نے تین بار یہ بات دہرائی، پھر ایک نوجوان (اٹھا) اور اپنی ایک پھوپھی کے پاس آیا جس سے اس نے دو سال سے قطع تعلقی کر رکھی تھی۔ وہ اس کے پاس آیا تو اس نے کہا: میرے بھتیجے! آپ کے آنے کا کیا سبب ہوا؟ اس نوجوان نے کہا: میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ایسے ایسے کہتے ہوئے سنا ہے۔ اس (پھوپھی) نے کہا: جاؤ اور ان سے پوچھو کہ انہوں نے ایسے کیوں کہا ہے؟ (اس کے پوچھنے پر) انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ

(٦١) ضعيف: ارواء الغليل: ٩٤٩۔ أخرجه أحمد: ١٠٢٧٢۔ وحسنه سيخنا فى آخر قوليه، انظر، صحيح الترغيب: ٢٥٣٨.

اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَشِيَّةَ كُلِّ خَمِيسٍ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، فَلَا يَقْبَلُ عَمَلَ قَاطِعِ رَحِمٍ))

کو فرماتے ہوئے سنا: ''بنوآدم کے اعمال ہر شب جمعہ کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں اور قطع رحمی کرنے والے کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سیاق سے پوری مفصل روایت کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف الادب المفرد میں ذکر کیا ہے کیونکہ اس کی سند ضعیف ہے، تاہم اس کا مرفوع حصہ ''بنوآدم کے اعمال...... صحیح ہے۔ مسند احمد میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حسن سند کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنوآدم کے اعمال ہر شب جمعہ کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں اور قطع رحمی کرنے والے کے اعمال قبول نہیں ہوتے۔ (مسند احمد: ۲/۴۸۴)

(۲) بعض روایات میں ہے کہ صبح و شام فرشتوں کی ڈیوٹیاں بدلتی ہیں اور وہ انسان کے اعمال لے کر جاتے ہیں جبکہ اس روایت میں ہے کہ ہر جمعہ کی شب اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ ان روایات میں بظاہر تضاد ہے۔ اس کی تطبیق یوں ہے کہ اعمال اٹھائے تو ہر روز جاتے ہیں تاہم ہر جمعہ کی شب اللہ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں پیر کے روز کا اضافہ ہے (سنن ابی داود، الصوم، حدیث: ۲۴۳۶) جس کا مطلب یہ ہے کہ جمعرات کے ساتھ ساتھ پیر کے روز بھی اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔

(۳) اس سے قطع رحمی کی سنگینی کا اندازہ بھی بآسانی کیا جاسکتا ہے کہ اس کا اثر انسان کی تمام نیکیوں پر ہوتا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے دوسرے اعمال کی قبولیت بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

(۴) ایسے دوست بنانے چاہئیں اور ایسے لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہونا چاہیے جو صلہ رحمی کرنے والے ہوں۔ ایسے لوگوں سے دوستی نہ رکھی جائے جو قطع رحمی کرنے والے ہوں کیونکہ ان کی عادات اثر انداز ہوسکتی ہیں۔

62 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ جَابِرٍ الْحَنَفِيُّ، عَنْ آدَمَ بْنِ عَلِيٍّ............

عَنِ ابْنِ عُمَرَ: مَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى نَفْسِهِ وَأَهْلِهِ يَحْتَسِبُهَا إِلَّا آجَرَهُ اللّٰهُ تَعَالَى فِيهَا، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ، فَإِنْ كَانَ فَضْلًا فَالْأَقْرَبَ الْأَقْرَبَ، وَإِنْ كَانَ فَضْلًا فَنَاوِلْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آدمی اپنی ذات پر اور اپنے اہل وعیال پر جو بھی خرچ کرے اور ثواب کی امید رکھتا ہو اللہ تعالیٰ اس کو اس میں ثواب عطا فرماتا ہے اور خرچ کی ابتداء ان سے کر جن کی کفالت تیرے ذمے ہے، پھر اگر اس سے بچ رہے تو عزیز و اقارب پر ان سے رشتوں کے مراتب کے اعتبار سے خرچ کرو اور اگر اس سے بھی زائد ہو تو دوسروں کو دے دو۔

---

(٦٢) ضعيف: الإرواء: ٨٣٣.

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم اس میں وارد مفہوم کی تائید صحیح حدیث سے ہوتی ہے۔ (الارواء حدیث: ۸۳۳)

(۲) اپنی ذات پر انسان اگر اس نیت سے خرچ کرے کہ زندہ رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں گا تو بھی انسان کی نیکی شمار ہوگی، اسی طرح اپنے اہل وعیال پر اگر اس نیت سے خرچ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ان کا کفیل بنایا ہے تو یہ بھی صدقے کے قائم مقام ہے۔ اس کے برعکس اگر انسان اپنے زیر کفالت کا خیال نہ رکھے اور وہ دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھریں تو اس کو گناہ قرار دیا گیا ہے بلکہ آپ ﷺ نے یہاں تک فرمایا: ''کسی شخص کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے زیر کفالت کو ضائع کر دے۔'' (سنن أبي داود، حدیث: ۱۶۹۲)

(۳) زیر کفالت اور عزیز و اقارب پر خرچ کرنا بلاشبہ دوہرے اجر کا باعث ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان صرف گھر والوں کے تعیّشات کا بندوبست کرتا رہے اور دوسرے مستحقین کو بالکل نظر انداز کر دے۔ اپنے عزیز و اقارب پر خرچ کرنے کے علاوہ دیگر مستحقین کا بھی ضرور خیال کرنا چاہیے۔

(۴) بعض لوگ دوست و احباب کو دیتے ہیں اور اپنے بیوی بچوں کے ساتھ بخل والا معاملہ کرتے ہیں اور ان کی جائز ضروریات بھی پوری نہیں کرتے۔ ایسا کرنا بھی ناجائز ہے۔

31...... بَابُ لَا تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ

ایسی قوم پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں قطع رحمی کرنے والا ہو

63 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ أَبُو إِدَامٍ قَالَ............

سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الرَّحْمَةَ لَا تَنْزِلُ عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ))

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ کے حوالے سے بیان کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت اس قوم پر نازل نہیں ہوتی جس میں قطع رحمی کرنے والا ہو۔''

فائدہ: ...... یہ روایت ضعیف ہے اس کی سند میں ابوادام کذاب اور متروک الحدیث ہے، تاہم اللہ کے نافرمانوں کے ساتھ نہیں بیٹھنا چاہیے اور نہ ہی انہیں اپنی مجالس میں بٹھانا چاہیے کیونکہ بری صحبت کے اثرات بہرصورت ضرور ہوتے ہیں۔

---

(٦٣) ضعيف: أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٤/ ١٤ـ المروزي في البر والصلة: ١٣٦ـ والطبراني في الكبير كما في جامع المسانيد: ٦٠١٨ـ والبيهقي في الشعب: ٧٥٩٠ـ الضعيفة: ١٤٥٦.

32...... بَابُ إِثْمِ قَاطِعِ الرَّحِمِ
قطع رحمی کرنے والے کا گناہ

64 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَقِيلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ............

أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ))

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا شمار قریش کے سرداروں میں ہوتا تھا اور لوگ ان سے اپنے جھگڑوں کے فیصلے کرواتے تھے، غزوہ بدر کے قیدیوں کے سلسلے میں مدینہ طیبہ آئے اور سورۂ طور کی تلاوت سنی تو دل میں ایمان کا شوق پیدا ہوا، پھر خیبر کے بعد مسلمان ہوئے۔ ان کے باپ مطعم بن عدی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا: ''آج اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھ سے ان بدبودار قیدیوں کے بارے میں سفارش کرتا تو میں اس کی خاطر انہیں چھوڑ دیتا۔'' (صحیح البخاری، حدیث: ۴۰۲۴)

(۲) قطع رحمی کرنے والا اگر قطع رحمی کی حالت میں مر جائے تو جنت میں نہیں جائے گا، البتہ اگر اس گناہ سے توبہ کر لیتا ہے تو پھر اللہ معاف کرنے پر قادر ہے۔ اس سے قطع رحمی کے سنگین جرم ہونے کا علم بھی ہوتا ہے۔ سلف صالحین اور محدثین کا نظریہ یہ ہے کہ شرک و کفر کے علاوہ کوئی بھی گناہ ہو، وہ توبہ سے معاف ہو جائے گا۔ بشرطیکہ توبہ کی شروط پوری ہوں ورنہ اللہ چاہے گا تو سزا دے گا اور اگر چاہے گا تو اپنے فضل سے معاف کر دے گا لیکن آخر کار وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (النسآء: ١١٦)

''اللہ تعالیٰ یہ معاف نہ کرے گا کہ اس کے ساتھ شریک کیا جائے اور اس کے علاوہ جس کو چاہے گا معاف کر دے گا۔''

حدیث شفاعۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ ذرہ برابر ایمان والا آدمی بھی آخر کار جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ اس لیے زیر مطالعہ حدیث کے حوالہ سے یہ کہنا چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے معاف نہ کیا تو وہ اوّل مرحلہ میں جنت میں نہیں جائے گا۔ لیکن ایمان کی وجہ سے وہاں سے نکال لیا جائے گا۔

---

(٦٤) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب، باب أثم القاطع: ٥٩٨٤ـ ومسلم: ٢٥٥٦ـ وأبو داؤد: ١٦٩٦ـ والترمذي: ١٩٠٩.

65 - حَـدَّثَـنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ..........

أَنَّـهُ سَـمِـعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰـهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ الـرَّحِـمَ شُـجْـنَةٌ مِـنَ الـرَّحْمَنِ، تَقُولُ: يَا رَبِّ، إِنِّي ظُلِمْتُ، يَا رَبِّ، إِنِّي قُطِعْتُ، يَـا رَبِّ، إِنِّـي إِنِّـي، يَـا رَبِّ، يَـا رَبِّ فَيُجِيبُهَا: أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ، وَأَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ؟"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ رحم (لفظ) رحمان سے لیا گیا ہے۔ وہ (قیامت کے روز) عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھ پر ظلم کیا گیا، اے میرے رب! مجھے توڑا گیا، اے میرے رب! میں، میں، یعنی مجھ پر فلاں فلاں ظلم ہوئے تو اللہ تعالیٰ اسے جواب دے گا: کیا تو اس سے راضی نہیں کہ میں اسے کاٹ دوں جس نے تجھے توڑا اور اسے (اپنے ساتھ) ملاؤں جس نے تجھے جوڑا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) رحم، اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور لفظ رحم کا اشتقاق لفظ رحمٰن ہے، یعنی اسے اللہ تعالیٰ سے خصوصی نسبت ہے۔ رحم کو جب اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا تو اس وقت بھی اس نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی اور روز قیامت بھی اللہ کی عدالت میں اپنے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا تذکرہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں تیرے ساتھ کیے وعدے کو پورا کروں گا کہ جس نے تجھے توڑا میں اسے اپنے سے توڑ دوں گا۔

(۲) رحم کا یہ کہنا: ''اے میرے رب مجھ پر ظلم ہوا'' سے معلوم ہوتا ہے کہ حسی ظلم کے علاوہ معنوی ظلم بھی ہوتا ہے۔ اگرچہ ہمیں رحم کا وجود نظر نہیں آتا لیکن ہم اس کو اس کا مقام نہ دے کر اس کا حق غصب کر رہے ہیں اور یہی ظلم ہے۔

(۳) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں احساس و ادراک موجود ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی کوئی مخلوق اس کے حکم سے سرتابی نہیں کرتی سوائے انسانوں اور جنوں کے۔ انہی سے باز پرس ہوگی، تاہم دیگر مخلوقات پر ہونے والے ظلم کا مداوا کر کے انہیں ختم کر دیا جائے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الظلم: ۶۵۸۰) یہ اللہ تعالیٰ کے انصاف کی اعلیٰ مثال ہے۔

(۵) انسان کو اللہ تعالیٰ سے جڑنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ اس کے ساتھ تعلق ہو تو کوئی دوسرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور اگر وہ ناراض ہو تو کوئی دوسرا کچھ نہیں سنوار سکتا۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ سے جڑنے کا ذریعہ صلہ رحمی بتائی گئی ہے اس کو ضرور اختیار کرنا چاہیے۔

---

(٦٥) حسن: التعليق الرغيب: ٣/ ٢٢٦ـ وأخرجه احمد فى المسند: ٢/ ٤٠٦، ٤٥٥ـ صحيح موارد الظمان: ١٧٠٨.

66 - حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ..........

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَمْعَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَعَوَّذُ مِنْ إِمَارَةِ الصِّبْيَانِ وَالسُّفَهَاءِ فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ سَمْعَانَ: فَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَسَنَةَ الْجُهَنِيُّ أَنَّهُ قَالَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: مَا آيَةُ ذَلِكَ؟ قَالَ: أَنْ تُقْطَعَ الْأَرْحَامُ، وَيُطَاعَ الْمُغْوِي، وَيُعْصَى الْمُرْشِدُ

حضرت سعید بن سمعان سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ لڑکوں اور بیوقوفوں کے امیر بننے سے پناہ مانگتے تھے۔ اس کے بعد سعید بن سمعان نے کہا کہ ابن حسنہ جہنی نے بتایا کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اس کی نشانی کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اس کی نشانی یہ ہے کہ قطع رحمی، ہوگی گمراہ کرنے والے کی پیروی ہوگی اور راست بازی کی طرف بلانے والے کی نافرمانی ہوگی۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ابن حسنہ والے اضافے کے علاوہ روایت کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

(الصحیحه للالباني، حدیث: ۳۱۹۱)

(۲) لڑکپن کے فیصلے اکثر و بیشتر جذبات پر مبنی ہوتے ہیں اور جب معاملہ ان کے ہاتھوں میں ہوگا تو یقیناً فساد اور خرابی پیدا ہوگی۔ جب معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوگا تو لامحالہ بدامنی پیدا ہو جائے گی اور اس صورت میں دین پر کار بند رہنا بھی مشکل ہوگا۔

(۳) بیوقوف سردار اور حکمران ہوں تو عوام کے لیے مشکلات پیدا ہوتی ہیں اور نئے نئے فتنے سر اٹھاتے ہیں، قوم بھی حکمرانوں کی طرح احمق ہو جاتی ہے اور تعمیر و ترقی رک جاتی ہے۔

33...... بَابُ عُقُوبَةِ قَاطِعِ الرَّحِمِ فِي الدُّنْيَا

قطع رحمی کرنے والے کی دنیا میں سزا

67 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ..........

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ ذَنْبٍ أَحْرَى أَنْ يُعَجِّلَ اللَّهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ، مِنْ قَطِيعَةِ الرَّحِمِ وَالْبَغْيِ))

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قطع رحمی اور سرکشی سے بڑھ کر کوئی گناہ ایسا نہیں کہ اللہ اس کے مرتکب کو دنیا میں بھی جلدی سزا دے اور اس کے ساتھ آخرت میں بھی اس کی سزا برقرار رکھے۔''

---

(٦٦) صحيح: الصحيحة: ٣١٩١.

(٦٧) صحيح: أخرجه أبو داؤد، الأدب، باب في النهي عن البغي: ٤٩٠٢ـ والترمذي: ٢٥١١ـ وابن ماجه: ٤٢١١ـ الصحيحة: ٩١٨، ٩٧٨.

فوائد و مسائل: ......(۱) بعض گناہ اس قدر سنگین ہوتے ہیں کہ ان کی سزا دنیا میں بھی ملتی ہے اور آخرت میں بھی ان پر گرفت ہوگی، قطع رحمی انہی گناہوں میں سے ایک ہے۔ یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کے اثرات بہت جلد ظاہر ہو جاتے ہیں اور اس کا سب سے بڑا نقصان، جس سے انسان قطع رحمی کے چوتھے روز ہی دو چار ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے بندے کا تعلق ٹوٹنا اور اس کی رحمت سے دور ہونا ہے۔ أعاذنا اللہ منہ

(۲) اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہر گناہ کی سزا فوراً نہیں دیتا کہ شاید میرا بندہ توبہ کرلے۔ اس لیے گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ انسان گناہوں کی سزا دنیا میں برداشت کرسکتا ہے نہ آخرت میں اس کے اندر ہمت ہوگی اس لیے اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر کا سوال کرتے ہوئے عملی طور پر گناہوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(۳) ایسے اسباب جو قطع رحمی کا سبب بنتے ہیں ان کو جاننا چاہیے اور پھر ان سے دور رہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ چند ایک اسباب حسب ذیل ہیں:

- اپنے جذبات کو ترجیح دینا اور دوسروں کے جذبات کی پروانہ کرنا قطع رحمی کا سبب بنتا ہے۔
- عزیز و اقارب کی ذاتی زندگی میں مداخلت
- برداشت کی قوت سے عاری انسان بھی بہت جلد تعلقات ختم کر بیٹھتا ہے۔
- حد سے زیادہ ٹھٹھہ مذاق۔
- ایک دوسرے کے بارے میں کسی تیسرے فرد سے شکوے شکایت۔
- دنیا کی ہوس یا بڑا بننے کا شوق بھی بسا اوقات قطع رحمی کا سبب بنتا ہے۔
- خود خوشحال رہنے کی تمنا اور دوسروں کی خوشحالی برداشت نہ ہونا۔

34...... بَابُ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِىءِ

برابری کی سطح پر حسن سلوک کرنے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے

68 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، وَالْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو، وَفِطْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ............

عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ بْنِ عَمْرٍو - قَالَ سُفْيَانُ لَمْ يَـرْفَـعْـهُ الْأَعْمَشُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَرَفَـعَـهُ الْحَسَنُ وَفِطْرٌ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص صلہ رحمی کرنے والا نہیں جو برابر سرابر معاملہ کرتا ہے، صلہ رحمی کرنے والا تو درحقیقت وہ ہے کہ جس سے تعلق

(٦٨) صحيح: أخرجه البخاری، الادب، باب ليس الواصل بالمكافی: ٥٩٩١۔ وأبو داؤد: ١٦٩٧۔ والترمذی: ١٩٠٨.

الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِىءِ، وَلَكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا))

توڑا جائے تو وہ پھر بھی صلہ رحمی کرے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) رسول اکرم ﷺ نے برابری کی سطح پر تعلقات رکھنے اور صلہ رحمی کرنے کو صلہ رحمی شمار نہیں کیا بلکہ اسے صرف بدلہ کہا ہے۔ لیکن افسوس آج ہمیں یہ صورت بھی مفقود نظر آتی ہے۔ قطع تعلقی وبائی مرض بن چکا ہے، ایک فریق قطع تعلقی کرتا ہے تو دوسرا توڑنے کے لیے پہلے تیار ہوتا ہے۔ صلہ رحمی صرف مفادات تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ بہن بھائیوں کے بھی اگر ایک دوسرے سے مفادات وابستہ ہیں تو تعلقات بحال ہیں، بصورت دیگر بعد المشرقین کی کیفیت بنی ہوئی ہے۔

(۲) ''جو تجھ سے توڑے اس سے جوڑ'' یہ جملہ بہت معنی خیز ہے اور یہ کام نہایت مشکل ہے۔ لیکن جتنا یہ کام مشکل ہے اتنا ہی اس کا اجر بھی زیادہ ہے۔ موج دریا میں دوسری موجوں کے ساتھ ہی کوئی حیثیت رکھتی ہے بیرون دریا اس کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ انسان کی زندگی خوبصورت تبھی ہو سکتی ہے جب اس کے عزیز و اقارب اس کے ساتھ ہوں۔ انسان جتنا باکمال ہو اگر رشتہ داروں سے کٹ جائے تو اس کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ معاشرے میں انہی لوگوں کو عزت ملتی ہے جو عزیز و اقارب کی غلطیوں کو دفن کر دیتے ہیں اور ان کی برائیوں اور بدسلوکیوں کی وجہ سے اپنی خیر کو روک نہیں لیتے۔ اللہ کے ہاں بھی ایسے ہی لوگوں کا مقام ہے۔

35...... بَابُ فَضْلِ مَنْ يَصِلُ ذَا الرَّحِمِ الظَّالِمَ

ظالم قرابت دار سے صلہ رحمی کرنے والے کی فضیلت

69 - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْسَجَةَ..........

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، عَلِّمْنِي عَمَلًا يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، قَالَ: ((لَئِنْ كُنْتَ أَقْصَرْتَ الْخُطْبَةَ لَقَدْ أَعْرَضْتَ الْمَسْأَلَةَ، أَعْتِقِ النَّسَمَةَ، وَفُكَّ الرَّقَبَةَ)) قَالَ: أَوَ لَيْسَتَا وَاحِدًا؟ قَالَ: ((لَا، عِتْقُ النَّسَمَةِ أَنْ تَعْتِقَ النَّسَمَةَ، وَفَكُّ الرَّقَبَةِ أَنْ

حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آیا اور اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے ایسے عمل کی تعلیم دیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ تو نے بات تو مختصر کی ہے لیکن تیرا سوال معنی خیز ہے، یعنی تو نے لمبا چوڑا سوال اس میں سمو دیا ہے (پھر آپ نے فرمایا:) جان کو آزاد کرو، گردن کو چھڑاؤ۔''

---

(٦٩) صحيح: أخرجه احمد: ١٨٦٤٧ـ والطيالسى: ٧٣٩ـ وابن حبان: ٣٧٤ـ والمروزى فى البر والصلة: ٢٧٦ـ والبيهقى فى الأدب: ٧٧ـ صحيح الترغيب: ٨٩٨.

تُعِينَ عَلَى الرَّقَبَةِ ، وَالْمَنِيحَةُ الرَّغُوبُ ، وَالْفَيْءُ عَلَى ذِي الرَّحِمِ ، فَإِنْ لَمْ تُطِقْ ذَلِكَ ، فَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ ، وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ ، فَإِنْ لَمْ تُطِقْ ذَلِكَ ، فَكُفَّ لِسَانَكَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ))

اس نے کہا: کیا یہ دونوں ایک ہی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، جان آزاد کرنا یہ ہے کہ تو کسی غلام کو آزاد کرے اور گردن چھڑانا یہ ہے کہ تو کسی غلام کی آزادی میں معاونت کرے'' (پھر فرمایا:) ''کسی کو دودھ والا ایسا جانور دو جس میں رغبت کی جاتی ہو، قرابت دار پر مہربانی اور شفقت کرو اور اگر تم اس کی طاقت نہیں رکھتے تو نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور اگر اس کی طاقت نہیں تو زبان کو بھلائی (کی بات کرنے) کے علاوہ روک کر رکھو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اکرم ﷺ کے ادب کے پیش نظر آپ سے سوال کرنے سے گھبراتے تھے، تاہم سادہ لوح دیہاتی بلا جھجک سوال کرتے تھے اور رسول اکرم ﷺ ان کی سادگی کی وجہ سے ان کی کمی کوتاہی سے بھی درگزر فرما دیتے۔ اس حدیث میں بھی ایک دیہاتی کے سوال کا ذکر ہے۔

(۲) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بیشتر سوالات اخروی زندگی میں نجات پر مبنی ہوتے تھے جس کا علم احادیث کی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے ہوسکتا ہے۔ اخروی زندگی میں سرخرو ہوکر جنت حاصل ہو جانا اسے قرآن مجید میں عظیم کامیابی قرار دیا گیا ہے اس لیے آپ ﷺ نے اپنے اس دیہاتی صحابی سے فرمایا کہ بظاہر تیرا سوال دولفظی ہے لیکن ان دولفظوں میں تو نے بڑے بڑے سوالات پوچھ لیے ہیں۔ اس لیے کہ مسلمان کے تمام اعمال دخول جنت کے گرد ہی گھومتے ہیں۔ جنت مل گئی تو تمام اعمال بامقصد اور اگر جنت نہ ملی تو تمام کوششیں بے فائدہ ہیں۔ مسلمان کو ایسے اعمال کا علم ہونا چاہیے جو دخول جنت کا باعث بنتے ہیں۔

(۳) آپ نے ارشاد فرمایا: کسی غلام کو آزاد کرنا یا آزادی میں کسی کی معاونت کرنا ایسے اعمال ہیں جو دخول جنت کا باعث ہیں: فك الرقبة میں یہ بات بھی آتی ہے کہ اگر کوئی شخص قرض کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے تو اس کا قرض ادا کر دیا جائے، اسی طرح کسی کو چٹی پڑ گئی ہو تو اس کی معاونت کرنا بھی اس کے مفہوم میں شامل ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے جن حالات میں یہ بات ارشاد فرمائی اس دور میں غلاموں کی باقاعدہ تجارت ہوتی تھی۔ آپ نے غلاموں کو آزاد کرنا حصول جنت کا ذریعہ بتا کر انسانیت کی آزادی کا درس دیا ہے۔ آج جو لوگ اس کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ اسلام نے غلامی کو باقی رکھا ہے اور اسے ختم نہیں کیا انہیں رسول اکرم ﷺ کے ان فرامین کو بھی سامنے رکھنا چاہیے۔ صدیوں سے چلے ہوئے غلامی کے اس قانون کو یکسر ختم کرنا کسی طرح بھی ممکن نہ تھا لیکن اسلام میں کفارے کے طور پر، حصول جنت کے لیے اور دیگر کئی مواقع پر غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم اور

ترغیب اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسلام لوگوں کی آزادی کا خواہاں ہے۔ پھر آپ ﷺ کا اپنا عمل اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل کہ انہوں نے ہزاروں غلام آزاد کیے اسلام کی حقانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے نظام دنیا چلانے کے لیے لوگوں کے مابین مالی تفاوت اور برتری رکھی ہے لیکن جنہیں زیادہ دیا ہے انہیں کم مال والوں پر خرچ کی ترغیب دی ہے۔ مال کی کئی قسمیں ہیں۔ کسی کے پاس روپیہ پیسہ ہوتا ہے، کسی کے پاس اناج وغلہ اور کسی کے پاس مویشیوں کی صورت میں مال ہوتا ہے۔ یہ سائل چونکہ دیہاتی تھے اور یقیناً ان کے پاس مویشی ہوں گے اس لیے آپ ﷺ نے انہیں یہ ترغیب دلائی کہ تم اپنا دودھ والا جانور کسی ضرورت مند کو مستقل یا عارضی طور پر دے کر بھی جنت حاصل کر سکتے ہو۔ دودھ والی گائے، بکری یا اونٹنی کے ہدیے کو منیحہ کہتے ہیں۔

(۵) قرابت دار پر مہربانی اور شفقت کرنا بھی حصول جنت کا ذریعہ ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے عنوان یہ قائم کیا ہے کہ ظالم رشتہ دار پر مہربانی کرنا جبکہ حدیث میں ''ظالم'' کا ذکر نہیں ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں یہ سمجھا ہوں کہ مصنف نے نبیٔ اکرم ﷺ کے فرمان ''قرابت دار پر مہربانی کرنا'' سے یہ مفہوم اخذ کیا ہے کیونکہ یہ کام آسان نہیں ہے۔ قرابت دار یا تو انصاف پسند اور نیکوکار ہوگا یا پھر ظالم اور برا ہوگا تو مصنف نے دوسری قسم کے پیش نظر یہ عنوان قائم کیا ہے۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس کے بعد آپ نے فرمایا: ''اگر تم اس کی طاقت نہیں رکھتے'' ظاہر ہے انصاف پسند اور نیکوکار کے ساتھ حسن سلوک تو مشکل نہیں اصل مسئلہ تو ظالم اور برے قرابت دار کے ساتھ حسن سلوک ہی کا ہے۔ (شرح صحیح الادب المفرد: ۱/۸۴)

(۶) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے بھی جنت کی منزل آسان ہوتی ہے۔ اسی پر مسلمانوں کی فلاح کا دارومدار ہے اور ایک حدیث میں اسے دعا کی قبولیت کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ (صحیح جامع الترمذی، حدیث: ۲۱۶۹) انسان بہت بھولنے والا ہے۔ اگر اسے نیکی کی تلقین ہوتی رہے اور برائی کی قباحت اس کے سامنے بیان کی جاتی رہے تو وہ راہ راست پر رہتا ہے اور اس فریضے کو انجام دینے والے کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ کم از کم اس کی اپنی اصلاح ہوتی رہتی ہے۔

(۷) نیکی اور حصول جنت کا آخری عمل یہ ہے کہ انسان اگر مذکورہ بالا امور میں سے کسی کی ہمت اور طاقت نہیں رکھتا تو اپنی زبان پر کنٹرول رکھے۔ اسے بے جا استعمال نہ کرے۔ اس سے وہ گناہوں سے محفوظ رہے گا۔ اور انسان کے بیشتر گناہوں کا تعلق اس کی زبان ہی سے ہوتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَكْثَرُ خَطَايَا ابنِ آدَمَ فِي لِسَانِهِ)) (صحیح الترغیب والترهیب، حدیث: ۲۸۷۲)

''ابن آدم کے اکثر گناہوں کا تعلق اس کی زبان سے ہے۔''

36...... بَابُ مَنْ وَصَلَ رَحِمَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَسْلَمَ

جس نے جاہلیت میں صلہ رحمی کی اور پھر مسلمان ہو گیا (تو اس کا ثواب)

70 - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ............

أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، مِنْ صِلَةٍ، وَعَتَاقَةٍ، وَصَدَقَةٍ، فَهَلْ لِي فِيهَا أَجْرٌ؟ قَالَ حَكِيمٌ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ)).

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کی: اللہ کے رسول! آپ ان امور کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں جو میں زمانہ جاہلیت میں بطور عبادت کرتا تھا، مثلاً صلہ رحمی، غلاموں کو آزاد کرنا اور صدقہ کرنا کیا مجھے ان کا ثواب ملے گا؟ حکیم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم اپنے سابقہ خیر کے کاموں پر اسلام لائے ہو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے، قریش کے معزز لوگوں میں سے تھے اور قبل از اسلام بھی فلاح و بہبود کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ بہت فیاض تھے۔ ساٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول اور ۱۲۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

(۲) زمانہ جاہلیت میں بھی کئی افراد ایسے تھے جن میں انسانی ہمدردی، صلہ رحمی اور دیگر امور خیر کا جذبہ تھا جن میں حکیم بن حزام کے علاوہ ابن جدعان اور مطعم بن عدی قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے بعض کو تو اللہ تعالیٰ نے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی اور بعض کفر پر ہی مر گئے۔ اسلام قبول کرنے والوں کو رسول اکرم ﷺ نے یہ بشارت سنائی کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے زمانہ جاہلیت میں کیے ہوئے امور خیر پر بھی اجر عطا فرمائے گا۔

(۳) کافروں کے اعمال کی قبولیت اور عدم قبولیت میں اختلاف ہے۔ راجح یہ ہے کہ جو کافر حالت کفر میں مر جائے اس کے اعمال اکارت جائیں گے۔ اس کے اچھے اعمال کا بدلہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے گا تو دنیا ہی میں اسے دے دے گا اور جو کافر اسلام لے آئے اور پھر اسلام پر ہی اس کی موت آئے تو اس کے کفر کی حالت میں کیے ہوئے اعمال کا ثواب بھی ملے گا۔ دوسرے معنوں میں زمانہ کفر میں اس کے اعمال کا ثواب لکھا جاتا ہے، تاہم قبولیت اس کے اسلام لانے پر موقوف ہوتی ہے۔ اگر اسلام قبول کر لے تو اعمال قبول ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اسلام قبول کر کے اگر کوئی شخص نیک اعمال کرتا ہے پھر مرتد ہو جاتا ہے اور بالآخر اسلام قبول کر کے اسی پر مرتا ہے تو اس نے جو اعمال مرتد ہونے سے پہلے کیے تھے وہ بھی قبول ہوں گے۔ اس کی نماز وغیرہ بھی کافر کے برعکس قبول ہوگی کیونکہ اس نے وہ اعمال بحیثیت مسلمان کیے تھے جبکہ کافر کو صرف صلہ رحمی اور صدقے وغیرہ کا ثواب ملے گا۔ زمانہ کفر میں پڑھی ہوئی نمازوں کا نہیں۔ (صحیح الادب المفرد: ۱/۸۵)

(۷۰) صحیح: أخرجه البخاري، كتاب البيوع، باب شراء المملوك من الحربي وهبته وعتقه: ۲۲۲۰۔ ومسلم: ۱۲۳۔ الصحيحة: ۲۴۸.

37...... بَابُ صِلَةِ ذِي الرَّحِمِ الْمُشْرِكِ وَالْهَدِيَّةِ

مشرک قرابت دار سے صلہ رحمی اور اسے تحفہ دینے کا حکم

71 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ............

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَأَى عُمَرُ حُلَّةً سِيَرَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَوِ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ، فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَلِلْوُفُودِ إِذَا أَتَوْكَ، فَقَالَ: ((يَا عُمَرُ، إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ))، ثُمَّ أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ، فَأَهْدَى إِلَى عُمَرَ مِنْهَا حُلَّةً، فَجَاءَ عُمَرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بَعَثْتَ إِلَيَّ هَذِهِ، وَقَدْ سَمِعْتُكَ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ، قَالَ: ((إِنِّي لَمْ أُهْدِهَا لَكَ لِتَلْبَسَهَا، إِنَّمَا أَهْدَيْتُهَا إِلَيْكَ لِتَبِيعَهَا أَوْ لِتَكْسُوَهَا))، فَأَهْدَاهَا عُمَرُ لِأَخٍ لَهُ مِنْ أُمِّهِ مُشْرِكٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دھاری دار ریشم کے کپڑوں کا جوڑا دیکھا تو (رسول اللہ ﷺ سے) عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ یہ خرید لیں اور اسے جمعہ کے دن اور وفود کے استقبال کے لیے زیب تن کر لیا کریں (تو کتنا اچھے لگے گا) اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! یہ تو وہ شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو'' پھر اسی طرح کے جوڑے نبی ﷺ کے پاس بطور ہدیہ آئے تو آپ نے ایک جوڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بطور تحفہ بھیجا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ نے یہ میری طرف بھیج دیا حالانکہ میں نے آپ سے اس کے بارے وہ کچھ کہتے سنا ہے جو آپ نے فرمایا: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے یہ تمہاری طرف اس لیے نہیں بھیجا کہ تم اسے پہنو، میرا تحفہ دینے کا مقصد یہ تھا کہ تم اسے بیچ دو (اور اس کی قیمت سے فائدہ اٹھاؤ) یا کسی کو دے دو۔'' تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اخیافی (ماں جائے) مشرک بھائی کو بطور تحفہ دے دیا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) قرابت دار مشرک ہو تب بھی اس سے صلہ رحمی کرنی چاہیے جیسا کہ حدیث سے واضح ہے۔

(۲) تحائف کا مقصد باہمی محبت کا اظہار ہوتا ہے جبکہ کافر سے محبت کرنا درست نہیں تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مشرک بھائی کو تحفہ کیوں دیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا مقصد تالیف قلبی ہو سکتا ہے۔ جب دل میں کفر کے

(۷۱) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الجمعة، باب يلبس أحسن ما يجد: ۸۸٦۔ ومسلم: ۲۰٦۸۔ وأبو داؤد: ۱۰۷٦۔ والنسائي: ۱۳۸۲.

خلاف نفرت ہوتو دل جوئی کے لیے کافر کو تحفہ دینا جائز ہے، تا کہ اس کو اسلام کے قریب کرنے کی کوشش کی جائے۔

(۳) اس حدیث سے صلہ رحمی کی اہمیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ قرابت دار اگر کافر ہو تب بھی اس کے ساتھ صلہ رحمی کرنی چاہیے۔

(۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے مشرک بھائی کو ریشمی جوڑا تحفے میں دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر احکام شرع کے پابند نہیں ہیں۔لیکن یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔اس بات پر تو اہل علم کا اتفاق ہے کہ کفار اصول شریعت کے پابند ہیں، یعنی وہ ایمان لانے کے مکلّف ہیں۔فروعات، مثلاً: نماز پڑھنا، روزے رکھنا، حرام سے بچنا وغیرہ کے بارے میں تین اقوال ہیں:

- اصول کی طرح فروعات میں بھی کفار مکلّف ہیں۔
- اصول کے تو مکلّف ہیں، البتہ فروعات کے مکلّف نہیں ہیں۔
- فروعات میں اوامر (جن چیزوں کے کرنے کا حکم ہے) کے مکلّف نہیں، تاہم نواہی (جن کاموں سے روکا گیا ہے) کے مکلّف ہیں۔

راجح بات یہ ہے کہ کفار جس طرح ایمان لانے کے مکلّف ہیں، یعنی ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایمان لائیں ورنہ انہیں سزا ہوگی اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ ''فروعات شریعت کو بھی بجا لائیں کیونکہ قرآن مجید میں اس بات کی صراحت ہے کہ کفار کو روز قیامت جو سزا ہوگی وہ نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے بھی ہوگی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ٥ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ٥﴾ (المدثر: ۴۲، ۴۳)

''(مجرموں سے سوال ہوگا) تمہیں کس چیز نے جہنم میں ڈالا؟ وہ کہیں گے ہم نمازیں نہیں پڑھتے تھے۔''

اس پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جب ان کی نمازیں حالت کفر میں قبول ہی نہیں تو پھر ان سے نماز پڑھنے کا مطالبہ چہ معنی دارد؟

ابوعلی الرجراجی رحمہ اللہ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

کافروں کو حالت کفر سے نکل کر ایمان لانے کا حکم ہے اور اس کے تابع عبادات کو بجالانے کا بھی حکم ہے، یعنی انہیں حکم ہے کہ وہ ایمان لاکر نماز ادا کریں۔ یہ نماز کے اسی طرح مخاطب ہیں جیسے کسی بے وضو شخص سے کہا جائے کہ نماز پڑھو۔اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے وضو کرو اور پھر نماز پڑھو کیونکہ تم نماز پڑھنے کے مکلّف ہو اور حدث کی صورت میں اس کی قبولیت میں جو رکاوٹ ہے اس کو بھی دور کرو۔اسی طرح کافر بھی نماز کا مخاطب ہے کہ وہ اپنے کفر کو ختم کرے جو اس کی قبولیت نماز میں رکاوٹ ہے اور پھر نماز ادا کرے۔(رفع النقاب عن تنقيح الشهاب: ۲/۲۸۶)

اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے مشرک بھائی کو تحفہ دینے سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ مشرکوں کے لیے اس کا

استعمال جائز ہے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مقصد کے لیے دیا ہو کہ اسے بیچ کر استعمال میں لاؤ۔ یہی بات درست ہے۔ ورنہ کافر کو امورِ اسلام کے خلاف رغبت دلانے والی بات ہے جس ذہن سے نبی کریم ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو ریشمی سوٹ دیا اسی کے مطابق عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو اس کا تحفہ دیا تفصیل حدیث نمبر ۲۶ کی شرح میں دیکھیں۔

یا پھر اس لیے بھی کہ جب وہ اصول شریعت کو نہیں مانتا تو اس کا فروعات کو ماننا یا نہ ماننا برابر ہے۔ یعنی اگر وہ یہ حلہ نہ بھی پہنے گا تو کافر ہی ہے اور اللہ کے عذاب کا مستحق ہے کیونکہ اس کا نہ پہننا تبھی سود مند ہوسکتا ہے جب وہ ایمان لائے۔

الغرض کافر اگر فروعات شریعت کی پابندی بھی کرے تب بھی اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ عبادات میں نیت شرط ہے اور کافر کی نیت، جب تک وہ کلمہ توحید کا اقرار نہ کرے، غیر معتبر ہے۔

38...... بَابُ تَعَلَّمُوا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُونَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ

''نسب کو جانو جس کے ساتھ تم رشتہ داریوں کو ملاؤ'' کا بیان

72 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ..........

أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((تَعَلَّمُوا أَنْسَابَكُمْ، ثُمَّ صِلُوا أَرْحَامَكُمْ، وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَيَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ أَخِيهِ الشَّيْءُ، وَلَوْ يَعْلَمُ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ مِنْ دَاخِلَةِ الرَّحِمِ، لَأَوْزَعَهُ ذَلِكَ عَنِ انْتِهَاكِهِ)).

جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو برسر منبر یہ کہتے ہوئے سنا: تم اپنے نسبوں کو سیکھو اور معلوم کرو پھر اپنی رشتہ داریوں کو ملاؤ۔ اللہ کی قسم! بسا اوقات دو آدمیوں کے درمیان کوئی جھگڑا یا رنجش ہوتی ہے اگر اسے علم ہو کہ اس کی قرابت داری ہے تو وہ اسے تعلقات بگاڑنے سے روک دے گی۔

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ روایت یہاں موقوفاً، یعنی صحابی کے قول کے طور پر بیان ہوئی ہے، تاہم یہ مرفوعاً، یعنی رسول اکرم ﷺ کے فرمان کے طور پر بھی صحیح ہے۔ (دیکھیے: السلسلة الصحيحه للالبانی، حدیث: ۲۷۷)

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برسر منبر یہ بات فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن امور کا تعلق عوام سے براہ راست ہو انہیں عام کرنا چاہیے اور ایسے مسائل کو مجمع عام میں بیان کرنا چاہیے۔

(۳) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حاکم وقت کو انتظامی امور کے ساتھ ساتھ رعایا کی دینی اور اخلاقی تربیت بھی کرنی چاہیے۔ خلفائے راشدین اس کا خوب اہتمام کرتے تھے۔

---

(۷۲) حسن الإسناد وصح مرفوعا، الصحيحة: ۲۷۷۔ أخرجه المروزي في البر والصلة: ۱۱۹۔ وابن وهب في الجامع: ۱۵.

(۴) خاندان، برادری ازم اور اس کی بنیاد پر تعصب جو ہمارے معاشرے میں پایا جاتا ہے یہ تعلیمات شریعت کے منافی ہے کیونکہ مسلمان سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ لیکن اس کے برعکس بھی ایک رویہ پایا جاتا ہے کہ نئے تعلق داروں سے رابطے اور میل جول رکھا جاتا ہے اور اپنے عزیز و اقارب کی پروا نہیں کی جاتی حتی کہ ان سے واقفیت تک نہیں ہوتی۔ یہ بات بھی درست نہیں۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے جس خاندان میں پیدا فرمایا ہے اس خاندان سے تعلق رکھے۔ ان کے دکھ درد میں شریک ہو۔ اسے یہ علم ہو کہ کس کے ساتھ کیا رشتہ داری ہے؟ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ رشتہ کا پاس ضرور کرتا ہے اس لیے انسان کو اگر علم ہوگا تو وہ باہمی رنجش کے باوجود بھی تعلق برقرار رکھنے کی کوشش کرے گا۔

(۵) اہل عرب رشتہ داری کا خوب پاس رکھتے تھے اس کی ایک مثال بنو ہاشم کا رسول اکرم ﷺ کے ساتھ شعب ابی طالب میں تین سال تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رشتہ داری کوئی اتنی معمولی چیز نہیں کہ جسے چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے توڑ دیا جائے۔ لیکن افسوس کہ آج ہمارے معاشرے میں قرابت دار ہی ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں اور رشتہ داری کا ذرہ بھر لحاظ نہیں رکھتے۔

(۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قسم اٹھانے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی فتویٰ یا وعظ کی اہمیت کے پیش نظر اس پر قسم کھانا جائز ہے اور ایسا رسول اکرم ﷺ سے بھی ثابت ہے۔ (شرح صحيح الأدب المفرد، حسين العوده)

73 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ..........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: احْفَظُوا أَنْسَابَكُمْ، تَصِلُوا أَرْحَامَكُمْ، فَإِنَّهُ لَا بُعْدَ بِالرَّحِمِ إِذَا قَرُبَتْ، وَإِنْ كَانَتْ بَعِيدَةً، وَلَا قُرْبَ بِهَا إِذَا بَعُدَتْ، وَإِنْ كَانَتْ قَرِيبَةً، وَكُلُّ رَحِمٍ آتِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمَامَ صَاحِبِهَا، تَشْهَدُ لَهُ بِصِلَةٍ إِنْ كَانَ وَصَلَهَا، وَعَلَيْهِ بِقَطِيعَةٍ إِنْ كَانَ قَطَعَهَا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اپنے نسبوں کی حفاظت کرو تاکہ تم رشتہ داری کر سکو کیونکہ کوئی بھی رشتہ داری خواہ دور ہی کی ہو صلہ رحمی سے دور کی نہیں رہتی۔ اور کوئی بھی تعلق داری خواہ کتنی قریب کی ہو اگر اسے جوڑا نہ جائے تو وہ دور ہو جاتی ہے اور ہر رحم قیامت کے دن آگے آگے آئے گا اور صلہ رحمی کرنے والے کی صلہ رحمی کی گواہی دے گا اور جس نے قطع رحمی کی ہوگی اس کے خلاف قطع رحمی کی گواہی دے گا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مسند ابوداؤد طیالسی میں یہ روایت مرفوعاً مروی ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے

(۷۳) صحيح الإسناد وصح مرفوعا، أخرجه الطيالسي: ۲۷۵۷۔ والحاكم: ٤/ ۱۷۸۔ والبيهقي في الشعب: ۷۵۷۰۔ عن ابن عباس مرفوعاً الصحيحة: ۲۷۷.

سلسلۃ احادیث الصحیحہ (۲۷۷) میں ذکر کیا۔ اس روایت کا سیاق یوں ہے: سعید بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں موجود تھا کہ اس دوران ایک شخص ان کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دور کی کوئی رشتہ داری بتائی تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بڑے شفیقانہ انداز میں اس سے گفتگو کی اور پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر مذکورہ حدیث بیان کی۔

(۲) ''اپنے نسبوں کی حفاظت کرو'' ایک روایت میں ہے ''اپنے نسبوں کی جان پہچان رکھو۔'' اس کا مقصد یہ ہے کہ جب تمہیں علم ہوگا کہ فلاں تمہارا رشتہ دار ہے تو تم اس کے حقوق ادا کرنے کی بھی کوشش کرو گے اور اگر تمہیں اس کا علم ہی نہیں ہوگا تو تم حقوق کیسے ادا کرو گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ داریاں ٹوٹنے اور رشتہ داروں کے ایک دوسرے سے دور ہونے کی وجہ بتائی کہ جب انسان ایک دوسرے کو ملے ہی نہ تو آہستہ آہستہ محبت ختم ہو جاتی ہے اور قریبی رشتہ داری بھی دور کی بن جاتی ہے۔ اہل عرب کا یہ مقولہ معروف ہے:

زرغبًا تزدد حبًا۔

گاہے گاہے ملا کرو اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ (مطلب تو یہ ہے ''عزت کھو دیتا ہے روز روز کا آنا جانا'' البتہ یہ بات درست ہے کہ ملاقات ہوتی رہے تو محبت قائم رہتی ہے ورنہ اس کا گراف نیچے آ جاتا ہے حتیٰ کہ جان پہچان بھی باقی نہیں رہتی)

دور حاضر میں انسانی زندگی عجیب رخ اختیار کر چکی ہے۔ ہر انسان دنیاوی مشاغل میں اس قدر مصروف ہے کہ اسے آس پاس کی خبر نہیں۔ رشتہ دار و عزیز ملک کے اطراف واکناف میں پھیلے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے سے ملنے کا سلسلہ بہت قریبی رشتہ داروں تک محدود رہ گیا ہے اور وہ بھی مہینوں اور سالوں کے بعد۔ ایسے حالات میں بھی انسان کو کوشش کرنی چاہیے کہ ہر ممکن عزیز واقارب کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔ خود نہیں جا سکتا تو ٹیلی فون کے ذریعے ہی احوال دریافت کرتا رہے اور خوشی غمی میں تو کم از کم ضرور شرکت کرے۔ یہ صرف تعلق داری نہیں بلکہ بہت بڑی نیکی بھی ہے اور اس میں کوتاہی صرف غفلت نہیں بلکہ قابل مواخذہ گناہ بھی ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ رشتہ داری کو اگر ملایا ہوگا تو وہ روز قیامت انسان کے حق میں گواہی دے گی اور اگر اس کا لحاظ اور پاس نہ رکھا گیا ہوگا تو وہ انسان کے خلاف اللہ تعالیٰ کے حضور دعویٰ دائر کرے گی۔

(۳) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، جب آپ کو معلوم ہوا کہ وہ میرا عزیز ہے، نرمی اور شفقت سے گفتگو فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ عزیز واقارب کے ساتھ عام لوگوں سے بڑھ کر مشفقانہ رویہ اختیار کرنا چاہیے لیکن افسوس کہ آج ہم دوستوں اور عام ملنے والوں کے ساتھ تو حسن اخلاق سے پیش آتے ہیں جبکہ رشتہ داروں کے لیے ہمارے رویے میں ذرہ نرمی نہیں ہوتی۔ دوستوں کی باتیں نظر انداز کر جاتے ہیں لیکن عزیز واقارب سے صرف نظر کے

لیے تیار نہیں ہوتے یہ لمحہ فکریہ ہے۔ اس میں ''ان پڑھ'' اور اصحاب العلم سب ایک ڈگر پر چل رہے ہیں۔ اللہ سمجھ عطا فرمائے۔

39...... بَابُ: هَلْ يَقُولُ الْمَوْلَى: إِنِّي مِنْ فُلَانٍ؟

کیا کسی قوم کا آزاد کردہ غلام یہ کہہ سکتا ہے کہ میں ان میں سے ہوں؟

74 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَائِلُ بْنُ دَاوُدَ اللَّيْثِيُّ قَالَ............

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: ((مِمَّنْ أَنْتَ؟)) قُلْتُ: مِنْ تَيْمِ تَمِيمٍ، قَالَ: مِنْ أَنْفُسِهِمْ أَوْ مِنْ مَوَالِيهِمْ؟ قُلْتُ: مِنْ مَوَالِيهِمْ، قَالَ: فَهَلَّا قُلْتَ: مِنْ مَوَالِيهِمْ إِذًا؟

عبدالرحمٰن بن حبیب بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے دریافت کیا: تمہارا تعلق کس خاندان سے ہے؟ میں نے کہا: بنو تمیم کے خاندان تیم سے۔ انہوں نے فرمایا: خود ان سے یا ان کے آزاد کردہ سے؟ میں نے کہا: ان کے آزاد کردہ سے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تو نے یہ کیوں نہیں کہا کہ میں ان (بنو تمیم) کا آزاد کردہ ہوں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) شیخ البانی رحمہ اللہ نے ابن حبیب کے مجہول ہونے کی بنا پر اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(۲) آزاد کردہ غلام اپنی نسبت آزاد کرنے والے کی طرف کرسکتا اور اس کا شمار بھی انہی میں ہوگا جیسا کہ آئندہ باب اور حدیث سے ظاہر ہے۔

40...... بَابُ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ

قوم کا مولیٰ انہی میں سے ہے

75 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عُبَيْدٍ............

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: ((اجْمَعْ لِي قَوْمَكَ))،

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا: ''اپنی قوم (قریش) کو جمع کرو۔''

---

(٧٤) ضعيف.

(٧٥) حسن: أخرجه أحمد: ١٨٩٩٣ـ ومعمر في الجامع: ١٩٨٩٧ـ وابن ابي شيبه: ٢٦٤٨٤ـ والطبراني في الكبير: ٥/ ٤٥ـ والحاكم: ٦٩٥٢ـ الصحيحة: ١٦٨٨ـ الضعيفة: ١٧١٦.

فَجَمَعَهُمْ، فَلَمَّا حَضَرُوا بَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ عُمَرُ فَقَالَ: قَدْ جَمَعْتُ لَكَ قَوْمِي، فَسَمِعَ ذَلِكَ الْأَنْصَارُ فَقَالُوا: قَدْ نَزَلَ فِي قُرَيْشٍ الْوَحْيُ، فَجَاءَ الْمُسْتَمِعُ وَالنَّاظِرُ مَا يُقَالُ لَهُمْ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ فَقَالَ: ((هَلْ فِيكُمْ مِنْ غَيْرِكُمْ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، فِينَا حَلِيفُنَا وَابْنُ أُخْتِنَا وَمَوَالِينَا، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "حَلِيفُنَا مِنَّا، وَابْنُ أُخْتِنَا مِنَّا، وَمَوَالِينَا مِنَّا، وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ: إِنَّ أَوْلِيَائِي مِنْكُمُ الْمُتَّقُونَ، فَإِنْ كُنْتُمْ أُولَئِكَ فَذَاكَ، وَإِلَّا فَانْظُرُوا، لَا يَأْتِي النَّاسُ بِالْأَعْمَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَتَأْتُونَ بِالْأَثْقَالِ، فَيُعْرَضَ عَنْكُمْ"، ثُمَّ نَادَى فَقَالَ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ - وَرَفَعَ يَدَيْهِ يَضَعُهُمَا عَلَى رُءُوسِ قُرَيْشٍ - أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ قُرَيْشًا أَهْلُ أَمَانَةٍ، مَنْ بَغَى بِهِمْ - قَالَ زُهَيْرٌ: أَظُنُّهُ قَالَ: الْعَوَاثِرَ - كَبَّهُ اللّٰهُ لِمَنْخِرَيْهِ"، يَقُولُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

تو انہوں نے انہیں جمع کیا۔ جب وہ نبی ﷺ کے دروازے کے باہر جمع ہوگئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس گئے اور عرض کیا: میں نے اپنی قوم کو آپ کے پاس جمع کر دیا ہے۔ اس (اجتماع) کی خبر انصار کو ہوئی تو انہوں نے کہا: لگتا ہے قریش کے بارے میں کوئی (خصوصی) وحی نازل ہوئی ہے تو ان میں سے بھی سننے اور دیکھنے والے جمع ہوگئے کہ انہیں کیا کہا جاتا ہے۔ نبی ﷺ (گھر سے) باہر تشریف لائے اور ان کے سامنے کھڑے ہوگئے، پھر فرمایا: ''کیا تم میں قریش کے علاوہ بھی کوئی ہے؟'' انہوں نے کہا: ہاں! ہمارے اندر ہمارے حلیف، ہمارے بھانجے اور موالی (آزاد کردہ) بھی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ہمارے حلیف بھی ہم میں سے ہیں، ہمارے بھانجے بھی ہم میں سے ہیں اور آزاد کردہ بھی ہمی سے ہیں۔ اور تم سنو! بے شک تم میں سے میرے دوست وہ ہیں جو متقی ہیں، لہٰذا اگر تم متقی ہو تو بہت خوب ورنہ دیکھ لو (ایسا نہ ہو کہ) قیامت کے روز لوگ اپنے اپنے اعمال لے کر حاضر ہوں اور تم (گناہوں کا) بوجھ لے کر حاضر ہو تو تم سے روگردانی اختیار کر لی جائے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! ...... اور آپ نے اپنے ہاتھ قریش کے سروں پر رکھے۔ اے لوگو! بے شک قریش اہل امانت ہیں جس نے ان پر زیادتی کی اللہ تعالیٰ اسے ناک کے بل اوندھے منہ (جہنم میں) گرا دے گا۔'' آپ نے تین بار یہ ارشاد فرمایا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مولی کی جمع موالی ہے اس سے مراد آزاد کردہ غلام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرما دی کہ آزاد کردہ اپنی نسبت ان لوگوں کی طرف کر سکتا ہے جنہوں نے اسے آزاد کیا۔ اس میں اس بات کی بھی ترغیب ہے کہ آزاد کردہ کے ساتھ بھی دیگر رشتہ داروں کی طرح حسن سلوک کرنا چاہیے۔ اس سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مذکورہ بالا اثر کے ضعیف ہونے کا بھی پتا چلتا ہے۔

(۲) اس روایت میں کسی قبیلے کے حلیف کو بھی اسی قبیلے کا فرد قرار دیا گیا ہے۔ حلیف سے مراد وہ ہے جس کے ساتھ باہمی تعاون کا معاہدہ ہو کہ وہ ہر معاملے میں ایک دوسرے کی حمایت کریں گے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ ایک دوسرے کی جائز ناجائز مدد ونصرت کا معاہدہ کر لیتے تھے تاہم اسلام میں صرف امور خیر، حق اور درست بات میں ایک دوسرے کی مدد ونصرت کا معاہدہ جائز ہے۔

(۳) زمانہ جاہلیت بلکہ آج کے دور میں بھی بھانجوں حتی کہ نواسوں کے بارے میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ وہ خاندانی لحاظ سے ہم میں سے نہیں ہیں۔ اسلام نے اس ذہنیت کی تردید فرمائی اور یہ تعلیم دی کہ بھانجے بھی قریب ترین عزیزوں میں سے ہیں اور ان کا شمار بھی انسان کے خاندان میں ہوتا ہے۔ اس لیے ان کے ساتھ بھی صلہ رحمی کرنی چاہیے اور ان کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے۔

(۴) اس میں قریش کی فضیلت کے علاوہ اس امر پر بھی تنبیہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محض رشتہ داری باعث نجات نہیں ہے بلکہ اصل چیز اعمال صالحہ اور تقویٰ ہے اور آپ ﷺ کے حقیقی دوست بھی متقی ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے وضاحت فرما دی۔ یہ وضاحت آپ نے اس لیے فرمائی کہ کوئی شخص محض رشتہ داری پر تکیہ کرتے ہوئے اعمال ترک نہ کرے۔ اس میں ان لوگوں کے لیے لمحۂ فکریہ ہے جو اپنے آپ کو خانوادۂ رسول سے ہونا باور کراتے ہیں اور اعمال صالحہ کے قریب بھی نہیں جاتے بلکہ اس کے برعکس ہر برائی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ محض سید کہلوانے سے فضیلت حاصل نہیں ہوتی جب تک اعمال اچھے نہ ہوں۔

(۵) اس حدیث میں اشارتاً یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد خلافت کے مستحق قریش ہی ہیں جو ان سے منازعت کرے گا وہ رسوا ہوگا۔ یہی بات سقیفہ بنی ساعدہ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انصار کو سمجھائی جب انہوں نے خلافت میں شراکت کی خواہش ظاہر کی۔

41...... بَابُ مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ أَوْ وَاحِدَةً

ایک یا دو بچیوں کی پرورش کی فضیلت

76 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ عِمْرَانَ أَبُو حَفْصٍ التُّجِيبِيُّ، عَنْ أَبِي عُشَّانَةَ الْمَعَافِرِيِّ............

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ،

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس کی تین بیٹیاں ہوں اور

(۷٦) صحيح: أخرجه ابن ماجه، كتاب الأدب، باب بر الوالد والإحسان الى البنات: ٣٦٦٩ـ وأخرجه أحمد: ٤/ ١٥٤ـ الصحيحة: ٢٩٤، ١٠٢٧.

وَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ، وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَتِهِ، كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ))

وہ ان پر صبر کرے اور ان کو اپنے مال سے کپڑے پہنائے تو وہ اس کے لیے آگ سے رکاوٹ ہوں گی۔''

77 - حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فِطْرٌ، عَنْ شُرَحْبِيلَ قَالَ............

سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُدْرِكُهُ ابْنَتَانِ، فَيُحْسِنُ صُحْبَتَهُمَا، إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ))

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان کو دو بیٹیاں مل گئیں اور اس نے انہیں حسن سلوک کے ساتھ رکھا تو وہ دونوں اسے جنت میں داخل کرا دیں گی۔''

78 - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ............

أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُمْ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ، يُؤْوِيهِنَّ، وَيَكْفِيهِنَّ، وَيَرْحَمُهُنَّ، فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ الْبَتَّةَ))، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَعْضِ الْقَوْمِ: وَثِنْتَيْنِ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((وَثِنْتَيْنِ))

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی تین بیٹیاں ہوں جنہیں وہ ٹھکانا دیتا ہو، ان کی کفالت کرتا ہو اور ان پر شفقت کرتا ہو تو اس کے لیے ضرور جنت واجب ہوگئی۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر کسی کی دو بیٹیاں ہوں تو (ان کے ساتھ حسن سلوک کا بھی یہی ثواب ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو کے ساتھ حسن سلوک کا بھی یہی ثواب ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) رسول اکرم ﷺ کے ان ارشادات کو اس دور کے تناظر میں دیکھا جائے، جس میں آپ نے یہ ترغیب دی، تو معلوم ہوتا ہے کہ حقوق نسواں کا اصل محافظ اسلام ہے۔ آپ نے یہ ارشادات اس وقت فرمائے جب لوگ بیٹوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ بیٹی کی پیدائش کی خبر ملتی تو منہ چھپاتے پھرتے، عار کے مارے بیٹیوں سے نفرت کرتے۔ ایسے حالات میں بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب محسن انسانیت کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(۲) بیٹیوں کی پرورش بہت بڑی آزمائش ہے۔ ان کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھنا، انہیں آداب سکھانا، ان کی خوراک اور دیگر ضروریات کا خیال رکھنا اور پھر ان کی شادی کے مراحل ایسی نازک ذمہ داریاں ہیں کہ انسان اللہ کی توفیق کے بغیر ان سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔

---

(۷۷) حسن لغيره: أخرجه ابن ماجه، الادب، باب بر الوالد والإحسان لى البنات: ٣٦٧٠ـ الصحيحة: ٢٧٧٦ـ وأحمد: ١/ ٣٦٣ـ والحاكم فى المستدرك: ٤/ ١٧٨.

(۷۸) حسن: أخرجه أحمد: ١٤٢٤٧ـ الصحيحة: ١٠٢٧.

(۳) بیٹوں کو نظر انداز کر کے بیٹیوں کے ذکر کرنے کا قطعاً یہ مقصد نہیں کہ بیٹوں پر خرچ کرنے سے انسان اجر کا مستحق نہیں ہوتا۔ چونکہ عموماً لوگ بیٹوں کی تربیت شوق سے کرتے ہیں اور بیٹیوں کو بوجھ سمجھتے ہیں اس لیے اس کی خاص فضیلت کا ذکر فرمایا، نیز بیٹے جوان ہونے پر عموماً خود کفیل ہو جاتے ہیں جبکہ بیٹیاں شادی تک والدین کے رحم و کرم پر ہوتی ہیں۔

(۴) حسن سلوک کا مطلب ہے کہ ان کے حقوق سے بڑھ کر ان کے ساتھ بھلائی کی جائے۔ ان کی ضروریات سے زائد انہیں دیا جائے۔ اپنی ذات پر انہیں ترجیح دی جائے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک سائلہ عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں میرے پاس صرف ایک کھجور تھی۔ وہ میں نے اسے دے دی۔ اس نے یہ کھجور تقسیم کر کے دونوں بیٹیوں کو دے دی اور خود کچھ بھی نہ کھایا۔ پھر اٹھ کر چلی گئی، پھر نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے (سارا واقعہ) آپ کو بتایا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِترًا مِنَ النَّارِ))

(صحیح البخاری، الزکاۃ، حدیث: ۱٤۱۸)

''جوان بیٹیوں کے ساتھ آزمایا گیا (اور اس نے ان کے ساتھ حسن سلوک کیا) تو وہ اس کے لیے آگ سے رکاوٹ بن جائیں گی۔''

(۵) کپڑے عورتوں کی کمزوری ہے، اس لیے پہلی حدیث میں لباس کا خصوصی طور پر ذکر فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی خوراک اور رہائش کے ساتھ ساتھ ان کی ضروری زینت کا خیال رکھنا بھی باعث اجر ہے۔ تاہم دور حاضر میں بچیوں کے اخلاق و تربیت پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ اس پر بھی نظر رکھنی چاہیے کہ ان سے ملنے جلنے والی لڑکیوں کا چال چلن کیسا ہے، ان کی زیب و زینت میں کوئی چیز خلاف شرع نہ ہو، پھر وہ زیب و زینت کر کے غیر محرموں کے سامنے نہ آئیں، باہر نہ نکلیں اور عفت و حیا کا دامن ان سے چھوٹنے نہ پائے۔

(٦) عمومی طور پر بیٹیوں کی ضروریات کا خیال شادی تک رکھا جاتا ہے اور اس کے بعد یہ سمجھا جاتا ہے کہ اب ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ شادی کے بعد لڑکی کے اخراجات اور ضروریات کا ذمہ دار اس کا خاوند ہوتا ہے لیکن والدین کو چاہیے کہ وہ جس طرح بیٹوں کی شادیوں کے بعد ان کی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں بیٹیوں کی ضروریات کا بھی خیال رکھیں۔ امہات المؤمنین نے جب رسول اکرم ﷺ سے نان ونفقہ میں اضافے کا مطالبہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا: جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے لے لینا، رسول اکرم ﷺ سے مطالبہ نہ کرنا۔ اسی طرح سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بھی شادی کے بعد رسول اکرم ﷺ سے غلام اور خادم مانگنا ثابت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹی اگر ضرورت مند ہو تو والدین کو چاہیے کہ اس کا خیال رکھیں۔

(۷) بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انہیں وراثت سے محروم نہ کیا جائے۔عصر حاضر میں لوگ بچیوں کے ساتھ ویسے تو حسن سلوک کرتے ہیں لیکن وراثت سے ان کو محروم کر دیتے ہیں۔ یہ سراسر ظلم ہے۔ روز قیامت ایسا کرنا حسرت وندامت کا باعث ہوگا۔ أعاذنا اللّٰہ منه۔

(۸) باب میں ایک بیٹی کی پرورش پر بھی اسی فضیلت کا ذکر ہے جبکہ حدیث میں کم از کم دو کا ذکر ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک بیٹی کے لیے یہ فضیلت بایں طور ثابت کی ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ راوی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تم ایک کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کرتے تو آپ ایک کے بارے میں بھی یہی فضیلت بتاتے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میرا بھی یہی خیال ہے۔(الأدب المفرد، حدیث: ١٤٦)

حدیث زیر مطالعہ کے فائدہ نمبر ۴ میں بخاری کی ذکر کردہ حدیث میں الفاظ ہیں:"من هذه البنات بشیء" ان بیٹیوں میں سے کسی کے ساتھ (آزمایا جائے) اس کے مفہوم میں ایک بیٹی بھی شامل سمجھی جائے۔

42...... بَابُ مَنْ عَالَ ثَلَاثَ أَخَوَاتٍ

تین بہنوں کی کفالت کی فضیلت

79 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُكْمِلٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ بَشِيرٍ الْمُعَاوِيِّ..........

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَكُونُ لِأَحَدٍ ثَلَاثُ بَنَاتٍ، أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ، فَيُحْسِنُ إِلَيْهِنَّ، إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ))

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان سے حسن سلوک کرتا ہوتو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) بیٹیوں کی طرح بہنوں کی کفالت اور ان سے حسن سلوک بھی دخول جنت کا باعث ہے۔ معاشرتی طور پر ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ بھائی شادی کے بعد عموماً بہنوں سے اچھا سلوک نہیں کرتے۔ بالخصوص اگر والدین کا سایہ سر سے اٹھ جائے اور وہ ابھی غیر شادی شدہ ہوں تو ان کے ساتھ زیادہ اچھا سلوک نہیں کیا جاتا۔ بھائی اپنی بیوی کی باتوں کی پیروی کرتے ہوئے بہنوں سے اچھا سلوک نہیں کرتے۔ یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ بھائی اپنے بیوی بچوں کی کفالت کے لیے تو دن رات محنت کرتے ہیں لیکن بہنیں اپنی گزر اوقات اور شادی کے لیے خود مزدوری کرتی ہیں۔ اسلام نے اس کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے اس بات کی ترغیب دلائی ہے کہ جس طرح تمہاری بیٹیاں

---

(۷۹) حسن: أخرجه أبو داؤد، الأدب، باب فضل من عال بينهما: ٥١٤٧۔ والترمذي: ١٩١٢۔ صحيح الترغيب: ١٩٧٣۔ الصحيحة: ٢٩٤.

حسن سلوک کی مستحق ہیں اسی طرح بہنیں، بالخصوص جب وہ والد کے سایہ شفقت سے محروم ہو جائیں، بھی تمہارے احسان کی محتاج ہیں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے والد فوت ہوئے تو ان کی بیٹیاں چھوٹی تھیں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے ایک شوہر دیدہ سے نکاح کیا تاکہ وہ ان کی بہنوں کی پرورش احسن طریقے سے کر سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہیں کیا؟ تو انہوں نے بتایا کہ میں نے بہنوں کی تربیت کی خاطر شوہر دیدہ سے نکاح کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ان کی تحسین فرمائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ والد کی محرومی کے بعد بھائیوں کی ذمہ داری ہے کہ بہنوں کی پرورش اور کفالت کا بندوبست کریں۔

(۲) بہنیں بھائیوں سے فطری طور پر زیادہ محبت کرتی ہیں اس کے برعکس بھائی ان کا زیادہ خیال نہیں رکھتے اس لیے رسول اکرم ﷺ نے اپنے اس فرمان کے ذریعے سے ترغیب دلائی ہے کہ بہنیں اگر ضرورت مند ہوں تو ان کی ضروریات کا خیال رکھنا بھی باعث اجر ہے۔ ایک روایت (ابوداؤد: ۵۱۴۸) میں دو بہنوں کی کفالت کرنے والے کے لیے بھی یہی فضیلت منقول ہے۔

43...... بَابُ فَضْلِ مَنْ عَالَ ابْنَتَهُ الْمَرْدُودَةَ

گھر واپس آجانے والی (طلاق یافتہ) بیٹی کی کفالت کرنے کی فضیلت

80 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ............

حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِسُرَاقَةَ ابْنِ جُعْشُمٍ: ((أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَعْظَمِ الصَّدَقَةِ، أَوْ مِنْ أَعْظَمِ الصَّدَقَةِ؟)) قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((ابْنَتُكَ مَرْدُودَةٌ إِلَيْكَ، لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَيْرُكَ))

حضرت علی بن رباح سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے عظیم صدقے کی خبر نہ دوں؟'' انہوں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے ارشاد فرمایا: ''تیری وہ بیٹی (جو طلاق کے بعد یا شوہر کی وفات کے بعد) واپس آجائے جس کے لیے تیرے علاوہ کوئی کمانے والا نہ ہو (جب تو اس پر خرچ کرے گا تو یہ بہت بڑا صدقہ ہوگا۔'')

81 - حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُوسَى قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي............

عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ جُعْشُمٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَا سُرَاقَةُ)) مِثْلَهُ

حضرت علی سراقہ بن جعشم سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے سراقہ'' پھر مذکور حدیث کی طرح بیان کیا۔

---

(۸۰) ضعيف: أخرجه أحمد: ١٧٥٨٦ـ وابن ماجه: ٣٦٦٧ـ الضعيفة: ٤٨٢٢ـ المشكاة: ٥٠٠٢.

(۸۱) ضعيف: أخرجه أحمد: ٤/ ١٣١، ١٣٢، ٤/ ١٧٥.

فائدہ: ......ان دونوں روایتوں کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف الادب المفرد میں ذکر کیا ہے تاہم بیٹی اگر ضرورت مند ہو تو اس پر خرچ کرنا دیگر لوگوں پر خرچ کرنے سے افضل ہے کیونکہ اس میں صدقے کے ساتھ ساتھ صلہ رحمی بھی ہے۔

82 - حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ............

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا أَطْعَمْتَ نَفْسَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ وَلَدَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ زَوْجَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ خَادِمَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ))

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو تو خود کھائے، وہ تیرے لیے صدقہ ہے اور جو تو اپنی اولاد کو کھلائے، وہ تیرے لیے صدقہ ہے، جو تو اپنی بیوی کو کھلائے، وہ تیرے لیے صدقہ ہے اور جو تو اپنے نوکر کو کھلائے وہ بھی تیرے لیے صدقہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) صدقہ زکاۃ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، یہاں یہ معنی مراد نہیں کیونکہ حدیث میں مذکور افراد کو زکاۃ نہیں دی جا سکتی۔ بعض علماء کے نزدیک اولاد بالغ شادی شدہ اور الگ تھلگ ہو، ان کا کاروبار بھی الگ ہو اور وہ فقراء و مساکین کے ضمن میں آتی ہو تو ان کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اس پوزیشن میں والد کی کفالت کی ذمہ داری ختم ہوتی ہے۔ یہاں مقصود یہ ہے کہ انسان جو اپنی ذات پر خرچ کرتا ہے، اگر اس کا مقصد یہ ہو کہ میں کھا کر قوت و طاقت سے اللہ کی عبادت کروں گا، اور پہننے سے شرعی احکام کے مطابق ستر پوشی مقصود ہو تو یہ بھی اس کے نامہ اعمال میں صدقہ لکھا جاتا ہے۔ اسی طرح بیوی بچوں پر اگر اس لیے خرچ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی پرورش کرنا میری ذمہ داری لگائی ہے تو یہ بھی اس کے لیے صدقہ شمار ہوگا۔

(۲) اس حدیث سے مال خرچ کرنے کی ترتیب کا علم ہوتا ہے کہ انسان کو سب سے پہلے اپنے اوپر خرچ کرنا چاہیے اور پھر بیوی بچوں اور ملازمین کی ضرورتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس سے بچ رہے تو دیگر عزیز و رشتہ داروں اور ضرورت مندوں پر خرچ کرے۔ ان مصارف میں خرچ کرنے سے فرض ادا کرنے اور خرچ کرنے کا بھی ثواب ہوگا۔ یاد رہے کہ اگر والدین ضرورت مند ہوں تو وہ سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ والدین پر زکوٰۃ کا مال خرچ نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اگر وہ معاشی لحاظ سے کمزور ہو جائیں تو اولاد کا فرض ہے کہ ان کے ساتھ احسان کریں اور ان کی کفالت کریں، ایک حدیث میں: "انت ومالك لابيك" (ابو داود: ۳۵۳۰) تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ اس لیے والدین کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی دنیاوی جروریات کے لیے اپنی اولاد سے مال وغیرہ لے لیں۔ جو آدمی والدین پر زکوٰۃ خرچ کرتا ہے گویا وہ اپنی ذاتی ضرورت کے لیے زکوٰۃ صرف کرتا ہے۔ جو ٹھیک نہیں۔

(۸۲) صحیح: أخرجه أحمد: ۱۷۱۷۹۔ والنسائي في الكبرىٰ: ۹۱۴۱۔ والطبراني في الكبير: ۲۰/ ۲۶۸۔ الصحيحة: ۴۹۲.

(۳) خود کھانا انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر انسانی زندگی کا تصور ممکن نہیں، اسی طرح بیوی بچوں کو کھلانا بھی انسانیت کی بقا کے لیے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کا نظام اسی طرح بنایا ہے کہ اکیلا کوئی انسان یہاں آباد نہیں رہ سکتا، پھر کوئی کمزور ہے اور کوئی طاقت ور، کوئی مالدار تو کوئی فقیر۔ یہ سب قدرت الٰہی کے کرشمے ہیں۔ ہر شخص محنت کرتا ہے اور اپنے عیالداروں کی ضروریات کو بھی پورا کرتا ہے۔ کافر اور مسلمان دونوں اس معاملے میں یکساں ہیں، فرق یہ ہے کہ مسلمان اگر اپنی ان بنیادی ضرورتوں پر خرچ کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی نیت رکھے تو اس کی ضرورت بھی پوری ہو جائے گی اور ثواب بھی نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ گویا خرچ کرنے پر اجر اس وقت ملتا ہے جب مقصود تقرب الٰہی ہو۔ جب مقصد اللہ کا قرب حاصل کرنا نہ ہو تو فرض تو ادا ہو جاتا ہے لیکن انسان ثواب سے محروم رہتا ہے۔ اس لیے فرض زکاۃ ادا کرتے وقت بھی ثواب کا حصول پیش نظر ہونا چاہیے۔

(۴) اس میں حصول مال کے لیے محنت اور کوشش کی بھی ترغیب ہے تاکہ انسان اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ جانا اور محنت نہ کرنا ہرگز توکل نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ انسان محنت کرے، خود کھائے، اپنے اہل وعیال کی ضرورتوں کو پورا کرے تو یہ کوئی معمولی عمل نہیں ہے بشرطیکہ مقصود تقرب الٰہی ہو۔

44...... بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يَتَمَنَّى مَوْتَ الْبَنَاتِ

بیٹیوں کی موت کی تمنا کرنے کی ممانعت

83 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْحَارِثِ أَبِي الرَّوَّاعِ............

عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا كَانَ عِنْدَهُ، وَلَهُ بَنَاتٌ فَتَمَنَّى مَوْتَهُنَّ، فَغَضِبَ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ: أَنْتَ تَرْزُقُهُنَّ؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے ہاں ایک شخص تھا جس کی بیٹیاں تھیں اس نے ان کے مرجانے کی خواہش کی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما غضبناک ہوگئے اور فرمایا: تم انہیں رزق دیتے ہو؟

فائدہ: ......شیخ البانی رحمہ اللہ نے ابو الرواع کی وجہ سے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے، تاہم بیٹیوں سے نفرت اور کراہت کافرانہ سوچ ہے۔ بیٹیوں کی پرورش گو آسان نہیں لیکن صبر وتحمل سے ان کی پرورش کرنے والے کے لیے جنت کی بشارت ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے۔

---

(۸۳) ضعیف.

45...... بَابُ الْوَلَدُ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ

اولاد بخل اور بزدلی کا سبب ہے

84 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمًا: وَاللّٰهِ مَا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ رَجُلٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ عُمَرَ، فَلَمَّا خَرَجَ رَجَعَ فَقَالَ: كَيْفَ حَلَفْتُ أَيْ بُنَيَّةُ؟ فَقُلْتُ لَهُ، فَقَالَ: أَعَزُّ عَلَيَّ، وَالْوَلَدُ أَلْوَطُ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ ایک روز سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے روئے زمین پر عمر سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں۔ یہ کہہ کر باہر نکلے، واپس آئے تو فرمایا: بیٹی! میں نے کیسے قسم اٹھائی تھی؟ میں نے ان سے کہا (آپ نے ایسے قسم اٹھائی تھی) پھر فرمایا: (عمر) مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں، تاہم (محبوب بننے کے) اولاد زیادہ لائق ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) امام بخاری کا قائم کردہ یہ باب ایک حدیث رسول سے مستفاد ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ الْوَلَدَ مَنخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ)) (سنن ابن ماجه، الأدب، حديث: ٣٦٦٦)

''بلاشبہ اولاد بخل اور بزدلی کا باعث ہے۔''

(۲) اپنی بات کی تاکید کے لیے بوقت ضرورت قسم اٹھائی جاسکتی ہے، تاہم قسم صرف اللہ تعالیٰ کی اٹھانی جائز ہے۔ نیز اگر انسان جذبات میں آکر کوئی قسم اٹھا بیٹھے اور بعد میں اسے احساس ہو کہ حقیقت اس کے برعکس ہے تو اس سے رجوع کرسکتا ہے۔ اور یہ قسم لغو شمار ہوگی۔

(۳) محبت دو طرح کی ہوتی ہے: (۱) فطری اور طبعی محبت، (۲) کسی صفت اور خوبی کی بنا پر محبت۔ فطری اور طبعی محبت میں اولاد، والدین، بہن بھائیوں اور دیگر عزیزوں کی محبت شامل ہے اور یہ غیر ارادی طور پر ہوتی ہے۔ اس میں تمام انسان برابر ہیں تاہم دوسری صورت میں ہر انسان کی محبت کا معیار مختلف ہوتا ہے۔ انسان جس قدر کسی کی خوبیوں سے متاثر ہو اسی قدر اس سے محبت کرتا ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ (نبی ﷺ کے بعد) سب سے زیادہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متاثر تھے اس لیے ان کے بارے میں اس محبت کا اظہار فرمایا۔ کیونکہ آپ صدیق کے مرتبے پر فائز تھے اس لیے جذبات میں معمولی سے غیر حقیقی اظہار کی بھی فوراً اصلاح کر دی کہ زبان اور دلی جذبات میں کسی تضاد کا اظہار نہ ہو۔ کیونکہ بشری کمزوری ہے کہ انسان کا دل دوسروں کی نسبت اولاد سے زیادہ متعلق ہوتا ہے۔

---

(٨٤) حسن: رواه ابن أبي داؤد في مسند عاشر: ٤٧۔ واللالكائي في السنة: ٢٥٠٢۔ وابن عساكر في تاريخه: ٤٤/ ٢٤٧.

85 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي يَعْقُوبَ.......... عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ قَالَ: كُنْتُ شَاهِدًا ابْنَ عُمَرَ إِذْ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ دَمِ الْبَعُوضَةِ؟ فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقَالَ: مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، فَقَالَ: انْظُرُوا إِلَى هَذَا، يَسْأَلُنِي عَنْ دَمِ الْبَعُوضَةِ، وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((هُمَا رَيْحَانَتَيَّ مِنَ الدُّنْيَا))

عبدالرحمٰن بن ابونعم سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا۔ایک آدمی نے سوال کیا کہ مچھر کو مارنا کیسا ہے (جائز ہے ناجائز؟) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تو کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا: عراق سے۔تب ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اسے دیکھو! مچھر کے مارنے کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں پوچھتا ہے حالانکہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لخت جگر کو شہید کیا (تو انہیں ذرا خیال نہ آیا) میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''وہ دونوں (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے پھول ہیں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اہل علم کی مجلس میں بیٹھنا چاہیے۔اس سے دینی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اور اصلاح کی توفیق ملتی ہے۔عبدالرحمٰن بن ابونعم کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اس قدر عبادت گزار تھے کہ اگر ان سے کہا جاتا کہ کل تمہیں موت آجائے گی تو وہ اپنے عمل میں اضافہ نہ کر سکتے۔

(۲) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص سے یہ اس لیے پوچھا: ''تم کہاں کے رہنے والے ہو'' کہ اہل کوفہ اس دور میں بھی اس طرح کے بے جا سوال کرنے میں معروف تھے۔بعد میں بھی یہ فتنوں کی آماجگاہ رہا اور اہل الرائے وہیں کی پیداوار ہیں۔

(۳) اہل کوفہ دغا بازی میں روز اول سے معروف ہیں۔سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا باعث بنے۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور پیدا ہونے والے فتنے میں پیش پیش رہے حتی کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے خانوادے کو شہید کر کے خود ہی رونا پیٹنا شروع کر دیا۔بظاہر وہ شخص اپنی دین داری اور پرہیزگاری کا رعب جمانا چاہتا تھا تاکہ لوگ کہیں کہ یہ کس قدر محتاط ہے۔سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اسے سمجھ گئے اور اس کی خوب خبر لی کہ تمہیں نواسۂ رسول کو شہید کرتے ہوئے تو ذرہ حیا نہ آئی اور مچھر کے قتل کرنے کے بارے میں تم مسئلہ پوچھ رہے ہو۔

(۴) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے بہت پیار تھا، شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی دوسری بیٹیوں کی نرینہ اولاد زندہ نہیں بچی تھی۔اور وہ بیٹیاں آپ کی زندگی ہی میں دنیا سے چل بسی تھیں۔اولاد کیونکہ باعث سکون ہوتی ہے اور انسان انہیں پیار و محبت کر کے اسی طرح سکون محسوس کرتا ہے جیسے پھول اور خوشبو انسان کو سکون مہیا کرتی ہے اس لیے اولاد کو پھول سے تشبیہ دی گئی۔

(۸۵) صحیح: أخرجه البخاری، فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۳۷۵۳۔ والترمذی: ۳۷۷۰۔ الصحیحة: ۲۴۹۴.

سائل نے محرم کے مچھر مار دینے کے حوالہ سے سوال کیا تھا کہ اس کا کیا حکم ہے؟ (بخاری: ۳۷۵۳)

46...... بَابُ حَمْلِ الصَّبِيِّ عَلَى الْعَاتِقِ

بچے کو کندھے پر اٹھانے کا بیان

86 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ............

سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ عَلَى عَاتِقِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ، إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ))

حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کندھے پر اٹھا رکھا تھا اور فرما رہے تھے: ''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) بچوں کے کپڑوں پر اگر ظاہری نجاست نہ ہو تو ان کا حکم پاک کپڑوں کا ہوگا کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفصیلات معلوم نہیں کیں جبکہ بچوں کے کپڑوں کے ناپاک ہونے کا اکثر و بیشتر گمان ہوتا ہے۔ اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نواسی امامہ رضی اللہ عنہا کو اٹھا کر نماز بھی پڑھی۔

(۲) سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے محبت ایمان کا حصہ ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے حصول کا ذریعہ ہے، جیسا کہ بعض روایات میں ہے: ''اے اللہ! جو اس سے محبت کرے تو اس سے محبت فرما۔'' تاہم محبت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انہیں مشکل کشا اور حاجت روا سمجھا جائے، یہ محبت نہیں بلکہ ان کے ساتھ دشمنی ہے کیونکہ کسی کی تعلیمات سے رو گردانی اس سے محبت نہیں بلکہ بغض کی علامت ہے۔ ان بزرگوں کی یہ تعلیمات ہرگز نہیں تھیں بلکہ وہ ساری زندگی توحید کا درس دیتے رہے اور محرمات سے بچتے رہے۔

47...... بَابُ الْوَلَدُ قُرَّةُ الْعَيْنِ

(نیک) اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

87 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ............

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَلَسْنَا إِلَى الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ يَوْمًا، فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ فَقَالَ: طُوبَى

حضرت جبیر بن نفیر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک روز ہم حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک

---

(٨٦) صحيح: أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ: ٣٧٤٩ـ ومسلم: ٢٤٢٢ـ والترمذي: ٣٧٨٣ـ الصحيحة: ٢٧٨٩.

(٨٧) صحيح: أخرجه أحمد: ٢٣٨١٠ـ وابن ابي عاصم في الاحاد: ٢٩٢ـ والطبراني في الكبير: ٢٠/ ٢٥٣ـ وابن حبان: ٦٥٥٢ـ الصحيحة: ٢٨٢٣.

لِهَاتَيْنِ الْعَيْنَيْنِ اللَّتَيْنِ رَأَتَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاللّٰهِ لَوَدِدْنَا أَنَّا رَأَيْنَا مَا رَأَيْتَ، وَشَهِدْنَا مَا شَهِدْتَ فَاسْتُغْضِبَ، فَجَعَلْتُ أَعْجَبُ، مَا قَالَ إِلَّا خَيْرًا، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((مَا يَحْمِلُ الرَّجُلَ عَلَى أَنْ يَتَمَنَّى مَحْضَرًا غَيَّبَهُ اللّٰهُ عَنْهُ؟ لَا يَدْرِي لَوْ شَهِدَهُ كَيْفَ يَكُونُ فِيهِ؟ وَاللّٰهِ، لَقَدْ حَضَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْوَامٌ كَبَّهُمُ اللّٰهُ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ فِي جَهَنَّمَ، لَمْ يُجِيبُوهُ وَلَمْ يُصَدِّقُوهُ، أَوَلَا تَحْمَدُونَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذْ أَخْرَجَكُمْ لَا تَعْرِفُونَ إِلَّا رَبَّكُمْ، فَتُصَدِّقُونَ بِمَا جَاءَ بِهِ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ كُفِيتُمُ الْبَلَاءَ بِغَيْرِكُمْ، وَاللّٰهِ لَقَدْ بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَشَدِّ حَالٍ بُعِثَ عَلَيْهَا نَبِيٌّ قَطُّ، فِي فَتْرَةٍ وَجَاهِلِيَّةٍ، مَا يَرَوْنَ أَنَّ دِينًا أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ، فَجَاءَ بِفُرْقَانٍ فَرَّقَ بِهِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ، وَفَرَّقَ بِهِ بَيْنَ الْوَالِدِ وَوَلَدِهِ، حَتَّى إِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَرَى وَالِدَهُ أَوْ وَلَدَهُ أَوْ أَخَاهُ كَافِرًا، وَقَدْ فَتَحَ اللّٰهُ قُفْلَ قَلْبِهِ بِالْإِيمَانِ، وَيَعْلَمُ أَنَّهُ إِنْ هَلَكَ دَخَلَ النَّارَ، فَلَا تَقَرُّ عَيْنُهُ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ حَبِيبَهُ فِي النَّارِ))، وَأَنَّهَا لِلَّتِي قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا

آدمی وہاں سے گزرا تو اس نے کہا: کتنی باسعادت ہیں یہ دونوں آنکھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، اللہ کی قسم! ہماری خواہش ہے کہ ہم بھی وہ دیکھتے جو آپ نے دیکھا ہے اور ہم بھی ان مواقع پر موجود ہوتے جن پر آپ موجود رہے ہیں۔ اس بات سے سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ غصے میں آ گئے تو مجھے ان پر تعجب ہوا کہ (غصے والی کیا بات ہے) اس نے اچھی بات ہی کی ہے۔ پھر وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا وجہ ہے کہ کوئی شخص کسی موقع پر موجود ہونے کی تمنا کرتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے غائب رکھا ہے۔ نہ معلوم وہ اس موقع پر موجود ہوتا تو اس کا کیا حال ہوتا؟ اللہ کی قسم! رسول اکرم ﷺ کے ہاں کتنے لوگ حاضر ہوئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے چہروں کے بل جہنم میں اوندھا کر دیا۔ (کیونکہ) انہوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا نہ آپ کی تصدیق کی۔ کیا تم اس بات پر اللہ کی تعریف بیان نہیں کرتے کہ جب اس نے تمہیں پیدا فرمایا تو تم اپنے رب کے سوا کسی (غیر اللہ) کو نہیں جانتے، یعنی ہر طرف ایمان ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی تصدیق کرتے ہو۔ (تصدیق و تکذیب کی) آزمائش دوسرے لوگوں کے ذریعے تم سے ٹل گئی۔

اللہ کی قسم! جیسے سخت حالات میں نبی ﷺ مبعوث ہوئے کوئی نبی ایسے حالات میں مبعوث نہیں ہوا۔ یہ فترت اور جاہلیت کا زمانہ تھا (کہ سال ہا سال تک نبی مبعوث نہ ہوا تھا) بتوں کی عبادت سے بڑھ کر لوگ کسی دین کو افضل نہیں سمجھتے تھے۔ آپ فرقان لے کر آئے جس کے ذریعے حق اور باطل میں امتیاز کیا۔ باپ بیٹے کے درمیان جدائی کر دی یہاں تک ایسا موقع آ گیا کہ ایک (مومن) آدمی اپنے والد، بیٹے اور بھائی کو کافر

وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ﴾ [الفرقان: 74]

دیکھتا تھا اور خود اس کے دل کے تالے اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ذریعے کھول دیے۔ وہ جانتا تھا کہ یقیناً اگر وہ (اس کا باپ یا بھائی) ہلاک ہوگیا تو دوزخ میں جائے گا، لہٰذا (انہیں دیکھ کر) اس کی آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہوتی تھیں جبکہ وہ جانتا ہوتا کہ اس کا حبیب دوزخ میں جانے والا ہے۔ اور یہ (اولاد کی محبت) ایسی چیز ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور وہ لوگ جو کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب فرما۔

فوائد و مسائل: ......(۱) آنکھوں کی ٹھنڈک کا مطلب یہ ہے کہ اولاد سے انسان کو سرور اور فرحت نصیب ہوتی ہے۔ تمنائیں اس طرح پوری ہوں کہ انسان راضی ہو جائے اور کہیں اور دیکھنے کی ضرورت نہ رہے تو ایسے موقع پر بھی یہ جملہ بولتے ہیں۔

(۲) اولاد فرمانبردار اور نیک ہو کہ جہنم سے بھی بچ جائے تو انسان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں، اس سے صرف دنیا کی خوشحالی مراد نہیں ہے۔ حدیث کے آخر میں جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ (اولاد) اللہ کی اطاعت کے امور بجا لائیں تا کہ دنیا و آخرت میں ان والدین کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ''اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمان بندے کے بیوی بچوں، بھائیوں اور دوست و احباب کو اپنا فرمانبردار بنائے کیونکہ اللہ کی قسم! مسلمان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔

(۳) اس حدیث میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ اگر بندہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا اور مسلمانوں والا ماحول میسر ہو تو اسے اس پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی شکر بجا لانا چاہیے۔ کتنے ایسے لوگ ہیں کہ وہ کافر گھرانوں میں پیدا ہوتے ہیں اور کفر ہی کی حالت میں مرجاتے ہیں۔ اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے۔ دوسری اس بات کی تمنا کہ اگر میں فلاں زمانے میں ہوتا تو یہ کرتا، یہ بھی نہیں کہنا چاہیے کیونکہ ممکن ہے اس دور میں وہ ہوتا تو گمراہ ہو جاتا۔ تابعین کے جذبات اگرچہ بہت اچھے تھے کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے، آپ کی مدد و نصرت کرتے لیکن حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے یہ بات سمجھائی کہ تمہیں اللہ کی تقدیر پر راضی رہنا چاہیے، نہ معلوم تم اس دور میں ہوتے تو آپ کے حمایتی ہوتے یا مخالف۔ وہ فرماتے ہیں: ہم نے دیکھا کہ آدمی خود مسلمان ہے جبکہ اس کی اولاد کافر ہے اسے یہی قلق رہتا کہ کہیں یہ حالت کفر میں مر کر جہنم واصل نہ ہو جائیں۔ تمہارے عزیز و اقارب اور بہن بھائی تو مسلمان

ہیں اس لحاظ سے تم خوش قسمت ہو کیونکہ انسان خود جتنا آسائش اور نعمت میں ہو اگر وہ دیکھ رہا ہو کہ اس کی اولاد تکلیف اور جہنم میں جانے والی ہے تو اسے کسی صورت بھی سکون نہیں ہوگا۔

(۴) رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نہایت کڑی آزمائشوں سے گزرے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے درجات بھی بلند کیے۔

(۵) تابعین، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے فضل کے معترف تھے اور ان سے محبت کرتے تھے

48...... بَابُ مَنْ دَعَا لِصَاحِبِهِ أَنْ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ

اپنے ساتھی کے لیے مال و اولاد کی کثرت کی دعا کرنے کا بیان

88 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ............

عَـنْ أَنَـسٍ قَـالَ: دَخَـلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، وَمَا هُوَ إِلَّا أَنَا وَأُمِّي وَأُمُّ حَـرَامٍ خَالَتِي، إِذْ دَخَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ لَنَا: ((أَلا أُصَـلِّـي بِكُمْ؟)) وَذَاكَ فِي غَيْرِ وَقْتِ صَلاةٍ، فَـقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: فَأَيْنَ جَعَلَ أَنَسًا مِنْهُ؟ فَقَالَ: جَعَلَهُ عَنْ يَمِينِهِ؟ ثُمَّ صَلَّى بِـنَـا، ثُمَّ دَعَا لَنَا - أَهْلَ الْبَيْتِ - بِكُلِّ خَيْرٍ مِـنْ خَيْـرِ الـدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَقَالَتْ أُمِّي: يَا رَسُـولَ الـلّٰـهِ، خُـوَيْدِمُكَ، ادْعُ اللّٰهَ لَهُ، فَدَعَا لِي بِكُلِّ خَيْرٍ، كَانَ فِي آخِرِ دُعَائِهِ أَنْ قَـالَ: ((الـلّٰـهُـمَّ أَكْثِـرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ))

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا (اور یہ اس دن کی بات ہے جب) صرف آپ ﷺ، میں، میری والدہ اور میری خالہ ام حرام تھے۔ جب آپ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم سے فرمایا: ''کیا میں تمہیں نماز نہ پڑھاؤں؟'' اور یہ (فرض) نماز کا وقت نہیں تھا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا: تو آپ نے انس کو کہاں کھڑا کیا؟ انہوں نے کہا: اسے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا، پھر ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر ہم گھر والوں کے لیے دعا فرمائی (اور) دنیا و آخرت کی ہر بھلائی کی دعا کی۔ میری والدہ نے عرض کی: اللہ کے رسول! آپ کا ننھا خادم، اس کے لیے اللہ سے (خصوصی) دعا کریں۔ آپ نے میرے لے (دنیا و آخرت کی) ہر بھلائی کی دعا کی۔ آپ نے اپنی دعا کے آخر میں فرمایا: ''اے اللہ! اسے کثرت سے مال اور اولاد عطا فرما اور اسے برکت سے نواز۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) صحیح بخاری (۱۹۸۲) میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا (حضرت انس کی والدہ) کے گھر تشریف لائے تو انہوں نے کھجوریں اور گھی پیش کیے تو آپ نے فرمایا: ''میں روزے سے ہوں۔'' اور

(۸۸) صحیح: أخرجه مسلم، كتاب المساجد، باب جواز الجماعة في النافلة: ٦٦٠ـ والنسائي: ٨٠٢ـ الصحيحة: ١٤٠، ١٤١، ٢٢١٤.

پھر گھر کے ایک کونے میں فرض کے علاوہ نماز پڑھی...... اور اہل خانہ کے لیے دعا کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ گھر میں اگر ایک سے زیادہ عورتیں ہوں اور کوئی سمجھ دار بچہ بھی ہو تو کسی بزرگ کا گھر آنا جائز ہے بشرطیکہ فتنے کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ یہاں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ جو کہ ام سلیم کے شوہر تھے، کا گھر پر موجود ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

(۲) بوقت ضرورت گھر میں نماز کی جماعت کروائی جاسکتی ہے بالخصوص بچوں اور عورتوں کے لیے گھر میں جماعت کروانا مستحب ہے۔

(۳) جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے وقت اگر دو مرد ہوں اور باقی عورتیں ہوں تو مرد دونوں ایک ہی صف میں کھڑے ہوں گے اور عورتیں پیچھے کھڑی ہوں گی۔ عورتیں بچوں کے ساتھ بھی صف بندی نہیں کرسکتیں خواہ ان کی اولاد ہی ہو۔

(۴) اہل خیر اور بزرگ اگر گھر تشریف لائیں تو ان کی تکریم کرنا اور ان کی مہمان نوازی کرنا ضروری ہے، نیز ان سے اپنے لیے اور اولاد کے لیے دعا کروانا جائز ہے۔

(۵) جب کسی عالم دین کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہوئے کوئی شخص اس سے دعا کی درخواست کرے تو خلوص دل سے دعا کرنی چاہیے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے اہل خانہ کے لیے کی۔

(۶) ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے'' اس سے معلوم ہوا کہ حاکم وقت اور با اثر علماء کو اپنی رعایا اور عوام کے گھر جانا چاہیے تا کہ ان کی عزت افزائی ہو۔

(۷) مال و دولت کی کثرت اللہ کی نعمت ہے بشرطیکہ انسان باغی اور سرکش نہ ہو۔ یہ آخرت کی بھلائی کے منافی نہیں ہے۔

(۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے کی گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لفظ بلفظ پوری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مال میں خوب برکت دی حتی کہ خود ان کا اپنا بیان ہے کہ مجھے میری بڑی بیٹی نے بتایا کہ میری پشت سے حجاج کے دور گورنری تک ایک سو بیس سے کچھ زائد افراد فوت ہو چکے تھے۔ (شرح صحیح الادب المفرد حدیث: ۶۵) نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں انصار کا سب سے مال دار شخص ہوں۔

اتنی اولاد کا فوت ہو جانا آدمی کے لیے صدقہ اور غم کا باعث تو ہے لیکن اس پر صبر کے نتیجے میں اسی مقدار میں ثواب کی توقع بھی ہے۔ اور پھر آخرت میں وہ جہنم سے بچاؤ اور شفاعت کا ذریعہ بھی ہیں۔ اس لیے اتنی اولاد فوت ہونے کے باوجود وہ برکت کا ہی باعث ہے۔

انس رضی اللہ عنہ کی اولاد اور اولاد کی اولاد کی تعداد ان کی زندگی میں ایک صد سے متجاوز تھی۔ (فتح الباری، ص: ۲۲۹، ج: ۴)

(۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دائیں جانب کھڑا کیا جس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ اگر امام کے ساتھ صرف ایک مقتدی ہو تو وہ امام کی دائیں جانب کھڑا ہوگا، دوسرے یہ معلوم ہوا کہ وہ برابر کھڑا ہوگا جیسا عبارت النص سے ظاہر ہے۔ اگر تھوڑا پیچھے کھڑا ہونا مسنون ہوتا تو اس کا ذکر ضرور ہوتا۔

49...... بَابُ الْوَالِدَاتُ رَحِيمَاتٌ

مائیں رحم دل ہوتی ہیں

89 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فَضَالَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ............

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَأَعْطَتْهَا عَائِشَةُ ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ، فَأَعْطَتْ كُلَّ صَبِيٍّ لَهَا تَمْرَةً، وَأَمْسَكَتْ لِنَفْسِهَا تَمْرَةً، فَأَكَلَ الصِّبْيَانُ التَّمْرَتَيْنِ وَنَظَرَا إِلَى أُمِّهِمَا، فَعَمَدَتْ إِلَى التَّمْرَةِ فَشَقَّتْهَا، فَأَعْطَتْ كُلَّ صَبِيٍّ نِصْفَ تَمْرَةٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ فَقَالَ: ((وَمَا يُعْجِبُكِ مِنْ ذَلِكِ؟ لَقَدْ رَحِمَهَا اللّٰهُ بِرَحْمَتِهَا صَبِيَّيْهَا))

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی عورت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس (سوال کرنے کے لیے) آئی تو انہوں نے اسے تین کھجوریں دیں۔ اس نے ایک ایک کھجور ہر بچے کو دے دی اور ایک اپنے لیے رکھ لی۔ بچے اپنی اپنی کھجور کھا کر پھر ماں کی طرف دیکھنے لگے۔ اس عورت نے اپنی کھجور نکالی اور اس کے دو ٹکڑے کیے اور ہر ایک بچے کو آدھی دے دی (اور خود کچھ نہ کھایا)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو سیدہ عائشہ نے آپ سے یہ واقعہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''تجھے اس سے کیا تعجب ہے؟ یقیناً اللہ نے اس پر رحم فرما دیا کیونکہ اس نے اپنے بچوں پر رحم کیا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شدید ضرورت کے وقت سوال کرنا جائز ہے۔ تاہم سوال سے حتی الوسع بچنا افضل ہے، نیز معمولی چیز کے صدقے کو بھی حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔

(۲) صحیح بخاری (۵۹۹۵) میں صراحت ہے کہ اس عورت کے ساتھ دو بیٹیاں تھیں۔ اس خاتون نے اپنی ذات پر اپنی بچیوں کو ترجیح دی اور اپنے لیے رکھی ہوئی کھجور بھی ان میں تقسیم کر دی۔ اللہ تعالیٰ کو اس عورت کا اپنی بچیوں پر شفقت کرنا اتنا پسند آیا کہ اس کے اس عمل کی وجہ سے اس پر رحم فرما کر اسے جنت کا مستحق قرار دے دیا اور دوزخ سے آزاد قرار دیا۔

(۳) اللہ کے بندوں بالخصوص اپنے بچوں اور قریبی رشتہ داروں پر رحمت و شفقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کا ذریعہ ہے کہ اس عورت نے اپنی بچیوں پر رحم کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم فرمایا۔ حدیث نبوی ہے:

((الرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ)) (الصحيحه للألباني، حديث: ۹۲۵)

---

(۸۹) صحيح: أخرجه الحاكم في المستدرك: ٤/ ١٧٧ـ وأبو نعيم في الحلية: ٢/ ٢٣٠ـ والبزار في مسنده: ٦٧٦٢ـ الصحيحة: ٣١٤٣.

''(لوگوں پر) رحم کرنے والوں پر رحمٰن تبارک وتعالیٰ رحم فرماتا ہے۔تم اہل زمین پر رحم کرو عرش والا تم پر مہربان ہوگا۔''

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے صدقے کا ذکر نبی ﷺ سے کیا جس سے معلوم ہوا کہ اگر مقصود فخر اور احسان جتلانا نہ ہو تو اپنی نیکی اور صدقے کا ذکر کسی سے کیا جاسکتا ہے۔ نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت بھی معلوم ہوئی کہ ان کے پاس صرف تین کھجوریں تھیں لیکن انہوں نے اپنے اوپر سائلہ کو ترجیح دی۔

(۵) والدین بچوں کی کس مشکل سے پرورش کرتے ہیں اس روایت میں اس کی ایک جھلک کا ذکر ہے کہ خود بھوکے رہ کر بھی اولاد کی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں۔لیکن افسوس کہ اولاد جب جوان ہو جاتی ہے اور والدین بوڑھے ہو جاتے ہیں تو اولاد اپنی ضروریات کو تو پورا کرتی ہے لیکن والدین کا ذرہ بھر خیال نہیں کرتی۔ ان کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتی ہے نہ ان کا سہارا بنتی ہے۔قرآن مجید میں بار بار حسن سلوک کی جو تاکید ہے وہ والدین کے انہی احسانات کی وجہ سے ہے اور والدہ کے ساتھ خصوصی حسن سلوک کا ذکر اس کی خصوصی رحم دلی اور اولاد کے لیے تکالیف برداشت کرنے کی وجہ سے ہے۔

50...... بَابُ قُبْلَةِ الصِّبْيَانِ

بچوں کو بوسہ دینے کا بیان

90 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ..........

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَتُقَبِّلُونَ صِبْيَانَكُمْ؟ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَوَ أَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ؟))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ایک بدوی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: کیا تم اپنے بچوں کو بوسہ دیتے ہو؟ ہم تو انہیں بوسہ نہیں دیتے۔ تب نبی ﷺ نے فرمایا:''میں اس کا کیا علاج کروں کہ اللہ نے تیرے دل سے رحمت کا مادہ نکال دیا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) انسان جس قدر جاہل اور معرفت الٰہی سے محروم ہوگا اسی قدر سخت مزاج ہوگا۔ رسول اکرم ﷺ سب سے زیادہ اللہ کی معرفت رکھتے تھے اس لیے آپ سب سے زیادہ رحم دل تھے۔آپ اتنے اونچے مرتبے پر فائز ہونے کے باوجود اپنے تو کیا دوسروں کے بچوں سے بھی پیار و شفقت کا رویہ رکھتے تھے۔انہیں گزرتے ہوئے سلام کرتے۔سفر سے واپس تشریف لاتے تو انہیں اپنے ساتھ سواری پر سوار کر لیتے۔مزاح کرتے۔ یہ سارے کام رحمت و شفقت کی بنیاد پر ہی ممکن ہیں اور اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل واحسان ہے۔

(۹۰) صحيح: أخرجه البخاري، الأدب، باب رحمة الولد و تقبيله ومعانقته: ٥٩٩٨ـ ومسلم، كتاب الفضائل: ٦٤.

(۲) چھوٹے بچوں سے پیار کرنا اور انہیں بوسہ دینا مستحب ہے۔ ایسا کرنے سے انسان اللہ کی رحمت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ یاد رہے اس پیار کا باعث شفقت اور رحمت ہو، اگر اس کا باعث شہوت ہو تو وہ قابل مواخذہ گناہ ہے۔

91 - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ..........

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَبَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ جَالِسٌ، فَقَالَ الْأَقْرَعُ: إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ)).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (سے روایت ہے وہ) فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا تو وہاں اقرع بن حابس تمیمی بھی تھے، انہوں نے کہا: میرے دس بیٹے ہیں، میں نے کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ تب رسول اکرم ﷺ نے اس کی طرف دیکھا، پھر فرمایا: ''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی فضیلت معلوم ہوئی کہ رسول اکرم ﷺ ان سے کس قدر پیار کرتے تھے، نیز معلوم ہوا کہ بچوں کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرنا چاہیے۔

(۲) اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے صحابی ہیں۔ فتح مکہ، غزوہ حنین اور طائف کے غزوے میں شریک ہوئے۔ بعد کے غزوات میں بھی شریک ہوتے رہے اور سید عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شہید ہوئے۔ شریف النفس انسان تھے لیکن رسول اکرم ﷺ کی صحبت سے ابھی زیادہ دیر فیض یاب نہیں ہوئے تھے اس لیے اپنے جاہلانہ طرز زندگی کو فخریہ انداز میں بیان کیا جس کی نبی ﷺ نے اصلاح فرما دی کہ بچوں سے پیار نہ کرنا کوئی قابل تعریف کام نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محرومی کا باعث ہے۔

(۳) رحم کرنا صرف اپنی اولاد کے ساتھ خاص نہیں بلکہ دوسروں کے بچوں کے ساتھ بھی مشفقانہ رویہ ہونا چاہیے۔ جب کوئی بچہ نماز میں روتا تو رسول اکرم ﷺ نماز کو مختصر کر دیتے۔ جنگ میں عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع کرنا بھی آپ کی صفت رحیمی کا مظہر ہے۔ پھر یہ رحم کرنا بچوں تک محدود نہیں بلکہ بڑوں پر بھی رحم کرنا چاہیے۔ ضرورت مند کی مدد کرنا، کمزوروں کا خیال رکھنا اور لوگوں کے دکھ درد کو اپنی تکلیف سمجھنا یہ سب شرعاً مطلوب ہیں۔ اگر کوئی شخص ان صفات سے عاری ہے کہ اسے اپنے من کی فکر ہے اور انسانیت کا درد نہیں رکھتا تو وہ اللہ کی رحمت سے محروم رہے گا۔ نبی ﷺ کا امتیاز یہی تھا کہ آپ حد درجہ عبادت گزار ہونے کے ساتھ ساتھ لوگوں کا درد بھی رکھتے تھے اور ان کے ساتھ رحمت و شفقت سے پیش بھی آتے تھے۔

(۹۱) صحیح: أخرجه البخاري، الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته: ۵۹۹۷۔ ومسلم: ۲۳۱۸۔ وأبي داؤد: ۵۲۱۸۔ والترمذي: ۱۹۱۱۔ غاية المرام: ۷۰، ۷۱.

(۴) اولاد کے ساتھ پیار اور شفقت نہ کرنا، قساوت قلبی ہے جو اللہ تعالیٰ سے دوری کا باعث ہے۔ ایک حدیث میں اس کا علاج مسکینوں کو کھانا کھلانا اور یتیموں کے سر پر دست شفقت رکھنا بتلایا گیا ہے۔ (صحیح الترغیب، ح: ۲۵۴۵)

(۵) گھر اور معاشرے کے ماحول کو درست رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کے ساتھ پیار ومحبت کا رویہ اختیار کیا جائے۔ جن بچوں کو گھر سے پیار نہیں ملتا وہ محرومی کا شکار ہو جاتے ہیں اور گھر سے باہر پیار تلاش کرتے ہیں اور نتیجتاً بگڑ جاتے ہیں۔ تاہم پیار کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان کی ہر جائز و ناجائز خواہش کو پورا کیا جائے۔ گھروں میں فحش اور حیا باختہ لٹریچر اور دیگر آلات موسیقی کو اس لیے رکھنا کہ بچے باہر جاتے ہیں سراسر حماقت ہے۔ برائی کا یہ علاج ہرگز نہیں کہ خود برائی کو اختیار کر لیا جائے بلکہ حتی الوسع بچوں کو اس سے متنفر کرنا چاہیے اور ان میں اس چیز کی برائی کا شعور اجاگر کرنا چاہیے۔

51...... بَابُ أَدَبِ الْوَالِدِ وَبِرِّهِ لِوَلَدِهِ

باپ کے ادب سکھانے اور اولاد کے ساتھ حسن سلوک کا بیان

92 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ............

عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ نُمَيْرِ بْنِ أَوْسٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ: كَانُوا يَقُولُونَ: الصَّلَاحُ مِنَ اللّٰهِ، وَالْأَدَبُ مِنَ الْآبَاءِ.

نمیر بن اوس سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ لوگ (ہمارے اکابر) کہا کرتے تھے: نیکی اور اصلاح کی توفیق اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور ادب سکھانا والدین کی ذمہ داری ہے۔

فائدہ: ......اس اثر کی سند ولید بن مسلم کے مدلس اور ولید بن نمیر کے مجہول ہونے کی بنا پر ضعیف ہے۔ آئندہ حدیث باب پر دلالت کرتی ہے۔

93 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْقُرَشِيُّ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدَ، عَنْ عَامِرٍ............

أَنَّ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ أَبَاهُ انْطَلَقَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أُشْهِدُكَ أَنِّي قَدْ نَحَلْتُ النُّعْمَانَ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد مجھے اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے اور عرض کی: اللہ کے رسول! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے نعمان کو فلاں فلاں چیز دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا

---

(٩٢) ضعيف: رواه ابن أبي الدنيا في العيال: ٣٥٧۔ وابن عساكر في تاريخه: ٦٢/ ٢٣١۔ والمزي في تهذيب الكمال: ٣١/ ١٠٢.

(٩٣) صحيح: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب الهبة للولد: ٢٥٨٦۔ ومسلم: ١٦٢٣۔ وأبو داؤد: ٣٥٤٢۔ والترمذي: ١٣٦٧۔ وابن ماجه: ٢٣٧٦۔ والنسائي: ٣٦٧٤.

((أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ؟)) قَالَ: لَا ، قَالَ: ((فَأَشْهِدْ غَيْرِي)) ، ثُمَّ قَالَ: ((أَلَيْسَ يَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا فِي الْبِرِّ سَوَاءً؟)) قَالَ: بَلَى ، قَالَ: ((فَلَا إِذًا)) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْبُخَارِيُّ: لَيْسَ الشَّهَادَةُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُخْصَةً

تو نے اپنے سارے بچوں کو دیا ہے۔'' انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالو۔'' نیز فرمایا: ''کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تیرے سارے بچے تیرے ساتھ برابر حسن سلوک کریں؟'' انہوں نے کہا: جی بالکل۔ آپ نے فرمایا: پھر ایسے نہ کرو (کہ کچھ کو دو اور باقیوں کو محروم رکھو۔'')

فوائد و مسائل: ......(۱) اولاد کو ادب سکھانے اور ان سے حسن سلوک میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ان میں ہبہ کرتے اور عطیہ وغیرہ دیتے وقت برابری کی جائے۔ اس طرح انہیں دوسروں کے حقوق سے آگاہی ہوگی اور بھائیوں میں باہمی ہمدردی بھی ہوگی۔ اس کے برعکس اگر والدین نے انصاف نہ کیا تو اولاد کے ذہن میں یہ بات راسخ ہو جائے گی کہ انصاف کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے اور یوں وہ زندگی بھر انصاف نہ کرنے کے عادی ہو جائیں گے، نیز اولاد کے درمیان بغض و عداوت پیدا ہو جائے گی اور خاندان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے گا۔ والدین اکثر و بیشتر اپنے عطیے میں حتی کہ وراثت میں بھی انصاف نہیں کرتے اور اولاد جہالت کی وجہ سے جہاں ایک دوسرے کی دشمن بن جاتی ہے وہاں والدین کے ادب کو بھی ملحوظ خاطر نہیں رکھا جاتا۔ اس لیے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح تم یہ چاہتے ہو کہ تمام اولاد تمہارے ساتھ حسن سلوک کرے اسی طرح تم بھی ان سے مساویانہ برتاؤ کرو۔

(۲) اگر ایک بیٹا یا بیٹی مالی طور پر کمزور ہے اور والدین اسے اس کے حق سے زیادہ دینا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ دوسری اولاد کو اعتماد میں لے کر یہ کام کریں تاکہ ان میں ناانصافی کا احساس پیدا نہ ہو۔ یعنی اگر کوئی بیٹا مقروض ہے، معذور ہے یا کسی اور حادثے کا شکار ہو گیا ہے تو اس کے تعاون کی گنجائش ہر صورت ہے۔ یاد رہے کہ یہ برابری عطیے اور ہبے میں ہے، باقی اولاد کے اخراجات ان کی تعلیم و تربیت کی نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہو سکتے ہیں۔ (نيل المآرب في تهذيب الشرح عمدة الطالب: ۳/۴۲۰)

(۳) اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنی جائیداد اولاد کے درمیان تقسیم کرانا چاہتا ہے تو اس کی کیا صورت ہوگی؟ کیا اس میں بھی اولاد میں برابری ضروری ہے یا وراثت کے اصولوں ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ (النسآء: ۱۱) کے تحت تقسیم ہوگی؟ اس میں علماء کی دو رائے ہیں: اہل علم کا ایک گروہ اس صورت میں لڑکے اور لڑکی کو برابر دینا ضروری خیال کرتا ہے، ان کے نزدیک حدیث نعمان کے ظاہر کا یہ تقاضا ہے کہ تقسیم برابر ہو اور مذکر و مونث کو ایک جیسا ملے۔ امام احمد، بعض شوافع اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ تقسیم اصول وراثت کے مطابق ہوگی۔ کیونکہ یہ تقسیم خود اللہ تعالیٰ نے کی ہے اور یہی عدل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم غیر عادلانہ نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح وہ

زندگی میں دینے کو وراثت پر قیاس کرتے ہیں۔

بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ شرعی لحاظ سے وراثت کی تقسیم کا تعلق مورث کی موت کے ساتھ ہے۔ اور موت کا کسی کو کوئی علم نہیں۔ عین ممکن ہے جس کو ترکہ دیا جا رہا ہے وہ پہلے فوت ہو جائے تو وہ وارث نہیں ہوگا۔ جبکہ اس نے ترکہ لے کر دوسرے ورثاء کا حصہ کم دیا ہے۔ پھر آیۃ میراث میں ترکہ کا لفظ (ترك ترکن اور ترکتم) کئی دفعہ آیا ہے جس کا تعلق مورث کی موت کے ساتھ ہے اس لیے وراثت کی تقسیم مورث کی زندگی میں نہیں ہونی چاہیے۔ اختلاف کا خطرہ ہو تو نصیحت اور وصیت کرے۔ پھر بھی ورثاء کوئی غیر شرعی کام کریں گے تو وہ خود ذمہ دار ہوں گے۔ میت اللہ کے ہاں ذمہ دار نہیں ہوگی آدمی کو بعد والوں کو فکر کرنے کے بجائے اپنی آخرت کی فکر زیادہ ہونی چاہیے۔

میرا رجحان یہ ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کا موقف راجح ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے اولاد میں عدل کرنے کا حکم دیا ہے اور لڑکے کو لڑکی سے دوگنا دینا عدل کے منافی نہیں ہے۔ وراثت کے اگرچہ مستقل احکام وقوانین ہیں لیکن یہ بات ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم عادلانہ ہے۔ بالخصوص جب والدین اپنی جائیداد زندگی میں اپنی اولاد کو دیں اور ان کا مقصد یہ ہو کہ ہم ان کا جو حق بنتا ہے وہ انہیں دے دیں تاکہ اولاد بعد میں جھگڑے نہ یا بیٹیوں کا حصہ خرد برد نہ کرے تو پھر ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ﴾ کی گنجائش ممکن ہے۔

زندگی میں اولاد کے درمیان جائیداد کی تقسیم اگرچہ ہبہ اور عطیے کی صورت ہی بنتی ہے تاہم اس کا مقصد دور حاضر میں قطعاً ہدیہ نہیں ہوتا بلکہ نیت یہ ہوتی ہے کہ اولاد کو وراثت میں ملنے والا مال قبل از وقت تقسیم کر دیا جائے۔ هــذا مـا عندی والله أعلم بالصواب!

(۴) اکثر والدین ان بچوں کو دوسروں کی نسبت زیادہ دیتے ہیں جو ان کی خدمت کرتے ہیں اور یوں بھی ہوتا ہے کہ نافرمان بچوں کو محروم کر دیا جاتا ہے۔ ایسا کرنا بھی محل نظر بلکہ ناجائز ہے۔ اولاد کا فرض ہے کہ والدین کی خدمت کریں، اب ایک بیٹا اپنا یہ فرض پورا کرتا ہے تو عنداللہ ماٴجور ہوگا اور خدمت نہ کرنے والوں سے باز پرس ہوگی۔ والدین کا فرض ہے کہ اولاد کے ساتھ عدل کریں۔ اگر وہ ایک کو ترجیح دیتے ہیں تو اپنے فرض سے پہلوتہی کر رہے ہیں۔ تاہم ایسا ممکن ہے کہ والد اس کی خدمت کے صلے میں اس کی تنخواہ مقرر کر دے، اس صورت میں اس کے لیے بطور اجیر بیٹے کو دینا جائز ہوگا۔

(۵) ہمارا خاندانی نظام اہل عرب کے خاندانی نظام سے قدرے مختلف ہے۔ شادی کے بعد عموماً بھائی اکٹھے رہتے ہیں۔ کچھ کام کرتے ہیں اور کچھ تعلیم حاصل کرتے ہیں اور مشترک ہی گھر کا نظام چلتا ہے۔ اب ایک بیٹا بیس سال تک والدین کے ساتھ کام کرتا ہے جبکہ دوسرا بالکل اس میں شریک نہیں ہوتا اور جائیداد کی تقسیم کا وقت آجاتا ہے اور سب میں برابری کی سطح پر جائیداد تقسیم ہو جاتی ہے، یوں بیس سال کام کرنے والے بیٹے کی محنت محض والد کے

ساتھ تعاون ہی سمجھا جاتا ہے۔ اور بھائیوں کے درمیان نفرت اور عداوت کی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت حال میں والدین کو چاہیے کہ اگر وہ بچوں کو اپنے کاروبار میں شریک کرتے ہیں تو ان کی آمدن اور خرچ کا حساب کر کے باقی اولاد کو بھی اس سے خبردار کریں اور تحریری طور پر اس کی دستاویز بھی ضرور مہیا کریں تاکہ ان کے فوت ہونے کے بعد تقسیم وراثت میں جھگڑا پیدا نہ ہو اور کسی بیٹے پر زیادتی بھی نہ ہو۔

(۶) مفتی کو فتویٰ صادر کرنے سے پہلے سائل سے متعلقہ مسئلے کے متعلق پوچھ گچھ کر لینی چاہیے۔

(۷) ''میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالو'' اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے کسی کو گواہ بنالو تو ٹھیک ہے بلکہ ایسا آپ نے بطور تنبیہ اور ڈانٹ کے فرمایا۔ کیونکہ دوسری روایت میں ہے یہ درست نہیں بلکہ ظلم ہے اور میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔

(۸) اگر کوئی آدمی غلط وصیت کر جائے تو حاکم وقت یا عدالت کو حق حاصل ہے کہ وہ اسے کالعدم قرار دے۔

52...... بَابُ بِرِّ الْأَبِ لِوَلَدِهِ

اولاد سے والد کے حسن سلوک کا بیان

94 - حَدَّثَنَا ابْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ، عَنِ الْوَصَّافِيِّ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ..........

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنَّمَا سَمَّاهُمُ اللّٰهُ أَبْرَارًا، لِأَنَّهُمْ بَرُّوا الْآبَاءَ وَالْأَبْنَاءَ، كَمَا أَنَّ لِوَالِدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، كَذٰلِكَ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کا نام (قرآن میں) ابرار رکھا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے آباء واجداد اور بچوں سے حسن سلوک کیا ہے۔ جس طرح تیرے والدین کا تجھ پر حق ہے، اسی طرح تیری اولاد کا بھی تجھ پر حق ہے۔

فائدہ: ...... یہ روایت وصافی کی وجہ سے ضعیف ہے، تاہم والدین اور اولاد کے حقوق کی صراحت دیگر احادیث میں وارد ہے۔

53...... بَابُ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ

جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا

95 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَطِيَّةَ..........

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ

حضرت ابو سعید (خدری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ

---

(۹۴) ضعيف: رواه الطبراني في الكبير مرفوعًا: ۱۳۸۱٤۔ وابو نعيم في الحلبية: ۱۰/ ۳۲۔ الضعيفة: ۳۲۲۱.

(۹۵) صحيح: أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في الرياء السمعة ۲۳۸۱۔ وأحمد: ۱۱۳٦۲۔ تخريج مشكلة الفقر: ۱۰۸.

لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ)) — سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔''

96 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، وَأَبِي ظَبْيَانَ..........

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ))

حضرت جریر بن عبداللہ (بجلی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ اس پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔''

97 - وَعَنْ عَبْدَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسٍ..........

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ))

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے (ایک دوسری سند سے) مروی ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں کرے گا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) مندرجہ بالا تینوں احادیث صحیح ہیں جن میں اللہ کی مخلوق بالخصوص انسانوں کے ساتھ رحمت وشفقت کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کو مخلوق پر رحم سے مشروط کر دیا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تو تم اس کی مخلوق پر رحم کرو۔ یہ بات یقینی ہے کہ ایک انسان جس قدر دوسرے انسان کی رحمت وشفقت کا محتاج ہوتا ہے اس سے کہیں بڑھ کر وہ خود اللہ کی رحمت کا محتاج ہوتا ہے۔ اس کی رحمت کے بغیر دنیا و آخرت تباہ ہو جاتی ہے۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں پر بھی رحمت اور شفقت کرتے تھے اور اپنی امت کو بھی اس کی تعلیم دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری کو منبر بنانے سے روکا ہے کہ انسان کسی جانور پر سوار ہو اور کھڑا کسی کے ساتھ گپ شپ کرتا رہے بلکہ فرمایا کہ نیچے اتر کر گفتگو کی جائے۔ اسی طرح جانوروں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالنے سے بھی روکا ہے۔ جانوروں پر لعنت کرنے اور ان کے چہرے کو داغنا حرام قرار دیا ہے۔ تیز چھری کے ساتھ جانور ذبح کرنے کا حکم دیا کہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔ اسی طرح جانور کے سامنے چھری تیز کرنے سے منع کر دیا تا کہ موت سے پہلے ہی اسے نہ مارا جائے۔ یہ ساری باتیں رحم پر دلالت کرتی ہیں۔ جو شخص ان باتوں کا خیال نہیں رکھتا اور اللہ کی مخلوق پر رحم نہیں کرتا وہ اللہ کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔

(٩٦) صحيح: أخرجه مسلم، الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبيان والعيال وتواضعه وفضل ذلك: ٢٣١٩۔ والترمذي: ١٩٢٢۔ والبخاري: ٧٣٧٦.

(٩٧) صحيح: انظر ما قبله.

(۳) ایک فاحشہ عورت نے ایک کتے پر ترس کھاتے ہوئے اسے پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم فرما دیا جبکہ دوسری طرف ایک عورت کو اس بات پر عذاب دیا گیا کہ اس نے ایک بلی کو باندھ دیا اور اس رحم نہ کیا حتی کہ وہ اسی طرح مرگئی۔ اللہ کی مخلوق پر رحم جہنم سے بچنے کا ذریعہ ہے جبکہ ان پر ظلم جنت سے محرومی کا باعث ہے۔

(۴) جاگیرداروں کے لیے اور ماتحتوں سے ناروا سلوک کرنے والوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ اللہ کی مخلوق بلکہ اشرف المخلوقات انسانوں کے ساتھ حیوانوں جیسا سلوک انہیں کس تباہی کی طرف لے جائے گا۔ وہ تباہی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محرومی ہے۔

(۵) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجبور اور لاچار شخص سے تعاون کرنا چاہیے اور محتاج کی ضرورت کا خیال رکھنا چاہیے۔

(۶) اللہ تعالیٰ صفت ''رحمت'' سے متصف ہے، جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔ اس کی رحمت میں وہ بشری علائق نہیں ہیں جو ایک انسان کے اندر ہوتے ہیں کہ وہ بسا اوقات رحمت وشفقت سے مغلوب ہو جاتا ہے۔

98 - وَعَنْ عَبْدَةَ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ أَبِيهِ.........

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَتُقَبِّلُونَ الصِّبْيَانَ ، فَوَاللّٰهِ مَا نُقَبِّلُهُمْ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَوَ أَمْلِكُ إِنْ كَانَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نَزَعَ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ؟))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ کچھ دیہاتی لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے تو ان میں سے ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں؟ اللہ کی قسم! ہم تو انہیں بوسہ نہیں دیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں کیا کرسکتا ہوں اگر اللہ نے تیرے دل سے رحمت نکال دی ہے۔''

اس روایت کے فوائد کے لیے حدیث: ۹۰ ملاحظہ فرمائیں۔

99 - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَان قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ عَاصِمٍ.........

عَنْ أَبِي عُثْمَانَ ، أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا ، فَقَالَ الْعَامِلُ: إِنَّ لِي كَذَا وَكَذَا مِنَ الْوَلَدِ ، مَا قَبَّلْتُ وَاحِدًا مِنْهُمْ ،

حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو عامل مقرر کیا تو (ایک روز) اس نے کہا: میرے اتنے اتنے بچے ہیں میں نے ان میں سے کبھی کسی کو بوسہ نہیں

(۹۸) صحیح: تقدم برقم: ۹۰.

(۹۹) حسن: أخرجه عبدالرزاق: ۲۰۵۹۰۔ وابن أبي الدنيا في العيال: ۲۵۵۔ والدينوري في المجالسة: ۶/ ۳۲۵۔ والبيهقي في الكبرىٰ: ۹/ ۷۲.

فَزَعَمَ عُمَرُ، أَوْ قَالَ عُمَرُ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَرْحَمُ مِنْ عِبَادِهِ إِلَّا أَبَرَّهُمْ

دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل صرف حقوق ادا کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گزشتہ احادیث کی روشنی میں کہی ہوگی کیونکہ کسی شخص کو انسان اپنی رائے سے اللہ کی رحمت سے محروم قرار نہیں دے سکتا بلکہ ایسا کرنا باعث عذاب ہے۔

(۲) کسی سخت گیر انسان کو بوقت ضرورت سرکاری عہدے پر فائز کیا جاسکتا ہے جبکہ وہ کسی بڑے حاکم کے ماتحت ہو کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو معزول نہیں کیا۔

(۳) حدیث کا مطلب ہے کہ وہ شخص اللہ کی رحمت کا مستحق ٹھہرتا ہے جو لوگوں کے ساتھ لطف و احسان کا معاملہ کرے، نیز حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والا ہو۔

54...... بَابُ الرَّحْمَةُ مِائَةُ جُزْءٍ

رحمت کے سو حصے ہونے کا بیان

100 - حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ............

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((جَعَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ، وَأَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا، فَمِنْ ذَلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ، حَتَّى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا، خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَهُ))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ عزوجل نے رحمت کے سو حصے کیے تو ننانوے اپنے پاس رکھ لیے اور ایک حصہ زمین میں اتارا۔ اسی ایک حصے سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے حتی کہ گھوڑی اپنے بچے سے پاؤں اٹھا لیتی ہے تاکہ اسے تکلیف نہ ہو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) رحمت اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جس کے اجزا ممکن ہیں۔ انسانوں کا باہمی ربط اور جانوروں کا ایک دوسرے سے لطف اسی رحمت کا نتیجہ ہے۔ بلکہ یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نتیجے میں چل رہی ہے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ انسانوں اور دیگر مخلوق کا آپس میں رحم دل ہونا، اللہ کی اس رحمت کا نتیجہ ہے جو اللہ نے ان کے دلوں میں پیدا کی ہے۔ گویا یہ رحمت مخلوق الٰہی ہے۔ ایک رحمت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفتِ ذاتی اور صفتِ فعلی

(۱۰۰) صحيح: أخرجه البخاري، الأدب، باب جعل الله الرحمة مائة جزء: ٦٠٠٠۔ ومسلم: ٢٧٥٢۔ والترمذي: ٣٥٤١۔ وابن ماجه: ٤٢٩٣.

ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مخلوق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ....﴾

''اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کا ان کے کرتوتوں پر مواخذہ کرتا تو زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا جاندار نہ چھوڑتا۔''

(۲) انسانوں پر رحم نہ کرنے والا جانوروں سے بھی بدتر ہے کیونکہ وہ بھی رحم کرتے ہیں اور اسی رحمت کے باعث ان کی نسل بڑھتی ہے، ورنہ جنگلی درندے خود اپنے بچوں کو کھا جائیں۔

(۳) بعض لوگ اللہ کی رحمت سے متعلق روایات بیان کر کے کہتے ہیں کہ اللہ بڑا غفور ورحیم ہے، لہٰذا اعمال صالحہ نہ بھی کیے تو بخش دے گا۔ یہ بات درست نہیں کیونکہ اللہ کی رحمت کے مستحق اس کے فرمانبردار بندے ہی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ﴾

''اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، چنانچہ میں اسے ضرور متقی لوگوں کے لیے لکھ دوں گا۔''

درحقیقت شیطان بدعملی کے راستے مزین کر کے لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اور انسان بہک کر یہ کہتا ہے کہ اللہ نے ہمیں معاف نہیں کرنا تو کسے معاف کرے گا۔ کئی واعظین لوگوں میں اس طرح بدعملی پیدا کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی رحمت کا ذکر کیا ہے وہاں اپنے عذاب کے شدید ہونے کا بھی برملا اظہار کیا ہے۔ اس لیے درست عقیدہ یہی ہے کہ انسان اعمال صالحہ کرے، گناہوں سے بچے اور پھر اللہ کی رحمت کی امید رکھے۔ اپنے اعمال پر تکیہ نہ کر بیٹھے۔

55...... بَابُ الْوَصَاةِ بِالْجَارِ

ہمسائے کے متعلق وصیت

101 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ..........

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا زَالَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ)) .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے جبریل مسلسل پڑوسی کے متعلق تاکیدی حکم دیتے رہے حتی کہ مجھے خیال گزرا کہ وہ اسے (ہمسائے کو) ضرور وارث بنا دیں گے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اہل عرب کے ہاں ''الجار قبل الدار'' گھر سے پہلے پڑوسی کا جملہ بہت معروف

(۱۰۱) صحيح: أخرجه البخاري، الأدب، باب الوصاة بالجار: ٦٠١٤۔ ومسلم: ٢٦٢٥۔ وأبو داؤد: ٥١٥١۔ والترمذي: ١٩٤٢۔ وابن ماجه: ٣٦٧٣۔ الارواء: ٨٩١.

ہے۔ اچھا ہمسایہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ انسان کا واسطہ اکثر و بیشتر ہمسایوں سے پڑتا ہے۔ حتی کہ قریبی رشتہ داروں سے بھی زیادہ ہمسایوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ دکھ درد میں رشتہ دار بعد میں پہنچتے ہیں جبکہ ہمسائے پہلے سے آن موجود ہوتے ہیں۔ اسی اہمیت کے پیش نظر شریعت نے پڑوسیوں کے بہت زیادہ حقوق بیان کیے ہیں اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

(۲) ''وارث بنادیں گے''، یعنی اللہ تعالیٰ کا یہ حکم لے کر نازل ہوں گے کہ پڑوسی بھی اقرباء کی طرح وارث ہیں اور ان کا بھی وراثت میں حصہ ہے۔ ورنہ جبریل کو از خود اپنی طرف سے احکام دینے کا اختیار ہرگز نہیں تھا۔ یہ نسبت مجازی ہے اسی طرح رسول اکرم ﷺ بھی اگر کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دیتے تو اللہ کے حکم سے ایسا کرتے اپنی طرف سے آپ کو از خود اختیار نہیں تھا جیسا کہ سورۂ تحریم کی شان نزول سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے شہد اپنے اوپر حرام کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾

''اے نبی! تم اس چیز کو کیوں حرام قرار دیتے ہو جسے اللہ نے تمہارے لیے حلال کیا ہے؟''

(۳) ''وصیت کرتے رہے'' کہ پڑوسی کے ساتھ بھلائی کریں، اس کا خیال رکھیں، اس کی ضرورتیں پوری کریں اس کی عزت وآبرو کا خیال رکھیں۔ وہ فاسق ہے تو اسے اچھے طریقے سے سمجھائیں، کافر ہے تو نرمی سے اسلام کی دعوت دیں، اس کے عیوب پر پردہ ڈالیں، اس کے گھر ہدیہ بھیجیں۔ اس کے لیے دعا کریں، اسے ایذا نہ دیں، وہ وحشت محسوس نہ کرے اور تمہارے شر سے محفوظ ہو۔ لیکن افسوس کہ آج مسلمان ان تعلیمات سے یکسر روگردانی اختیار کر چکے ہیں، بالخصوص شہری زندگی میں اس کا تصور تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ پڑوسی کا خیال تو خیر دور کی بات ہے سالہا سال تک لوگوں کو یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ ہمارے پڑوس میں کون رہ رہا ہے۔ وہ بھوکا ہے یا پیاسا! اس قدر خود پسندی اور بے پروائی یقیناً ہمیں تباہی کے راستے کی طرف دھکیل رہی ہے۔ صورت حال اس حد تک خطرناک ہے کہ اگر تعارف ہے بھی تو ہمسایہ شر سے محفوظ نہیں۔ اس کی بہو، بیٹی کا احترام نہیں، شریف انسان کے لیے اپنی شرافت برقرار رکھنا مشکل ہے، تاک جھانک اور چوراہوں میں کھڑے ہو کر اپنے محلے اور پڑوسیوں کی خواتین کو تنگ کرنا آج کے نوجوان کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ گھر بناتے ہیں تو اخلاق کی ساری حدیں پھلانک جاتے ہیں، نہ پڑوسی کی غربت کا خیال، نہ اس کے پردے کا لحاظ بس ایک ہی ذہن ہے کہ میری کوٹھی اور مکان خوبصورت اور سب سے نمایاں ہو۔ کیونکہ پڑوسی کے ساتھ بہت سے مصالح اور مفاسد مشترک ہیں اس لیے شریعت نے اس کا بہت زیادہ خیال رکھنے کا حکم دیا ہے۔

102 - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ عَمْرٍو ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ..........

عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنْ إِلَى جَارِهِ ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ))

حضرت ابوشریح (خویلد بن عمرو) خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے ہمسائے سے حسن سلوک کرے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہیے، نیز جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کرے یا چپ رہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے ہمسائے کے ساتھ بھلائی کرے۔ بھلائی اور احسان مندی یہ ہے کہ اگر وہ اچھا سلوک نہیں کرتا تب بھی تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اس کے دکھ درد میں شریک ہو اور اگر مالی معاونت کا محتاج ہے تو اس کے ساتھ مالی تعاون کرو، یعنی اسے ہر خیر پہنچانے کی کوشش کرو اور ہر شر اس سے دور رکھنے کی کوشش کرو۔ اسی طرح اہل ایمان پر فرض ہے کہ وہ مہمان کی تکریم کرے۔ تکریم یہ ہے کہ اسے خندہ پیشانی سے ملے، اسے وقت دے اور حسب استطاعت اس کے لیے اچھے کھانے کا بندوبست کرے۔ پہلے دن پر تکلف کھانا کھلائے، تین دن تک اچھی مہمان نوازی کرے، اس کے بعد اگر استطاعت ہے تو اس پر خرچ کرے وہ صدقہ ہوگا۔ ایک مسلمان کا دوسرے پر حق ہے کہ وہ اس کی مہمان نوازی کرے۔ اگر وہ اس میں کوتاہی کرتا ہے تو قانونی چارہ جوئی کرکے بھی اس سے یہ حق وصول کیا جاسکتا ہے۔ یورپ وغیرہ میں مہمان نوازی کا رواج نہیں ہے بلکہ وہ اپنا اپنا کھاؤ کے اصول پر کاربند ہیں۔ یہ ان کی دنیا پرستی اور حسن اخلاق سے عاری ہونے کی دلیل ہے۔ وہ اسے بوجھ سمجھتے ہیں جبکہ اسلام میں یہ ایک سعادت ہے اور مہمان پر خرچ کی گئی رقم کا عنداللہ اجر ہے۔ اسلامی تعلیمات تو یہاں تک ہیں کہ خود بھوکے سو جاؤ لیکن مہمان کی مہمان نوازی ضرور کرو۔ اور یہ صرف مسلمان ہی کرسکتا ہے۔ مہمان کے لیے جاننے والے اور نہ جاننے والے کا فرق غیر مناسب ہے، تاہم مہمانوں کے حسب مراتب ان کی مہمان نوازی میں فرق ملحوظ رکھا جاسکتا ہے۔ مہمان کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ میزبان کا خیال رکھے اور جو کچھ اسے پیش کیا جائے صبر و شکر سے کھالے۔ بے جا مطالبات کرکے میزبان کو مشکل میں نہ ڈالے۔ اور نہ اس کے ہاں اتنا قیام ہی کرے کہ وہ اکتا جائے۔

---

(١٠٢) صحيح: أخرجه البخاري، الرقاق، باب حفظ اللسان: ٦٤٧٦، ٦٠١٩ـ ومسلم: ٤٨ـ وأبو داؤد: ٣٧٤٨ـ والترمذي: ١٩٦٧ـ وابن ماجه: ٣٦٧٢ـ الارواء: ٢٥٢٥.

زبان جسم کا وہ حصہ ہے کہ جس پر کنٹرول کرنے والے کے لیے جنت کی ضمانت ہے۔ اور اسے بے لگام چھوڑ دیا جائے تو جہنم میں اوندھے منہ گرا دیتی ہے۔ اسی زبان سے نکلا ہوا ایک کلمہ جہنم کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل دیتا ہے اور اسی زبان سے نکلی خیر کی بات دخول جنت کا باعث بن جاتی ہے۔ اس لیے اہل ایمان کو نہایت سوچ سمجھ کر بولنے کا حکم ہے۔ اگر کلمہ خیر کہنے کی توفیق نہیں ہے تو خاموش رہنا بھی بہت بڑی نیکی ہے۔

(۲) حدیث میں اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان کا ذکر کیا اور ایمان کے دیگر لوازمات کو نظر انداز کر دیا۔ اس کی بابت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس میں ابتدا اور انتہا دونوں کا ذکر کر دیا، یعنی جو شخص اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا رب ہے، اس نے اسے پیدا کیا ہے اور وہ اسے اس کے اعمال کا بدلہ دے گا اسے یہ کام کرنے چاہئیں۔ (فتح الباری: ۱/ ٤٤٦)

(۳) صمت، سکوت سے زیادہ بلیغ ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ قدرت اور طاقت کے باوجود خاموشی اختیار کرنا۔ یعنی اہل ایمان کو قوت گویائی کے باوجود کلمہ خیر کے علاوہ خاموش رہنا چاہیے اور لایعنی گفتگو سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ (شرح صحیح الادب المفرد، حسین بن عودۃ: ۱/ ۱۳۱)

(۴) پڑوسی سے حسن سلوک، مہمان کی تکریم اور کلمہ خیر کے علاوہ خاموشی کو ایمان باللہ اور روز آخرت پر ایمان کے ساتھ مربوط کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان امور کا خیال نہیں رکھتا تو اسے اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہیے اس میں خرابی ہے۔ نیز اس سے معلوم ہوا کہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ اعمال صالحہ سے ایمان بڑھتا اور معصیت و نافرمانی سے ایمان کم ہوتا ہے۔

(۵) کسی شخص پر اس کے ایمان اور اسلام کے بارے میں حکم ظاہری اعمال کے ذریعے لگایا جائے گا، باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہوگا۔ ظاہر اعمال اسلام کے مطابق ہیں تو اسے نیک تصور کیا جائے اور اگر ظاہر اعمال خلاف شرع ہیں تو اسے بدتصور کیا جائے گا۔

56...... بَابُ حَقِّ الْجَارِ

ہمسائے کے حقوق

103 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ظَبْيَةَ الْكَلَاعِيَّ قَالَ............

سَمِعْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ يَقُولُ: سَأَلَ — حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۰۳) صحیح: أخرجه المصنف فی التاریخ الکبیر: ۸/ ٥٤۔ وأحمد: ۲۳۸٥٤۔ والطبرانی فی الکبیر: ۲۰/ ۲٥٦۔ والبزار فی مسند: ٦/ ٥۰۔ والبیهقی فی الشعب: ۱۲/ ۹۹۔ الصحیحة: ٦٥.

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ عَنِ الزِّنَا؟ قَالُوا: حَرَامٌ، حَرَّمَهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، فَقَالَ: ((لَأَنْ يَزْنِيَ الرَّجُلُ بِعَشْرِ نِسْوَةٍ، أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَزْنِيَ بِامْرَأَةِ جَارِهِ))، وَسَأَلَهُمْ عَنِ السَّرِقَةِ؟ قَالُوا: حَرَامٌ، حَرَّمَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ، فَقَالَ: ((لَأَنْ يَسْرِقَ مِنْ عَشَرَةِ أَهْلِ أَبْيَاتٍ، أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَسْرِقَ مِنْ بَيْتِ جَارِهِ))

نے اپنے صحابہ سے زنا کی (شناعت کی) بابت پوچھا۔ انہوں نے کہا: حرام ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی آدمی اگر دس عورتوں سے زنا کرے اس کا اتنا گناہ نہیں جتنا اپنے ہمسائے کی کسی عورت سے بدکاری کا گناہ ہے۔'' پھر آپ نے ان سے چوری کی بابت دریافت کیا۔ انہوں نے کہا: چوری حرام ہے، اسے اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کوئی آدمی دس گھروں سے چوری کرے اس کا وبال ہمسائے کے کسی ایک گھر سے چوری کرنے سے کم ہے (اور اس کا گناہ زیادہ ہے)۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس روایت سے معلوم ہوا کہ گناہ کی قباحت بعض اوقات جگہ اور افراد کے لحاظ سے بڑھ جاتی ہے۔ زنا کبیرہ گناہ ہے لیکن اس وقت یہ اکبر الکبائر بن جاتا ہے جب ہمسائے کی کسی عورت سے کیا جائے اور اس سے بھی قبیح ہو جاتا ہے جب کسی محرم خاتون (بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ) سے کیا جائے۔

(۲) پڑوسی کا معاملہ دوسروں سے مختلف ہوتا ہے۔ اجنبی آدمی کے بارے میں انسان محتاط رہتا ہے اور اجنبی بھی ایسی جرأت کرتے ہوئے ڈرتا ہے لیکن پڑوسی پر چونکہ اعتماد ہوتا ہے اور وہ اس اعتماد کو ٹھیس پہنچاتا ہے حالانکہ اسے بہ حیثیت پڑوسی ہمسائے کی ناموس کی حفاظت کرنی چاہیے تھی۔ اس لیے اس کا گناہ دس گنا زیادہ قرار دیا۔ ایک حدیث میں شرک اور والدین کی گستاخی کے بعد اسے سب سے بڑا گناہ کہا گیا ہے۔

(۳) بعض روایات میں (یزنی) کے بجائے (تزانی) کے الفاظ ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ نہ صرف زنا کرتا ہے بلکہ ہمسائے کی بیوی کے ساتھ اس طرح تعلقات بناتا ہے کہ وہ دونوں رضا مندی سے اس معصیت کا ارتکاب کرتے ہیں۔ گویا اس طرح وہ ہمسائے کی بیوی کو اپنی طرف مائل کر کے اس کا گھر بھی برباد کرتا ہے۔ اگرچہ یہاں بیوی کا ذکر ہے۔

(۴) اس سے معلوم ہوا جہاں اعتماد ہو، انسان کا آنا جانا ہو یا کوئی شخص کسی کے گھر کام کرتا ہو تو اسے بدکرداری سے دور رہنا چاہیے کیونکہ ایسی جگہ بدکاری سے گناہ دس گنا شدید ہو جائے گا۔

(۵) حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہو۔ کسی امتی کو کسی چیز کو حلال و حرام قرار دینے کا اختیار ہرگز نہیں ہے۔

(۶) معاشرتی طور پر یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ اکثر لوگ پڑوسیوں کے معاملے میں نہایت غیر محتاط رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے گھر بلا تکلف آنا جانا، خواتین کا پردہ نہ کرنا، مرد و زن کا اختلاط ایسے عوامل ہیں جو بدکاری کا باعث بنتے ہیں۔ ہمسایوں کا خیال رکھنا، ان کی خوشی غمی میں شریک ہونا، ان سے میل جول رکھنا بجا ہے لیکن شرعی حدود سے تجاوز بہر صورت ناجائز ہے۔

(۷) بدکاری کی طرح دیگر گناہ جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے ان کی شدت بھی ہمسائیوں کے ساتھ کرنے سے بڑھ جاتی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے چوری کا ذکر فرمایا۔

57...... بَابُ يَبْدَأُ بِالْجَارِ

(حسن سلوک یا عطیے میں) پڑوسی سے ابتدا کرنے کا بیان

104 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ))

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل مجھے پڑوسی کے متعلق برابر وصیت کرتے رہے حتی کہ مجھے گمان گزرا کہ وہ اسے وارث قرار دے دیں گے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ حدیث اس سے قبل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے طریق سے گزر چکی ہے اس باب کے تحت لا کر امام بخاری رحمہ اللہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جس طرح وارث غیر وارث سے حقوق میں مقدم ہے اسی طرح پڑوسی دیگر لوگوں کی نسبت حسن سلوک اور عطیے کا زیادہ مستحق ہے۔

(۲) دور حاضر میں مسلمانوں کی صورت حال یہ ہے کہ ان کے حسن سلوک اور عطیات کے مستحق سرمایہ دار ٹھہرتے ہیں خواہ وہ میلوں دور ہوں۔ لوگ ہدیہ اور عطیہ بھی اسے دیتے ہیں جس سے کچھ بلکہ اس سے بہتر ملنے کی امید ہو۔ غریب شخص کا کوئی دوست نہیں۔ اگر اسے کچھ دیا بھی جاتا ہے تو امید یہی رکھی جاتی ہے کہ یہ ساری زندگی ہمارا زرخرید غلام رہے۔ اس حدیث میں ہر قسم کے ہمسائے خواہ وہ غریب ہو یا امیر، کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے باب سے تو یوں معلوم ہوتا ہے عطیہ وغیرہ دینے میں ہمسایوں کو رشتہ داروں سے بھی مقدم رکھنا چاہیے۔

(۳) ''وارث قرار دے دیں گے'' یعنی ہمسایوں کی وراثت کے بارے میں حکم الٰہی لے کر نازل ہوں گے۔

(۱۰۴) صحیح: أخرجه البخاري، الأدب، باب الوصاة بالجار: ۶۰۱۵۔ ومسلم: ۲۶۲۵۔ الارواء: ۸۹۱.

(۴) مزید فوائد کے لیے دیکھیے، حدیث:۱۰۱۔

105 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ شَابُورَ، وَأَبِي إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُجَاهِدٍ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّهُ ذُبِحَتْ لَهُ شَاةٌ، فَجَعَلَ يَقُولُ لِغُلَامِهِ: أَهْدَيْتَ لِجَارِنَا الْيَهُودِيِّ؟ أَهْدَيْتَ لِجَارِنَا الْيَهُودِيِّ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ))

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کے لیے ایک بکری ذبح کی گئی تو وہ اپنے غلام سے کہنے لگے: کیا تو نے ہمارے یہودی ہمسائے کو کچھ (گوشت) بھیجا ہے؟ کیا تو نے یہودی پڑوسی کو کچھ ہدیہ بھیجا ہے؟ (پھر کہنے لگے!) میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”جبریل مجھے پڑوسی کے بارے میں برابر وصیت کرتے رہے حتی کہ مجھے خیال گزرا کہ عن قریب اسے وارث بنا دیں گے۔“

فوائد و مسائل: ......(۱) ”یہودی ہمسائے“ اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کے پڑوس میں رہنا جائز ہے۔ بشرطیکہ ایمان کو خطرہ نہ ہو اور انسان دینی اور اخلاقی طور پر مضبوط ہو۔

(۲) مسلمانوں کو آپس میں تحائف کا تبادلہ کرنے کا حکم ہے تاکہ باہمی محبت میں اضافہ ہو، تاہم اس حدیث کے عموم کے تحت کفار کے ساتھ باہمی ہدیوں کا تبادلہ بھی جائز ہے جبکہ مسلمان کو ان کے عقائد سے نفرت ہو اور وہ کافر سے دلی طور پر محبت نہ رکھتا ہو کیونکہ مسلمان کی محبت اور عداوت کا معیار اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہیں۔ کفار کے ساتھ میل جول بالخصوص جبکہ وہ ہمسایہ ہو انسانیت کی بنیاد پر جائز بلکہ مستحب ہے۔ کافر پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک اسے اسلام کی طرف راغب کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے لیکن قابل افسوس امر یہ ہے کہ ہم مسلمان پڑوسیوں کا خیال نہیں رکھتے کفار کا خیال رکھنا تو بہت دور کی بات ہے۔

(۳) گوشت کھانے اور ہدیہ وغیرہ دینے کے لیے جانور ذبح کرنا تقویٰ اور زہد کے خلاف نہیں ہے اور نہ یہ فضول خرچی ہی ہے کیونکہ صحابی رسول کا ایسا کرنا ناممکن ہے۔ اس سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو گوشت خوری کو ناجائز کہتے ہیں۔

(۴) جب کافر پڑوسیوں کو بطور ہدیہ گوشت بھیجنا جائز ہے تو ان سے گوشت کا ہدیہ قبول کرنا بھی جائز ہوگا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اہل کتاب کا ذبیحہ جائز ہے، تاہم اگر وہ سور وغیرہ حرام گوشت کھاتے ہیں تو پھر تصدیق کیے بغیر کہ یہ حلال جانور کا ہے، قبول کرنا ناجائز ہوگا۔

---

(۱۰۵) صحیح: أخرجه ابو داؤد، الأدب، باب في حق الجوار: ۵۱۵۲۔ والترمذی: ۱۹۴۳۔ الإرواء: ۸۹۱.

(۵) جب کافر ہمسایوں کو ہدیہ دینا جائز ہے تو کافر رشتہ داروں کو ہدیہ دینا بالاولیٰ جائز ہوگا کیونکہ وہ دوسروں سے بہرحال مقدم ہیں لیکن یاد رہے کہ وہ وراثت کے حق دار نہیں ہوں گے اور نہ ہی مسلمان کافر کا وارث ہوگا۔

106 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ، أَنَّ عَمْرَةَ حَدَّثَتْهُ............

أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ لَيُوَرِّثُهُ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جبریل مجھے ہمسایوں کے متعلق برابر وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال گزرا کہ وہ انہیں ضرور وارث قرار دے دیں گے۔''

فائدہ: ......اس حدیث کے فوائد کے لیے دیکھیے، حدیث: ۱۰۱۔

58...... بَابُ يُهْدِي إِلَى أَقْرَبِهِمْ بَابًا

پڑوسیوں کو ہدیہ دینے میں قریبی دروازے والے کو ترجیح دینا

107 - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عِمْرَانَ قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ............

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ لِي جَارَيْنِ، فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي؟ قَالَ: ((إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے دو پڑوسی ہیں، میں دونوں میں سے کس کی طرف ہدیہ بھیجا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''جس کا دروازہ ان دونوں میں سے تمہارے (گھر کے) زیادہ قریب ہو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) پڑوسیوں میں سے حسن سلوک کا وہ پڑوسی زیادہ مستحق ہے جو زیادہ قریب ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ظاہر ہے لیکن یہ ہدیے اور تحفے وغیرہ میں ہے، جہاں تک ضرورتوں کا معاملہ ہے تو اگر دور والا زیادہ ضرورت مند ہے تو اس کی ضرورت کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس صورت میں یہ درست نہیں ہے کہ قریب والے پڑوسی کو بغیر ضرورت کے دیا جائے اور دور والے کو محروم کر دیا جائے۔ پھر اس حدیث کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ہمیشہ قریب والے ہمسائے کو دیا جائے اور دور والے کو ہمیشہ نظر انداز کر دیا جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر چیز ایک ہے اور ہمسائے زیادہ ہیں تو پھر جس کا دروازہ قریب ہے اس کو دیا جائے۔

(۱۰۶) صحیح: انظر الحدیث: ۱۰۱.

(۱۰۷) صحیح: أخرجه البخاري، الأدب، باب حق الجوار في قرب الأبواب: ۶۰۲۰، ۲۲۵۹۔ وأبو داؤد: ۵۱۵۵۔ "المشكاة": ۱۹۳۶.

(۲) ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اتباع سنت کے جذبے کا علم بھی ہوتا ہے کہ وہ کس قدر ہر کام میں شریعت کا منشا معلوم کرتی تھیں تاکہ اللہ کا قرب حاصل ہو۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ قریبی ہمسائے کو ہدیہ میں ترجیح دینے کی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ جو کچھ گھر میں آتا ہے وہ اسے دیکھتا ہے یا پھر اسے دور والے کی نسبت زیادہ اشتیاق ہوتا ہے کہ اسے کوئی ہدیہ وغیرہ دیا جائے یا پھر اس کی وجہ یہ ہے کہ ناگہانی واقعات میں یہ قریبی ہمسایہ سب سے پہلے پہنچتا ہے اس لیے اسے باقیوں سے مقدم کیا گیا ہے۔

(۳) اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعلیٰ اور افضل عمل کو اختیار کرنا چاہیے صرف جواز ہی پر اکتفا نہیں کر لینا چاہیے۔ دور حاضر میں عمل کے میدان میں پیچھے رہنے کی وجہ یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں جائز تو ہے! حالانکہ افضل کو اختیار کرنے میں خوبی ہے۔ نیز اس سے معلوم ہوا کہ عمل سے علم مقدم ہے جیسا کہ سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہلے علم حاصل کیا اور پھر اس کے مطابق عمل کیا۔

108 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ - رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ ....

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ لِي جَارَيْنِ، فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي؟ قَالَ: ((إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے (ایک دوسری سند سے) روایت ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے دو پڑوسی ہیں، میں ان میں سے کس کی طرف ہدیہ بھیجوں؟ آپ نے فرمایا: ''دونوں میں سے جس کا دروازہ تمہارے (دروازے کے) زیادہ قریب ہو (اسے پہلے بھیجو)۔''

فائدہ: ......اس حدیث کے فوائد کے لیے دیکھیے، حدیث: ۱۰۷۔

59...... بَابُ الْأَدْنَى فَالْأَدْنَى مِنَ الْجِيرَانِ

پڑوسیوں کی قرب اور بعد کے اعتبار سے درجہ بندی کا بیان

109 - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ دِينَارٍ.........

عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْجَارِ، فَقَالَ: أَرْبَعِينَ دَارًا أَمَامَهُ، وَأَرْبَعِينَ خَلْفَهُ، وَأَرْبَعِينَ عَنْ يَمِينِهِ، وَأَرْبَعِينَ عَنْ يَسَارِهِ

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ان سے ہمسائے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ''چالیس گھر سامنے، چالیس گھر پیچھے، چالیس گھر دائیں جانب اور چالیس گھر بائیں جانب (سب) پڑوسی ہیں۔''

---

(۱۰۸) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الشفعة، باب أي الجوار أقرب: ۲۲۵۹، ۶۰۲۰.

(۱۰۹) حسن.

فوائد و مسائل: ......(۱) جیران، جار کی جمع ہے جس کے معنی ہیں قریب رہنے والا۔ حسن بصری رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ پڑوس کا اطلاق چاروں طرف چالیس چالیس گھروں پر ہوتا ہے، یعنی ان کی خبر گیری کرنا اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھنا مسلمان کے لیے ضروری ہے، پھر ان میں سے جو جس قدر زیادہ قریب ہوگا وہ اسی قدر حسن سلوک کا زیادہ مستحق ہوگا، یعنی جب پڑوسیوں کی تعداد زیادہ ہو تو پھر ادنی فالا دنی قریب والا، اس کے بعد اس سے دور والے (جو بعد والوں کے لحاظ سے قریب اور پہلے کے لحاظ سے دور ہے) قاعدے پر عمل ہوگا۔

(۲) قرب اور بعد کی درجہ بندی انصاف کے منافی نہیں ہے کیونکہ انسان کے اندر یہ استطاعت نہیں ہے کہ وہ پورے ملک یا پورے شہر کے لوگوں کا خیال رکھے بالخصوص اس مادیت کے دور میں جبکہ مصروفیات بہت بڑھ گئی ہیں ایسا کرنا ممکن نہیں اس لیے شریعت نے معاشرتی نظام کو مربوط کرنے کے لیے یہ ہدایات دیں کہ ہر شخص اپنے گرد و نواح کا خیال رکھے۔ اس طرح بغیر کسی مشکل کے ایک خوبصورت اور ہمدرد معاشرہ قائم ہو جائے گا۔ حسن بصری رحمہ اللہ کے قول کو اگر ملحوظ رکھا جائے تو معاشرے میں باہمی الفت کی بہترین فضا پیدا ہوسکتی ہے۔

(۳) حسن بصری رحمہ اللہ کے قول کا یہ مطلب نہیں کہ اس درجہ بندی کے بعد والے گھروں کے ساتھ ہمدردی یا حسن سلوک کی ضرورت نہیں بلکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ کم از کم انسان اس حد تک مجاورت کا لحاظ رکھے تاہم اگر کوئی اس سے زیادہ لوگوں کے ساتھ روابط رکھتا ہے اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھتا ہے تو ایسا کرنا یقیناً افضل ہوگا۔

110 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: ....

حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ بَجَالَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: وَلَا يَبْدَأُ بِجَارِهِ الْأَقْصَى قَبْلَ الْأَدْنَى، وَلَكِنْ يَبْدَأُ بِالْأَدْنَى قَبْلَ الْأَقْصَى .

علقمہ بن بجالہ نے کہا کہ میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے: (لینے دینے میں) قریب والے پڑوسی کو چھوڑ کر دور والے سے ابتدا نہ کی جائے بلکہ دور والے کی بجائے پہلے قریبی سے (ہدیہ وغیرہ دینے میں) آغاز کیا جائے۔

فائدہ: ......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ اثر سنداً ضعیف ہے۔

60...... بَابُ مَنْ أَغْلَقَ الْبَابَ عَلَى الْجَارِ

جس نے پڑوسی سے بھلائی روک لی

111 - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ نَافِعٍ............

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَقَدْ أَتَى عَلَيْنَا زَمَانٌ - أَوْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ

(۱۱۰) ضعيف: أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۷/ ٤٢- والمروزي في البر والصلة: ۲۱٦.

(۱۱۱) حسن لغيره: الصحيحة: ۲٦٤٦- أخرجه المروزي في البر والصلة: ۲٥۲- وهناد في الزهد: ۱۰٤٥- وابن أبي الدنيا في مكارم الاخلاق: ۳٤٦.

قَالَ: حِينٌ - وَمَا أَحَدٌ أَحَقَّ بِدِينَارِهِ وَدِرْهَمِهِ مِنْ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، ثُمَّ الْآنَ الدِّينَارُ وَالدِّرْهَمُ أَحَبُّ إِلَى أَحَدِنَا مِنْ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: "كَمْ مِنْ جَارٍ مُتَعَلِّقٌ بِجَارِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ: يَا رَبِّ، هَذَا أَغْلَقَ بَابَهُ دُونِي، فَمَنَعَ مَعْرُوفَهُ".

یا دور بھی گزرا ہے کہ درہم و دینار کا سب سے زیادہ مستحق مسلمان بھائی کو سمجھا جاتا تھا، پھر اب ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ درہم و دینار مسلمان بھائی سے زیادہ محبوب ہو گئے ہیں۔ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''کتنے پڑوسی ایسے ہیں جو قیامت کے روز اپنے پڑوسیوں سے چمٹے ہوئے کہیں گے: اے میرے رب! اس نے اپنا دروازہ مجھ پر بند کر لیا تھا اور مجھے اپنے حسنِ سلوک سے محروم رکھا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسلام کے ابتدائی دور کا تذکرہ فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں اس قدر ایثار و جذبہ اور زہد تھا کہ مسلمان مال کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے۔ وہ مسلمانوں کی ضرورت پورا کرنا اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک ان کی دولت میں دوسرے مسلمان برابر کے شریک تھے۔ اس کی روشن مثال انصار کا وہ رویہ ہے جو انہوں نے اپنے مہاجر بھائیوں کے ساتھ برتا کہ انہیں اپنے مالوں میں برابر کا شریک قرار دے لیا اور خود بھوکے رہ کر دوسروں کی ضرورت کو پورا کرنا بھی اسی زریں دور کی طرزِ عمل ہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دولت کی فراوانی ہوتی چلی گئی اور اس کی محبت بھی لوگوں کے دلوں میں پیدا ہونے لگی اور لوگوں کو اپنی ضرورتیں دوسروں کی ضرورتوں سے عزیز لگنے لگیں۔ جذبہ خیر خواہی رفتہ رفتہ کم ہوتا چلا گیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے دور ہی میں وہ جذبہ ایثار نظر نہیں آتا تھا جو اوائل دور میں تھا۔

(۲) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اکرم ﷺ اور اپنے دور کا موازنہ کیا تو یہ تأثر دیا جبکہ ان کے دور میں بھی بہت خیر اور بھلائی تھی۔ اگر وہ ہمارا دور دیکھ لیتے، جب ہر مسلمان جذبہ خیر خواہی سے عاری ہو چکا ہے اور دوسرے کا مال بھی ہتھیانے کی کوشش میں ہے، تو ان کا تأثر کیا ہوتا۔ اللہ کے حضور دعا کرنی چاہیے کہ وہ مال و دولت کی ہوس سے محفوظ رکھے۔

(۳) اس میں پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید ہے کیونکہ جس طرح رشتہ داروں کے حقوق اور صلہ رحمی کے متعلق باز پرس ہوگی اسی طرح ہمسایوں کے متعلق بھی باز پرس ہوگی۔ رشتہ داروں کی طرح اگر پڑوسی بھی زیادتی کریں تو ان سے حسن سلوک ہی کا حکم ہے کیونکہ زیادتی کرنے والے سے حسن سلوک ہی دراصل نیکی ہے۔

61...... بَابُ لَا يَشْبَعُ دُونَ جَارِهِ

ہمسائے کو چھوڑ کر پیٹ بھر کر نہ کھانے کا بیان

112 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُسَاوِرِ قَالَ: ....

(۱۱۲) صحيح: الصحيحة: ۱۴۹۔ أخرجه المصنف في التاريخ: ۵/ ۱۹۵۔ وابن أبي الدنيا في مكارم الاخلاق: ۳۴۷۔ والطبراني في الكبير: ۱۲/ ۱۵۴۔ وأبو يعلى: ۲۶۹۹۔ والبيهقي في الأدب: ۱/ ۲۹۔ ورواء الحاكم: ۲/ ۱۵۔ من حديث عائشه.

سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُخْبِرُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو خبر دیتے ہوئے کہا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''وہ شخص مومن نہیں ہے جو خود سیر ہو کر کھاتا ہے جبکہ اس کا پڑوسی فاقوں میں زندگی بسر کر رہا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ایمان جس قدر مضبوط ہو اسی قدر انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرتا ہے۔ پڑوسیوں کی ضرورت کا خیال رکھنا اور ان حالات کی خبر گیری کسی مسلمان کے مومن ہونے کی دلیل ہے اور اس میں کوتاہی ایمان کے ناقص ہونے کی دلیل ہے۔ جو شخص خود پیٹ بھر کر سوتا ہے اور اسے یہ بھی احساس نہیں کہ میری بغل میں میرا ہمسایہ فاقوں سے مر رہا ہے۔ مومن اس قدر سنگدل اور خود غرض نہیں ہوسکتا۔ اس کا ایمان اسے مجبور کرے گا کہ وہ ہمسائے کو بھی اپنے کھانے اور مال میں شریک کرے۔

(۲) رسول اکرم ﷺ کے درج بالا فرمان کو اگر مسلمان اپنا لیں تو شاید کوئی مسلمان بھوکا نہ رہے اور معاشرے میں پھیلی ہوئی انارکی اور بدامنی ختم ہو جائے۔ خود غرضی ایسا ناسور ہے کہ جس معاشرے میں آجائے اسے مال و دولت ہونے کے باوجود تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ اس کے مقابلے میں ایثار و قربانی سے محبت کی فضا جنم لیتی ہے اور ہر شخص اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہے اور غربت و افلاس اسے زندگی سے مایوس نہیں کر سکتے۔ لیکن افسوس کہ آج معاشرتی ڈھانچہ بالکل تبدیل ہو چکا ہے۔ مال دار، فقراء کے ساتھ رہنے میں اپنی توہین محسوس کرتے ہیں، ان کے ساتھ تعلقات اور روابط رکھنا میں اپنی ہتک سمجھتے ہیں۔ امراء اور فقراء الگ الگ سوسائٹیاں بن چکی ہے۔ اس لیے دور حاضر میں یہ مسئلہ نہایت اہمیت اختیار کر چکا ہے کہ اس کی اصلاح کی جائے۔ مال دار طبقہ دولت کے نشے میں اس قدر مست ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رہی۔

(۳) شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمسایوں کو بھوکا چھوڑ کر خود سیر ہو کر کھانا حرام ہے (الصحیحہ، تحت حدیث: ۱۴۹) لیکن ہماری صورت حال یہ ہے کہ غریب نوالے کو ترستا ہے اور امیر شہر کے کتے بھی راج کرتے ہیں۔ یہ ساری صورت حال ایمان کے فقدان کی وجہ سے ہے۔

62...... بَابُ يُكْثِرُ مَاءَ الْمَرَقِ فَيَقْسِمُ فِي الْجِيرَانِ

شوربے کا پانی زیادہ کر کے اسے پڑوسیوں میں تقسیم کرنے کا بیان

113 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ............

(١١٣) صحيح: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب الوصية بالجار والإحسان إليه: ٢٦٢٥ـ والترمذي: ١٨٣٣ـ وابن ماجه: ٢٨٦٢، ١٢٥٦ـ ورواه أبو داؤد مختصراً: ٤٣١ـ الصحيحة: ١٣٦٨.

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ: أَسْمَعُ وَأُطِيعُ وَلَوْ لِعَبْدٍ مُجَدَّعِ الْأَطْرَافِ، وَإِذَا صَنَعْتَ مَرَقَةً فَأَكْثِرْ مَاءَهَا، ثُمَّ انْظُرْ أَهْلَ بَيْتٍ مِنْ جِيرَانِكَ، فَأَصِبْهُمْ مِنْهُ بِمَعْرُوفٍ، وَصَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، فَإِنْ وَجَدْتَ الْإِمَامَ قَدْ صَلَّى، فَقَدْ أَحْرَزْتَ صَلَاتَكَ، وَإِلَّا فَهِيَ نَافِلَةٌ".

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی: ''میں (امیر کی) بات سنوں اور اطاعت کروں خواہ وہ کان کٹا غلام ہی ہو۔ (اور فرمایا:) جب تم شوربا بناؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈالو، پھر اپنے پڑوس کے (غریب) گھروں کو دیکھو اور اس شوربے میں سے کچھ دستور کے مطابق انہیں بھیج دو۔ اور نماز کو اس کے وقت مقررہ پر ادا کرو۔ اور اگر تم (نماز گھر وغیرہ میں پڑھ کر مسجد آؤ اور) امام کو اس حالت میں پاؤ کہ اس نے نماز پڑھا دی ہے تو تم نے اپنی (گھر میں پڑھی گئی) نماز کو محفوظ کر لیا۔ ورنہ (اگر وہ نماز پڑھا رہا ہے تو تم اس کے ساتھ نماز پڑھ لو) تمہاری یہ (دوسری) نماز نفل ہو جائے گی۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ''میرے خلیل ﷺ''، خلیل اس ساتھی کو کہتے ہیں جس کی دوستی اور محبت دل میں گھر کر جائے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنا خلیل اللہ تعالیٰ کو بنایا، تاہم رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے آپ کو اپنا خلیل بنایا۔ یہ محبت کا آخری درجہ ہے۔

(۲) ''وصیت فرمائی'' کہ ان تین باتوں کا خصوصی خیال رکھوں اور ان میں کوتاہی نہ کروں کیونکہ ان میں کوتاہی سے دین و دنیا کا سکون خراب ہو جاتا ہے۔ امیر کی اطاعت نہیں ہوگی تو ملک میں انتشار پھیلے گا، پڑوسیوں کا خیال نہیں ہوگا تو معاشرہ خودغرضی اور مفاد پرستی کا شکار ہو جائے گا اور نماز کی حفاظت نہیں ہوگی تو آخرت خراب ہو جائے گی۔

(۳) شرعی امیر اور حاکم کی بیعت کرنے کے بعد اس وقت تک اس کی اطاعت فرض ہے جب تک وہ واضح کفر کا مرتکب نہیں ہوتا۔ اور اس کی موجودگی میں اگر کوئی دوسرا شخص امارت کا دعویٰ کرے تو وہ واجب القتل ہے۔ تاہم مذہبی تنظیموں کے امراء کی حیثیت وہ نہیں ہے جو حاکم کی ہے اور امارت میں اگر کوئی شخص نہیں آتا تو فرض کا تارک نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر وہ کسی تنظیم سے الگ ہونا چاہتا ہے تو اس پر بھی گناہ نہیں ہوگا، تاہم اگر کوئی شخص کسی نظم کے تحت کام کر رہا ہے تو اسے نظم کی پابندی ضرور کرنی چاہیے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا شمار اصحاب علم اور زاہد صحابہ میں ہوتا ہے۔ مال جمع کرنے کے معاملے میں جمہور صحابہ سے اختلاف کے باوجود آخری دم تک سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت پر قائم رہے اور ربذہ میں وفات پائی۔

(۴) نبی ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے دوسری بات ہمسایوں کے بارے میں ارشاد فرمائی کہ حتی الوسع ہمسایوں کے ساتھ

حسن سلوک کرنا اور تحائف وغیرہ دینا۔ ان سے ربط و تعلق کا ایک طریقہ یہ بھی آپ نے بتایا کہ انسان اگر معمول سے ہٹ کر کوئی عمدہ کھانا بناتا ہے تو ہمسایوں کو بھی ضرور دینا چاہیے اور کھانا بناتے وقت یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ میں نے ہمسایوں کو بھی دینا ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ مکارم اخلاق میں سے ہے اور مستحب ہے اور فرض نہیں کیونکہ ہر شخص اس کی استطاعت نہیں رکھتا۔ (شرح صحیح الادب المفرد)

(۵) تیسری وصیت نماز سے متعلق ہے۔ نماز وہ اہم فریضہ ہے جسے ہر روز پانچ بار ادا کیا جاتا ہے۔ ہر نماز کا وقت مقرر ہے اور اسی مقرر وقت میں اسے ادا کرنا چاہیے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کو بھی یہی حکم دیا کہ نماز وقت پر ادا کرو۔ اگر تم نے گھر یا کسی اور جگہ نماز وقت پر ادا کر لی اور پھر مسجد میں جانے کا تمہیں اتفاق ہوا اور امام وہاں پر نماز پڑھا رہا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لو تاکہ انتشار وغیرہ نہ پھیلے۔ اور دیکھنے والے اس بحث میں نہ پڑیں کہ اس نے نماز کیوں نہیں پڑھی اور بدظنی بھی پیدا نہ ہو۔ تمہاری یہ دوسری نماز نفل ہو جائے گی اور پہلے جو تم ادا کر چکے ہو وہ تمہارا فریضہ برقرار رہے گا، تاہم اگر جماعت ہو چکی ہے تو پھر نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ فرض نماز ایک دفعہ ادا کر لی جائے تو دوبارہ پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں راجح بات یہی ہے فرض نماز کا اعادہ کیا جا سکتا ہے اور ایسا کرنا تمام فرض نمازوں میں جائز ہے۔ اور اس صورت میں پہلے پڑھی گئی نماز فرض ہو گی اور دوسری نماز نفل ہوں گے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: فضل اللّٰہ الصمد في توضیح الأدب المفرد: ۱/ ۱۸۰، ۱۸۲ اس موضوع پر نہایت عمدہ بحث ہے۔ اہل علم کو اس کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔)

114 - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الصَّامِتِ.............

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ، إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَأَكْثِرْ مَاءَ الْمَرَقَةِ، وَتَعَاهَدْ جِيرَانَكَ، أَوِ اقْسِمْ فِي جِيرَانِكَ))

(ایک دوسری سند سے) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوذر! جب تم شوربہ پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈالو اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو، یا فرمایا: اپنے ہمسایوں میں بھی تقسیم کرو۔''

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ گوشت وغیرہ عمدہ کھانا بناؤ تو پڑوسیوں کو بھی بھیجو اور ان کا خصوصی خیال رکھو۔ پانی زیادہ ڈالنے کا یہ مطلب نہیں کہ سالن کو خراب کر دیا جائے۔

(۱۱۴) صحیح: أخرجه مسلم، الأدب، باب الوصية بالجار والإحسان إليه: ۲۶۲۵۔ والترمذي: ۱۸۳۳۔ وابن ماجه: ۳۳۶۲.

63...... بَابُ خَيْرِ الْجِيرَانِ

پڑوسیوں میں سے بہترین کا بیان

115 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ شَرِيكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيَّ يُحَدِّثُ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالَى خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ، وَخَيْرُ الْجِيرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالَى خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ))

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما رسول اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساتھیوں میں سے بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لیے بہتر ہو، اور اللہ کے نزدیک پڑوسیوں میں سے بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لیے بہتر ہو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) کسی بھی انسان کا اچھا یا برا ہونا اس وقت تک معلوم نہیں ہوسکتا جب تک اس کے ساتھ چند دن نہ گزارے جائیں اس لیے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اچھا اور بہترین انسان وہ ہے جو اپنے دوستوں کا خیر خواہ اور ان سے اچھا سلوک کرنے والا ہو، کیونکہ انسان جب اکٹھا رہتا ہے تو تعلقات میں نشیب وفراز آتا رہتا ہے اس کے باوجود جو انسان حسن سلوک کرے وہ یقیناً اللہ کے ہاں بھی اچھا ہے۔

پڑوسی کا تعلق عام دوست سے بھی بڑھ کر پختہ ہے اور عزیز و رشتہ داروں سے بھی زیادہ وقت پڑوسیوں کے ساتھ گزرتا ہے اس لیے اگر وہ ان کے ساتھ اتنا وقت گزار کر بھی اچھا سلوک کرتا ہے، ان کی ایذاء پر صبر کرتا ہے اور ان کی خیر خواہی کرتا ہے تو عام لوگوں کے ساتھ بالاولیٰ بہتر ہوگا۔

(۲) اللہ کے بندے زمین میں اس کے گواہ ہیں۔ اگر بندے کسی کی اچھائی یا برائی کی گواہی دیں تو اللہ کے نزدیک بھی وہ ایسا ہی ہوگا۔ لوگوں کے ساتھ بالخصوص دوستوں اور پڑوسیوں سے حسن سلوک کرنے والے کی اللہ تعالیٰ بھی قدر فرماتا ہے اور اس کو یہ بشارت دی گئی ہے کہ وہ عنداللہ نہایت معزز ہے۔ اپنوں سے روگردانی اور بدسلوکی اور غیروں کے ساتھ محبت کی پینگیں قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

---

(١١٥) صحيح: أخرجه الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في حق الجوار: ١٩٤٤ـ وأحمد: ٦٥٦٦ـ الصحيحة: ١٠٣ـ والحاكم في المستدرك: ١/ ٤٤٣، ٢/ ١٠١ و ٤/ ١٦٤.

64...... بَابُ الْجَارِ الصَّالِحِ

نیک پڑوسی (نعمت ہے)

116 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: حَدَّثَنِي خَمِيلٌ.........

عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ الْحَارِثِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ: الْمَسْكَنُ الْوَاسِعُ، وَالْجَارُ الصَّالِحُ، وَالْمَرْكَبُ الْهَنِيءُ".

حضرت نافع بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(کسی) مسلمان کی نیک بختی میں سے (یہ بھی ہے کہ اسے (کھلا گھر نیک پڑوسی اور آرام دہ سواری میسر آجائے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) دنیا کی سعادت اور نیک بختی کے لیے کئی چیزیں درکار ہوتی ہیں جن میں سر فہرست تین چیزوں کا ذکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھر اگر تنگ ہو تو پردے کا اہتمام نہیں ہوسکتا اور ایک مسلمان کے لیے یہ نہایت ضروری ہے اور انسان طرح طرح کی جسمانی اور نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ گھر بے شک کھلا ہو لیکن اگر ہمسایہ اچھے کردار کا مالک نہیں ہے تو بھی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے کیونکہ اس سے ہر وقت واسطہ پڑتا ہے۔ سواری آرام دہ ہو تو انسان اطاعت کے کام بطریق احسن انجام دے سکتا ہے، اسی طرح عزیز و اقارب کے ساتھ صلہ رحمی میں بھی آسانی ہوتی ہے۔

(۲) ایک روایت میں مذکورہ تین چیزوں کے علاوہ ایک اور چیز کا ذکر بھی ہے اور وہ ہے نیک بیوی۔ گویا دنیا میں اگر کسی مسلمان کے پاس یہ چار چیزیں ہوں تو وہ بلاشبہ سعادت مند ہے۔ دنیا جہان کی نعمتیں ہوں مگر ہمسایہ برا ہو۔ بیوی بری ہو، گھر تنگ ہو اور سواری صحیح نہ ہو تو انسان کا جینا دوبھر ہو جاتا ہے۔

(۳) انسان کے اچھا یا برا ہونے میں بڑی حد تک معاشرتی ماحول اثر انداز ہوتا ہے۔ انسان ذہنی طور پر پرسکون ہو اور اس کا اٹھنا بیٹھنا نیک لوگوں کے ساتھ ہو تو نیکی کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اور برائی میں واقع ہونے کے امکانات بڑی حد تک کم ہو جاتے ہیں۔

(۴) کھلا گھر اور اچھی سواری بلاشبہ انسان کی سعادت ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کروڑوں، اربوں روپے مٹی میں لگا دیے جائیں اور نت نئی گاڑیوں پر مال ضائع کیا جائے۔ یہ خوش بختی نہیں بلکہ بدبختی ہے کہ انسان ان فضول مشاغل میں پڑ کر اپنی عاقبت کو برباد کرتا رہے۔

(۱۱٦) صحیح لغیره: الصحیحة: ۲۸۲۔ أخرجه أحمد: ۵۳۷۲۔ والمروزی فی البر والصلة: ۲۴۰۔ وعبد بن حمید: ۳۸۵۔ وابن أبی عاصم فی الاحاد: ۲۳٦٦۔ والطحاوی فی شرح مشکل الاثار: ۲۷۷۲۔ والحاکم فی المستدرك: ٤/ ۱٦٦، ۱٦۷۔ والبیهقی فی الأداب: ۱۰۲۲.

ایک روایت میں ہے کہ مسلمان کو کسی اچھے کام میں مال خرچ کرنے پر ضرور اجر ملتا ہے، سوائے اس مال کے جو وہ مٹی پر خرچ کرتا ہے۔(سنن ابن ماجه، الزهد، حديث: ٤١٦٣)

65...... بَابُ الْجَارِ السَّوْءِ

برے پڑوسی کا بیان

117 - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ هُوَ ابْنُ حَيَّانَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ جَارِ السَّوْءِ فِي دَارِ الْمُقَامِ، فَإِنَّ جَارَ الدُّنْيَا يَتَحَوَّلُ))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی دعاؤں میں یہ دعا بھی ہوتی تھی: ''اے اللہ! میں مستقل جائے قیام میں برے ہمسائے سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ دنیا (سفر) کا ہمسایہ تو بدلتا رہتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث میں ہمسایوں کی دو اقسام ذکر کی گئی ہیں: محلے وغیرہ میں مستقل ہمسایہ، جنگل یا سفر کا ہمسایہ، جنگل یا سفر کا ہمسایہ بھی اگر برا ہو تو انسان کا سفر کٹھن ہو جاتا ہے۔ اس سے انسان اس طرح چھٹکارا پا سکتا ہے کہ کسی اور جگہ اپنا خیمہ لگا لے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ خود دوسری جگہ منتقل ہو جائے لیکن جہاں انسان مستقل رہائش پذیر ہے، لاکھوں روپے لگا کر مکان بنایا ہے تو اب وہاں سے انسان کے لیے رہائش تبدیل کرنا خاصا مشکل ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات محال ہوتا ہے اس لیے مستقل قیام گاہ کے برے ہمسائے سے پناہ طلب کی گئی ہے۔

(۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوشش کر کے اچھا ہمسایہ تلاش کرنا چاہیے اور برے پڑوس سے بچنا چاہیے تاہم اگر انسان کسی آزمائش میں پھنس جائے تو اسے چاہیے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتا رہے۔ اس طرح وہ اس کے افعال سے بری الذمہ ہو جائے گا اور قیامت کے روز بھی اس کی ہمسائیگی سے محفوظ رہے گا۔

(۳) اگر ''دارالمقام'' سے آخرت مراد لی جائے تو پھر اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ قیامت کے روز برے لوگوں کا پڑوس نہ دینا کیونکہ وہ یقیناً جہنم ہوگا۔

(۴) اللہ تعالیٰ سے دعا و التجا مومن کا ہتھیار ہے۔ انسان کتنا صاحب بصیرت ہو فیصلہ کرنے میں غلطی کر سکتا ہے۔ ممکن ہے وہ کسی کو اچھا سمجھ کر اس کا پڑوس اختیار کر لے لیکن اس کا اندازہ غلط ہو، کسی کو اچھا سمجھ کر اس کے ساتھ شراکت کر لے لیکن وہ دھوکے باز ہو اس لیے اللہ تعالیٰ سے التجا ضرور کرتے رہنا چاہیے۔

118 - حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَغْرَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ............

---

(١١٧) حسن: الصحيحة: ١٤٤٣ـ أخرجه النسائي، كتاب الاستعاذة باب الاستعاذة من جار السوء: ٥٥٠٤.

(١١٨) حسن: الصحيح: ٣١٨٥ـ أخرجه أبو يعلى: ٧١٩٨ـ وابن ماجه: ٣٩٥٩ـ وأحمد: ١٩٦٣٦.

عَنْ أَبِی مُوسَی: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَـلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّی یَقْتُلَ الرَّجُلُ جَارَهُ وَأَخَاهُ وَأَبَاهُ))

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک آدمی اپنے ہمسائے، اپنے بھائی اور باپ کو قتل کرے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث میں برے ہمسائے کو قیامت کی نشانی بتایا گیا ہے کہ قیامت کے قریب ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے کہ لوگ حق ہمسائیگی کو فراموش کر دیں گے، یہاں تک ہمسایہ جو دوسرے ہمسائے کا محافظ ہوتا ہے خود اپنے ہمسائے کو قتل کرے گا۔

(۲) اس حدیث میں ہمسائے کی فضیلت اور اس کے عظیم حق کو اس طرح بیان فرمایا کہ پہلے ہمسائے کا تذکرہ کیا اور اس کے بعد بھائی اور باپ کا تذکرہ کیا۔ گویا ہمسائے کی حرمت بھائی اور باپ کی طرح ہیں۔

(۳) ''ہمسائے، بھائی اور باپ'' کی ترتیب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے لوگ ہمسایوں کے بارے میں اس قدر بے باک ہو جائیں گے کہ انہیں قتل کریں گے، پھر یہ بے حسی اس قدر بڑھے گی کہ بھائی جیسے عزیز رشتے کا بھی لحاظ ختم ہو جائے گا اور بالآخر نوبت یہاں تک آ جائے گی کہ لوگ دنیا یا کسی اور مفاد کے لیے ماں باپ کو بھی قتل کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔

(۴) قیامت سب سے برے لوگوں پر قائم ہوگی۔ نیکی ختم ہو جائے گی اور اللہ کا نام لینے والا کوئی نہیں رہے گا تو قیامت کبریٰ برپا ہوگی، تاہم اس کے قریب ہونے کی دیگر نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ کی معصیت اعلانیہ ہوگی، فساد، پھیل جائے گا، قتل و غارت عام ہو جائے گا اور اللہ کی حرمتوں کو بے دریغ پامال کیا جائے گا۔ دور حاضر میں یہ حالات واقعی پیدا ہو چکے ہیں۔ آئے روز اخبارات ایسی خبروں سے بھرے پڑے ہیں کہ بھائی نے بھائی کو قتل کر دیا، باپ کو مار ڈالا، پڑوسیوں کے پورے خاندان کو قتل کر دیا۔ (أعاذنا الله منه)

66...... بَابُ لَا یُؤْذِی جَارَهُ

(کوئی شخص) اپنے ہمسائے کو اذیت نہ پہنچائے

119 – حَـدَّثَـنَـا مُسَـدَّدٌ قَـالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو یَحْیَی مَوْلَی جَعْدَةَ بْنِ هُبَیْرَةَ قَالَ: ....

سَـمِـعْتُ أَبَا هُرَیْرَةَ یَقُولُ: قِیلَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی الـلّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ فُلَانَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی: ''اے اللہ کے رسول! فلاں خاتون رات کو قیام کرتی ہے

---

(۱۱۹) صحیح: الصحیحة: ۱۹۰۔ أخرجه أحمد: ۹۶۷۵۔ وابن وهب فی الجامع: ۳۱۵۔ والمروزی فی البر والصلة: ۲۴۲۔ واسحق بن راهویه فی سنده: ۲۹۳۔ والحاکم: ۴/ ۱۶۶۔ والبیهقی فی شعب الایمان: ۹۵۴۵.

تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ، وَتَفْعَلُ، وَتَصَّدَّقُ، وَتُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا خَيْرَ فِيهَا، هِيَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ))، قَالُوا: وَفُلَانَةٌ تُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ، وَتَصَّدَّقُ بِأَثْوَارٍ، وَلَا تُؤْذِي أَحَدًا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هِيَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

اور دن کو روزہ رکھتی ہے اور نیکی کے دیگر کام کرتی ہے اور صدقہ و خیرات بھی کرتی ہے لیکن اپنی زبان سے ہمسایوں کو تکلیف پہنچاتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا: ''اس میں کوئی خیر نہیں، وہ دوزخی ہے۔'' انہوں (صحابہ) نے کہا: اور فلاں عورت (صرف) فرض نماز ادا کرتی ہے اور پنیر کے چند ٹکڑے صدقہ کر دیتی ہے لیکن کسی کو ایذا نہیں پہنچاتی؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جنتی عورتوں میں سے ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے حقوق العباد کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ ان کا اہتمام کس قدر اہم ہے۔ آپ ﷺ نے اچھائی کا معیار یہ بتایا کہ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد بھی ادا کیے جائیں۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حقوق کا پابند ہے لیکن بندوں کو ایذا دیتا ہے، بالخصوص ہمسائے اس سے تنگ ہیں تو ایسے شخص کے نماز، روزوں اور صدقات سے دھوکا مت کھاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ کوئی دین داری نہیں کہ ایک طرف ایسا کام جسے چھوڑنا مباح ہے اس کا التزام کیا جائے اور جسے چھوڑنا ضروری اور فرض ہو اس کا ارتکاب کیا جائے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ حرام کما کر صدقہ و خیرات کیا جائے۔ ایسا شخص بے شک بظاہر دین دار ہے لیکن خیر سے خالی ہے۔

(۲) ہمسایوں کو ایذا دینا اور انہیں تنگ کرنا کبیرہ گناہ ہے جو دوزخ میں جانے کا باعث ہے لیکن افسوس کہ اس میں لوگوں کی اکثریت ملوث ہے ایک دوسری حدیث میں ایسے نمازیوں کو، جو لوگوں کو ایذا دیتے ہیں اور حقوق العباد کو پامال کرتے ہیں، اس امت کا مفلس (کنگال) قرار دیا گیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((''أَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟ '' قَالُوا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ: ''إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَ صِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا، وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا وَسَفَكَ دَمَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا، فَيُعْطٰى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضٰى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ۔'' (صحيح مسلم، البر والصلة، باب تحريم الظلم، حديث: ۲۵۸۱)

''تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ہم تو مفلس اسے کہتے ہیں جس کے پاس درہم و دینار اور مال و متاع نہ ہو۔ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکاۃ لے کر آئے گا لیکن کسی کو گالی گلوچ کی ہوگی، کسی پر بہتان لگایا ہوگا، کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ پھر اس کی نیکیوں میں سے کچھ اس کو دے دی جائیں گی کچھ اس (دوسرے مظلوم) کو

چنانچہ اگر اس کی نیکیاں حساب پورا ہونے سے پہلے ختم ہوگئیں تو ان (مظلوموں) کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیے جائیں گے اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔‘‘

ایک دوسری حدیث میں تو حقیقی مسلمان کہا ہی اسے گیا ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔ (بخاری: ۱۰)

(۳) اللہ تعالیٰ کے احکامات کی دو اقسام ہیں: (۱) مأمورات (جن کے کرنے کا حکم ہے) (۲) منہیات (جن سے باز رہنے کا حکم ہے) مأمورات پر عمل اسی وقت سود مند ہوگا جب منہیات سے رکا جائے ورنہ طاعت کے کام بھی منہیات کے ارتکاب سے ضائع ہو جائیں گے جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔

(۴) دوسری عورت جسے رسول اکرم ﷺ نے جنتی قرار دیا وہ اگرچہ اول الذکر عورت سے مأمورات پر عمل کرنے میں کم درجہ تھی کہ صرف فرائض کا اہتمام کرتی تھی لیکن منہیات کا ارتکاب نہیں کرتی تھی۔ معلوم ہوا حصول جنت کے لیے ضروری ہے کہ منہیات سے اجتناب کیا جائے۔ اللہ کے بندوں بالخصوص پڑوسیوں کو ایذا نہ دی جائے ورنہ نیکیاں برباد ہو جائیں گی۔ ایک حدیث کی رو سے کسی کو ایذا دینے سے باز رہنا بھی نیکی ہے۔

120 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ:............

حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ غُرَابٍ، أَنَّ عَمَّةً لَهُ حَدَّثَتْهُ، أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ: إِنَّ زَوْجَ إِحْدَانَا يُرِيدُهَا فَتَمْنَعُهُ نَفْسَهَا، إِمَّا أَنْ تَكُونَ غَضْبَى أَوْ لَمْ تَكُنْ نَشِيطَةً، فَهَلْ عَلَيْنَا فِي ذَلِكَ مِنْ حَرَجٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، إِنَّ مِنْ حَقِّهِ عَلَيْكِ أَنْ لَوْ أَرَادَكِ وَأَنْتِ عَلَى قَتَبٍ لَمْ تَمْنَعِيهِ، قَالَتْ: قُلْتُ لَهَا: إِحْدَانَا تَحِيضُ، وَلَيْسَ لَهَا وَلِزَوْجِهَا إِلَّا فِرَاشٌ وَاحِدٌ أَوْ لِحَافٌ وَاحِدٌ، فَكَيْفَ تَصْنَعُ؟ قَالَتْ: لِتَشُدَّ عَلَيْهَا إِزَارَهَا ثُمَّ تَنَامُ مَعَهُ، فَلَهُ مَا فَوْقَ ذَلِكَ، مَعَ أَنِّي سَوْفَ أُخْبِرُكِ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّهُ

حضرت عمارہ بن غراب سے روایت ہے کہ انہیں ان کی ایک پھوپھی نے بتایا کہ اس نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ہم میں سے کسی عورت کا خاوند اس کا ارادہ کرتا ہے، یعنی ہم بستری کے لیے بلاتا ہے اور وہ اسے روک دیتی ہے، غصے کی وجہ سے یا اس کا دل نہیں چاہتا تو کیا اس صورت میں ہم پر گناہ ہوگا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! خاوند کا تجھ پر حق ہے کہ اگر وہ تجھے مباشرت کے لیے بلائے تو اسے مت روکو خواہ تم کجاوے کی لکڑی پر ہی ہو۔ وہ (راویہ) کہتی ہیں: میں نے ان سے کہا: ہم میں سے اگر کوئی عورت حالت حیض میں ہو اور اس کا اور اس کے خاوند کا ایک ہی بستر کا لحاف ہو تو اس صورت میں کیا کرے؟ انہوں نے فرمایا: وہ اپنا تہبند اچھی طرح باندھ لے اور خاوند کے ساتھ سو جائے اس کے لیے تہبند کے اوپر سے

(۱۲۰) ضعيف: أخرجه ابن أبي عمر كما في المطالب العاليه: ۱۱/ ۴۸۸۔ وأبو داؤد: ۲۷۰۔ والبيهقي في الكبرى: ۱/ ۳۱۳۔ مختصراً.

كَـانَ لَيْلَتِي مِنْهُ ، فَطَحَنْتُ شَيْئًا مِنْ شَعِيرٍ ، فَـجَـعَـلْتُ لَهُ قُرْصًا ، فَدَخَلَ فَرَدَّ الْبَابَ ، وَدَخَـلَ إِلَـى الْـمَسْجِدِ - وَكَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَـنَـامَ أَغْـلَقَ الْبَابَ ، وَأَوْكَأَ الْقِرْبَةَ ، وَأَكْفَأَ الْـقَـدَحَ ، وَأَطْـفَأَ الْمِصْبَاحَ - فَانْتَظَرْتُهُ أَنْ يَنْصَرِفَ فَأُطْعِمُهُ الْقُرْصَ ، فَلَمْ يَنْصَرِفْ ، حَتَّى غَلَبَنِي النَّوْمُ ، وَأَوْجَعَهُ الْبَرْدُ ، فَأَتَانِي فَـأَقَـامَـنِي ثُمَّ قَالَ: ((أَدْفِئِينِي أَدْفِئِينِي)) ، فَـقُـلْـتُ لَـهُ: إِنِّي حَائِضٌ ، فَقَالَ: ((وَإِنْ ، اكْشِـفِي عَنْ فَخِذَيْكِ)) ، فَكَشَفْتُ لَهُ عَنْ فَـخِذَيَّ ، فَوَضَعَ خَدَّهُ وَرَأْسَهُ عَلَى فَخِذَيَّ حَتَّـى دَفِىءَ فَـأَقْبَـلَـتْ شَـاةٌ لِجَارِنَا دَاجِنَةٌ فَـدَخَـلَـتْ ، ثُـمَّ عَـمَدَتْ إِلَـى الْقُـرْصِ فَـأَخَـذَتْـهُ ، ثُـمَّ أَدْبَـرَتْ بِهِ قَالَتْ: وَقَلِقْتُ عَـنْـهُ ، وَاسْتَيْـقَـظَ الـنَّبِـيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ فَبَـادَرْتُهَـا إِلَى الْبَابِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خُذِي مَا أَدْرَكْتِ مِنْ قُرْصِكِ ، وَلَا تُؤْذِي جَارَكِ فِي شَاتِهِ))

استمتاع جائز ہے۔ میں تمہیں بتاتی ہوں کہ نبی اکرم ﷺ نے کیا کیا۔ ایک رات میری باری تھی۔ میں نے کچھ جو پیس کر ٹکیہ بنائی۔ آپ تشریف لائے اور دروازہ بند کر کے مسجد چلے گئے۔ جب آپ سونے کا ارادہ فرماتے تو دروازہ بند کر دیتے، مشکیزے کا تسمہ باندھ دیتے، پیالے کو الٹ دیتے اور چراغ بجھا دیتے۔ میں آپ کی واپسی کا انتظار کرتی رہی کہ آپ کو وہ ٹکیہ کھلاؤں لیکن آپ (جلد) واپس تشریف نہ لائے اور مجھے نیند آ گئی۔ جب آپ کو سردی محسوس ہوئی تو آپ میرے پاس آئے اور مجھے اٹھایا پھر فرمایا: ''مجھے گرماؤ، مجھے گرماؤ۔'' میں نے عرض کی: مجھے حیض آ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: ذرا اپنی ران کھول دو۔'' میں نے آپ کے لیے اپنی ران کھول دی۔ آپ نے اپنا رخسار اور سر میری ران پر رکھ دیا یہاں تک آپ گرم ہو گئے۔ اتنے میں ہمارے ہمسائے کی بکری کا بچہ اندر گھس آیا اور ٹکیہ کی طرف بڑھ کر اسے پکڑ لیا اور پھر چلا گیا۔ وہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں: مجھے بڑی تشویش ہوئی۔ نبی ﷺ بھی جاگ گئے تو میں جلدی سے دروازے کی طرف گئی (تا کہ وہ ٹکیہ بکری کے بچہ سے پکڑ سکوں) نبی ﷺ نے فرمایا: ''تیری ٹکیہ جتنی بچی ہے وہ پکڑ لو اور ہمسائی کو بکری کی وجہ سے تکلیف نہ پہنچانا۔''

فائدہ: ...... یہ روایت سخت ضعیف ہے اس لیے اس میں مذکور باتوں کو بنیاد بنا کر رسول اکرم ﷺ اور ازواج مطہرات کو مطعون کرنا کسی طرح بھی درست نہیں۔ اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی ضعیف ہے۔ عمارہ بن غراب مجہول ہے اور اس کی پھوپھی بھی مجہول ہے۔ (فضل اللہ الصمد، ص: ۱۸۸، ج: ۱)

121 - حَـدَّثَـنَـا سُـلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ أَبِيهِ............

عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۱۲۱) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الايمان، باب تحريم ايذاء الجار: ٤٦ـ والحاكم فى المستدرك: ١/ ١٠ـ وأحمد: ٢/ ٣٧٣.

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ)) فرمایا: ''وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی شرارتوں سے اس کے ہمسائے بے خوف (محفوظ) نہیں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ''جنت میں داخل نہیں ہوگا'' اگر وہ پڑوسی کو تکلیف دینا حلال سمجھتا ہوگا جبکہ اس کی حرمت کا اسے علم بھی ہو تو کبھی جنت میں داخل نہیں ہوگا کیونکہ اس نے اللہ کے حرام کردہ کام کو حلال سمجھا جو کہ کفر ہے۔ اور اگر حرام سمجھتے ہوئے کیا تو پھر شروع میں داخل نہیں ہو سکے گا، البتہ سزا بھگتنے کے بعد جنت میں چلا جائے گا۔ یا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے معاف کر دے تو دوسری بات ہے۔ (شرح ادب المفرد، حسین العودہ)

(۲) ''بے خوف نہیں۔'' بلکہ ہر وقت اس سے دہشت زدہ رہتے ہیں، اور اس خوف میں مبتلا رہتے کہ نہ جانے کب وہ ان پر ظلم کر دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسا شخص اگر ہاتھ یا زبان سے تکلیف نہ بھی دے تب بھی اپنی دہشت گردی اور برے رویے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا اور جنت سے محروم رہے گا۔ کیونکہ اس شخص کی وجہ سے اس کے ہمسائے چوبیس گھنٹے اذیت میں مبتلا ہیں۔ ایک حدیث میں ایسے شخص کے ایمان کی نفی کی گئی ہے۔ (صحیح البخاری، حدیث: ۶۰۱۶)

67...... بَابُ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ

کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے ہدیے کو حقیر نہ سمجھے خواہ وہ بکری کا کھر ہی ہو۔

122 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ..........

عَنْ عَمْرِو بْنِ مُعَاذٍ الْأَشْهَلِيِّ، عَنْ جَدَّتِهِ، أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ، لَا تَحْقِرَنَّ امْرَأَةٌ مِنْكُنَّ لِجَارَتِهَا، وَلَوْ كُرَاعَ شَاةٍ مُحَرَّقٍ))

عمرو بن معاذ اشہلی اپنی دادی (حواء بنت یزید) رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے مومن عورتو! تم میں سے کوئی عورت اپنی پڑوسن کے لیے ہدیے کو حقیر نہ سمجھے خواہ وہ بکری کا جلا ہوا پایہ ہی ہو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) کراع سے مراد گھٹنے سے لے کر پاؤں تک کا حصہ ہے۔ اس پر گوشت بہت کم ہوتا ہے اور عموماً یہ بطور تحفہ نہیں دیا جاتا تھا کیونکہ بہت معمولی خیال کیا جاتا تھا، پھر جو لوگ اونٹوں کو ذبح کرنے والے تھے ان کے نزدیک بکری کے کُھر کی کیا حیثیت ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب دلائی کہ تحائف کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے خواہ معمولی چیز ہی ایک دوسرے کو دی جائے اور ہدیہ وصول کرنے والے کو ہدیے اور تحفے کی بجائے صاحب ہدیہ کے

(۱۲۲) صحيح: أخرجه مالك: ۲/ ۹۳۱۔ وأحمد: ۱۶۶۱۱۔ والدارمي: ۱۷۱۴۔ وابن أبي عاصم في الآحاد: ۳۳۹۰۔ والبيهقي في شعب الايمان: ۳۴۶۲۔ والطبراني في الكبير: ۲۴/ ۲۲۰.

جذبات کو دیکھنا چاہیے۔

(۲) عورتوں کو خصوصی طور پر مخاطب اس لیے کیا کہ ایک تو اس طرح کے امور عموماً عورتوں ہی کے ذمے ہوتے ہیں، کھانے پکانے کی ذمہ داری انہی کے سپرد ہوتی ہے، ہدیہ قبول کرنا یا رد کرنا انہی کے سپرد ہوتا ہے۔ وہ بہت جلد رد عمل ظاہر کر دیتی ہیں۔ اس لیے انہیں باہمی مودت کی فضا پیدا کرنے کی ترغیب ہے اور حکم دیا ہے کہ معمولی چیز بھی ہدیہ کرنے میں عار محسوس نہ کرو اسی طرح اگر کوئی معمولی چیز تحفے کے طور پر دیتا ہے تو اسے بھی دل کی خوشی سے قبول کرو۔ نہ معلوم دینے والا کتنے جذبات کے ساتھ کتنے لوگوں کو چھوڑ کر آپ کو دے رہا ہو۔

(۳) علماء کو چاہیے کہ جو امور خصوصی طور پر عورتوں سے متعلق ہیں انہیں ان کے بارے میں وعظ و نصیحت کرتے رہیں کیونکہ اس سے مومنوں کو فائدہ ہوتا ہے۔

(۴) اس حدیث میں تبادلہ تحائف کی ترغیب ہے کیونکہ اس سے محبت بڑھتی ہے اور معاشرے کا ماحول پرسکون ہو جاتا ہے، نیز گزران زندگی آسان ہو جاتی ہے۔

123 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ، يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ، لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے مسلمان عورتو! اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے لیے (ہدیہ دینا یا لینا) حقیر نہ سمجھے خواہ وہ بکری کا کھر (لجارتھا) ہی ہو۔''

فائدہ: ...... مذکورہ بالا اور اس حدیث کے دو مفہوم ہیں: کوئی عورت کسی کے دیے ہوئے ہدیے اور تحفے کو حقیر نہ سمجھے، خواہ وہ معمولی ہی ہو کیونکہ اس سے دینے والی پڑوسن کی دل آزاری ہوگی۔ کوئی عورت یہ نہ سوچے کہ زیادہ ہوگا تو تحفہ دوں گی کیونکہ اس طرح اسے تحفہ دینے کا بہت کم موقع ملے گا اور نہ دینے کی عادت پختہ ہو جائے گی۔ اسے چاہیے کہ اگر معمولی چیز ہے تو وہی بطور تحفہ دے دے۔ اس طرح اسے امور خیر بجا لانے کی عادت پختہ ہو جائے گی اور جب زیادہ میسر ہوا تو دینا آسان ہوگا۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ تھوڑا تھوڑا مل کر بہت بن جاتا ہے۔

68...... بَابُ شِكَايَةِ الْجَارِ
ہمسائے کی شکایت کرنے کا بیان

124 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي..........

(١٢٣) صحيح: أخرجه البخاري، الأدب، باب لا تحقرن جارة لجارتها: ٦٠١٧۔ ومسلم: ١٠٣٠.

(١٢٤) حسن صحيح: أخرجه أبو داؤد، الأدب، باب في حق الجوار: ٥١٥٣۔ وابن حبان: ٥٢٠۔ وأبو يعلى: ٦٦٣٠۔ والحاكم: ٤/ ١٦٠۔ والبيهقي في شعب الايمان: ٩٥٤٧۔ صحيح الترغيب: ٢٥٥٩.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ لِي جَارًا يُؤْذِينِي، فَقَالَ: ((انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَتَاعَكَ إِلَى الطَّرِيقِ))، فَانْطَلَقَ فَأَخْرَجَ مَتَاعَهُ، فَاجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ، فَقَالُوا: مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: لِي جَارٌ يُؤْذِينِي، فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَتَاعَكَ إِلَى الطَّرِيقِ))، فَجَعَلُوا يَقُولُونَ: اللّٰهُمَّ الْعَنْهُ، اللّٰهُمَّ أَخْزِهِ فَبَلَغَهُ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى مَنْزِلِكَ، فَوَاللّٰهِ لَا أُؤْذِيكَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرا ایک پڑوسی ہے جو مجھے ایذا دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ، اپنا سامان (گھر سے) نکال کر راستے پر رکھ دو۔'' وہ گیا اور اپنا سامان نکال کر راستے پر رکھ دیا۔ لوگ اس کے پاس آئے اور پوچھا: تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: میرا پڑوسی مجھے تکلیف دیتا ہے۔ میں نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ ''جاؤ اور اپنا سامان (گھر سے) نکال کر راستے پر رکھ دو۔'' (لوگوں نے یہ سنا) تو کہنے لگے: اللہ اس پر لعنت کرے، اللہ اسے رسوا کرے۔ یہ بات جب ہمسائے تک پہنچی تو وہ اس کے پاس آیا اور کہا: اپنے گھر میں لوٹ آؤ، اللہ کی قسم میں تمہیں کبھی تکلیف نہیں دوں گا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ظالم کی غیبت کرنا اور اسے بدنام کرنا جائز ہے تاکہ لوگ اس سے نفرت کریں اسی طرح حاکم وقت کو اس کی شکایت کرنا اور اس کے متعلق آگاہ کرنا جائز ہے۔

(۲) کوئی شخص اگر شرعی نصوص کی پروا نہ کرے تو اس کے خلاف احتجاج کا کوئی موثر طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ ظلم اور ظالم کے خلاف آواز بلند کرنا اور اس سے خلاصی پانے کا کوئی بھی جائز طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حکومت اگر انصاف نہ کرے تو اس کے خلاف بھی مظاہرے کیے جا سکتے ہیں، تاہم سرکاری املاک کی توڑ پھوڑ اور گاڑیوں کو نذر آتش کر کے تباہی پھیلانا کسی صورت جائز نہیں۔ احتجاج کا مقصد ظلم سے نجات حاصل کرنا ہے نہ کہ معاشرے میں انارکی پھیلانا۔

(۳) ظالم کے خلاف اجتماعی طور پر ردعمل ظاہر کرنا چاہیے تاکہ اسے خجالت اور شرمندگی ہو اور وہ اپنے رویے سے باز آجائے۔

(۴) ایسا ظالم جس کے ظلم کا چرچا ہو، اس پر معین طور پر لعنت کرنا جائز ہے، لعنت کے معنی پھٹکار اور اللہ کی رحمت سے دوری ہیں۔ لعنت اگر اللہ کی طرف سے ہو تو اس کے معنی ہیں کہ اللہ نے اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا اور اس سے بڑھ کر محرومی کیا ہو سکتی ہے۔ اور مخلوق کی لعنت برا بھلا کہنا اور بددعا کرنا ہوتا ہے۔

(۵) نیکی اور تقوے کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے اور ظالم کی حوصلہ شکنی اور مظلوم کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

125 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي عُمَرَ............

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: شَكَا رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَارَهُ، فَقَالَ: ((احْمِلْ مَتَاعَكَ فَضَعْهُ عَلَى الطَّرِيقِ، فَمَنْ مَرَّ بِهِ يَلْعَنُهُ))، فَجَعَلَ كُلُّ مَنْ مَرَّ بِهِ يَلْعَنُهُ، فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا لَقِيتُ مِنَ النَّاسِ؟ فَقَالَ: ((إِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ فَوْقَ لَعْنَتِهِمْ))، ثُمَّ قَالَ لِلَّذِي شَكَا: ((كُفِيتَ)) أَوْ نَحْوَهُ

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنے پڑوسی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: ''اپنا سامان اٹھاؤ اور راستے پر رکھ دو۔ جو گزرے گا اسے لعن طعن کرے گا'' (اس نے ایسے ہی کیا) تو جو بھی وہاں سے گزرتا اسے برا بھلا کہتا۔ وہ (تنگ کرنے والا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: یہ لوگ میرے ساتھ کیا برتاؤ کر رہے ہیں (کہ ہر شخص مجھ پر لعنت کر رہا ہے) آپ نے ارشاد فرمایا: ''ان کی لعنت کے ساتھ ساتھ اللہ کی لعنت بھی تجھ پر ہے۔'' (اس نے دوبارہ ایسا نہ کرنے کا وعدہ کیا) پھر آپ نے شکایت کرنے والے سے فرمایا: ''(اب اپنا سامان اٹھالو) تیری خلاصی ہوگئی۔''

126 - حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو زُهَيْرٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَغْرَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ يَعْنِي ابْنَ مُبَشِّرٍ قَالَ...........

سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعْدِيهِ عَلَى جَارِهِ، فَبَيْنَا هُوَ قَاعِدٌ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ إِذْ أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَآهُ الرَّجُلُ وَهُوَ مُقَاوِمٌ رَجُلًا عَلَيْهِ ثِيَابٌ بَيَاضٌ عِنْدَ الْمَقَامِ حَيْثُ يُصَلُّونَ عَلَى الْجَنَائِزِ، فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي رَأَيْتُ مَعَكَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے پڑوسی کی زیادتیوں کی شکایت کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ وہ رکن اور مقام کے درمیان بیٹھا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اس شخص نے دیکھا کہ آپ ایک سفید پوش شخص کے سامنے مقام کے پاس کھڑے ہیں جہاں پر (اس زمانے میں) نماز جنازہ ادا کی جاتی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے تو اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کے سامنے وہ سفید پوش شخص کون تھا جسے میں نے کھڑے دیکھا؟ آپ نے فرمایا: ''کیا تو نے اسے دیکھا ہے؟''

(۱۲۵) حسن صحيح: أخرجه الحاكم: ٤/ ١٦٦- والبيهقي في شعب الايمان: ٩٥٤٨- والطبراني في الكبير: ٢٢/ ١٣٤- صحيح الترغيب: ٢٥٥٩.

(۱۲٦) ضعيف: أخرجه عبد بن حميد: ١١٢٩- والبزار [كشف الاستار]: ١٨٩٧- لكن جملة الوصية بالجار وبعض القصة صحيحة، والجملة تقدمت عن عائشة وغيرها: ١٠١، ١٠٤، ١٠٥- الارواء: ٨٩١.

مُقَاوِمَكَ عَلَيْهِ ثِيَابٌ بِيضٌ؟ قَالَ: ((أَقَدْ رَأَيْتَهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: رَأَيْتَ خَيْرًا كَثِيرًا، ذَاكَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولُ رَبِّي، مَا زَالَ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ جَاعِلٌ لَهُ مِيرَاثًا".

اس نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: ''تم نے بہت خیر دیکھی۔ وہ میرے رب کے فرستادہ جبرائیل ﷺ تھے۔ وہ مجھے مسلسل پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خدشہ پیدا ہوا کہ وہ اسے وارث قرار دے دیں گے۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ابوبکر انصاری کی وجہ سے ضعیف ہے، تاہم وصیت والا جملہ دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

69...... بَابُ مَنْ آذَى جَارَهُ حَتَّى يَخْرُجَ

جس نے ہمسائے کو اتنی تکلیف دی کہ وہ اپنے گھر سے نکل گیا۔

127 - حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَرْطَاةُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: سَمِعْتُ، يَعْنِي أَبَا عَامِرٍ الْحِمْصِيَّ، قَالَ...........

كَانَ ثَوْبَانُ يَقُولُ: مَا مِنْ رَجُلَيْنِ يَتَصَارَمَانِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَيَهْلِكُ أَحَدُهُمَا، فَمَاتَا وَهُمَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ الْمُصَارَمَةِ، إِلَّا هَلَكَا جَمِيعًا، وَمَا مِنْ جَارٍ يَظْلِمُ جَارَهُ وَيَقْهَرُهُ، حَتَّى يَحْمِلَهُ ذَلِكَ عَلَى أَنْ يَخْرُجَ مِنْ مَنْزِلِهِ، إِلَّا هَلَكَ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے کہ جو دو اشخاص تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرتے ہیں، پھر ان دونوں میں سے ایک فوت ہو جاتا ہے (یا پھر اس صورت میں کہ) دونوں مر جائیں اور وہ ابھی تک ایک دوسرے سے قطع تعلقی اختیار کیے ہوں تو وہ دونوں تباہ ہو گئے، یعنی عذاب اور جہنم کے مستحق ٹھہرے۔ اور کوئی شخص جو اپنے پڑوسی پر ظلم و زیادتی کرتا ہے یہاں تک وہ اس ظلم و زیادتی سے تنگ آ کر گھر چھوڑنے پر مجبور ہو جاتا ہے، تو وہ شخص بھی یقیناً تباہ ہو گیا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ثوبان رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے خادم خاص تھے۔ ان کا اصل وطن یمن تھا۔ قیدی بن کر آئے تو نبی ﷺ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا اور انہیں اپنے وطن جانے کی اجازت دی لیکن انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ رہنا پسند کیا۔

(۲) کسی مسلمان کے ساتھ تین دن سے زیادہ ناراض ہو کر قطع تعلقی کرنا حرام ہے اور اس حرام کے مرتکب کی سزا دوزخ ہے اگر وہ اسی حالت میں مرجاتا ہے اور اپنے گناہ سے تائب نہیں ہوتا۔ تاہم اللہ کی خاطر کسی شخص سے تین دن

(۱۲۷) صحیح.

سے زیادہ بھی قطع تعلقی کی جاسکتی ہے۔ مثلاً کوئی شخص بے نماز ہے یا اللہ کا نافرمان ہے اور سمجھانے کے باوجود گناہ کو ترک نہیں کرتا تو اس سے قطع تعلقی جائز ہوگی۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے والوں کا بائیکاٹ کیا اور کرایا تھا اور اس کا دورانیہ پچاس دن تھا۔ (بخاری: ۴۴۱۸)

(۳) ہمسایوں کے حقوق کی بابت تفصیل گزر چکی ہے۔ یہاں بتانا یہ مقصود ہے کہ ظلم کسی عام شخص پر کرنا بھی بڑی شناعت کا کام ہے چہ جائیکہ انسان پڑوسی پر ظلم کرے جو انسان کے حسن سلوک کا دیگر لوگوں سے زیادہ مستحق ہے۔ جو شخص کسی کا دنیا کا سکون برباد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا آخرت کا سکون برباد کر دے گا اور وہ جہنم رسید ہوگا۔

(۴) انسان اپنے برے اعمال کی وجہ سے جہنم رسید ہوگا۔ اس لیے اسے معصیت اور نافرمانی کے کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے، بالخصوص حقوق العباد کے بارے میں ہر طرح کے ظلم وکوتاہی سے بچنا چاہیے۔

70...... بَابُ جَارِ الْيَهُودِيِّ

یہودی پڑوسی (کے ساتھ حسن سلوک) کا بیان

128 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَشِيرُ بْنُ سُلَيْمَانَ............

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو - وَغُلَامُهُ يَسْلُخُ شَاةً - فَقَالَ: يَا غُلَامُ، إِذَا فَرَغْتَ فَابْدَأْ بِجَارِنَا الْيَهُودِيِّ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: الْيَهُودِيُّ أَصْلَحَكَ اللّٰهُ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوصِي بِالْجَارِ، حَتَّى خَشِينَا أَوْ رُئِينَا أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس تھا اور ان کا غلام بکری کی کھال اتار رہا تھا۔ انہوں نے فرمایا: اے لڑکے! جب اس کام (گوشت وغیرہ بنانے) سے فارغ ہو جائے تو سب سے پہلے ہمارے یہودی ہمسائے کو گوشت دینا۔ حاضرین قوم میں سے کسی آدمی نے کہا: یہودی! (کو ہدیہ دلا رہے ہیں) اللہ آپ کی اصلاح کرے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً میں نے نبی ﷺ کو پڑوسی کے متعلق وصیت کرتے ہوئے سنا حتی کہ ہمیں خدشہ پیدا ہوگیا یا ہمیں خیال گزرا کہ آپ ضرور اسے وارث قرار دے دیں گے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) باب کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کے پڑوس میں کوئی یہودی یا کافر رہتا ہو تو اس کے ساتھ اس کا رویہ کیسا ہونا چاہیے۔ باب کے تحت مذکور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمسایہ کافر ہو تب بھی اس

(۱۲۸) صحیح: أخرجه ابو داؤد، الأدب، باب فی حق الجوار: ۵۱۵۲۔ والترمذی: ۱۹۴۳۔ وأحمد: ٦٤٩٦۔ والحمیدی: ٦٠٤۔ وابن ابی الدنیا فی مکارم الاخلاق: ۳۲۱۔ وابن شیبة: ۲۵۴۱۷۔ والمروزی فی البر والصلة: ۲۱٦۔ والبیهقی فی شعب الایمان: ۹۵٦۵۔ وفی الأداب: ۸۷۔ الارواء: ۸۹۱.

کے ساتھ حسن سلوک کرنا فرض ہے۔ تفصیل حدیث نمبر ۱۰۵ کے تحت گزر چکی ہے۔

(۲) استاذ یا کسی بڑے شخص کا عمل درست معلوم نہ ہو تو اس پر تنقید کرنا درست ہے، تاہم انداز شائستہ ہونا چاہیے، نیز ادب کو بھی ملحوظ رکھا جائے کیونکہ ممکن ہے اعتراض کرنے والے کی بات درست نہ ہو اور اس کے پاس اپنے عمل کے جواز کی دلیل موجود ہو۔

71...... بَابُ الْكَرَمِ عزت وشرف کا بیان

129 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ...........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمُ؟ قَالَ: ((أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاهُمْ))، قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: ((فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيلِ اللّٰهِ))، قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: ((فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِيّ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: ((فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون لوگ زیادہ عزت وشرف والے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔'' لوگوں نے عرض کیا: ہم اس لحاظ سے نہیں پوچھتے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر لوگوں میں سب سے افضل اللہ کے نبی یوسف بن نبی اللہ ابن خلیل اللہ ہیں۔'' انہوں نے کہا: ہماری مراد یہ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اچھا تم عرب کے خاندانوں کے متعلق پوچھنا چاہتے ہو؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''جو تم میں سے جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ وہ دین میں علم وفقاہت حاصل کریں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) مذکورہ حدیث میں عزت وشرف کی مختلف صورتوں کا ذکر ہے۔ شرف وعزت کی سب سے اعلیٰ صورت یہ ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کر کے اعمال صالحہ کے ذریعے سے اللہ کا قرب حاصل کرے پھر آپ نے بتایا کہ حسب ونسب کے لحاظ سے اگر کوئی شخص سب سے زیادہ معزز ہے تو وہ سیدنا یوسف علیہ السلام ہیں کیونکہ ان کے باپ دادا اور پردادا بھی انبیاء تھے کیونکہ ان میں علم ونبوت اور اعلیٰ اخلاق کی تمام خوبیاں موجود تھیں۔ اور جہاں تک عرب کے خاندانوں کا تعلق ہے تو جو جاہلیت میں شرف وعزت والا تھا وہ اسلام میں بھی زیادہ عزت والا ہے لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد وہ اس میں فقاہت حاصل کرے، یعنی خاندانی شرف وعزت کے ساتھ ساتھ اگر کوئی شخص علم وعمل میں بھی آگے بڑھ جاتا ہے تو یہ یقیناً دوسروں سے زیادہ معزز ہوگا۔ گویا ایک شخص جاہلیت میں بھی شرف وعزت والا تھا پھر اسلام قبول کر کے اس نے علم وعمل میں بھی مقام پیدا کیا تو یہ سب سے زیادہ عزت والا ہے

(۱۲۹) صحیح: أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء: ۳۳۸۳، ۳۳۵۳۔ ومسلم: ۲۳۷۸.

بہ نسبت اس شخص کے جو جاہلیت میں تو عزت والا نہیں تھا لیکن اسلام میں اس نے فقاہیت حاصل کی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اصل عزت وشرف ایمان اور عمل صالح ہی سے حاصل ہوتا ہے۔محض خاندانی نسبت کوئی فائدہ نہیں دیتی۔

(۲) اسلام نے خاندانی عزت وشرف کا اعتبار کیا ہے۔اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو عزت دی ہے تو اس کی عزت و تکریم کرنا ضروری ہے، تاہم شرعی احکام پر عمل کرنے میں سب برابر ہیں اور حدود اللہ کا نفاذ بھی سب پر برابر ہوگا۔

72...... بَابُ الْإِحْسَانِ إِلَى الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ

نیک اور بد کے ساتھ حسن سلوک کرنا

130 - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ، عَنْ مُنْذِرٍ الثَّوْرِيِّ............

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ: ﴿هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ﴾ [الرحمن: 60] ، قَالَ: هِيَ مُسَجَّلَةٌ لِلْبَرِّ وَالْفَاجِرِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: مُسَجَّلَةٌ مُرْسَلَةٌ

حضرت محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ جو کہ حضرت علی کے بیٹے ہیں کہتے ہیں کہ آیت مبارکہ ''نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہے'' نیک اور بد سب کے لیے۔امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابو عبید نے کہا: مسجلۃ کے معنی ہیں: مطلق۔

فائدہ: ......آیت کریمہ: ﴿هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ﴾ کی تفسیر یہ ہے کہ جو شخص دنیا میں اچھے اعمال کرے گا اسے آخرت میں اللہ تعالیٰ اچھا بدلہ عطا کرے گا بلکہ اپنی طرف سے زیادہ بھی عنایت فرمائے گا۔اسی طرح دنیا میں اگر کوئی برا شخص کسی کے ساتھ نیکی کرتا ہے تو اس کا بدلہ بھی دینا چاہیے قطع نظر اس کے کہ وہ برا ہے یا اچھا۔ بلکہ برا سلوک کرنے والے کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنا چاہیے۔آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ وَلٰكِنِ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا))

''بدلہ دینے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں، حقیقتاً صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جس کے ساتھ قطع رحمی کی جائے تو بھی وہ صلہ رحمی کرے۔'' (صحیح البخاری، الأدب، حدیث: ۵۹۹۱)

73...... بَابُ فَضْلِ مَنْ يَعُولُ يَتِيمًا

یتیم کی پرورش کی فضیلت

131 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ............

(۱۳۰) حسن: أخرجه المروزي في حديث سفيان: ٤٤ـ والطبراني في تفسيره: ٢٢/ ٦٨ـ وابن المنذر في تفسيره: ١٩١٨ـ والطبراني في الدعاء: ١٥٤٨ـ والبيهقي في شعب الايمان: ٩١٥٣.

(۱۳۱) صحيح: أخرجه البخاري، النفقات، باب فضل النفقة على الأهل: ٥٣٥٣ـ ومسلم: ٢٩٨٢ـ والترمذي: ١٩٦٩ـ والنسائي: ٢٥٧٧ـ وابن ماجه: ٢١٤٠.

عَـنْ أَبِى هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ: ((السَّـاعِـى عَـلَـى الْأَرْمَـلَةِ وَالْـمَسَـاكِيـنِ كَالْمُجَاهِدِ فِى سَبِيلِ اللّٰهِ، وَكَالَّذِى يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں (کہ آپ نے فرمایا:) ''بے سہارا خواتین اور مساکین کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے اور اس شخص کی طرح ہے جو (مسلسل) دن کو روزہ رکھتا ہو اور رات کو قیام کرتا ہو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ''أرملۃ'' کا ترجمہ عموماً ''بیوہ'' کیا جاتا ہے لیکن یہ لفظ ہر بے سہارا عورت کے لیے بولا جاتا ہے خواہ اس کا خاوند فوت ہوگیا ہو یا سرے سے ہی نہ ہو۔ اور مسکین کی تعریف یہ ہے کہ جس کے پاس کچھ نہ کچھ ہو مگر ضرورت پوری نہ ہوتی ہو۔ آپ نے ایک حدیث میں فرمایا: مسکین لوگوں کے گھروں کے چکر لگانے والے کو نہیں کہتے حقیقتاً مسکین وہ ہے کہ جس کی ضرورت پوری نہ ہو اور اس کی ظاہری صورت سے بھی معلوم نہ ہو کہ یہ محتاج ہے کہ اس پر صدقہ کیا جائے اور نہ وہ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرتا ہو۔ (صحیح البخاری، الزکاۃ، حدیث: ۱۴۷۹)

(۲) بے سہارا خواتین، بچوں اور ضرورت مندوں کی فلاح و بہبود اور بہتری کے لیے محنت و کوشش کرنا بہت عظیم کام ہے۔ اپنے لیے تو ہر کوئی جیتا ہے اصل بات یہ ہے کہ انسان دوسروں کے لیے زندہ رہے۔ جنت کے طلب گاروں کو نماز روزہ کے علاوہ اس میدان میں بھی آگے بڑھنا چاہیے کہ یہی عظیم راستہ ہے جس پر چل کر مجاہدین اور عبادت گزاروں کے درجات تک پہنچا جاسکتا ہے۔

(۳) بے آسرا لوگوں کی مدد و نصرت کو جہاد فی سبیل اللہ اور دن کے روزے، رات کے قیام سے تشبیہ دی گئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ جہاد فی سبیل اللہ، روزہ اور تہجد اس سے افضل عمل ہے کیونکہ تشبیہ افضل چیز کے ساتھ ہی دی جاتی ہے۔ (شرح صحيح الأدب المفرد، لحسن العودة)

74...... بَابُ فَضْلِ مَنْ يَعُولُ يَتِيمًا لَهُ

اپنے کسی یتیم کی پرورش کی فضیلت

132 - حَـدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ..........

أَنَّ عَـائِشَةَ زَوْجَ الـنَّبِـيِّ صَـلَّـى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَـتْ: جَاءَ تْنِي امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَان لَهَـا، فَسَـأَلَتْـنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي إِلَّا تَمْرَةً

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ایک عورت میرے پاس آئی جس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں اس نے مجھ سے سوال کیا تو میرے

(۱۳۲) صحيح: أخرجه البخاري، الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته: ۵۹۹۵- ومسلم: ۲۶۲۹- والترمذي: ۱۹۱۵.

وَاحِدَةً، فَأَعْطَيْتُهَا، فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ: ((مَنْ يَلِي مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا، فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ، كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ))

پاس صرف ایک کھجور تھی جو میں نے اسے دے دی۔ اس نے وہ دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دی اور میرے پاس سے اٹھ کر چلی گئی۔ نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: ''جو بیٹیوں کے امور کا نگران بنا اور اس نے ان سے حسن سلوک کیا تو یہ اس کے لیے آگ سے رکاوٹ ہوں گی۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) مطلب یہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے بیٹیاں عطا کیں اور اس نے ان کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا اور ان سے پیار محبت اور حسن سلوک کرتا رہا تو روز قیامت یہ عمل اس کے لیے آگ سے بچاؤ کا ذریعہ ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

(الأدب المفرد، ح: ۱۳۳)

(۲) امام بخاری رحمہ اللہ کے قائم کردہ باب میں یتیم کا ذکر ہے جبکہ حدیث یا اس کے طرق میں یتیم کا ذکر نہیں ہے۔ شاید مصنف کا رجحان یہ ہو کہ یہ بچیاں یتیم تھیں یا یہ مقصد ہے کہ جو یتیموں کے ساتھ ایسا حسن سلوک کرے گا وہ اس کا زیادہ مستحق ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۸۹ کے فوائد)

75...... بَابُ فَضْلِ مَنْ يَعُولُ يَتِيمًا مِنْ أَبَوَيْهِ

اس شخص کی فضیلت جو ایسے یتیم کی پرورش کرتا ہے جس کے ماں باپ فوت ہو گئے ہیں

133 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ صَفْوَانَ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُنَيْسَةُ...........

عَنْ أُمِّ سَعِيدٍ بِنْتِ مُرَّةَ الْفِهْرِيِّ، عَنْ أَبِيهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ، أَوْ كَهَذِهِ مِنْ هَذِهِ)) شَكَّ سُفْيَانُ فِي الْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ

مرہ بن عمرو فہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے (جیسے شہادت والی اور ساتھ والی انگلی ہے) یا جیسے یہ اور یہ انگلی (ساتھ ساتھ ہیں) سفیان نے درمیان والی انگلی اور انگوٹھے کے ساتھ والی میں شک کیا ہے (کہ آپ نے کون سی انگلی سے اشارہ فرمایا)۔

---

(۱۳۳) صحیح: أخرجه الحمیدی: ۸۳۸۔ والمروزی فی البر والصلة: ۲۰۶۔ والطبرانی فی الکبیر: ۲۰/ ۳۲۰۔ والحارث فی مسنده کما فی البغیة: ۹۰۴۔ والبیهقی فی الأداب: ۲۳۔ وابن عبدالبر فی التمهید: ۱۶/ ۲۴۵۔ الصحیحة: ۸۰۰.

فــائدہ: ...... باپ سے محروم یا ماں اور باپ دونوں سے محروم نابالغ بچہ جو اپنی ضروریات پوری کرسکتا ہو اور نہ اپنی مصلحت کا اسے علم ہو یتیم کہلاتا ہے۔ یتیم اگر فقیر ہے ہے تو اس کی اپنے مال سے کفالت کرنا اور مال دار ہے تو اس کے مال کی نگہداشت کرنا اور اس کی ضروریات کا خیال رکھنا مذکورہ اجر کا باعث ہے کہ اسے روز قیامت رسول اکرم ﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا، تاہم درجات کا تفاوت ضرور ہوگا کہ آپ ﷺ سب سے بلند مقام پر فائز ہوں گے۔

رسول اکرم ﷺ کی رفاقت کے حصول کا یہ بہترین راستہ ہے اور آپ کی رفاقت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ (ابن بطال) اس لیے ہر مسلمان کو اس کے حصول کی شعوری کوشش کرنی چاہیے۔

کوئی عورت اگر باپ سے محروم اپنے ہی بچوں کی کفالت کرتی ہے تو وہ بھی یقیناً اس اجر کی مستحق ٹھہر سکتی ہے۔ اسی طرح یتیم عزیز و رشتہ دار ہو یا اجنبی ہر دو صورتوں میں مذکورہ اجر ہے۔

134 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ............

عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ يَتِيمًا كَانَ يَحْضُرُ طَعَامَ ابْنِ عُمَرَ، فَدَعَا بِطَعَامٍ ذَاتَ يَوْمٍ، فَطَلَبَ يَتِيمَهُ فَلَمْ يَجِدْهُ، فَجَاءَ بَعْدَمَا فَرَغَ ابْنُ عُمَرَ، فَدَعَا لَهُ ابْنُ عُمَرَ بِطَعَامٍ، لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ، فَجَاءَه بِسَوِيقٍ وَعَسَلٍ، فَقَالَ: دُونَكَ هَذَا، فَوَاللّٰهِ مَا غُبِنْتَ يَقُولُ الْحَسَنُ: وَابْنُ عُمَرَ وَاللّٰهِ مَا غُبِنَ

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک یتیم ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھانا کھاتا تھا۔ ایک روز انہوں نے کھانا منگوایا، پھر یتیم کو بلایا تو اسے موجود نہ پایا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو وہ آ گیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے لیے دوبارہ کھانا طلب کیا تو کھانا ان کے پاس نہیں تھا تو خادم ستو اور شہد لے آیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہی کھاؤ، اللہ کی قسم! تم گھاٹے میں نہیں رہے۔ حسن بصری فرمایا کرتے تھے: اللہ کی قسم! ابن عمر بھی گھاٹے میں نہیں رہے۔

فائدہ: ...... شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس اثر کو حسن بصری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

135 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ............

سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح

(١٣٤) ضعيف: أخرجه أحمد في الزهد: ١٠٥١ـ والمروزي في البر والصلة: ٢١٣ـ وابن أبي الدنيا في الجوع: ٥٤ـ وأبو نعيم في الحلية: ١/ ٢٩٩.

(١٣٥) صحيح: أخرجه البخاري، الأدب، باب فضل من يعول يتيمًا: ٦٠٠٥ـ وأبو داؤد: ٥١٥٠ـ والترمذي: ١٩١٨ـ الصحيحة: ٨٠٠.

فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا)) ، وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى

ساتھ ہوں گے۔'' آپ نے اپنی سبابہ اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا۔

فائدہ: ...... جنت کے کئی درجات ہیں۔ سب سے آخر میں جنت میں جانے والا بھی رسول اکرم کے ساتھ ہوگا۔ لیکن اس کی منزل آپ سے بہت دور ہوگی۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ یتیم کی کفالت کرنے والے کی منزل آپ کے قریب ہوگی جس طرح دونوں انگلیوں میں تفاوت ہے اسی طرح منازل میں بھی تفاوت ہوگا۔

(شرح صحيح الأدب المفرد، حديث: ١٣٥)

136 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ وَرْدَانَ قَالَ............

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ لَا يَأْكُلُ طَعَامًا إِلَّا وَعَلَى خِوَانِهِ يَتِيمٌ

حضرت ابوبکر بن حفص رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی کھانا کھاتے ان کے دستر خوان پر ضرور کوئی یتیم ہوتا۔

فائدہ: ......اس اثر سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدا ترسی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ یتیموں کا کس قدر خیال رکھتے تھے۔ اثر کا باب کے ساتھ تعلق اس طرح ہے کہ اگر انسان یتیم کی مکمل کفالت نہ کر سکے تو صدق نیت سے یتیم کی ایک آدھ دن کفالت، یعنی اسے کھانا وغیرہ کھلا کر بھی اس ثواب کی امید کی جا سکتی ہے۔ اور یتیموں کو کھانا کھلانے کی خصوصی فضیلت کا ذکر قرآن مجید میں بھی ملتا ہے۔ (الدھر: ٨)

76...... بَابُ خَيْرُ بَيْتٍ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ

بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس سے حسن سلوک ہوتا ہو

137 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَتَّابٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ، وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمانوں کا وہ گھر سب سے اچھا ہے جس میں کوئی یتیم ہو جس کے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کا وہ گھر سب سے برا ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک روا

---

(١٣٦) صحيح: رواه أحمد في الزهد: ١٠٤٩ ـ والخرائطي في مكارم الاخلاق: ٦٥٢ ـ وأبو نعيم في الحلية: ١/ ٢٩٩.

(١٣٧) ضعيف إلا جملة كافل اليتيم فهي صحيحة: رواه ابن ماجة: ٣٦٧٩ ـ مختصراً و رواه ابن المبارك في الزهد: ٦٥٤ ـ والمروزي في البر والصلة: ٢٠٨ ـ وعبد بن حميد: ١٤٦٧ ـ وابن أبي الدنيا في العيال: ٦٠٧ ـ والطبراني في الأوسط: ٥/ ٩٩.

إِلَيْـهِ ، أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِى الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ)) يُشِيرُ بِإِصْبَعَيْهِ

رکھا گیا ہو۔ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے۔'' آپ نے دونوں انگلیوں سے اشارہ کیا۔

فائدہ: ...... یہ روایت: أنـا و كافل اليتيم ...... والے جملے کے علاوہ ضعیف ہے۔ یہ جملہ صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے۔ (الضعيفة: ١٦٣٧)

77...... بَابُ كُنْ لِلْيَتِيمِ كَالْأَبِ الرَّحِيمِ

یتیم کے لیے رحم دل باپ کی طرح ہو جاؤ

138 - حَـدَّثَـنَـا عَـمْـرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِى إِسْحَاقَ قَالَ............

سَـمِـعْـتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبْزَى قَالَ: قَالَ دَاوُدُ: ((كُـنْ لِـلْيَتِيمِ كَـالْأَبِ الـرَّحِيـمِ ، وَاعْـلَـمْ أَنَّكَ كَمَا تَزْرَعُ كَذَلِكَ تَحْصُدُ ، مَا أَقْبَحَ الْـفَقْرَ بَعْدَ الْغِنَى ، وَأَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ - أَوْ أَقْبَحُ مِنْ ذَلِكَ - الضَّلَالَةُ بَعْدَ الْهُدَى ، وَإِذَا وَعَـدْتَ صَـاحِبَكَ فَـأَنْجِـزْ لَـهُ مَـا وَعَـدْتَـهُ ، فَـإِنْ لَا تَفْعَلْ يُورَثُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَـدَاوَةٌ، وَتَـعَـوَّذْ بِـالـلّٰـهِ مِنْ صَاحِبٍ إِنْ ذَكَرْتَ لَمْ يُعِنْكَ ، وَإِنْ نَسِيتَ لَمْ يُذَكِّرْكَ))

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ داؤد علیہ السلام نے فرمایا: یتیم کے لیے رحم دل باپ کی طرح ہو جاؤ اور جان لو کہ جو تم بوؤ گے وہی کاٹو گے۔ تونگری کے بعد فقیری کس قدر بری ہے! اس سے بھی زیادہ یا بدترین ہدایت کے بعد گمراہی ہے۔ اور جب تم کسی ساتھی سے وعدہ کرو تو اسے پورا کرو کیونکہ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تم میں باہم بغض و عداوت پیدا ہو جائے گا اور ایسے دوست سے اللہ کی پناہ طلب کرو جو ضرورت پڑھنے پر تیری اعانت نہ کرے اور اگر تو بھول جائے تو تجھے یاد نہ دلائے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ روایت اسرائیلیات میں سے ہے اور سابقہ انبیاء کی وہ روایات جو شریعت اسلامیہ سے ٹکراتی نہ ہوں خصوصاً ترغیب و ترہیب میں، تو ان کا بیان کرنا جائز ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ ((حَـدِّثُوْا عَنْ بَنِى اِسرائيل فان فيهم الأعَاجيب......)) ''بنی اسرائیل سے بیان کیا کرو کیونکہ ان میں حیرت انگیز حادثات رونما ہوئے ہیں۔'' (الصحیحۃ للالبانی)

مذکورہ روایت تعلیمات اسلام کی تائید کرتی ہے۔ اس لیے اس کا صحیح ہونا قرین قیاس ہے۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی یتیم کا کفیل ہو اسے نہ صرف باپ بلکہ رحم دل باپ کا کردار ادا کرنا چاہیے اور

(١٣٨) صحيح: رواه أبو عبيد فى المواعظ: ٥٣- وابن ابى الدنيا فى إصلاح المال: ٤٤٦- وفى النفقة على العيال: ٦١٩- ومعمر بن راشد فى الجامع: ٢٠٥٩٣- والبيهقى فى الشعب: ١٠٥٢٨.

حتی الوسع یتیم کے ساتھ نرمی کرنی چاہیے۔ اور یہ ذہن نشین رہے کہ دنیا میں جس قدر مشفقانہ رویہ یتیم کے ساتھ ہوگا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرمائے گا۔ نیز اس جملہ ''جو بوؤ گے سو کاٹو گے'' میں عملی زندگی کی ترغیب ہے کہ محض تمناؤں سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اللہ کا فضل و احسان بھی نیکو کاروں کے شامل حال ہوگا۔ حدیث نبوی ہے۔

''جس طرح جھاؤ کے درخت سے انگور حاصل نہیں ہوتے، اسی طرح نیکوکار فاسق و فاجر لوگوں کے ساتھ نہیں ہوں گے دونوں میں سے جس رستے کا چاہو انتخاب کرلو۔ لوگ اپنے (اچھے یا برے) ہم مشربوں کے ساتھ ہی ہوں گے۔'' (الصحیحه للألباني، حدیث: ٢٠٤٦)

مطلب یہ ہے کہ انسان کو برے اعمال کر کے خیر کی امید نہیں رکھنی چاہیے۔

(۳) پھر ہدایت ملنے کے بعد گمراہی کی زندگی اختیار کرنے کی قباحت کا ذکر کیا اور اس کے لیے ایک عام واقعاتی حادثے کا ذکر کیا کہ اگر کسی کو مالداری کے بعد فقر آ جائے تو اس پر کس قدر گراں گزرتا ہے اور انسان کتنی مشکلات کا شکار ہوجاتا ہے حالانکہ دینی طور پر دیوالیہ ہوجانا دنیاوی طور پر دیوالیہ ہونے سے زیادہ برا ہے۔

کئی لوگ مالی مشکلات کا شکار ہوں تو دین کو بھی خیر باد کہہ دیتے ہیں، انہیں یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ مال نہ رہنے سے وہ جس قدر پشیمان ہوتے ہیں اور ہر وقت انہیں فقر کا ڈر رہتا ہے اس سے کہیں زیادہ دین کی فکر کرنی چاہیے۔

(۴) وعدہ خلافی کی عادت نفاق کی نشانی ہے اور نفاق سے لوگ نفرت کرتے ہیں اس لیے اس کا نتیجہ دشمنی اور عداوت کی صورت میں نکلتا ہے حتی کہ دوستی دشمنی میں بدل جاتی ہے۔

(۵) آخر میں برے دوستوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کی ترغیب ہے۔ اور برے دوست وہ ہوتے ہیں جو مشکل گھڑی میں کام نہ آئیں اور غلط بات پر تنبیہ نہ کریں۔ ہر درست اور غلط بات کی تصدیق کرنے والا اور غلط بات سے نہ روکنے والا دوست کبھی مخلص نہیں ہوسکتا۔

139 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمْزَةُ بْنُ نَجِيحٍ أَبُو عُمَارَةَ قَالَ............

سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: لَقَدْ عَهِدْتُ الْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْهُمْ لَيُصْبِحُ فَيَقُولُ: يَا أَهْلِيَهْ، يَا أَهْلِيَهْ، يَتِيمَكُمْ يَتِيمَكُمْ، يَا أَهْلِيَهْ، يَا أَهْلِيَهْ، مِسْكِينَكُمْ مِسْكِينَكُمْ، يَا أَهْلِيَهْ، يَا أَهْلِيَهْ، جَارَكُمْ

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کا وہ دور بھی پایا ہے کہ آدمی صبح اٹھتے ہی کہتا تھا: اے گھر والو، اے اہل خانہ! اپنے یتیم کا خیال رکھنا اور اس کی خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھنا، اے گھر والو! اپنے مسکین کا خیال رکھو اور اے گھر والو! اے اہل خانہ! اپنے پڑوسی کی خبر لو

(١٣٩) ضعيف.

جَـارَكُـمْ ، وَأُسْرِعَ بِخِيَارِكُمْ وَأَنْتُمْ كُلَّ يَوْمٍ تَرْذُلُونَ " وَسَـمِعْتُهُ يَقُولُ: وَإِذَا شِئْتَ رَأَيْتَهُ فَـاسِـقًـا يَتَعَمَّقُ بِثَلَاثِينَ أَلْفًا إِلَى النَّارِ مَا لَهُ قَـاتَلَهُ اللّٰهُ؟ بَاعَ خَلَاقَهُ مِنَ اللّٰهِ بِثَمَنِ عَنْزٍ ، وَإِنْ شِـئْـتَ رَأَيْتَـهُ مُضَيّعًا مِرْبَدًا فِي سَبِيلِ الشَّيْـطَـانِ ، لَا وَاعِـظَ لَهُ مِنْ نَفْسِهِ وَلَا مِنَ النَّاسِ

اور اس کا خیال کرو۔ تمہارے اچھے لوگ جلدی جا رہے ہیں اور تم ہر روز دینی طور پر پست ہوتے جا رہے ہو۔ (راوی کہتا ہے) اور میں نے انہیں یہ فرماتے ہوئے بھی سنا: اور آج اگر تو کسی فاسق کو دیکھنا چاہیے تو دیکھ سکتا ہے جو تیس ہزار (گناہوں میں) خرچ کر کے جہنم کی طرف جا رہا ہے۔ اس شخص کو کیا ہے؟ اللہ اسے غارت کرے اس نے اپنا حصہ جو اللہ سے (ثواب کی صورت میں) مل سکتا تھا ایک بکری کی قیمت (معمولی قیمت) کے بدلے بیچ دیا (یعنی اتنا زیادہ معمولی لذت نفس میں اڑا دیا) اور اگر تو کسی ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جس نے اپنا کھلیان (یعنی ساری دولت) شیطان کی راہ میں خرچ کر کے ضائع کر دی تو ایسا شخص بھی دیکھا جا سکتا ہے یہ اس کا ضمیر اسے ملامت کرتا ہے اور نہ لوگوں میں سے کوئی اسے صحیح راہ پر لانے والا ہے۔

فـــائـده: ...... یہ حسن بصری رحمہ اللہ کا قول اگرچہ سنداً ضعیف ہے تاہم فی الواقع ایسے ہی ہے کہ اب فقراء اور یتیموں کا ذرہ خیال نہیں کیا جاتا۔ جبکہ خیرون القرون میں اس کا خوب اہتمام تھا، نیز اب گناہوں کو لوگ قیمتاً خریدتے ہیں اور دنیا کی معمولی لذت کی خاطر آخرت کا نقصان کر کے انہیں ذرہ بھر ندامت نہیں ہوتی۔

140 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ..........

عَـنْ أَسْـمَـاءَ بْـنِ عُبَيْـدٍ قَـالَ: قُلْتُ لِابْنِ سِيـرِيـنَ: عِـنْـدِي يَتِيـمٌ ، قَالَ: اصْنَعْ بِهِ مَا تَصْنَعُ بِوَلَدِكَ ، اضْرِبْهُ مَا تَضْرِبُ وَلَدَكَ .

حضرت اسماء بن عبید سے مروی ہے کہ میں نے ابن سیرین رحمہ اللہ سے پوچھا کہ میری زیر کفالت ایک یتیم ہے (میں اس سے کیسا سلوک کروں؟) انہوں نے فرمایا: اس سے وہی سلوک کرو جو اپنی اولاد سے کرتے ہو اور جس بات پر اپنی اولاد کو مارتے ہو اسے بھی مارو۔

فـــائـده: ......جس طرح مریض کو بچانے کے لیے بسا اوقات ڈاکٹر کو آپریشن کرنا پڑتا ہے اسی طرح والد کو بھی بعض اوقات اولاد کی تربیت کے لیے ان کی سرزنش کرنی پڑتی ہے۔ ایسا کرنا رحم دلی کے خلاف نہیں ہے۔ حد سے زیادہ نرمی اولاد کو بگاڑ دیتی ہے۔ اسی طرح زیر پرورش یتیم پر بھی اگر سختی کرنی پڑے تو جائز بلکہ مطلوب ہے۔

(١٤٠) صحيح.

رسول اکرم ﷺ کا ارشادگرامی ہے:

((عَلِّقُوا السَّوط حَيْثُ يَرَاهُ اَهْلُ الْبَيْتِ فَإِنَّهُ أَدَبٌ لَهُمْ))

''گھر میں کوڑا سامنے لٹکا کر رکھو یہ بیوی بچوں کے لیے باعث ادب ہے۔''

(معجم کبیر للطبرانی: ۳/ ۹۲/ ۲۔ سلسلة صحيحة، رقم: ۱٤٤۷)

بچے اپنے ہوں یا زیر کفالت ان کی صحیح تربیت کے لیے ضروری ہے کہ نرمی وشفقت کے ساتھ ساتھ بوقت ضرورت سختی بھی کی جائے۔

78...... بَابُ فَضْلِ الْمَرْأَةِ إِذَا تَصَبَّرَتْ عَلَى وَلَدِهَا وَلَمْ تَتَزَوَّجْ

اس عورت کی فضیلت جو شوہر کی وفات پر اپنے بچے ہی میں مشغول رہے اور دوسرا نکاح نہ کرے

141 - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ نَهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ، عَنْ شَدَّادٍ أَبِي عَمَّارٍ..........

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَنَا وَامْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ، امْرَأَةٌ آمَتْ مِنْ زَوْجِهَا فَصَبَرَتَ عَلَى وَلَدِهَا، كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ)).

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اور سیاہ سرخی مائل رخساروں والی عورت جو بیوہ ہوگئی اور اس نے اپنے بچے کی تربیت پر صبر کیا اور آگے نکاح نہ کیا، جنت میں اس طرح (اکٹھے) ہوں گے۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ تاہم یتیموں کی پرورش کی فضیلت دوسری احادیث سے ثابت ہے۔ اور اگر ممکن ہو تو اسے شادی بھی کرنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا حکم دیا ہے۔ (نور:۳۲)

79...... بَابُ أَدَبِ الْيَتِيمِ

یتیم کو ادب سکھانے کا بیان

142 - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ............

عَنْ شُمَيْسَةَ الْعَتَكِيَّةِ قَالَتْ: ذُكِرَ أَدَبُ الْيَتِيمِ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ: إِنِّي لَأَضْرِبُ الْيَتِيمَ حَتَّى يَنْبَسِطَ.

شمیسہ عتکیہ کہتی ہیں کہ ایک روز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس یتیم کو ادب سکھانے اور اس کی تربیت کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا: میں تو یتیم کو تربیت کی خاطر اس طرح مارتی ہوں کہ وہ زمین پر لیٹ جاتا ہے۔

---

(۱٤۱) ضعيف: أخرجه أبو داود، الأدب، باب فی فضل من عمال يتامی: ۵۱٤۹۔ وأحمد: ۲٤۰۰٦۔ وابن أبی الدنيا فی العيال: ۸٦۔ والطبرانی فی الكبير: ۱۸/ ۱۰۳۔ والبيهقی فی الشعب: ۸٦۸۰۔ الصحيحة: ۱۱۲۲.

(۱٤۲) صحيح: رواه ابن أبی شيبه: ۵/ ۳٤۰۔ والمروزی فی البر والصلة: ۲۰۹۔ وابن أبی الدنيا فی العيال: ٦۲۹۔ والبيهقی فی الكبریٰ: ٦/ ٤٦٦۔ الصحيحة: ۷/ ٦۲٤.

فائدہ: ......بچوں کو تربیت کی خاطر مارنا رحمت وشفقت کے ہرگز خلاف نہیں۔ پیار کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ بچے ادب واحترام سے عاری ہوں اور بری عادات ان میں پختہ ہو جائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بچوں کے بارے میں ہدایت فرمائی کہ اگر وہ دس برس کے ہو کر نماز نہ پڑھیں تو انہیں سزا دو۔ (سنن ابی داود، حدیث: ۴۹۵)

یتیم کو بھی اپنے بچوں کی طرح مارنا جائز ہے ینبسط کا مطلب یہ ہے کہ میں اس کی ہر بات کو نہیں مانتی بلکہ اسے مارتی بھی ہوں حتی کہ وہ زمین پر لیٹ جاتا ہے جس طرح بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ ان کی بات نہ مانی جائے تو وہ ایسا کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ یہ اس وقت تک ہے جب بچے چھوٹے ہوں۔ بلوغت کے قریب یا بلوغت کے بعد زیادہ مارنے سے بچے باغی بھی ہو جاتے ہیں۔

80...... بَابُ فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ الْوَلَدُ

اس شخص کی فضیلت جس کا بچہ فوت ہو جائے

143 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ، فَتَمَسَّهُ النَّارُ، إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں (اور وہ صبر کرے) اسے آگ نہیں چھوئے گی، البتہ قسم پوری کرنے کے لیے (اسے آگ پر لایا جائے گا)۔“

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ جس مرد یا عورت کے تین بچے بچپن ہی میں فوت ہو گئے اور اس نے اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے صبر کا مظاہرہ کیا، جیسا کہ دوسری احادیث میں ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل نہیں کرے گا۔ البتہ جہنم پر جو پل صراط ہے اس پر سے گزرنا پڑے گا اور اسے ”قسم پورا کرنے کے لیے“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ (مریم: ۷۱)

”تم میں سے ہر ایک کو ضرور جہنم پر وارد ہونا ہے۔“

حافظ ابن حجر نے قسم کے حوالہ سے کئی توجیہات ذکر کی ہیں:

(۱)...... ”ان منکم...... الخ“ سے پہلے قسم محذوف ہے۔

---

(۱۴۳) صحیح: أخرجه البخاری، الأیمان والنذور: ٦٦٥٦۔ ومسلم: ٢٦٣٢۔ والترمذی: ١٠٦٠۔ والنسائی: ١٨٧٥۔ وابن ماجه: ١٦٠٣.

(۲)...... پہلے قسم کا ذکر ہوا ہے: "فوربك لنحشرنهم...... الخ" اس قسم کے جواب پر آیت کا عطف ہے۔

(۳)...... زیر نظر ایت کے آخر میں ہے "حتمًا مقضيًا" یہ الفاظ قسم کا مفہوم دے رہے ہیں۔

(فتح الباری: ۳/۱۲۴)

144 - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ طَلْقِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ فَقَالَتْ: ادْعُ لَهُ، فَقَدْ دَفَنْتُ ثَلَاثَةً، فَقَالَ: ((احْتَظَرْتِ بِحِظَارٍ شَدِيدٍ مِنَ النَّارِ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس ایک بچہ لے کر آئی اور عرض کیا: (اللہ کے رسول!) اس کے لیے دعا فرمائیں، میرے تین بچے فوت ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے آگ سے بہت بڑی رکاوٹ بنالی ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) صحیح مسلم میں ہے کہ اس عورت کا بچہ بیمار تھا۔ اسے ڈر لاحق ہوا کہ مبادا یہ بھی فوت ہو جائے (صحيح مسلم، البر والصلة، حديث: ۲٦۳٦) اس نے آپ سے دعا کی درخواست کی جس سے معلوم ہوا کہ کسی سے دعا کروانی جائز ہے اور اس کے لیے اپنی مصیبت کا ذکر کرنا بھی ناشکری کے ضمن میں نہیں آتا۔

(۲) بلوغت سے قبل فوت ہونے والے بچے ماں باپ کو جنت میں لے جانے کا باعث بنیں گے اور جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گے بشرطیکہ انہوں نے صبر کیا ہو اور موحد ہوں۔ احتظار کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اور جہنم کے درمیان ایک مضبوط باڑ کھڑی کر لی ہے اور جہنم میں نہیں جائیں گے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ جنت میں جائیں گے۔

145 - حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ............

عَنْ خَالِدٍ الْعَبْسِيِّ قَالَ: مَاتَ ابْنٌ لِي، فَوَجَدْتُ عَلَيْهِ وَجْدًا شَدِيدًا، فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا تَسْخَى بِهِ أَنْفُسُنَا عَنْ مَوْتَانَا؟ قَالَ: سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

خالد عبسی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرا ایک بیٹا فوت ہوا تو میں شدید غمزدہ ہوا، بالآخر میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ نہیں سنا جس سے ہمیں فوت شدگان کے بارے میں سکون ملے؟ انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''تمہارے

(١٤٤) صحيح: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه: ٢٦٣٦- والنسائي: ١٨٧٧- وابن ماجه: ١٦٠٣.

(١٤٥) صحيح: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب فضل من يموت له: ٢٦٣٥- وأحمد: ١٠٣٢٥- الصحيحة: ٤٣١.

((صِغَارُكُمْ دَعَامِيصُ الْجَنَّةِ)). چھوٹے بچے جنت کی تتلیاں ہیں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) مطلب یہ ہے کہ وہ جنت میں جدھر جاتے ہیں انہیں کوئی رکاوٹ نہیں۔ بلکہ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ وہ اپنے والدین کو ملیں گے تو ان کا دامن پکڑ لیں گے اور اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک اللہ انہیں اور ان کے والدین کو جنت میں داخل نہ کر دے۔(صحيح مسلم، البر والصلة، حديث: ٢٦٣٥)

(۲) یہ حکم مسلمان بچوں کا ہے۔ کافروں کے بچے اپنے والدین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے۔ البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کے بچے جنت میں جائیں گے۔ (بخاری: ۷۰۴۷)

(۳) خیرون القرون میں مسلمان اپنے غم کا مداوا قرآن و احادیث کی بشارتوں سے کرتے تھے کہ اللہ آخرت میں اس کا صلہ دے گا۔ اس لیے مسلمان کو مصائب اور تکالیف میں صبر سے کام لینا چاہیے۔

146 - حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ..........

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ مَاتَ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَاحْتَسَبَهُمْ دَخَلَ الْجَنَّةَ))، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَاثْنَانِ؟ قَالَ: ((وَاثْنَانِ))، قُلْتُ لِجَابِرٍ: وَاللّٰهِ، أَرَى لَوْ قُلْتُمْ وَاحِدٌ لَقَالَ قَالَ: وَأَنَا أَظُنُّهُ وَاللّٰهِ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس کے تین بچے فوت ہوگئے اور اس نے ثواب کی نیت سے صبر کیا، وہ جنت میں داخل ہوگیا۔'' ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! جس کے دو فوت ہوئے؟ آپ نے فرمایا: جس کے دو فوت ہوئے (وہ بھی جنت میں جائے گا) میں نے جابر سے کہا: اللہ کی قسم! میرا گمان ہے کہ اگر تم کہتے کہ ایک والا تو آپ ضرور فرماتے کہ جس کا ایک فوت ہوا وہ بھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میرا بھی یہی خیال ہے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولاد کی موت پر پہنچنے والا صدمہ اگر صبر سے برداشت کیا جائے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں جنت عطا فرمائے گا۔

147 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ: سَمِعْتُ طَلْقَ بْنَ مُعَاوِيَةَ - هُوَ جَدُّهُ - قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ..........

---

(١٤٦) حسن: أخرجه أحمد: ١٤٢٨٥ـ صحيح الترغيب: ٢٠٠٦ـ اتحاف السادة المتقين للزبيدى: ٥/ ٢٩٩ـ الدر المنثور للسيوطى: ١/ ١٥٨ـ كنز العمال: ٦٦١٣.

(١٤٧) صحيح: تقدم: ١٤٤.

عَـنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِیٍّ فَقَالَتِ: ادْعُ اللّٰهَ لَـهُ، فَـقَدْ دَفَنْتُ ثَلَاثَةً، فَقَالَ: ((احْتَظَرْتِ بِحِظَارٍ شَدِيدٍ مِنَ النَّارِ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس ایک بچہ لے کر آئی اور عرض کیا: (اللہ کے رسول!) اس کے لیے دعا فرمائیں میرے تین بچے فوت ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے آگ سے بہت بڑی رکاوٹ بنالی ہے۔“

148 - حَدَّثَنَا عَلِیٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِی صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ............

عَـنْ أَبِـی هُرَيْرَةَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَی رَسُولِ اللّٰـهِ صَـلَّـی اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُـولَ اللّٰـهِ، إِنَّـا لَا نَـقْدِرُ عَلَيْكَ فِـی مَجْلِسِكَ، فَوَاعِدْنَا يَوْمًا نَأْتِكَ فِيهِ، فَقَالَ: ((مَـوْعِـدُكُـنَّ بَيْـتُ فُلَانٍ))، فَجَـاءَ هُنَّ لِـذَلِكَ الْـوَعْـدِ، وَكَانَ فِيمَا حَدَّثَهُنَّ: ((مَا مِـنْـكُنَّ امْرَأَةٌ يَمُوتُ لَهَا ثَلَاثٌ مِنَ الْوَلَدِ، فَتَحْتَسِبَهُمْ، إِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ))، فَقَالَتِ امْـرَأَةٌ: أَوَ اثْـنَـانِ؟ قَـالَ: ((أَوَ اثْـنَانِ)) كَانَ سُهَيْـلٌ يَتَشَدَّدُ فِی الْحَدِيثِ وَيَحْفَظُ، وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ يَقْدِرُ أَنْ يَكْتُبَ عِنْدَهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتیں، لہٰذا ہمارے لیے ایک دن مقرر کر دیں جس میں ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: فلاں کے گھر تمہارے ساتھ وعدہ ہے، چنانچہ آپ حسب وعدہ ان کے پاس تشریف لائے اور انہیں جو وعظ فرمایا، اس میں یہ بات بھی تھی: ”تم میں سے جس عورت کے تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ ان پر ثواب کی امید رکھے، وہ ضرور جنت میں جائے گی۔ ایک عورت نے عرض کیا: اور دو بچے؟ آپ نے فرمایا: ”دو کا بھی یہی حکم ہے۔“ راوی حدیث سہیل بن ابی صالح حدیث کے لکھنے میں بڑی سختی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اسے یاد رکھو۔ ان کے سامنے کوئی حدیث لکھ نہیں سکتا تھا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) بچے خصوصاً معصوم ماں کو بہت عزیز ہوتے ہیں اور دل کی کمزوری کی وجہ سے اکثر مائیں اولاد کی وفات پر جزع فزع کرتی ہیں اس لیے آپ نے صبر کرنے کی تلقین کی اور اس کا طریقہ اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید ہے۔

(۲) اس روایت میں اگرچہ عورتوں کو یہ بشارت دی گئی ہے تاہم مردوں کے لیے بھی صبر کرنے اور ثواب کی امید رکھنے میں یہی اجر ہے۔ عورتوں کی کم ہمتی کی وجہ سے ان کا خصوصی ذکر کیا۔

(١٤٨) صحيح: أخرجه أحمد: ٧٣٥٧۔ الصحيحة: ٢٦٨٠.

(۳) سلف صالحین لکھنے سے زیادہ حافظے پر اعتماد کرتے تھے۔ لکھنے کی عادت پڑ جائے تو پھر انسان یاد کرنے کی طرف کم توجہ دیتا ہے اس طرح حافظہ بھی کمزور ہو جاتا ہے۔ خصوصاً درس و تدریس کے موقع پر لکھنے سے زیادہ سمجھنے اور ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے سہیل بن اَبی صالح اپنے شاگردوں کو لکھنے سے منع کرتے تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ حدیث لکھنا ناجائز سمجھتے تھے۔

(۴) اس سے معلوم ہوا کہ عورتیں بھی دینی پروگراموں میں شامل ہو سکتی ہیں بلکہ دینی احکام انہیں بھی ضرور سیکھنے چاہئیں تاہم ان کے لیے خصوصی دروس کا اہتمام بھی ہونا چاہیے۔

149 - حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ حَفْصٍ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ.........

حَدَّثَتْنِي أُمُّ سُلَيْمٍ قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَمُوتُ لَهُمَا ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ، إِلَّا أَدْخَلَهُمَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ))، قُلْتُ: وَاثْنَانِ؟ قَالَ: ((وَاثْنَانِ)).

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی تو آپ نے فرمایا: ''اے ام سلیم! جس کسی مسلمان میاں بیوی کے تین بچے فوت ہو جائیں اللہ ان بچوں پر فضل و رحمت کرتے ہوئے ان کے والدین کو ضرور جنت میں داخل فرمائے گا۔ میں نے عرض کیا: اور دو بچے بھی (دخول جنت کا سبب بنیں گے؟) آپ نے فرمایا: ''دو بچوں کا بھی یہی حکم ہے۔''

فائدہ: ......دخول جنت کا سبب وہ بچے ہوں گے جو بلوغت کی عمر کو پہنچنے سے پہلے فوت ہوئے جیسا کہ آئندہ حدیث میں اس کی صراحت ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ بچے جنت کے دروازوں پر ہوں گے۔ انہیں کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ تو وہ کہیں گے جب تک ہمارے والدین نہیں آجاتے ہم جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ پھر انہیں کہا جائے گا کہ اللہ کے فضل و رحمت سے تم اور تمہارے والدین جنت میں داخل ہو جاؤ۔

150 - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى الْفُضَيْلِ: عَنْ أَبِي حَرِيزٍ، أَنَّ الْحَسَنَ حَدَّثَهُ بِوَاسِطَ............

أَنَّ صَعْصَعَةَ بْنَ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ لَقِيَ أَبَا ذَرٍّ مُتَوَشِّحًا قِرْبَةً، قَالَ: مَا لَكَ مِنَ الْوَلَدِ

حضرت صعصعہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملے جو اس وقت ایک مشکیزہ بغل میں لٹکائے ہوئے تھے۔

(١٤٩) صحيح: أخرجه أحمد: ٢٧١١٣ـ وابن ابى شيبة: ٣/ ٣٦ـ وإسحاق بن راهويه: ٢١٦٢ـ والطبرانى فى الكبير: ٢٥/ ١٢٦ـ الروض النضير: ٩٥١.

(١٥٠) صحيح: أخرجه النسائى، الجنائز، باب من يتوفى له ثلاثًا: ١٨٧٤ـ وأحمد: ٢١٤٥٣ـ الصحيحة: ٥٦٧، ٢٢٦٠.

يَـا أَبَـا ذَرٍّ قَـالَ: أَلَا أُحَـدِّثُكَ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَـالَ: سَـمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ يَـقُـولُ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِـنَ الْـوَلَـدِ لَـمْ يَبْـلُغُوا الْحِنْثَ، إِلَّا أَدْخَـلَـهُ الـلّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ، وَمَـا مِـنْ رَجُلٍ أَعْتَقَ مُسْلِمًا إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَـلَّ كُـلَّ عُـضْـوٍ مِـنْهُ، فِكَاكَهُ لِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ)).

میں نے عرض کیا: ابوذر! آپ کے کتنے بچے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک حدیث بیان کروں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، ضرور۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس مسلمان کے تین بچے فوت ہوجائیں جو ابھی بلوغت کی عمر کو نہ پہنچے ہوں تو اللہ اسے ضرور جنت میں داخل فرمائے گا۔ ان بچوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شفقت کی وجہ سے۔ اور جس مسلمان نے کسی مسلمان کو آزاد کیا اللہ تعالیٰ (غلام کے ہر عضو کے بدلے میں) اس کے ہر عضو کو دوزخ سے آزاد کر دے گا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ دوست واحباب کو ان کی فرمائش کے بغیر بھی احادیث بیان کرنی چاہئیں تاکہ وعظ وتذکیر کا سلسلہ جاری رہے۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ سابقہ احادیث میں جو تین یا دو بچوں کا مطلق ذکر ہوا وہ خاص ہے کہ یہ فضیلت اس صورت میں ہے جب بچے غیر بالغ فوت ہوئے ہوں۔

(۳) ویسے تو کافر غلام کو آزاد کرنا بھی باعث ثواب ہے لیکن جہنم سے آزادی مسلمان غلام کے ساتھ مشروط ہے، اس سے معلوم ہوا کہ کامل الاعضاء غلام آزاد کرنا ناقص اعضاء والے غلام سے افضل ہے۔

151 - حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُ الـلّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عُمَارَةَ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ..........

عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّمَ قَالَ: ((مَنْ مَاتَ لَهُ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ، أَدْخَلَهُ اللّٰهُ وَإِيَّاهُمْ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ الْجَنَّةَ)).

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کے تین بچے بلوغت کی عمر کو پہنچنے سے پہلے فوت ہوئے اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے اس شخص اور ان بچوں کو ضرور جنت میں داخل فرمائے گا۔''

فائدہ: ......یعنی اللہ تعالیٰ ان بچوں پر فضل ورحمت کی وجہ سے ان کے والدین کو بھی جنت میں داخل فرمائے گا بشرطیکہ وہ مشرک یا حقوق العباد غصب کرنے والے نہ ہوں۔

---

(۱۵۱) صحیح: أخرجه البخاری، الجنائز، باب ما قیل فی اولاد المسلمین: ۱۳۸۱، ۱۲۴۸۔ والنسائی: ۱۸۷۳.

81...... بَابُ مَنْ مَاتَ لَهُ سِقْطٌ

اس عورت کا بیان جس کا ادھورا بچہ ضائع ہو جائے

152 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أُمِّهِ............

عَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ - وَكَانَ لَا يُولَدُ لَهُ - فَقَالَ: لَأَنْ يُولَدَ لِي فِي الْإِسْلَامِ وَلَدٌ سِقْطٌ فَأَحْتَسِبَهُ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِيَ الدُّنْيَا جَمِيعًا وَمَا فِيهَا۔ وَكَانَ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ.

سہیل ابن الحنظلیہ سے مروی ہے، اور ان کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی، انہوں نے کہا: اگر زمانہ اسلام میں میرا ایک ادھورا بچہ بھی پیدا ہو جائے اور میں اللہ کے ہاں اس کے ثواب کا یقین و امید کرلوں تو یہ مجھے ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے زیادہ محبوب ہے۔

فائدہ: ......اس اثر کی سند ضعیف ہے اس لیے یہ قابل استدلال نہیں۔

153 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا مِنَّا مِنْ أَحَدٍ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِ وَارِثِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ، مَالُكَ مَا قَدَّمْتَ، وَمَالُ وَارِثِكَ مَا أَخَّرْتَ)).

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون ہے جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر ایک کو اپنا مال وارث کے مال سے زیادہ عزیز ہے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جان لو کہ تم میں سے کوئی ایک بھی نہیں جس کو اپنا مال وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہو۔ تمہارا مال وہ ہے جو تم نے (اللہ کی راہ میں خرچ کر کے) آگے بھیج دیا اور وارث کا مال وہ ہے جو تم نے اس دنیا میں چھوڑ دیا۔''

فوائد و مسائل: ......(ا) مال واولاد کی حرص انسان کے ضمیر کا حصہ ہے۔ انسان ساری زندگی محنت کر کے

---

(١٥٢) ضعيف: رواه، أبو نعيم في معرفة الصحابة: ٥/ ٢٨١٨ ـ وابن منده كما في الاصابة لابن حجر: ٦/ ٥٠٤ ـ وابن عساكر في تاريخه: ٧٠/ ٢٧٦.

(١٥٣) صحيح: أخرجه أحمد: ٣٦٢٦ ـ والبخاري، الرقاق، باب ما قدم من ماله فهو له: ٦٤٤٢.

مال اکٹھا کرتا رہتا ہے بالآخر سب کچھ چھوڑ کر اس دنیا کو خیر باد کہہ دیتا ہے۔ مرتے دم تک میرا مال میرا مال اس کی زبان پر ہوتا ہے لیکن درحقیقت وہ مال اس کا نہیں ہوتا بلکہ وہ تو اس کے ورثاء کا ہو چکا۔ اس کا مال وہی ہوتا ہے جو وہ اللہ کی راہ میں خرچ کر کے جاتا ہے، اس کا صلہ وہ اللہ کے ہاں پاتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''جب ابن آدم کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا حالانکہ اب تو وہ ان کا ہو چکا۔'' (صحیح البخاری، ح:۱۴۱۹)

(۲) مرنے کے بعد انسان کو وہ مال کام آئے گا جو اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوگا، دنیا میں چھوڑا ہوا مال اس کے کچھ کام نہ آئے گا بلکہ عین ممکن ہے اس کے لیے وبال جان بن جائے۔ کیونکہ آخرت کو نظر انداز کر کے ورثاء کے مستقبل کی فکر کرنا۔ اولاد کے لیے مال جمع کرنا کہ نہ معلوم ان کے حالات کیسے ہوں گے، ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانی بھی ہے۔ یہ سوچ غلط ہے کہ اولاد کو رزق میری طرف سے ملتا تھا میرے جانے کے بعد نہ جانے ان کے ساتھ کیا ہوگا بسا اوقات صورت حال اس کے برعکس بھی ہوتی ہے۔ اکثر و بیشتر والدین کی جمع کردہ دولت اولاد بے دردی سے ضائع کر دیتی ہے کیونکہ انہوں نے اس کے کمانے میں مشقت نہیں اٹھائی ہوتی۔

154 - قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا تَعُدُّونَ فِيكُمُ الرَّقُوبَ؟)) قَالُوا: الرَّقُوبُ الَّذِي لَا يُولَدُ لَهُ، قَالَ: ((لَا، وَلَكِنَّ الرَّقُوبَ الَّذِي لَمْ يُقَدِّمْ مِنْ وَلَدِهِ شَيْئًا))

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم رقوب کسے کہتے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: جس کی اولاد نہ ہو وہ رقوب ہے۔ آپ نے فرمایا: ''حقیقتاً لا ولد وہ ہے جس نے کسی اولاد کو آگے نہ بھیجا ہو۔''

فائدہ: ......عربی زبان میں ''رقوب'' اس مرد اور عورت کو کہتے ہیں جن کی اولاد زندہ نہ رہتی ہو۔ یہ رقیب سے مأخوذ ہے کیونکہ یہ بھی بچے کے مرنے کا انتظار کرتے ہیں۔ دنیاوی طور پر بلاشبہ رقوب وہی ہے جو لا ولد ہو لیکن یہ بہت بڑے اجر کا مستحق ہونے کی وجہ سے حقیقی معنوں میں اولاد والا ہے۔ کیونکہ اولاد کا دنیاوی فائدہ اس کے اخروی فائدے سے کہیں کم ہے۔ اور جو آخرت کے ثواب سے محروم رہا حقیقتاً وہی محروم اور بے اولاد ہے۔ اس حدیث میں صبر کرنے کی ترغیب بھی ہے۔

---

(١٥٤) صحيح: أخرجه مسلم، البر والصلة، الأدب، باب فضل من يملك نفسه عند الغضب: ٢٦٠٨ـ وأحمد: ٣٦٢٦ـ الصحيحة: ٣٤٠٦.

155 - قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا تَعُدُّونَ فِيكُمُ الصُّرَعَةَ؟)) قَالُوا: هُوَ الَّذِي لَا تَصْرَعُهُ الرِّجَالُ، فَقَالَ: ((لَا، وَلَكِنَّ الصُّرَعَةَ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ))

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم پہلوان کسے کہتے ہو؟“ صحابہ نے عرض کیا: وہ جس کو کوئی دوسرا شخص پچھاڑ نہ سکے۔ آپ نے فرمایا: نہیں، حقیقی پہلوان وہ ہے جو غیظ وغضب کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔“

فائدہ: ......انسان کی عظمت اور بڑا پن یہ ہے کہ وہ حلم و بردباری سے کام لے۔ غصے کے وقت اپنے حواس کو قابو میں رکھے۔ غصے میں آگ بگولا ہونے والا انسان معاشرے میں کبھی اونچا مقام حاصل نہیں کرسکتا۔ اس لیے کہ وہ کاہے کا بہادر ہے جس کا اپنی ذات پر کنٹرول نہیں۔ دوسرے لفظوں میں غصے پر قابو رکھنے والا انسان بہت سے حوادث سے بچ جاتا ہے اور باعزت زندگی گزارتا ہے جبکہ آپے سے باہر ہونے والا انسان قدم قدم پر بے عزتی کرواتا ہے اور اگر کوئی اس کی تکریم کرتا بھی ہے تو اس کے شر سے بچنے کے لیے۔ اس لیے اسے پہلوان اور بہادر کیسے کہا جاسکتا ہے۔

82...... بَابُ حُسْنِ الْمَلَكَةِ

غلاموں سے اچھا برتاؤ کرنے کا بیان

156 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ:............

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ثَقُلَ قَالَ: ((يَا عَلِيُّ، ائْتِنِي بِطَبَقٍ أَكْتُبْ فِيهِ مَا لَا تَضِلُّ أُمَّتِي بَعْدِي))، فَخَشِيتُ أَنْ يَسْبِقَنِي فَقُلْتُ: إِنِّي لَأَحْفَظُ مِنْ ذِرَاعَيِ الصَّحِيفَةِ، وَكَانَ رَأْسُهُ بَيْنَ ذِرَاعِي وَعَضُدِي، فَجَعَلَ يُوصِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ، وَقَالَ كَذَاكَ حَتَّى فَاضَتْ نَفْسُهُ، وَأَمَرَهُ بِشَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ،

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی طبیعت جب زیادہ ناساز ہوگئی تو آپ نے فرمایا: ”اے علی! میرے پاس کوئی پارچہ لاؤ جس میں وہ بات لکھ دوں جس سے میری امت بھٹکنے سے محفوظ ہو جائے۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ڈرا کہ میرے کاغذ لانے سے پہلے آپ اللہ کو پیارے نہ ہو جائیں تو میں نے کہا: میں خود ہی یاد کرلوں گا۔ اس وقت آپ کا سر میرے بازو کے درمیان تھا۔ آپ نے نماز، زکاۃ اور غلاموں سے حسن سلوک کی وصیت فرمائی اور یہ کہتے کہتے اللہ کو پیارے ہوگئے۔ اور آپ نے لا إلـه إلّا اللّٰهُ وأنّ محمداً عبده ورسوله کہنے کا حکم دیا (اور فرمایا:) ”جس نے ان دونوں کی

(١٥٥) صحيح: أخرجه مسلم، البر والصلة: ٢٦٠٨ـ وأبو داؤد: ٤٧٧٩ـ وأحمد: ٣٦٢٦.

(١٥٦) ضعيف: أخرجه أحمد: ٦٩٣ـ وابن سعد في الطبقات: ٢/ ٢٤٣ـ والمزي في تهذيب الكمال: ٢١/ ٤٨٢ـ التعليق الرغيب: ٢/ ٢٣٧.

مَنْ شَهِدَ بِهِمَا حُرِّمَ عَلَى النَّارِ . گواہی دی اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوگئی۔‘‘

فائدہ: ...... یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس لیے قابل استدلال نہیں۔ البتہ غلاموں سے حسن سلوک کرنے کا حکم دوسری احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ اسی طرح شہادتین کی فضیلت بھی دوسری احادیث میں آتی ہے۔

کچھ الفاظ کا فرق ہے۔ غالبًا اسی وجہ سے مترجم نے بھی اس کا ترجمہ نہیں کیا اس کی وضاحت ’’فضل اللہ الصمد‘‘ میں دیکھیں۔

157 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ..........

عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ قَالَ: ((أَجِيبُوا الدَّاعِيَ، وَلَا تَرُدُّوا الْهَدِيَّةَ، وَلَا تَضْرِبُوا الْمُسْلِمِينَ)) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرو اور تحفہ واپس نہ کرو، نیز مسلمانوں کو نہ مارو۔‘‘

فوائد و مسائل: ......(۱) اگر شرعی عذر نہ ہو تو دعوت قبول کرنا فرض ہے۔ شرعی عذر سے مراد یہ ہے کہ دعوت میں کوئی شریعت کے منافی امور ہوں، جیسے شادی بیاہ کے موقع پر ڈھول وغیرہ، یا دعوت دینے والے کا مال حرام کا ہو، یا انسان کسی شدید مصروفیت کی وجہ سے شامل نہ ہوسکتا ہو یا اس سے کسی نقصان کا خدشہ ہو یا آپ نے اس کی سفارش کی ہو جس کے صلے میں دعوت کرنے والا دعوت دے رہا ہو تو دعوت کو رد کیا جاسکتا ہے۔

(۲) تحائف کے تبادلے سے باہمی محبت اور صلہ رحمی میں اضافہ ہوتا ہے، اور اللہ کے لیے محبت اور صلہ رحمی بہت بڑی نیکی ہے اس لیے شریعت نے ایک دوسرے کو تحائف دینے کی ترغیب دلائی ہے۔ ہدیہ اور تحفہ قبول نہ کرنے سے بغض و عداوت اور بدظنی پیدا ہوتی ہے اس لیے بلاوجہ تحفہ رد کرنا منع ہے، البتہ اگر معقول وجہ ہو تو تحفہ قبول کرنے سے معذرت کی جاسکتی ہے، مثلاً جج یا انتظامی امور کے نگران کو اگر کوئی شخص اپنا کام نکلوانے کی خاطر تحفہ دے تو وہ رد کرسکتا ہے۔

(۳) مسلمان کی جان اور اسکا مال نہایت محترم ہے، اس لیے مسلمانوں کو ایذا دینا بہت بڑا گناہ ہے، بالخصوص انہیں مارنا پیٹنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کا حساب روز قیامت نیکیاں دے کر چکانا پڑے گا اور نیکی اس روز سب سے قیمتی متاع ہوگی۔

(۴) اس حدیث میں مذکور آپ کے ارشادات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک پرامن، خوشگوار اور غم خوار معاشرہ ان ہدایات پر عمل کرکے قائم کیا جاسکتا ہے۔ کاش اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان فرامین پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔

---

(۱۵۷) صحيح: أخرجه أحمد: ۳۸۳۸- وابن ابی شيبة: ٦/ ٥٥٥- والطبرانی فی الكبير: ١٠/ ١٩٧- وأبو يعلى: ٥٤١٢- وابن حبان: ٥٦٠٣- الإرواء: ١٦١٦.

(۵) حدیث کا باب سے تعلق یہ ہے کہ لوگ غلاموں کو جانوروں کی طرح بے دریغ مارتے تھے۔ حدیث میں اس سے روکا گیا ہے، نیز اگر غلام اور معاشرے کا غریب فرد دعوت کرے یا ہدیہ دے تو اسے بھی قبول کرنا چاہیے۔

158 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أُمِّ مُوسَى............

عَنْ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ: كَانَ آخِرُ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الصَّلَاةَ، الصَّلَاةَ، اتَّقُوا اللّٰهَ فِيمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ)).

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ کا آخری کلام یہ تھا: ''نماز کی پابندی کرنا، نماز کی حفاظت کرنا اور اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرنا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے غلاموں اور ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے آخری لحات میں بھی اس کی وصیت فرمائی۔ لوگ اپنے بڑوں کی آخری وصیت کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں مگر افسوس! امت مسلمہ اپنے آقا اور محسن کی وصیت کو پس پشت ڈال کر ماتحتوں سے ذرہ بھر اچھا سلوک نہیں کرتے بلکہ ان کا خون نچوڑنے پر لگے ہوئے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے نمازوں کو ضائع کرنے میں بھی ذرہ کسر نہیں اٹھا رکھی۔

(۲) ایک روایت میں ہے کہ آپ کا آخری کلام ''اَللّٰهُمَّ بالرفيق الأعلىٰ'' تھا۔ اس میں تطبیق یوں ہے کہ لوگوں کے حقوق سے متعلق یہ آپ کی آخری وصیت تھی۔ تاہم مرض الموت میں آپ سے کئی وصیتیں مروی ہیں لیکن ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت اور جانشینی کا کہیں تذکرہ نہیں۔

(۳) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرتے وقت اپنے ورثاء اور لواحقین کو نماز اور دیگر خیر کے کاموں کی وصیت کرنی چاہیے۔

83...... بَابُ سُوءِ الْمَلَكَةِ

غلاموں سے بدسلوکی کی ممانعت

159 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لِلنَّاسِ:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ لوگوں سے کہا کرتے

---

(۱۵۸) صحيح: أخرجه أبو داؤد، الأدب باب فى حق المملوك: ۵۱۵۶۔ وابن ماجة: ۲۶۹۸۔ صحيح الترغيب: ۲۲۸۵.

(۱۵۹) صحيح الإسناد موقوفا وقد صح منه مرفوعا جملة الخيار والشرار دون العتق۔ المشكاة: ۴۹۹۳۔ رواه البيهقى فى شعب الإيمان: ۱۳/ ۱۸۹۔ وابن عبدالبر فى جامع بيان العلم: ۱/ ۶۰۸۔ وأبو نعيم فى الحلية: ۱/ ۲۲۱.

نَـحْـنُ أَعْرَفُ بِكُمْ مِنَ الْبَيَاطِرَةِ بِالدَّوَابِّ، قَـدْ عَـرَفْـنَـا خِيَـارَكُـمْ مِنْ شِرَارِكُمْ أَمَّـا خِيَـارُكُمُ: الَّذِي يُرْجَى خَيْرُهُ، وَيُؤْمَنُ شَرُّهُ وَأَمَّا شِرَارُكُمْ: فَالَّذِي لا يُرْجَى خَيْرُهُ، وَلا يُؤْمَنُ شَرُّهُ، وَلا يُعْتَقُ مُحَرَّرُهُ.

تھے: ہم تمہیں اس سے زیادہ جانتے ہیں جتنا جانوروں کا علاج کرنے والے جانوروں کو جانتے ہیں۔ ہم ان لوگوں کو بھی جانتے ہیں جو تم میں اچھے ہیں اور انہیں بھی جو تم میں برے ہیں۔ تمہارے اچھے لوگ وہ ہیں جن کی بھلائی کی امید کی جاتی ہے اور جن کے شر سے لوگوں کو اطمینان ہو۔ اور برے وہ لوگ ہیں جن سے خیر کی امید نہیں کی جاتی اور ان کے شر سے بھی امان نہیں اور ان کا آزاد کردہ بھی آزاد نہیں ہوتا۔

فائدہ: ......سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے اچھے اور برے لوگوں کی پہچان بتائی کہ برے لوگ وہ ہیں جن کی شرارتوں سے لوگ ہر وقت خوف زدہ رہیں اور ان سے خیر کی توقع کم ہی ہو اور اچھے لوگ وہ ہیں جو بے ضرر اور لوگوں کے خیر خواہ ہوں اور لوگ ان سے اچھائی ہی کی امید رکھتے ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''کچھ لوگ خیر کی چابیاں اور شر کے تالے ہوتے ہیں (یعنی ان سے خیر ہی سرزد ہوتا ہے) اور کچھ شر کی چابیاں اور خیر کے لیے تالے ہوتے ہیں (یعنی ان سے خیر کی توقع کم ہی ہوتی ہے) چنانچہ جس کو اللہ تعالیٰ خیر کی چابیاں بنا دے اس کے لیے خوشخبری ہے اور تباہی ہے اس کے لیے جو شر کی چابی ہے۔ (سنن ابن ماجہ، المقدمۃ، حدیث: ۲۳۷)

نیز اس سے مومن کی متانت اور ذہانت کا پتہ چلا کہ وہ خیر اور شر، اچھے اور برے کو خوب پہچانتا ہے۔

آخر میں حضرت ابودرداء نے برے لوگوں کی ایک مزید نشانی بتائی کہ وہ کسی غلام کو آزاد نہیں کرتے اور اگر کر دیں تو بھی اس سے خدمت کا مطالبہ کرتے ہیں اور آزادی دینے کا احسان جتلاتے رہتے ہیں۔

160 - حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرِيْزُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنِ ابْنِ هَانِيءٍ............

عَـنْ أَبِـي أُمَـامَةَ، سَـمِـعْتُهُ يَقُولُ: الْكَنُودُ: الَّـذِي يَـمْـنَـعُ رِفْـدَهُ، وَيَـنْـزِلُ وَحْـدَهُ، وَيَضْرِبُ عَبْدَهُ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ناشکرا وہ ہے جو اپنے عطیات روک لیتا ہے اور (سفر) میں علیحدہ پڑاؤ ڈالتا ہے اور اپنے غلام کو مارتا ہے۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال سے عزیز و اقارب اور مساکین کو نہیں دیتا بلکہ مال سینچ سینچ کر رکھتا ہے گویا یہ ہمیشہ اس کے پاس رہے گا حتی کہ سفر میں جب لوگوں کو ایک دوسرے کے تعاون کی اشد ضرورت ہوتی ہے، وہ الگ تھلگ پڑاؤ ڈالتا ہے تاکہ اسے اپنے ساتھ کھانے میں کسی کو شریک نہ کرنا پڑے یا غرور اور تکبر کی وجہ

(۱٦٠) ضعيف موقوفا وروى عنه مرفوعا بسند واه جدا۔ الضعيفة: ۵۸۳۳۔ رواه ابن معين في تاريخه: ٤/ ٤٨٥۔ والطبراني في تفسيره: ٢٤/ ٥٦٦.

سے ایسا کرتا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس اثر کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (الضعيفة، حديث : ٥٨٣٣)

161 - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَحَمَّادٍ، عَنْ حَبِيبٍ وَحُمَيْدٍ.........

عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ رَجُلًا أَمَرَ غُلَامًا لَهُ أَنْ يَسْنُوَ عَلَى بَعِيرٍ لَهُ، فَنَامَ الْغُلَامُ، فَجَاءَ بِشُعْلَةٍ مِنْ نَارٍ فَأَلْقَاهَا فِي وَجْهِهِ، فَتَرَدَّى الْغُلَامُ فِي بِئْرٍ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَرَأَى الَّذِي فِي وَجْهِهِ، فَأَعْتَقَهُ.

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنے غلام کو اپنے اونٹ پر پانی لانے کا حکم دیا لیکن غلام سو گیا (اور پانی نہ لایا) تو اس نے آگ کا ایک شعلہ لا کر اس کے چہرے پر ڈال دیا۔ غلام (گھبرا کر بھاگا تو) ایک کنویں میں گر گیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا (اور صورت حال بتائی) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اس کا چہرہ دیکھا تو اسے آزاد کر دیا۔

فائدہ: ...... یہ اثر ضعیف ہے کیونکہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

84 ...... بَابُ بَيْعِ الْخَادِمِ مِنَ الْأَعْرَابِ

غلام یا باندی کو گنواروں کے ہاتھ فروخت کرنا

162 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عَمْرَةَ..........

عَنْ عَمْرَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا دَبَّرَتْ أَمَةً لَهَا، فَاشْتَكَتْ عَائِشَةُ، فَسَأَلَ بَنُو أَخِيهَا طَبِيبًا مِنَ الزُّطِّ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ تُخْبِرُونِي عَنِ امْرَأَةٍ مَسْحُورَةٍ، سَحَرَتْهَا أَمَةٌ لَهَا، فَأُخْبِرَتْ عَائِشَةُ، قَالَتْ: سَحَرْتِينِي؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَقَالَتْ: وَلِمَ؟ لَا تَنْجِينَ أَبَدًا، ثُمَّ قَالَتْ: بِيعُوهَا مِنْ شَرِّ الْعَرَبِ مَلَكَةً.

سیدہ عمرة انصاریہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک لونڈی کو مدبر کر دیا۔ بعد ازاں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار پڑ گئیں تو ان کے بھتیجوں نے ایک عجمی طبیب سے دریافت کیا (کہ انہیں اس طرح تکلیف ہے) اس نے کہا کہ تم جس عورت کی بات کرتے ہو وہ تو سحر زدہ ہے جس پر اس کی لونڈی نے جادو کیا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا گیا تو انہوں نے اس لونڈی سے پوچھا: تو نے مجھ پر جادو کیا ہے؟ تو اس نے کہا:

(١٦١) ضعيف: أخرجه عبدالرزاق: ١٧٩٢٨.

(١٦٢) صحيح: أخرجه مالك في الموطا رواية أبي مصعب: ٢٧٨٢ـ وأحمد: ٢٤١٢٦ـ وعبدالرزاق: ٦/ ١٤٠ـ والحاكم: ٤/ ٢١٩ـ والبيهقي في الكبرىٰ: ٨/ ٢٣٦.

ہاں! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ اب تو غلامی سے کبھی نجات نہیں پائے گی، پھر فرمایا: اسے عرب کے اس قبیلے کے ہاتھ فروخت کردو جن کا سلوک غلاموں کے ساتھ سب سے برا ہو۔

فوائد و مسائل: ......(۱) غلاموں اور لونڈیوں سے حسن سلوک کرنے کا حکم ہے لیکن اگر وہ بدخصلت اور برے ہوں تو انہیں کسی ایسے شخص کے ہاتھوں فروخت کیا جا سکتا ہے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ غلاموں سے برا سلوک کرتا ہے، نیز اپنی ذات کی خاطر بدلہ لینا جائز ہے جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا۔

(۲) مستدرک حاکم (۴/۲۲۰) میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اسے بیچ کر اس کی قیمت سے کوئی غلام خرید کر اسے آزاد کردو۔

(۳) مدبر: اس غلام یا لونڈی کو کہتے ہیں جسے یہ کہا جائے کہ تو میری وفات کے بعد آزاد ہے۔ اس لونڈی نے جادو اس لیے کیا تھا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جلد فوت ہو جائیں اور وہ آزاد ہو جائے۔

(۴) جادو کسی نیک اور صالح شخص پر بھی ہو سکتا ہے، اس لیے صبح و شام کے مسنون اذکار خصوصاً معوذتین کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے۔

(۵) اس سے کاہن کے پاس جانے کا جواز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ طبیب نے علامات سے اندازہ لگایا تھا جیسا کہ مسند احمد (۶/۴۰) میں صراحت ہے کہ طبیب نے کہا کہ تم مجھے جو علامات بتا رہے ہو یہ تو کسی جادو زدہ عورت کی ہیں۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی بات کو کافی نہیں سمجھا جب تک لونڈی نے خود اقرار نہیں کر لیا۔

85...... بَابُ الْعَفْوِ عَنِ الْخَادِمِ

خادم سے درگزر کرنے کا بیان

163 - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو غَالِبٍ............

عَـنْ أَبِـي أُمَـامَةَ قَالَ: أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ غُلَامَان، فَوَهَبَ أَحَدُهُمَا لِـعَـلِـيٍّ صَـلَـوَاتُ اللّٰـهِ عَلَيْـهِ وَقَالَ: ((لَا تَـضْـرِبْـهُ، فَـإِنِّـي نُهِيتُ عَنْ ضَرْبِ أَهْلِ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ آپ کے ساتھ دو غلام تھے۔ ان میں سے ایک آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور نصیحت کی: ''اسے مارنا نہیں ہے کیونکہ مجھے نمازی (مسلمان)

(۱۶۳) حسن: أخرجه أحمد: ۲۲۱۵۴ـ والطبراني في الكبير: ۸/ ۲۷۵ـ ومحمد بن نصر في تعظيم قدر الصلاة مختصرًا: ۹۷۷ـ والبيهقي في شعب الايمان نحوه: ٤/ ۲۹۲ـ الصحيحة: ۱٤۲۸.

الصَّلَاةِ، وَإِنِّي رَأَيْتُهُ يُصَلِّي مُنْذُ أَقْبَلْنَا)) ، وَأَعْطَى أَبَا ذَرٍّ غُلَامًا وَقَالَ: ((اسْتَوْصِ بِهِ مَعْرُوفًا)) ، فَأَعْتَقَهُ، فَقَالَ: ((مَا فَعَلَ؟)) قَالَ: أَمَرْتَنِي أَنْ أَسْتَوْصِيَ بِهِ خَيْرًا، فَأَعْتَقْتُهُ.

غلاموں کو مارنے سے منع کیا گیا ہے اور یہ جب سے ہمارے پاس آیا ہے میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔'' اور ایک غلام حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیا اور یوں نصیحت فرمائی: ''اس کے بارے میں اچھائی کی وصیت قبول کرو۔'' تو انہوں نے اسے آزاد کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''تو نے اس غلام کا کیا کیا؟'' انہوں نے عرض کیا: آپ نے مجھے اس کے بارے میں حسن سلوک کی وصیت قبول کرنے کا حکم دیا تو میں نے اسے آزاد کر یا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب کی بیشتر معیشت کا دارومدار غلاموں اور لونڈیوں پر تھا۔ ان کی خرید وفروخت ہوتی تھی اور ان کی حیثیت مال و متاع سے زیادہ نہیں تھی۔ لوگ ان کے ساتھ حیوانوں سے بھی بدتر سلوک کرتے تھے۔ غلامی کے اس قانون کو یکسر ختم کرنا چونکہ ممکن نہ تھا اس لیے آپ نے اسے باقی رکھا، تاہم غلاموں سے حسن سلوک اور انہیں آزاد کرنے کی بہت زیادہ ترغیب دلائی۔ ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا: اللہ کے رسول! میں غلاموں کو دن میں کتنی بار معاف کروں؟ آپ خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ پوچھنے پر فرمایا: ''اسے ہر روز ستر مرتبہ معاف کرو۔'' (صحیح سنن ابی داؤد، حدیث: ۴۳۰۱)

(۲) نوکر اور ملازم کی حیثیت اگرچہ غلام والی نہیں کیونکہ غلام کا تو اپنا کچھ نہیں ہوتا اور ملازم آزاد ہوتا ہے۔ وہ کسی بھی جگہ جا سکتا ہے لیکن غلام کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں۔ جب غلاموں سے حسن سلوک کا حکم ہے جن کی حیثیت مال کی ہے تو ملازمین کے ساتھ بالاولیٰ حسن سلوک کرنا چاہیے کیونکہ وہ غلاموں سے بہرحال زیادہ مقام و مرتبہ رکھتے ہیں۔

(۳) غلامی کا تصور اگرچہ ختم ہو چکا ہے لیکن مستقبل میں ایسا ہونا ممکن ہے۔

(۴) نمازی شخص دوسرے کی نسبت زیادہ حسن سلوک کا مستحق ہے کیونکہ وہ احکام الٰہی کی پابندی کرتا ہے اس لیے اس کی قدر ہونی چاہیے۔ پھر غلام کو مارنے کی ضرورت ادب سکھانے یا کوتاہی کرنے کی صورت میں ہوتی ہے تو جو شخص حقوق اللہ کی پاسداری کرتا ہے وہ یقیناً اپنے آقا کے حقوق کا بھی ضرور خیال رکھے گا اس لیے اس پر بلاوجہ سختی ناجائز ہے۔

(۵) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے غلام کو آزاد کر دیا کیونکہ کمال حسن سلوک تو یہی ہے کہ اسے غلامی سے ہی آزاد کر دیا جائے تاکہ وہ آزادانہ زندگی گزارے اور یہ بہت عزیمت والا کام ہے۔

(۲) اس حدیث سے رسول اکرم ﷺ کے حسن اخلاق اور رعایا کی خبر گیری رکھنے، نیز غریب اور نادار لوگوں سے آپ کے لطف وکرم کا پتہ چلتا ہے۔

164 - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ............

عَـنْ أَنَـسٍ قَـالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ الْمَدِينَةَ وَلَيْسَ لَهُ خَادِمٌ، فَأَخَذَ أَبُو طَـلْـحَةَ بِيَـدِي، فَانْطَلَقَ بِي حَتَّى أَدْخَلَنِي عَـلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَـا نَبِـيَّ الـلّٰهِ، إِنَّ أَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ لَبِيبٌ، فَـلْيَـخْـدُمْكَ قَـالَ: فَخَدَمْتُـهُ فِي السَّـفَرِ وَالْحَضَرِ، مَقْدَمَهُ الْمَدِينَةَ حَتَّى تُوُفِّيَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا قَالَ لِي لِشَيْءٍ صَنَعْتُ: لِـمَ صَـنَعْتَ هَذَا هَكَذَا؟ وَلَا قَالَ لِي لِشَيْءٍ لَمْ أَصْنَعْهُ: أَلَا صَنَعْتَ هَذَا هَكَذَا؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ کے پاس کوئی خادم نہیں تھا، چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے نبی! انس بڑا ذہین وفطین اور ہوشیار بچہ ہے، لہٰذا یہ آپ کی خدمت کرے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی مدینہ تشریف آوری سے وفات تک حضر وسفر میں آپ کی خدمت کی۔ آپ نے کبھی میرے کسی (نامناسب) کام پر یہ نہیں کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اور نہ میرے کسی کام کے سرانجام نہ دینے پر یہ کہا کہ تم نے ایسا کیوں نہیں کیا؟

فــائـده: ...... یہ حدیث رسول اکرم ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کی واضح دلیل ہے۔ ایک روایت میں حضرت انس فرماتے ہیں کہ آپ نے کبھی مجھے اف بھی نہیں کہا (صحیح مسلم، حدیث: ۲۳۰۹)، نیز امت کے لیے راہنمائی ہے کہ وہ ماتحتوں کے ساتھ کیسا سلوک کریں۔ یہ رویہ ذاتی خدمت میں کوتاہی کے حوالے سے ہونا چاہیے شرعی امور کے بارے میں کوتاہی پر ڈانٹ ڈپٹ اور محاسبہ نہ صرف جائز بلکہ مطلوب ہے۔

86...... بَابُ إِذَا سَرَقَ الْعَبْدُ

غلام اگر چوری کرے تو (اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے)

165 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ............

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا سَرَقَ الْمَمْلُوكُ بِعْهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب غلام چوری کرے تو اسے بیچ ڈالو خواہ ایک نش

(١٦٤) صحيح: أخرجه البخاري، الوصايا، باب استخدام اليتيم في السفر والحضر: ٢٧٦٨، ٦٠٣٨ـ ومسلم: ٢٣٠٩.

(١٦٥) ضعيف: أخرجه النسائي، كتاب قطع السارق، باب القطع في السفر: ٤٩٨٣ـ وأبو داؤد: ٤٤١٢ـ وابن ماجة: ٢٥٨٩ـ المشكاة: ٣٦٠٦.

وَلَوْ بِنَشٍّ)) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: النَّشُّ: عِشْرُونَ وَالنَّوَاةُ: خَمْسَةٌ وَالْأُوقِيَّةُ: أَرْبَعُونَ

(بیس درہم) کا بکے۔'' امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نش بیس درہم کا، نواۃ پانچ درہم کا اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔''

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ بدکردار غلام کو بیچ دینا چاہیے خواہ معمولی قیمت ہی کیوں نہ ملے۔ تاہم جس کو بیچا جائے اسے آگاہ کرنا ضروری ہے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اگرچہ بعض محققین نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

87...... بَابُ الْخَادِمِ يُذْنِبُ

غلام یا باندی سے گناہ ہو جائے تو کیا کرے

166 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَمِعْتُ إِسْمَاعِيلَ.......... عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدَفَعَ الرَّاعِي فِي الْمُرَاحِ سَخْلَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَحْسِبَنَّ - وَلَمْ يَقُلْ: لَا تَحْسَبَنَّ - إِنَّ لَنَا غَنَمًا مِائَةً لَا نُرِيدُ أَنْ تَزِيدَ، فَإِذَا جَاءَ الرَّاعِي بِسَخْلَةٍ ذَبَحْنَا مَكَانَهَا شَاةً" فَكَانَ فِيمَا قَالَ: ((لَا تَضْرِبْ ظَعِينَتَكَ كَضَرْبِكَ أَمَتَكَ، وَإِذَا اسْتَنْشَقْتَ فَبَالِغْ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا)).

حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور چرواہے نے بکری کا ایک بچہ باڑے میں داخل کیا۔ (آپ نے ایک بکری ذبح کرنے کا حکم دیا) اور فرمایا: ''تم کچھ خیال نہ کرنا۔ ہماری سو بکریاں ہیں ہم انہیں سو سے نہیں بڑھنے دیتے۔ جب چرواہا کوئی نیا پیدا شدہ بچہ لاتا ہے تو ہم اس کی جگہ ایک بکری ذبح کر لیتے ہیں۔'' اس وقت آپ نے جو باتیں ارشاد فرمائیں ان میں یہ بھی تھا: ''اپنی بیوی کو لونڈی کی طرح نہ مارو اور وضو کرتے وقت ناک میں پانی چڑھاتے ہوئے خوب مبالغہ کرو الا یہ کہ تم روزے سے ہو (تو پھر مبالغہ نہ کرو)۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) آپ کے فرمان ''بیوی کو لونڈی کی طرح نہ مارو'' سے معلوم ہوا کہ غلام یا لونڈی اگر معصیت کا ارتکاب کریں تو انہیں مناسب سزا دی جا سکتی ہے اور بیوی کو بھی تادیباً مارا جا سکتا ہے، تاہم مار شدید نہیں ہونی چاہیے۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ وضو کرتے وقت ناک میں مبالغے سے پانی چڑھانا واجب ہے، البتہ روزے کی حالت میں یہ واجب ساقط ہو جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ناک کی سانس کے ذریعے سے پانی کھینچا جائے۔

(۳) گوشت کھانا فضول خرچی نہیں ہے اور مہمان کے لیے خصوصی اہتمام بھی جائز ہے، البتہ اہتمام اگر مہمان کی

(١٦٦) صحيح: أخرجه أبو داؤد، الطهارة، باب في الاستنثار: ١٤٢۔ أخرجه الحاكم في المستدرك: ١/ ١٤٨۔ ووافقه الذهبي.

خاطر نہ ہو بلکہ ویسے ہی معمول کا کھانا ہو تو مہمان کو بتا دینا چاہیے تا کہ وہ یہ نہ سمجھے کہ میری خاطر تکلف ہوا ہے، نیز اس میں یہ بھی تعلیم ہے کہ جو کام آپ نے نہیں کیا اس کا کریڈٹ خواہ مخواہ اپنے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔

88...... بَابُ مَنْ خَتَمَ عَلَى خَادِمِهِ مَخَافَةَ سُوءِ الظَّنِّ

مال پر مہر لگا دینا تا کہ خادم کے بارے میں بدگمانی پیدا نہ ہو

167 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو خَلْدَةَ...........

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ: كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ نَخْتِمَ عَلَى الْخَادِمِ، وَنَكِيلَ، وَنَعُدَّهَا، كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتَعَوَّدُوا خُلُقَ سُوءٍ، أَوْ يَظُنَّ أَحَدُنَا ظَنَّ سُوءٍ.

حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ سامان پر مہر لگا دیں اور سامان کو ماپ لیں اور گنتی کر لیں تا کہ خادموں کو برے اخلاق (چوری اور خیانت) کی عادت نہ پڑے یا ہمیں ان کے بارے میں بدگمانی پیدا نہ ہو۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ مالک کو پوری احتیاط سے کام لینا چاہیے اور مکمل حساب کتاب کرنا چاہیے تا کہ ملازمین کو خیانت کا موقع نہ ملے۔ ویسے بے شک ان کے ساتھ حسن سلوک کرے لیکن حساب کتاب میں ڈھیل نہ دے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ خادم کو گوشت لینے کے لیے بھیجتے تو گوشت کے ٹکڑے شمار کرتے اور کھانے لگتے تو اسے ساتھ بٹھا کر کھلاتے۔ کسی نے دریافت کیا کہ ایک طرف تو آپ گوشت کے ٹکڑے بھی شمار کرتے ہیں اور دوسری طرف اسے ساتھ بٹھا کر کھلاتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: اس سے دل صاف رہتا ہے اور بدگمانی پیدا نہیں ہوتی کہ اس نے لے نہ لیا ہو۔ (فیض الباری) یوں باہمی اعتماد بھی قائم رہتا ہے اور شیطان کو وسوسہ اندازی کا موقع بھی نہیں ملتا۔

89...... بَابُ مَنْ عَدَّ عَلَى خَادِمِهِ مَخَافَةَ سُوءِ الظَّنِّ

خادم کے بارے میں بدگمانی سے بچنے کے لیے سامان گن کر رکھنا

168 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ...........

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: إِنِّي لَأَعُدُّ الْعُرَاقَ عَلَى خَادِمِي مَخَافَةَ الظَّنِّ.

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: میں معمولی گوشت والی ہڈیاں بھی گن کر رکھتا ہوں تا کہ خادم کے بارے میں بدگمانی پیدا نہ ہو (کہ اس نے چرا لیا ہے)۔

---

(١٦٧) صحيح: أخرجه المروزي في البر والصلة: ٣٥٢.

(١٦٨) صحيح: انظر ما بعده.

169 - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ............

سَـمِـعْتُ حَارِثَةَ بْنَ مُضَرِّبٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَلْمَانَ: إِنِّي لَأَعُدُّ الْعُرَاقَ خَشْيَةَ الظَّنِّ.

حارثہ بن مضرب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں بدگمانی سے بچنے کے لیے معمولی گوشت والی ہڈیاں بھی گن لیتا ہوں۔

فــائـده: ......ابوالعالیہ رحمہ اللہ کے اثر اور سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے فرمان سے گھریلو ملازمین سے برتاؤ کی راہنمائی ملتی ہے کہ گھریلو اشیاء کو سنبھال کر رکھنا چاہیے تا کہ بدگمانی کا موقع نہ ملے اور ملازمین بھی آزمائش میں نہ پڑیں۔

90...... بَابُ أَدَبِ الْخَادِمِ — خادم کو ادب سکھانا

170 - حَـدَّثَـنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ............

سَـمِـعْتُ يَزِيدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ قَالَ: أَرْسَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ غُلَامًا لَهُ بِذَهَبٍ أَوْ بِـوَرِقٍ، فَصَرَفَهُ، فَأَنْظَرَ بِالصَّرْفِ، فَرَجَعَ إِلَيْـهِ فَـجَـلَدَهُ جَلْدًا وَجِيعًا وَقَالَ: اذْهَبْ، فَخُذِ الَّذِي لِي، وَلَا تَصْرِفْهُ

یزید بن عبداللہ بن قسیط سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے کسی غلام کو سونا یا چاندی دے کر بھیجا۔ اس نے بیع صرف کی تو اس میں ادھار کرلیا۔ جب واپس آیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی سخت پٹائی کی اور فرمایا: ”جاؤ، میری چیز واپس لے آؤ اور بیع صرف نہ کرو۔“

فـوائـد و مســائـل: ......(۱) سونے چاندی کی خرید وفروخت کو بیع صرف کہتے ہیں۔ سونا اگر سونے کے بدلے فروخت ہو تو اس کے لیے دو شرطیں ہیں:

- سودا دونوں طرف سے نقد ہو۔
- وزن بھی برابر برابر ہو۔

بصورت دیگر وہ ناجائز اور حرام ہوگا۔ یہی حکم ایک ملک کے تمام کرنسی نوٹوں کا ہے۔ دوسری صورت سونا چاندی کے عوض یا چاندی، سونے کے عوض فروخت کرنا۔ اس میں کمی بیشی تو جائز ہے، تاہم ادھار جائز نہیں۔ ایک ملک کی کرنسی بھی دوسرے ملک کی کرنسی سے کمی بیشی سے تبدیل کی جاسکتی ہے لیکن اس میں بھی ادھار جائز نہیں۔

(۲) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے خادم نے چونکہ ادھار کر کے حرام بیع کی تھی اس لیے انہوں نے اس کی پٹائی کی تا کہ وہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خادم کو ادب سکھانے کے لیے مارا جاسکتا ہے۔

---

(١٦٩) صحيح: أخرجه ابن الجعد فى مسنده: ١/ ٣٧١ـ وابن سعد فى الطبقات: ٤/ ٦٧ـ والخرائطى فى مكارم الاخلاق: ١/ ١٦٠ـ وأبو نعيم فى الحلية: ١/ ٢٠٢ـ والبيهقى فى شعب الايمان: ٦٧٠٩.

(١٧٠) حسن.

171 - حَـدَّثَـنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَـنْ أَبِـي مَسْعُودٍ قَالَ: كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي، فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِي صَوْتًا: ((اعْلَمْ أَبَا مَسْـعُـودٍ، لَلّٰهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ))، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ، قُـلْـتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَهُوَ حُرٌّ لِـوَجْـهِ الـلّٰـهِ، فَـقَـالَ: ((أَمَـا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ)) أَوْ ((لَلَفَحَتْكَ النَّارُ))

حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا کہ اچانک اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی: ''ابومسعود جان لو کہ اللہ تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنی تم اس پر رکھتے ہو۔'' میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ اللہ کی رضا کے لیے آزاد ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تم ایسا نہ کرتے تو تجھے ضرور جہنم کی آگ چھوتی۔'' یا فرمایا: ''آگ تجھے ضرور اپنی لپیٹ میں لے لیتی۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ غلام یا خادم وغیرہ کو اگرچہ تادیبی سزا دی جاسکتی ہے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر سے معلوم ہوتا ہے، تاہم اگر اس میں زیادتی ہوگئی تو معاملہ بڑا سنگین ہے۔ اسے بلاوجہ مارنا جہنم میں جانے کا باعث بن سکتا ہے۔

(۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہ کے فوراً بعد نیکی کرنا اس گناہ کے اثرات کو زائل کر دیتا ہے اور ایسا کرنا قابل قدر کام ہے۔ بلکہ شرعی نصوص سے اس کی ترغیب ملتی ہے کہ گناہ ہو جائے تو اس کے فوراً بعد نیکی کرنی چاہیے۔

91...... بَابُ لَا تَقُلْ: قَبَّحَ اللّٰهُ وَجْهَهُ

''اللہ اس کا چہرہ بگاڑ دے'' کہنے کی ممانعت

172 - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ..........

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا تَقُولُوا: قَبَّحَ اللّٰهُ وَجْهَهُ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم کسی کو یوں نہ کہو: ''اللہ تعالیٰ اسے بدصورت اور بھدا کر دے۔''

173 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ..........

عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ قَالَ: لَا تَقُولَنَّ: قَبَّحَ اللّٰهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ تم

---

(۱۷۱) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الإيمان، باب صحبة المماليك: ۱٦٥٩ـ وأبو داؤد: ٥١٥٩ـ والترمذي: ۱۹٤٨.

(۱۷۲) حسن: أخرجه أحمد: ۷٤۲۰ـ الصحيحة: ۸٦۲.

(۱۷۳) حسن: أخرجه أحمد: ۹٦۰٤ـ والحميدي: ۱۱٥۳ـ والسنة لابن أبي عاصم: ۱/ ۲۲۷ـ الصحيحة: ۸۱۲.

وَجْهَكَ وَوَجْهَ مَنْ أَشْبَهَ وَجْهَكَ ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ آدَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صُورَتِهِ

ہرگز ایسا نہ کہو: اللہ تیری شکل وصورت بگاڑ دے اور اس کا چہرہ بھی بدصورت کر دے جس کی شکل تجھ سے ملتی جلتی ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو ان کی خاص صورت پر پیدا فرمایا ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے بنایا۔ ان کو عزت وتوقیر دی حتی کہ فرشتوں سے سجدہ کروایا۔ انبیاء ورسل کا سلسلہ ان کی نسل میں جاری فرمایا: اسی طرح تخلیق کے اعتبار سے بھی آدم علیہ السلام کو کامل ترین اور احسن تقویم بنایا۔ جو شکل وصورت اسے عطا کی اس سے کامل صورت ممکن نہیں کہ کوئی اس سے خوبصورت انسان بنا سکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْٓ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾ ''ہم نے انسان کو خوبصورت ترین شکل وصورت میں پیدا فرمایا۔'' اس لیے اس صورت کے بگڑنے کی بددعا نہایت معیوب ہے۔

(۲) ''علی صورته'' کا مطلب کیا ہے؟ پہلے معنی تو وہی ہیں جو ہم نے حدیث کا ترجمہ کرتے وقت کیے ہیں اور یہی معنی راجح ہیں۔ اس صورت میں ''صورته'' میں ضمیر کا مرجع آدم علیہ السلام کی ذات ہے۔ اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ''آدم کو اس کی صورت میں پیدا کیا'' بے معنی سی بات ہے اور تحصیل حاصل ہے جس کی چنداں ضرورت نہیں۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے تمام حیوانات جن کے جسم بڑھتے ہیں، ان کی تخلیق کا سلسلہ تناسل کے ذریعے سے بنایا ہے اور وہ تخلیق کے مراحل، نطفہ، علقہ، مضغہ وغیرہ سے گزر کر پیدا ہوتے ہیں، آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان تمام عوارض سے پاک رکھا اور خصوصی طور پر اہتمام کے ساتھ ان کی تخلیق فرمائی۔ اس کی تائید صحیحین کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے۔

((خلق اللّٰه آدم على صورته ، طوله سِتُّون ذراعًا......))

''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی خصوصی صورت میں پیدا فرمایا اس طرح کہ ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا......۔''

(الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان : ۱۲/۸،۱۳)

دوسرے معنی یہ کیے گئے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت میں پیدا کیا ہے۔'' یہ معنی کئی لحاظ سے مرجوح ہیں:

۱۔ اس طرح تشبیہ لازم آتی ہے جو کہ کفر ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ اس کی کوئی مثال نہیں۔

۲۔ علی صورته میں ضمیر کا مرجع اصولی طور پر قریب ہونا چاہیے اور وہ لفظ آدم ہے نہ کہ لفظ اللہ۔

۳۔ جس روایت میں ''على صورة الرحمٰن'' کے الفاظ ہیں، وہ منکر ہے جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ الاحادیث الضعیفہ رقم: ۱۱۷۶ میں اس پر تفصیلی کلام کیا ہے۔

(۳) دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس انداز سے گالی دینے والا سیدنا آدم علیہ السلام کو بھی گالی دیتا ہے کیونکہ ہر انسان کا چہرہ بہر حال آدم علیہ السلام سے ملتا جلتا ہے۔

92...... بَابُ لِيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ فِي الضَّرْبِ

چہرے پر مارنے سے اجتناب کا بیان

174 - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، وَسَعِيدٌ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ خَادِمَهُ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے خادم کو مارے تو اسے چہرے پر مارنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔''

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت خادم کو سزا دی جا سکتی ہے لیکن چہرے پر مارنا حرام ہے کیونکہ چہرہ قابل احترام ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کے عموم کا تقاضا ہے کہ حد اور تعزیر وغیرہ میں بھی منہ پر نہ مارا جائے۔ (فتح الباری: ۱۸۲/۵)

175 - حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ..........

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَابَّةٍ قَدْ وُسِمَ يُدَخِّنُ مَنْخِرَاهُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ فَعَلَ هَذَا، لَا يَسِمَنَّ أَحَدٌ الْوَجْهَ وَلَا يَضْرِبَنَّهُ))

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک جانور کے پاس سے گزرے جسے داغا گیا تھا اور اس کے نتھنوں سے داغنے کی وجہ سے دھواں نکل رہا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ کیا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو، کوئی شخص ہرگز چہرے پر نہ داغے اور نہ اس پر مارے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) جانوروں یا انسانوں کو داغنے کے جواز اور عدم جواز سے متعلق دونوں طرح کے دلائل ملتے ہیں راجح مسلک درج ذیل ہے:

- کسی بھی جانور یا انسان کے چہرے پر داغنا ناجائز اور حرام ہے۔
- انسان کو چہرے کے علاوہ جسم کے کسی دوسرے حصے پر بیماری وغیرہ کی وجہ سے داغنا جائز ہے، تاہم افضل یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔
- جانوروں کو چہرے کے علاوہ داغنا جائز ہے، البتہ زکاۃ اور جزیے کے جانوروں کو (بطور علامت) داغنا مستحب ہے۔

(۲) جہاں تک چہرے پر مارنے کا تعلق ہے تو جانور اور انسان ہر دو کے چہرے پر مارنا منع ہے کیونکہ چہرہ قابل احترام ہے، البتہ یہ حرمت انسان کے حق میں زیادہ شدید ہے۔

---

(۱۷۴) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب العتق، باب اذا ضرب العبد فليجتنب الوجه: ۲۵۵۹۔ ومسلم: ۲۶۱۲.

(۱۷۵) صحیح: أخرجه مسلم، اللباس والزينة: ۲۱۱۷، ۲۱۱۶۔ وأبو داؤد: ۲۵۶۴۔ والترمذی: ۱۷۱۰۔ الصحيحة: ۲۱۴۹.

93...... بَابُ مَنْ لَطَمَ عَبْدَهُ فَلْيُعْتِقْهُ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ

جس نے غلام کوتھپڑ مارا بہتر ہے کہ وہ اسے آزاد کر دے

176 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ قَالَ............

سَمِعْتُ هِلَالَ بْنَ يَسَافٍ يَقُولُ: كُنَّا نَبِيعُ الْبَزَّ فِي دَارِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، فَخَرَجَتْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ لِرَجُلٍ شَيْئًا، فَلَطَمَهَا ذَلِكَ الرَّجُلُ، فَقَالَ لَهُ سُوَيْدُ بْنُ مُقَرِّنٍ: أَلَطَمْتَ وَجْهَهَا؟ لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ وَمَا لَنَا إِلَّا خَادِمٌ، فَلَطَمَهَا بَعْضُنَا، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْتِقَهَا

حضرت ہلال بن یساف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم سوید بن مقرن کے گھر میں کپڑا بیچ رہے تھے کہ ایک لونڈی نکلی اور اس نے ایک آدمی سے کچھ کہا تو اس آدمی نے اسے تھپڑ مار دیا۔ اس پر سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: کیا تونے اس کے چہرے پر طمانچہ مارا ہے؟ یقیناً میں سات (بھائیوں) میں سے ساتواں تھا اور ہماری صرف ایک ہی خادمہ تھی تو ہم میں سے کسی نے اسے تھپڑ مار دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وہ اسے آزاد کر دے۔

177 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، وَمُسَدَّدٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ زَاذَانَ............

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ لَطَمَ عَبْدَهُ أَوْ ضَرَبَهُ حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ، فَكَفَّارَتُهُ عِتْقُهُ))

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے اپنے غلام کو طمانچہ مارا یا بغیر قصور کے مارا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے۔''

178 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ قَالَ............

حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ: لَطَمْتُ مَوْلًى لَنَا فَفَرَّ، فَدَعَانِي أَبِي فَقَالَ لَهُ: اقْتَصَّ، كُنَّا وَلَدَ مُقَرِّنٍ سَبْعَةً، لَنَا

معاویہ بن سوید بن مقرن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ایک غلام کو طمانچہ مارا تو وہ بھاگ گیا۔ میرے والد نے مجھے بلایا اور کہا کہ تجھ سے قصاص لیا جائے گا۔ ہم مقرن کے

(١٧٦) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الإيمان: ١٦٥٨۔ وأبو داؤد: ٥١٦٦۔ والترمذى: ١٥٤٢.

(١٧٧) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الإيمان: ١٦٥٧۔ وأبو داؤد: ٥١٦٨۔ الارواء: ٢١٧٣.

(١٧٨) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الإيمان: ١٦٥٨۔ وأبو داؤد: ٥١٦٧.

خَـادِمٌ، فَلَطَمَهَا أَحَدُنَا، فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مُرْهُمْ فَلْيُعْتِقُوهَا))، فَقِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ: لَيْـسَ لَهُـمْ خَـادِمٌ غَيْرُهَا، قَالَ: ((فَـلْيَسْتَـخْـدِمُـوهَـا فَـإِذَا اسْتَـغْنَوْا خَلُّوا سَبِيلَهَا)).

سات بیٹے تھے اور ہماری صرف ایک خادمہ تھی۔ ہم میں سے ایک بھائی نے اسے طمانچہ مار دیا تو اس کا ذکر نبی ﷺ کے سامنے ہوا۔ آپ نے فرمایا: ''انہیں حکم دو کہ اسے آزاد کردو۔'' آپ سے عرض کیا گیا کہ ان کا اس کے علاوہ کوئی خدمت کرنے والا نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ اس سے خدمت لیں اور جب اس کی ضرورت نہ رہے تو اسے آزاد کردیں۔''

179 - حَـدَّثَـنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ: مَا اسْمُكَ؟ فَقُلْتُ: شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو شُعْبَةَ..........

عَـنْ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ الْمُزَنِيِّ، وَرَأَى رَجُلًا لَـطَـمَ غُلَامَـهُ، فَقَـالَ: "أَمَـا عَـلِمْتَ أَنَّ الـصُّورَةَ مُحَرَّمَةٌ؟ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي سَابِعُ سَبْعَةِ إِخْوَةٍ، عَـلَـى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ، مَـا لَنَا إِلَّا خَادِمٌ، فَلَطَمَهُ أَحَدُنَا، فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نُعْتِقَهُ".

سوید بن مقرن المزنی سے روایت ہے، انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنے غلام کو تھپڑ مارا ہے، تو فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ چہرے پر مارنا حرام ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں دیکھا کہ ہم سات بھائی تھے اور ہماری صرف ایک خادمہ تھی۔ ہم میں سے کسی نے اسے طمانچہ مارا تو نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے آزاد کردیں۔

180 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا فِرَاسٌ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ..........

عَـنْ زَاذَانَ أَبِـي عُـمَـرَ قَـالَ: كُـنَّا عِنْدَ ابْنِ عُـمَـرَ، فَدَعَا بِغُلَامٍ لَهُ كَانَ ضَرَبَهُ فَكَشَفَ عَـنْ ظَهْـرِهِ فَـقَـالَ: أَيُـوجِعُكَ؟ قَـالَ: لَا فَـأَعْتَـقَهُ، ثُمَّ رَفَعَ عُودًا مِنَ الْأَرْضِ فَقَالَ: مَـالِـي فِيـهِ مِـنَ الْأَجْرِ مَا يَزِنُ هَذَا الْعُودَ، فَـقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، لِمَ تَقُولُ هَذَا؟ قَـالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ - أَوْ قَالَ -: ((مَـنْ ضَـرَبَ مَـمْـلُوكَهُ حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ، أَوْ لَطَمَ وَجْهَهُ، فَكَفَّارَتُهُ أَنْ يُعْتِقَهُ)).

زاذان ابوعمر سے روایت ہے کہ ہم ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھے تو انہوں نے اپنے ایک غلام کو بلایا جسے انہوں نے مارا تھا۔ اس کی کمر سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا: کیا تجھے درد ہوتی ہے! اس نے کہا: نہیں، تو آپ نے اسے آزاد کر دیا۔ پھر ایک لکڑی زمین سے پکڑی اور فرمایا: اس میں میرے لیے اس لکڑی کے وزن کے برابر بھی ثواب نہیں۔ میں نے کہا: ابوعبدالرحمٰن! تم ایسا کیوں کہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے اپنے غلام کو بغیر قصور کے مارا یا اسے طمانچہ رسید کیا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کرے۔''

(١٧٩) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الإيمان: ١٦٥٨ـ وأبو داؤد: ٥١٦٦.

(١٨٠) صحيح: تقدم برقم: ١٧٧.

فائدہ: ......ان احادیث میں درج ذیل باتوں کی تاکید کی گئی ہے۔

۱۔ غلام اور خادم بھی انسان ہیں اور ان کی عزت نفس کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ بلاوجہ انہیں بے عزت کرنا اور مارنا ناجائز ہے، تاہم ادب سکھانے کے لیے ہلکی پھلکی مار جائز ہے۔

۲۔ بوقت ضرورت جو مار جائز ہے اس میں اس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ چہرے پر نہ مارا جائے۔

۳۔ اگر کسی شخص نے اپنے غلام اور خادم کو بلاوجہ مارا یا چہرے پر مارا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے، نیز ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول ''مجھے اس لکڑی کے برابر بھی ثواب نہیں ملا'' سے معلوم ہوتا ہے کہ کفارے کی صورت میں آزاد کیے گئے غلام کا اجر وثواب نہیں ملتا۔ وہ صرف گناہ کا کفارہ ہوتا ہے۔

94...... بَابُ قِصَاصِ الْعَبْدِ

غلاموں کو بدلہ دینا

181 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، وَقَبِيصَةُ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ..........

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: لَا يَضْرِبُ أَحَدٌ عَبْدًا لَهُ - وَهُوَ ظَالِمٌ لَهُ - إِلَّا أُقِيدَ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جس نے اپنے غلام پر ظلم کرتے ہوئے اسے مارا تو قیامت کے دن اس سے ضرور قصاص لیا جائے گا۔

182 - حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ قَالَ..........

سَمِعْتُ أَبَا لَيْلَى قَالَ: خَرَجَ سَلْمَانُ فَإِذَا عَلَفُ دَابَّتِهِ يَتَسَاقَطُ مِنَ الْآرِيِّ، فَقَالَ لِخَادِمِهِ: لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ الْقِصَاصَ لَأَوْجَعْتُكَ

حضرت ابولیلیٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سلمان (اپنے گھر سے) نکلے تو دیکھا کہ ان کے جانوروں کا چارہ، چارے کی جگہ سے گر رہا ہے۔ انہوں نے اپنے خادم سے کہا: اگر مجھے (قیامت کے دن) قصاص کا ڈر نہ ہوتا تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا۔

183 - حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَتُؤَدَّنَّ الْحُقُوقُ إِلَى أَهْلِهَا، حَتَّى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ)).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اہل حقوق کے حقوق ضرور ادا کیے جائیں گے حتی کہ بغیر سینگوں والی بکری کا سینگوں والی بکری سے قصاص لیا جائے گا۔''

---

(۱۸۱) صحیح: أخرجه عبدالرزاق: ۱۷۹۵٤ـ وابن أبي شيبة: ۲٥٤٦۱ـ وابن أبي الدنيا في الاهوال: ۲٦٨ـ والبزار: ٤/ ۲۳٦.
(۱۸۲) صحیح: أخرجه المروزي في البر والصلة: ۳٤٦ـ وابن سعد في الطبقات: ٤/ ٦٧.
(۱۸۳) صحیح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة: ۲٥٨۲ـ والترمذي: ۲٤۲۰.

فوائد و مسائل: ......(۱) آقا اگر اپنے غلام کو مارے تو دنیا میں اس پر حد جاری نہیں ہوگی اور نہ اسے سزا ہی دی جائے گی، تاہم زیادتی کرنے والے کو اس کا خمیازہ قیامت کے روز بھگتنا پڑے گا کیونکہ اس دن ہر انسان کو اچھا یا برا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور تمام حقوق والوں کو ان کے پورے حقوق ملیں گے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے غلام ہیں۔ وہ مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، خیانت کرتے ہیں اور نافرمانی کرتے ہیں تو میں انہیں برا بھلا کہتا ہوں اور مارتا بھی ہوں۔ میرا معاملہ کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ان کی خیانت اور جھوٹ وغیرہ کا حساب لگایا جائے گا اور تیری سزا کا بھی۔ اگر معاملہ برابر رہا تو ٹھیک، اگر تیری سزا زیادہ ہوئی تو تجھ سے قصاص لیا جائے گا۔'' وہ شخص علیحدہ ہوکر رونے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم نے اللہ کی کتاب نہیں پڑھی: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا﴾ اس نے عرض کی: اللہ کے رسول! پھر تو یہی صورت ہے کہ میں انہیں آزاد کردوں، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ آزاد ہیں۔

(صحيح سنن الترمذي، حديث: ٢٥٣١)

(۲) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کو بھی روز حشر انسانوں کی طرح زندہ کیا جائے گا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مکلّف ہیں۔ ان کا یہ قصاص صرف اسی سزا تک محدود ہوگا اور اس کے بعد انہیں ختم کر دیا جائے گا۔ بکری کے ذکر کا مقصد یہ ہے کہ بغیر سینگوں والی بکری کمزور ہوتی ہے اور عموماً یہ عادت ہے کہ کمزوروں پر ظلم کیا جاتا ہے۔ تو یہ بتانا مقصود ہے کہ کمزور انسان تو کجا، کمزور جانوروں کو بھی ان کا حق ملے گا۔

184 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي جَدَّتِي..........

عَـنْ أُمِّ سَـلَـمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَيْتِهَا، فَدَعَا وَصِيفَةً لَهُ - أَوْ لَهَا - فَأَبْطَأَتْ، فَاسْتَبَانَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ، فَقَامَتْ أُمُّ سَلَمَةَ إِلَى الْحِجَابِ، فَوَجَدَتِ الْوَصِيفَةَ تَلْعَبُ، وَمَعَهُ سِوَاكٌ، فَقَالَ: ((لَوْلَا خَشْيَةُ الْقَوَدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَأَوْجَعْتُكِ بِهَذَا السِّوَاكِ)) زَادَ مُحَمَّدُ بْنُ الْهَيْثَمِ: تَلْعَبُ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں تھے تو آپ نے اپنی یا میری ایک نوعمر لونڈی کو بلایا تو اس نے تعمیل حکم میں دیر کر دی جس سے آپ کے چہرے پر غصے کے اثرات ظاہر ہوگئے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اٹھیں اور پردے کی طرف جا کر دیکھا تو وہ لونڈی کھیل رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک مسواک تھی۔ آپ نے فرمایا: ''اگر روز قیامت مجھے قصاص اور بدلے کا ڈر نہ ہوتا تو میں اسی مسواک سے

(١٨٤) ضعيف: رواه ابن أبي الدنيا في الأهوال: ٢٥٢۔ وابن سعد في الطبقات: ١/ ٢٨٩۔ والطبراني في الكبير: ٢٣/ ٢٧٦۔ وأبو يعلى: ٦٩٤٤۔ الضعيفة: ٤٣٦٣.

بِبَهْـمَةٍ قَالَ: فَلَمَّا أَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ قُـلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّهَا لَتَـحْـلِفُ مَـا سَـمِـعَتْكَ، قَالَتْ: وَفِي يَدِهِ سِوَاكٌ.

تیری پٹائی کرتا۔‘‘
محمد بن ہیثم نے ان الفاظ کا اضافہ نقل کیا ہے: ’’وہ کسی جانور کے ساتھ کھیل رہی تھی۔‘‘
راوی کہتے ہیں ام سلمۃ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب میں اسے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ قسم اٹھا رہی ہے کہ اس نے آپ کی آواز نہیں سنی۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا: آپ کے ہاتھ میں مسواک تھی۔

فائدہ: ...... یہ روایت ضعیف اور نا قابل استدلال ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں۔ سلسلة الاحاديث الضعيفة للألباني، **حدیث: ۴۳۶۳۔**

185 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى............

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى الـلّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ: ((مَنْ ضَرَبَ ضَرْبًا اقْتُصَّ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے کسی کو کوئی مار ماری تو اس سے روز قیامت قصاص لیا جائے گا۔‘‘

186 - حَدَّثَنَا خَلِيفَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَوَّامِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ شَقِيقٍ............

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ: ((مَـنْ ضَـرَبَ ضَرْبًا ظُلْمًا اقْتُصَّ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے ایک دوسری سند سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے کسی کو ظلماً مارا اس سے قیامت کے دن قصاص لیا جائے گا۔‘‘

فائدہ: ......امام بخاری رحمہ اللہ ان روایات کو غلام کے قصاص کے باب میں لائے ہیں حالانکہ اس میں غلام کی صراحت نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آزاد آدمی کا قصاص تو دنیا ہی میں لے لیا جاتا ہے، البتہ غلام کا قصاص دنیا میں نہیں ہے اس لیے ان روایات میں غلام کو مارنا ہی مراد ہے۔ یا پھر وہ مظلوم جو اپنا قصاص دنیا میں نہ لے سکیں۔ بعض روایات میں غلام کی صراحت ہے۔

(۱۸۵) صحيح: الصحيحة: ۲۵۵۱۔ أخرجه الطبراني في الأوسط: ۱۴۴۵۔ والبيهقي في السنن: ۸/ ۴۵۔ صحيح الترغيب: ۳۶۰۷.
(۱۸۶) صحيح: رواه خليفة بن خياط في مسنده: ۸۴.

95...... بَابُ اكْسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ

غلاموں کو اپنے جیسا لباس پہنانے کا حکم

187 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ مُجَاهِدٍ أَبِي حَزْرَةَ..........

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: خَرَجْتُ أَنَا وَأَبِي نَطْلُبُ الْعِلْمَ فِي هَذَا الْحَيِّ فِي الْأَنْصَارِ، قَبْلَ أَنْ يَهْلِكُوا، فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ لَقِينَا أَبُو الْيَسَرِ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ غُلَامٌ لَهُ، وَعَلَى أَبِي الْيَسَرِ بُرْدَةٌ وَمَعَافِرِيٌّ، وَعَلَى غُلَامِهِ بُرْدَةٌ وَمَعَافِرِيٌّ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا عَمِّي، لَوْ أَخَذْتَ بُرْدَةَ غُلَامِكَ وَأَعْطَيْتَهُ مَعَافِرِيَّكَ، أَوْ أَخَذْتَ مَعَافِرِيَّهُ وَأَعْطَيْتَهُ بُرْدَتَكَ، كَانَتْ عَلَيْكَ حُلَّةٌ أَوْ عَلَيْهِ حُلَّةٌ، فَمَسَحَ رَأْسِي وَقَالَ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيهِ، يَا ابْنَ أَخِي، بَصُرَ عَيْنَايَ هَاتَانِ، وَسَمِعَ أُذُنَايَ هَاتَانِ، وَوَعَاهُ قَلْبِي - وَأَشَارَ إِلَى نِيَاطِ قَلْبِهِ - النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((أَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ، وَاكْسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ)) وَكَانَ أَنْ أُعْطِيَهُ مِنْ مَتَاعِ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَيَّ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ حَسَنَاتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

حضرت عبادۃ بن ولید بن عبادہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے والد گرامی انصار کے ایک قبیلے میں حصول علم کے لیے گئے تا کہ ان کے ختم ہونے سے پہلے پہلے علم سیکھ لیں۔ سب سے پہلے ہماری ملاقات جس شخص سے ہوئی وہ نبی ﷺ کے صحابی ابوالیسر رضی اللہ عنہ تھے اور ان کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا۔ ابو الیسر رضی اللہ عنہ ایک چادر اور معافری کپڑا پہنے ہوئے تھے اور ان کے غلام کا لباس بھی ایک چادر اور معافری کپڑا تھا۔ میں نے کہا: چچا جان! اگر آپ غلام سے دھاری دار چادر لے لیتے اور اسے معافری کپڑا دے دیتے یا اس سے معافری کپڑا لے لیتے اور اپنی چادر اسے دے دیتے تو دونوں پر ایک جیسا جوڑا ہو جاتا۔ انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا: اے اللہ اسے برکت دے۔ اے میرے بھتیجے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی ان دونوں آنکھوں سے دیکھا، ان دونوں کانوں سے سنا اور میرے دل نے اسے یاد رکھا، اور دل کی طرف اشارہ کیا، آپ فرماتے تھے: ”انہیں بھی وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور انہیں بھی اپنے جیسا لباس پہناؤ۔“ اور میں اسے دنیا کے مال سے دوں یہ میرے لیے اس سے زیادہ آسان ہے کہ وہ روز قیامت میری نیکیوں سے لے۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ غلام اور خدام بھی انسان ہیں اور ان کی بھی عزت نفس ہے اس لیے انہیں بھی اپنے جیسا کھانا اور لباس دینا چاہیے تا کہ ان میں احساس کمتری پیدا نہ ہو۔ ایسا کرنے سے ان کے دل میں مالکان کی محبت پیدا

(۱۸۷) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الزهد، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر: ۳۰۰٦.

ہوگی۔ اس لیے ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ لباس کی نوعیت میں معمولی سا بھی فرق ہو۔ یہ ان کا تقویٰ اور ورع تھا ورنہ بعینہٖ لباس ضروری نہیں مقصود یہ ہے کہ خود عمدہ کھاؤ تو انہیں بھی عمدہ کھلاؤ اور خود اعلیٰ پہنو تو انہیں بھی اعلیٰ پہناؤ۔ عصر حاضر میں ہمارا ملازمین خصوصاً گھریلو ملازمین سے رویہ نہایت قابل افسوس ہے کہ پس خوردہ ان کو دیا جاتا ہے۔ اپنے پرانے کپڑے ان کو عطا کیے جاتے ہیں نتیجتاً وہ بھی خیر خواہی اور محبت کے جذبات سے عاری ہوتے ہیں اور محض ڈیوٹی برائے ڈیوٹی کی صورت میں دن گزارتے ہیں اور خیانت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔

188 – حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُبَشِّرٍ قَالَ............

سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوصِي بِالْمَمْلُوكِينَ خَيْرًا وَيَقُولُ: ((أَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ، وَأَلْبِسُوهُمْ مِنْ لَبُوسِكُمْ، وَلَا تُعَذِّبُوا خَلْقَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ))

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں سے حسن سلوک کی وصیت کرتے ہوئے فرماتے تھے: ”انہیں بھی ویسا ہی کھلاؤ جیسا خود کھاتے ہو اور انہیں بھی اپنے لباس جیسا لباس پہناؤ اور اللہ عزوجل کی مخلوق کو عذاب نہ دو۔“

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلاموں اور خدام کے لباس اور خوراک کا خیال رکھنا چاہیے اور ان پر ظلم و زیادتی نہیں کرنی چاہیے کہ ان کی استطاعت سے زیادہ کام لیا جائے یا کام تو پورا لیا جائے لیکن انہیں ان کا حق نہ دیا جائے۔

96...... بَابُ سِبَابِ الْعَبِيدِ

غلاموں کو برا بھلا کہنے کا بیان

189 – حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا وَاصِلٌ الْأَحْدَبُ قَالَ............

سَمِعْتُ الْمَعْرُورَ بْنَ سُوَيْدٍ يَقُولُ: رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلَى غُلَامِهِ حُلَّةٌ، فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنِّي سَابَبْتُ رَجُلًا فَشَكَانِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَعَيَّرْتَهُ

حضرت سوید بن معرور کہتے ہیں کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان پر ایک جوڑا تھا اور ان کے غلام نے بھی ویسا ہی جوڑا پہن رکھا تھا۔ ہم نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے ایک آدمی (غلام) کو برا بھلا کہا تو اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میری شکایت کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

---

(١٨٨) صحيح: الصحيحة: ٧٤٠.

(١٨٩) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الإيمان، باب المعاصي من أمر الجاهلية: ٣٠۔ ومسلم: ١٦٦١۔ وأبو داؤد: ٥١٥٨۔ والترمذي: ١٩٤٥۔ وابن ماجة: ٣٦٩٠۔ الارواء: ٢١٧٦.

بِـأُمِّـهِ؟)) قُـلْـتُ: نَـعَمْ، ثُمَّ قَـالَ: ((إِنَّ إِخْـوَانَـكُـمْ خَـوَلُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْـدِيكُـمْ، فَـمَـنْ كَـانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَـلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُـكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِينُوهُمْ)).

''کیا تونے اس کو ماں کی عار دلائی ہے؟'' میں نے کہا: ہاں! پھر فرمایا: تمہارے خدام تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارا ماتحت بنایا ہے، لہٰذا جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو تو اسے چاہیے کہ اسے بھی اس میں سے کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اپنے جیسا لباس پہنائے۔ اور ان کی طاقت سے بڑھ کر ان پر بوجھ نہ ڈالو۔ اگر کوئی بھاری کام ان کے ذمے لگاؤ تو ان کی مدد بھی کرو۔''

فــائدہ: ......غلاموں اور خدام کے ساتھ بھی توہین آمیز رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ خصوصاً حسب ونسب کے حوالے سے طعن کرنا نہایت جہالت ہے کیونکہ سبھی انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جس غلام کو برا بھلا کہا وہ حضرت بلال بن رباح تھے اور جو گالی دی وہ ماں کی تھی۔ انہوں نے کہا: کالی ماں کے بیٹے (شعب الایمان) اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیرے اندر ابھی جاہلیت باقی ہے؟''

(صحيح البخاري، الايمان، حديث: ٣٠)

اس سے معلوم ہوا کہ غلاموں یا ملازمین کو ڈانٹ ڈپٹ کرنی ہو تو حتی الوسع ایسے الفاظ سے گریز کرنی چاہیے جس سے عزت نفس مجروح ہو۔

97...... بَابُ هَلْ يُعِينُ عَبْدَهُ؟

کام کاج میں غلام کی مدد کرنا

190 - حَـدَّثَـنَـا آدَمُ قَـالَ: حَـدَّثَـنَـا شُـعْبَةُ قَـالَ: حَـدَّثَـنَـا أَبُـو بِشْـرٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَلَّامَ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ............

عَـنْ رَجُـلٍ مِـنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ: ((أَرِقَّـاءُ كُمْ إِخْوَانُكُمْ، فَأَحْسِنُوا إِلَيْهِـمْ، اسْتَعِيـنُـوهُـمْ عَـلَى مَا غَلَبَكُمْ، وَأَعِينُوهُمْ عَلَى مَا غُلِبُوا))

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، لہٰذا ان سے حسن سلوک کرو۔ جو کام تم سے نہ ہو سکے اس میں ان سے مدد لو اور جو کام ان سے نہ ہو سکے اس میں ان کی مدد کرو۔''

فائدہ: ......اس کی سند ضعیف ہے۔

(١٩٠) ضعيف: أخرجه أحمد: ٢٠٥٨١ـ وأبو يعلى: ٩٢٠ـ وأبو نعيم في معرفة الصحابة: ٣٤٣٠ـ الضعيفة: ١٦٤١.

191 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرٌو، عَنْ أَبِي يُونُسَ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: أَعِينُوا الْعَامِلَ مِنْ عَـمَلِهِ، فَإِنَّ عَامِلَ اللّٰهِ لا يَخِيبُ "، يَعْنِي: الْخَادِمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ''کام کرنے والے کی اس کے کام میں مدد کرو بلاشبہ جو اللہ کے لیے عمل کرتا ہے وہ محروم نہیں ہوتا۔''

فــائـده: ......مطلب یہ ہے کہ ہر کام خادم سے لینا ضروری نہیں۔ انسان اپنے لیے کام کر کے بھی محروم نہیں رہتا۔ اس لیے خدام وغیرہ کی معاونت بھی نیکی ہے خواہ انسان کا اپنا کام ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ حدیث نمبر ۱۸۹ میں گزرا ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ انسان اگر ملازمت یا خدمت گزاری کے ساتھ ساتھ اللہ کی فرمانبرداری بھی کرتا ہے یا اللہ کی فرمانبرداری کے کام میں خدمت کرتا ہے تو یہ بھی باعث فضیلت امر ہے۔

98...... بَابُ لَا يُكَلَّفُ الْعَبْدُ مِنَ الْعَمَلِ مَا لَا يُطِيقُ

غلام کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے

192 - حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَجْلَانَ..........

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ قَالَ: ((لِلْمَمْلُوكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ، وَلا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ مَا لا يُطِيقُ))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غلام کا حق ہے کہ اسے کھلایا اور پلایا جائے اور اسے کوئی ایسا کام کرنے کا حکم نہ دیا جائے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو۔''

193 - حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ بُكَيْرٍ، أَنَّ عَجْلَانَ أَبَا مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ قُبَيْلَ وَفَاتِهِ..........

أَنَّـهُ سَـمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لِلْمَمْلُوكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ، وَلَا يُكَلَّفُ إِلَّا مَا يُطِيقُ))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کھانا اور لباس غلام کا حق ہے اور اس سے صرف اتنا کام لیا جائے جتنی وہ طاقت رکھتا ہے۔''

194 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ..........

قَـالَ مَعْرُورٌ: مَرَرْنَا بِأَبِي ذَرٍّ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ،

حضرت معرور سے روایت ہے کہ ہم سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس

(١٩١) صحيح: أخرجه أحمد: ٨٦٠٤.

(١٩٢) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الإيمان، باب إطعام المملوك مما يأكل...... : ١٦٦٢ـ الإرواء: ٢١٧٢.

(١٩٣) صحيح: انظر ما قبله.

(١٩٤) صحيح: تقدم برقم: ١٨٩.

وَعَلَى غُلَامِهِ حُلَّةٌ، فَقُلْنَا: لَوْ أَخَذْتَ هَذَا وَأَعْطَيْتَ هَذَا غَيْرَهُ، كَانَتْ حُلَّةٌ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا يُكَلِّفْهُ مَا يَغْلِبُهُ، فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ))

سے گزرے تو (دیکھا کہ) ان پر ایک معمولی کپڑا ہے اور غلام نے ایک جوڑا پہن رکھا ہے۔ ہم نے عرض کیا: اگر آپ یہ اس غلام سے لے لیتے اور اسے کوئی اور کپڑا دے دیتے تو آپ کا سوٹ بن جاتا۔ انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے، لہٰذا جس کے ماتحت اس کا بھائی ہو اسے چاہیے کہ جو خود کھائے اسے بھی وہی کھلائے اور اسے بھی وہی پہنائے جو خود پہنے۔ اور اس پر اتنی مشقت نہ ڈالے کہ وہ دب جائے اور اگر اس پر اس کی طاقت سے زیادہ کوئی کام ڈالا تو اس پر اس کی مدد کرے۔''

فائدہ: ......ان احادیث سے یہ درس ملتا ہے کہ مزدور، ملازمین اور غلام وغیرہ بھی انسان ہیں اور تمام بشری کمزوریاں ان میں پائی جاتی ہیں اس لیے ان سے حسن سلوک کا معاملہ کرتے ہوئے ان پر اتنا بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے جس کے متحمل نہ ہوں۔ اگر کوئی ایسی ہنگامی صورت ہو کہ کام زیادہ ہو تو خود ان کا ہاتھ بٹانا چاہیے تاکہ انہیں ہمدردی کا احساس ہو اور وہ اپنے آپ کو حقیر خیال نہ کریں۔ اس طرح ان کے دل میں بھی خیر خواہی کے جذبات پیدا ہوں گے۔

99...... بَابُ نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلَى عَبْدِهِ وَخَادِمِهِ صَدَقَةٌ

کسی شخص کا اپنے غلام اور خادم پر خرچ کرنا صدقہ ہے

195 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي بَحِيرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ............

عَنِ الْمِقْدَامِ، سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا أَطْعَمْتَ نَفْسَكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ وَلَدَكَ وَزَوْجَتَكَ وَخَادِمَكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ))

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو تم خود کھاؤ وہ تمہارے لیے صدقہ ہے اور جو تم اپنے بیوی بچوں اور خدمت گزاروں کو کھلاؤ وہ بھی صدقہ ہے۔''

فائدہ: ......اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان پر فرض اور واجب ہے کہ وہ اپنے آپ کو زندہ رکھنے کے لیے خوراک کا بندوبست کرے۔ اگر کوئی شخص اس نیت کے ساتھ خود کھاتا ہے کہ یہ اللہ کا حکم ہے تو اسے اس پر بھی ثواب ہوگا۔ اسی طرح اہل وعیال پر اگر ثواب کی امید کے بغیر خرچ کرتا ہے تو فریضہ ادا ہو جائے گا، تاہم ثواب سے محروم رہے

(١٩٥) صحيح: أخرجه أحمد: ١٧١٩١ـ وابن ماجة: ٢١٣٨ـ الصحيحة: ٤٥٢.

گا اور اگر اس ادائیگی فرض کے ساتھ ساتھ ثواب کی امید بھی رکھے تو اس کے لیے صدقہ کرنے کا ثواب ہوگا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ زکاۃ خود یا اپنے اہل وعیال کو کھلائی جاسکتی ہے۔

196 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ............ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا بَقَّى غِنًى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ، تَقُولُ امْرَأَتُكَ: أَنْفِقْ عَلَيَّ أَوْ طَلِّقْنِي، وَيَقُولُ مَمْلُوكُكَ: أَنْفِقْ عَلَيَّ أَوْ بِعْنِي، وَيَقُولُ وَلَدُكَ: إِلَى مَنْ تَكِلُنَا".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین صدقہ وہ ہے جو غنی کو باقی رکھے اور اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور ان سے خرچ کی ابتدا کرو جن کی کفالت تمہارے ذمے ہے۔ تمہاری بیوی کہے گی: مجھ پر خرچ کر یا مجھے طلاق دے اور تیرا غلام کہے گا: مجھ پر خرچ کرو یا مجھے بیچ دو اور تیرا لڑکا کہے گا ہمیں کس کے سپرد کرتے ہو۔"

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ حدیث وَابْدَءْ بِمَنْ تَعُول تک صحیح بخاری میں اور بعد والا حصہ مدرج ہے جو حضرت ابو ہریرہ کا قول ہے۔ (دیکھیے، الارواء، حدیث: ۲۱۸۱)

(۲) ''غنی کو باقی رکھے'' کے دو مفہوم ہیں: صدقہ کرنے کے بعد انسان کے پاس ضروری خرچہ باقی رہے۔ وہ بالکل کنگال نہ ہو جائے کہ اپنا دے کر دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا پھرے، دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جس کو صدقہ دیا جائے اسے اتنا دیا جائے کہ اسے کسی اور سے مانگنے کی ضرورت نہ رہے بلکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے۔ پہلا مفہوم مزاج شریعت کے زیادہ قریب ہے کیونکہ ید العلیا خیر کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ دے کر بھی اس کا ہاتھ اوپر والا ہی رہے کہ وہ دینے والوں ہی میں شمار ہو، نیز اکثر و بیشتر کچھ اپنے پاس باقی ہو تو انسان صدقہ کیے گئے مال کے بارے میں سوچتا نہیں بلکہ اسے خوشی ہوتی ہے اور اس کے برعکس سارا دینے والا بسا اوقات نادم ہوتا ہے اور یہ کوئی اچھی بات نہیں۔

(۳) مال خرچ اور صدقہ کرنے کا طریق کار اور ترتیب یہ ہے کہ پہلے ذاتی اخراجات پورے کیے جائیں اس کے بعد بیوی بچوں کے اخراجات پورے کیے جائیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ اپنے بچے محتاج ہوں اور انسان صدقہ و خیرات کرتا پھرے کیونکہ جن کی پرورش کی ذمہ داری انسان پر ہو وہ اس کے مال کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل وعیال پر خرچ کرنا جہاد فی سبیل اللہ، غلام آزاد کرنے

(١٩٦) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب النفقات، باب وجوب النفقة على الأهل والعيال: ٥٣٥٥- وأبو داؤد: ١٦٧٦- والنسائي: ٢٥٣٤- الإرواء: ٨٣٤.

اور مسکین پر خرچ کرنے سے بھی افضل ہے۔ (صحیح مسلم، الزکاۃ، حدیث: ۹۹۵) اور اس کے بعد انسان کے غلام اور نوکر وغیرہ زیادہ حق دار ہیں کہ ان کی ضرورت کو پورا کیا جائے۔ اس کے بعد انسان جہاں مناسب سمجھے خرچ کرسکتا ہے، تاہم عزیز واقارب پر خرچ کرنے کا دوگنا ثواب ہے بشرطیکہ مقصود صلہ رحمی اور اللہ کی رضا ہو۔ دنیاوی چودھراہٹ کی طلب نہ ہو۔

197 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ............ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: عِنْدِي دِينَارٌ، قَالَ: ((أَنْفِقْهُ عَلَى نَفْسِكَ))، قَالَ: عِنْدِي آخَرُ، قَالَ: ((أَنْفِقْهُ عَلَى زَوْجَتِكَ)) قَالَ: عِنْدِي آخَرُ، قَالَ: ((أَنْفِقْهُ عَلَى خَادِمِكَ، ثُمَّ أَنْتَ أَبْصَرُ))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا تو ایک شخص نے عرض کیا: میرے پاس ایک دینار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اپنی ذات پر خرچ کرو۔'' اس نے کہا: میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے اپنی بیوی پر خرچ کرو۔'' اس نے کہا: میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ اپنے خادم پر خرچ کرو، پھر تم اپنے بارے میں بہتر جانتے ہو۔''

فائدہ: ...... جب انسان کے پاس نپا تلا مال ہو تو اسے اپنی اور گھر والوں کی بنیادی ضروریات پر خرچ کرنا چاہیے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ فضول خرچی کر کے مال کو اڑاتا پھرے، اور اللہ کی مخلوق بنیادی ضرورتوں سے بھی تنگ ہو اور آدمی کہے کہ میرے تو اپنے اخراجات بھی پورے نہیں ہوتے، کیونکہ فضول خرچ تو شیاطین کے بھائی ہیں۔ عصر حاضر میں ہم نے اپنے اخراجات خواہ مخواہ بڑھا لیے ہیں اور ساری آمدن لباس اور خوراک پر ہی خرچ کر دیتے ہیں اور جو بچ جائے وہ مٹی پر لگ جاتا ہے، یعنی مکانات پر خرچ ہو جاتا ہے اور قبر تک مکان مکمل نہیں ہو پاتا اور جب وہ بن جاتا ہے تو انسان خالی ہاتھ اگلے جہان کو سدھار جاتا ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں مال نہیں دیتا اللہ تعالیٰ اس پر مٹی مسلط کر دیتا ہے تو وہ مٹی پر خرچ کرتا ہے۔ (الزهد لهناد السري) اور صحیح حدیث کے مطابق مٹی، یعنی عمارت پر خرچ کیے ہوئے کا کوئی اجر نہیں ملتا۔

(جامع الترمذي، صفة القيامة، حديث: ٢٤٨٢)

جتنا روپیہ ہم دنیا کے عارضی گھر کی تعمیر پر خرچ کرتے ہیں اس کا کچھ حصہ آخرت کے دائمی گھر کے لیے بھی ضرور خرچ کرنا چاہیے کہ وہ بھی اچھا بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق دے۔

---

(١٩٧) حسن: أخرجه أبو داؤد، كتاب الزكاة، باب في صلة الرحم: ١٦٩١۔ والنسائي: ٢٥٣٥۔ أحمد: ٢/ ٢٥١، ٤٧١۔ وصححه ابن حبان، ح: ٨٢٨۔ والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤١٥۔ ووافقه الذهبي.

100...... بَابُ إِذَا كَرِهَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَ عَبْدِهِ

اگر کوئی غلام کے ساتھ کھانا ناپسند کرے تو؟

198 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ............

أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَسْأَلُ جَابِرًا عَنْ خَادِمِ الرَّجُلِ، إِذَا كَفَاهُ الْمَشَقَّةَ وَالْحَرَّ، أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَدْعُوهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، فَإِنْ كَرِهَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَطْعَمَ مَعَهُ فَلْيُطْعِمْهُ أُكْلَةً فِي يَدِهِ))

حضرت ابو الزبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جو خادم انسان کو مشقت اور گرمی سے بچائے (اور کھانا تیار کرے) تو کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ساتھ بٹھا کر کھلانے کا حکم دیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! لیکن اگر تم میں سے کوئی اسے ساتھ بٹھا کر کھلانا ناپسند کرے تو اس کے ہاتھ میں ہی ایک آدھ لقمہ تھما دے۔

فائدہ: ...... یہ حدیث حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کی تفسیر ہے کہ غلام اور خادم کو ساتھ بٹھا کر کھلانا چاہیے۔ یعنی ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو اطلاق تھا اس کی وضاحت ہوگئی کہ خادم کو ساتھ بٹھا کر کھلانا ضروری نہیں، بہتر ضرور ہے اگر کوئی شخص ساتھ نہیں بٹھا سکتا تو اسے الگ سے دے دے تاکہ اس نے کھانا تیار کر کے مالک کو گرمی اور مشقت سے بچایا ہے تو وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کھانے میں سے کھائے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خیرون القرون میں نوکر بھی ایمان دار تھے اور تیار کردہ کھانے میں خیانت نہیں کرتے تھے لیکن آج کل کے باورچی اور ملازمین تو پہلے اپنا کوٹہ پورا کرتے ہیں اور بعد ازاں مالکان کو دیتے ہیں۔ بہرحال ہر دو فریق کو اپنے اپنے فرائض کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

101...... بَابُ يُطْعِمُ الْعَبْدَ مِمَّا يَأْكُلُ

غلام کو وہی کھلائے جو خود کھائے

199 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ مُبَشِّرٍ قَالَ............

سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُوصِي بِالْمَمْلُوكِينَ خَيْرًا وَيَقُولُ: ((أَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ، وَأَلْبِسُوهُمْ مِنْ لَبُوسِكُمْ، وَلَا تُعَذِّبُوا خَلْقَ اللّٰهِ))

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں سے بھلائی اور حسن سلوک کی وصیت کرتے اور فرماتے: ''انہیں بھی وہی کھلاؤ جو خود کھاؤ اور انہیں بھی ویسا لباس پہناؤ جیسا خود پہنو اور اللہ کی مخلوق کو عذاب مت دو۔''

---

(١٩٨) صحيح: أخرجه أحمد: ١٤٧٣٠ـ الصحيحة: ١٣٩٩، ٢٥٦٩.

(١٩٩) صحيح: تقدم برقم: ١٨٨.

فائدہ: ......غلام اور خادم خدمت کے لیے ہوتے ہیں ان سے خدمت لی جاسکتی ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں، تاہم اس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ ان کے آرام کا بھی خیال رکھا جائے اور ان پر ان کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہ ڈالا جائے۔

102...... بَابُ هَلْ يُجْلِسُ خَادِمَهُ مَعَهُ إِذَا أَكَلَ

کیا کھانا کھاتے وقت غلام کو ساتھ بٹھانا ضروری ہے؟

200 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَلْيُجْلِسْهُ، فَإِنْ لَمْ يَقْبَلْ فَلْيُنَاوِلْهُ مِنْهُ))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا نوکر کھانا لے کر آئے تو اسے ساتھ بٹھا لو اور اگر وہ نہ بیٹھے تو اسے کچھ کھانا اس میں سے دے دو۔''

201 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو يُونُسَ الْبَصْرِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ............

قَالَ أَبُو مَحْذُورَةَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، إِذْ جَاءَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ بِجَفْنَةٍ يَحْمِلُهَا نَفَرٌ فِي عَبَاءَةٍ، فَوَضَعُوهَا بَيْنَ يَدَيْ عُمَرَ، فَدَعَا عُمَرُ نَاسًا مَسَاكِينَ وَأَرِقَّاءَ مِنْ أَرِقَّاءِ النَّاسِ حَوْلَهُ، فَأَكَلُوا مَعَهُ، ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذَلِكَ: "فَعَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ - أَوْ قَالَ: لَحَا اللّٰهُ قَوْمًا - يَرْغَبُونَ عَنْ أَرِقَّائِهِمْ أَنْ يَأْكُلُوا مَعَهُمْ"، فَقَالَ صَفْوَانُ: أَمَا وَاللّٰهِ، مَا نَرْغَبُ عَنْهُمْ، وَلَكِنَّا نَسْتَأْثِرُ عَلَيْهِمْ، لَا نَجْدُ وَاللّٰهِ مِنَ الطَّعَامِ الطَّيِّبِ مَا نَأْكُلُ وَنُطْعِمُهُمْ.

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ صفوان بن امیہ ایک بہت بڑا ٹب لے کر آئے جسے چند لوگ ایک چادر میں اٹھائے ہوئے تھے، چنانچہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسکین لوگوں اور دیگر لوگوں کے جو غلام وہاں موجود تھے انہیں بلایا تو انہوں نے ساتھ کھایا۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا برا کرے۔ یا فرمایا: ان پر لعنت کرے جو اپنے غلاموں کے ساتھ کھانے سے گریز کرتے ہیں۔ حضرت صفوان نے کہا: اللہ کی قسم! ہم ان سے بے توجہی نہیں کرتے لیکن ہم اپنی ذات کو ان پر ترجیح دیتے ہیں۔ اللہ کی قسم ہمارے پاس اتنا عمدہ اور اچھا کھانا نہیں ہوتا جو ہم خود بھی کھائیں اور انہیں بھی کھلائیں۔

(٢٠٠) صحيح: أخرجه الترمذي، كتاب الاطعمة، باب ماجاء في الاكل مع المملوك......: ١٨٥٣ـ وابن ماجة: ٣٢٨٩ـ الصحيحة: ١٩٢٧.

(٢٠١) صحيح: أخرجه المروزي في البر والصلة: ٣٥٣.

فائدہ: ......گزشتہ ابواب میں مذکور روایات سے بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ غلام اور خادم کو ساتھ بٹھا کر کھلانا فرض اور واجب کا درجہ رکھتا ہے۔ اور اس مسئلے میں فقہاء کے درمیان اختلاف بھی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فقہاء کے اسی اختلاف کی طرف اس باب کے عنوان میں اشارہ کیا ہے اور اپنا رجحان یہ ظاہر کیا ہے کہ اگر کوئی رکاوٹ مانع ہو تو غلام کو ساتھ نہ بٹھانا بھی جائز ہے، مثلاً کھانا تھوڑا ہو یا خادم خود ادب و احترام کی وجہ سے مالک کے ساتھ نہ بیٹھے تو اس صورت میں کوئی گناہ نہیں، تاہم ایسی صورت میں اسے کچھ نہ کچھ کھانا دینا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص خادم کو از راہ تکبر ساتھ نہ بٹھائے تو وہ ضرور گناہ گار ہوگا جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان سے ظاہر ہوتا ہے۔

103...... بَابُ إِذَا نَصَحَ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهِ

جب غلام اپنے آقا کی خیر خواہی کرے (تو اس کی فضیلت)؟

202 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ، وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ، لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ)).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غلام جب اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اپنے رب کی عبادت بھی اچھے طریقے سے کرے تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔''

203 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُحَارِبِيُّ قَالَ..........

حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَيٍّ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِعَامِرٍ الشَّعْبِيِّ: يَا أَبَا عَمْرٍو، إِنَّا نَتَحَدَّثُ عِنْدَنَا أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَعْتَقَ أُمَّ وَلَدِهِ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا كَانَ كَالرَّاكِبِ بَدَنَتَهُ، فَقَالَ عَامِرٌ: حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ، وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَهُ أَجْرَانِ

صالح بن حي سے روایت ہے کہ (خراسان کے) ایک آدمی نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے پوچھا: ابوعمرو! ہم آپس میں باتیں کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص ام ولد (لونڈی) کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرے تو وہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی قربانی کے جانور پر سواری کرے۔ امام شعبی رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھے ابو بردہ نے اپنے والد (ابو موسیٰ اشعری) کے حوالے سے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تین قسم کے لوگوں کے لیے دوہرا اجر ہے: ایک اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کا وہ شخص جو

(٢٠٢) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب العتق، باب العبد إذا أحسن عبادة ربه......: ٢٥٤٦- ومسلم: ٤٤٠٨- وأبو داؤد: ٥١٦٩- الصحيحة: ١٦١٦.

(٢٠٣) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب العلم، باب تعليم الرجل أمته وأهله: ٩٧- ومسلم: ١٤٥- وللترمذي: ١١١٦- والنسائي: ١٦٩١- وابن ماجة: ١٩٥٦- الصحيحة: ١١٥٣.

وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ يَطَأُهَا، فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا، فَلَهُ أَجْرَانِ" قَالَ عَامِرٌ: أَعْطَيْنَاكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ، وَقَدْ كَانَ يُرْكَبُ فِيمَا دُونَهَا إِلَى الْمَدِينَةِ.

اپنے نبی پر ایمان لایا اور محمد ﷺ پر بھی ایمان لے آیا تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔ دوسرا وہ غلام جو کسی کی ملکیت ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرے اور اپنے آقاؤں کے حقوق بھی پورے کرے۔ اور تیسرا وہ شخص جس کے پاس کوئی لونڈی ہو جس سے وہ ہم بستری بھی کرتا ہو۔ اس نے اسے اچھا ادب سکھایا اور اچھی تعلیم دی، پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا اس کے لیے بھی دوہرا اجر ہے۔''

امام شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم نے تمہیں یہ حدیث بغیر کسی دنیاوی معاوضے کے دے دی حالانکہ اس سے کم تر بات پوچھنے کے لیے بھی مدینہ طیبہ کا سفر کیا جاتا تھا۔

204 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ.........

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْمَمْلُوكُ الَّذِي يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ، وَيُؤَدِّي إِلَى سَيِّدِهِ الَّذِي فُرِضَ، الطَّاعَةُ وَالنَّصِيحَةُ، لَهُ أَجْرَانِ))

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو غلام اپنے رب کی صحیح عبادت کرتا ہے اور اپنے آقا کا جو حق اطاعت اور خیر خواہی اس پر ہے اسے بھی ذمہ داری سے پورا کرتا ہے، اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔''

205 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ يُحَدِّثُ.........

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْمَمْلُوكُ لَهُ أَجْرَانِ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ فِي عِبَادَتِهِ - أَوْ قَالَ: فِي حُسْنِ عِبَادَتِهِ - وَحَقَّ مَلِيكِهِ الَّذِي يَمْلِكُهُ".

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غلام کے لیے دوہرا اجر ہے جب اس نے اللہ کی اچھی طرح عبادت کر کے اس کا حق ادا کیا اور اپنے آقا کا حق بھی ادا کر دیا جس کا وہ غلام ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) آزادی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جبکہ غلامی ایک آزمائش ہے۔ لیکن اس آزمائش

---

(٢٠٤) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب العتق، باب كراهية التطاول على الرقيق: ٢٥٥١.

(٢٠٥) صحيح: تقدم برقم: ٢٠٣.

میں پورا اترنے والے انسان کے لیے دوہرے اجر کی بشارت دی گئی۔ اگر کوئی غلام اللہ تعالیٰ کے فرائض ادا کرتا ہے، اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے شرعی احکام کی پابندی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے منع کردہ امور سے بچتا ہے اور ساتھ ہی اپنے آقاؤں کی طرف سے جو ذمہ داریاں اس کے سپرد ہیں انہیں بھی ایمان داری اور خیر خواہی سے نبھاتا ہے اور آقا کے حکم کی تعمیل کرتا ہے اس طرح کہ اللہ کی عبادت کی وجہ سے اس میں کوتاہی نہیں کرتا تو وہ دوہرے اجر کا مستحق ہے۔ گویا ایک لحاظ سے غلامی آزادی سے باعث فضیلت ہے۔ لیکن ہر شخص ایسا نہیں کرسکتا۔

(۲) ملازم پیشہ فرد بھی اگر اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح نبھائے اور اللہ کے حقوق کی بھی پاسداری کرے تو یہ اجر حاصل کرسکتا ہے۔

(۳) حدیث نمبر ۲۰۳ میں دو مزید دوہرے اجر والے امور کا ذکر ہے۔ ان میں سے ایک تو وہ شخص ہے جو عیسائی یا یہودی تھا اور اپنے مذہب کی تعلیمات کا پابند تھا، پھر اسے رسول اکرم ﷺ کی بعثت کا علم ہوا تو اپنے مذہب کو ترک کرکے اسلام میں داخل ہوگیا تو اسے بھی دو انبیاء کی شریعتوں پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے ثواب ملے گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی شخص پہلے عیسائی ہو جائے اور پھر مسلمان تو اس کو یہ فضیلت مل جائے۔ دوسرا ام ولد کو آزاد کرکے اس سے نکاح کرنے والا۔ روایت میں ام ولد کی جگہ أَمَة کے لفظ زیادہ درست ہیں۔ عصر حاضر میں اگرچہ لونڈیوں کا تصور نہیں لیکن غلبہ اسلام کی صورت میں ایسا ممکن ہے۔ اس میں ایک لحاظ سے غلاموں اور لونڈیوں کو آزادی دینے کی ترغیب ہے جو اس دور کی اشد ضرورت تھی۔

(۴) آپ کے فرمان ''جو لونڈی کو تعلیم وتعلم سے آراستہ کرے اور آزاد کرکے اس سے نکاح کرے......'' سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام خواتین کی تعلیم وتربیت کا درس دیتا ہے اور جو لوگ عورتوں کی تعلیم کے حوالے سے اسلام کو تنگ نظر سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اسلام تعلیم کے نام پر بے حیائی اور مرد وزن کے اختلاط کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ اس میں حقوق انسانیت اور حقوق نسواں کے حوالے سے اسلام کو بدنام کرنے والوں کا بھی رد ہے کہ اس دور میں جب لاکھوں لوگ غلامی میں پھنسے ہوئے تھے آپ کا دوہرے اجر کی بشارت دینا غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب تھی۔ اور اس سے نکاح کی ترغیب سے برادری اور خاندانی تفاوت کے بتوں کو بھی پاش پاش کر دیا جو ہر دور میں معاشرتی ناسور رہا ہے اور تا حال ہے۔

104...... بَابٌ: الْعَبْدُ رَاعٍ — غلام کی ذمہ داری کا بیان

206 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ............
عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: — حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۲۰۶) صحیح: أخرجه البخاري، كتاب الأحكام: ۷۱۳۸۔ ومسلم: ۱۸۲۹۔ وأبو داؤد: ۲۹۲۸۔

((كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْأَمِيرُ الَّذِى عَلَى النَّاسِ رَاعٍ، وَهُوَ مَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَهُوَ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ، وَهُوَ مَسْؤُولٌ عَنْهُ، أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ))

فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے متعلق سوال ہوگا، چنانچہ حاکم جولوگوں کا ذمہ دار ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی اور آدمی اپنے گھر والوں کا نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور کسی شخص کا غلام اپنے آقا کے مال پر نگران ہے اور اس سے اس کے متعلق باز پرس ہوگی، خبردار! تم سب ذمہ دار ہو اور سب سے ان کی ذمہ داری کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔''

فائدہ: ...... کارخانہ دنیا میں ہر شخص کسی نہ کسی کام کا ضرور مسئول ہے حتی کہ غلام جو اپنی ذات کا مالک بھی نہیں ہوتا وہ بھی ذمہ داری سے مبرا نہیں کیونکہ اس کے آقا کا مال اس کے سپرد ہوتا ہے جس میں وہ تصرف کرتا ہے۔ اگر وہ اس میں خیانت کرے گا تو اس سے بھی ضرور باز پرس ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جس کو جو عہدہ دیا ہے اس سے اس کی باز پرس ضرور ہوگی کہ تونے اس امانت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ بادشاہ سے رعایا کے متعلق اور ہر فرد سے اس کے اہل خانہ کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اہل خانہ کو صرف ضروریات مہیا کر کے انسان ذمہ داری سے بری نہیں ہوسکتا۔ انہیں انسان کامل اور مسلمان بنانا بھی گھر کے سربراہ کی ذمہ داری ہے اور اس میں کوتاہی روز قیامت ندامت اور حسرت کا باعث بن سکتی ہے۔ اسی طرح دیگر اہل خانہ اور بیوی پر خصوصاً خاوند کے گھر کے ماحول کو درست رکھنے اور بچوں کی تربیت کرنے کی ذمہ دار ہے۔

207 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِى مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ مَوْلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ..........

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: ((الْعَبْدُ إِذَا أَطَاعَ سَيِّدَهُ، فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِذَا عَصَى سَيِّدَهُ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: غلام جب اپنے آقا کی اطاعت کرے تو اس نے گویا اللہ عزوجل کی اطاعت کی اور جب وہ اپنے آقا کی نافرمانی کرتا ہے تو اس نے گویا اللہ عزوجل کی نافرمانی کی۔

فائدہ: ...... یہ اثر عبداللہ بن سعد کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

---

(٢٠٧) ضعيف.

105...... بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا

جس نے غلام ہونے کی خواہش کی

208 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ سَيِّدِهِ، لَهُ أَجْرَانِ)) وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ، لَوْلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَالْحَجُّ، وَبِرُّ أُمِّي، لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوتَ مَمْلُوكًا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان غلام جب اپنے آقا کا حق ادا کرے تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔'' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوہریرہ کی جان ہے! اگر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، حج کرنا اور والدہ کی خدمت کرنا نہ ہوتا تو میں غلامی کی حالت میں مرنا پسند کرتا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مسلمان غلام کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق تو ہر صورت ادا کرے ہی گا، اس کے ساتھ ساتھ اگر آقا کے حقوق بھی ادا کرے کہ اس کی فرمانبرداری کرے جیسا گزشتہ احادیث میں آیا ہے۔

(۲) غلامی میں بہرصورت انسان کے اوقات کا مالک کوئی دوسرا شخص ہوتا ہے اس لیے انسان اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں کرسکتا کیونکہ اس کا آقا اس سے اپنی خدمت لے گا۔ اسی طرح غلامی میں حج بیت اللہ بھی ممکن نہیں اور جب خود کسی دوسرے کی ملکیت ہے اور چوبیس گھنٹے کا پابند ہے تو والدین کی خدمت بھی ممکن نہیں جو بہت بڑی نیکی ہے۔

(۳) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے صرف والدہ کا ذکر اپنی ذات کے حوالے سے کیا کیونکہ ان کی والدہ حیات تھیں اور وہ ان کے نہایت خدمت گزار تھے اور بہت زیادہ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔

106...... بَابُ لَا يَقُولُ: عَبْدِي

غلام کو ''عبدی'' نہیں کہنا چاہیے

209 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(۲۰۸) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب العتق، باب العبد إذا أحسن عبادة ربه ونصح سيده: ۲۵۴۸۔ ومسلم: ۱۶۶۵۔ الصحيحة: ۸۷۷.

(۲۰۹) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب العتق باب كراهية التطاول على الرقيق: ۲۵۵۲۔ نحوه، ومسلم: ۲۲۴۹۔ الصحيحة: ۸۰۳.

يَـقُـلْ أَحَدُكُمْ: عَبْدِي، أَمَتِي، كُلُّكُمْ عَبِيدُ الـلّٰـهِ، وَكُـلُّ نِسَـائِـكُمْ إِمَاءُ اللّٰهِ، وَلْيَقُلْ: غُلَامِي، جَارِيَتِي، وَفَتَايَ، وَفَتَاتِي".

''تم میں سے کوئی (اپنے غلام کو) عبدی اور (لونڈی کو) امتی نہ کہے کیونکہ تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری تمام عورتیں اللہ کی باندیاں ہیں۔ بلکہ اس طرح کہنا چاہیے میرا غلام، میری لونڈی اور میرا فتا (نوجوان) اور میری فتاۃ۔''

فــائده: ......عربی زبان میں غلام کے لیے کئی لفظ استعمال ہوتے ہیں جن میں سے عبد بھی ہے۔لیکن کسی کو اپنا عبد (بندہ) کہنے میں تکبر اور بڑے پن کا احساس بہت نمایاں ہے اس لیے شریعت نے ایسے لفظ کے استعمال سے اجتناب کا حکم دیا ہے کیونکہ درحقیقت تو سب اللہ کے بندے ہیں۔اور جہاں تک دیگر الفاظ ہیں تو وہ بسا اوقات آزاد کے لیے بھی بولے جاتے ہیں۔فتا اور فتاۃ کا ترجمہ خادم اور خادمہ کیا جاسکتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کسی کو ایسے القاب سے نہیں پکارنا چاہیے جس سے تکبر اور بڑائی کا احساس ہو کیونکہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔

107...... بَابُ هَلْ يَقُولُ: سَيِّدِي؟
کیا کسی کو سیدی کہا جاسکتا ہے؟

210 - حَـدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، وَحَبِيبٍ، وَهِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ............

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ قَالَ: "لَا يَـقُـولَـنَّ أَحَدُكُمْ: عَبْدِي وَأَمَتِـي، وَلَا يَـقُـولَـنَّ الْـمَـمْلُوكُ: رَبِّـي وَرَبَّتِـي، وَلْيَـقُـلْ: فَتَايَ وَفَتَاتِي، وَسَيِّدِي وَسَيِّـدَتِي، كُلُّكُمْ مَمْلُوكُونَ، وَالرَّبُّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی قطعاً ایسا نہ کہے: میرا بندہ اور میری بندی اور غلام ہرگز نہ کہے: ربی و ربتی، مالک کو چاہیے کہ وہ غلام اور لونڈی کو میرے نوجوان، میری جواں کہہ کر پکارے اور غلام کو چاہیے کہ وہ یا سیدی کہہ کر مالک کو آواز دے۔تم سب کے سب اللہ تعالیٰ کے غلام ہو اور رب اللہ عزوجل ہے۔''

فــائده: ......رب کے معنی ہیں پالنے والا اور قائم رکھنے والا اور یہ وصف حقیقتاً صرف اللہ تعالیٰ کی ذات میں پایا جاتا ہے اس لیے وہی رب کہلوانے کا حق دار ہے۔غلام کو چاہیے کہ اپنے آقا کو ان الفاظ سے نہ پکارے، البتہ سیدی، میرے آقا میرے مالک کہہ کر پکارسکتا ہے کیونکہ یہاں سیادت کا مطلب ریاست اور حکومت ہے اور مرتبہ ہے

(٢١٠) صحيح: ابو داود، الأدب، باب لا يقول المملوك ربي ربتي: ٤٩٧٥۔ والنسائي في الكبرىٰ: ٩٩٩٩۔ الصحيحة: ٨٠٣۔ وعمل اليوم والليلة: ٢٤٣.

جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کیا ہے۔

211 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَسْلَمَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ.......... عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: قَالَ أَبِي: انْطَلَقْتُ فِي وَفْدِ بَنِي عَامِرٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: أَنْتَ سَيِّدُنَا، قَالَ: ((السَّيِّدُ اللّٰهُ))، قَالُوا: وَأَفْضَلُنَا فَضْلًا، وَأَعْظَمُنَا طَوْلًا، قَالَ: فَقَالَ: ((قُولُوا بِقَوْلِكُمْ، وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ))

حضرت مطرف اپنے والد (عبداللہ بن شخیر) سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں بنو عامر کے ایک وفد کے ہمراہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے کہا: آپ ہمارے سید ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سید تو اللہ ہے۔'' انہوں نے کہا: آپ ہم سے زیادہ فضیلت اور عزت وشرف والے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اپنی بات کرو اور شیطان تمہیں اپنا وکیل نہ بنائے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) لفظ سید کا استعمال ذات باری کے علاوہ کسی کے لیے استعمال کرنا جائز ہے یا ناجائز، اس بارے میں اختلاف ہے کیونکہ دونوں طرح کی روایات وارد ہیں۔ راجح قول یہ معلوم ہوتا ہے اس لفظ کے استعمال سے بچا جائے، تاہم بعض صورتوں میں اس کا استعمال جائز ہے اور اس میں کوئی کراہت بھی نہیں جبکہ اس کی اضافت ہو، مثلاً: غلام اپنے آقا کو سیدی کہے یا قبیلے کے سردار کو کہا جائے کہ وہ سید القوم ہے۔ البتہ اس کا مطلق استعمال صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہونا چاہیے کیونکہ حقیقی سیادت اسی کی ہے۔

(۲) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے لیے یہ لفظ پسند نہیں کیا جبکہ بعض روایات میں آپ نے خود اپنے آپ کو سید کہا ہے۔ اس میں تطبیق کی صورت یوں ہے کہ آپ نے اس حقیقت کے بیان کے لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام انسانیت پر فضیلت دی ہے اس لفظ کو استعمال کیا۔ اس سے تعلی یا فخر وغرور مقصود نہیں تھا جیسا کہ آپ نے خود اس کی وضاحت فرما دی۔ اور اس حدیث میں جو آپ نے منع کیا اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔

- وہ لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور اس بات کا خدشہ تھا کہ وہ تعریف میں مبالغہ آرائی نہ کریں جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے انبیاء علیہم السلام کی شان میں غلو کیا اور گمراہ ہوئے اس لیے آپ نے سد ذریعہ کے طور پر منع کیا۔
- اہل عرب اپنے دنیا دار سرداروں کو اس انداز سے پکارتے تھے۔ آپ نے اس کا رد کیا کہ میں ان سرداروں کی طرح نہیں کیونکہ میرا مقام و مرتبہ نبوت و رسالت کی وجہ سے ہے۔ اس لیے آپ نے فرمایا کہ جس مقصد کے لیے تم آئے ہو، وہ بات کرو اور میرے بارے میں تکلف سے کام نہ لو بلکہ جن خطابات کے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ نے سرفراز فرمایا ہے، انھی سے پکارو، یعنی نبی اور رسول کہہ کر۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں بہکا دے اور تم غلو کرنے لگ جاؤ۔

(۲۱۱) صحیح: أخرجه أبو داؤد، کتاب الأدب، باب فی کراهیة التمادح: ۴۸۰۶۔ وأحمد: ۱۶۳۰۷۔ والنسائی فی الکبریٰ: ۱۰۰۴.

108...... بَابُ الرَّجُلِ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ

آدمی اپنے اہل خانہ کا ذمہ دار ہے

212 - حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ..........

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْأَمِيرُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْؤُولٌ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْؤُولٌ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْؤُولَةٌ، أَلَا وَكُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ))

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’تم سب ذمہ دار ہو اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے متعلق باز پرس ہوگی، چنانچہ امیر وقت نگران ہے اور مسئول بھی ہے اور آدمی اپنے گھر والوں پر نگران ہے اور اس سے اس کے متعلق باز پرس ہوگی۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ خبردار! تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے متعلق باز پرس ہوگی۔‘‘

فائدہ: ...... دیکھیے، حدیث: ۲۰۶ کے فوائد۔

213 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ..........

عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ، فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً، فَظَنَّ أَنَّا اشْتَهَيْنَا أَهْلِينَا، فَسَأَلَنَا عَنْ مَنْ تَرَكْنَا فِي أَهْلِينَا؟ فَأَخْبَرْنَاهُ - وَكَانَ رَفِيقًا رَحِيمًا - فَقَالَ: ((ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ، وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ))

حضرت ابوسلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ ہم، ہم عمر نوجوان تھے، چنانچہ ہم بیس راتیں آپ کے ہاں ٹھہرے تو آپ نے محسوس کیا کہ ہم گھر والوں کے لیے اداس ہوگئے ہیں تو آپ نے ہم سے اہل وعیال کے متعلق پوچھا کہ کس کا کون ہے؟ ہم نے آپ کو بتایا۔ اور آپ بڑے نرم مزاج اور مہربان تھے۔ آپ نے فرمایا: اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ اور انہیں تعلیم دو اور (اسلامی احکام پر عمل کا) حکم دو، اور نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔ جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک تمہارے لیے اذان دے اور جو تم میں سے بڑا ہے وہ امامت کروائے۔‘‘

---

(۲۱۲) صحیح: أخرجه البخاري، كتاب النكاح: ۵۱۸۸۔ ومسلم: ۱۸۲۵.

(۲۱۳) صحیح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب، باب رحمة الناس والبهائم: ۶۰۰۸۔ ومسلم: ۱۵۶۷۔ والنسائي: ۶۳۵۔ الارواء: ۲۱۳.

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ حدیث نماز کے حوالے سے اصل کا درجہ رکھتی ہے، تاہم امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے اہل خانہ سے متعلق آدمی کی ذمہ داری کا استنباط کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ آپ ﷺ نے حضرت مالک بن حویرث اور ان کے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ گھر جا کر اسلام کی یہ تعلیم اپنے گھر والوں کو بھی سکھائیں۔ کیونکہ انہیں تعلیم دینا ان کی ذمہ داری ہے اور اہل میں انسان کی بیوی اور بچے بھی آجاتے ہیں۔ جس سے متعلق ان سے باز پرس ہوگی۔

(۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاکم وقت کو اپنی رعایا اور استاد کو اپنے شاگردوں کے جذبات و احساسات اور ضرورتوں کا خیال رکھنا چاہیے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے رکھا۔

(۳) مسافر کے لیے اذان و اقامت اور جماعت مشروع ہے، نیز اذان کے لیے کسی بھی فرد کو معین کیا جاسکتا ہے۔ اس میں علم و فضل والا ہونا شرط نہیں، تاہم دوسری احادیث سے اس امر کی ترغیب ملتی ہے کہ مؤذن اسے مقرر کرنا چاہیے جس کی آواز خوبصورت اور بلند ہو۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((وَلْيُنَادِ بِلَالٌ، فَإِنَّهُ أَنْدَى صوتًا مِنْكَ))

''اور چاہیے کہ بلال اذان دے کیونکہ اس کی آواز تجھ سے بلند اور خوبصورت ہے۔''

(صحيح سنن أبی داؤد، حديث: ٤٦٩)

امامت کے لیے علم و فضل کو دیکھنا چاہیے اور جس شخص کو زیادہ قرآن یاد ہو اور وہ اس کا عالم بھی ہو اسے امامت کروانی چاہیے۔ اور اگر علم و فضل میں سب برابر ہوں تو جو عمر میں بڑا ہو اسے امامت کے فرائض سرانجام دینے چاہئیں۔

109...... بَابُ الْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ

عورت کے ذمہ دار ہونے کا بیان

214 - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَالِمٌ............ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا، وَالْخَادِمُ فِي مَالِ سَيِّدِهِ))، سَمِعْتُ هَؤُلَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے متعلق باز پرس ہوگی۔ حاکم وقت ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔ آدمی اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اور عورت اپنے خاوند کے گھر میں ذمہ دار ہے اور خادم اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہے۔''

(٢١٤) صحيح: أخرجه البخاری، كتاب الاستقراض، باب العبد راعٍ فی مال سيده ولا يعمل إلا باذنه: ٢٤٠٩ـ ومسلم: ١٨٢٩.

وَأَحْسَبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((وَالرَّجُلُ فِي مَالِ أَبِيهِ))

میں نے یہ کلمات نبی ﷺ سے سنے ہیں میرا خیال ہے نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''اور آدمی اپنے باپ کے گھر میں ذمہ دار ہے۔''

فائدہ: ......دیکھیے، حدیث: ۱۰۶۔

110...... بَابُ مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوفٌ فَلْيُكَافِئْهُ

جس سے نیکی کی جائے وہ اس کا پورا پورا بدلہ دے

215 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ شُرَحْبِيلَ مَوْلَى الْأَنْصَارِ............

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوفٌ فَلْيَجْزِهِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ مَا يَجْزِيهُ فَلْيُثْنِ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ إِذَا أَثْنَى فَقَدْ شَكَرَهُ، وَإِنْ كَتَمَهُ فَقَدْ كَفَرَهُ، وَمَنْ تَحَلَّى بِمَا لَمْ يُعْطَ، فَكَأَنَّمَا لَبِسَ ثَوْبَيْ زُورٍ))

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ﷜ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کے ساتھ کوئی احسان کیا جائے اسے چاہیے کہ اس کا بدلہ دے۔ اگر بدلہ دینے کے لیے اس کے پاس کوئی چیز نہ ہو تو احسان کرنے والے کی تعریف میں اچھے کلمات ہی کہہ دے، چنانچہ جس نے اچھے کلمات کہہ دیے اس نے اس کا شکریہ ادا کر دیا اور اگر اس نے اس احسان کو چھپایا تو اس نے اس کی ناشکری کی۔ اور جس نے اپنے لیے کوئی ایسی صفت ظاہری کی جو اس میں نہ ہو تو اس نے جھوٹ کے دو کپڑے پہن لیے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ نیکی اور احسان کرنے والے کا یہ حق ہے کہ اسے اس کا صلہ دیا جائے۔ بے شک وہ یہ نیکی اللہ کی خوشنودی کی خاطر ہی کرے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو لوگوں کا احسان شناس نہیں وہ اللہ کا شکر گزار بھی نہیں ہو سکتا، نیز ہدیہ اور تحفہ اس لیے دینا بھی جائز ہے کہ اس کا بدلہ ملے اگرچہ بہتر یہی ہے کہ اللہ کی رضا کی خاطر دیا جائے۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ شادی بیاہ کے موقع پر تحائف کا تبادلہ جائز ہے اور ایک دوسرے سے مالی تعاون بھی جائز ہے لیکن اس میں یہ بات نہیں ہونی چاہیے کہ جتنا میں نے دیا ہے، اتنا ہی لینا ہے یا دوگنا لینا ہے اور نہ ملنے پر جھگڑا

(۲۱۵) صحیح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب، باب في شكر المعروف: ۴۸۱۳۔ والترمذي: ۲۰۳۴۔ صحيح الترغيب: ۹۶۸۔ والصحيحة: ۶۱۷.

کرنا۔ جہاں اس چیز کا اندیشہ ہو وہاں تحفہ رد بھی کیا جا سکتا ہے۔

(۳) مالی طور پر لوگوں کا ایک دوسرے سے تفاوت کارخانۂ قدرت کا کرشمہ ہے اور نظام دنیا کی بقا کا راز ہے۔ اس لیے ہر شخص بسا اوقات احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتا یا تحائف کا بدل نہیں دے سکتا۔ شریعت نے اس کا حل یہ بتایا کہ وہ احسان کرنے والے کو اچھے لفظوں میں یاد رکھے اور اس کے لیے برکت کی دعا کرے اور زبان سے اس کا شکریہ ادا کرے۔ نیز لوگوں سے بھی اس کا اظہار کرے۔

(۴) اگر احسان کرنے والا شخص ایسا ہو جس کے ریا میں مبتلا ہونے کا خدشہ نہ ہو تو اس کے منہ پر بھی اس کی تعریف کی جا سکتی ہے، بصورت دیگر اس کی عدم موجودگی میں اچھی تعریف کرنی چاہیے۔ اور زبانی شکریے کا بہترین انداز یہ ہے کہ انگریزی کے لفظ Thanks کے بجائے جزاک اللہ خیراً کہہ دے اس میں اجر و ثواب بھی ہے اور محسن کے لیے دعا بھی۔

(۵) اللہ تعالیٰ انسان کو جس حال میں رکھے اسی حالت پر راضی رہنا چاہیے۔ ترقی کے لیے محنت اور کوشش جائز ہے، تاہم فقیر کا یہ انداز اختیار کرنا کہ وہ بڑا رئیس زادہ ہے یا کسی مالدار کا جعلی زہد اختیار کرنا ہر دو صورتیں نہ صرف ممنوع ہیں بلکہ شریعت نے ایسے شخص کو سرتا سر جھوٹا قرار دیا ہے۔ اگر کوئی فقیر شخص اللہ کا شکر گزار رہتا ہے اور اپنی فقیری کا کسی کے سامنے اظہار نہیں کرتا یا مالدار زہد کی زندگی اختیار کرتا ہے اور مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو خوبی انسان میں نہ ہو یا جو کام انسان نے نہ کیا اس کا کریڈٹ لینے کے لیے یہ ظاہر کرنا کہ یہ خوبی اس میں ہے یا کام اس نے کیا ہے شرعاً ممنوع اور حرام ہے۔

216 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ............

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَ بِاللّٰهِ فَأَعْطُوهُ، وَمَنْ أَتَى إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَادْعُوا لَهُ، حَتَّى يُعْلَمَ أَنْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ))

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی اللہ کے نام پر تم سے پناہ مانگے اس کو پناہ دو اور جو اللہ کے نام پر سوال کرے اسے دو اور جو تم پر کوئی احسان کرے تو اس کو بدلہ دو اور اگر تمہارے پاس بدلہ دینے کے لیے کچھ نہ ہو تو اس کے لیے اتنی دعا کرو کہ جان لیا جائے کہ تم نے اس کا بدلہ دے دیا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) پناہ طلب کرنے کی دو صورتیں ہیں: کسی شخص کے شر سے بچنے کے لیے اسے کہا جائے کہ میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے کچھ نہ کہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی کمزور شخص دشمن سے

(۲۱۶) صحیح: أخرجه أبو داؤد، کتاب الزکاة، باب عطیة من سال باللّٰه عزوجل: ۱٦۷۲۔ والنسائي: ۲٥٦۷۔ الصحیحة: ۲٥٤.

بچتے ہوئے کسی مدد کا طلب گار ہو اور درخواست کرے کہ اللہ کے لیے مجھے پناہ دے دو تو ایسے شخص کو پناہ دینا مسلمان پر فرض ہے الا یہ کہ پناہ طلب کرنے والا عادی مجرم یا قاتل ہو یا اس نے کسی کا حق مارا ہو جسے وہ دبانا چاہتا ہو تو ایسے شخص کو پناہ دینا جائز نہیں۔

(۲) اللہ کے نام کا واسطہ دے کر مانگنے والے کو اللہ تعالیٰ کے نام کی لاج رکھتے ہوئے کچھ نہ کچھ دینا چاہیے اور اگر نہ ہو تو احسن انداز سے معذرت کرنی چاہیے۔ سائل کو جھڑکنا، خصوصاً جب وہ اللہ کے نام پر مانگ رہا ہو، جائز نہیں۔ تاہم جو غیر اللہ کے نام پر مانگے اسے نہیں دینا چاہیے۔ اگر کوئی شخص پیشہ ور بھکاری ہو اور جس سے سوال کیا جا رہا ہو اسے معلوم ہو کہ یہ ضرورت مند نہیں ہے تو ایسے شخص کو نہ دینا جائز ہے تا کہ اس پیشے کی حوصلہ شکنی ہو، نیز اسے بھی مناسب انداز میں سمجھانا چاہیے۔

(۳) ''حتی یُعلم '' کی جگہ ابوداود کے الفاظ ہیں: ''حتی ترو ا'' حتیٰ کہ تمہیں سمجھ آ جائے کہ تم نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے۔ جو شخص کسی پر احسان کرے تو جس کے ساتھ نیکی کی گئی ہو اسے احسان مند ہونا چاہیے اور اپنے محسن کو اچھا بدلہ دینا چاہیے۔ لیکن اگر کوئی شخص مالی یا کسی دوسرے احسان کا اس صورت میں بدلہ نہیں دے سکتا تو اسے دعا ضرور کرنی چاہیے اور اتنی زیادہ دعا کرنی چاہیے کہ آدمی کو یقین ہو جائے کہ اس نے احسان کا بدلہ چکا دیا ہے۔ احسان فراموشی مومن کا شیوہ ہرگز نہیں۔

دنیاوی محسن کی طرح مذہبی محسن کو بھی بدلہ دینا ضروری ہے۔ جو شخص انسان کی ہدایت کا سبب بنا ہو یا وہ اس کی دینی ضرورتیں پوری کرتا ہو، مدرس، خطیب یا مصنف کی صورت میں، اس کے لیے دعا کرنا بھی ضروری ہے ورنہ احسان فراموشی ہوگی۔ اور رسول اکرم ﷺ پر درود پڑھنا بھی مومن پر فرض ہے۔

111...... بَابُ مَنْ لَمْ يَجِدِ الْمُكَافَأَةَ فَلْيَدْعُ لَهُ

جس کے پاس بدلہ دینے کے لیے کچھ نہ ہو وہ محسن کے لیے دعا کر دے۔

217 – حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ............

عَـنْ أَنَسٍ، أَنَّ الْمُهَاجِرِينَ قَالُوا: يَا رَسُولَ الـلّٰـهِ، ذَهَـبَ الْأَنْـصَارُ بِالْأَجْرِ كُلِّهِ؟ قَالَ: ((لَا، مَـا دَعَوْتُمُ اللّٰهَ لَهُمْ، وَأَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ بِهِ))

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجرین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! سارا اجر تو انصار لے گئے۔ آپ نے فرمایا: ''ایسا نہیں ہے جب تک تم نے ان کے لیے دعائیں کرو اور انہیں تعریفی کلمات سے یاد کرو۔''

(۲۱۷) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب، باب فى شكر المعروف: ٤٨١٢ـ والترمذى: ٢٤٨٧ـ صحيح الترغيب: ٩٧٧ـ وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٦٣ـ ووافقه الذهبى.

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح احسان کرنے والے اور ہدیہ وغیرہ دینے والے کو ثواب ملتا ہے، اسی طرح اس کے بدلے میں دعا کرنے والے اور محسن کی تعریف کرنے والے کو بھی اس دعا اور تعریف کا ثواب ملتا ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جب کوئی شخص واقعی احسان کا بدلہ دینے کی پوزیشن میں نہ ہو، اگر استطاعت ہونے کے باوجود بدلہ نہ دے اور جزاک اللہ خیراً کہہ دے تو وہ شاید اس ثواب کا مستحق نہ ہو۔

112...... بَابُ مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ

جو لوگوں کا شکر گزار نہ ہو

218 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ.........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا جو لوگوں کا شکر گزار نہ ہو۔''

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ جو شخص لوگوں کے احسانات پر ان کی شکر گزاری نہیں کرتا، حالانکہ وہ بہت معمولی اور تھوڑے ہوتے ہیں، تو وہ اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات کا شکر کیسے ادا کرے گا۔ جو تھوڑا کرنے سے عاجز آ جائے وہ بڑا کام کیسے کر سکتا ہے؟

دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں لوگوں کی درجہ بندی کی ہے اپنی نعمتیں بندوں ہی کے ذریعے سے ایک دوسرے کو دی ہیں۔ تو جو شخص اس ذریعے کی قدر نہیں کرتا تو وہ اس منعم حقیقی کا شکر گزار کیسے بن سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں جو لوگوں کے احسانات پر ان کا شکر ادا نہیں کرتا، جبکہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کا شکر ادا کیا جائے اور ان کی تعریف کی جائے تو اس خالق کی شکر گزاری کیسے کرے گا جو بے نیاز ہے اور اسے کسی کی پروا نہیں۔

219 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ.........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى لِلنَّفْسِ: اخْرُجِي، قَالَتْ: لَا أَخْرُجُ إِلَّا كَارِهَةً".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب کسی جان سے کہتا ہے: نکلو تو وہ کہتی ہے میں نہیں نکلتی مگر ناگواری کے ساتھ۔''

فائدہ: ......اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان طبعاً ناشکرا ہے حتیٰ کہ جب اس کی روح جسم سے جدا ہوتی

---

(۲۱۸) صحیح: أخرجه ابو داؤد، کتاب الأدب، باب فی شکر المعروف: ٤٨١١۔ والترمذی: ١٩٥٤۔ الصحیحة: ٤١٦.

(۲۱۹) صحیح: أخرجه البخاری فی التاریخ الکبیر: ٣/ ٢٧٥۔ وابن الأعرابی فی معجمه: ٢٠٤٦۔ والبزار: ٩٥٩٠۔ وأبو الشیخ فی الطبقات: ٢/ ٣٥٨۔ الصحیحة: ٢٠١٣.

ہے اس وقت بھی خوشی سے اسے اللہ کے سپرد نہیں کرتا حالانکہ شکر کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اسے خوشی سے اللہ کے حوالے کر دیتا جیسا کہ آسمان و زمین نے کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ﴾ (فصلت: ١١)

''اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین سے فرمایا کہ خوشی اور ناخوشی سے آؤ تو انہوں نے کہا: ہم خوشی سے آئے ہیں۔''

113...... بَابُ مَعُونَةِ الرَّجُلِ أَخَاهُ

آدمی کا اپنے بھائی کی مدد کرنے کا بیان

220 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ............

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قِيلَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((إِيمَانٌ بِاللّٰهِ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ))، قِيلَ: فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَغْلَاهَا ثَمَنًا، وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا))، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَسْتَطِعْ بَعْضَ الْعَمَلِ؟ قَالَ: ((فَتُعِينُ ضَائِعًا، أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ))، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ ضَعُفْتُ؟ قَالَ: ((تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلَى نَفْسِكَ))

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا: اعمال میں سے کون سا عمل بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا'' عرض کیا گیا: کون سی گردن آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس کی قیمت زیادہ ہو اور مالکوں کے نزدیک وہ بہت عمدہ ہو۔'' سائل نے عرض کیا: اگر مجھ میں بعض اعمال کی استطاعت نہ ہو تو آپ کیا کرنے کی راہنمائی کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''پھر تم کسی آدمی کی مدد کرو جو ضائع ہو رہا ہو یا کسی بے وقوف اور بے ہنر کا کام کرو۔'' سائل نے عرض کیا: اگر میں (یہ کرنے سے بھی) کمزور پڑ جاؤں اور نہ کر سکوں تو؟ آپ نے فرمایا: ''لوگوں کو اپنے شر سے بچاؤ (اور تکلیف نہ دو) تو یہ تیرا اپنی جان پر صدقہ ہے جو تو کرے گا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل خود سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ ہی تھے جس سے پتا چلا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم افضل اعمال کی معلومات اور ان پر عمل کرنے میں بڑے حریص تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا۔

---

(٢٢٠) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب العتق، باب الرقاب أفضل: ٢٥١٨۔ ومسلم: ٨٤۔ والنسائي: ٣١٢٩۔ وابن ماجة: ٢٥٢٣۔ الصحيحة: ٥٧٥.

(۲) ایمان بھی عمل بلکہ سب سے افضل عمل ہے جس پر تمام اعمال کی قبولیت کا دارومدار ہے۔ ایمان کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوسکتا۔ جہاد ایمان کی راہ کو ہموار کرتا ہے اس لیے ایمان کے بعد اس کا ذکر فرمایا۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کی جانے والی ہر کوشش جہاد کہلاتی ہے اور وقت کے تقاضوں کے مطابق کبھی تلوار سے جہاد افضل ہوتا ہے اور کبھی قلم وقرطاس وغیرہ سے۔

(۳) کسی کو غلامی سے آزادی دلوانا اسے نئی زندگی دینے کے مترادف ہے۔ ایک حدیث میں اس کی فضیلت یہ ذکر ہوئی ہے کہ مسلمان غلام کو آزاد کرنے کے بدلے اللہ تعالیٰ آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔

(صحيح البخاري، العتق، حديث: ٢٥١٧)

عصر حاضر میں کسی مقروض اور مفلوک الحال کی مدد کر کے بھی یہ فضیلت حاصل کی جاسکتی ہے۔

(۴) جہاد کے لیے شجاعت اور بہادری کی ضرورت ہے اور غلام کو آزادی وہی شخص دلوا سکتا ہے جس کے پاس مال و دولت ہو، خصوصاً جب غلام مہنگا بھی ہو۔ اس لیے یہ دونوں کام ہر آدمی نہیں کرسکتا۔ لیکن کسی مجبور کی مدد اور نصرت کرنا تو حتی الوسع ہر انسان کے بس میں ہے۔ ایک حدیث میں آپ کا فرمان ہے: ''مجھے کسی مسلمان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے جانا مسجد نبوی میں ایک ماہ قیام کرنے سے زیادہ پسند ہے۔''

(سلسلة الأحاديث الصحيحة، حديث: ٩٠٦)

اگر کوئی شخص یہ سارے کام کرنے سے عاجز ہو، یعنی اس کے بس میں نہ ہو تو دوسرے کو ایذا رسانی سے باز رہنا بھی نیکی ہے۔ یعنی جو شخص کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا تو کم از کم کسی کو ایذا نہ دینا تو اس کے اختیار میں ہے۔ اگر وہ لوگوں کی ایذا پر صبر کرتا ہے اور اپنے شر سے دوسروں کو محفوظ رکھتا ہے تو یقیناً وہ اپنی ذات پر صدقہ کرنے والا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو دنیا وآخرت کی تنگی سے بچالیا۔

114...... بَابُ أَهْلُ الْمَعْرُوفِ فِي الدُّنْيَا أَهْلُ الْمَعْرُوفِ فِي الْآخِرَةِ

جو دنیا میں اچھے ہیں وہ آخرت میں بھی اچھے ہوں گے

221 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي هَاشِمٍ قَالَ............

حَدَّثَنِي نُصَيْرُ بْنُ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ قَبِيصَةَ بْنِ يَزِيدَ الْأَسَدِيُّ، عَنْ فُلَانٍ قَالَ: سَمِعْتُ بُرْمَةَ بْنَ لَيْثِ بْنِ بُرْمَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ قَبِيصَةَ بْنَ بُرْمَةَ الْأَسَدِيَّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ

قبیصہ بن برمہ اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس تھا جب میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو لوگ دنیا میں اہل معروف ہیں وہ آخرت میں بھی اہل معروف ہوں گے اور جو دنیا میں اہل منکر ہیں وہ آخرت میں

(٢٢١) صحيح لغيره: أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/ ٣٧٥ـ وأبو نعيم في المعرفة: ٥٧٤٠ـ والبزار: ٣٢٩٤ـ الروض النضير: ١٠٣١.

فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((أَهْلُ الْمَعْرُوفِ فِي الدُّنْيَا هُمْ أَهْلُ الْمَعْرُوفِ فِي الْآخِرَةِ، وَأَهْلُ الْمُنْكَرِ فِي الدُّنْيَا هُمْ أَهْلُ الْمُنْكَرِ فِي الْآخِرَةِ)) بھی اہل منکر ہوں گے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اچھے اعمال اور اچھے اخلاق کا نام معروف ہے اور یہ عرف سے ماخوذ ہے، یعنی جسے انسان اپنے اصل کے اعتبار سے جانتا ہو اور اس سے مانوس ہو۔ تخلیق آدم کے بعد معاصی کے ظہور سے پہلے انسان جن اعمال و اطوار سے واقف تھا اور جو اس کی فطرت تھی وہ معروف ہے اور جو اس سے ہٹ کر ہو اور انسان فطرتاً اس سے مانوس نہ ہو وہ منکر ہے اور ہر وہ کام یا اخلاق جسے اللہ کی شریعت میں مکروہ یا حرام قرار دیا گیا ہے انسان اپنی اصل کے اعتبار سے اس سے مانوس نہیں ہے۔ گویا عرف قدیم میں جو چیز معروف نہیں تھی اور عصیان کے نتیجے میں ظہور میں آئی وہ منکر کہلاتی ہے۔

(۲) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دنیا میں نیکی کے کام کرتے ہیں اور اچھی شہرت رکھتے ہیں اور ان کے اخلاق و اعمال دنیا میں اچھے ہیں وہ آخرت میں بھی اچھے ہوں گے کہ انہیں ان کی نیکی کا بدلہ ملے گا۔ دوسرے لفظوں میں دنیا میں کسی شخص کو اچھے کاموں کی توفیق ملنا اس بات کی دلیل ہے کہ روز قیامت بھی اس کا شمار اچھے لوگوں میں ہوگا۔ اور جو دنیا میں بد اعمال اور برے ہیں اور ان کی شہرت بھی بری ہے وہ روز قیامت بھی برے ہی شمار ہوں گے۔ ایک روایت میں آپ کا ارشاد گرامی ہے:

((أهـل الجنة مَنْ ملأ اللّٰهَ أُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ خَيْرًا وَهُوَ يَسْمَعُ وأهل النَّار مَنْ مَلأَ اللّٰهَ أذنيه مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ شَرًّا وَهُوَ يَسْمَعُ)) (الصحيحه للألباني، حديث: ١٧٤٠)

''اہل جنت وہ ہیں جو اپنے بارے میں لوگوں کے اچھے ریمارکس خود اپنے کانوں سے سنیں اور اہل دوزخ وہ ہیں جو اپنے بارے میں لوگوں کے برے ریمارکس اپنے کانوں سے سنیں۔''

یعنی دنیا میں اچھی شہرت اور نیکی کی توفیق اہل جنت کی علامت ہے اور اس کے برعکس بری شہرت اور گناہ کی زندگی اس بات کی دلیل ہے کہ انجام بھی برا ہے۔

222 - حَـدَّثَـنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ عَـاصِـمٍ - وَكَـانَ حَـرْمَلَةُ أَبَا أُمِّهِ - فَحَدَّثَتْنِي صَفِيَّةُ ابْنَةُ عُلَيْبَةَ، وَدُحَيْبَةُ ابْنَةُ عُلَيْبَةَ - وَكَانَ جَدَّهُمَا حَرْمَلَةُ أَبَا أَبِيهِمَا - أَنَّهُ أَخْبَرَهُمْ..........

عَـنْ حَـرْمَلَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ خَرَجَ حَتَّى حضرت حرملہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ گھر سے

(٢٢٢) ضعيف: الضعيفة: ١٤٨٩ـ أخرجه الطيالسي: ١٣٠٣ـ وأحمد: ١٨٧٢٠ـ وعبد بن حميد: ٤٣٣ـ والطبراني في الكبير: ٤/ ٦.

أَتَـى الـنَّبِـيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَ عِـنْـدَهُ حَتَّـى عَـرَفَـهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ، فَـلَـمَّـا ارْتَحَلَ قُلْتُ فِي نَفْسِي: وَالـلّٰـهِ لَـآتِيَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَزْدَادَ مِنَ الْعِلْمِ، فَجِئْتُ أَمْشِي حَتَّى قُـمْـتُ بَيْـنَ يَدَيْهِ فَقُلْتُ مَا تَأْمُرُنِي أَعْمَلُ؟ قَـالَ: ((يَـا حَـرْمَـلَةُ، ائْـتِ الْمَعْرُوفَ، وَاجْتَـنِـبِ الْـمُنْكَرَ))، ثُمَّ رَجَعْتُ، حَتَّى جِئْـتُ الـرَّاحِـلَةَ، ثُـمَّ أَقْبَلْتُ حَتَّى قُمْتُ مَـقَـامِي قَرِيبًا مِنْهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَـا تَأْمُرُنِي أَعْمَلُ؟ قَالَ: ((يَا حَرْمَلَةُ، ائْتِ الْـمَـعْرُوفَ، وَاجْتَنِبِ الْمُنْكَرَ، وَانْظُرْ مَا يُـعْجِبُ أُذُنَكَ أَنْ يَقُولَ لَكَ الْقَوْمُ إِذَا قُمْتَ مِـنْ عِـنْـدِهِـمْ فَأْتِهِ، وَانْظُرِ الَّذِي تَكْرَهُ أَنْ يَـقُـولَ لَكَ الْـقَـوْمُ إِذَا قُـمْـتَ مِنْ عِنْدِهِمْ فَـاجْتَـنِبْهُ))، فَلَمَّا رَجَعْتُ تَفَكَّرْتُ، فَإِذَا هُمَا لَمْ يَدَعَا شَيْئًا.

نکلے اور نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ آپ کے پاس رہے یہاں تک کہ آپ سے جان پہچان ہوگئی، جب وہ واپس جانے لگے تو انہوں نے دل میں کہا: اللہ کی قسم میں اب نبی ﷺ کے پاس آیا کروں گا تا کہ علم میں اضافہ ہو۔ پھر میں پیدل چلا یہاں تک کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: آپ مجھے کیا کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اے حرملہ نیک کام کرو اور گناہ سے بچو۔'' پھر میں لوٹا اور اپنی سواری کے پاس آیا، پھر میں دوبارہ آپ کی طرف متوجہ ہوا اور آپ کے قریب جا کر عرض کی: اللہ کے رسول! آپ مجھے کس کام کا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے حرملہ نیک کام کرو اور گناہ سے بچو اور ایسا کام کرو جس کے بارے میں تم سمجھتے ہو کہ تم لوگوں کے پاس سے اٹھو گے تو وہ اس پر تمہاری پسند کا تبصرہ کریں گے۔ (یا جس پر تمہیں تعریف کی امید ہو) اور ایسے کام سے بچو جس کے بارے میں تم سمجھتے ہو کہ تمہارے اٹھنے کے بعد لوگ اس پر تمہاری ناپسند کا تبصرہ کریں گے۔'' جب میں واپس آیا تو میں نے سوچا کہ ان دونوں نصیحتوں نے کوئی بات نہیں چھوڑی (ہر خیر اور شر کے بارے میں بتا دیا)۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

223 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ قَالَ.........

حَـدَّثَـنَـا مُعْتَمِرٌ قَالَ: ذَكَرْتُ لِأَبِي حَدِيثَ أَبِـي عُثْـمَانَ، عَنْ سَلْمَانَ، أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ أَهْـلَ الْـمَـعْـرُوفِ فِـي الـدُّنْـيَا هُمْ أَهْلُ الْـمَـعْـرُوفِ فِـي الْـآخِـرَةِ))، فَقَالَ: إِنِّي

معتمر سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد سے ابوعثمان کی حدیث بیان کی کہ وہ سلمان سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جو دنیا میں نیکوکار ہیں وہ آخرت میں بھی اہل معروف (نیکوکار) ہوں گے۔ میرے والد گرامی نے کہا: میں نے بھی

(٢٢٣) صحيح موقوفا وصحيح لغيره مرفوعا: أخرجه الطبراني في الكبير: ٦/ ٢٤٦۔ والبيهقي في شعب الأيمان: ١١١٨١۔ أخرجه ابن أبي شيبة: ٢٥٤٢٩۔ وأحمد في الزهد: ٢٣٧٩.

سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي عُثْمَانَ يُحَدِّثُهُ، عَنْ سَلْمَانَ، فَعَرَفْتُ أَنَّ ذَاكَ كَذَاكَ، فَمَا حَدَّثْتُ بِهِ أَحَدًا قَطُّ حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَهُ.

ابو عثمان سے سنا وہ سلمان سے بیان کرتے تھے تو میں جان گیا کہ بس وہ ایسے ہی ہے تو میں نے یہ کبھی کسی کو بیان نہیں کی۔

فائدہ: ...... یہ روایت موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طرح صحیح ہے۔ اور اس کے مفہوم کے لیے حدیث نمبر ۲۲۱ کے فوائد ملاحظہ کیجیے۔

115...... بَابُ إِنَّ كُلَّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ

بلاشبہ ہر نیکی صدقہ ہے

224 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ............ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ))

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''ہر نیکی صدقہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ہر وہ کام جو شریعت کی نظر میں اچھا ہو معروف کہلاتا ہے۔ لوگوں کی نظر میں معروف ہو یا نہ ہو۔

(۲) ''صدقہ ہے'' یعنی ہر نیکی ثواب کے اعتبار سے صدقہ کی طرح ہے اور نیکی کو صدقہ اس لیے کہا گیا ہے کہ نیکی کرنے والا اللہ کے اس وعدے کی تصدیق کرتا ہے جو نیکی کرنے پر اس نے اپنے بندوں سے کر رکھا ہے۔ ابن بطال نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر نیکی کے بدلے میں انسان کے لیے صدقے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

(۳) اس حدیث میں نیکی کرنے کی ترغیب ہے خواہ وہ کوئی سی بھی ہو جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ

((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا)) (صحیح مسلم، حديث: ٢٦٢٦)

''معمولی سے معمولی نیکی کو بھی حقیر مت سمجھو۔''

225 - حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ............ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے

(٢٢٤) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب، باب كل معروف صدقة: ٦٠٢١ـ والترمذي: ١٩٧٠ـ ورواه مسلم من حديث حذيفة: ١٠٠٥ـ الصحيحة: ٢٠٤.

(٢٢٥) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب، باب كل معروف صدقة: ٦٠٢٢ـ ومسلم: ١٠٠٨ـ والنسائي: ٢٥٣٨ـ الصحيحة: ٥٧٣.

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ)) ، قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: ((فَيَعْتَمِلُ بِيَدَيْهِ ، فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ ، وَيَتَصَدَّقُ)) ، قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ ، أَوْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: ((فَيُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ)) ، قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: ((فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ ، أَوْ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ)) ، قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: ((فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ ، فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ))

فرمایا: ''ہر مسلمان کے ذمے (ہر روز) صدقہ ہے'' انہوں نے کہا: اگر وہ نہ پائے تو؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے دست و بازو سے محنت کر کے کمائے، پھر اس سے خود بھی فائدہ اٹھائے اور صدقہ بھی کرے'' انہوں نے کہا: اگر وہ اس کی طاقت نہ رکھے یا ایسا نہ کرسکتا ہو تو؟ آپ نے فرمایا: ''وہ مجبور اور بے بس کی مدد کرے۔'' انہوں نے کہا: اگر وہ یہ کرنے سے بھی عاجز ہو تو؟ آپ نے فرمایا: ''وہ نیکی اور اچھے کام کا حکم دے'' انہوں نے عرض کیا: اگر وہ یہ بھی نہ کرسکے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ لوگوں کو تکلیف پہنچانے سے باز رہے یہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) بعض روایات میں ہے کہ ہر جوڑ پر صدقہ ہے اور اگر کوئی شخص سورج نکلنے کے بعد دو رکعت ادا کر لیتا ہے تو یہ صدقہ ادا ہو جاتا ہے۔ (سنن أبي داؤد، الصلاة، حديث: ١٢٨٦)

لیکن جو شخص صدقہ کرنے کی طاقت رکھتا ہو اسے مال سے صدقہ کرنا چاہیے اور اگر طاقت نہ ہو تو سبحان اللہ کہنا بھی صدقہ ہے اور کسی کی مدد کرنا بھی صدقہ ہے، یعنی امور خیر تمام صدقے کا درجہ رکھتے ہیں۔

(صحيح البخاري، الجهاد، حديث: ٢٨٩١)

(۲) محنت کرنا دست سوال دراز کرنے سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے اور انسان کو اپنی کمائی سے صدقہ و خیرات ضرور کرنا چاہیے خواہ وہ مزدور ہی ہو۔

(۳) مجبور اور بے بس کی مدد کرنا اور بجھے ہوئے چولہے کو جلانا بہت بڑی نیکی ہے جیسا گزشتہ فوائد میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ عصر حاضر میں کئی لوگ زندگی سے مایوس ہو کر خود کشی کر رہے ہیں، ایسے حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ اہل ثروت انہیں اپنے مالوں میں شریک کر کے اللہ کے دیے ہوئے مال سے انہیں بھی فائدہ پہنچائیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو نیکی کا کوئی بھی راستہ اختیار کر لیا جائے ورنہ کم از کم لوگوں کو ایذا پہنچانے سے باز رہا جائے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگوں کے گناہ اپنے سر لے کر جہنم رسید ہو جائے۔

226 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي ، أَنَّ أَبَا مُرَاوِحٍ الْغِفَارِيَّ أَخْبَرَهُ............

أَنَّ أَبَا ذَرٍّ أَخْبَرَهُ ، أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ

(٢٢٦) صحيح: تقدم برقم: ٢٢٠.

أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((إِيمَانٌ بِاللّٰهِ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ))، قَالَ: فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَغْلَاهَا ثَمَنًا، وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا))، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: ((تُعِينُ ضَائِعًا، أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ))، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: ((تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَنْ نَفْسِكَ))

سے دریافت کیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔'' انہوں نے پوچھا: کون سا غلام (آزاد کرنا) افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جو قیمت کے لحاظ سے مہنگا ہو اور مالکوں کی نظر میں عمدہ ہو۔'' انہوں نے کہا: اگر میں یہ نہ کرسکوں تو؟ آپ نے فرمایا: ''پھر تم کسی ایسے آدمی کی مدد کرو جو ضائع ہو رہا ہو یا کسی بے وقوف کا کام کرو۔'' انہوں نے کہا: اگر مجھے ایسا کرنے کی ہمت بھی نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے شر سے لوگوں کو بچا کر رکھو تو یہ تیرے حق میں صدقہ ہوگا جو تم اپنی جان پر کرو گے۔''

فائدہ: ......فوائد کے لیے دیکھیے، حدیث: ۲۲۰۔

227 - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، عَنْ وَاصِلٍ مَوْلَى أَبِي عُيَيْنَةَ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ عَقِيلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ............

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالْأُجُورِ، يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَيَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَمْوَالِهِمْ، قَالَ: ((أَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُونَ؟ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ وَتَحْمِيدَةٍ صَدَقَةً، وَبُضْعُ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ))، قِيلَ: فِي شَهْوَتِهِ صَدَقَةٌ؟ قَالَ: ((لَوْ وُضِعَ فِي الْحَرَامِ، أَلَيْسَ كَانَ عَلَيْهِ وِزْرٌ؟ ذَلِكَ إِنْ وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ))

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! مالدار سارا اجر وثواب لے گئے، وہ ہماری طرح نمازیں پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں اور اپنے زائد مالوں کا صدقہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا اللہ نے تمہارے لیے وہ نہیں بنایا جو تم صدقہ کرو؟'' ہر سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنے پر صدقے کا ثواب ہے اور تمہارا کسی ایک کا اپنی بیوی سے ملاپ بھی صدقہ ہے'' عرض کیا گیا: کیا شہوت پوری کرنے میں بھی صدقہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر وہ حرام طریقے سے پوری کرے تو کیا اس پر گناہ نہیں؟ اسی طرح اگر وہ حلال طریقے سے پوری کرے تو اس کے لیے اجر ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس روایت سے معلوم ہوا کہ مال اللہ تعالیٰ کا فضل ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی فرمانبرداری ہو۔ بصورت دیگر وبال جان ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جن ساتھیوں پر رشک کا اظہار کیا

(۲۲۷) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الزكاة، باب أن اسم الصدقة......: ۱۰۰۶۔ وأبو داؤد: ۱۲۸۵۔ الصحيحة: ٤٥٤.

وہ ایسے مال دار تھے جو اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے تھے اور اس خرچ کرنے کی فضیلت ہی کا انہوں نے آپ سے ذکر کیا۔

(۲) مال خرچ کرنے کی تمنا کرنا اچھی خواہش ہے لیکن اگر مال نہ ہو تو خیر کے دوسرے راستوں کو اختیار کیا جا سکتا ہے اور فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی فضیلت حاصل کی جا سکتی ہے۔ صحیح مسلم (۱۰۰۹) میں ہے کہ کسی آدمی کو سواری پر سوار کرنا یا اس کا سامان پکڑانا، اچھی بات کرنا، نماز کی طرف چل کر جانا اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا بھی صدقہ ہے۔ یہ صدقہ ہر انسان کے بس میں ہے۔

(۳) بدکاری کرنا شر اور گناہ ہے اور اس سے باز رہنا شر اور برائی سے باز رہنا ہے اور گزشتہ حدیث میں ذکر ہوا ہے کہ برائی اور شر سے باز رہنا بھی صدقہ ہے چہ جائیکہ حلال کام کرے وہ تو بالاولی باعث اجر ہوگا۔

(۴) جمہور اہل علم کے نزدیک مباح امور میں اگر نیت احکام الٰہی کی تعمیل کی ہو تو وہ بھی باعث اجر ہے۔ اسی طرح نکاح کا مقصد یا مباشرت کا مقصد پاک دامنی اور حصول اولاد ہو تو وہ صدقہ ہے، یعنی جس طرح صدقے سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اسی طرح دیگر نیک اعمال بھی اس کا ذریعہ ہیں۔

116...... بَابُ إِمَاطَةِ الْأَذَى

تکلیف دہ چیز (راستے سے ہٹانے) کا بیان

228 - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَمْعَةَ، عَنْ أَبِي الْوَازِعِ جَابِرٍ..........

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، قَالَ: ((أَمِطِ الْأَذَى عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ))

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ایسے عمل کی طرف میری راہنمائی فرمائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے؟ آپ نے فرمایا: ''لوگوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹاؤ۔''

229 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ''مَرَّ رَجُلٌ مُسْلِمٌ بِشَوْكٍ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ: لَأُمِيطَنَّ هَذَا الشَّوْكَ، لَا يَضُرُّ رَجُلًا مُسْلِمًا، فَغُفِرَ لَهُ''.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی راستے میں پڑے ایک کانٹے کے پاس سے گزرا تو اس نے کہا: میں یہ کانٹا ضرور راستے سے ہٹاؤں گا تاکہ یہ کسی مسلمان کو تکلیف نہ دے تو اسے (اس عمل کی وجہ سے) معاف کر دیا گیا۔''

---

(۲۲۸) صحیح: أخرجه مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل إزالة الأذى عن الطريق: ٢٦١٨۔ وابن ماجة: ٣٦٨١۔ الصحيحة: ١٥٥٨.

(۲۲۹) صحیح: أخرجه البخاري، کتاب الأذان، باب فضل التهجير إلى الظهر: ٦٥٢۔ ومسلم: ١٩١٤۔ وأبو داؤد: ٥٢٤٥۔ والترمذي: ١٩٥٨۔ وابن ماجة: ٣٦٨٢.

فوائد و مسائل: ......(۱) راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بظاہر معمولی عمل ہے جس پر زیادہ محنت اور وقت صرف نہیں ہوتا لیکن یہ دخول جنت کا یقینی ذریعہ ہے۔ اس کا اصل سبب وہ داعیہ ہے جو انسان کو یہ کام کرنے پر ابھارتا ہے، وہ ہے مسلمانوں اور مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردی اور زندگی کو آسان بنانا۔ پہلی حدیث میں یہ حکم ہے کہ لوگوں سے تکلیف دہ چیز دور کرو۔ اگرچہ اس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ پتھر، کانٹا وغیرہ جو لوگوں کو گزرتے ہوئے تکلیف دے اسے دور کیا جائے لیکن اس میں یہ معنی بھی آتے ہیں کہ جو چیز بھی لوگوں کو پریشان کرے اسے دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص اتنا حساس ہے کہ کسی مسلمان کو کانٹا چبھنا بھی گوارا نہیں کرتا وہ یقیناً اللہ کے حقوق کا بہت زیادہ خیال رکھنے والا ہوگا جو تمام مخلوق کا خالق ہے اور خالق کے حقوق کی پاسداری کرنے والا یقیناً جنتی ہے۔

(۲) اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کوئی انسان اسلام کے بنیادی فرائض نماز، روزہ اور حج، زکاۃ وغیرہ کی پروا کیے بغیر بس راستہ صاف کرتا پھرے تو وہ جنتی بن جائے گا جیسا کہ بعض صوفیاء اس طرح کی احادیث سے یہ مطلب اخذ کرتے ہیں یا کئی رفاہی تنظیموں کے ذمہ داران اور ان کے کارکنان شعائر اسلام سے بے نیاز ہو کر خدمتِ خلق کو ہی سب کچھ سمجھے بیٹھے ہیں۔ کیونکہ فرائض کی ادائیگی سب سے پہلے ہے۔

(۳) اس طرح کے امور خیر میں ضروری ہے کہ ایسا کرنے والا شخص مسلمان ہو اور اس کی نیت بھی اللہ کی خوشنودی اور مخلوق سے تکلیف کو دور کرنا ہو۔

(۴) ان احادیث سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر لوگوں کے راستے کو صاف رکھنا اتنا بڑا ثواب کا کام ہے تو ان کے راستے روکنا یا ان پر گندگی پھینکنا کتنا بڑا گناہ ہوگا۔ عصر حاضر میں شادی بیاہ حتی کہ مذہبی پروگرام بھی مین روڈ بند کر کے کیے جاتے ہیں بلکہ جب تک عوام کو اذیت نہ دی جائے اس وقت تک ہمارے جلسے جلوس کامیاب معلوم ہی نہیں ہوتے۔ ارباب اقتدار کو چاہیے کہ چوکوں اور روڈوں پر جلسہ وجلوس کرنے پر مکمل پابندی عائد کرے تاکہ مخلوق خدا کو اس اذیت سے چھٹکارا نصیب ہو۔

230 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ، عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ..........

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي، حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا، فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا أَنَّ الْأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ،

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر میری امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کیے گئے تو میں نے ان اچھے اعمال میں یہ بھی دیکھا کہ تکلیف دہ چیز راستے سے ہٹا دی جاتی ہے اور ان کے برے اعمال میں وہ

(۲۳۰) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد: ۵۵۳۔ المشكاة: ۷۰۹.

وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِئِ أَعْمَالِهَا: النُّخَاعَةَ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ". بلغم بھی دیکھا جو مسجد میں پھینکا گیا اور پھر اس پر مٹی بھی نہ ڈالی گئی۔"

فوائد و مسائل: ......(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ٥ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ٥﴾ (الزلزال: ۷،۸)

جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔"

اس لیے معمولی نیکی کو بھی حقیر نہیں سمجھنا چاہیے، ممکن ہے وہی نجات کا باعث بن جائے۔ اور معمولی برائی کو بھی حقیر خیال نہیں کرنا چاہیے ہوسکتا ہے اسی پر مؤاخذہ ہو جائے۔

(۲) آپ ﷺ کو امت کے اچھے برے اعمال دکھائے گئے، اس سے معلوم ہوا کہ آپ از خود واقف نہیں تھے اس لیے جو لوگ آپ کو عالم الغیب سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

(۳) روز قیامت نیکیوں کی قیمت پڑے گی تو انسان کو اندازہ ہوگا کہ زندگی کے لمحات کس قدر قیمتی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا))

"نیکی کے کسی کام کو حقیر مت سمجھو۔" (صحیح مسلم، البر والصلة، حدیث: ۲۶۲۶)

(۴) مسجد میں تھوکنے سے متعلق حکم ابتدائے اسلام کا ہے جبکہ مسجدیں کچی ہوتی تھیں اس وقت اگر کوئی شخص تھوک کر اس پر مٹی ڈال دیتا تھا تو جائز تھا اگر آج بھی کوئی مسجد اسی طرح کی ہو تو وہاں تھوک کر مٹی ڈال دی جائے تو درست ہوگا لیکن آج کل زیادہ تر مساجد میں قالین اور پختہ فرش ہیں، اس لیے ایسی مساجد میں تھوکا نہیں جائے گا۔ اس کے لیے کوئی کپڑا وغیرہ استعمال کرنا چاہیے۔ جیسا کہ تھوکنے کا یہ طریقہ حدیث میں آیا ہے۔ (بخاری: ۴۰۵)

117...... بَابُ قَوْلِ الْمَعْرُوفِ

معروف بات کہنے کا بیان

231 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَبَّاسِ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ)) عبداللہ بن یزید خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر نیکی صدقہ ہے۔"

(۲۳۱) صحیح: أخرجه أحمد: ۱۸۷۴۱۔ والمتن فی الصحیحین انظر حدیث: ۲۲۴۔ الصحیحة: ۲۰۴۰.

فائدہ: ...... دیکھیے فوائد، حدیث: ۲۲۴۔

232 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَارَكٌ............
عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِالشَّيْءِ يَقُولُ: ((اذْهَبُوا بِهِ إِلَى فُلَانَةٍ، فَإِنَّهَا كَانَتْ صَدِيقَةَ خَدِيجَةَ اذْهَبُوا بِهِ إِلَى بَيْتِ فُلَانَةٍ، فَإِنَّهَا كَانَتْ تُحِبُّ خَدِيجَةَ))

حضرت انس بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی چیز لائی جاتی تو آپ فرماتے: ''یہ فلاں خاتون کو دے آؤ کیونکہ وہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی دوست تھی، یہ فلاں عورت کے گھر لے جاؤ کیونکہ وہ خدیجہ سے محبت کرتی تھی۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث میں دوستی کا ذکر ہے اور اللہ کی رضا کے لیے دوستی بھی نیکی کا کام ہے اور دوستی کی قدر کرنا اور اچھے جذبات کا اظہار بھی قول معروف میں داخل ہے۔

(۲) اس حدیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے محبت کا بھی پتا چلتا ہے کہ آپ ان سے بے پناہ محبت کرتے تھے حتی کہ ان کی وفات کے بعد بھی ان کا لحاظ رکھا اور ان کی دوستوں سے صلہ رحمی کرتے رہے۔

233 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ رِبْعِيٍّ............
عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ))

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''ہر نیکی صدقہ ہے۔''

فائدہ: ......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے "نبیکم" اس لیے کہا تا کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو غور سے سنیں اور پھر اس کے مطابق عمل کریں، نیز نیکی کے کسی کام کو حقیر نہ سمجھیں۔

118...... بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى الْمَبْقَلَةِ، وَحَمْلِ الشَّيْءِ عَلَى عَاتِقِهِ إِلَى أَهْلِهِ بِالزَّبِيلِ

سبزیوں کے کھیت کی طرف جانے اور وہاں سے کوئی چیز ٹوکرے میں اٹھا کر گھر والوں کے پاس لانے کا بیان

234 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ أُسَامَةَ، عَنْ مِسْعَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ قَيْسٍ............
عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي قُرَّةَ الْكِنْدِيِّ قَالَ: عَرَضَ

حضرت عمرو بن ابوقرہ کندی سے روایت ہے کہ میرے والد

(۲۳۲) حسن: أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۳/ ۱۲۔ والحاكم: ٤/ ۱۷٥۔ وابن حبان: ۷۰۰۷۔ والدولابي في الذرية: ٤٠۔ الصحيحة: ۲۸۱۸.

(۲۳۳) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الزكاة: ۱۰۰٥۔ وأبو داؤد: ٤۹٤۷۔ ورواه البخاري في الصحيح: ٦۰۲۱۔ من حديث جابر: ۲۲٤۔ وتقدم برقم: ۲۲٤.

(۲۳٤) حسن: أخرجه أبو داؤد، كتاب السنة، باب في النهي عن سب أصحاب رسول الله ﷺ: ٤٦٥۹۔ وأحمد: ٥/ ٤۳۷۔ من حديث زائدة به الصحيحة: ۱۷٥۸.

أَبِى عَلَى سَلْمَانَ أُخْتَهُ، فَأَبَى وَتَزَوَّجَ مَوْلَاةً لَهُ، يُقَالُ لَهَا: بُقَيْرَةُ، فَبَلَغَ أَبَا قُرَّةَ أَنَّهُ كَانَ بَيْنَ حُذَيْفَةَ وَسَلْمَانَ شَيْءٌ، فَأَتَاهُ يَطْلُبُهُ، فَأُخْبِرَ أَنَّهُ فِي مَبْقَلَةٍ لَهُ، فَتَوَجَّهَ إِلَيْهِ، فَلَقِيَهُ مَعَهُ زَبِيلٌ فِيهِ بَقْلٌ، قَدْ أَدْخَلَ عَصَاهُ فِي عُرْوَةِ الزَّبِيلِ - وَهُوَ عَلَى عَاتِقِهِ - فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، مَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ حُذَيْفَةَ؟ قَالَ: يَقُولُ سَلْمَانُ: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا﴾ [الإسراء: 11]، فَانْطَلَقَا حَتَّى أَتَيَا دَارَ سَلْمَانَ، فَدَخَلَ سَلْمَانُ الدَّارَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، ثُمَّ أَذِنَ لِأَبِي قُرَّةَ، فَدَخَلَ، فَإِذَا نَمَطٌ مَوْضُوعٌ عَلَى بَابٍ، وَعِنْدَ رَأْسِهِ لَبِنَاتٌ، وَإِذَا قُرْطَاطٌ، فَقَالَ: اجْلِسْ عَلَى فِرَاشِ مَوْلَاتِكَ الَّتِي تُمَهِّدُ لِنَفْسِهَا، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُهُ فَقَالَ: إِنَّ حُذَيْفَةَ كَانَ يُحَدِّثُ بِأَشْيَاءَ، كَانَ يَقُولُهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَضَبِهِ لِأَقْوَامٍ، فَأُوتَى فَأُسْأَلُ عَنْهَا؟ فَأَقُولُ: حُذَيْفَةُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُ، وَأَكْرَهُ أَنْ تَكُونَ ضَغَائِنُ بَيْنَ أَقْوَامٍ، فَأُتِيَ حُذَيْفَةُ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ سَلْمَانَ لَا يُصَدِّقُكَ وَلَا يُكَذِّبُكَ بِمَا تَقُولُ، فَجَاءَنِي حُذَيْفَةُ فَقَالَ: يَا سَلْمَانُ ابْنَ أُمِّ سَلْمَانَ، فَقُلْتُ يَا حُذَيْفَةُ ابْنَ أُمِّ حُذَيْفَةَ، لَتَنْتَهِيَنَّ، أَوْ لَأَكْتُبَنَّ فِيكَ إِلَى عُمَرَ، فَلَمَّا خَوَّفْتُهُ بِعُمَرَ تَرَكَنِي، وَقَدْ قَالَ

نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اپنی بہن سے شادی کرنے کی پیش کش کی تو انہوں نے انکار کر دیا اور اپنی آزاد کردہ لونڈی بقیرہ سے نکاح کر لیا، پھر ابو قرہ کو معلوم ہوا کہ حضرت سلمان اور حذیفہ رضی اللہ عنہما کے مابین کوئی ناراضی ہے۔ وہ ان کے پاس آئے تو معلوم ہوا کہ وہ سبزیوں کے کھیت میں گئے ہیں۔ وہ ادھر ہی روانہ ہوگئے۔ ان سے ملاقات ہوئی تو دیکھا کہ ان کے پاس ایک ٹوکری ہے جس میں سبزیاں ہیں۔ انہوں نے لاٹھی کو زنبیل کے کڑے میں ڈال کر کندھے پر رکھا ہوا ہے۔ ابو قرہ نے کہا: اے ابوعبداللہ تمہارے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کے درمیان کیا رنجش ہے؟ سلمان رضی اللہ عنہ نے اس پر یہ آیت پڑھی: ﴿وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا﴾ ''انسان بڑا جلد باز ہے'' پھر دونوں چلے اور سلمان رضی اللہ عنہ کے گھر آئے۔ سلمان رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے اور سلام کہا، پھر ابو قرہ کو اجازت دی تو وہ بھی داخل ہوگئے۔ انہوں نے دیکھا کہ دروازے پر ایک چادر رکھی ہوئی ہے اور اس کے سر کے قریب چند کچی اینٹیں رکھی ہوئی ہیں اور پاس زین کی طرح ایک موٹا سا گدا رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے (مجھ سے) فرمایا: اپنی باندی کے بستر پر بیٹھ جاؤ جو وہ اپنے لیے بچھاتی ہے۔ پھر باتیں شروع کر دیں اور بتایا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو وہ باتیں بیان کرتے تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے بارے میں غصے میں فرما دیتے تھے۔ میرے پاس لوگ آتے ہیں اور اس کے متعلق پوچھتے ہیں تو میں کہہ دیتا ہوں: حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان باتوں کا زیادہ علم ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔ اور مجھے یہ پسند نہ تھا (کہ ان باتوں کی وجہ سے جو ان میں بیان کرنے کی نہیں ہیں) لوگوں کے درمیان کینہ پیدا ہو۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی گیا اور کہا کہ سلمان تمہاری باتوں کی تصدیق کرتے ہیں نہ

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ((مِنْ وَلَدِ آدَمَ أَنَا ، فَأَیُّمَا عَبْدٍ مِنْ أُمَّتِی لَعَنْتُہُ لَعْنَۃً ، أَوْ سَبَبْتُہُ سَبَّۃً ، فِی غَیْرِ کُنْہِہِ ، فَاجْعَلْہَا عَلَیْہِ صَلَاۃً))

انہیں جھٹلاتے ہیں۔ چنانچہ حذیفہ رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا: اے سلمان بن ام سلمان! (تم نے ایسے کہا ہے) تو میں نے کہا: اے حذیفہ بن ام حذیفہ! تم ایسی باتیں بیان کرنے سے رک جاؤ ورنہ میں تمہارے بارے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو لکھوں گا۔ جب میں نے انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام لے کر ڈرایا تو وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی (اے اللہ): ''میں بھی اولاد آدم سے ہوں، چنانچہ میں نے اپنی امت کے جس فرد پر بھی کوئی لعنت کی یا اسے برا بھلا کہا جبکہ وہ اس کا مستحق نہ تھا تو اس کے لیے اسے رحمت بنا دے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دان تھے۔ آپ نے انہیں منافقین کے متعلق معلومات دی تھیں۔ حضرت سلمان کا موقف تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص حالات میں اگر کسی کے متعلق کوئی ناراضی کا اظہار فرمایا یا منافقین کے بارے میں خبر دی اور اب وہ گزر چکے اور ان کی اولاد مسلمان ہے یا کوئی اور صورت ہے تو اب انہیں بیان کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس سے خواہ مخواہ کینہ پیدا ہوتا ہے۔ اس بات سے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے۔

(۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسائل بیان کرتے وقت انداز اور مصلحت کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیے۔ حق گوئی کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان ایسا انداز اختیار کرے جس سے فتنہ کھڑا ہو جائے۔

(۳) کھیتوں میں کام کرنا، وزن وغیرہ اٹھانا اور اہل وعیال کی خدمت کرنا ادب میں سے ہے اس لیے امام بخاری نے اس حدیث کو الادب المفرد میں ذکر کیا ہے۔

235 - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِی شَیْبَۃَ قَالَ: حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ عِیسَی ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ حَبِیبٍ ، عَنْ سَعِیدِ ابْنِ جُبَیْرٍ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اخْرُجُوا بِنَا إِلَی أَرْضِ قَوْمِنَا فَخَرَجْنَا ، فَکُنْتُ أَنَا وَأُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ فِی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں اپنی قوم کے علاقے میں لے چلو، چنانچہ ہم نکلے تو میں اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ باقی لوگوں سے پیچھے تھے۔ اسی اثنا

(۲۳۵) ضعیف: رواہ ابن ابی الدنیا فی مجابو الدعوۃ: ۳۸۔ والالکائی فی کرامات الاولیاء: ۹۸۔ والمحامل فی أمالیہ: ۳۰۳۔ ورواہ الطبرانی فی الدعاء: ۹۸۵.

مُـؤَخَّـرِ الـنَّـاسِ ، فَهَاجَتْ سَحَابَةٌ ، فَقَالَ أُبَـيٌّ: الـلّٰهُـمَّ اصْرِفْ عَنَّا أَذَاهَا فَلَحِقْنَاهُمْ ، وَقَـدِ ابْتَـلَّتْ رِحَالُهُمْ ، فَقَالُوا: مَا أَصَابكُمُ الَّـذِي أَصَابَنَا؟ قُلْتُ: إِنَّهُ دَعَا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَـصْـرِفَ عَـنَّـا أَذَاهَـا ، فَـقَالَ عُمَرُ: أَلَا دَعَوْتُمْ لَنَا مَعَكُمْ

میں ایک بادل چڑھ آیا تو ابی رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ اس کی اذیت ہم سے دور کر دے، پھر ہم دوسرے لوگوں سے جا ملے تو دیکھا کہ ان کی سواریوں کے کجاوے بھیگ چکے ہیں۔ انہوں نے کہا: جو پانی ہمیں پہنچا ہے وہ تم کو نہیں پہنچا (حالانکہ تم بھی ہمارے قریب ہی تھے) میں نے کہا: ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل سے دعا کی تھی کہ وہ اس بادل کی اذیت کو ہم سے دور کر دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے اپنے ساتھ ہمارے لیے دعا کیوں نہ کی۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

119...... بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى الضَّيْعَةِ

جائیداد کی طرف جانے کا بیان

236 - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ............

عَـنْ أَبِـي سَـلَـمَةَ قَـالَ: أَتَيْـتُ أَبَـا سَعِيدٍ الْـخُـدْرِيَّ ، وَكَانَ لِي صَدِيقًا ، فَقُلْتُ: أَلَا تَـخْـرُجُ بِـنَـا إِلَـى النَّخْلِ؟ فَخَرَجَ ، وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ لَهُ

حضرت ابو سلمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ میرے دوست تھے۔ میں نے ان سے کہا: ہمیں کھجوروں کے باغ میں کیوں نہیں لے چلتے؟ چنانچہ وہ ساتھ چل دیے اور ان پر ان کی ایک چادر تھی۔

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ روایت مختصر ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابوسلمہ رحمہ اللہ نے کہا کہ چلو باہر کھیتوں میں جا کر (دینی) بات چیت کرتے ہیں تو پھر ابوسلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کے متعلق پوچھا تو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے رمضان کے ابتدائی دس ایام کا اعتکاف کیا، پھر درمیانی عشرے کا اور پھر آپ کو بتایا گیا کہ لیلۃ القدر آخری عشرے میں ہے تو آپ نے آخری عشرے کا اعتکاف کیا۔

(صحیح البخاری، الأذان، حدیث: ۸۱۳)

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ سلف صالحین کی باہمی گفتگو اور بات چیت بھی دین کے بارے میں ہوتی تھی۔ وہ اپنا وقت فضولیات میں ضائع نہیں کرتے تھے۔

(۳) اس سے معلوم ہوا کہ کھیتوں اور جائیداد کی طرف دوست و احباب کے ساتھ جانا جائز ہے۔

(۲۳۶) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب الاذان، باب السجود علی الأنف فی الطین: ۸۱۳۔ ومسلم: ۱۱۶۷۔ صحیح أبي داؤد: ۱۲۵۱.

237 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أُمِّ مُوسَى قَالَتْ..........

سَمِعْتُ عَلِيًّا صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَقُولُ: أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ أَنْ يَصْعَدَ شَجَرَةً فَيَأْتِيَهُ مِنْهَا بِشَيْءٍ، فَنَظَرَ أَصْحَابُهُ إِلَى سَاقِ عَبْدِ اللّٰهِ فَضَحِكُوا مِنْ حُمُوشَةِ سَاقَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا تَضْحَكُونَ؟ لَرِجْلُ عَبْدِ اللّٰهِ أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ أُحُدٍ)).

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو درخت پر چڑھنے اور کوئی چیز (مسواک وغیرہ) لانے کا حکم دیا۔ آپ کے اصحاب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی باریک پنڈلیاں دیکھ کر ہنسنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم کیوں ہنستے ہو؟ یقیناً عبداللہ کی ٹانگ (روز قیامت) میزان میں احد پہاڑ سے بھی وزنی ہوگی۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ہمراہ کھیتوں وغیرہ میں گئے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو مسواک وغیرہ اتارنے کا حکم دیا۔ اس لیے دوست احباب کے ساتھ اس طرح نکلنا ادب کے منافی نہیں ہے بلکہ جائز ہے۔

(۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کو خصوصی لگاؤ تھا تبھی آپ نے ان کا نام لے کر خدمت بجا لانے کا حکم دیا۔ اس سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی منقبت وفضیلت معلوم ہوئی۔

(۳) اس سے معلوم ہوا کہ روز قیامت اعمال کے وزن کے ساتھ ساتھ خود انسان کو بھی تولا جائے گا اور اس کا وزن ایمان کے حساب سے ہوگا۔

120...... بَابُ الْمُسْلِمُ مِرْآةُ أَخِيهِ

مسلمان اپنے بھائی کا آئینہ ہے

238 - حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: الْمُؤْمِنُ مِرْآةُ أَخِيهِ، إِذَا رَأَى فِيهَا عَيْبًا أَصْلَحَهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ''مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہے، جب وہ اس میں کوئی عیب

(۲۳۷) صحيح لغيره: الصحيحة: ۳۱۹۲۔ أخرجه أحمد: ۹۲۰۔ وابن أبي شيبة: ۱۲/ ۱۱۴۔ وابن سعد: ۳/ ۱۵۵۔ وأبو يعلى: ۵۳۹.

(۲۳۸) حسن: أخرجه ابن وهب في الجامع: ۲۰۳۔ وأبو الشيخ في التوبيخ: ۵۷.

دیکھتا ہے تو اس کی اصلاح کر دیتا ہے۔''

239 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْمُؤْمِنُ مِرْآةُ أَخِيهِ، وَالْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ، يَكُفُّ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهُ، وَيَحُوطُهُ مِنْ وَرَائِهِ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہے اور مومن، مومن کا بھائی ہے اس کو ضائع ہونے اور نقصان سے بچاتا ہے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کی حفاظت کرتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ''مسلمان اپنے بھائی کا آئینہ ہے'' اس کے دو معنی ہیں: جس طرح آئینہ کسی کا عیب دیکھ کر ملامت نہیں کرتا اور نہ لوگوں کو بتاتا ہے بلکہ خاموشی سے صاحب عیب کو آگاہ کرتا ہے اسی طرح مسلمان کو بھی چاہیے کہ اپنے بھائی کا عیب یا برائی دیکھ کر اس کی تشہیر کرنے کی بجائے اسے مطلع کرے اور احسن طریقے سے اس کی اصلاح کرے تاکہ وہ رسوا نہ ہو۔ حقیقی دوست وہی ہے جو انسان کو اس کی کمی کوتاہی سے خبردار کرے۔

دوسرے معنی یہ ہیں کہ مسلمان دوسرے مسلمان کے اچھے اخلاق کو دیکھ کر ان کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے اور اپنا محاسبہ کرتا ہے کہ یہ اچھائی میرے اندر موجود ہے کہ نہیں اور اس کی برائی دیکھ کر اپنا جائزہ لیتا ہے کہ میرے اندر یہ خامی تو نہیں اور اگر ہو تو اس کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے۔

(۲) دوسری حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ مومن مومن کا بھائی ہے اور اسے دوسرے کے ساتھ بھائی والا سلوک کرنا چاہیے کہ اس کے دکھ درد میں شریک ہو اور اس کے نقصان کو اپنا نقصان سمجھے۔ ایک دوسری حدیث میں مومنوں کی مثال یوں دی گئی ہے کہ مومن ایک جسم کی مانند ہیں جس طرح جسم کے کسی ایک حصے کو تکلیف ہو تو پورا جسم بے چین ہو جاتا ہے اسی طرح مومن بھی دوسرے مومن کی تکلیف سے بے چین ہو جاتا ہے (صحیح البخاری، حدیث: ۶۰۱۱) لیکن افسوس کہ آج ہمدردی اور احساس کی جگہ خود غرضی نے لے لی ہے۔ ہر انسان دوسرے کو نیچا دکھانے اور دھوکا دینے پر لگا ہے۔ دوسرے مسلمان کی بربادی سے آج مسلمان غم زدہ ہونے کی بجائے خوش ہوتا ہے۔ دوسروں کو خوشی دینے کی بجائے ان کی خوشیوں کو چھیننے کے درپے ہے۔ اپنی خوشی کی خاطر دوسروں کے مال و جان اور عزت تک کو بھی پامال کر دیا جاتا ہے۔

(۳) مسلمان نہ صرف یہ کہ دوسرے مسلمان کی موجودگی میں اس کی خیرخواہی کرتا ہے بلکہ اس کی عدم موجودگی میں اس کے مال و جان اور عزت کی حفاظت بھی کرتا ہے۔ وہ دوسرے بھائی کی عزت کو اپنی عزت سمجھتا ہے لیکن افسوس کہ

(۲۳۹) حسن: أخرجه أبو داؤد، الأدب، باب في النصيحة والحياطة: ۴۹۱۸۔ الصحيحة: ۹۲۶.

آج باڑ ہی فصل کو کھا رہی ہے خود مسلمان ہی دوسرے مسلمان کی عزت کو پامال کر رہا ہے۔

240 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حَيْوَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ وَقَّاصِ بْنِ رَبِيعَةَ............

عَـنِ الْمُسْتَوْرِدِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ بِمُسْلِمٍ أُكْلَةً، فَإِنَّ اللّٰـهَ يُطْعِمُهُ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنْ كُسِيَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَكْسُوهُ مِنْ جَهَـنَّمَ، وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مَقَامَ رِيَاءٍ وَسُمْعَةٍ فَـإِنَّ اللّٰـهَ يَـقُومُ بِهِ مَقَامَ رِيَاءٍ وَسُمْعَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کے ذریعے سے ایک لقمہ کھایا، اللہ تعالیٰ اسے اسی کی مثل لقمہ دوزخ کی آگ سے کھلائے گا اور جس کو کسی مسلمان کے سبب کپڑا پہنایا گیا تو اللہ تعالیٰ اسے اسی جیسا لباس دوزخ سے پہنائے گا۔ جو کسی مسلمان کے ذریعے ریا اور شہرت کے مقام پر کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ روز قیامت ریا اور شہرت کے مقام پر کھڑا کرے گا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ''جس نے کسی مسلمان......'' کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنے کسی مسلمان دوست کے عیب اور برائیاں اس کے دشمنوں کے سامنے جا کر بیان کرتا ہے یا دوسرے مسلمانوں کے سامنے جا کر بیان کرتا ہے اور وہ اسے بطور انعام کھانا کھلاتے ہیں اور اس کی غیبت کرنے یا اس پر بہتان تراشی کرنے کی وجہ سے اسے کپڑے پہناتے ہیں تو ایسے بدطینت انسان کو، جو اپنے دوست کی برائیاں دوسروں کے سامنے بیان کرتا ہے، اللہ تعالیٰ دوزخ کا کھانا جو کہ زقوم اور زخموں کی پیپ وغیرہ کی صورت میں ہوگا، کھلائے گا اور آگ کا لباس پہنائے گا۔

(۲) ''ریا اور شہرت کے مقام پر کھڑا کیا'' اس کے دو معنی ہیں: کوئی شخص کسی کی جھوٹی تشہیر کرتا ہے اور اس کے تقوے اور نیکی کے چرچے کرتا ہے تاکہ لوگوں کا اس کی طرف رجحان ہو اور اسے مال وغیرہ دیں اور وہ پھر اس مال سے اپنا حصہ وصول کرے، ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ ریا کاروں کی جگہ کھڑا کر کے عذاب دے گا۔

دوسرے معنی یہ ہیں کہ جو شخص کسی بڑے مال دار آدمی کا سہارا لے کر اپنی تشہیر کرتا ہے اور اپنے آپ کو نیک اور صالح ظاہر کرتا ہے تاکہ لوگ اس کی طرف مائل ہوں اور وہ ان سے مال بٹورے، ایسے شخص کو بھی ریا کاروں والا عذاب ہوگا۔

121...... بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ اللَّعِبِ وَالْمِزَاحِ

جو کھیل اور مذاق جائز نہیں

241 - حَـدَّثَـنَـا عَـاصِـمُ بْـنُ عَـلِـيٍّ قَـالَ: حَـدَّثَـنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ............

---

(٢٤٠) صحيح: أخرجه أبو داؤد، الأدب، باب فى الغيبة: ٤٨٨١ـ الصحيحة: ٩٣٤.

(٢٤١) حسن: أخرجه أبو داؤد، الأدب، باب من ياخذ الشئ من مزاح: ٥٠٠٣ـ والترمذى: ٢١٦٠ـ الارواء: ١٥١٨.

عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ - يَعْنِي - يَقُولُ: ((لَا يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَتَاعَ صَاحِبِهِ لَاعِبًا وَلَا جَادًّا، فَإِذَا أَخَذَ أَحَدُكُمْ عَصَا صَاحِبِهِ فَلْيَرُدَّهَا إِلَيْهِ))

حضرت یزید بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے ساتھی کا سامان بطور مذاق لے نہ سنجیدگی سے، حتی کہ جب تم میں سے کوئی اپنے ساتھی کی لاٹھی پکڑے تو وہ بھی واپس کر دے۔''

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ سنجیدگی سے کسی کی کوئی چیز اٹھانا تو چوری ہے جو کسی صورت جائز نہیں اور جہاں تک مذاق سے کسی کی چیز اٹھانے کا تعلق ہے تو اس کے دو نقصان ہیں، ایک تو جس کی چیز اٹھائی جائے وہ خواہ مخواہ پریشان ہوگا اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: کسی مسلمان کو خوف زدہ کرنا یا پریشان کرنا حرام ہے۔ (سنن ابی داؤد، حدیث: ۴۱۸۴) دوسرا نقصان یہ ہے کہ مذاق میں اٹھائی گئی چیز کی وجہ سے بسا اوقات بغض اور کینہ پیدا ہو جاتا ہے اور شکوک وشبہات جنم لیتے ہیں اور بسا اوقات معاملہ سنجیدہ ہو جائے تو انسان وہ چیز واپس کرنے سے کتراتا ہے اور نتیجتاً چوری کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اس لیے رسول اکرم ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ اگر کسی کی عدم موجودگی میں اس کی معمولی چیز لینے کی بھی ضرورت پیش آ جائے اور انسان لے لے تو وہ بھی واپس کر دینی چاہیے۔

122...... بَابُ الدَّالِّ عَلَى الْخَيْرِ

خیر کے کام کی راہنمائی کرنے والے کی فضیلت

242 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ............

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي أُبْدِعَ بِي فَاحْمِلْنِي، قَالَ: ((لَا أَجِدُ، وَلَكِنِ ائْتِ فُلَانًا، فَلَعَلَّهُ أَنْ يَحْمِلَكَ))، فَأَتَاهُ فَحَمَلَهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: ((مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ))

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ خلاف عادت میری سواری چلنے سے عاجز آ گئی ہے، لہٰذا آپ مجھے کوئی سواری دے دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس سواری نہیں ہے لیکن تم فلاں آدمی کے پاس جاؤ شاید وہ تمہیں سواری دے دے۔'' چنانچہ وہ اس کے پاس گیا تو اس نے اسے سواری دے دی۔ اس نے آ کر نبی ﷺ کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا: ''جس نے کسی خیر کے کام پر راہنمائی کی اس کے لیے بھی عمل کرنے والے کے برابر اجر ہے۔''

---

(٢٤٢) صحيح: أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله......: ١٨٩٣ـ وأبو داؤد: ٥١٢٩ـ والترمذي: ٢٦٧ـ الصحيحة: ١٦٦٠.

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسافر دوران سفر ضرورت کی چیز کسی سے مانگ سکتا ہے اور یہ ممنوع سوال میں داخل نہیں ہے بشرطیکہ اس کی عادت نہ ہو۔

(۲) اگر کسی آدمی کے پاس دینے کی استطاعت نہ ہو تو سائل سے معذرت کی جا سکتی ہے، تاہم لہجے میں نرمی ہو اور سائل کو جھڑکا نہ جائے۔

(۳) انسان اگر کوئی کام خود نہ کر سکتا ہو تو کسی دوسرے ایسے شخص کی طرف راہنمائی کر دینا جو سائل کی ضرورت پوری کر سکے یا کسی سے سفارش کر دینا ایسے ہی ہے جیسے اس نے یہ کام خود کیا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا))

''سفارش کرو اجر پاؤ۔''

(۴) یہ حدیث جامع کلمات میں سے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر خیر کے کام پر لگانے والا بھی اتنا ہی اجر لے جاتا ہے جتنا عمل کرنے والا لیتا ہے۔

123...... بَابُ الْعَفْوِ وَالصَّفْحِ عَنِ النَّاسِ

لوگوں سے درگزر کرنے کا بیان

243 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ............

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ يَهُودِيَّةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُومَةٍ، فَأَكَلَ مِنْهَا، فَجِيءَ بِهَا، فَقِيلَ: أَلَا نَقْتُلُهَا؟ قَالَ: ((لَا))، قَالَ: فَمَا زِلْتُ أَعْرِفُهَا فِي لَهَوَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت زہر آلود بھنی ہوئی بکری نبی ﷺ کی خدمت میں لائی۔ آپ نے اس میں سے کھا لیا۔ پھر اس عورت کو لایا گیا اور آپ سے عرض کیا گیا: کیا ہم اس کو قتل نہ کر دیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں! حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے حلق میں مسلسل زہر کے اثرات دیکھتا رہا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) فتح خیبر کے موقع پر ایک یہودی عورت نے زہر آلود بکری رسول اللہ ﷺ کو بطور ہدیہ دی۔ آپ نے اس سے تناول فرمایا۔ ابھی شروع ہی کیا تھا کہ آپ کو بذریعہ وحی بتایا گیا کہ یہ بکری زہر آلود ہے

(۲۴۳) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها: ۲٦۱۷۔ ومسلم: ۲۱۹۰۔ وأبو داؤد: ٤٥۰۸۔ الصحيحة: ٦٤٤١.

تو آپ نے کھانا ترک کر دیا اور صحابۂ کرام کو بھی کھانا ترک کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو طلب فرمایا: تو اس نے اقرار کرلیا اور کہا کہ میں نے یہ زہر اس لیے ملایا تھا کہ اگر آپ سچے نبی ہوں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا ورنہ ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اس خاتون کو قتل کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے درگزر کرنے کا حکم دیا۔ بعد ازاں اس زہر کی وجہ سے بشر بن براء بن معرور انصاری رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو آپ ﷺ نے اس خاتون کو قصاص میں قتل کر دیا۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب کا ہدیہ قبول کیا جا سکتا ہے جبکہ وہ کسی حلال چیز کا ہو۔

(۳) جو حلال چیزیں کھاتا ہو اس سے چیز کی اصل کے متعلق سوال کیے بغیر بھی کھایا جا سکتا ہے، تاہم اگر اس کے برعکس شواہد ہوں تو اسے ترک کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح مسلمان دوکاندار، مثلاً قصاب وغیرہ سے بھی گوشت خریدا جا سکتا ہے اس سے جانور کے ذبح کی تفصیل پوچھنا ضروری نہیں۔ تاہم عصر حاضر میں دولت کی ہوس نے لوگوں میں حلال وحرام کی تمیز ختم کر دی ہے اس لیے گوشت وغیرہ خریدتے وقت چھان بین ضرور کر لینی چاہیے۔

(۴) اس سے معلوم ہوا کہ آپ عالم الغیب نہیں تھے اس لیے آپ نے اس گوشت کے چند لقمے لیے اور بشر بن براء رضی اللہ عنہ نے بھی کھایا اور پھر آپ کو بذریعہ وحی اطلاع دی گئی تو آپ نے کھانا ترک کر دیا۔ اگر آپ کو پہلے سے علم ہوتا تو آپ کبھی تناول نہ فرماتے۔ اگر یہ کہا جائے کہ آپ کو علم تھا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ نعوذ باللہ آپ نے بشر بن براء رضی اللہ عنہ کو جان بوجھ کر شہید کروایا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

244 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ..........

عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ [الأعراف: 199] قَالَ: وَاللّٰهِ مَا أَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤْخَذَ إِلَّا مِنْ أَخْلَاقِ النَّاسِ، وَاللّٰهِ لَآخُذَنَّهَا مِنْهُمْ مَا صَحِبْتُهُمْ

حضرت وہب بن کیسان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنا: انہوں نے منبر پر یہ آیت پڑھی: ''عفو و درگزر سے کام لیں اور نیکی کا حکم دیں اور جاہلوں سے اعراض کریں۔'' پھر فرمایا: اللہ کی قسم یہ آیت لوگوں کے اخلاق کے متعلق نازل ہوئی۔ اللہ کی قسم جب تک میرا لوگوں سے معاملہ رہے گا میں اس کے حکم کو ضرور لوں گا۔

فائدہ: ......سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ اپنے مخالفین، یہود و نصاریٰ اور مشرکین سے درگزر کا معاملہ کیجیے اور ان کی جہالتوں کی بنا پر ان سے برا سلوک نہ کیجیے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں بھی لوگوں کے ساتھ اسی آیت کے مطابق معاملہ کروں گا اور عفو و درگزر

(٢٤٤) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب التفسير: ٤٦٤٣ـ وأبو داؤد: ٤٧٨٧.

سے کام لے کر صبر کروں گا۔ بعض مفسرین نے خُـذِ الْعَفْوَ کے معنی یہ کیے ہیں کہ آپ ان سے زائد مال لیں، یعنی مراد زکاۃ وصدقات وصول کرنا ہے۔

245 - حَـدَّثَـنَـا مُـحَـمَّـدُ بْـنُ سَلَّامٍ قَـالَ: أَخْبَـرَنَـا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُسٍ............

عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ: ((عَلِّمُوا وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ))

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں کو سکھاؤ، آسانی کا برتاؤ کرو اور تنگی نہ کرو۔ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ خاموش ہو جائے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں کو دینی احکام اور ضروری مسائل کی تعلیم دو کیونکہ جہالت سے انسان کی شخصیت گہنا جاتی ہے۔ اور اس معاملے میں لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنے کی کوشش کرو اور بے جا سختی نہ کرو یا دوران تعلیم جن مسائل میں وسعت ہے ان میں تنگ نظری کا مظاہرہ نہ کرو۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ عام لین دین اور برتاؤ میں لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرو کیونکہ جو دنیا میں مسلمانوں کے لیے آسانیاں پیدا کرتا ہے اور ان کی مشکلات دور کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی پریشانیاں دور کرے گا۔

(۲) غصہ شیطان کی طرف سے ہے۔ دوران خون تیز ہونے کی وجہ سے شیطان اس کیفیت سے فائدہ اٹھاتا ہے اور انسان کوئی ایسا اقدام کر بیٹھتا ہے جو بعد ازاں ندامت کا باعث بن جاتا ہے۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غصے پر کنٹرول کرنے کا حل بتایا ہے کہ انسان خاموش ہو جائے تاکہ انتقام کا جذبہ ٹھنڈا پڑ جائے۔ ایک دوسری حدیث میں غصے کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَعُوْذُ باللّٰهِ من الشيطان الرجيم پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

124...... بَابُ الِانْبِسَاطِ إِلَى النَّاسِ

لوگوں کے ساتھ ہنس مکھ چہرے کے ساتھ پیش آنا

246 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ............

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: لَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَـمْـرِو بْـنِ الْـعَـاصِ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ صِـفَـةِ رَسُـولِ الـلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے ملا تو ان سے عرض کیا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ان صفات کے متعلق بتائیے جو تورات میں مذکور ہیں۔

(۲٤٥) صحيح: أخرجه أحمد: ۲۱۳٦۔ وابن أبي شيبة: ۸/ ۵۳۲۔ والطيالسی: ۲٦۰۸۔ والطبرانی فی الکبیر: ۱۰۹۵۱۔ الصحيحة: ۱۳۷۵.

(۲٤٦) صحيح: أخرجه البخاری، کتاب البیوع، باب کراهية السخب فی السوق: ۲۱۲۵، ٤۸۳۸۔ المشکاة: ۵۷۵۲.

فِی التَّوْرَاةِ، قَالَ: فَقَالَ: أَجَلْ وَاللّٰهِ، إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِی التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِی الْقُرْآنِ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾ [الأحزاب: 45] ، وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ، أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي، سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ، وَلَا صَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ، وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللّٰهُ تَعَالَى حَتَّى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ، بِأَنْ يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَيَفْتَحُوا بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا، وَآذَانًا صُمًّا، وَقُلُوبًا غُلْفًا.

انہوں نے کہا: ضرور! اللہ کی قسم آپ کی تورات میں کئی صفات ایسی ہیں جو قرآن میں بھی بعینہٖ مذکور ہیں (جیسے قرآن میں ہے:) ''اے نبی ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔'' اور ان پڑھوں کو (گمراہی سے) بچانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تم میرے بندے اور رسول ہو، میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے۔ آپ سخت گو، تند مزاج اور بازاروں میں شور مچانے والے نہیں ہیں۔ اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ عفو و درگزر کرنے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو اس وقت تک فوت نہیں کرے گا جب تک آپ کے ذریعے ٹیڑھی ملت کو سیدھا نہ کر دے اس طرح کہ وہ لوگ لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیں۔ اور لوگ اس کے ذریعے سے اندھی آنکھیں، بہرے کان اور بند دل نہ کھول لیں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) حدیث کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ رسول اکرم ﷺ سخت گو اور تند مزاج نہیں تھے، نیز عفو و درگزر کرنا بھی آپ کا امتیازی وصف تھا تو ایسی صفات کا حامل انسان یقیناً خوش اخلاق اور ہنس مکھ ہوتا ہے۔ امت کو بھی ایسا ہی عمدہ اخلاق اپنانے کا درس ہے۔

(۲) بائبل وغیرہ قدیم مذہبی کتابوں میں رسول اکرم ﷺ کی بعثت اور صفات کے حوالے سے بہت کچھ مذکور تھا جسے سالہا سال سے ختم کرنے اور تبدیل کرنے کی سعی لا حاصل کی جا رہی ہے لیکن آج بھی آپ کا تذکرہ مختلف انداز میں دیکھا جا سکتا ہے جو آپ کی صداقت کی دلیل ہے بلکہ قرآن نے تو اہل کتاب کے متعلق واضح فرمایا ہے کہ وہ نبی ﷺ کو اپنے بیٹوں کی طرح جانتے تھے، یعنی جس طرح انہیں اپنی اولاد کے متعلق یقین تھا کہ یہ ہماری ہے اسی طرح وہ رسول اکرم ﷺ کی رسالت کے برحق ہونے کا بھی یقین رکھتے تھے۔

(۳) آپ کی صفت شاہد کا مطلب یہ ہے کہ آپ اللہ کی وحدانیت کی گواہی دینے والے ہیں اور اپنی امت کے بارے میں کہ میں نے انہیں دین پہنچا دیا اور سابقہ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں کہ انہوں نے بھی پہنچا دیا۔

(۴) مبشراً کا مطلب ہے کہ اہل ایمان کو اجر و ثواب کی بشارت دینے والے اور نذیراً سے مراد کافروں کو عذاب سے ڈرانے والے اور امیوں کے لیے رحمت بن کر آئے۔

(۵) امی کو امی اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اپنی اسی حالت پر ہوتا ہے جس پر اس کی ماں نے اس کو جنا تھا کہ اس نے حساب

کتاب نہیں سیکھا، یعنی اپنی وہ اصلی جبلت پر ہے۔

(۶) ''آپ کو اس وقت فوت نہیں کرے گا.....'' کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ دین غالب نہ آ جائے اور لوگ اپنے دلوں کو منور اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک نہ پہنچا لیں۔ اور واقعی ایسے ہوا کہ آپ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے تو اسلام جزیرۃ العرب میں پھیل چکا تھا اور پھر بہت جلد ہی دنیا کے اطراف و اکناف میں پھیل گیا کہ آج دنیا کا کوئی علاقہ اس سے ناواقف نہیں ہے۔

247 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِی عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِی سَلَمَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِی هِلَالٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: إِنَّ هَذِهِ الْآيَةَ الَّتِی فِی الْقُرْآنِ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِیُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾ [الأحزاب: 45] فِی التَّوْرَاةِ ...... نَحْوَهُ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ قرآن کی یہ آیت: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِیُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾ تورات میں بھی ہے......'' (پہلی حدیث کی طرح ہے)

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ یہ صفات بعینہٖ اسی انداز سے تورات میں بھی مذکور ہیں جیسا کہ گزشتہ حدیث میں تفصیل گزری ہے۔

248 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ الْأَشْعَرِیُّ، عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِیُّ، عَنِ ابْنِ جَابِرٍ وَهُوَ يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ..........

أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامًا نَفَعَنِیَ اللّٰهُ بِهِ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ - أَوْ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ -: ((إِنَّكَ إِذَا اتَّبَعْتَ الرِّيبَةَ فِی النَّاسِ أَفْسَدْتَهُمْ)) فَإِنِّی لَا أَتَّبِعُ الرِّيبَةَ فِيهِمْ فَأُفْسِدَهُمْ.

حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے ایک بات سنی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے فائدہ دیا، میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب تو لوگوں کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا ہو کر ان کے عیب تلاش کرے گا تو ان کو خراب کر دے گا۔'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس لیے میں لوگوں کے عیب تلاش کر کے انہیں خراب نہیں کرتا۔

---

(۲۴۷) صحيح: أخرجه البخاری، كتاب التفسير: ۴۸۳۸ـ تخريج السنة: ۱۰۷۳.

(۲۴۸) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب، باب فی التجسس: ۴۸۸۸ـ أخرجه الطبرانی فی الكبير: ۱۹/ ۳۷۹ـ من حديث الغريابی به.

فوائد و مسائل: ......(۱) ''فائدہ دیا''، یعنی میں نے ایام خلافت میں آپ کے اس فرمان پر عمل کیا تو مجھے بہت فائدہ ہوا۔

(۲) جب لوگوں کے ساتھ بدظنی کی جائے تو وہ بگڑ جاتے ہیں اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ کسی شخص میں برائی نہیں ہوتی لیکن جب اس کو متہم ٹھہرا دیا جاتا ہے تو وہ کر گزرتا ہے اس لیے لوگوں میں برائی تلاش نہیں کرنی چاہیے۔ بسا اوقات کسی میں برائی ہوتی ہے لیکن اسے ظاہر نہ کیا جائے تو وہ دب کر از خود ختم ہو جاتی ہے۔

(۳) اہل اقتدار اور ذمہ داران کو ضرور یہ حدیث سامنے رکھنی چاہیے کیونکہ مقام و مرتبے کا تقاضا ہے کہ وہ لوگوں سے درگزر کریں، بصورت دیگر ہر بات پر مؤاخذے اور لوگوں کی کمزوریوں کے پیچھے پڑنے سے معاشرہ بگڑ جاتا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ فلاں کی داڑھی سے شراب کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا: ہمیں جاسوسی سے منع کیا گیا ہے، اگر کوئی چیز ہم پر ظاہر ہوگی تو ہم اس کا مؤاخذہ کریں گے۔

(سنن ابی داؤد، حدیث: ۴۸۹۰)

249 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي مُزَرِّدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ............

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعَ أُذُنَايَ هَاتَانِ، وَبَصُرَ عَيْنَايَ هَاتَانِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدَيْهِ جَمِيعًا بِكَفَّيِ الْحَسَنِ، أَوِ الْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا وَقَدَمَيْهِ عَلَى قَدَمِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((ارْقَهْ))، قَالَ: فَرَقِيَ الْغُلَامُ حَتَّى وَضَعَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((افْتَحْ فَاكَ))، ثُمَّ قَبَّلَهُ، ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَحِبَّهُ، فَإِنِّي أُحِبُّهُ))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دونوں کانوں سے سنا اور دونوں آنکھوں سے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے حضرت حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں کو پکڑا اور ان کے دونوں پاؤں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر تھے اور آپ فرما رہے تھے: ''چڑھ جا۔'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر بچہ چڑھ گیا حتی کہ اس نے دونوں پاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر رکھ دیے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنا منہ کھولو۔'' پھر آپ نے اس کا بوسہ لیا، پھر فرمایا: ''اے اللہ تو بھی اس سے محبت فرما، کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔''

(٢٤٩) ضعيف: أخرجه أحمد فى فضائل الصحابه: ١٤٠٥ـ والطبرانى فى الكبير: ٣/ ٤٩ـ الضعيفة: ٣٤٨٦.

فائدہ: ...... یہ روایت اس سیاق کے ساتھ ضعیف ہے۔

125...... بَابُ التَّبَسُّمِ مسکرانے کا بیان

250 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ............

عَنْ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيرًا يَقُولُ: مَا رَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي . وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَدْخُلُ مِنْ هَذَا الْبَابِ رَجُلٌ مِنْ خَيْرِ ذِي يَمَنٍ ، عَلَى وَجْهِهِ مَسْحَةُ مَلَكٍ)) ، فَدَخَلَ جَرِيرٌ .

حضرت قیس سے روایت ہے کہ میں نے جریر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: جب سے میں اسلام لایا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جب بھی دیکھا میرے سامنے مسکرائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس دروازے سے ایک ایسا آدمی داخل ہوگا جو یمن کے بہترین لوگوں میں ہے اس کا چہرہ نہایت خوبصورت ہے'' پھر جریر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث کے دو حصے ہیں: پہلا حصہ جس میں آپ کے مسکرا کر ملنے کا تعلق ہے وہ بخاری و مسلم میں ہے جبکہ دوسرا حصہ جو آپ کے قول کی صورت میں ہے وہ متفق علیہ نہیں ہے۔

(۲) ہنسنے کی ابتدائی کیفیت کو تبسم اور اگر خوشی سے دانت ظاہر ہوں تو اسے ضحک اور اگر آواز بھی ہو تو اسے قہقہہ کہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیشتر تبسم فرماتے اور کبھی کبھی ضحک بھی فرماتے۔

(۳) یہ حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق اور تواضع کی دلیل ہے اور آپ نے امت کو بھی یہی درس دیا ہے کہ دوسروں سے خندہ پیشانی سے پیش آئیں۔ اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

((تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ))

''تیرا اپنے بھائی کو دیکھ کر مسکرا دینا بھی تیرے حق میں صدقہ ہے۔''

(۴) اس حدیث سے حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ یہ نہایت خوبصورت تھے۔ ان کا اپنا بیان ہے کہ جب میں مدینہ طیبہ کے قریب پہنچا تو میں نے سواری بٹھائی پھر اپنا حلہ پہنا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو لوگ مجھے سر اٹھا اٹھا کر دیکھتے تھے۔ میں نے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا تذکرہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں بہت اچھا تذکرہ کیا ہے۔ انہیں اس امت کا یوسف کہا جاتا ہے۔

---

(۲۵۰) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب الأدب، باب التبسم والضحك: ۶۰۸۹، ۳۰۲۰۔ ومسلم: ۲۴۷۵۔ والترمذی: ۳۸۲۱۔ وابن ماجة: ۱۵۹۔ أخرجه الحمیدی: ۶/ ۴۸۔ وأحمد: ۱۹۱۸۰۔ والنسائی فی الکبریٰ: ۸۲۴۴۔ وابن حبان: ۷۱۹۹۔ والطبرانی فی الکبیر: ۲/ ۳۰۱.

251 - حَـدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ..........

عَـنْ عَـائِشَةَ زَوْجِ الـنَّبِـيِّ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَاحِكًا قَطُّ حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَـوَاتِـهِ، إِنَّـمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَتْ: وَكَانَ إِذَا رَأَى غَيْمًا أَوْ رِيحًا عُـرِفَ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ الـنَّاسَ إِذَا رَأَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوا، رَجَاءَ أَنْ يَـكُـونَ فِيهِ الْمَطَرُ، وَأَرَاكَ إِذَا رَأَيْتَهُ عُرِفَتْ فِي وَجْهِكَ الْكَرَاهَةُ؟ فَقَالَ: "يَا عَائِشَةُ، مَا يُـؤْمِـنِّـي أَنْ يَـكُونَ فِيهِ عَذَابٌ؟ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيحِ، وَقَدْ رَأَى قَوْمٌ الْعَذَابَ مِنْهُ فَقَالُوا: ﴿هَذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا﴾ [الأحقاف: 24]"

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی اس طرح ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کا حلق نظر آیا ہو۔ آپ صرف مسکراتے تھے آپ جب کبھی بادل دیکھتے یا آندھی چلتی تو آپ کے چہرے سے پریشانی نمایاں ہو جاتی۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! لوگ بادل دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اس امید پر کہ بارش ہوگی اور آپ کو میں دیکھتی ہوں کہ آپ جب بادل دیکھتے ہیں تو آپ کے چہرے پر ناگواری کے اثرات ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! مجھے کیا اطمینان ہے کہ اس میں عذاب ہو؟ ایک قوم کو سخت ہوا کے ذریعے سے عذاب دیا گیا اور جب اس قوم نے عذاب دیکھا تو کہا: ''یہ بادل ہے جو ہم پر پانی برسانے والا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس میں رسول اکرم ﷺ کا ذکر ہے کہ آپ جب مسکراتے تو قہقہہ نہیں لگاتے تھے بلکہ آپ کا اکثر معمول تبسم فرمانے کا تھا اور کبھی کبھار اس طرح بھی ہنستے کہ آپ کی ابتدائی داڑھیں نظر آتیں۔

(۲) ایک روایت میں ہے کہ آپ نے زیادہ ہنسنے سے منع فرمایا ہے۔ تبسم والی روایت سے یہ شبہ پڑ سکتا ہے کہ آپ خود تو ہر وقت مسکراتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صراحت کر دی کہ جو ہنسنا منع ہے ایسا تو آپ کبھی نہیں ہنسے اور مسکراہٹ محض اظہار مسرت ہے جو آپ فرماتے اور یہ ممنوع نہیں بلکہ مطلوب ہے تاکہ دوسرا مسلمان خوش ہو جائے۔ پھر آپ تو ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہتے تھے حتی کہ اگر کبھی بادل آجاتے تو بھی اللہ کے عذاب سے ڈر کر خوف زدہ ہو جاتے کہ کہیں پہلی قوموں کی طرح ہمیں بھی تباہ نہ کر دیا جائے۔

(۲۵۱) صحیح: أخرجه البخاري، كتاب التفسير، سورة الاحقاف ٤٨٢٩ـ ومسلم: ٨٩٩ـ وأبو داؤد: ٥٠٩٨ـ والترمذي: ٣٢٥٧ـ وابن ماجة: ٣٨٩١.

126...... بَابُ الضَّحِكِ ہنسنے کا بیان

252 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ، عَنْ بُرْدٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَقِلَّ الضَّحِكَ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہنسا کم کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔''

253 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تُكْثِرُوا الضَّحِكَ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کثرت سے نہ ہنسا کرو کیونکہ کثرت سے ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔''

254 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِهِ يَضْحَكُونَ وَيَتَحَدَّثُونَ، فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا، وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا))، ثُمَّ انْصَرَفَ وَأَبْكَى الْقَوْمَ، وَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ: ((يَا مُحَمَّدُ، لِمَ تُقَنِّطُ عِبَادِي؟))، فَرَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَبْشِرُوا، وَسَدِّدُوا، وَقَارِبُوا))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لائے جو ہنس رہے تھے اور باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے تھوڑا اور روتے زیادہ۔'' پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور لوگوں کو رلا دیا اور اللہ عزوجل نے آپ کی طرف وحی کی: اے محمد! آپ میرے بندوں کو مایوس کیوں کرتے ہیں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور فرمایا: ''خوش ہو جاؤ، استقامت اختیار کرو اور عمل کو صحیح کرنے کی کوشش کرو۔''

---

(٢٥٢) حسن: أخرجه ابن ماجة، كتاب الزهد، باب الورع والتقوى: ٤٢١٧ـ صحيح الترغيب: ١٧٤١ـ والصحيحة: ٥٠٦.

(٢٥٣) صحيح: أخرجه الترمذي، كتاب الزهد، باب من اتقى المحارم فهو أعبد الناس: ٣٥٠٥ـ وابن ماجة: ٤١٩٣ـ صحيح الترغيب: ٢٣٤٩ـ والصحيحة: ٩٣٠.

(٢٥٤) صحيح: أخرجه أحمد: ١٠٠٢٩ـ وابن المبارك في الزهد: ١/ ٣١٢ـ وابن حبان: ١١٣ـ والبيهقي في الشعب: ٢/ ٣٤٣ـ الصحيحة: ٣١٩٤.

فوائد و مسائل: ......(۱) ان روایات سے معلوم ہوا کہ زیادہ نہیں ہنسنا چاہیے اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے جس کی بنا پر انسان اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا﴾ (التوبة: ٨٢)

''انہیں چاہیے کہ ہنسیں کم اور روئیں زیادہ۔''

(۲) اللہ تعالیٰ کا ڈر زیادہ ہونا چاہیے یا اس کی رحمت کی امید؟ اس بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں۔ راجح بات یہ ہے کہ صحت و تندرستی کی حالت میں خوف امید پر غالب ہونی چاہیے اور جب انسان قریب الموت ہو تو پھر اللہ کی رحمت کی امید کا پہلو غالب ہونا چاہیے۔

(۳) خشیت الٰہی کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جائے۔ اللہ کی رحمت سے مایوسی کفر ہے، تاہم اپنی خطاؤں پر نادم ہو کر گریہ وزاری کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

(۴) آخری حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ تم خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے تھوڑے عمل کا بھی بہت بدلہ دے گا جیسا کہ کم از کم دس گنا کی صراحت ہے۔ یہ سوچ کر مایوس نہ ہو جاؤ کہ ہم زیادہ تو کر نہیں سکتے تو تھوڑے اعمال کا کیا فائدہ؟ بلکہ استقامت کے ساتھ افراط و تفریط کے راہ سے ہٹ کر عمل کرتے رہو اور اللہ سے اجر کی امید رکھو۔

127...... بَابُ إِذَا أَقْبَلَ أَقْبَلَ جَمِيعًا، وَإِذَا أَدْبَرَ أَدْبَرَ جَمِيعًا

جب متوجہ ہو تو پوری طرح توجہ کرے اور جب توجہ ہٹائے تو پوری طرح ہٹائے

255 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ مُسْلِمٍ مَوْلَى ابْنَةِ قَارِظٍ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ رُبَّمَا حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَقُولُ: حَدَّثَنِيهِ أَهْدَبُ الشُّفْرَيْنِ، أَبْيَضُ الْكَشْحَيْنِ، إِذَا أَقْبَلَ أَقْبَلَ جَمِيعًا، وَإِذَا أَدْبَرَ، أَدْبَرَ جَمِيعًا، لَمْ تَرَ عَيْنٌ مِثْلَهُ، وَلَنْ تَرَاهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کبھی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہوئے یوں کہتے: مجھے اس ہستی نے بیان کیا جس کی پلکیں لمبی لمبی تھیں، جن کے پہلو سفید تھے۔ وہ کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پوری طرح توجہ کرتے اور جب توجہ پھیر کر روانہ ہوتے تو پوری طرح توجہ ختم کر کے روانہ ہوتے۔ کسی آنکھ نے ایسا شخص نہیں دیکھا اور نہ کبھی کوئی آنکھ ایسا شخص دیکھ سکے گی۔

---

(٢٥٥) صحيح: الصحيحة: ٣١٩٥۔ رواه ابن سعد في الطبقات: ١/ ٣١٨۔ وابن عساكر في تاريخه: ٣/ ٢٧٢۔ والبيهقي في دلائل النبوة نحوه: ١/ ٣١٦.

فوائد و مسائل: ......(۱) ادب کا تقاضا یہ ہے کہ انسان جب کسی سے محوگفتگو ہو تو پوری توجہ سے اس کی طرف متوجہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ انسان بات کہیں اور کر رہا ہو اور منہ کسی اور طرف ہو۔ رسول اکرم ﷺ کا طرز کلام یہ تھا کہ آپ پوری توجہ سے ہم کلام ہوتے اور جب جانا ہوتا تو مڑ کر چلے جاتے۔ کوئی بلاتا تو رک کر بلانے والے کی طرف متوجہ ہوتے، پھر گفتگو کرتے۔ خیانت کرنے والی آنکھ کی طرح بے مقصد ادھر ادھر تانک جھانک نہیں کرتے تھے۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حسن کی ایک جھلک بھی دکھائی ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام انسانوں سے بڑھ کر خوبصورت تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا میں آپ کا دیدار اور آخرت میں آپ کا ساتھ نصیب فرمائے۔

128...... بَابُ الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ

جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے

256 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي الْهَيْثَمِ: ((هَلْ لَكَ خَادِمٌ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَإِذَا أَتَانَا سَبْيٌ فَأْتِنَا)) فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَأْسَيْنِ لَيْسَ مَعَهُمَا ثَالِثٌ، فَأَتَاهُ أَبُو الْهَيْثَمِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اخْتَرْ مِنْهُمَا))، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اخْتَرْ لِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ، خُذْ هَذَا، فَإِنِّي رَأَيْتُهُ يُصَلِّي، وَاسْتَوْصِ بِهِ خَيْرًا))، فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: مَا أَنْتَ بِبَالِغٍ مَا قَالَ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ابوالہیثم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''کیا تمہارے پاس کوئی خادم ہے؟'' انہوں نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا: ''جب ہمارے پاس قیدی آئیں تو آنا۔'' نبی ﷺ کے پاس صرف دو قیدی آئے تو ابوالہیثم حاضر خدمت ہوئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان میں سے ایک لے لو۔'' انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ میرے لیے جو پسند کرتے ہیں وہ دے دیں۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس سے مشورہ لیا جائے اسے امانت داری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ تم یہ لے لو کیونکہ میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور میں اس کے بارے میں تمہیں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔'' ان کی بیوی نے کہا: نبی ﷺ نے اس کے بارے میں جو وصیت فرمائی ہے آپ اسے پورا نہیں کر سکتے الا یہ کہ اسے آزاد

(٢٥٦) صحيح: أخرجه الترمذي، كتاب الزهد، باب ماجاء في معيشة أصحاب النبي ﷺ: ٢٣٦٩ـ والنسائي في الكبرى: ٦٥٨٣ـ والحاكم: ٤/ ١٣١ـ والبيهقي في الشعب: ٤٦٠٤ـ والبغوي في شرح السنه: ١٣/ ١٩٠ـ الصحيحة: ١٦٤١.

تُعْتِقَهُ، قَالَ: فَهُوَ عَتِيقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا وَلَا خَلِيفَةً، إِلَّا وَلَهُ بِطَانَتَانِ: بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَبِطَانَةٌ لَا تَأْلُوهُ خَبَالًا، وَمَنْ يُوقَ بِطَانَةَ السُّوءِ فَقَدْ وُقِيَ".

کر دیں۔ ابوالہیثم رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ آزاد ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا اور کسی کے خلافت سپرد نہیں کی مگر اس کے لیے دو راز داں ضرور بنائے ایک راز داں کا تو یہ کام رہا کہ وہ اسے اچھائی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور ایک راز داں وہ ہے کہ اسے خرابی میں ڈالنے میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا اور جو شخص برے راز داں سے بچا لیا جاتا ہے وہ واقعی شر سے بچا لیا گیا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ''جس سے مشورہ طلب کیا جائے'' کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی پر اعتماد کرتے ہوئے اس سے مشورہ طلب کیا جائے تو چاہیے کہ خیر خواہی کرتے ہوئے صحیح اور درست مشورہ دے اور مشورہ طلب کرنے والے کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچائے۔

(۲) ابوالہیثم رضی اللہ عنہ بدری صحابی تھے، انہوں نے جب نبی ﷺ سے مشورہ طلب کیا تو آپ نے انہیں نمازی غلام منتخب کرنے کا مشورہ دیا اور ساتھ ہی اس سے حسن سلوک کرنے کی تاکید فرمائی جس سے معلوم ہوا کہ نوکر یا خادم تلاش کرتے وقت بھی دین دار آدمی کو ترجیح دینی چاہیے خواہ دوسرا شخص کام میں زیادہ مہارت ہی رکھتا ہو۔ اسی طرح ملازم اگر نمازی ہو تو اس کے ساتھ حسن سلوک دوسروں کی نسبت زیادہ کرنا چاہیے۔

(۳) شریک حیات اگر اچھی اور نیک ہو تو انسان کے لیے نیکی کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے اور اگر آدمی کوتاہی کا مرتکب ہو تو وہ صحیح راہنمائی کر کے انسان کو بھٹکنے سے بچا لیتی ہے۔ اس کے برعکس بیوی اگر بری ہو تو چاہنے کے باوجود بھی نیکی کے راستے مسدود ہو جاتے ہیں اس لیے رسول اکرم ﷺ نے بیوی کے انتخاب کے وقت اس کی دینداری کو ترجیح دینے کا حکم دیا ہے۔ ابوالہیثم رضی اللہ عنہ کی بیوی نے اپنے شوہر کو مشورہ دیا کہ وہ غلام کو آزاد کر دے کیونکہ یہ حسن سلوک کی اعلیٰ ترین صورت ہے اور اس کے ساتھ بھلائی اسی صورت میں ممکن ہے۔

(۴) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے اچھے دوستوں اور اچھے اہل خانہ کی دعا کرنی چاہیے اور مشورہ ان لوگوں سے کرنا چاہیے جو متقی اور پرہیزگار ہوں اور امانت دار ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے دلوں میں اللہ کا خوف بھی ہو۔

129...... بَابُ الْمَشُورَةِ مشورہ کرنے کا بیان

257 - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَبِيبٍ..........

(۲۵۷) صحیح: أخرجه سعيد بن منصور في سننه في كتاب التفسير: ۵۳۵۔ وابن أبي حاتم في تفسيره: ۳/ ۸۰۲۔ وابن أبي داؤد في المصاحف: ۱/ ۱۹۲.

عَـنْ عَـمْـرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ((وَشَاوِرْهُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ))

حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قرآن مجید کی آیت: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فی الامر﴾ کو وشاورھم فی بعض الأمر پڑھا ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنے معاملات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کریں۔ اس سے مقصود صحابہ کرام کی دل داری اور بعد والوں کے لیے اس سنت کا اجراء ہے ورنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کی راہنمائی فرماتا تھا۔

(۲) یہ مشورہ مباح اور جائز امور میں ہونا چاہیے تاکہ آسان راہ اختیار کی جاسکے۔ جن امور میں شریعت کے واضح احکام موجود ہوں ان میں مشورے کی قطعاً ضرورت نہیں جیسا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مانعین زکاۃ کے خلاف جہاد کے بارے میں کسی کے مشورے کو خاطر میں نہ لائے۔

(۳) ہر معاملے میں مشورہ ضروری نہیں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض امور میں مشورہ کرنے کا حکم دیا۔

(۴) مشورہ لینے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اب اس پر عمل کرنا ضروری ہے بلکہ حاکم وقت یا کوئی بھی آدمی مشورہ کرنے کے بعد جو مناسب سمجھے کر گزرے۔ اگر کسی کے مشورے پر عمل نہ کیا جائے تو اسے بھی برا محسوس نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ ہر انسان کے مشورے پر عمل کیا جائے۔

258 - حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ السَّرِيِّ............

عَـنِ الْحَسَنِ قَالَ: وَاللّٰهِ مَا اسْتَشَارَ قَوْمٌ قَطُّ إِلَّا هُـدُوا لِأَفْـضَلِ مَا بِحَضْرَتِهِمْ، ثُمَّ تَلَا: ﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ﴾ [الشورى: 38]

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب کوئی قوم کسی معاملے میں مشورہ کرتی ہے تو ان کی راہنمائی ضرور افضل معاملے کی طرف کی جاتی ہے، پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی ''اور ان کے باہمی معاملات مشورے سے طے پاتے ہیں۔''

فائدہ: ......اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی یہ صفت بتائی ہے کہ وہ اپنے معاملات مشورے سے طے کرتے ہیں۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ مشورہ نصف عقل ہے۔ اس لیے دوسروں کے تجربات اور آراء سے ضرور استفادہ کرنا چاہیے۔ اپنے آپ کو عقل کل سمجھنے والے لوگ اکثر مثبت فیصلے کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔

---

(۲۵۸) صحيح: أخرجه ابن وهب في الجامع: ۲۸۵.

130...... بَابُ إِثْمِ مَنْ أَشَارَ عَلَى أَخِيهِ بِغَيْرِ رُشْدٍ

اپنے بھائی کو غلط مشورہ دینے کا گناہ

259 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) ((وَمَنِ اسْتَشَارَهُ أَخُوهُ الْمُسْلِمُ، فَأَشَارَ عَلَيْهِ بِغَيْرِ رُشْدٍ فَقَدْ خَانَهُ)) ((وَمَنْ أُفْتِيَ فُتْيَا بِغَيْرِ ثَبْتٍ، فَإِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری طرف کوئی بات منسوب کی جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنالے اور جس سے اس کے کسی مسلمان بھائی نے مشورہ طلب کیا اور اس نے اسے غلط مشورہ دیا تو اس نے مشورہ لینے والے کی خیانت کی اور جس نے بغیر دلیل کے غلط فتویٰ دیا (اور فتویٰ لینے والے نے اس پر عمل کرلیا) تو اس کا گناہ اسی پر ہوگا جس نے فتویٰ دیا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث کی سند ضعیف ہے، تاہم اس کا پہلا جملہ ''مَن تَقَوَّل ...... مِنَ النَّار'' تک دوسری صحیح اسناد سے ثابت ہے بلکہ متواتر ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی طرف دانستہ یا نادانستہ جھوٹ منسوب کرنا جہنم میں جانے کا باعث ہے اس لیے رسول اکرم ﷺ کے حوالے سے گفتگو کرنے میں نہایت احتیاط برتنی چاہیے۔

(۲) جہاں تک مسلمان کو مشورہ دینے کا تعلق ہے تو اس بارے میں رسول اکرم ﷺ کا صحیح فرمان موجود ہے کہ اِذاستنصحك فانصح له ''جب وہ تجھ سے کوئی مشورہ طلب کرے تو اس کی خیر خواہی کرتے ہوئے اسے اچھا مشورہ دے۔'' (صحیح مسلم، حدیث:۲۱۶۲)

131...... بَابُ التَّحَابِّ بَيْنَ النَّاسِ

لوگوں کی باہمی محبت وشفقت کا بیان

260 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ، عَنْ جَدِّهِ..........

---

(۲۵۹) صحيح: الحديث الاول في، ابن ماجه، المقدمة، باب التغليظ في تعمد الكذب على رسول الله ﷺ: ۳۴۔ والثالث في ابن ماجة المقدمة: ۵۳۔ وأحمد: ۸۲۶۶۔ واسحاق بن راهويه في مسنده: ۱/ ۳۴۰۔ والحاكم: ۱/ ۱۲۶۔ ورواه ابو داؤد مختصراً: ۳۶۵۷۔

(۲۶۰) حسن لغيره: أخرجه الترمذي، الاستئذان: ۲۶۸۸۔ ومسلم، الايمان باب بيان أنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون: ۱۵۴۔ وأحمد: ۱۴۳۰۔ والطيالسي: ۱۹۰۔

عَـنْ أَبِى هُـرَيْـرَةَ، عَـنِ الـنَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: " وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ، لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُسْلِـمُـوا، وَلَا تُسْلِـمُـوا حَتَّى تَحَابُّوا، وَأَفْشُـوا السَّلَامَ تَـحَـابُّـوا، وَإِيَّـاكُـمْ وَالْبُـغْـضَةَ، فَـإِنَّهَـا هِيَ الْحَالِقَةُ، لَا أَقُولُ لَـكُمْ: تَحْلِقُ الشَّعْرَ، وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ " حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِى أُسَيْدٍ مِثْلَهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکتے جب تک اسلام نہ لاؤ اور تم مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ اور سلام کو پھیلاؤ، تم آپس میں محبت کرو گے۔ اور بغض وعناد سے بچو کیونکہ یہ مونڈنے والی ہے۔ میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ بالوں کو مونڈنے والی ہے بلکہ یہ دین کو مونڈنے والی ہے۔''

ابراہیم بن اسید سے ایک دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) آپس میں محبت والفت سے رہنا دین اسلام میں پسندیدہ بلکہ مطلوب ہے یہ دین اسلام کا ایک سنہری باب ہے کہ اس کے ماننے والے ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور ان کے دل بھی باہم ملے ہوئے ہیں۔ اس الفت اور محبت کو مزید بڑھانے کا ایک ذریعہ سلام کو عام کرنا ہے۔

(۲) جنت میں جانے کے لیے ضروری ہے کہ انسان مسلمان اور مومن ہو۔ کافروں پر جنت حرام ہے اور وہ دائمی جہنمی ہیں۔ رہے ان کے اچھے اعمال تو اس کا صلہ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو انہیں دنیا ہی میں دے دے گا۔ اور اگر چاہے گا تو کسی کے عذاب میں تخفیف کر دے گا جیسا کہ ابو طالب کے ساتھ ہوگا۔ (صحیح مسلم، ح: ۵۱۵) اور مسلمان وہ ہے جو مسلمانوں سے محبت رکھے اور کافروں سے بغض۔ یہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے جسے شرعی اصطلاح میں الولاء والبراء کہا جاتا ہے۔ اس کے بغیر نجات مشکوک ہے اس لیے اللہ کی رضا کے لیے باہم محبت وشفقت نہایت ضروری ہے اور سلام کے ذریعے محبت پیدا ہوتی ہے۔

(۳) بغض وکینہ ایسا خطرناک مرض ہے جو چپکے سے انسان میں گھس کر اس کے دین کو برباد کر دیتا ہے اور انسان کو احساس بھی نہیں ہوتا۔ ایک حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے حسد وبغض کو پہلی امتوں کی بیماری قرار دیا ہے۔ اس حدیث کی رو سے باہمی حسد وبغض سے انسان کے تمام اعمال بھی برباد ہو سکتے ہیں۔ دنیا میں قتل وغارت اسی حسد و بغض کا شاخسانہ ہے حتی کہ تاریخ انسانی کا پہلا قتل بھی اسی وجہ سے ہوا۔

132...... بَابُ الْأُلْفَةِ — باہم الفت کے ساتھ رہنے کا بیان

261 - حَـدَّثَـنَا أَحْمَدُ بْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِى ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ عِيسَى بْنِ هِلَالٍ الصَّدَفِيِّ............

(۲٦۱) ضعيف: أخرجه ابن وهب فى الجامع: ۱۸۰ـ وأحمد: ٦٦٣٦ـ الضعيفة: ۱۹٤٧.

عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنِ الـنَّبِـيِّ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ رُوحَ الْـمُـؤْمِنَيْنِ لَيَلْتَقِيَانِ فِي مَسِيرَةِ يَوْمٍ، وَمَا رَأَى أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ))

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ دو مومنوں کی روحیں ایک دن کی مسافت پر ایک دوسرے سے ملتی ہیں حالانکہ ان میں سے کسی ایک نے اپنے ساتھی کو دیکھا نہیں۔''

فائدہ: ......اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ روحوں کا تعلق جسمانی جوڑ اور تعلق سے زیادہ ہوتا ہے۔

262 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ طَاوُسٍ..........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: النِّعَمُ تُكْفَرُ، وَالرَّحِمُ تُقْطَعُ، وَلَمْ نَرَ مِثْلَ تَقَارُبِ الْقُلُوبِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: نعمتوں کی ناقدری کی جاتی ہے اور رحم کو کاٹا جاتا ہے اور ہم نے دلوں کی قربت جیسی کوئی الفت نہیں دیکھی۔

فائدہ: ......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کا باہمی تعلق کسی نعمت اور احسان کی بنیادی پر ہو تو اس کے ٹوٹنے کا امکان ہوتا ہے کہ لوگ احسان فراموشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے احسان کرنے والے کی بسا اوقات ناقدری کرتے ہیں۔ اسی طرح رشتہ داری بھی بسا اوقات باہمی اختلاف وانتشار یا دوری کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے کیونکہ قرابت داری بھی محبت کی محتاج ہوئی ہے لیکن اگر دلی طور پر قربت ہو اور ایک دوسرے سے الفت ہو تو وہ کسی احسان یا رشتہ داری کی محتاج نہیں ہوتی۔ ایسی قربت ہی ایک دوسرے سے اختیار کرنے کا حکم ہے۔ واللہ اعلم

263 - حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْنٍ..........

عَنْ عُمَيْرِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ: إِنَّ أَوَّلَ مَا يُرْفَعُ مِنَ النَّاسِ الْأُلْفَةُ

عمیر بن اسحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ لوگوں میں سے سب سے پہلے اُنس و پیار اٹھا لیا جائے گا۔

فائدہ: ......اس اثر کی سند ضعیف ہے۔

133...... بَابُ الْمِزَاحِ مذاق کرنے کا بیان

264 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ..........

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ عَلَى

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کچھ

(۲٦۲) صحيح: أخرجه ابن المبارك في الذهب: ۳٦۲۔ وابن المقرى في معجمه: ۲۲۲۔ والحاكم: ۲/ ۳۵۹۔ والبيهقى فى شعب الايمان: ۹۰۳۲.

(۲٦۳) ضعيف: أخرجه نعيم بن حماد في الفتن: ۱۵٦۔ والداني في الفتن: ۲۷۵.

(۲٦٤) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب، باب ما يجوز من الشعر والرجز والحداء: ٦۱٤۹۔ ومسلم: ۲۳۲۳.

بَعْضِ نِسَائِهِ - وَمَعَهُنَّ أُمُّ سُلَيْمٍ - فَقَالَ: ((يَا أَنْجَشَةُ، رُوَيْدًا سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ)) قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: فَتَكَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ بِكَلِمَةٍ لَوْ تَكَلَّمَ بِهَا بَعْضُكُمْ لَعِبْتُمُوهَا عَلَيْهِ، قَوْلُهُ: ((سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ))

بیویوں کے پاس تشریف لائے اور ان (بیویوں) کے ساتھ ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی تھیں، آپ نے فرمایا: ''اے انجشہ! شیشوں کو آہستہ لے کر چلو۔'' راوی حدیث ابو قلابہ نے کہا: نبی ﷺ نے ایسا حکم ارشاد فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی کہتا تو تم اسے اچھا نہ سمجھتے۔ میری مراد آپ کا یہ کہنا: ''آبگینوں کو احتیاط سے لے کر چلو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) رسول اکرم ﷺ سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ آپ کی بیویاں بھی تھیں۔ اور وہ اونٹوں پر سوار تھیں آپ کے غلام انجشہ اونٹوں کو ہانک رہے تھے۔ انہوں نے حدی (اشعار پڑھنے) شروع کی تو اونٹ تیز چلنا شروع ہوگئے۔ آپ نے عورتوں کے نازک مزاج ہونے کی وجہ سے انہیں شیشوں سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ آبگینے توڑ نہ دینا کہ انہیں زیادہ تیز نہ ہانکو کہ عورتوں کو نقصان ہو۔ اس میں مزاح کا کلمہ یہ تھا کہ آپ نے عورتوں کو آبگینوں سے تشبیہ دی۔ بظاہر یہ کلمہ خلاف مروت معلوم ہوتا ہے لیکن رسول اکرم ﷺ کی رفعت شان کی وجہ سے کوئی بھی اس کا غلط مفہوم نہیں لے سکتا تھا۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ بسا اوقات مزاح کی نوعیت افراد کے اعتبار سے بدل جاتی ہے، اسی طرح اوقات کے اعتبار سے بھی مذاق کی نوعیت بدل جاتی ہے۔

(۳) دوستوں کے ساتھ مذاق کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس میں کسی کی توہین نہ ہو اور اس میں غیبت اور فحش گوئی وغیرہ بھی نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اس طرح کے مذاق سے کینہ اور بغض پیدا ہوتا ہے۔

(۴) ''آبگینوں کو احتیاط سے لے کر چلو'' اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اپنی خوبصورت آواز سے انہیں فتنے میں مبتلا نہ کرو کیونکہ عورتیں جلد متاثر ہو جاتی ہیں۔

265 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ أَوْ سَعِيدٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّكَ تُدَاعِبُنَا؟ قَالَ: ((إِنِّي لَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ ہمارے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہیں! آپ نے فرمایا: ''میں (مذاق میں بھی) جو بات کرتا ہوں وہ حق ہوتی ہے۔''

---

(٢٦٥) صحيح: أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في المزاح: ١٩٩٠ـ واحمد: ٢/ ٣٦٠ـ من حديث ابن المبارك به الصحيحة: ١٧٢٦.

فوائد و مسائل: ......(۱) ہنسی مذاق میں عموماً جھوٹ، غیبت، کسی کی حقارت، یا فحش بات بھی آجاتی ہے اس لیے صحابۂ کرام کو اشکال پیدا ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا معاملہ ایسا نہیں ہے۔ میں مذاق میں بھی ایسی بات نہیں کرتا جو خلاف واقعہ ہو۔ بلکہ سچ کو ہی اس انداز سے پیش کرتا ہوں کہ اس میں دل لگی پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ آئندہ احادیث سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۲) کسی مسلمان کو خوشی مہیا کرنے کے لیے اس سے مزاح کرنا جائز ہے۔ یہ رسول اکرم ﷺ کی سیرت ہے لیکن مزاح میں بھی جھوٹ سے ہر صورت اجتناب کرنا چاہیے، نیز یہ مذاق دنیاوی امور میں ہو، دینی امور میں مذاق کسی صورت جائز نہیں بلکہ بسا اوقات انسان دین سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔

(۳) مذاق کے حوالے سے یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ تفریح کے نام پر گھنٹوں ڈرامے دیکھ کر وقت ضائع کرنا کسی صورت جائز نہیں، نیز جس طرح جھوٹ بولنا گناہ ہے اسی طرح سننا بھی جرم ہے۔

266 - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ حَبِيبٍ أَبِي مُحَمَّدٍ..........

عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَادَحُونَ بِالْبِطِّيخِ، فَإِذَا كَانَتِ الْحَقَائِقُ كَانُوا هُمُ الرِّجَالَ

حضرت بکر بن عبداللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ کے صحابہ کرام بطور مزاح ایک دوسرے کی طرف خربوزے پھینکتے تھے لیکن جب حقائق (مثلاً غیرت و دفاع) کا معاملہ ہوتا تو وہ مرد کار ہوتے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مذکورہ اثر میں خربوزے پھینکنے سے مراد بعض علماء نے چھلکے لیے ہیں کیونکہ نبی ﷺ نے مال ضائع کرنے سے منع کیا ہے اور صحابہ کرام آپ کے حکم کی مخالفت کیسے کر سکتے تھے۔ لیکن حقیقی معنی مراد لینے میں بھی کوئی حرج نہیں کہ وہ ایک دوسرے کی طرف پھینکتے ہوں اور پھر اسے کھا بھی لیتے ہوں جیسے ہمارے لڑکے تربوزہ وغیرہ نہر میں ٹھنڈا کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی طرف پھینکتے ہیں اور پھر اسے کھاتے بھی ہیں۔

(۲) دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ مزاح صرف محدود وقت کے لیے ہونا چاہیے نہ کہ انسان ہر وقت مسخرہ بنا رہے۔ صحابہ کرام کا مزاح ایسا نہیں تھا۔ جب کوئی سنجیدہ معاملہ ہوتا تو وہ اسے سنجیدگی سے لیتے گویا ان کا مذاق ایسا نہ ہوتا کہ عزت و وقار کا بھی انہیں لحاظ نہ رہتا بلکہ وہ اپنی عزت کا دفاع کرنے والے ہوتے۔ ہمارے ہاں مذاق کی صورت یہ ہے کہ مذاق میں ایک دوسرے کو ماں بہن کی گندی گالیاں دی جاتی ہیں اور دوسرا ہنس کر اپنی بے غیرتی کا ثبوت فراہم کر دیتا ہے۔ صحابہ کرام ایسے ہرگز نہیں تھے۔

---

(٢٦٦) صحيح: الصحيحة: ٤٣٥ـ ن.

267 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ............

عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: مَزَحَتْ عَائِشَةُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ أُمُّهَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بَعْضُ دُعَابَاتِ هَذَا الْحَيِّ مِنْ كِنَانَةَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَلْ بَعْضُ مَزْحِنَا هَذَا الْحَيُّ))

ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مذاق کی کوئی بات کہی تو ان کی والدہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! (آپ محسوس نہ فرمایئے گا) اس قبیلے میں مذاق کی کئی باتیں بنو کنانہ سے آگئی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلکہ ہمارے بعض مذاق بھی اسی قبیلے کے ہیں۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے کہ ابن ابی ملیکہ تابعی ہیں اور وہ اس واقعہ کے وقت موجود نہیں تھے۔

268 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ............

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحْمِلُهُ، فَقَالَ: ((أَنَا حَامِلُكَ عَلَى وَلَدِ نَاقَةٍ))، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَمَا أَصْنَعُ بِوَلَدِ نَاقَةٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَهَلْ تَلِدُ الْإِبِلَ إِلَّا النُّوقُ))

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری طلب کی تو آپ نے فرمایا: ''میں تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کرا دیتا ہوں۔'' اس نے کہا: اللہ کے رسول! میں اونٹنی کے بچے کو کیا کروں گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اونٹوں کو اونٹنیاں ہی جنتی ہیں؟''

فوائد و مسائل: ......(۱) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اگر کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اگر آپ کے پاس کوئی چیز ہوتی تو آپ عنایت فرما دیتے بصورت دیگر معذرت کر لیتے یا آئندہ دینے کا وعدہ فرماتے۔ آپ نے کبھی سائل کو جھڑکا نہیں اور نہ اس کا مذاق اڑاتے تھے۔ اس سائل سے بھی آپ نے دل لگی اور دینے کا عندیہ اس انداز سے دیا کہ وہ سمجھ نہ سکا لیکن جب آپ نے دیکھا کہ وہ پریشان ہو رہا ہے تو فوراً وضاحت فرما دی کہ بھائی اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔

---

(٢٦٧) ضعيف: رواه ابن عساكر في تاريخه: ٤/ ٣٦۔ فوصله فقال فيه، ابن ابي مليكة عن عائشه، وقال الذهبي عن إسناده في تاريخ الاسلام: ١/ ٧٧٣، حمزة لا اعرفه، والمتن منكر.

(٢٦٨) صحيح: أخرجه أبو داؤد، الأدب، باب ماجاء في المزاح: ٤٩٩٨۔ والترمذي: ١٩٩١.

(۲) اس سے رسول اکرم ﷺ کی تواضع بھی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ نے ایک عام آدمی سے بھی خوش طبعی سے بات کی اور دنیا داروں کی طرح تکبر اور غرور والا انداز اختیار نہیں کیا۔ نیز امت کے لیے بھی اس مزاح کا ادب بیان کر دیا گیا۔

(۳) اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو دوسرے کی بات پہلے غور سے سن کر پھر اس کا جواب دینا چاہیے کیونکہ بسا اوقات کسی سوال کا جواب خود سوال میں ہوتا ہے۔ جب آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں سوار کروں گا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ایسا اونٹ دیں گے جو سواری کے قابل ہو۔

134...... بَابُ الْمِزَاحِ مَعَ الصَّبِيِّ

بچے کے ساتھ مذاق کا بیان

269 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ.........

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا، حَتَّى يَقُولَ لِأَخٍ لِي صَغِيرٍ: ((يَا أَبَا عُمَيْرٍ، مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟))

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ہمارے ساتھ گھل مل جاتے تھے حتی کہ میرے ایک چھوٹے بھائی سے فرماتے: ''اے ابوعمیر! تیری چڑیا نے کیا کیا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کے ساتھ دل لگی کرنے میں کوئی عار نہیں اور یہ کام خلاف مروت نہیں بلکہ یہ تواضع اور انکساری ہے۔

(۲) بچپن میں کنیت رکھنا جائز ہے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مادری بھائی کی کنیت ابوعمیر تھی اور آپ نے اسے اسی کنیت سے پکارا۔

(۳) پرندے وغیرہ پالنا اور بچوں کا ان کے ساتھ کھیلنا جائز ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ ان کے کھانے پینے کا خیال رکھا جائے اور انہیں اذیت نہ دی جائے۔

270 - حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي مُزَرِّدٍ، عَنْ أَبِيهِ.........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِ الْحَسَنِ أَوِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، ثُمَّ وَضَعَ قَدَمَيْهِ عَلَى قَدَمَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((تَرَقَّ))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''نبی ﷺ نے سیدنا حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑا اور ان کے قدم اپنے قدم مبارک پر رکھے، پھر فرمایا: اوپر چڑھو۔''

(٢٦٩) صحيح: أخرجه البخاري، الأدب، باب الانبساط إلى الناس ٦١٢٩۔ ومسلم: ٢١٥٠۔ وأبو داؤد: ٤٩٦٩۔ والترمذي: ١٩٨٩۔ وابن ماجة: ٣٧٢٠.

(٢٧٠) ضعيف: تقدم برقم: ٢٤٩.

135...... بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ — حسن اخلاق کا بیان

270م - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي بَزَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً الْكَيْخَارَانِيَّ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ............

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا مِنْ شَيْءٍ فِي الْمِيزَانِ أَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ))

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''(روز قیامت) میزان میں کوئی چیز اچھے اخلاق سے بڑھ کر وزنی نہیں ہوگی۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) عقائد کے بعد اسلام کے تین شعبہ جات ہیں: عبادات، معاملات اخلاقیات، یوں حسن اخلاق کو ثلث اسلام بھی کہا جا سکتا ہے۔ توحید باری تعالیٰ کے بعد لوگوں کی بڑی اکثریت جنت میں حسن اخلاق کی وجہ سے جائے گی۔ کیونکہ روز قیامت جب اعمال تولے جائیں گے تو سب سے زیادہ وزن حسن اخلاق کا ہوگا۔

(۲) کسی کے حسن سلوک کے بدلے میں اچھائی کرنا بھی نیکی ہے تاہم حسن اخلاق یہ ہے کہ برائی کے مقابلے میں بھی نیکی کی جائے۔ مزاج کے خلاف بات سن کر برداشت کرنا اور اس کے جواب کی استطاعت کے باوجود تعرض نہ کرنا حسن اخلاق ہے۔

(۳) اس سے معلوم ہوا کہ اعمال تولے جائیں گے۔ اگرچہ ان کا حسی وجود نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ انہیں وجود دینے اور تولنے پر قادر ہے جس طرح عصر حاضر میں ہوا وغیرہ کا وزن کیا جا رہا ہے۔

271 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا، وَكَانَ يَقُولُ: ((خِيَارُكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا))

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نہ فحش گو تھے اور نہ تکلفاً فحش گوئی کرتے تھے بلکہ آپ فرماتے تھے: ''تم میں سے بہتر وہ ہیں جو اخلاق کے لحاظ سے سب سے عمدہ ہیں۔''

272 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ الْهَادِ............

(۲۷۰م) صحيح: أخرجه الترمذى، البر والصلة: ۲۰۰۳ـ وأبو داؤد: ۴۷۹۹ـ وصححه ابن حبان، ح: ۱۹۲۱ـ وسنده صحيح.

(۲۷۱) صحيح: أخرجه البخارى، الأدب، باب حسن الخلق والسخاء وما يكره من البخل: ۶۰۳۵، ۳۵۵۹ـ ومسلم: ۲۳۲۱ـ والترمذى: ۱۹۷۵ـ الصحيحة: ۲۸۶.

(۲۷۲) صحيح: أخرجه أحمد: ۶۷۳۵ـ وابن حبان: ۲/ ۲۳۵ـ والخرائطى فى مكارم الاخلاق: ۲۶ـ والبيهقى فى الشعب: ۱۰/ ۳۵۸ـ ورواه الترمذى: ۲۰۱۸ـ من حديث جابر الصحيحة: ۷۹۱.

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((أُخْبِرُكُمْ بِأَحَبِّكُمْ إِلَيَّ، وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟)) فَسَكَتَ الْقَوْمُ، فَأَعَادَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، قَالَ الْقَوْمُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((أَحْسَنُكُمْ خُلُقًا))

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''کیا میں تمہیں اس شخص کے متعلق بتاؤں جو تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور روز قیامت تم میں سے مجلس کے لحاظ سے میرے سب سے زیادہ قریب ہوگا؟'' لوگ خاموش ہوگئے۔ آپ نے دو یا تین مرتبہ اپنی بات دہرائی۔ لوگوں نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''جس کا اخلاق تم میں سب سے اچھا ہو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) حسن اخلاق کے لیے ضروری ہے کہ انسان باحیا ہو۔ بے حیا انسان اور بے ہودہ گوئی کرنے والا اچھے اخلاق کا مالک نہیں ہوسکتا اس لیے رسول اکرم ﷺ ان عیوب سے پاک تھے۔

(۲) کسی شخص سے رسول اکرم ﷺ محبت کریں اور روز قیامت بھی اسے آپ کا قرب نصیب ہو اور دنیا و آخرت میں وہ سب سے اچھا انسان ہو، اس سے بڑھ کر خوش نصیبی اور کیا ہوسکتی ہے؟ ایسا صرف حسن اخلاق سے ممکن ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز روزہ اور دیگر حقوق اللہ سے غفلت برتتا ہے لیکن اس کا اخلاق اچھا ہے تو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو اپنے خالق اور پیدا کرنے والے کی عظمت اور وقار کا لحاظ نہیں رکھتا تو وہ کیسے اچھے اخلاق کا مالک ہوسکتا ہے۔

273 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے ہی مبعوث کیا گیا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) مطلب یہ ہے کہ پہلی امتوں کے اخلاق کی جو کمی ہے، یا لوگوں نے جن اچھے اخلاقی امور کو ترک کر دیا ہے میں ان سب کو جمع کرنے والا اور ان کی تکمیل کرنے والا ہوں۔ گویا سابقہ تمام ادیان کے اچھے اخلاق کو اسلام میں جمع کر دیا ہے اور یہ صرف اسلام کا خاصہ ہے۔

(۲) صالح اخلاق سے مراد وہ امور جو دین، دنیا اور آخرت کو اچھا بنائیں، یعنی صالح اخلاق یہ ہیں کہ انسان دین کے معاملات بھی صحیح طور پر پورے کرے اور دنیا کے معاملات بھی خوش اسلوبی سے نبھائے۔

---

(۲۷۳) صحيح: أخرجه أحمد: ۸۹۵۲۔ وابن سعد في الطبقات: ۱/ ۱۹۱۔ والحاكم: ۲/ ۶۷۰۔ والبيهقي: ۱۰/ ۳۲۳۔ الصحيحة: ۴۵.

274 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ..........

عَـنْ عَـائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْـرَيْـنِ إِلَّا اخْتَـارَ أَيْسَـرَهُـمَا، مَا لَمْ يَكُنْ إِثْـمًا، فَإِذَا كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَـا انْتَـقَـمَ رَسُـولُ الـلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ لِـنَفْسِهِ، إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ تَعَالَى، فَيَنْتَقِمُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو معاملوں میں اختیار دیا گیا تو آپ نے ان میں آسان ہی کا انتخاب کیا۔ جب تک وہ گناہ کا کام نہ ہوتا، اگر گناہ کا کام ہوتا تو آپ سب سے زیادہ اس سے دور رہنے والے ہوتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہیں لیا الا یہ کہ اللہ کی حرمت کو پامال کیا جائے تو آپ اللہ عزوجل کے لیے انتقام لیتے تھے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ بات حسن اخلاق میں سے ہے کہ انسان شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے آسان پسند ہو۔ شدت پسند اور تعنت پسند نہ ہو، البتہ عزیمت کو اختیار کرنے والا ہو، مثال کے طور پر وضو میں پاؤں دھونے اور جرابوں پر مسح کرنے کا اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا تو کوئی انسان صرف پاؤں دھونے پر ہی عمل کرے اور مسح والے عمل کو نہ لے تو یہ متعنت ہوگا۔ جو اچھے اخلاق والا نہیں ہے۔ تاہم آسانی کا یہ مطلب نہیں کہ اگر حرام میں آسانی ہے تو اس کو اختیار کر لیا جائے بلکہ حرام سے تو آپ سب سے زیادہ اجتناب کرتے تھے۔ یہ صرف جائز اور مباح امور میں ہے۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض وارد ہوتا تھا کہ آپ نے تو جنگیں لڑیں ہیں، لوگوں کو قتل بھی کیا ہے جبکہ آپ حسن اخلاق کا پیکر تھے؟ اس کا جواب بھی اس حدیث میں آ گیا کہ آپ نے ذاتی انتقام کی خاطر ایسا کبھی نہیں کیا۔ جو بھی کیا وہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کی خاطر کیا۔ اور ایسا کرنا اخلاق کے منافی نہیں۔ جس طرح ڈاکٹر جسم کا ناکارہ حصہ کاٹ دیتا ہے یا چیر پھاڑ کرتا ہے تو اسے کوئی بھی ظالم نہیں کہتا کیونکہ وہ اصلاح کی خاطر کرتا ہے اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا اصلاح کی خاطر کیا جو عین اخلاق ہے۔

275 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ مُرَّةَ..........

عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ قَـالَ: إِنَّ الـلّٰهَ تَعَالَى قَسَمَ بَيْـنَـكُـمْ أَخْلَاقَـكُـمْ، كَـمَـا قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ، وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يُعْطِي الْمَالَ مَنْ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اخلاق کی بھی اسی طرح تقسیم کی ہے جس طرح رزق تمہارے درمیان تقسیم کیے ہیں۔ بے شک

(٢٧٤) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ: ٣٥٦٠۔ ومسلم: ٢٣٢٧۔ وأبو داؤد: ٤٧٨٥۔ انظر مختصر الشمائل: ٣٠٠.

(٢٧٥) صحيح موقوف في حكم المرفوع: أخرجه ابن المبارك في الزهد: ١/ ٣٩٩۔ وابن أبي شيبة: ٦/ ٩١۔ والطبراني في الكبير: ٩/ ٢٠٣۔ وأبو داؤد في الزهد: ١/ ١٥٩۔ الصحيحة: ٢٧١٤.

أَحَبَّ وَمَنْ لَا يُحِبُّ، وَلَا يُعْطِي الْإِيمَانَ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ، فَمَنْ ضَنَّ بِالْمَالِ أَنْ يُنْفِقَهُ، وَخَافَ الْعَدُوَّ أَنْ يُجَاهِدَهُ، وَهَابَ اللَّيْلَ أَنْ يُكَابِدَهُ، فَلْيُكْثِرْ مِنْ قَوْلِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ.

اللہ تعالیٰ مال اسے بھی دیتا ہے جسے پسند کرتا ہے اور اسے بھی جسے پسند نہیں کرتا اور ایمان صرف اسے دیتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ جو شخص مال خرچ کرنے میں کنجوس ہو اور دشمن سے جہاد کرنے سے ڈرتا ہو اور رات کو نماز میں کھڑے ہو کر تکلیف اٹھانے کی ہمت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ کثرت سے لا الہ الا اللہ، سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کا ورد کرے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ حدیث بظاہر موقوف ہے لیکن مرفوع کے حکم میں ہے جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے السلسلۃ الصحیحہ (۲۷۱۴) میں صراحت کی ہے۔

(۲) مال اور اخلاق اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے۔ اس کا کم یا زیادہ ملنا اللہ کی ناراضی یا خوشنودی کی دلیل ہرگز نہیں ہے۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ دین کی سلامتی عطا کرے اور صحیح عقیدے کی توفیق دے اسے سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے۔

(۳) جس طرح مال کے بارے میں انسان ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ جاتا کہ جو میری قسمت میں ہے مل جائے گا بلکہ اس کے لیے تگ و دو کرتا ہے اسی طرح عمدہ اخلاق کے حصول کے لیے بھی کوشش کرنی چاہیے اور اپنے آپ کو اچھے اخلاق کی عادت ڈالنی چاہیے۔ انسان برے اخلاق کو چھوڑ دے تو اس کا اخلاق خود بخود اچھا ہو جاتا ہے جس طرح مال کے بارے میں انسان اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے، اسی طرح اچھے اخلاق کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے۔

(۴) حدیث کے آخر میں چند اہم اور عزیمت والے امور کا ذکر کیا کہ اگر انسان ان کو بجا لانے کی ہمت نہ پائے اور کوشش کے باوجود اللہ کی راہ میں خرچ نہ کر سکے، جہاد اور قیام اللیل جیسی عبادات بجا نہ لا سکے تو اس کمی کے ازالے کے لیے اسے کثرت سے ذکر الٰہی کرنا چاہیے۔ یوں اس کی نیکیوں کی کمی بھی دور ہوگی اور ان کاموں کی بھی اللہ تعالیٰ ہمت عطا کرے گا۔

136...... بَابُ سَخَاوَةِ النَّفْسِ — دلی سخاوت کا بیان

276 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''مالداری کثرت مال کا نام نہیں بلکہ مال داری نفس کی مالداری ہے۔''

(٢٧٦) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الرقاق، باب الغنى غنى النفس: ٦٤٤٦۔ ومسلم: ١٠٥١۔ والترمذي: ٢٣٧٣۔ وابن ماجه: ٤١٣٧.

فائدہ: ......عموی طور پر جس شخص کو مال ملتا ہے وہ بخل کا شکار ہو جاتا ہے اور مال کی محبت اس کے دل میں گھر کر جاتی ہے اور مال کا جو مقصد ہے کہ انسان مطمئن اور پرسکون زندگی گزارے اس سے بھی وہ محروم ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے دل میں ہر وقت مال ختم ہونے کا کھٹکا لگا رہتا ہے اور وہ بے چینی کی زندگی گزارتا ہے۔ نیز زیادہ کمانے کی حرص اور لالچ میں اس کا سکون ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس جسے دل کی سخاوت حاصل ہو اور مال کی محبت اس کے دل میں نہ ہو اسے مل جائے تو وہ شکر کرتا ہے اور نہ ملے تو اسے کوئی پریشانی نہیں ہوتی اور اس کی طلب میں ہلکان نہیں ہوتا۔ نیز وہ نہ ملنے پر حزن و ملال اور افسوس کا اظہار بھی نہیں کرتا بلکہ اللہ کی تقدیر پر راضی ہوتا ہے۔ اس طرح وہ پرسکون رہتا ہے تو گویا اصل غنی یہ شخص ہے نہ کہ وہ جس کے سر پر ہر وقت تلوار لٹکی رہے۔

277 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ..........

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ، فَمَا قَالَ لِي: أُفٍّ، قَطُّ، وَمَا قَالَ لِي لِشَيْءٍ لَمْ أَفْعَلْهُ: أَلَا كُنْتَ فَعَلْتَهُ؟ وَلَا لِشَيْءٍ فَعَلْتُهُ: لِمَ فَعَلْتَهُ؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دس سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی لیکن آپ نے مجھے کبھی اف تک نہیں کہا اور اگر میں نے کوئی کام نہیں کیا تو آپ نے کبھی یہ نہیں کہا تو نے یہ کیوں نہیں کیا؟ اور نہ کبھی ایسا ہوا کہ میں نے کوئی کام کیا تو آپ نے یہ کہا ہو کہ تو نے یہ کیوں کیا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت ظرفی اور حسن اخلاق کی اعلیٰ دلیل ہے، نیز اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر سخی اور فراخ دل دیا تھا کہ دنیا کے معاملات کو خاطر ہی میں نہیں لاتے تھے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیتے جو نفس کی سخاوت کی اعلیٰ قسم ہے۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ خادم اور نوکر کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے اور اسے ڈانٹ ڈپٹ سے گریز کرنا چاہیے، تاہم شرعی امور کی پابندی کروانا لازم ہے۔

(۳) اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بھی ایک لحاظ سے مدح ہے کہ انہوں نے کبھی ڈانٹ ڈپٹ اور ناراضی کا موقع ہی نہیں دیا۔

278 - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا سَحَّامَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصَمِّ قَالَ..........

---

(۲۷۷) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب الأدب، باب حسن الخلق والسخاء وما یکره من البخل: ۶۰۳۸۔ ومسلم: ۲۳۰۹۔ وابوداؤد: ۴۸۷۴۔ والترمذی: ۲۰۱۵.

(۲۷۸) حسن: الصحیحة: ۲۰۹۴۔ أخرجه المصنف فی التاریخ: ۴/ ۲۱۱۔ والمزی فی تهذیب الکمال: ۱۰/ ۲۰۷۔ وقصة تاخیر الصلاة بعد الاقامة فی الصحیح: ۶۴۲۔ ومسلم: ۳۷۶.

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيمًا، وَكَانَ لَا يَأْتِيهِ أَحَدٌ إِلَّا وَعَدَهُ، وَأَنْجَزَ لَهُ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ، وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، وَجَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَأَخَذَ بِثَوْبِهِ فَقَالَ: إِنَّمَا بَقِيَ مِنْ حَاجَتِي يَسِيرَةٌ، وَأَخَافُ أَنْسَاهَا، فَقَامَ مَعَهُ حَتَّى فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ فَصَلَّى.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑے رحیم وشفیق تھے۔آپ کے پاس جو (سائل) بھی آتا (نہ ہونے کی صورت میں) اس سے وعدہ فرما لیتے اور اگر ہوتا تو اسے ضرور دیتے۔ایک دفعہ نماز کی اقامت ہوگئی تو آپ کے پاس دیہاتی آیا اور اس نے آپ کا پلو پکڑ لیا اور کہا: میرا بس تھوڑا سا کام رہ گیا ہے مجھے خدشہ ہے کہ پھر بھول نہ جاؤں اس لیے میری بات سن لیں۔آپ اس کے ساتھ کھڑے رہے حتی کہ اس نے اپنی بات پوری کر لی تو پھر آپ نے آ کر نماز پڑھائی۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ اہل عرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت اور حسن سلوک سے آگاہ تھے اور جانتے تھے کہ آپ دنیا کے بادشاہوں کی طرح متکبر نہیں ہیں اسی لیے اس دیہاتی نے اصرار کیا۔

(۲) اس میں آپ کی سخاوت کا ذکر ہے کہ اگر آپ کے پاس ہوتا تو عطا فرما دیتے اور ایسا اور بھی کئی سخی کرتے ہیں اور اگر نہ ہوتا تو آپ وعدہ فرما لیتے کہ جب آئے گا تو تمہیں دوں گا اور ایسا بہت کم لوگ کرتے ہیں۔یہ سخاوت کی اعلیٰ ترین قسم ہے۔

(۳) اس سے معلوم ہوا کہ اقامۃ اور جماعت کھڑی ہونے کے درمیان کسی ضرورت کی بنا پر وقفہ ہوسکتا ہے، البتہ بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(۴) عالم اگر کسی اہم کام میں کسی مصلحت کی خاطر مصروف ہو تو مقتدیوں کو اس کا ادب واحترام کرتے ہوئے انتظار کرنا چاہیے۔جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے جیسا کہ عموماً ہماری مساجد میں ہوتا ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نماز کے لیے اقامت ہو جانے کے بعد آپ ایک شخص سے اتنی دیر گفتگو کرتے رہے کہ آپ کے صحابہ اونگھنے لگے، پھر آپ نے نماز پڑھائی۔(صحیح البخاری، حدیث: ۶۲۹۲، مسلم، حدیث: ۳۶۷)

مساجد کے ذمہ داران اور نمازیوں کو اس حدیث پر غور کرنا چاہیے کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلیٰ امامت پر کھڑا ہونے والے کو وہ کیا مقام دیتے ہیں۔اور جو لوگ ایک دو منٹ امام کے لیٹ ہو جانے پر قیامت کھڑی کر دیتے ہیں انہیں بھی اپنا رویہ تبدیل کرنا چاہیے۔

279 - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ..........

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: مَا سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا فَقَالَ: لَا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جس بھی چیز کے متعلق سوال کیا گیا آپ نے نہ نہیں فرمایا۔

---

(۲۷۹) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب الأدب، باب حسن الخلق والسخاء وما یکره من البخل: ۶۰۳۴۔ ومسلم: ۲۳۱۱۔ انظر مختصر الشمائل: ۳۰۲.

فوائد و مسائل: ......(۱) مطلب یہ ہے کہ آپ کے پاس اگر موجود ہوتا تو آپ ضرور عنایت فرماتے کہیں سے ملنے کی امید ہوتی تو وعدہ فرما لیتے، ورنہ خاموشی اختیار فرما لیتے، البتہ یہ نہیں کہتے تھے کہ میں نہیں دوں گا۔ اس سے آپ کی دریا دلی کا انداز ہوتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ان دو پہاڑیوں کے درمیان چرنے والا بکریوں کا ریوڑ مجھے دے دیں تو آپ نے اسے دے دیا۔ وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا: لوگو مسلمان ہو جاؤ اللہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اس طرح دیتے ہیں کہ انہیں فقر و فاقہ کا ذرہ ڈر نہیں۔
(صحیح مسلم، حدیث: ۲۳۱۲)

(۲) ہر مسلمان اور خصوصاً دین کی طرف بلانے والوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم، کے نقش قدم پر چلنا چاہیے اور جود وسخا میں آپ کے اخلاق کی پیروی کرنی چاہیے۔

280 - حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ امْرَأَتَيْنِ أَجْوَدَ مِنْ عَائِشَةَ، وَأَسْمَاءَ، وَجُودُهُمَا مُخْتَلِفٌ، أَمَّا عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَجْمَعُ الشَّيْءَ إِلَى الشَّيْءِ، حَتَّى إِذَا كَانَ اجْتَمَعَ عِنْدَهَا قَسَمَتْ، وَأَمَّا أَسْمَاءُ فَكَانَتْ لَا تُمْسِكُ شَيْئًا لِغَدٍ.

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے عورتوں میں سے حضرت عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہما سے زیادہ سخی عورت نہیں دیکھی اور ان کی سخاوت کی کیفیت جدا جدا تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مال جمع کرتی تھیں جب ان کے پاس کچھ مال جمع ہو جاتا تو اسے خرچ کر دیتیں جبکہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کل کے لیے کچھ نہیں روکتی تھیں۔ (جو ہوتا خرچ کر دیتیں)

فوائد و مسائل: ......(۱) صدقہ اور عطیہ دینے کی نیت سے مال جمع کرنا سخاوت نفس ہی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ملنے والے کیونکہ زیادہ تھے اور بہت زیادہ لوگوں کی طرف سے انہیں عطیات آتے تھے اس لیے وہ مال جمع کرتیں جب اس قدر ہو جاتا کہ سب کو پورا آ جاتا تو خرچ کر دیتیں تا کہ کچھ لوگوں کو دینے اور کچھ کو نہ دینے سے کسی کی دل آزاری نہ ہو اور شاید حضرت اسماء اس لیے جو آتا خرچ کر دیتیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خصوصی نصیحت فرمائی تھی کہ

''خرچ کرو اور گن کر نہ دو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن کر دے گا اور جمع کر کے بخل کا مظاہرہ مت کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے روک لے گا۔'' (بخاری و مسلم)

اس لیے وہ صدقے کی نیت سے جمع کرنا بھی مناسب خیال نہ کرتی تھیں۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی عمل تھا کہ آئندہ کل کے لیے جمع نہیں کرتے تھے۔ (مختصر الشمائل، للألبانی، حدیث: ۳۰۴)

---

(۲۸۰) صحیح: أخرجه اللالکائی فی الاعتقاد: ۲۷۶۳۔ وابن عساکر فی تاریخه: ۶۹/ ۱۹.

(۲) اہل علم کی آراء اگر نصوص سے متصادم نہ ہوں تو مختلف ہونے کے باوجود بھی قابل احترام ہیں۔ حسب قدرت و طاقت کسی پر بھی عمل کیا جاسکتا ہے۔ (شرح صحيح الأدب المفرد)

137...... بَابُ الشُّحِّ بخل کی مذمت کا بیان

281 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ اللَّجْلَاجِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ عَبْدٍ أَبَدًا، وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ أَبَدًا))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی بندے کے پیٹ میں اللہ کی راہ میں پڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی اکٹھے نہیں ہوسکتے اسی طرح بخل اور ایمان بھی کسی بندے کے دل میں اکٹھے نہیں ہوسکتے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) بخل کی شدید ترین صورت کا نام شح ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک مال کو لالچ اور حرص کی بنا پر کسی کو نہ دینا شح کہلاتا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ بخل صرف مال میں ہوتا ہے جبکہ ''الشح'' مال اور دیگر معروف کاموں میں ہوتا ہے، یعنی کسی کے ساتھ مالی طور پر یا کسی اور طریقے سے بھی تعاون نہ کرنا شح کہلاتا ہے۔ (النہایۃ)

(۲) ایسا بخل جو واجبات کی تکمیل میں رکاوٹ ہو یا بندوں پر ظلم پر آمادہ کرے حرام ہے اور ایسے بخل کی صورت میں انسان کا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ مومن کے اندر یہ برائی نہیں ہوسکتی ہے کہ وہ اس قدر خودغرض ہو۔

(۳) اس میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی فضیلت بھی معلوم ہوئی کہ اللہ کی راہ میں گرد آلود ہونے والے قدم دوزخ میں نہیں جائیں گے۔

282 - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوسَى هُوَ أَبُو الْمُغِيرَةِ السُّلَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَالِبٍ هُوَ الْحُدَّانِيُّ............

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "خَصْلَتَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي مُؤْمِنٍ: الْبُخْلُ وَسُوءُ الْخُلُقِ"

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''کسی مومن میں دو خصلتیں اکٹھی نہیں ہوسکتیں، بخل اور بداخلاقی۔''

---

(۲۸۱) صحيح: أخرجه النسائي، الجهاد، فضل من عمل في سبيل الله على قدمه: ۳۱۱۲۔ وروى ابن ماجة شطره الاول: ۲۷۷۴۔ المشكاة: ۳۸۳۸.

(۲۸۲) ضعيف: أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في النحل: ۱۹۶۲۔ الضعيفة: ۱۱۱۹.

فائدہ: ......اس کی سند صدقہ بن موسیٰ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

283 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ، فَذَكَرُوا رَجُلًا، فَذَكَرُوا مِنْ خُلُقِهِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ قَطَعْتُمْ رَأْسَهُ أَكُنْتُمْ تَسْتَطِيعُونَ أَنْ تُعِيدُوهُ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَيَدُهُ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَرِجْلُهُ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَإِنَّكُمْ لَا تَسْتَطِيعُونَ أَنْ تُغَيِّرُوا خُلُقَهُ حَتَّى تُغَيِّرُوا خَلْقَهُ، إِنَّ النُّطْفَةَ لَتَسْتَقِرُّ فِي الرَّحِمِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، ثُمَّ تَنْحَدِرُ دَمًا، ثُمَّ تَكُونُ عَلَقَةً، ثُمَّ تَكُونُ مُضْغَةً، ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَكًا فَيَكْتُبُ رِزْقَهُ وَخُلُقَهُ، وَشَقِيًّا أَوْ سَعِيدًا.

حضرت عبداللہ بن ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے کہ انہوں نے ایک آدمی کا ذکر کیا تو اس کے اخلاق کی بھی بات کی تو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دیکھو! اگر تم اس کا سر کاٹ دو تو کیا اسے دوبارہ جوڑ سکتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے فرمایا: تو اس کا ہاتھ؟ وہ کہنے لگے: نہیں۔ انہوں نے فرمایا: اس کی ٹانگ؟ انہوں نے کہا: نہیں! ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم اس کی خلقت کو نہیں بدل سکتے تو اس کا اخلاق بھی نہیں بدل سکتے، بلاشبہ نطفہ رحم میں چالیس راتوں تک قرار پکڑتا ہے، پھر وہ خون کی شکل اختیار کر لیتا ہے، پھر علقہ (جما ہوا خون) بن جاتا ہے پھر گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کا رزق، اس کا اخلاق اور اس کا بدبخت یا سعادت مند ہونا لکھتا ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) بلاشبہ نطفہ رحم میں...... سے آخری تک بظاہر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے لیکن مرفوعاً بھی صحیح ثابت ہے۔

(۲) خیر و شر کا خالق حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن تقدیر کا سہارا لے کر برائی کے راستے پر چلنا اور یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے مقدر میں ایسے لکھا ہے ہرگز درست نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تمہیں عمل کرنے چاہئیں اللہ تعالیٰ نے جس کو جس کے لیے پیدا کیا ہے اسے اسی کی طرف توفیق ملتی ہے۔ خیر و شر کے دونوں راستے اللہ تعالیٰ نے بتا دیے ہیں اور شر والے راستے کو چھوڑنے کا حکم ہے۔

(۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے جب کسی آدمی کی بد اخلاقی کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس پر تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ تمہارا کام اصلاح کرنا ہے کسی کو بدلنا تمہارے اختیار میں نہیں۔ برے اور اچھے اخلاق کا

---

(۲۸۳) حسن الإسناد موقوفا لكن قوله (إن النطفة) ...... الخ في حكم المرفوع وقد صح مرفوعا۔ الإرواء: ۲۱۴۳۔ أخرجه الطبراني في الكبير: ۸۸۸٤۔ والبيهقي في القضاء والقدر: ٤۷۹۔ وابن بطة في الإبانة: ٤/ ۳۷.

فیصلہ ہو چکا ہے۔ یعنی اللہ کی تقدیر میں یہ بات پہلے سے طے ہو چکی ہے کہ وہ بد اخلاق ہوگا۔ لیکن اس تقدیر کا کسی کو علم نہیں اس لیے ہر شخص کو احکام الٰہی کی پابندی کرتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیے۔

(۴) تقدیر کے حوالے سے یہ ذہن میں رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ازلی علم کی بنیادی پر یہ لکھ دیا ہے کہ فلاں ایسا ہوگا، فلاں کو اتنا رزق ملے گا وغیرہ، اور ہمیں اس کے بارے میں نہیں بتایا۔ ایسا نہیں ہے کہ لکھ کر ہمارے اوپر تھوپ دیا گیا ہو۔ جو ہم کر رہے ہیں وہ لکھا ہوا ہے نہ کہ ہم لکھے ہوئے کے پابند ہیں بلکہ ہمیں خیر وشر کے دونوں راستے بتا دیے گئے خیر کو اختیار کرنے اور شر سے بچنے کا حکم ہے۔ جس طرح رزق کے بارے میں ہم تگ و دو کرتے ہیں۔ اچھا کاروبار کرتے ہیں، نقصان سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح اعمال کے بارے میں بھی کرنا چاہیے۔

138...... بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ إِذَا فَقِهُوا

دین کی سوجھ بوجھ رکھنے والے کے لیے حسن اخلاق

284 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ النُّمَيْرِيُّ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتِ ابْنِ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الْقَائِمِ بِاللَّيْلِ))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ آدمی اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے رات کو مسلسل قیام کرنے والے کا درجہ پالیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) شریعت میں جو کام قابل تعریف ہیں انہیں کرنا اور قابل مذمت کاموں کو ترک کرنا، برداشت کرنا، برائی کا بدلہ برائی سے نہ دینا، اپنے ساتھ زیادتی کرنے والے پر رحمت شفقت کرتے ہوئے ان کی ہدایت کی دعا کرنا، نیز لوگوں سے خندہ پیشانی سے پیش آنا حسن اخلاق ہے۔

(۲) رات کا قیام مجاہدہ نفس کے بغیر ممکن نہیں۔ رات کو قیام کرنے والا اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے جس کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ اسی طرح لوگوں سے حسن سلوک کرنے والا کئی لوگوں سے جہاد کرتا ہے اور ان کی تکالیف کو برداشت کرتا ہے تو گویا وہ درجات میں برابر ہیں۔

285 - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ..........

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو القاسم ﷺ

---

(۲۸۴) صحیح: أخرجه البخاری فی التاریخ الکبیر: ٤/ ٢٧٦۔ والحاکم: ١/ ٦٠۔ والمزی فی تهذیب الکمال: ١٣/ ٣٧۔ وابوداؤد: ٤٧٩٨۔ من حدیث عائشه نحوه، صحیح الترغیب: ٢٦٤٥۔ والصحیحة: ٧٩٤، ٧٩٥.

(۲۸۵) صحیح: أخرجه أحمد: ١٠٠٦٦۔ وابن حبان: ٩١۔ الصحیحة: ١٨٤٦.

يَقُولُ: ((خَيْرُكُمْ إِسْلَامًا أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا إِذَا فَقِهُوا)).

سے سنا، آپ نے فرمایا: ''اسلام کے اعتبار سے تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہوں جبکہ ان میں دین کی سوجھ بوجھ بھی ہو۔''

فائدہ: ......حسن اخلاق کے ساتھ اگر دین کی سوجھ بوجھ ہو اور انسان حسن اخلاق کا مظاہرہ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے کرے تو وہ حسن اخلاق دو آتشہ ہو جاتا ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے فقیہ کی تعریف یوں کی ہے:

''دنیا سے بے پروا اور آخرت کا طلب گار، دینی بصیرت رکھنے والا اور عبادت پر ہمیشگی اور دوام کرنے والا حقیقی فقیہ ہے۔'' (صحیح الادب المفرد)

286 - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ..........

حَدَّثَنِي ثَابِتُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَجَلَّ إِذَا جَلَسَ مَعَ الْقَوْمِ، وَلَا أَفْكَهَ فِي بَيْتِهِ، مِنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

حضرت ثابت بن عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے دوستوں کی مجلس میں پر وقار اور گھر میں مزاح کے ساتھ رہنے والا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی شخص نہیں دیکھا۔

فائدہ: ......دین کی سمجھ داری یہ ہے کہ انسان دوستوں کے ساتھ زیادہ بے تکلفی نہ برتے بلکہ وقار اور سنجیدگی کے ساتھ رہے تاکہ کوئی اس کے ساتھ فضول حرکت نہ کرے اور آدمی گناہ میں مبتلا نہ ہو اور گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان میں گھل مل کر رہنا چاہیے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں اس کے برعکس ہوتا ہے کہ دوستوں کی گالیاں بھی برداشت کر لی جاتیں ہیں اور گھر والوں کا مزاح بھی برداشت نہیں ہوتا۔

287 - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ..........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْأَدْيَانِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالَ: ((الْحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ))

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: اللہ عزوجل کو ادیان میں سے کون سا دین زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''حنیفیت جو آسان ہے۔''

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ سابقہ تمام ادیان میں سے اللہ تعالیٰ کو دین اسلام محبوب ہے جو دین حنیف ہے جس کے پیروکار ابراہیم علیہ السلام تھے اور جہاں تک دین اسلام کی خصال کا تعلق ہے تو اس کی تمام خصلتیں اللہ کو محبوب ہیں

---

(٢٨٦) صحيح: أخرجه ابن أبي شيبة: ٢٥٣٢٨ـ وابن أبي الدنيا في النفقة على العيال: ٥٧٠ـ والبيهقي في شعب الايمان: ١٠/ ٤٩٠.

(٢٨٧) حسن لغيره: أخرجه أحمد: ٢١٠٧ـ والطبراني في الكبير: ١١/ ١٨١ـ ومعمر بن راشد: ١١/ ١٩٤ـ وعبد بن حميد: ٥٦٩ـ والضياء في المختارة: ١١/ ٣٦٢ـ الصحيحة: ٨٨١.

لیکن آسانی والی خصلت اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے جیسا کہ ایک حدیث میں آپ کا فرمان ہے۔

((إِنَّ خَيْرَ دِيْنِكُمْ أَيْسَرُهُ))

''تمہارا پسندیدہ دین وہ ہے جو سب سے زیادہ آسان ہے۔'' (مسند احمد: ۳۲/۵)

یعنی بے جا شدت اور تکلیف مالا یطاق والا راستہ اختیار نہ کیا جائے بلکہ جن امور میں شریعت نے نرمی رکھی ہے ان میں نرمی کی جائے، تاہم احکام شریعت میں سستی اور حدود اللہ کی خلاف ورزی کے بارے نرم گوشہ آسانی نہیں بلکہ مداہنت ہے۔

288 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: أَرْبَعُ خِلَالٍ إِذَا أُعْطِيتَهُنَّ فَلَا يَضُرُّكَ مَا عُزِلَ عَنْكَ مِنَ الدُّنْيَا: حُسْنُ خَلِيقَةٍ، وَعَفَافُ طُعْمَةٍ، وَصِدْقُ حَدِيثٍ، وَحِفْظُ أَمَانَةٍ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: چار باتیں اگر تجھ کو مل جائیں تو اس کا کوئی نقصان نہیں کہ دنیا کی باقی چیزیں تجھ سے جاتی رہیں۔ حسن اخلاق، حلال کا کھانا، بات کا سچا ہونا اور امانت کی حفاظت کرنا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ حدیث مرفوعاً نبی ﷺ کے فرمان کے طور پر بھی ثابت ہے، دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة، حديث: ۷۳۳)

(۲) حسن اخلاق اور اچھی طبیعت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ اہل جنت کی اکثریت ان لوگوں کی ہوگی جو تقویٰ اور اچھے اخلاق کی وجہ سے جنت میں گئے ہوں گے۔

(مسند أحمد: ۲/ ۲۹۱، والصحيحه للألباني، ح: ۹۷۷)

(۳) اعمال و دعا کی قبولیت کا دارومدار رزق حلال پر ہے۔ حرام کھا کر کی گئی عبادات اللہ کی بارگاہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و رسل اور اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ رزق حلال کمائیں۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا جس میں قبولیت دعا کے تمام اسباب موجود ہوں لیکن رزق حرام کا ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آتا ہے۔ اس کا کھانا حرام، پینا حرام، اس کا لباس اور غذا حرام کی۔ اس کی دعا کیسے قبول ہو؟ گویا اچھے اعمال اسی وقت سود مند ہو سکتے ہیں جب رزق حلال ہو۔

(۴) اچھا اخلاق اور رزق حلال کمانا نیکی کے کام ہیں ان کی توفیق ملنا اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و احسان ہے اور سچائی اختیار کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرماتا ہے اور اللہ کے کاغذوں میں اسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔

---

(۲۸۸) صحيح موقوفا وصح مرفوعا: أخرجه أحمد: ٦٦٥٢۔ وابن المبارك في الزهد: ١٢٠٤۔ وابن وهب في جامعه: ٥٤٦۔ والخرائطي في مكارم الأخلاق: ٣١۔ والطبراني في الكبير: ١٣/ ٥٧۔ والبيهقي في شعب الايمان: ٦/ ٤٤٩۔ الصحيحة: ٧٣٣.

(۵) یہ مذکورہ سارے اعمال ہوں اور بندہ اللہ تعالیٰ یا بندوں سے خیانت کرنے والا ہو تو اس کے اعمال کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ارشاد نبوی ہے:

((لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ)) (صحيح الترغيب، حديث: ٣٠٠٤)

''جو امین نہ ہو اس کا کوئی ایمان نہیں۔''

اس لیے اللہ تعالیٰ نے جو احکام فرض کیے ہیں ان کے بجا لانے اور بندوں کے حقوق کے ادا کرنے میں امانت داری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

یوں اس حدیث میں اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق کو جمع کر دیا گیا ہے۔ اگر انسان اسے ادا کرتا ہے تو اس کی فلاح و کامیابی کے لیے یہی کافی ہے۔

289 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ............

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَدْرُونَ مَا أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّارَ؟)) قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: "الْأَجْوَفَانِ: الْفَرْجُ وَالْفَمُ، وَأَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ الْجَنَّةَ؟ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم جانتے ہو لوگوں کو کیا چیز زیادہ آگ میں لے جائے گی؟'' لوگوں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ نے فرمایا: ''دو کھوکھلی چیزیں شرم گاہ اور منہ، اور جو لوگوں کے لیے سب سے زیادہ دخول جنت کا باعث ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور حسن اخلاق ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) آپ نے سوالیہ انداز اس لیے اختیار کیا کہ لوگوں کو یہ بات راسخ ہو جائے اور وہ مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

(۲) زبان کا معاملہ نہایت حساس ہے۔ لوگوں کی اکثریت جہنم میں اسی زبان کی کارستانیوں کی وجہ سے جائے گی۔ آپ نے زبان پر کنٹرول کو اخروی نجات کی بنیاد قرار دیا ہے۔ آپ نے زبان کو جب تمام امور کی اساس قرار دیا تو سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو تعجب ہوا اور بارگاہ نبوی میں عرض کیا:

((وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟))

''اور کیا کلام پر بھی ہمارا مؤاخذہ ہو جائے گا؟''

آپ نے فرمایا:

((ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ أَوْ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا

(٢٨٩) حسن: أخرجه ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر الذنوب: ٤٢٤٦ ـ الصحيحة: ٩٧٧.

حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ)) (جامع الترمذی، الایمان، حدیث: ۲٦١٦)

''اے معاذ! تیری ماں تجھے گم پائے لوگوں کو جہنم میں اوندھے منہ ان کی زبانوں کی کارستانیاں ہی تو گرائیں گی۔

اسی طرح دوسرا بڑا سبب انسان کی شہوات ہیں جو دوزخ میں لے جائیں گی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بدکاری اور اس کے عوامل سے دور رہنے کا حکم دیا ہے اور یہ اتنا شدید گناہ ہے کہ اگر کوئی شادی شدہ اس کا مرتکب ہو تو اسے رجم کرنے کا حکم ہے اور اگر توبہ نصوح نہ کی اور حد بھی نہ لگی تو آخرت میں جہنم کی سزا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے کامیاب ہونے والے مومنوں کی یہ صفت بتائی ہے کہ وہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور جو شخص قدرت رکھتے ہوئے محض اللہ تعالیٰ کے ڈر سے بدکاری ترک کر دے اللہ تعالیٰ نے اسے روز قیامت اپنے عرش کا سایہ عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

(۳) دخول جنت کے لیے ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق ادا کرنے والا ہو۔ تقویٰ ہوگا تو انسان اللہ تعالیٰ کے حقوق کی پاسداری کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کو بجا لائے گا اور حسن خلق سے اشارہ ہے کہ وہ بندوں کے ساتھ حسن معاملہ کرنے والا اور ان کے حقوق ادا کرنے والا ہے۔ گویا یہ دونوں صفات پہلی جہنم والی دوصفات کے برعکس ہیں۔

زبان کی حفاظت نہیں ہوگی تو دوزخ اور اگر ہوگی تو وہ حسن اخلاق ہے جو دخول جنت کا باعث ہے۔ شرمگاہ کی حفاظت نہ کرنے والا تقوے سے عاری ہے اس لیے اس کا انجام دوزخ ہے اور اگر تقویٰ ہے تو پھر جنت آسان ہو جائے گی۔

290 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَلِيلِ بْنُ عَطِيَّةَ، عَنْ شَهْرٍ............

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ: قَامَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْلَةً يُصَلِّي، فَجَعَلَ يَبْكِي وَيَقُولُ: اللّٰهُمَّ أَحْسَنْتَ خَلْقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي، حَتَّى أَصْبَحَ، قُلْتُ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ، مَا كَانَ دُعَاؤُكَ مُنْذُ اللَّيْلَةِ إِلَّا فِي حُسْنِ الْخُلُقِ؟ فَقَالَ: يَا أُمَّ الدَّرْدَاءِ، إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ يَحْسُنُ خُلُقُهُ، حَتَّى يُدْخِلَهُ حُسْنُ خُلُقِهِ

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے رات کو اٹھ کر نماز پڑھی تو رونے لگے اور کہہ رہے تھے: اے اللہ تو نے میری شکل وصورت اچھی بنائی ہے تو اخلاق بھی اچھا کر دے۔ صبح تک یہی دعا کرتے رہے۔ میں نے عرض کیا: اے ابو درداء! آپ رات بھر حسن اخلاق ہی کی دعا کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: ام درداء! مسلمان بندے کا اخلاق اگر اچھا ہوگا تو اس کا اخلاق اسے جنت میں

---

(۲۹۰) ضعيف الإسناد لضعف شهر لكن الدعاء بتحسين الخلق صحيح۔ الإرواء: ۷٤۔ رواه أحمد فى الزهد: ۷۵۳۔ والبيهقى فى الشعب: ۱۱/ ٦٢۔ وابن عساكر فى تاريخه: ٤٧، ١٥٦.

الْـجَنَّةَ، وَيَسُوْءُ خُلُقُهُ، حَتَّى يُدْخِلَهُ سُوءُ خُـلُقِهِ النَّارَ، وَالْعَبْدُ الْمُسْلِمُ يُغْفَرُ لَهُ وَهُوَ نَـائِـمٌ، قُلْتُ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ، كَيْفَ يُغْفَرُ لَهُ وَهُـوَ نَـائِـمٌ؟ قَـالَ: يَـقُـومُ أَخُوهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَـجْتَهِـدُ فَيَـدْعُو اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَيَسْتَجِيبُ لَهُ، وَيَدْعُو لِأَخِيهِ فَيَسْتَجِيبُ لَهُ فِيهِ

داخل کر دے گا اور اگر اخلاق برا ہوگا تو وہ اسے آگ میں داخل کرے گا۔ اور مسلمان بندہ سویا ہوتا ہے تو اسے معاف کر دیا جاتا ہے۔ میں نے کہا: اے ابو درداء! سوئے ہوئے کو کیسے معاف کر دیا جاتا ہے؟ انہوں نے کہا: اس کا بھائی رات کو اٹھ کر تہجد پڑھتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے اور وہ اپنے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو اس کی اپنے بھائی کے بارے میں کی گئی دعا بھی قبول ہوتی ہے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند شہر بن حوشب کی وجہ سے ضعیف ہے، تاہم حسن اخلاق کی دعا کرنا صحیح ہے جیسا کہ ارواء الغلیل میں ہے۔ (الارواء، حدیث: ۷۴) اسی طرح دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ کسی مسلمان کے لیے اس کی عدم موجودگی میں کی گئی دعا جلدی قبول ہوتی ہے۔

291 - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ...........

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّمَ وَجَـاءَتِ الْأَعْـرَابُ، نَـاسٌ كَثِيرٌ مِنْ هَاهُنَا وَهَاهُنَا، فَسَـكَـتَ الـنَّـاسُ لَا يَتَـكَـلَّمُونَ غَيْرَهُمْ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَعَلَيْنَا حَرَجٌ فِي كَذَا وَكَذَا؟ فِي أَشْيَاءَ مِنْ أُمُورِ النَّاسِ، لَا بَأْسَ بِهَـا، فَـقَـالَ: ((يَـا عِبَـادَ اللّٰهِ، وَضَعَ اللّٰهُ الْـحَـرَجَ، إِلَّا امْـرَءًا اقْتَرَضَ امْرَءًا ظُلْمًا فَذَاكَ الَّذِي حَرِجَ وَهَلَكَ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ الـلّٰـهِ، أَنَتَـدَاوَى؟ قَالَ: ((نَعَمْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ تَدَاوَوْا، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَـعَ لَهُ شِفَاءً، غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ))، قَالُوا:

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (حج کے موقعہ پر) موجود تھا اور دیہاتی آئے۔ بہت سارے لوگ اس طرف سے اور بہت سے اس طرف سے۔ لوگ خاموش ہوگئے اور ان کے علاوہ کوئی بات نہیں کر رہا تھا۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا فلاں فلاں کام کرنے میں کوئی گناہ ہے؟ انہوں نے لوگوں کے بہت سے ایسے امور کا ذکر کیا جن کے کرنے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے حرج اور تنگی دور کر دی ہے، البتہ جس نے ظلماً کسی کا گوشت کھایا تو وہ حرج میں رہا اور ہلاک ہوا'' انہوں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم دوا استعمال کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اے اللہ کے بندو! علاج معالجہ کراؤ بلاشبہ اللہ عزوجل نے جو بیماری نازل کی ہے

(۲۹۱) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الطب باب الرجل يتداوى: ۳۸۵۵، ۲۰۱۵۔ والترمذى: ۲۰۳۸۔ وابن ماجة: ۳۴۳۶۔ انظر التعليقات الحسان: ۱/ ۴۷۰.

وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الْهَرَمُ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا خَيْرُ مَا أُعْطِيَ الْإِنْسَانُ؟ قَالَ: ((خُلُقٌ حَسَنٌ))

اس کی دوا بھی اتاری ہے، سوائے ایک بیماری کے۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سی بیماری ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بڑھاپا۔'' انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انسان کو سب سے بہتر اور اچھی چیز کون سی عطا کی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اچھا اخلاق۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) لوگوں کی خاموشی کی وجہ شاید یہ تھی کہ انہیں نبی ﷺ سے سوال کرنے سے روکا گیا تھا جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اکرم ﷺ سے سوال کرنے سے منع کر دیا گیا تو ہم یہ خواہش کرتے کہ کوئی سمجھ دار دیہاتی آئے اور آپ سے سوال کرے تاکہ ہمیں دین کے مسائل معلوم ہوں۔
(صحیح مسلم، الایمان، حدیث:۱۲)

(۲) یہ حجۃ الوداع کا موقع تھا اور مختلف اطراف سے لوگ آ رہے تھے۔ انہوں نے معاشرتی مسائل دریافت فرمائے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تنگی ختم کر دی ہے اور دین اسلام نہایت آسان ہے تاہم حرج اور ہلاکت والا کام یہ ہے کہ دوسرے کی غیبت کر کے اس کا گوشت کھایا جائے۔ اس نوعیت کا ظلم انسان کو تباہ کر دیتا ہے۔ اتنے سارے دیگر گناہوں کو چھوڑ کر غیبت کا ذکر کرنے میں شاید یہ حکمت ہے کہ غیبت تمام معاشرتی برائیوں کی جڑ ہے۔ اسی کی وجہ سے قطع رحمی ہوتی ہے حتی کہ غیبت قتل و غارت کا سبب بھی بن جاتی ہے۔ یہ چیز دیہاتوں میں اور خصوصاً اس معاشرے میں بکثرت تھی جس کی آپ نے نشان دہی فرمائی۔

(۳) دوائی استعمال کرنا بظاہر توکل کے منافی معلوم ہوتا ہے اس لیے انہوں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے نہ صرف اجازت دی بلکہ ترغیب دی کہ علاج معالجہ ضرور کرنا چاہیے اور بلاوجہ اذیت نہیں اٹھانی چاہیے اور آپ نے خود علاج کروایا بھی ہے جیسا کہ احد کے موقعہ پر مرہم پٹی کروائی۔ دوائی کا استعمال توکل کے منافی نہیں کیونکہ اسباب کو بروئے کار لانا عین توکل ہے۔ البتہ حرام سے علاج کروانے سے ہر صورت گریز کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حرام چیز میں شفا نہیں رکھی۔ آپ نے بتایا کہ ہر مرض کا علاج اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے۔ انسان اس تک رسائی حاصل نہ کر سکے تو یہ اس کی کم فہمی ہے۔ تاہم کسی بیماری کا علاج دم میں ہوتا ہے اور کسی کا صدقہ و خیرات میں اور کسی کا دعا میں، لیکن ہم ان ذرائع کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

(۴) آخری جملے کا تعلق ترجمۃ الباب سے ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ سے جو کچھ بھی ملتا ہے ان سے سب سے بہتر حسن اخلاق ہے کیونکہ اس کی وجہ سے لوگوں کی اکثریت جنت میں جائے گی اس لیے اپنے اخلاق و کردار کو عمدہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

292 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ..........

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ، حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ جِبْرِيلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، يَعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ، فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور تمام اوقات میں سب سے زیادہ سخی اس وقت ہوتے جب رمضان میں جبریل امین آپ سے ملتے اور جبریل علیہ السلام آپ کو رمضان کی ہر رات میں ملتے اور رسول اللہ ﷺ سے قرآن کا دور فرماتے۔ اور جب جبریل آپ سے ملتے تو آپ تیز ہوا سے بھی زیادہ سخاوت کرتے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ افضل ایام میں کثرت سے صدقہ وخیرات کرنا چاہیے۔ خصوصاً رمضان میں عام دنوں سے زیادہ صدقہ کرنا چاہیے۔

(۲) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا ہے: نیک وصالح لوگوں سے مل بیٹھنا، ان کی زیارت کرنا اور اگر وہ ناپسند نہ کریں تو بار بار ملنا مسنون ہے۔

(۳) سخاوت کی تعریف یہ ہے کہ جس قدر دینا ممکن ہو اور جس کو دینا ممکن ہو دے دینا، اور رسول اکرم ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے کیونکہ آپ کا دل سب سے زیادہ سخی تھا، پھر جبریل کی ملاقات کی خوشی میں جبکہ وہ قرآن کا دور کرتے یہ خوشی دو بالا ہو جاتی اور آپ پہلے سے زیادہ سخاوت کرتے۔ اور ایسا کرنا حسن اخلاق کی دلیل ہے۔

(۴) اس سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک میں تفہیم قرآن کی خصوصی مجالس کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ نیکی کے ماحول سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکے۔

(۵) اس حدیث میں قرآن مجید کا دور کرنے اور اسے یاد کرنے کی ترغیب ہے۔

293 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ..........

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۲۹۲) صحیح: أخرجه البخاري، كتاب الصوم، باب أجود ما كان النبي ﷺ يكون في رمضان: ۱۹۰۲۔ ومسلم: ۲۳۰۸۔ والنسائي: ۲۰۹۵.

(۲۹۳) صحیح: أخرجه مسلم، كتاب المساقاة: ۳۰، ۱۵۶۱۔ والترمذي: ۱۳۰۷.

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "حُوسِبَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مِنَ الْخَيْرِ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ رَجُلًا يُخَالِطُ النَّاسَ وَكَانَ مُوسِرًا، فَكَانَ يَأْمُرُ غِلْمَانَهُ أَنْ يَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُعْسِرِ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: فَنَحْنُ أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْهُ، فَتَجَاوَزَ عَنْهُ".

نے فرمایا: ''تم سے پہلے والے لوگوں میں سے ایک آدمی کا حساب لیا گیا تو اس کے نامہ اعمال میں اس کے سوا کوئی نیکی نہیں تھی کہ وہ لوگوں سے میل جول رکھتا تھا اور خوشحال تھا، چنانچہ وہ اپنے نوکروں چاکروں کو حکم دیتا کہ تنگ دست سے تجاوز کرو۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ہم اس کی نسبت اس (عفو و درگزر) کے زیادہ حق دار ہیں اس لیے اس نے اسے معاف کر دیا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ واقعہ بنی اسرائیل کا ہے جسے رسول اکرم ﷺ نے بیان کیا ہے اس لیے اب اس کو حدیث کا درجہ حاصل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اخلاقی اقدار شروع سے ایک جیسی ہی ہیں کہ جو کام بنی اسرائیل میں باعث نجات تھا وہ ہمارے ہاں بھی باعث مغفرت ہے۔

(۲) جو شخص موحد اور مسلمان ہے اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نیکی قبول کر کے بھی معاف کر سکتا ہے اس لیے نیکی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ انسانوں سے درگزر کرنا اور ان کے ساتھ نرمی اور آسانی کا معاملہ کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ ایسا کرنے والے انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ روز قیامت نرمی کا معاملہ کرے گا۔ ایک حدیث میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ قَبْلَ أَنْ يَحِلَّ الدَّيْنُ، فَإِذَا حَلَّ الدَّيْنُ فَأَنْظَرَهُ فَلَهُ بِكُلِ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ))

''جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو قرض کی واپسی کی مقرر تاریخ تک اسے ہر روز اتنے صدقے کا ثواب ہوگا (جتنی رقم ہے) اور ادائیگی کے وقت کے بعد جس نے مہلت دی اسے ہر روز دوگنا صدقے کا ثواب ہوگا۔'' (مسند احمد: ۵/۳۵۱)

294 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ، عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ جَدِّي............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: ((تَقْوَى اللّٰهِ، وَحُسْنُ الْخُلُقِ))، قَالَ: وَمَا أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّارَ؟ قَالَ: "الْأَجْوَفَانِ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا: جنت میں سب سے زیادہ کیا چیز داخل کرے گی؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کا تقویٰ اور حسن اخلاق۔'' سائل نے پوچھا: جہنم میں جانے کا کیا چیز زیادہ باعث بنے گی؟ آپ

(۲۹٤) حسن: تقدم تخريجه برقم: ۲۸۹.

الْفَمُ وَالْفَرْجُ". نے فرمایا: ''دو کھوکھلی چیزیں، منہ اور شرمگاہ۔''

فائدہ: ......دیکھیے حدیث: ۲۸۹ کے فوائد و مسائل۔

295 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ، عَنْ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ نَوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ؟ قَالَ: ((الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ))

حضرت نواس بن سمعان انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا: ''نیکی حسن اخلاق کا نام ہے، اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تو ناپسند کرے کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) برّ سے مراد اطاعت کے وہ تمام کام جو اللہ کے قریب کر دیں اور اس میں والدین کی خدمت بھی داخل ہے، اسی طرح تمام فرائض اور نوافل کو بقدر استطاعت بجالانا۔ گویا حسن اخلاق مذکورہ بالا تمام صفات کے مجموعے کا نام ہے۔ اس لیے لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق اور خالق کو فراموش کرنے والا حسن اخلاق والا کہلوانے کا حق دار نہیں ہوسکتا۔

(۲) اس حدیث میں معرفت گناہ کے دو طریقے بیان ہوئے ہیں۔

ا۔ انسان اگر سلیم الفطرت ہے اور اس پر شہوات کا غلبہ نہیں ہے اور گناہ کر کے اس کا دل مردہ نہیں ہو چکا تو جس کام کے کرنے پر اسے ملال ہو یا دل میں کھٹکا ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ کام گناہ کا کام ہے۔

۲۔ طبعی طور پر انسان چاہتا ہے کہ اس کی اچھائی لوگوں پر ظاہر ہو اور گناہ یا عیب کے کام میں اس کے برعکس انسان یہ پسند کرتا ہے کہ لوگ مطلع نہ ہوں اس لیے گناہ کی دوسری علامت یہ ہے کہ جس کام کو انسان لوگوں سے چھپانا پسند کرے وہ بھی گناہ ہے بشرطیکہ وہ چھپانا اس کے عیب کی وجہ سے ہو کوئی دوسری وجہ نہ ہو۔

(۳) ابن رجب رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ مومن پر حق اور باطل خلط ملط نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے نور بصیرت کی وجہ سے انہیں پہچان لیتا ہے کہ حق کو اس کا دل قبول کرتا ہے اور باطل سے نفرت۔

(۴) یہ اس صورت میں جب کسی معاملے میں قرآن وسنت کا واضح حکم نہ ہو، البتہ جب واضح حکم آجائے تو اسے تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اس میں کراہت یا پسند کا عمل دخل نہیں۔ طبعی کراہت کی وجہ سے کسی مباح کام کو چھوڑا تو جاسکتا ہے لیکن اسے حرام قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اسی طرح قرآن وسنت کی رو سے ایک کام اگر ناجائز ہے تو وہ ناجائز ہی رہے

(۲۹۵) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة والاداب: ۱۵، ۲۵۵۳۔ والترمذی: ۲۳۸۹.

گا خواہ لوگ اس کے جواز کا فتویٰ ہی کیوں نہ دیں۔

139...... بَابُ الْبُخْلِ بخل کی مذمت کا بیان

296 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ، عَنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ..........

حَدَّثَنَا جَابِرٌ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ سَيِّدُكُمْ يَا بَنِي سَلِمَةَ؟)) قُلْنَا: جُدُّ بْنُ قَيْسٍ، عَلَى أَنَّا نُبَخِّلُهُ، قَالَ: ((وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَى مِنَ الْبُخْلِ؟ بَلْ سَيِّدُكُمْ عَمْرُو بْنُ الْجَمُوحِ))، وَكَانَ عَمْرٌو عَلَى أَصْنَامِهِمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ يُولِمُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَزَوَّجَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنوسلمہ! تمہارا سردار کون ہے؟'' ہم نے عرض کیا: جد بن قیس اگرچہ ہم اسے بخیل سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: 'بخل سے بڑی بھی کوئی بیماری ہے؟ بلکہ تمہارے سردار عمرو بن جموح ہیں۔'' اور عمرو بن جموح زمانہ جاہلیت میں ان کے بتوں کے نگران تھے۔ بعد ازاں جب نبی ﷺ شادی کرتے تو وہ آپ کی طرف سے ولیمے کا انتظام کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اہل عرب کے ہاں سرداری نظام رائج تھا۔ ہر قبیلے کا ایک لیڈر اور قائد ہوتا، لوگ جس کی اطاعت کرتے اور اس کے حکم سے انحراف کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا خواہ وہ غلط حکم دے۔ لیکن وہ اپنا قائد اسے منتخب کرتے جو عمدہ صفات کا مالک ہوتا۔ گھٹیا اور کمینہ شخص سیادت کا اہل ہرگز نہ ہوتا جیسا کہ ہمارے ہاں ہے۔ بنوسلمہ سے رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے کہا: جد بن قیس ہے، تاہم اس میں کمزوری ہے کہ وہ بخیل ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یہ کوئی معمولی کمزوری نہیں بلکہ بہت بڑی بیماری ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کوئی شخص سردار کہلانے کا اہل ہرگز نہیں ہوسکتا کیونکہ بخیل سے کسی کی خیر خواہی کی توقع کرنا ہی بے معنی بات ہے۔

(۲) آپ نے فرمایا کہ تمہارے حقیقی سردار عمرو بن جموح ہیں۔ یہ بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، بعد ازاں بدر میں شریک ہوئے اور احد میں شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔ کیونکہ وہ سخی اور فیاض ہیں اور قائد کی بنیادی خوبیوں میں یہ بات شامل ہے کہ وہ جود و سخا سے متصف ہو۔

(۳) اس سے معلوم ہوا کہ ولیمے میں کسی دوسرے سے معاونت لی جاسکتی ہے اور مکمل ولیمہ بھی کوئی دوسرا شخص کرسکتا ہے۔

(۲۹٦) صحیح: الروض النضیر: ٤٨٤۔ أخرجه بتمامه أبو الشیخ فی الامثال: ٩٢۔ والبیهقی فی الشعب: ١٣/ ٢٨٩۔ وأبو نعیم فی معرفة الصحابة: ٤/ ١٩٨٦.

297 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ..........

حَدَّثَنَا وَرَّادٌ كَاتِبُ الْمُغِيرَةِ قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنِ اكْتُبْ إِلَيَّ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْمُغِيرَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهَى عَنْ قِيلَ وَقَالَ، وَإِضَاعَةِ الْمَالِ، وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ، وَعَنْ مَنْعٍ وَهَاتِ، وَعُقُوقِ الْأُمَّهَاتِ، وَعَنْ وَأْدِ الْبَنَاتِ

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ کے سیکرٹری وراد سے روایت ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ مجھے کوئی ایسی حدیث لکھ بھیجو جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو تو سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے لکھا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیل وقال سے منع کرتے تھے، مال ضائع کرنے، کثرت سوال سے روکتے تھے، نیز خود روک لینے اور لوگوں سے خرچ کرنے کے مطالبے، ماؤں کی نافرمانی اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے سے بھی منع کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ روایت اس سے قبل رقم: ۱۶ کے تحت گزر چکی ہے، تاہم صرف اس میں کثرت سوال، قیل وقال اور اضاعت مال کا ذکر تھا۔ وہاں اس کے تفصیلی فوائد گزر چکے ہیں۔

(۲) منع وہات کا مطلب یہ ہے کہ جو اس پر واجب ہے اس کو ادا نہ کرنا اور روک لینا، یعنی بخل سے کام لینا اور جو اس کا حق نہیں بنتا اس کا بھی مطالبہ کرنا، یعنی دوسروں کے واجب حقوق کو بھی فراموش کر دینا اور اپنے مستحبات کو بھی یاد رکھنا۔ یہ بخل کی بدترین مثال ہے۔

298 - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ..........

سَمِعْتُ جَابِرًا: مَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ: لَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی کوئی چیز طلب کی گئی آپ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میں نہیں دوں گا۔

فائدہ: ...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم بخل کی مذموم صفت سے مبرا تھے بلکہ فقیری میں شہنشاہی کی مثال تھے۔ گھر میں نہ ہوتا تو ادھار لے کر دیتے یا آئندہ آنے کا کہہ دیتے۔ نفی میں جواب نہ دیتے۔ (تفصیلی فوائد کے لیے دیکھیے، حدیث: ۲۷۹)

140...... بَابُ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلْمَرْءِ الصَّالِحِ

اچھا مال اچھے آدمی کے لیے

299 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ..........

سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ

(۲۹۷) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الرقاق، باب ما يكره من قيل وقال: ٦٤٧٣ـ ومسلم: ٥٩٣.

(۲۹۸) صحيح: تقدم تخريجه برقم: ٢٧٩.

(۲۹۹) صحيح: أخرجه أحمد: ١٧٨٠٢ـ وأبو يعلى: ٧٣٣٦ـ وابن حبان: ٣٢١٠ـ والحاكم: ٢/ ٢٣٦ـ والطبراني في الأوسط: ٣٢١٣.

الـنَّبِـيُّ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنِی أَنْ آخُـذَ عَـلَـیَّ ثِـيَـابِـی وَسِلَاحِی ، ثُمَّ آتِيَهِ ، فَـفَـعَـلْتُ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ ، فَصَعَّدَ إِلَیَّ الْبَصَرَ ثُمَّ طَأْطَأَ ، ثُمَّ قَالَ: ((يَا عَمْرُو ، إِنِّی أُرِيـدُ أَنْ أَبْعَثَكَ عَلَی جَيْشٍ فَيُغْنِمَكَ اللّٰهُ ، وَأَرْغَـبُ لَكَ رَغْبَةً مِـنَ الْمَالِ صَالِحَةً)) ، قُـلْـتُ: إِنِّی لَمْ أُسْلِمْ رَغْبَةً فِی الْمَالِ ، إِنَّمَا أَسْـلَـمْـتُ رَغْبَةً فِـی الْـإِسْلَامِ فَـأَكُونُ مَعَ رَسُـولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ: ((يَـا عَـمْـرُو ، نِـعْـمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلْمَرْءِ الصَّالِحِ))

نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ جنگی لباس پہن کر اور اسلحہ لگا کر آپ کے پاس آؤ۔ چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا۔ جب میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ وضو کر رہے تھے۔ آپ نے مجھے نظر اٹھا کر دیکھا، اور سر جھکا لیا۔ پھر فرمایا: ”اے عمرو! میں چاہتا ہوں کہ تجھے ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجوں اور اللہ تعالیٰ تجھے غنیمت عطا کرے۔ میں تیرے لیے اچھے مال کی رغبت رکھتا ہوں۔“ میں نے عرض کیا: میں مال کی غرض سے اسلام نہیں لایا۔ میں تو صرف دین اسلام کی چاہت رکھتے ہوئے اسلام لایا ہوں تاکہ اللہ کے رسول کا ساتھ نصیب ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے عمرو! اچھا مال نیک آدمی کے لیے اچھی چیز ہے۔“

فوائد و مسائل: ......(۱) جنگی لباس اور اسلحہ وغیرہ کا استعمال توکل کے منافی نہیں ہے۔ اسی طرح کسی متوقع بیماری یا مصیبت سے بچاؤ کی تدابیر کی جائیں تو جائز ہیں جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو اسلحہ لگا کر آنے کا حکم دیا تھا۔

(۲) مال غنیمت عمدہ اور پاکیزہ مال ہے اور اس کی تمنا کرنا جائز ہے۔

(۳) بغیر لالچ اور حرص کے اگر مال مل جائے تو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ وہ بابرکت مال ہے، تاہم اسلام، جہاد اور دینی امور سرانجام دینے میں اگر مقصد صرف مال کا حصول یا دیگر مادی فوائد ہوں تو وہ تباہ کن ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

یہ مال بڑا میٹھا ہے۔ جس نے اس کو جائز طریقے سے کمایا اور اس کے جائز مصارف میں خرچ کیا تو یہ بہت اچھا معاون ہے اور جس نے اسے ناحق لیا وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔

یعنی استغناء نفس ہو اور انسان مال کا حریص اور لالچی نہ ہو تو مال کمانا یا رکھنا جائز ہے۔

(۴) اس حدیث سے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی معلوم ہوئی کہ وہ صادق الاسلام تھے۔ کسی دنیاوی غرض کی خاطر انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا جیسا کہ بعض بدطینت افراد کا نظریہ ہے۔ نبی ﷺ کے تمام صحابہ دنیا سے اسی طرح بے نیاز تھے۔ وہ فاقوں میں بھی شکوہ زبان پر نہ لاتے تھے۔

141...... بَابُ مَنْ أَصْبَحَ آمِنًا فِي سِرْبِهِ

جوشخص اپنے نفس اور اہل وعیال میں امن کی حالت میں صبح کرے

300 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُومٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي شُمَيْلَةَ الْأَنْصَارِيِّ الْقُبَائِيِّ..........

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِحْصَنٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَصْبَحَ آمِنًا فِي سِرْبِهِ، مُعَافًى فِي جَسَدِهِ، عِنْدَهُ طَعَامُ يَوْمِهِ، فَكَأَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا))

حضرت عبیداللہ بن محصن انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جوشخص صبح اس حال میں کرے کہ وہ اپنے اور اہل وعیال کے بارے میں بےخوف ہو، جسمانی طور پر عافیت میں ہو، ایک دن کا کھانا بھی اس کے پاس ہوتو وہ ایسے ہے جیسے وہ ساری دنیا کا مالک ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) انسان کی ساری محنت اور کوشش کا محور روٹی کپڑا اور مکان ہے اور مزید یہ ہے کہ اسے کسی قسم کا خوف نہ ہو۔ کوئی شخص ایک وقت میں دو ٹائم کا کھانا نہیں کھا سکتا، ایک سے زیادہ جوڑا زیب تن نہیں کرسکتا اور ایک ہی چارپائی یا بیڈ پر سوسکتا ہے۔ یہ انسان کی کل کائنات ہے لیکن وہ نہ جانے کیا کچھ کرتا ہے اور لامتناہی زندگی سے سرمو انحراف کرتا رہتا ہے حالانکہ ان کٹھن مراحل سے گزرنے کے لیے زیادہ ساز وسامان کی ضرورت ہے۔

(۲) جب بنیادی ضرورتیں پوری ہوں اور انسان مصائب وآلام سے بھی بےخطر ہوتو اسے اللہ کا شکر بجالانا چاہے کیونکہ مالی اور جسمانی عافیت کے ساتھ ضرورت پوری ہو جائے تو دنیا کی تمام نعمتیں انسان کو حاصل ہوگئیں۔ کیونکہ بہت مال والا انسان بھی ایک روز میں اتنا کچھ ہی استعمال کرتا ہے۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زہد وقناعت کا درس دیا ہے کہ اگر بنیادی ضرورت پوری ہوتو انسان کو اللہ کا شکر بجالانا چاہیے۔ خوب سے خوب تر کا کوئی کنارہ نہیں اور ابن آدم کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھرتی ہے۔

142...... بَابُ طِيبِ النَّفْسِ

طیب نفس کا بیان

301 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ الْأَسْلَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ الْجُهَنِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ..........

(۳۰۰) حسن: أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٥/ ٣٧٢۔ بالإسناد نفسه والترمذي: ٢٣٤٦۔ وابن ماجه: ٤١٤١۔ الصحيحة: ١٧٤.

(۳۰۱) صحيح: أخرجه ابن ماجه، كتاب التجارات، باب الحض على المكاسب: ٢١٤١۔ الصحيحة: ١٧٤.

عَـنْ عَـمِّهِ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَيْهِمْ وَعَلَيْهِ أَثَرُ غُسْلٍ ، وَهُوَ طَيِّـبُ النَّفْسِ ، فَظَنَنَّا أَنَّهُ أَلَمَّ بِأَهْلِهِ ، فَقُلْنَا: يَـا رَسُـولَ الـلّٰهِ ، نَرَاكَ طَيِّبَ النَّفْسِ؟ قَالَ: ((أَجَلْ ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ)) ، ثُمَّ ذُكِرَ الْغِنَى ، فَـقَـالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِالْغِنَى لِمَنِ اتَّقَى ، وَالصِّحَّةُ لِـمَنِ اتَّقَى خَيْرٌ مِنَ الْغِنَى ، وَطِيبُ النَّفْسِ مِنَ النِّعَمِ))

حضرت عبیدہ بن عبدالحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو آپ پر غسل کے اثرات تھے اور آپ بڑے خوش تھے۔ہم نے سمجھا کہ آپ اپنی اہلیہ سے تعلقات قائم کر کے آئے ہیں تو ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آج آپ بڑے خوش وخرم دکھائی دے رہے ہیں آپ نے فرمایا: ''الحمد للہ ایسے ہی ہے۔'' پھر غنا اور خوشحالی کا ذکر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تقویٰ کے ساتھ مالداری میں کوئی حرج نہیں اور متقی آدمی کے لیے صحت مالداری سے زیادہ بہتر ہے اور طیب نفس اللہ کی نعمتوں میں سے ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) دلی مسرت اور شادمانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ کیونکہ انسان زندگی میں دنیا کے لیے جتنی کوشش کرتا ہے وہ دلی تسکین کے لیے کرتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے۔

((اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ))

''اے اللہ! میں حزن وملال اور غم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

شادی بھی اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں میں سے ہے جس سے طیب نفس اور دلی سکون حاصل ہوتا ہے، نیز اس سے نگاہ جھک جاتی ہے اور یہ نصف ایمان ہے اس لیے نوجوانوں کو شادی میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔

(۲) تقوے کے بغیر مال ہلاکت اور تباہی ہے لیکن مال کے ساتھ ساتھ پرہیز گاری ہو تو یہ فقیری سے افضل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مال آزمائش ہے اور متقی اس پر پورا اترتا ہے اور جو آزمائش میں کامیاب ہو وہ اس سے بہتر ہے جسے آزمایا ہی نہ گیا ہو۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ سلف کے دور میں مال ناپسندیدہ چیز تھی اب تو وہ مومن کے لیے ڈھال ہے اور فرماتے کہ اگر آج ہمارے پاس مال نہ ہو تو یہ بادشاہ ہمیں ٹشو پیپر بنالیں۔ حقیقت یہی ہے کہ آج اہل دین خصوصاً علماء جن کو اللہ تعالیٰ نے مالی وسائل دیے ہیں وہ زیادہ احسن طریقے سے فریضہ تبلیغ سرانجام دیتے ہیں اور لوگ بھی ان کی بات توجہ سے سنتے ہیں۔ جو لوگ مالداروں کے رحم وکرم پر زندگی گزارتے ہیں وہ حق بات بھی نہیں بتا سکتے۔

(۳) صحت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ مال نہ ہو لیکن صحت ہو تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاسکتی ہے لیکن صحت نہ ہو اور مال ہو بھی تو انسان عاجز رہتا ہے۔ اس لیے صحت کا خیال رکھنا ضروری ہے اور مضر صحت اشیاء سے اجتناب ضروری ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ جسے ایمان، صحت اور مال سب کچھ دے اور وہ اس کے تقاضوں کو پورا کرے تو اس

سے زیادہ خوش نصیب کون ہے؟

302 - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ، عَنْ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ؟ فَقَالَ: ((الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ))

حضرت نواس بن سمعان انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''نیکی حسن اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تو ناپسند کرے کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔''

فائدہ: ......دیکھیے، حدیث: ۲۹۵ کے فوائد۔

303 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ..........

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ، وَأَجْوَدَ النَّاسِ، وَأَشْجَعَ النَّاسِ، وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ، فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ إِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُولُ: ((لَنْ تُرَاعُوا، لَنْ تُرَاعُوا))، وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ، مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ، وَفِي عُنُقِهِ السَّيْفُ، فَقَالَ: ((لَقَدْ وَجَدْتُهُ بَحْرًا، أَوْ إِنَّهُ لَبَحْرٌ))

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت، سب لوگوں سے زیادہ سخی اور بہادر تھے۔ ایک رات اہل مدینہ خوفزدہ ہوئے تو لوگ آواز کی جانب چلے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے سے آتا دیکھا، آپ لوگوں سے پہلے اکیلے ہی اس جانب چلے گئے جس طرف سے آواز آئی تھی، آپ فرما رہے تھے: ''ڈرنے کی کوئی بات نہیں، خوف زدہ مت ہو۔'' آپ ابوطلحہ کے گھوڑے پر بغیر زین کے سوار تھے اور آپ کے گلے میں تلوار تھی۔ پھر آپ نے فرمایا: ''میں نے اس گھوڑے کو سمندر (کی طرح تیز رفتار) پایا ہے'' یا ''وہ تو یقیناً سمندر ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جملہ خصال حمیدہ کے مالک تھے۔ حسن و جمال، جود وسخا اور بہادری ہر چیز میں آپ کو کمال حاصل تھا اور جس میں یہ صفات حمیدہ ہوں وہ طیب نفس کا مالک ہوگا۔

---

(۳۰۲) صحيح: انظر الحديث: ۲۹۵.

(۳۰۳) صحيح: اخرجه البخاري، كتاب الأدب، باب حسن الخلق والسخاء......: ۶۰۳۳۔ ومسلم: ۲۳۰۷۔ والترمذي: ۱۶۸۷۔ وابن ماجه: ۲۷۷۲.

(۲) خطرناک آواز سن کر آپ کا اکیلے ہی اس طرف چلے جانا آپ کی کمال شجاعت و بہادری کی دلیل ہے۔ ورنہ ایسے مواقع پر لوگ حتی بڑے بڑے بہادر بھی گھبرا جاتے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نہایت بیدار مغز اور حالات وظروف سے خبردار رہتے تھے اور کسی قسم کی غفلت کا مظاہرہ نہیں کرتے تھے۔

(۳) اس سے معلوم ہوا کہ ہنگامی صورت حال میں جو اسلحہ یا سواری ہاتھ آئے اس کا استعمال جائز ہے۔

(۴) سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ گھوڑا سستی میں مشہور تھا لیکن رسول اکرم ﷺ کی برکت سے اس کی سستی جاتی رہی اور وہ تمام گھوڑوں سے تیز ہو گیا حتی کہ بعد میں کوئی گھوڑا اس کا مقابلہ نہیں کرتا تھا۔

(۵) اس میں رسول اکرم ﷺ کے عظیم معجزے کا بیان ہے۔

304 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ، إِنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ، وَأَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءِ أَخِيكَ))

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نیکی صدقہ ہے اور یہ بھی نیکی ہے کہ تو اپنے بھائی کو خندہ پیشانی سے ملے اور تو اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں ڈالے یہ بھی نیکی ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) نیکی کی راہیں بہت زیادہ ہیں۔ اہل ذوق اپنی اپنی ہمت کے مطابق ان راہوں کو اختیار کرتے ہیں۔ ان میں سے کسی راہ کو بھی حقیر خیال نہیں کرنا چاہیے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْـئًا)) (صحيح مسلم، البر والصلة، ح: ٢٦٢٦)

''کسی بھی نیکی کو کم تر مت سمجھو۔''

کوئی شخص جتنا بھی عاجز اور بے بس ہو مسکرانا تو اس کے لیے ممکن ہے اس لیے اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ کوئی بھلائی نہیں کر سکتا تو کم از کم مسکرا کر خندہ پیشانی سے مل ہی لے، یہ بھی اس کی نیکی شمار ہوگی۔

(۲) خوش مزاجی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور یہ طیب نفس میں سے ہے۔ خوش مزاج دوسروں کو مل کر بھی خوشی دیتا ہے جبکہ بدمزاج اور ہر وقت تیوری چڑھائے رکھنے والا انسان نہ چاہتے ہوئے بھی لوگوں کی پریشانی کا باعث بنتا ہے۔

(۳) اپنے ڈول سے دوسرے کے ڈول میں پانی ڈالنے پر کچھ خرچ نہیں ہوتا اور دوسرا مسلمان خوش ہو جاتا ہے اور مسلمان کو خوش کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ ضرورت مند کی معمولی ضرورت پوری کرنا بھی نیکی ہے۔ پانی کے حوض پر کھڑا آدمی اپنی باری پر پانی خود حاصل کر لے گا لیکن اگر اس کو چند لمحے پہلے پانی مل گیا تو وہ خوش ہو جائے گا اور دینے والی کی نیکی لکھی جائے گی۔

(٣٠٤) حسن: اخرجه الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في طلاقة الوجه: ١٩٧٠ـ وأحمد: ١٤٨٧٧ـ صحيح الترغيب: ٢٦٨٤.

143...... بَابُ مَا يَجِبُ مِنْ عَوْنِ الْمَلْهُوفِ

لاچار اور مجبور انسان کی مدد کرنا واجب ہے

305 - حَدَّثَنَا الْأُوَيْسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ............

عَنْ أَبِي ذَرٍّ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((إِيمَانٌ بِاللّٰهِ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ)) ، قَالَ: فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَغْلَاهَا ثَمَنًا، وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا)) ، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَسْتَطِعْ بَعْضَ الْعَمَلِ؟ قَالَ: ((تُعِينُ ضَائِعًا، أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ)) ، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ ضَعُفْتُ؟ قَالَ: ((تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُهَا عَلَى نَفْسِكَ))

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سے اعمال سب سے بہتر ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔“ سائل نے کہا: کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جو زیادہ قیمتی ہو اور مالکوں کی نظر میں سب سے اچھا ہو۔“ سائل نے کہا: اگر میں بعض اعمال نہ کرسکوں تو آپ کے خیال میں کیا کرنا چاہیے؟ آپ نے فرمایا: ”تم کسی ایسے شخص کی معاونت کرو جو ضائع ہو رہا ہو یا تو کسی بے وقوف کا کام کر دے۔“ سائل نے کہا: اگر میں یہ کام کرنے سے بھی عاجز ہوں تو؟ آپ نے فرمایا: ”لوگوں کو تکلیف دینے سے باز رہو تو یہ بھی صدقہ ہے جو تو اپنی جان پر صدقہ کرے گا۔“

فائدہ: ......خودغرضی اس معاشرے کا سب سے مہلک مرض ہے۔ ہر شخص کی سوچ ذاتی فائدے تک محدود ہے جو معاشرے کے لیے زہر قاتل ہے۔ دنیا میں وہ معاشرے اور افراد کبھی چین سے زندہ نہیں رہتے جنھوں نے صرف اپنے لیے جینا سیکھا ہو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں یہ تعلیم دی ہے کہ دوسروں کے کام آنا سیکھو۔ اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی کے بعد یہ سب سے بڑی نیکی ہے۔ وہ مالی معاونت ہو یا ہو جسمانی۔ ہم دونوں حوالے سے مجموعی طور پر خودغرض ہو چکے ہیں۔ مال دار فرض زکاۃ دے کر ...... اور وہ بھی بہت تھوڑے لوگ ہیں ...... یہ سمجھتا ہے کہ اس نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے حالانکہ بجھتے چولہوں کو جلانا اور بے سہارا، مجبور اور لاچار لوگوں کی مدد کرنا بھی فرض ہے اور اس میں کوتاہی بھی قابل مؤاخذہ ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۲۲۰ کے فوائد۔

306 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ، سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ............

---

(٣٠٥) صحيح: انظر الحديث: ٢٢٠. (٣٠٦) صحيح: انظر الحديث: ٢٢٥.

عَـنْ جَـدِّى، عَـنِ الـنَّبِـيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ قَالَ: ((عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ))، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: ((فَلْيَعْمَلْ، فَلْيَنْفَعْ نَفْسَهُ، وَلْيَتَصَدَّقْ))، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ لَـمْ يَسْتَطِعْ، أَوْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: ((لِيُعِنْ ذَا الْـحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ))، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ لَـمْ يَسْتَـطِـعْ أَوْ لَـمْ يَـفْعَلْ؟ قَالَ: ((فَلْيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ))، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَـمْ يَـفْـعَـلْ؟ قَالَ: ((يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا لَهُ صَدَقَةٌ)).

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''ہر مسلمان پر (ہر روز) صدقہ کرنا ضروری ہے۔'' عرض کیا: اگر وہ صدقہ نہ کرسکتا ہو تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ محنت مزدوری کرے، خود کو بھی نفع پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔'' عرض کیا: بتایئے اگر وہ ایسا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا نہ کرے تو؟ آپ نے فرمایا: ''کسی لاچار ضرورت مند کی معاونت کر دے۔'' سائل نے عرض کیا: بتایئے اگر وہ اس کی استطاعت بھی نہ رکھے یا ایسا نہ کرے تو؟ آپ نے فرمایا: ''اسے چاہیے کہ نیکی کا حکم دے۔'' عرض کیا: اگر وہ اس کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو یا ایسا بھی نہ کرے تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: ''گناہ اور شر پہنچانے سے باز رہے تو یہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔''

فــائـده: ......انسان دو طرح سے مکلّف ہے۔ مأمورات کا پابند اور منہیات سے باز رہنے کا مکلّف۔ جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے اگر ان میں سے کوئی کار خیر نہیں کرسکتا تو اللہ کی منع کردہ چیزوں کے قریب ہی نہ جائے۔ اس کے لیے تو اسے کوئی محنت نہیں کرنا پڑتی۔ اگر وہ ایسا کرلے گا تو خیر کے کاموں میں جو کوتاہی اس سے ہوئی اس کا ازالہ ہو جائے گا۔ یاد رہے کہ فرائض کی باز پرس بہرحال ہوگی۔

مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۲۲۶۔

144...... بَابُ مَنْ دَعَا اللّٰهَ أَنْ يُحَسِّنَ خُلُقَهُ

اللہ تعالیٰ سے اچھے اخلاق کی دعا کرنے کا بیان

307 – حَـدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادِ ابْنِ أَنْعَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ التَّنُوخِيِّ..........

عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكْثِرُ أَنْ يَدْعُوَ:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں

(۳۰۷) ضعیف: أخرجه الطبرانی فی الدعاءِ: ۱٤۰٦۔ والبزار: ۳۱۸۷۔ والخرائطی فی مکارم الاخلاق: ۱/ ۷۱۔ والبیهقی فی الشعب: ۱۱/ ٦۰۔ انظر المشکاة: ۲۵۰۰۔ التحقیق الثانی.

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الصِّحَّةَ، وَالْعِفَّةَ، وَالْأَمَانَةَ، وَحُسْنَ الْخُلُقِ، وَالرِّضَا بِالْقَدَرِ".

تجھ سے صحت کا سوال کرتا ہوں، پاک دامنی، امانت اور حسن اخلاق کی التجا کرتا ہوں اور تقدیر پر راضی رہنے کا سوالی ہوں۔"

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم ان تمام امور کا سوال یا فضیلت دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

308 - حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ..........

عَنْ يَزِيدَ بْنِ بَابَنُوسَ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْنَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، مَا كَانَ خُلُقُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ، تَقْرَؤُونَ سُورَةَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَتِ: اقْرَأْ: ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ﴾ [المؤمنون: 1]، قَالَ يَزِيدُ: فَقَرَأْتُ: ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ﴾ [المؤمنون: 1] إِلَى ﴿لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ﴾ [المؤمنون: 5]، قَالَتْ: هَكَذَا كَانَ خُلُقُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یزید بن بابنوس سے روایت ہے کہ ہم ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ام المومنین! رسول اللہ ﷺ کا اخلاق کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: آپ کا اخلاق قرآن تھا۔ تم نے سورت مومنون پڑھی ہے؟ پھر فرمایا: پڑھو! "یقیناً مومن فلاح پا گئے......" یزید کہتے ہیں میں نے پڑھا: مومن فلاح پا گئے...... اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے ہیں" تک۔ انہوں نے فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کا اخلاق تھا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس روایت کی سند یزید کی وجہ سے ضعیف ہے، تاہم اس کا پہلا حصہ (كَانَ خُلُقُه الْقُرآنَ) ایک دوسری سند سے صحیح مسلم وغیرہ میں موجود ہے۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۷۴۶)

(۲) "آپ کا اخلاق قرآن تھا" اس کے کئی مفہوم علماء نے بیان کیے ہیں:

- قرآن نے جن اخلاق حمیدہ کا ذکر کیا ہے رسول اکرم ﷺ ان سے متصف تھے، یعنی قرآن نے جن اعلیٰ اوصاف کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے آپ ان سے متصف تھے۔
- آپ قرآن کے اوامر کو بجا لانے والے اور اس کی منہیات سے رکنے والے تھے۔ گویا کوئی شخص تلاوت کلام کے دوران اس کے اوامر ونواہی پر غور کرے، ان کے عامل کا جو نقشہ ذہن میں بنے وہ آپ کا اخلاق ہے۔
- آپ کے اخلاق کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۳۰۸) ضعیف: رواه النسائي في الكبرى: ١٠/ ١٩٣ـ والحاكم: ٢/ ٤٢٦ـ والبيهقي في الدلائل: ١/ ٣٠٩ـ وأبو الشيخ في أخلاق النبي ﷺ: ١/ ١٢٤.

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (القلم: ٤)
''آپ عظیم اخلاق کے مالک ہیں۔''

(۳) صحابۂ کرام امہات المومنین سے علمی استفادہ کرتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ کسی عالمہ سے کوئی مرد بھی پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ شرعی حدود کی پاسداری کی جائے اور فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔

(۴) اس سے قرآن کی قدر و منزلت کا پتہ چلتا ہے، نیز یہ کہ وہ علم و عمل کے لیے نازل ہوا ہے کہ اس کے اوامر و نواہی کے مطابق خود کو ڈھالا جائے۔ اس لیے ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خود کو قرآن کے مطابق ڈھالنا چاہیے۔

(۵) حدیث کا باب سے تعلق اس طرح ہے کہ آپ نے حسن اخلاق کی دعا کی جیسا کہ دیگر روایات میں مروی ہے: ((اللّٰهم كما حَسَّنْتَ خَلْقِي فحَسِّن خُلُقِي)) (الارواء حدیث: ٧٤) تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کا اخلاق قرآن مجید بنا دیا۔ اس لیے جو آپ کی اقتدا کرنا چاہتا ہے اسے حسن اخلاق کی دعا کرنی چاہیے اور عملی کوشش کرنی چاہیے۔

145...... بَابُ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ

مومن بہت طعن کرنے والا نہیں ہوتا

309 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الْفُدَيْكِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ............

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: مَا سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ لَاعِنًا أَحَدًا قَطُّ، لَيْسَ إِنْسَانًا وَكَانَ سَالِمٌ يَقُولُ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَكُونَ لَعَّانًا))

حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ کو سوائے ایک آدمی کے کسی پر کبھی لعنت کرتے نہیں سنا۔ اور سالم کہا کرتے تھے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کے شایان شان نہیں کہ کثرت سے لعن طعن کرے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) کسی کو مذمت یا غیبت وغیرہ کے ذریعے سے بے عزت کرنا طعن کہلاتا ہے۔ کبھی ایسا ممکن ہے کہ مومن بندہ بھی غصے میں کسی پر طعن کر دے لیکن یہ اس کی عادت نہیں بن سکتی۔ اگر کسی کا یہ وصف ظاہر ہے تو اسے اپنے بارے میں نفاق سے ڈرنا چاہیے کیونکہ یہ ایسا کبیرہ گناہ ہے جو انسان کو منافق بنا دیتا ہے۔

(۲) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اتباع رسول میں ضرب المثل تھے۔ ہر معاملے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی فرض لازم سمجھتے۔ لوگوں پر لعن طعن کے حوالے سے بھی وہ حد درجہ محتاط تھے کہ صرف ایک بار ان سے غصے میں یہ فعل سرزد ہوا

---

(٣٠٩) حسن صحيح: أخرجه المرفوع منه الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في اللعن والطعن: ٢٠١٩ـ وأخرجه بتمامه الروياني في مسنده: ١٤٤٥ـ والحاكم: ١/ ١١٠ـ والبيهقي في الشعب الايمان: ٤٧٩٢ـ انظر الصحيحة: ٢٦٣٦.

ورنہ انہوں نے کسی پر لعن طعن نہیں کیا۔ وہ اس طرح کہ اپنے ایک خادم پر ناراض ہوئے تو اسے غصے میں کہا کہ تجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ لیکن اس پر بھی ندامت کی اور بیہقی وغیرہ کی روایت میں ہے کہ پھر اس غلام کو آزاد کر دیا۔(الصحیحه للألبانی: ٦/١٣٥، حدیث: ٢٦٣٦)

310 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَزَارِيُّ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ مُبَشِّرٍ الْأَنْصَارِيِّ..........

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ، وَلَا الصَّيَّاحَ فِي الْأَسْوَاقِ)).

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ فحش گو، فحش گوئی اختیار کرنے والے اور بازاروں میں چیخنے والے کو پسند نہیں کرتا۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، یعنی اس سیاق سے صحیح نہیں ہے، تاہم دونوں جملے مختلف صحیح احادیث میں وارد ہیں جس سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں طرح کے لوگ اللہ کے ہاں ناپسندیدہ ہیں۔ پہلا حصہ اس طرح مروی ہے:
اِن اللّٰه یبغض الفاحش والمتفحش ''اللہ تعالیٰ فحش گو اور فحش گوئی اختیار کرنے والے سے بغض رکھتا ہے۔''
(مسند احمد: ۲/۱۶۲)

جبکہ دوسرا حصہ اس طرح ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((إِنَّ اللّٰهُ يُبْغِضُ كُلَّ جَعْظَرِيٍّ جَواظٍ، سَخّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، جِيفَةٌ بِاللَّيْلِ حِمَارٌ بِالنَّهَارِ، عَالِمٌ بِأَمْرِ الدُّنْيَا، جَاهِلٌ بِأَمْرِ الْأَخِرَةِ.))
''اللہ تعالیٰ ہر بد مزاج متکبر، بخیل، بازاروں میں چیخ و پکار کرنے والے سے بغض رکھتا ہے جو رات کو مردار بن کر پڑا رہتا ہے اور دن کو گدھے کی طرح کام کرتا ہے۔ دنیا کے سارے معاملات کا ماہر اور آخرت کے معاملات سے بالکل جاہل ہو۔''(الصحیحة للألبانی، حدیث: ١٩٥)

311 - وَعَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ..........

عَـنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ يَهُودًا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَعَلَيْكُمْ، وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ، وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ، قَالَ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: تم پر موت آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اور تم پر موت آئے، اللہ کی لعنت ہو تم پر اور اس کا غضب ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ا عائشہ! نرمی

(٣١٠) ضعیف: الارواء: ٢١٣٣۔ أخرجه ابن ابی الدنیا فی الصمت: ٣٣٧۔ وأبو یعلی کما فی المطالب العالیه: ٧/ ٣٤٦.
(٣١١) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب الأدب، باب لم یکن النبی ﷺ فاحشا ولا متفاحشا: ٦٠٣٠۔ ومسلم: ٢١٦٥، ٢١٦٦.

((مَهْلًا يَـا عَـائِشَةُ ، عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ ، وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ)) ، قَالَتْ: أَوَ لَمْ تَسْمَعْ مَـا قَـالُـوا؟ قَالَ: ((أَوَ لَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ؟ رَدَدْتُ عَـلَيْهِمْ ، فَيُسْتَجَابُ لِي فِيهِمْ ، وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ))

اختیار کر، سختی اور بدکلامی سے بچ۔'' اس نے کہا: آپ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ''جو میں نے جواب دیا ہے وہ تم نے نہیں سنا؟ میں نے ان پر انہی کے کلمات لوٹا دیے ہیں۔ پھر میری دعا ان کے خلاف قبول ہوتی ہے اور ان کی میرے بارے میں قبول نہیں ہوتی۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) یہودی بدفطرت قوم ہے اور ان کا رویہ انبیاء علیہم السلام سے ہمیشہ گستاخانہ رہا اسی خباثت کا مظاہرہ وہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ بھی کرتے تھے لیکن نبی ﷺ بڑی شستگی سے جواب دیتے اور ان کے رویے کو نظر انداز کر دیتے تاکہ مقصد بھی پورا ہو جائے اور زبان بدکلامی سے بھی محفوظ رہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حیا دار آدمی گالم گلوچ میں کمینے کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ وہ انداز ہی اختیار کر سکتا ہے۔ مذکورہ حدیث میں جس واقعہ کی طرف اشارہ ہے آپ نے اس میں بڑے احسن انداز میں جواب دے دیا۔ اس لیے جب ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایمانی غیرت کے پیش نظر انہیں برا بھلا کہا تو آپ نے انہیں سمجھایا کہ نرمی اختیار کرو کیونکہ نرمی ہی سے انسان میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔

(۲) عصر حاضر میں علماء اور دین دار لوگوں کے لیے یہ حدیث مشعل راہ ہے کہ انہیں بدکردار لوگوں سے الجھنے کے بجائے درگزر سے کام لینا چاہیے۔

(۳) کسی کی بدکلامی کا بدلہ لینا جائز ہے لیکن اس میں فحش گوئی نہیں ہونی چاہیے۔

(۴) کافر یا فاسق کی وہ بددعا جو وہ کسی مسلمان کے خلاف کرتا ہے اور اس کا باعث مسلمان کی دینداری ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی بددعا قبول نہیں کرتا، تاہم اس کے برعکس مسلمان کی دعا قبول ہوتی ہے۔

312 - حَـدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ ، عَنْ أَبِيهِ............

عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ ، وَلَا اللَّعَانِ ، وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيءِ))

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''مومن بہت زیادہ لعن طعن کرنے والا بدکردار اور فحش گو نہیں ہوتا۔''

فائدہ: ......مومن کے لیے بری مثال نہیں ہے کہ اس میں کوئی ایسا وصف نمایاں ہو جو اس کے کردار اور اخلاق کو گہنا دے۔ وہ اپنی اصلاح کی کوشش کرتا ہے۔ کسی پر کیچڑ نہیں اچھالتا اور اپنے قول و فعل میں محتاط ہوتا ہے۔ وہ صبر و تحمل

(۳۱۲) صحیح: أخرجه الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی اللعنة: ۱۹۷۷۔ انظر صحیح موارد الظمان: ۴۳۔ الصحیحة: ۳۲۰.

کے ساتھ ساتھ اپنی زبان کی بھی حفاظت کرتا ہے۔

313 - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَنْبَغِي لِذِي الْوَجْهَيْنِ أَنْ يَكُونَ أَمِينًا))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دو چہروں والا اس لائق نہیں کہ اسے امانت دار سمجھا جائے۔''

فائدہ: ......اس سے مراد وہ شخص ہے جو دو مخالف افراد یا گروہوں میں سے ہر ایک سے اس طرح ملتا ہے کہ وہ اس کا دوست ہے۔ اس طرح ہر ایک کے راز کی باتیں دوسروں کو بتاتا ہے اور اس طرح خیانت کر کے ہر ایک سے مفاد حاصل کرتا ہے۔ ایسا شخص اس لائق نہیں کہ اس پر اعتماد کیا جائے۔ قرآن مجید میں منافقوں کا کردار یہی بیان ہوا ہے۔ ہماری زبان میں ایسے شخص کو ابن الوقت کہا جاتا ہے۔

314 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: ((الْأَمُ أَخْلَاقِ الْمُؤْمِنِ الْفُحْشُ))

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مومن کے اخلاق کا سب سے زیادہ گھٹیا پن اور کمینگی فحش گوئی ہے۔

بدزبانی انسان کی شخصیت کی تمام خوبیوں کو سبوتاژ کر دیتی ہے حتی کہ اس کے ایمان کے لیے بھی زہر قاتل ہے۔ ایمان دار کے لیے اس سے برا کوئی کردار نہیں کہ وہ بدزبان اور فحش گو ہو، یعنی مومن کو فحش سے اجتناب کرنا چاہیے۔

315 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ............

سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، يَقُولُ: لُعِنَ اللَّعَّانُونَ "قَالَ مَرْوَانُ الَّذِينَ يَلْعَنُونَ النَّاسَ".

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: بہت زیادہ لعنت کرنے والے خود ملعون ہیں۔ مروان بن معاویہ نے کہا: وہ جو لوگوں پر لعنت کرتے ہیں۔

فائدہ: ......اس کی سند محمد بن عبید کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔

---

(٣١٣) حسن صحيح: أخرجه أحمد: ٧٨٩٠۔ والخرائطي في اعتلال القلوب: ٣٧٥۔ والبيهقي في الاداب: ٣٠٥۔ وابن أبي الدنيا في الصمت: ١٤٥۔ انظر الصحيحة: ٣١٩٧.

(٣١٤) صحيح: أخرجه ابن ابي الدنيا في الصمت: ٣٢٥۔ وابن أبي شيبة: ٢٥٣٢٦۔ والطبراني في الكبير: ٩/١٠٧.

(٣١٥) ضعيف.

146...... بَابُ اللَّعَّان بہت زیادہ لعنت کرنے کی مذمت

316 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ............

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللَّعَّانِينَ لَا يَكُونُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَاءَ، وَلَا شُفَعَاءَ))

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کثرت سے لعنت کرنے والے روز قیامت نہ گواہی دے سکیں گے اور نہ شفاعت کرنے کے حق دار ہوں گے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) لعنت کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے بارے میں یہ دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کر دے۔ مومن کے شایان شان نہیں کہ وہ کسی کے لیے اس طرح کی دعا کرے کیونکہ مسلمان تو ایک دوسرے پر رحم کرنے والا اور نیکی میں تعاون کرنے والا ہوتا ہے اور مسلمان بھائی کے لیے وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لیے پسند کرے۔ اور اپنے لیے کوئی بھی شخص اللہ کی رحمت سے دوری نہیں چاہتا۔

(۲) روز قیامت اہل ایمان اس بات کی گواہی دیں گے کہ پہلے انبیاء اور رسولوں نے اپنی اپنی امتوں کو اللہ کا پیغام پہنچایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی گواہی قبول فرمائے گا۔ یہ امت محمدیہ کے لیے بہت بڑا اعزاز ہوگا لیکن کثرت سے لعن طعن کرنے والا اس اعزاز سے محروم رہے گا اور اسے اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ گواہی دے۔

(۳) قیامت والے دن انبیاء، صدیقین، قرآن، فرشتوں وغیرہ کے علاوہ مومن بھی اپنے ان مسلمان بھائیوں کی سفارش کریں گے جو کسی گناہ کی وجہ سے دوزخ میں چلے گئے، أعاذنا الله منه۔ اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت قبول فرما کر ان کی عزت افزائی فرمائے گا لیکن دنیا میں مسلمان پر کثرت سے لعنت کرنے والا اگر جنت میں چلا گیا تو بھی کسی کی سفارش نہیں کر سکے گا۔ گویا اسے یہ باور کروایا جائے گا کہ دنیا میں تو لوگوں کے لیے اللہ کی رحمت سے دوری کی دعائیں کرتا تھا تو اب تجھے اس کی رحمت طلب کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

317 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَنْبَغِي لِلصِّدِّيقِ أَنْ يَكُونَ لَعَّانًا))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صدیق کے یہ شایان شان نہیں کہ وہ کثرت سے لعنت کرے۔''

فائدہ: ...... جو شخص اپنے عمل سے اپنے قول کی تصدیق کرے اسے صدیق کہا جاتا ہے۔ نبوت کے بعد صدیقیت کا درجہ ہے۔ اس حدیث میں صدیق سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق ہیں جنہوں نے اپنے غلام پر لعنت کی تو

---

(٣١٦) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة والأدب: ٨٥، ٨٦، ٢٥٩٨ـ وأبو داؤد: ٤٩٠٧.

(٣١٧) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة: ٨٤، ٢٥٩٧.

نبی ﷺ نے یہ تنبیہ فرمائی۔ یاد رہے کہ صدیق معصوم نہیں ہوتا ہے اور نہ ایک آدھ دفعہ لعنت کرنے سے درجہ صدیقیت سے نکلتا ہے کیونکہ حدیث میں صراحت ہے کہ جو کثرت سے ایسا کرے وہ اس لائق نہیں کہ صدیق کہلوائے۔ بشری کمزوری کے تحت کبھی کبھار زبان سے لعنت کا لفظ نکل جائے تو یہ صدیقیت کے منافی نہیں اسی طرح اس شخص پر لعنت کرنا جائز ہے جسے قرآن وحدیث میں ملعون قرار دیا گیا ہو۔

318 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ..........

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: مَا تَلَاعَنَ قَوْمٌ قَطُّ إِلَّا حُقَّ عَلَيْهِمُ اللَّعْنَةُ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جو لوگ ایک دوسرے پر لعنت کرتے تو ان پر لعنت ضرور واجب ہو جاتی ہے۔

فائدہ: ...... جب کوئی شخص لعنت کرتا ہے تو اس کی لعنت آسمانوں کی طرف جاتی ہے تو اسے واپس بھیجا جاتا ہے تو وہ اس شخص پر جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہوتی ہے۔ اگر وہ لعنت کا مستحق ہو تو اس پر واقع ہو جاتی ہے، بصورت دیگر وہ لعنت کرنے والے پر پڑ جاتی ہے۔ اس لیے جو لوگ ایک دوسرے پر لعنت کرتے ہیں تو ان میں سے کوئی ضرور اس کا اہل قرار پاتا ہے۔

147...... بَابُ مَنْ لَعَنَ عَبْدَهُ فَأَعْتَقَهُ

جو اپنے غلام پر لعنت کرے تو اس کو آزاد کر دے

319 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ..........

أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ لَعَنَ بَعْضَ رَقِيقِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ، اللَّعَّانِينَ وَالصِّدِّيقِينَ؟ كَلَّا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ))، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَأَعْتَقَ أَبُو بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ بَعْضَ رَقِيقِهِ، ثُمَّ جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَا أَعُودُ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے کسی غلام پر لعنت کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر! کیا صدیق بھی لعنت کرتا ہے! ہرگز نہیں رب کعبہ کی قسم۔'' آپ نے یہ بات دو یا تین بار دہرائی۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس دن اپنے کئی غلام آزاد کر دیے پھر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: دوبارہ میں کبھی لعنت نہیں کروں گا۔

---

(٣١٨) صحيح: أخرجه معمر فى جامعه: ١٩٥٣٥۔ وابن أبى شيبة: ٣٧٣٤١۔ ونعيم بن حماد فى الفتن: ٦/ ٦٦٧۔ والبيهقى فى شعب الايمان: ٥١٥٩۔ وأبو نعيم فى الحلية: ١/ ٢٧٩.

(٣١٩) صحيح: الترغيب: ٣/ ٢٨٦۔ أخرجه البيهقى فى شعب الايمان: ٥١٥٤.

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ اپنے قریبی دوستوں کو اللہ کی ناراضی والا کام کرنے پر فوراً ٹوکنا چاہیے، خصوصاً جب وہ کام ان کے منصب کے منافی ہو۔

(۲) غلطی اور گناہ ہو جائے تو اس سے فوراً توبہ کر لینی چاہیے۔ اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور وہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اسی طرح صدقہ و خیرات بھی قبولیت توبہ میں معاون ہوسکتا ہے۔

(۳) باب سے تعلق اس طرح ہے کہ ممکن ہے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی غلام کو آزاد کیا ہو اور زیادہ امکان یہی ہے۔ اس لیے جس غلام پر آدمی لعنت کرے تو اس کو کفارے کے طور پر آزاد کرنا مستحسن امر ہے۔

(۴) اگر کوئی شخص سواری وغیرہ پر لعنت کرتا ہے تو اسے یہ حق نہیں ہے کہ پھر اس پر سوار ہو۔ ایک شخص نے دوران سفر اپنی اونٹنی پر لعنت کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((خُذُوْا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوْهَا فَإِنَّهَا مَلْعُوْنَةٌ)) ''اس کا سامان اتار دو اور اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ ملعون ہے۔'' (صحيح مسلم، البر والصلة، حديث: ۲۵۹۵)

148...... بَابُ التَّلَاعُنِ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ وَبِغَضَبِ اللّٰهِ وَبِالنَّارِ

ایک دوسرے پر اللہ کی لعنت کی، اللہ کے غضب اور دوزخ میں جانے کی بدعا کرنے کی ممانعت

320 - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ............

عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَتَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ، وَلَا بِغَضَبِ اللّٰهِ، وَلَا بِالنَّارِ))

حضرت سمرة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک دوسرے پر اللہ کی لعنت نہ کرو اور نہ یوں کہو کہ تجھ پر اللہ کا غضب ہو اور نہ یوں کہ تو دوزخ میں جائے گا۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم دوسری صحیح احادیث سے ایک دوسرے پر لعن طعن کرنے سے روکا گیا ہے جیسا کہ گزشتہ ابواب سے بھی ظاہر ہے۔

149...... بَابُ لَعْنِ الْكَافِرِ

کافر پر لعنت کرنے کا حکم

321 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ، قَالَ: ((إِنِّي لَمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! مشرکین پر بددعا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳۲۰) ضعيف: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب، باب اللعن: ۴۹۰۶۔ والترمذي: ۱۹۷۶۔ انظر صحيح الترغيب: ۲۷۸۹.

(۳۲۱) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة: ۸۷، ۲۵۹۹.

أُبْعَثْ لَعَّانًا، وَلَكِنْ بُعِثْتُ رَحْمَةً)) نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے لعنت کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں فرمایا بلکہ مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) آپ کا مطلب یہ ہے کہ میں اس لیے مبعوث نہیں کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کروں کہ وہ لوگوں کو دھتکار دے اور اپنی رحمت سے دور کر دے بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ مومنوں کے لیے تو آپ کی رحمت واضح ہے، البتہ آپ کافروں کے اس طرح رحمت ہیں کہ آپ کی وجہ سے ان سے دنیاوی عذاب ٹل گیا اور وہ دنیا میں تباہ نہیں ہوئے۔

(۲) عام کفار اور مشرکین کے لیے یہی حکم ہے کہ ان کی ہدایت کی دعا کی جائے لیکن ظالموں اور اسلام سے دشمنی رکھنے والوں اور سرکشوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے بد دعا کی جا سکتی ہے جیسا کہ بسا اوقات رسول اللہ ﷺ سے بد دعا کرنا ثابت ہے۔

150...... بَابُ النَّمَّامِ چغل خور کی مذمت کا بیان

322 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ..........

عَنْ هَمَّامٍ: كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ رَجُلًا يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى عُثْمَانَ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ))

حضرت ہمام کہتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ ان سے کہا گیا کہ فلاں شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لوگوں کی باتیں پہنچاتا ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کی چھوٹی چھوٹی باتیں ارباب اقتدار کو جا کے بتانا اور انہیں متنفر کرنا جائز نہیں بلکہ یہ چغل خوری کے زمرے میں آتا ہے۔ تاہم اگر کوئی شخص تخریب کاری کی بات یا مشورہ کرتا ہے یا لوگوں کو بھڑکاتا ہے تو وہ بات حاکم وقت کو بتانا بالاتفاق ضروری ہے۔

(۲) باب میں لفظ ''نَمّام'' استعمال ہوا ہے اور حدیث میں قَتَّات۔ امام بخاری رحمہ اللہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ دونوں ہم معنی لفظ ہیں۔ بعض اہل لغت نے معمولی سا فرق ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ نـمّام وہ ہے جو قصہ کے وقت موجود ہوتا ہے اور پھر فساد کی نیت سے اسے آگے پھیلاتا ہے اور قتات وہ ہے جو چپکے سے بات سنے اس طرح کہ بات کرنے والے کو علم نہ ہو اور پھر اس بات کی آگے تشہیر کرے۔

---

(۳۲۲) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب، باب ما يكره من النميمة: ٦٠٥٦ـ ومسلم: ١٠٥ـ وأبو داؤد: ٤٨٧١ـ والترمذي: ٢٠٢٦.

(۳) چغل خور کی باتوں پر توجہ نہیں دینی چاہیے کیونکہ وہ فاسق ہے، اسے اپنی ناپسندیدی باور کرانی چاہیے اور اسے اس سے باز رہنے کی تلقین کرنی چاہیے۔

323 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.........

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟)) قَالُوا: بَلَى، قَالَ: ((الَّذِينَ إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللّٰهُ، أَفَلَا أُخْبِرُكُمْ بِشِرَارِكُمْ؟)) قَالُوا: بَلَى، قَالَ: ((الْمَشَّاؤُونَ بِالنَّمِيمَةِ، الْمُفْسِدُونَ بَيْنَ الْأَحِبَّةِ، الْبَاغُونَ الْبُرَآءَ الْعَنَتَ)).

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں تمہارے سب سے اچھے لوگوں کے بارے میں بتاؤں؟'' صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں، آپ نے فرمایا: ''وہ جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آجائے۔ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تمہارے شریر لوگ کون ہیں؟'' صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں ضرور بتائیں۔ آپ نے فرمایا: ''چغل خور، پیاروں میں پھوٹ ڈالنے والے، بے گناہ لوگوں کے لیے مسائل اور مشکلات پیدا کرنے والے بدترین ہیں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) بہترین لوگ وہ ہیں جن کی شکل وصورت، گفتگو، انداز زندگی میں عاجزی اور سکینت نمایاں ہو۔ ان کو دیکھنے والا بلا ساختہ اللہ کو یاد کرے کہ یہ بندہ کس قدر اللہ کا فرمانبردار ہے۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ وہ جب بھی دیکھے گئے ان کی زبانوں پر اللہ کی بات تھی اور ان کے دل بھی ذکر الٰہی میں مشغول تھے۔ وہ اللہ کے احکام اور منہیات اور اس کے حلال وحرام کا تذکرہ کرتے پائے گئے۔

(۲) چغل خوری کے ذریعے معاشرے میں فساد برپا کرنا اور باہم شیر وشکر لوگوں میں پھوٹ اور فساد ڈالنا اور بے قصور اور شریف لوگوں کو مسائل میں الجھانا، ان کے سکون کو برباد کرنا، انہیں گناہ میں دھکیلنا یا ناجائز کیسوں میں الجھانا بدترین کام ہے اور ایسا کرنے والے بھی بدترین لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فساد برپا کرنے کو قتل سے بھی برا قرار دیا گیا ہے۔ (البقرۃ:۹۱)

151...... بَابُ مَنْ سَمِعَ بِفَاحِشَةٍ فَأَفْشَاهَا

بے حیائی کی بات سن کر پھیلانے کی مذمت

324 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ كُرَيْبٍ.........

---

(۳۲۳) حسن: مسند أحمد: ٦/ ٤٥٩۔ والصحيحة للألباني، حديث: ٢٨٤٩۔ وعبد بن حميد: ١٥٨٠۔ وابن أبي الدنيا في الصمت: ٢٥٥۔ والطبراني في الكبير: ٢٤/ ١٦٧۔ وروى شطر الاول ابن ماجه: ٤١١٩.

(۳۲٤) حسن: أخرجه أبو يعلى: ٥٤٩۔ والبيهقي في شعب الايمان: ٩٣٨٨۔ وأبو الشيخ في التوبيخ: ١٣٥۔ والمزي في تهذيب الكمال: ٦/ ٤١.

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: الْقَائِلُ الْفَاحِشَةَ، وَالَّذِي يُشِيعُ بِهَا، فِي الْإِثْمِ سَوَاءٌ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: بے حیائی کی بات کرنے والا اور جو اس کو پھیلاتا ہے، دونوں گناہ میں برابر ہیں۔

فائدہ: ...... ہر وہ گناہ جس کی قباحت شدید ہو، وہ فحش کہلاتا ہے۔ زیادہ تر یہ لفظ فحاشی کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں قول وفعل کی ہر قبیح حرکت کو فحش کہا جاتا ہے۔ سکینڈل بنانا اور اس کی تشہیر کرنا دونوں برابر کے گناہ ہے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بے حیائی کی باتوں کو معاشرے میں پھیلانے کے لیے کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ پھر اس طرح برائی کی قباحت لوگوں کے دلوں سے نکل جاتی ہے اور وہ بے دھڑک بے حیائی کے کام کرنے لگتے ہیں۔ گویا برائی کو پھیلانے والے برائی کرنے والے کی طرح ہیں۔ وہ کرتے ہیں اور یہ اس کی تشہیر کرتے ہیں۔

325 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ..........

عَنْ شُبَيْلِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: كَانَ يُقَالُ: مَنْ سَمِعَ بِفَاحِشَةٍ فَأَفْشَاهَا، فَهُوَ فِيهَا كَالَّذِي أَبْدَاهَا

شبیل بن عوف رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: یہ کہا جاتا تھا: جس نے بے حیائی کی بات سنی، پھر اس کو پھیلایا وہ ایسے ہے جیسے وہ اس برائی کو ظاہر کرنے والا ہے۔

فائدہ: ...... برائی کی بات پھیلانا برائی کرنے سے زیادہ بڑا ہے کیونکہ برائی کرنے والا ممکن ہے توبہ کرلے لیکن اگر وہ پھیل جائے تو اس کے برے اثرات پورے معاشرے پر پڑتے ہیں۔ اس لیے ایسی مجالس سے گریز کرنا چاہیے جن میں سکینڈل ہی موضوع بحث ہوتے ہیں۔

326 - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ..........

عَنْ عَطَاءٍ، أَنَّهُ كَانَ يَرَى النَّكَالَ عَلَى مَنْ أَشَاعَ الزِّنَا، يَقُولُ: أَشَاعَ الْفَاحِشَةَ

حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے، ان کا موقف تھا کہ زنا کی تشہیر کرنے والے کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ وہ کہتے کہ ایسا شخص فحاشی پھیلاتا ہے۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ اسے ایسی سزا دی جائے کہ دوسرا کوئی شخص اس کی جرأت نہ کرے کیونکہ جب ایسے واقعات کی عام تشہیر ہو تو لوگ گناہ پر جرأت مند ہو جاتے ہیں۔

---

(٣٢٥) صحيح: أخرجه وكيع في الزهد: ٤٥٠ـ وهناد في الزهد: ١٤٠١ـ وابن أبي الدنيا في الصمت: ٢٦١ـ وأبو الشيخ في التوبيخ: ١٣١.

(٣٢٦) صحيح.

152...... بَابُ الْعَيَّابِ بہت زیادہ عیب لگانے والے کی مذمت

327 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ ظَبْيَانَ، عَنْ أَبِي يَحْيَى حَكِيمِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ.........

سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: لَا تَكُونُوا عُجُلًا مَذَايِيعَ بُذُرًا، فَإِنْ مِنْ وَرَائِكُمْ بَلَاءً مُبَرِّحًا مُمْلِحًا، وَأُمُورًا مُتَمَاحِلَةً رُدُحًا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: تم جلد باز، باتوں کو پھیلانے والے اور راز فاش کرنے والے نہ بنو کیونکہ تمہارے بعد مصیبت میں ڈالنے والی آزمائش ہوگی اور فتنوں کا ایسا طویل دور ہوگا جو انسان کو دبا کر رکھ دے گا۔

فائدہ: ......سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ فتنے انہی چھوٹی چھوٹی باتوں سے شروع ہوتے ہیں کہ انسان کوئی بات سنتا ہے تو اس کو پھیلانے میں جلد بازی سے کام لیتا ہے اور جس کے بارے میں کہی جا رہی ہوتی ہے وہ جلد بازی میں اپنا ردعمل ظاہر کرتا ہے اور پھر لوگ ایک دوسرے کے عیبوں کی ٹوہ میں لگ جاتے ہیں اور یوں بغض وعناد سے معاشرہ جہنم کی تصویر بن جاتی ہے۔ اس لیے تمہیں اس سے باز رہنا چاہیے اور ان فتنوں کی ابتدا کرنے والے نہیں بننا چاہیے۔ پھر انسان جب اس طرح کی معاشرتی جنگ میں الجھ جاتا ہے تو اس کی ساری صلاحیتیں ادھر ہی صرف ہو جاتی ہیں اور ان مشکلات سے نکلنا محال ہو جاتا ہے۔

328 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ مُجَاهِدٍ.........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَذْكُرَ عُيُوبَ صَاحِبِكَ، فَاذْكُرْ عُيُوبَ نَفْسِكَ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے کہا: جب تم اپنے ساتھی کے عیبوں کا تذکرہ کرنے لگو تو پہلے اپنے عیبوں پر ایک نظر ڈال لیا کرو۔

فائدہ: ......اس اثر کی سند ضعیف ہے، تاہم واقعاتی طور پر یہ بات درست ہے کہ انسان جب دوسروں کے عیب تلاش کرتا ہے تو اپنے عیبوں سے صرف نظر کرتا ہے اور انہیں بھول جاتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((يُبْصِرُ أَحَدُكُمُ الْقَذَاةَ فِي عَيْنِ أَخِيهِ وَيَنْسَى الْجَذْعَ أَوِ الْجَذْلَ فِي عَيْنِهِ مُعْتَرِضًا))

(ابن حبان، حديث: ١٨٤٨، السلسلة الصحيحة للألباني، حديث: ٣٣)

---

(٣٢٧) صحيح: أخرجه المزى فى تهذيب الكمال: ٢٢/ ٣٣٦ـ ورواه العقيلى فى الضعفاء مختصراً: ٤/ ١٣ـ قلت: ورواه ابن المبارك: ١٤٣٨ـ وأبو داؤد فى الزهد: ١٤٦ـ عن ابن مسعود.

(٣٢٨) ضعيف: أخرجه أحمد فى الزهد: ١٠٤٦ـ وابن أبى الدنيا فى الصمت: ١٩٣ـ والبيهقى فى شعب الايمان: ٦٧٥٨.

''تمہیں دوسروں کی آنکھ کا تنکا بھی نظر آ جاتا ہے اور خود اپنی آنکھ میں پڑا شہتیر بھی نظر نہیں آتا۔''

329 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَوْدُودٍ، عَنْ زَيْدٍ مَوْلَى قَيْسٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ..........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ﴾ [الحجرات: 11]، قَالَ: لَا يَطْعَنُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے ارشاد باری تعالیٰ ﴿وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا مطلب ہے: تم ایک دوسرے پر طعن نہ کیا کرو۔

فائدہ: ......اس اثر کی سند ضعیف ہے۔

330 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا دَاوُدُ، عَنْ عَامِرٍ قَالَ..........

حَدَّثَنِي أَبُو جَبِيرَةَ بْنُ الضَّحَّاكِ قَالَ: فِينَا نَزَلَتْ، فِي بَنِي سَلِمَةَ: ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ [الحجرات: 11]، قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مِنَّا رَجُلٌ إِلَّا لَهُ اسْمَانِ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((يَا فُلَانُ))، فَيَقُولُونَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّهُ يَغْضَبُ مِنْهُ

حضرت ابو جبیرۃ بن ضحاک سے روایت ہے کہ قرآن مجید کی آیت ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ ''ایک دوسرے کو برے القاب سے نہ پکارو'' ہمارے، یعنی بنوسلمہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہمارے ہر آدمی کے دو نام تھے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو بلاتے: ''اے فلاں!'' تو وہ کہتے اللہ کے رسول وہ اس نام سے غصہ کرتا ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کو ایسے نام یا لقب سے پکارنا ناجائز ہے جسے وہ ناپسند کرتا ہے، البتہ ایسا لقب جو کسی کی پہچان بن گیا ہو تو دوسروں کو سمجھانے کے لیے یا کسی دوسرے شخص سے تمیز کرنے کے لیے اسے اس لقب سے پکارنا جائز ہے، جیسے اَعور، (کانا) اسود، (کالا) وغیرہ۔

(۲) ایک دوسرے کے برے القاب رکھنا حرام ہے۔ اسی طرح کسی کو برے لقب سے مشہور کرنا بھی ناجائز ہے۔

331 - حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ، عَنِ الْحَكَمِ قَالَ..........

سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ: لَا أَدْرِي أَيُّهُمَا جَعَلَ لِصَاحِبِهِ طَعَامًا، ابْنُ عَبَّاسٍ أَوِ ابْنُ عَمِّهِ،

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس یا ابن عمر رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک نے دوسرے کی دعوت

---

(۳۲۹) ضعیف: أخرجه ابن أبی الدنیا فی ذم الغیبة: ۴۷۔ والحاکم: ۲/ ۴۶۳۔ والبیهقی فی شعب الایمان: ۶۷۵۸.

(۳۳۰) صحیح: سنن أبی داؤد، الأدب، حدیث: ۴۹۶۲۔ جامع الترمذی، ح: ۳۲۶۸۔ وابن ماجه: ۳۷۴۱۔ الصحیحة: ۸۰۹.

(۳۳۱) حسن: وسیأتی فی الحدیث: ۱۳۱۱، ن.

فَبَيْنَا الْجَارِيَةُ تَعْمَلُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ، إِذْ قَالَ أَحَدُهُمْ لَهَا: يَا زَانِيَةُ، فَقَالَ: مَهْ، إِنْ لَمْ تَحُدَّكَ فِي الدُّنْيَا تَحُدُّكَ فِي الْآخِرَةِ، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ كَذَاكَ؟ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ۔ ابْنُ عَبَّاسٍ الَّذِي قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ.

کی۔ ایک لونڈی ان کی خدمت کر رہی تھی تو (اس کی غلطی پر) ان میں سے ایک نے اسے کہا: اے زانیہ! دوسرے ساتھی نے کہا: رک جاؤ! اگر وہ دنیا میں تجھ پر حد نافذ نہیں کرتی تو آخرت میں (اس بہتان کی) حد نافذ کرے گی۔ انہوں نے کہا: اگر وہ ایسی ہی ہو تو پھر تم کیا کہتے ہو؟ دوسرے ساتھی نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ بد زبان اور فحش گو کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بد زبانی کرنے والے اور فحش گو کو ناپسند کرتا ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اپنے غلام یا لونڈی کو مارنے والے یا تہمت لگانے والے پر دنیا میں حد نافذ نہیں ہوگی، تاہم اگر وہ جھوٹا ہوا تو قیامت کے دن اس پر حد جاری ہوگی اور سزا ملے گی۔

(۲) کوئی شخص اگر برا یا زانی ہو تو اسے بھی اس لقب سے پکارنا ناجائز ہے کیونکہ یہ بھی بے حیائی کو پھیلانے والی بات ہے۔

(۳) ایک دوست کا دوسرے پر حق ہے کہ وہ اس کی اصلاح کرے اور اس کو اس کی غلطی پر ٹوکے۔ یہی سچی دوستی ہے۔ ہر اچھی بری بات کی تصدیق کرنے والے دوست خیر خواہ نہیں ہوتے۔

332 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِيءِ))

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''مومن بہت زیادہ لعن طعن کرنے والا بدکردار اور فحش گو نہیں ہوتا۔''

فائدہ: ......دیکھیے، حدیث: ۳۱۲ کے فوائد۔

153...... بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّمَادُحِ
ایک دوسرے کی بے جا تعریف کی ممانعت

333 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ............

عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلًا ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

(۳۳۲) صحيح: جامع الترمذي، البر والصلة، ح: ۱۹۷۷.

(۳۳۳) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الشهادات باب إذا ذكى رجل رجلا كفاه: ۲٦٦۲۔ ومسلم: ۳۰۰۰۔ وأبو داؤد: ٤۸۰٥۔ وابن ماجه: ۳۷٤٤.

فَـأَثْنَى عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَيْـحَكَ قَـطَعْتَ عُنُقَ صَـاحِبِكَ، يَـقُولُهُ مِرَارًا، إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَـادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ: أَحْسَبُ كَذَا وَكَذَا - إِنْ كَـانَ يَرَى أَنَّهُ كَذَلِكَ - وَحَسِيبُهُ اللّٰهُ، وَلَا يُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا".

ایک آدمی کا ذکر ہوا تو ایک دوسرے آدمی نے اس کی (مبالغہ آمیز) تعریف کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''افسوس ہے تجھے! تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی۔'' آپ بار بار یہ بات دہراتے رہے (پھر فرمایا:) ''اگر کوئی ضرور کسی کی تعریف کرنا چاہتا ہے تو وہ یوں کہے: میرے خیال میں وہ ایسا ایسا ہے، اگر واقعی وہ اسے ایسا سمجھتا ہے تو (ان الفاظ میں تعریف کردے) ساتھ یوں بھی کہے: صحیح علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ وہی حساب لینے والا ہے اور وہ اللہ کے مقابلے میں کسی کا تزکیہ نہ کرے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) تمادح ایک دوسرے کی ایسی تعریف کو کہتے ہیں جس میں مبالغہ آرائی ہو مبالغہ آرائی پر مبنی اور جھوٹی تعریف کرنی ناجائز اور حرام ہے۔

(۲) کسی کی مبنی پر حقیقت تعریف کرنی جائز ہے لیکن بہتر ہے کہ اس کے منہ پر نہ کی جائے۔

(۳) کسی شخص کے بارے میں اگر خدشہ ہو کہ تعریف کرنے سے اس میں تکبر آجائے گا یا وہ بے عمل ہو جائے گا تو اس کی موجودگی یا عدم موجودگی میں تعریف نہیں کرنی چاہیے کیونکہ ایسا کرنا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔

(۴) کسی شخص کے بارے میں خود پسندی یا تکبر کا ڈر نہ ہو تو اس کی تعریف کرنی جائز ہے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کئی مواقع پر تعریف فرمائی۔

(۵) تعریف کرنے میں زمین آسمان کے قلابے ملانے کی بجائے یہ کہنا چاہیے کہ میرے نزدیک وہ اچھا ہے، باطن کا معاملہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

334 - حَـدَّثَـنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنِي بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ............

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ رَجُلًا يُثْـنِـي عَلَـى رَجُلٍ وَيُـطْـرِيـهِ، فَـقَـالَ الـنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ: ((أَهْـلَـكْـتُـمْ، أَوْ قَـطَعْتُمْ، ظَهْرَ الرَّجُلِ))

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی سے سنا کہ وہ کسی کی تعریف کر رہا ہے اور خوب مبالغہ آرائی سے کام لے رہا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اس کو ہلاک کر دیا۔'' یا یوں فرمایا: ''تم نے اس آدمی کمر توڑ دی۔''

(٣٣٤) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب، باب ما يكره من التمادح: ٦٠٦٠ـ ومسلم: ٣٠٠١.

335 - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ............

عَـنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عُمَرَ، فَأَثْنَى رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ: عَقَرْتَ الرَّجُلَ، عَقَرَكَ اللّٰهُ

یزید بن شریک تیمی سے روایت ہے کہ ہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھے کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کی موجودگی میں تعریف کی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے اس آدمی کو ہلاک کر دیا اللہ تجھے ہلاک کرے۔

336 - حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُ السَّلَامِ قَـالَ: حَـدَّثَـنَـا حَفْصٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ............

سَـمِـعْـتُ عُمَرَ يَقُولُ: ((الْمَدْحُ ذَبْحٌ))، قَالَ مُحَمَّدٌ: يَعْنِي إِذَا قَبِلَهَا

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تعریف کرنا ذبح کر دینا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: ذبح اس وقت ہوگا جب وہ تعریف قبول کرے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مذکورہ بالا حدیث وآثار میں کسی کی اس کے منہ پر تعریف کرنے کی مذمت وارد ہے۔ ایسا کرنے سے اس شخص کے تباہ ہونے کا خدشہ ہے جس کی تعریف کی جارہی ہو اور دین کی خرابی ہی انسان کی تباہی ہے۔ اس لیے منہ پر تعریف کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

(۲) منہ پر تعریف کرنی، تعریف کرنے والے کے لیے بھی تباہی ہے۔ کیونکہ عموماً منہ پر تعریف کرنے میں ریاکاری یا خوشامد کا عنصر غالب ہوتا ہے۔ اسی طرح کسی مسلمان کے دین کی خرابی کا باعث بننا بھی بہت بڑا گناہ ہے۔

(۳) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اثر کہ مدح کرنا ذبح کرنے کے مترادف ہے، مرفوعاً بھی مروی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک دوسرے کی مدح سرائی سے بچو کیونکہ یہ ذبح کرنے کے مترادف ہے۔''

(سلسلة الأحاديث الصحيحة، حديث: ١٢٨٤)

154...... بَابُ مَنْ أَثْنَى عَلَى صَاحِبِهِ إِنْ كَانَ آمِنًا بِهِ

جس کے فتنے میں پڑنے کا ڈر نہ ہو اس کی تعریف کرنی جائز ہے

337 - حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ............

(٣٣٥) حسن: أخرجه ابن أبي شيبة: ٢٦٢٦٢ـ والحربي في غريب الحديث: ٣/ ٩٩٤.

(٣٣٦) صحيح: أخرجه أحمد في الزهد: ٦١٤ـ وابن أبي شيبة: ٢٦٢٦٣ـ وابن أبي الدنيا في الصمت: ٦٠٢.

(٣٣٧) صحيح: أخرجه الترمذي: ٣٧٩٥ـ مختصراً منه على المدح، وأخرجه بتمامه الحاكم: ٣/ ٢٥٩ـ وابن حبان: ٦٩٩٧ـ انظر الصحيحة: ٨٧٥.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو بَكْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ، نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو عُبَيْدَةَ، نِعْمَ الرَّجُلُ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ))، قَالَ: ((وَبِئْسَ الرَّجُلُ فُلَانٌ، وَبِئْسَ الرَّجُلُ فُلَانٌ)) حَتَّى عَدَّ سَبْعَةً.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھے آدمی ہیں ابوبکر، اچھے آدمی ہیں عمر، ابوعبیدہ اچھے آدمی ہیں، اسید بن حضیر اچھے آدمی ہیں، ثابت بن قیس بن شماس اچھے آدمی ہیں۔ معاذ بن عمرو بن جموح اچھے آدمی ہیں اور معاذ بن جبل اچھے آدمی ہیں۔ اور فرمایا: ''برا آدمی ہے فلاں شخص اور برا آدمی ہے فلاں شخص۔'' یہاں تک کہ آپ نے سات آدمی شمار فرمائے۔

فائدہ: ......اگر ممدوح کا ایمان کامل ہو اور اس کے فتنے میں پڑنے کا ڈر نہ ہو تو اس کے سامنے اس کی تعریف کی جاسکتی ہے، نیز اس سے حدیث میں مذکور صحابۂ کرام کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح کسی کے اچھے کارنامے پر اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے لیکن انداز ایسا اختیار کیا جائے کہ دوسرا شخص فتنے میں نہ پڑے۔

338 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ..........

أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتِ: اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ))، فَلَمَّا دَخَلَ هَشَّ لَهُ وَانْبَسَطَ إِلَيْهِ، فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلُ اسْتَأْذَنَ آخَرُ، قَالَ: ((نِعْمَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ))، فَلَمَّا دَخَلَ لَمْ يَنْبَسِطْ إِلَيْهِ كَمَا انْبَسَطَ إِلَى الْآخَرِ، وَلَمْ يَهِشَّ إِلَيْهِ كَمَا هَشَّ لِلْآخَرِ، فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قُلْتَ لِفُلَانٍ مَا قُلْتَ ثُمَّ هَشَشْتَ إِلَيْهِ، وَقُلْتَ لِفُلَانٍ مَا قُلْتَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آنے والا قبیلے کا برا فرد ہے۔'' لیکن جب وہ داخل ہوا تو آپ اسے بڑے تپاک اور خندہ پیشانی سے ملے۔ جب وہ چلا گیا تو ایک دوسرے شخص نے اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا: ''قبیلے کا اچھا آدمی آیا ہے۔'' جب وہ داخل ہوا تو آپ اس سے پہلے شخص کی طرح خوشی سے نہ ملے اور نہ اس طرح تپاک سے اس کا استقبال کیا۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے فلاں کو یہ یہ کہا اور پھر اسے تپاک سے ملے بھی اور فلاں کی آپ نے

(٣٣٨) ضعيف دون قصة الرجل الأول فإنها صحيحة مع قوله (يا عائشة): أخرجه أحمد: ٢٥٢٥٤ـ وابن وهب في الجامع: ٤٣٧ـ والقضاعي في مسنده: ١١٢٤ـ وسياتي: ١٣١١ـ وانظر الصحيحة: ١٠٤٩.

وَلَـمْ أَرَكَ صَنَعْتَ مِثْلَهُ؟ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ، إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنِ اتُّقِيَ لِفُحْشِهِ))

اچھی تعریف کی لیکن اس کے ساتھ اس طرح تپاک سے پیش نہیں آئے جس طرح پہلے سے ملے تھے؟ آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! لوگوں میں سے بدترین وہ ہے کہ جس کے فحش سے بچنے کے لیے اس کی تکریم کی جائے۔''

فائدہ: ......اس حدیث میں دوسرے آدمی کا ذکر صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ سند ضعیف ہے۔ بخاری و مسلم میں صرف پہلے آدمی کا ذکر ہے۔ مزید فوائد حدیث: ۱۳۱۱ کے تحت آئیں گے۔

155...... بَابُ يُحْثَى فِي وُجُوهِ الْمَدَّاحِينَ

مدح سرائی کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالنے کا بیان

339 - حَـدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ............

عَـنْ أَبِـي مَـعْمَرٍ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ يُثْنِي عَلَى أَمِيـرٍ مِـنَ الْأُمَـرَاءِ، فَجَعَلَ الْمِقْدَادُ يَحْثِي فِي وَجْهِهِ التُّرَابَ، وَقَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَحْثِيَ فِي وُجُوهِ الْمَدَّاحِينَ التُّرَابَ

حضرت ابو معمر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کسی امیر کی خوشامد کرنے لگا تو حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اس کے چہرے پر مٹی ڈالنے لگے اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم خوشامد کرنے والوں کے مونہوں میں مٹی ڈالیں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ایسی مدح جس سے ممدوح کے فتنے میں پڑنے کا خدشہ ہو، ممنوع ہے یا جس مدح سرائی کا مقصد مال بٹورنا ہو وہ بھی ناجائز اور حرام ہے، تاہم اگر کسی کی اچھائی کی اگر کوئی دل سے تعریف کرتا ہے اور اس کا مقصد لوگوں کو رغبت دلانا ہے تو وہ جائز ہے۔

(۲) تعریف کرنے والے کے منہ پر مٹی ڈالنے کے علماء نے کئی ایک مفہوم ذکر کیے ہیں کہ اس سے مراد ناکامی و نامرادی ہے یعنی اسے کچھ نہ دیا جائے اور اس طرح سے ذلیل و رسوا کیا جائے لیکن راجح قول یہی ہے کہ حدیث کو اس کے ظاہر پر محمول کیا جائے اور اس کے ظاہری معنی مراد لیے جائیں جیسا کہ راوی حدیث حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے سمجھا ہے۔

340 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ...........

---

(۳۳۹) صحیح: أخرجه مسلم كتاب الزهد: ۳۰۰۲۔ وأبو داؤد: ۴۸۰۴۔ والترمذی: ۲۳۹۳۔ وابن ماجه: ۳۷۴۲۔ انظر الصحیحة: ۹۱۲.

(۳۴۰) صحیح: أخرجه أحمد: ۵۶۸۴۔ وابن الجعد فی مسنده: ۳۳۴۳۔ وابن أبی شیبة فی الأدب: ۳۸۔ وعبد بن حمید: ۸۱۲۔ وابن حبان: ۵۷۷۰۔ والطبرانی فی الکبیر: ۱۲/ ۳۳۲۔ انظر الصحیحة: ۹۱۲.

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَمْدَحُ رَجُلًا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَجَعَلَ ابْنُ عُمَرَ يَحْثُو التُّرَابَ نَحْوَ فِيهِ، وَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِينَ فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ))

حضرت عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک آدمی کی (اس کے منہ) پر تعریف کر رہا تھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مٹی کا چلو بھر کر اس کے منہ پر پھینکنے لگے اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم مدح کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے مونہوں میں مٹی بھر دو۔''

فائدہ: ......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی فوری تعمیل کرتے تھے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے۔ اور حق کے حوالے سے مداہنت نہیں کرتے تھے۔

341 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ..........

عَنْ رَجَاءِ بْنِ أَبِي رَجَاءٍ، عَنْ مِحْجَنٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ رَجَاءٌ: أَقْبَلْتُ مَعَ مِحْجَنٍ ذَاتَ يَوْمٍ حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى مَسْجِدِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، فَإِذَا بُرَيْدَةُ الْأَسْلَمِيُّ عَلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ جَالِسٌ، قَالَ: وَكَانَ فِي الْمَسْجِدِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: سُكْبَةُ، يُطِيلُ الصَّلَاةَ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، وَعَلَيْهِ بُرْدَةٌ، وَكَانَ بُرَيْدَةُ صَاحِبَ مُزَاحَاتٍ، فَقَالَ: يَا مِحْجَنُ أَتُصَلِّي كَمَا يُصَلِّي سُكْبَةُ؟ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ مِحْجَنٌ، وَرَجَعَ، قَالَ: قَالَ مِحْجَنٌ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِي، فَانْطَلَقْنَا نَمْشِي حَتَّى صَعِدْنَا أُحُدًا، فَأَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ: ((وَيْلُ أُمِّهَا مِنْ قَرْيَةٍ، يَتْرُكُهَا أَهْلُهَا كَأَعْمَرِ مَا تَكُونُ،

حضرت رجاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن مجن اسلمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل بصرہ کی مسجد میں آیا تو وہاں ایک دروازے پر سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ رجاء کہتے ہیں کہ مسجد میں ایک آدمی تھا جسے سکبہ کہا جاتا تھا جو بہت لمبی نماز پڑھتا تھا۔ جب ہم مسجد کے دروازے پر پہنچے تو حضرت بریدہ چادر اوڑھے تشریف فرما تھے اور ان کے مزاج میں مزاح اور دل لگی تھی، چنانچہ انہوں نے کہا: اے مجن! کیا تم سکبہ کی طرح نماز پڑھو گے؟ یہ سن کر حضرت مجن رضی اللہ عنہ نے کوئی جواب نہ دیا اور واپس آ گئے، پھر حضرت مجن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم چلتے رہے یہاں تک کہ احد پہاڑ پر چڑھ گئے۔ وہاں سے آپ کو مدینہ طیبہ نظر آیا تو آپ نے اس کی طرف رخ کر کے فرمایا: ''اس بستی کا برا حال ہوگا جب اس کے رہنے والے اسے اس وقت چھوڑ دیں گے جب یہ خوب آباد ہوگی اس کے پاس دجال آئے گا، وہ اس کے ہر دروازے پر ایک فرشتہ پائے گا، لہٰذا دجال اس میں

(٣٤١) حسن: أخرجه أحمد: ١٨٩٧٦ـ والطيالسي: ١٣٩١ـ وابن أبي شيبة: ٥٩٦ـ والطبراني في الكبير: ٢٠/ ٢٩٧ـ انظر الصحيحة: ١٦٣٥.

يَـأْتِيهَـا الدَّجَّالُ ، فَيَجِدُ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِهَا مَلَكًا ، فَلَا يَدْخُلُهَا))
ثُـمَّ انْحَدَرَ حَتَّى إِذَا كُنَّا فِي الْمَسْجِدِ ، رَأَى رَسُـولُ الـلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُـصَـلِّـي ، وَيَسْـجُـدُ ، وَيَـرْكَعُ ، فَقَالَ لِي رَسُـولُ الـلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ هَـذَا؟)) فَأَخَذْتُ أُطْرِيهِ ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، هَذَا فُلَانٌ ، وَهَذَا فَقَالَ ((أَمْسِكْ ، لَا تُسْمِعْهُ فَتُهْلِكَهُ))
قَـالَ: فَـانْـطَلَقَ يَمْشِي ، حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ حُـجَـرِهِ ، لَـكِـنَّهُ نَفَضَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ خَيْـرَ دِيـنِـكُـمْ أَيْسَـرُهُ ، إِنَّ خَيْـرَ دِينِكُمْ أَيْسَرُهُ)) ثَلَاثًا

داخل نہ ہوگا۔'' اس کے بعد آپ پہاڑ سے اتر آئے یہاں تک کہ جب ہم مسجد میں آ گئے تو آپ نے ایک شخص کو دیکھا وہ نماز پڑھ رہا ہے اور رکوع سجدہ بھی کر رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' میں خوب بڑھا چڑھا کر اس کی تعریف کرنے لگا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ فلاں ہے، فلاں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ٹھہر جا، اس کو نہ سناؤ ورنہ اسے ہلاک کر دو گے۔'' اس کے بعد آپ چلتے رہے یہاں تک کہ حجروں کے پاس پہنچے تو آپ نے اپنے ہاتھ جھاڑے، پھر فرمایا: تمہارے دین کا سب سے بہتر عمل وہ ہے جو آسان تر ہو۔ تمہارے دین کا سب سے بہتر عمل وہ ہے جو آسان تر ہو۔'' آپ نے تین بار فرمایا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث میں کسی کی بڑھا چڑھا کر تعریف کرنے سے منع کیا گیا ہے، خصوصاً جب وہ شخص سن رہا ہو جس کی تعریف کی جائے کیونکہ اس طرح کرنے سے اس کے فتنے میں پڑنے کا ڈر ہے جسے رسول اکرم ﷺ نے ہلاکت سے تعبیر فرمایا ہے۔
(۲) محجن رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سکبہ یا سکینہ کا اس طرح نماز پڑھنا ناپسند فرمایا اور رسول اکرم ﷺ کا فرمان بطور دلیل پیش کیا کہ آپ نے میانہ روی اختیار کرنے کا حکم دیا اور اس طرح کے تشدد سے منع فرمایا کیونکہ انسان اس طرح زیادہ عرصہ عمل کو جاری نہیں رکھ سکتا اور بالآخر ضروری فرض کو بھی ترک کر دیتا ہے۔ اس لیے ایسی شدت پسندی کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

156...... بَابُ مَنْ مَدَحَ فِي الشِّعْرِ
شعروں میں مدح سرائی کرنے کا حکم

342 – حَـدَّثَـنَـا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ..........

(٣٤٢) ضعيف بهذا التمام وصح مختصرًا: أخرجه أحمد: ١٥٥٨٥ـ والطبراني في الكبير: ١/ ٢٨٧ـ وابو نعيم في الحلية: ١/ ٤٦ـ والحاكم: ٣/ ٦١٥ـ والطحاوي في شرح المعاني: ٢/ ٣٧٢ـ انظر الصحيحة: ٣١٧٩.

عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سَرِيعٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَدْ مَدَحْتُ اللّٰهَ بِمَحَامِدَ وَمِدَحٍ، وَإِيَّاكَ فَقَالَ: ((أَمَا إِنَّ رَبَّكَ يُحِبُّ الْحَمْدَ)) فَجَعَلْتُ أُنْشِدُهُ، فَاسْتَأْذَنَ رَجُلٌ طُوَالٌ أَصْلَعُ، فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اسْكُتْ))، فَدَخَلَ، فَتَكَلَّمَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَجَ، فَأَنْشَدْتُهُ، ثُمَّ جَاءَ فَسَكَّتَنِي، ثُمَّ خَرَجَ، فَعَلَ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاثًا، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا الَّذِي سَكَّتَنِي لَهُ؟ قَالَ: ((هَذَا رَجُلٌ لا يُحِبُّ الْبَاطِلَ))

حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اللہ تعالیٰ کی مختلف انداز میں حمد بیان کی ہے اور آپ کی تعریف بھی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ تیرا رب تو حمد کو پسند فرماتا ہے۔'' میں نے اشعار پڑھنے شروع کیے تو ایک دراز قد گنجے شخص نے اجازت طلب کی۔ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''خاموش ہو جاؤ۔'' چنانچہ وہ اندر آیا اور تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد چلا گیا تو میں نے دوبارہ آپ کو اشعار سنائے۔ پھر وہ آیا تو آپ نے مجھے چپ کرا دیا۔ پھر وہ چلا گیا۔ دو یا تین مرتبہ وہ اندر آیا اور باہر گیا۔ میں نے عرض کیا: یہ کون شخص تھا جس کی خاطر آپ نے مجھے خاموشی اختیار کرنے کا حکم دیا؟ آپ نے فرمایا: ''یہ وہ آدمی ہے جو باطل کو پسند نہیں کرتا۔''

342 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ.........

عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سرِيعٍ قُلْتُ: لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَدَحْتُكَ وَمَدَحْتُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ

اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے ایک دوسرے سند سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: میں نے آپ کی مدح کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی ہے۔

فائدہ: ......اس سیاق کے ساتھ یہ روایت ضعیف ہے، تاہم دوسری سند سے مختصراً صحیح ہے جس کی تفصیل اور فوائد آئندہ حدیث: ۸۵۹ کے تحت آئے گی۔

157...... بَابُ إِعْطَاءِ الشَّاعِرِ إِذَا خَافَ شَرَّهُ

شاعر کے شر سے بچنے کے لیے اسے کچھ دینا

343 - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُجَيْدِ بْنِ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ الْخُزَاعِيُّ قَالَ..........

---

(۳۴۲) ضعيف: الضعيفة: ۲۹۲۲.

(۳۴۳) ضعيف: أخرجه البيهقي في الكبرىٰ: ۱۰/ ۴۰۹.

حَدَّثَنِی أَبِی نُجَیْدٌ، أَنَّ شَاعِرًا جَاءَ إِلَی عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ فَأَعْطَاهُ، فَقِیلَ لَهُ: تُعْطِی شَاعِرًا؟ فَقَالَ: أُبْقِی عَلَی عِرْضِی.

حضرت نجید رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ کوئی شاعر سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو انہوں نے اسے عطیہ دیا۔ ان سے کہا گیا: آپ شاعر کو مال دیتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں اپنی عزت (بچانے) کی خاطر خرچ کرتا ہوں۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

158...... بَابُ لَا تُكْرِمْ صَدِیقَكَ بِمَا یَشُقُّ عَلَیْهِ

اپنے دوست کا ایسا اکرام نہ کرو جو اس پر گراں گزرے

344 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّی قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ............

عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: كَانُوا یَقُولُونَ: لَا تُكْرِمْ صَدِیقَكَ بِمَا یَشُقُّ عَلَیْهِ.

محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: وہ (سلف) کہتے تھے: اپنے دوست کی اس طرح تکریم نہ کرو جس سے وہ مشقت میں پڑ جائے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) یعنی اس کی ایسی تکریم نہ کرو کہ جس کا بدلہ نہ دے سکے اور شرمندہ ہوکر اذیت محسوس کرے۔ انسان کی یہ عادت ہے کہ وہ کسی کے احسان کے نیچے دب کر زندگی گزارنا پسند نہیں کرتا بلکہ اگر اس پر کوئی احسان کرے تو اس کا بدلہ چکانے کی کوشش کرتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر تمہارے اوپر کوئی احسان کرے تو اس کا بدلہ دو اور اگر تمہارے پاس وسائل نہ ہوں تو اس کی اچھی تعریف ہی کردو۔ دوسرے لفظوں میں ایسا تکلف نہ کرو کہ دوسرے کے لیے ایسا کرنا مشکل ہو۔

(۲) ہمارے ہاں شادی بیاہ کے موقع پر ایسا تکلف کیا جاتا ہے کہ دوسرا شخص اس کا بدلہ چکانے کے لیے مشکل میں پڑ جاتا ہے بلکہ اگر وہ اس سے بہتر نہ دے تو اسے معیوب سمجھا جاتا ہے۔

159...... بَابُ الزِّیَارَةِ

ایک دوسرے کی زیارت کرنے کا بیان

345 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِی سِنَانٍ الشَّامِیِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِی سَوْدَةَ............

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۳۴۴) صحیح الإسناد موقوف: أخرجه أحمد فی الزهد: ۱۷۷۲۔ والمروزی فی البر والصلة: ۱۴۵۔ وابن وهب فی الجامع: ۱۸۶۔ والبیهقی فی شعب الایمان: ۸۶۷۲.

(۳۴۵) حسن: أخرجه الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی زیارة الإخوان: ۲۰۰۸۔ وابن ماجه: ۱۴۴۳۔ انظر الصحیحة: ۲۶۳۲.

عَـادَ الـرَّجُـلُ أَخَـاهُ أَوْ زَارَهُ، قَـالَ اللّٰهُ لَهُ: طِبْـتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ، وَتَبَوَّأْتَ مَنْزِلًا فِي الْجَنَّةِ".

''جب آدمی اپنے بھائی کی تیمارداری کرتا ہے یا اس سے ملاقات کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے: تو بہت اچھے حال میں ہے اور تیرا چلنا اچھا ہے اور تو نے جنت میں گھر بنا لیا ہے۔''

فائدہ: ......کسی مریض کا حال معلوم کرنے کے لیے اس کی ملاقات کرنا عیادت کہلاتا ہے جبکہ صحت مند آدمی کی ملاقات کو زیارت سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان دونوں قسم کی ملاقات سے مقصود اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور مسلمان کو خوش کرنا ہو تو یہ بہت فضیلت والا کام ہے جس کے بدلے میں جنت کی بشارت ہے۔ الغرض ایک دوسرے کی ملاقات کے لیے جانا مستحب اور باعث ثواب ہے۔ اسے حقیر خیال نہیں کرنا چاہیے۔

346 - حَـدَّثَـنَـا بِشْـرُ بْـنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنِ ابْنِ شَوْذَبٍ قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ دِينَارٍ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي غَالِبٍ............

عَـنْ أُمِّ الـدَّرْدَاءِ قَـالَـتْ: زَارَنَا سَلْمَانُ مِنَ الْـمَـدَائِـنِ إِلَى الشَّامِ مَاشِيًا، وَعَلَيْهِ كِسَاءٌ وَانْـدَرْوَرْدُ - قَالَ: يَعْنِي سَرَاوِيلَ مُشَمَّرَةً - قَـالَ ابْـنُ شَـوْذَبٍ: رُؤِيَ سَـلْـمَانُ وَعَلَيْهِ كِسَـاءٌ مَـطْـمُـومُ الـرَّأْسِ سَاقِطُ الْأُذُنَيْنِ، يَـعْـنِـي أَنَّـهُ كَـانَ أَرْفَشَ فَقِيلَ لَهُ: شَوَّهْتَ نَفْسَكَ، قَالَ: إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَةِ

سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ ہم سے ملنے کے لیے مدائن سے پیدل شام آئے۔ وہ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے اور پاجامہ پہن رکھا تھا جس کے پانچے چڑھے ہوئے تھے۔ ابن شوذب نے کہا: سلمان رضی اللہ عنہ کو اس حال میں دیکھا گیا کہ انہوں نے ایک چادر اوڑھ رکھی تھی۔ سر منڈا ہوا تھا اور کان لٹکے ہوئے اور بڑے بڑے تھے۔ ان سے کہا گیا: آپ نے اپنا حلیہ بگاڑ رکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اصل اچھائی تو آخرت کی اچھائی ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ابن شوذب کا قول معضل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ تاہم سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ خیر و بھلائی تو درحقیقت آخرت کی ہے۔ مرفوعاً صحیح سند سے ثابت ہے (الصحیحہ: ۳۱۹۸) مطلب یہ ہے کہ دنیا میں اگر زیب و زینت نہ بھی ہو تو کیا نقصان؟ اس کے لیے اتنی فکر نہیں کرنی چاہیے۔ اصل فکر تو آخرت کی ہونی چاہیے۔ اگر وہاں انسان کو بھلائی مل گئی تو خیر ہی خیر ہے۔

(۲) اس سے ایک دوسرے کی ملاقات کے لیے سفر کرنا ثابت ہوا بشرطیکہ یہ تعلق اللہ تعالیٰ کی خاطر ہو یا صلہ رحمی کے لیے ہو۔

---

(٣٤٦) بعض الحديث حسن: أخرجه أحمد في الزهد: ٨٤٢ـ وابن أبي الدنيا في التواضع: ١٤٩ـ وأبو نعيم في الحلية: ١/ ١٩٩ـ الصحيحة: ٣١٩٨.

160...... بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ

جس کی زیارت کے لیے جائے اس کے پاس کھانا کھانے کا بیان

347 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ............

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَارَ أَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ طَعَامًا، فَلَمَّا خَرَجَ أَمَرَ بِمَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ، فَنُضِحَ لَهُ عَلَى بِسَاطٍ، فَصَلَّى عَلَيْهِ، وَدَعَا لَهُمْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے ایک گھرانے کو شرف زیارت بخشا تو ان کے ہاں کھانا کھایا۔ جب واپس تشریف لانے لگے تو گھر میں ایک جگہ کے بارے (صاف کرنے کا) حکم دیا۔ چنانچہ ایک چٹائی پر چھینٹے مارکر اسے آپ کے لیے بچھا دیا گیا۔ آپ نے اس پر نماز پڑھی اور ان کے لیے دعا کی۔

فوائد و مسائل: ......(۱) بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گھر سیدنا عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے وہاں کھانا تناول فرمایا اور ان کے لیے دعا کی جس سے معلوم ہوا کہ آنے والے مہمان کو کھانا پیش کرنا چاہیے اس سے محبت بڑھتی ہے۔ مہمان کو بھی چاہیے کہ تکلف نہ کرے بلکہ کھانا تناول کرے۔

(۲) نبی کریم ﷺ نے دو مواقع پر کسی کے گھر جا کر نماز پڑھائی ہے: ایک انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی دادی ملیکہ کا ہے۔ اس نے آپ کو کھانے کی دعوت دی آپ نے کھانا تناول فرمایا۔ بعد میں دو رکعت نماز جماعت کے ساتھ پڑھائی۔ (بخاری: ۳۸۰)

اور ایک عتبان بن مالک کا ہے انہوں نے آپ سے کہا تھا کہ میری نظر کمزور ہے آپ میرے گھر آ کر نماز پڑھیں تا کہ پھر میں گھر میں نماز پڑھ لیا کروں۔ تو آپ تشریف لائے اور پہلے ان کو نماز پڑھائی اور اس کے بعد انہوں نے آپ اور ساتھیوں کی تواضع کی۔ (بخاری: ۱۱۸۶)

(۳) مہمان خصوصاً عالم دین کو چاہیے کہ جب وہ کسی کے گھر جائے اور وہ اس کی تکریم کریں تو ان کے لیے ضرور دعا کرے۔

(۴) بوقت ضرورت گھر میں نماز باجماعت پڑھی جاسکتی ہے کیونکہ مفصل روایت میں ذکر ہے کہ آپ نے گھر میں موجود لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی۔

---

(۳٤۷) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب، باب الزيادة: ٦٠٨٠.

348 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عُمَرَ الْوَاسِطِيُّ............

عَنْ أَبِي خَلْدَةَ قَالَ: جَاءَ عَبْدُ الْكَرِيمِ أَبُو أُمَيَّةَ إِلَى أَبِي الْعَالِيَةِ، وَعَلَيْهِ ثِيَابُ صُوفٍ، فَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: إِنَّمَا هَذِهِ ثِيَابُ الرُّهْبَانِ، إِنْ كَانَ الْمُسْلِمُونَ إِذَا تَزَاوَرُوا تَجَمَّلُوا

حضرت ابوخلدہ سے روایت ہے کہ ابوامیہ عبدالکریم ابو العالیہ کے پاس گئے تو انہوں نے اونی کپڑے پہن رکھے تھے۔ ابو العالیہ نے فرمایا: یہ تو راہبوں کا لباس ہے۔ مسلمانوں کا تو یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے پاس جاتے تو بن سنور کر جاتے۔

فائدہ: ......سادگی اچھی چیز ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان اچھا اور صاف ستھرا لباس نہ پہنے اور خوف ناک ہیئت بنائے رکھے۔ رسول اکرم ﷺ سب سے بڑے زاہد تھے لیکن آپ صاف ستھرا لباس پہنتے، خصوصاً جب مہمان وغیرہ آتے یا آپ کسی سے ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے تو عمدہ لباس پہنتے۔

348 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ الْعَرْزَمِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ مَوْلَى ....

أَسْمَاءَ قَالَ: أَخْرَجَتْ إِلَيَّ أَسْمَاءُ جُبَّةً مِنْ طَيَالِسَةٍ عَلَيْهَا لَبِنَةُ شِبْرٍ مِنْ دِيبَاجٍ، وَإِنَّ فَرْجَيْهَا مَكْفُوفَانِ بِهِ، فَقَالَتْ: هَذِهِ جُبَّةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَلْبَسُهَا لِلْوُفُودِ، وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ

سیدہ اسماء کے آزاد کردہ غلام عبداللہ سے روایت ہے کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے میرے لیے موٹے ریشم کا ایک جبہ نکالا جس کے گلے پر بالشت برابر ریشم کا کام تھا اور چاکوں پر بھی ریشم لگا ہوا تھا۔ انہوں نے فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے جو آپ وفود کی آمد کے موقعہ پر اور جمعہ کے دن زیب تن کرتے تھے۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ مہمانوں کی آمد پر خصوصی لباس زیب تن کرنا سنت ہے۔ اس سے انسان کی شخصیت کا اچھا اثر پڑتا ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معمولی ریشم کا استعمال جائز ہے۔

349 - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ............

سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: وَجَدَ عُمَرُ حُلَّةَ إِسْتَبْرَقٍ، فَأَتَى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اشْتَرِ هَذِهِ، وَالْبَسْهَا عِنْدَ الْجُمُعَةِ، أَوْ حِينَ تَقْدَمُ عَلَيْكَ الْوُفُودُ،

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے موٹے ریشم کا ایک جبہ (فروخت ہوتے) دیکھا تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں لے آئے اور عرض کیا: (اللہ کے رسول!) آپ یہ جبہ خرید لیں اور جمعہ کے دن اور (ملاقاتی)

---

(٣٤٨) صحيح مقطوع: أخرجه ابن سعد في الطبقات: ٧/ ١١٥ـ وأبو نعيم في الحلية: ٢/ ٢١٧.

(٣٤٨) حسن: أخرجه مسلم، كتاب اللباس والزينة: ٢٠٦٩ـ وأبو داؤد: ٤٠٥٤ـ وابن ماجه: ٣٥٩٤.

(٣٤٩) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الجمعة، باب يلبس أحسن ما يجد: ٨٨٦، ٦٠٨١ـ ومسلم: ٢٠٦٨ـ والنسائي: ٥٣٠٠ـ وأبو داؤد: ١٠٧٦.

فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُهَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ)) ، وَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُلَلٍ ، فَأَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ بِحُلَّةٍ ، وَإِلَى أُسَامَةَ بِحُلَّةٍ ، وَإِلَى عَلِيٍّ بِحُلَّةٍ ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَرْسَلْتَ بِهَا إِلَيَّ ، لَقَدْ سَمِعْتُكَ تَقُولُ فِيهَا مَا قُلْتَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَبِيعُهَا ، أَوْ تَقْضِي بِهَا حَاجَتَكَ))

وفود کی آمد کے موقع پر زیب تن فرما لیا کریں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ تو صرف وہ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ جبے آئے تو آپ نے ایک جبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو، ایک اسامہ بن زید کو اور ایک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے یہ مجھے بھیج دیا ہے حالانکہ آپ نے ایسے جبے کے بارے میں جو فرمایا ہے میں وہ آپ سے سن چکا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے بیچ دو یا اس کے ذریعے اپنی کوئی ضرورت پوری کرلو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس میں ملاقات کے وقت عمدہ لباس پہننے کے استحباب کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ خالص ریشم مردوں کے لیے حرام ہے، تاہم اسے بیچنا جائز ہے۔

(۲) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے وہ جبہ اپنے ایک مشرک بھائی کو بھجوا دیا جو مکہ میں رہتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر براہ راست فروعات کے مکلّف نہیں ہیں۔

161...... بَابُ فَضْلِ الزِّيَارَةِ — زیارت کرنے کی فضیلت

350 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ ثَابِتٍ ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "زَارَ رَجُلٌ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ ، فَأَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ مَلَكًا عَلَى مَدْرَجَتِهِ ، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: أَخًا لِي فِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ ، فَقَالَ: هَلْ لَهُ عَلَيْكَ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟ قَالَ: لَا ، إِنِّي أُحِبُّهُ فِي اللّٰهِ ، قَالَ: فَإِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكَ ، أَنَّ اللّٰهَ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ".

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''ایک شخص اپنے کسی بھائی سے ملنے کے لیے دوسری بستی میں گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ مقرر کر دیا۔ اس نے پوچھا: تم کہاں جا رہے ہو؟ اس آدمی نے کہا: اس بستی میں میرا ایک بھائی رہتا ہے (اس کی ملاقات کا ارادہ ہے۔) فرشتے نے پوچھا: کیا اس کے کسی احسان کی وجہ سے اسے ملنے جا رہے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، میں اس سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں (جس وجہ سے

(۳۵۰) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة: ۳۸، ۲۵۶۷۔ انظر الصحيحة: ۱۰۴۴.

ملاقات کے لیے جارہا ہوں) فرشتے نے کہا: میں تیرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے قاصد بن کر آیا ہو کہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ اسی طرح محبت کرتا ہے جس طرح تو نے اس شخص سے محبت کی۔

فائدہ: ......اللہ تعالیٰ کے لیے محبت اور اس کی خاطر عداوت عبادت ہے۔ اگر اس میں اخلاص اور رضائے الٰہی مقصود ہو تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہو جاتی ہے۔ اور جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرے وہ یقیناً جنتی ہے۔ ایسی محبت کی وجہ سے ایک دوسرے سے ملاقات کرنا نہایت فضیلت والا امر ہے۔ ایک روایت میں اللہ کی خاطر اکٹھے ہونے والوں اور اسی کی خاطر جدا ہونے والوں کے لیے عرش الٰہی کے سائے کی بشارت کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان خوش نصیبوں میں شامل فرمائے۔

162...... بَابُ الرَّجُلِ يُحِبُّ قَوْمًا وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ

اگر آدمی کسی سے محبت کرے لیکن (عملاً) اس جیسا نہ بن سکے تو؟

351 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ............

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَلْحَقَ بِعَمَلِهِمْ؟ قَالَ: ((أَنْتَ يَا أَبَا ذَرٍّ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ))، قُلْتُ: إِنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، قَالَ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ يَا أَبَا ذَرٍّ)).

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی شخص کسی قوم سے محبت کرتا ہے لیکن ان جیسے اعمال کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو؟ آپ نے فرمایا: ''اے ابوذر! تم اسی کے ساتھ ہوگے جس سے محبت کرتے ہو۔'' میں نے عرض کیا: میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اے ابوذر! تم جس سے محبت کرتے ہو (روز قیامت) اسی کے ساتھ ہوگے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس باب اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی نیک سیرت آدمی سے محبت کرتا ہے اور اپنا کردار اور عمل اس جیسا بنانے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس جیسا عمل نہیں کر پاتا تو اس محبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کو بھی نیکوں کے ساتھ ملا دے گا۔ اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت کرتا ہے تو قیامت کے دن اسے رسول اکرم ﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا اور ہر شخص کو اس کی محبت کے مطابق قرب نصیب ہوگا جبکہ آپ جنت میں سب سے اونچے درجے پر فائز ہوں گے۔

(۳۵۱) صحیح: أخرجه أبو داؤد، کتاب الأدب، باب الرجل یحب الرجل علی خیر یراه: ۵۱۲۶۔ انظر صحیح الترغیب: ۳۰۳۵.

(۲) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے سچی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی پابندی کی جائے اور منہیات سے باز رہا جائے، نیز شرعی آداب کو ملحوظ رکھا جائے۔

(۳) اس حدیث میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور صحابۂ کرام سے محبت کرنے والے کے لیے خوشخبری ہے اور ان سے محبت نہ کرنے والے کے لیے ناکامی و نامرادی کے سوا کچھ نہیں۔

(۴) یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والا ایسے اعمال بجا نہ لا سکے جیسے رسول اکرم ﷺ بجالاتے تھے لیکن وہ کبائر کا مرتکب اور حرمات کی پامالی کرنے والا ہرگز نہیں ہوسکتا۔

352 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ.........

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، مَتَى السَّاعَةُ؟ فَقَالَ: ((وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟)) قَالَ: مَا أَعْدَدْتُ مِنْ كَبِيرٍ، إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، فَقَالَ: ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ)) قَالَ أَنَسٌ: فَمَا رَأَيْتُ الْمُسْلِمِينَ فَرِحُوا بَعْدَ الْإِسْلَامِ أَشَدَّ مِمَّا فَرِحُوا يَوْمَئِذٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا: ''تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟'' اس نے عرض کیا: میں نے اس کے لیے کوئی بڑی تیاری نہیں کی، البتہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اسلام کے بعد میں نے مسلمانوں کو اس دن سے زیادہ خوش نہیں دیکھا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) نیکی اور نیک لوگوں کی محبت دنیا وآخرت میں مفید ہے۔ آدمی جس سے محبت رکھتا ہے روز قیامت اس کا حشر بھی انہی کے ساتھ ہوگا۔ صحابی رسول نے اس کے وقت کے متعلق سوال کیا، جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، تو آپ نے اس کی صحیح راہنمائی فرمائی کہ اصل چیز صحیح عقیدہ اور نیک اعمال ہیں جن کی طرف توجہ کرنی چاہیے اور یہی انسان کو فائدہ دیں گے۔

(۲) صحیح بخاری میں ہے کہ اس صحابی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں بہت زیادہ (نفلی) روزوں اور نماز کا انتظام نہیں کرتا، تاہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہے۔

(۳) محبت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان محبت کا دعویٰ کرے اور اللہ اور اس کے رسول کی بغاوت بھی کرتا رہے۔ اس صحابی کے قول کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میں نماز روزہ کا اہتمام نہیں کرتا بلکہ مقصد یہ تھا نوافل وغیرہ کا زیادہ اہتمام نہیں کرتا۔

(۳۵۲) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦١٦٧ـ ومسلم: ٢٦٣٩ـ وأبو داؤد: ٥١٢٧ـ والترمذي: ٢٣٨٥.

163.....بَابُ فَضْلِ الْكَبِيرِ بزرگوں کی فضیلت کا بیان

353 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ أَبِي صَخْرٍ، عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا، فَلَيْسَ مِنَّا))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا یا ہمارے بڑوں کا حق نہیں پہچانتا وہ ہم میں سے نہیں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) بچے معصوم اور برائی سے پاک ہوتے ہیں ان کے سینے میں کسی قسم کا بغض وعناد نہیں ہوتا اس لیے وہ رحمت وشفقت کے مستحق ہوتے ہیں۔تعلیم وتربیت کے ذریعے انہیں آداب سکھانے چاہئیں اور اس معاملے نرمی اختیار کرنی چاہیے۔

(۲) بڑوں کا چھوٹوں پر حق ہے کہ وہ ان کی بڑی عمر کی وجہ سے ان کی عزت وتکریم کریں۔اسی طرح صاحب علم کی عزت وتکریم بھی کرنی چاہیے۔ایک حدیث میں اس کی بھی صراحت ہے۔(مسند احمد) کسی خاندان یا قبیلے کے معزز شخص کی تکریم بھی ضروری ہے بے شک وہ عمر میں چھوٹا ہی ہو۔ارشاد نبوی ہے۔

((إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوهُ)) (الصحيحة للألبانى: ١٢٠٥)

''جب تمہارے پاس قبیلے کا معزز شخص آئے تو اس کی تکریم کرو۔''

(۳) لیس منّا کا یہ مطلب نہیں کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے بلکہ اس سے تنبیہ وتوبیخ مراد ہے۔اگر کوئی شخص اس حدیث کی اہانت کرتے ہوئے اس کی خلاف ورزی کرتا ہے تو بعید نہیں کہ اس جرم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ اسے اسلام سے نکال دے۔

354 - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي جُرَيْجٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا، فَلَيْسَ مِنَّا))

حضرت عبداللہ بن عمرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑے کا حق نہیں پہچانتا اور اس کی عزت وتوقیر نہیں کرتا، وہ ہم سے نہیں ہے۔''

(٣٥٣) صحيح: أخرجه ابن أبى الدنيا فى العيال: ١٨٦۔ وهناد فى الزهد: ٢/ ٦١٤۔ والخرائطى فى مكارم الأخلاق: ٣٥١۔ والحاكم: ٤/ ١٧٨۔ والبيهقى فى شعب الإيمان: ١٠٩٧٩.

(٣٥٤) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب، باب الرحمة: ٤٩٤٣۔ والترمذى: ١٩٢٠۔ والحميدى: ٥٩٧۔ وابن ابى شيبة: ٥/ ٢١٤۔ وأحمد: ٧٠٧٣.

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بڑے کا حق اس کی عزت وتوقیر ہے، خواہ وہ زیادتی بھی کرے۔

355 - حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ..........

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا، وَيَرْحَمْ صَغِيرَنَا))

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانے اور ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے۔''

356 - حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جَمِيلٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ..........

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيُجِلَّ كَبِيرَنَا، فَلَيْسَ مِنَّا)).

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑے کی عزت و تکریم نہ کرے وہ ہم سے نہیں ہے۔''

164...... بَابُ إِجْلَالِ الْكَبِيرِ
بڑوں کی عزت وتکریم کرنا

357 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَوْفٌ، عَنْ زِيَادِ بْنِ مِخْرَاقٍ قَالَ: قَالَ أَبُو كِنَانَةَ..........

عَنِ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: إِنَّ مِنَ إِجْلَالِ اللّٰهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ الْقُرْآنِ، غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ، وَلَا الْجَافِي عَنْهُ، وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ کے اکرام میں سے یہ بھی ہے کہ عمر رسیدہ مسلمان کی عزت وتوقیر کی جائے اور حامل قرآن کا بھی اکرام کیا جائے جو غلو کرنے والا اور اس سے دوری اختیار کرنے والا نہ ہو، نیز انصاف پسند حاکم کا اکرام بھی اس میں شامل ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) عمر رسیدہ اور بوڑھے مسلمان کی تعظیم وتوقیر کرنا کہ اس کے ساتھ عزت سے پیش آنا اور مجلس وغیرہ میں جگہ دینا اور اس کی بات سننا اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنا ہے کیونکہ اس کی عزت کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اس کی عزت وتکریم ہے۔

---

(٣٥٥) صحيح: انظر ما قبله.

(٣٥٦) حسن صحيح: أخرجه ابن أبي الدنيا في العيال: ١٨٧ـ والطبراني في الكبير: ٨/ ٢٢٧ـ انظر الصحيحة: ٢١٩٦.

(٣٥٧) حسن: أخرجه أبو داؤد مرفوعًا، كتاب الأدب، باب في تنزيل الناس منازلهم: ٤٨٤٣ـ انظر صحيح الترغيب: ٩٨.

(۲) قرآن مجید کے قاری اور حافظ و عالم کو حامل قرآن کہا گیا ہے کیونکہ وہ اس کے حصول کے لیے بہت زیادہ مشقت برداشت کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ دو شرطیں عائد کر دیں کہ ایک تو وہ غلو کرنے والا نہ ہو۔ قرآن میں غلو یہ ہوسکتا ہے کہ وہ اسے اس قدر زیادہ پڑھتا ہے کہ دیگر فرائض کو اس کی وجہ سے ترک کر دیتا ہے یا پھر زندگی کے دیگر معاملات میں غلو کرتا ہے جو قرآن کی تعلیم کے منافی ہے کیونکہ اس میں میانہ روی کا حکم ہے۔ یا پھر تجوید میں غلو مراد ہے کہ اس میں تدبیر اور قرآن کے مقصد کو بھول ہی جاتا ہے۔ اور جفا یہ ہے کہ اسے پڑھنا چھوڑ دے یا پڑھ کر بھلا دے یا پھر اس سے عملی راہنمائی نہ لے۔ مختصر یہ کہ جو عالم قرآن کے حوالے سے افراط وتفریط کا شکار نہ ہو اس کی تکریم بھی ضروری ہے۔

(۳) انصاف پسند اور عادل حکمران کی عزت وتکریم کرنا اور اس کی نصرت وتائید کرنا فرض ہے اور جو انصاف پسند حاکم کی اہانت کرے، وہ بہت بڑا مجرم ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی توہین کرتا ہے۔

358 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا)).

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑے، یعنی مسلمان کی عزت وتوقیر نہ کرے۔''

165...... بَابُ يَبْدَأُ الْكَبِيرُ بِالْكَلَامِ وَالسُّؤَالِ

بات کرتے اور سوال کرتے وقت پہلے بڑا بات کرے

359 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ............

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، أَنَّهُمَا حَدَّثَا، أَوْ حَدَّثَاهُ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ، وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ، أَتَيَا

حضرت رافع بن خدیج اور سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود دونوں خیبر آئے تو کھجوروں کے جھنڈ میں الگ الگ ہو گئے۔ عبداللہ بن سہل قتل

(۳۵۸) صحيح: انظر الحديث: ۳٥٤.

(۳۵۹) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب، باب إكرام الكبير...... : ۲۷۰۲،٦١٤٢ـ ومسلم: ١٦٦٩ـ وأبو داؤد: ٤٥٢٠ـ والترمذي: ١٤٢٢ـ والنسائي: ٢٦٧٧ـ وابن ماجه: ٤٧١٠ـ انظر الارواء: ١٦٤٦.

خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ ، فَقُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ ، فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ ، وَحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ ، فَبَدَأَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ، وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كَبِّرِ الْكُبْرَ)) - قَالَ يَحْيَى: لِيَلِيَ الْكَلَامَ الْأَكْبَرُ - فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اسْتَحِقُّوا قَتِيلَكُمْ - أَوْ قَالَ: صَاحِبَكُمْ - بِأَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْكُمْ"، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَمْرٌ لَمْ نَرَهُ ، قَالَ: ((فَتُبْرِئُكُمْ يَهُودُ بِأَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْهُمْ)) ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، قَوْمٌ كُفَّارٌ فَفَدَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِهِ قَالَ سَهْلٌ: فَأَدْرَكْتُ نَاقَةً مِنْ تِلْكَ الْإِبِلِ ، فَدَخَلْتُ مِرْبَدًا لَهُمْ ، فَرَكَضَتْنِي بِرِجْلِهَا .

کر دیے گئے تو عبدالرحمٰن بن سہل اور مسعود کے بیٹے حویصہ اور محیصہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے مقتول کے بارے میں بات کی۔ عبدالرحمٰن جو سب سے چھوٹے تھے، بات کرنے لگے تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''بڑے کو بات کرنے دو۔'' یحییٰ نے کہا کہ آپ کا مطلب تھا بڑا اٹھ کر بات کرے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے مقتول کے متعلق بات کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے پچاس آدمی قسم دے کر اپنے مقتول کے خون بہا کے مستحق بن سکتے ہو؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ ایک ایسا معاملہ ہے جو ہم نے دیکھا نہیں (تو قسم کیسے دیں) آپ نے فرمایا: ''پھر یہودی پچاس قسمیں دے کر (کہ ہم نے قتل نہیں کیا) بری ہو جائیں گے۔'' انہوں نے کہا: وہ کافر لوگ ہیں (ان کی قسموں کا کیا اعتبار) پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت اپنی طرف سے ادا فرما دی۔ حضرت سہل (بن ابی حثمہ) کہتے کہ میں ایک دفعہ ان کے اونٹوں کے باڑے میں داخل ہوا تو ان (دیت کے اونٹوں) میں سے ایک اونٹنی نے مجھے لات ماری تھی۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث کو حدیث قسامہ کہا جاتا ہے۔ ہوا یوں کہ جن دنوں مسلمانوں کی خیبر کے یہودیوں سے صلح تھی ان دنوں عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود کاروبار کے سلسلے میں خیبر گئے۔ وہاں جا کر جدا ہوئے تو عبداللہ بن سہل کو کسی نے قتل کر دیا۔ محیصہ نے دیکھا کہ وہ خون میں لت پت ہے اور اس کی گردن بھی ٹوٹی ہوئی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو صورت حال سے آگاہ کیا تو آپ نے یہود کو بلوایا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے قتل نہیں کیا۔ آپ نے مقتول کے وارثوں کو کہا کہ تم پچاس آدمی قسمیں کھاؤ کہ ان یہودیوں نے تمہارے بندے کو قتل کیا ہے تو وہ دیت دیں گے اور اگر ایسا نہیں کرتے ہو تو پھر ان یہودیوں سے پچاس قسمیں لے لو۔ انہوں نے کہا کہ وہ تو کافر ہیں۔ جھوٹ بول کر جان چھڑا لیں گے۔ اب قانون یہی تھا اس لیے آپ نے فرمایا کہ اس کے علاوہ حل نہیں ہے۔ لیکن ایک مسلمان کا خون رائیگاں جا رہا تھا اس لیے آپ نے بیت المال سے اس کی دیت ادا کر دی۔ یوں قسامہ کا طریقہ

جاری رہا۔

(۲) جب وہ گفتگو کرنے لگے تو آپ نے بڑے کو بات کرنے کے لیے کہا جس سے معلوم ہوا کہ بڑوں کا ادب واحترام ملحوظ رکھنا چاہیے۔ جب بڑے موجود ہوں تو چھوٹوں کو بات نہیں کرنی چاہیے۔

(۳) عام جھگڑے میں مدعی کے ذمے دلیل ہے اور اگر وہ دلیل پیش نہ کر سکے تو مدعی علیہ پر قسم ہے جبکہ قسامہ میں پہلے مدعی سے قسم کا مطالبہ ہوگا۔

(۴) حدیث کے آخر میں حضرت سہل رضی اللہ عنہ کا جو قول ہے کہ ایک اونٹنی نے مجھے لات ماری تھی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے وہ واقعہ مکمل طور پر یاد ہے حتی کہ ان کے باڑے میں جانا بھی۔ اس لیے میں نے حدیث کو یاد رکھا ہے بھولا نہیں ہوں۔

166...... بَابُ إِذَا لَمْ يَتَكَلَّمِ الْكَبِيرُ هَلْ لِلْأَصْغَرِ أَنْ يَتَكَلَّمَ؟

جب بڑا بات نہ کرے تو کیا چھوٹا بات کرسکتا ہے؟

360 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ..........

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَخْبِرُونِي بِشَجَرَةٍ مَثَلُهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ، تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا، لَا تَحُتُّ وَرَقَهَا))، فَوَقَعَ فِي نَفْسِي النَّخْلَةُ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ، وَثَمَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَلَمَّا لَمْ يَتَكَلَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هِيَ النَّخْلَةُ))، فَلَمَّا خَرَجْتُ مَعَ أَبِي قُلْتُ: يَا أَبَتِ، وَقَعَ فِي نَفْسِي النَّخْلَةُ، قَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَقُولَهَا؟ لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: مَا مَنَعَنِي إِلَّا لَمْ أَرَكَ، وَلَا أَبَا بَكْرٍ تَكَلَّمْتُمَا، فَكَرِهْتُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس درخت کے بارے میں بتاؤ جس کی صفت مسلمان کی طرح ہے۔ یہ ایسا درخت ہے جو اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ پھل دیتا ہے وہ اپنے پتے نہیں گراتا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ یہ کھجور کا درخت ہے لیکن مجلس میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی موجودگی اور خاموشی کی وجہ سے میں نے بات کرنا نامناسب سمجھا۔ جب ان دونوں بزرگوں نے کوئی جواب نہ دیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ کھجور کا درخت ہے۔'' جب میں اپنے باپ کے ساتھ نکلا تو میں نے کہا: ابا جان! میرے دل میں یہ بات آئی تھی کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہیں یہ بتانے میں کیا رکاوٹ تھی؟ اگر تم بتا دیتے تو یہ میرے لیے اتنے اتنے مال سے زیادہ خوشی کا باعث ہوتی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: مجھے کوئی رکاوٹ نہ تھی سوائے

(٣٦٠) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب، باب إكرام الكبير......: ٦١٤٤ـ ومسلم: ٢٨١١.

اس کے کہ آپ اور سیدنا ابوبکر دونوں خاموش تھے، اس لیے
میں نے بات کرنا مناسب خیال نہ کیا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اگر آپ بات کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کا جواب دیتے تو مجھے بہت خوشی ہوتی کہ میرا بیٹا لائق فائق ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب بڑے بات نہ کر رہے ہوں تو چھوٹے گفتگو کر سکتے ہیں۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح کھجور کا درخت مفید ہے کہ اس کی ہر چیز قابل استعمال ہے اسی طرح مومن بھی ہر حال میں نفع بخش ہوتا ہے۔ کھجور کے درخت پر جو پتھر پھینکے وہ اسے بھی پھل پتا ہے۔ مومن اپنے دشمنوں کا بھی فائدہ ہی سوچتا ہے۔ جس طرح موسمی تغیرات کھجور کو متاثر نہیں کرتے اسی طرح حالات کا تغیر وتبدل مومن پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

(۳) جس طرح کھجور کے فوائد اس کے کٹنے کے بعد بھی ہوتے ہیں اسی طرح مومن کا نفع اس کے فوت ہونے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ خود اس کے لیے اس کے نیک عمل کا ثواب جاری رہتا ہے اور دوسروں کے لیے اس کے زندگی کے کارہائے نمایاں فائدہ بخش ہوتے ہیں۔

167...... بَابُ تَسْوِيدِ الْأَكَابِرِ

بڑوں کو سردار بنانے کا بیان

361 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفًا............

عَنْ حَكِيمِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ، أَنَّ أَبَاهُ أَوْصَى عِنْدَ مَوْتِهِ بَنِيهِ فَقَالَ: اتَّقُوا اللّٰهَ وَسَوِّدُوا أَكْبَرَكُمْ، فَإِنَّ الْقَوْمَ إِذَا سَوَّدُوا أَكْبَرَهُمْ خَلَفُوا أَبَاهُمْ، وَإِذَا سَوَّدُوا أَصْغَرَهُمْ أَزْرَى بِهِمْ ذَلِكَ فِي أَكْفَائِهِمْ وَعَلَيْكُمْ بِالْمَالِ وَاصْطِنَاعِهِ، فَإِنَّهُ مَنْبَهَةٌ لِلْكَرِيمِ، وَيُسْتَغْنَى بِهِ عَنِ اللَّئِيمِ وَإِيَّاكُمْ وَمَسْأَلَةَ النَّاسِ، فَإِنَّهَا مِنْ آخِرِ كَسْبِ

حضرت حکیم بن قیس بن عاصم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ان کے والد قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ نے موت کے وقت اپنے بیٹوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اللہ سے ڈرنا اور اپنے میں سے جو سب سے بڑا ہے اسے سردار بنانا۔ بلاشبہ جو قوم اپنے بڑے کو سردار بناتی ہے تو وہ اپنے باپ کا صحیح قائم مقام بناتی ہے اور جب اپنے چھوٹے کو سردار بناتی ہے تو یہ چیز ان سب کو برابر والوں میں ذلیل کر دیتی ہے۔ اور تم مال کمانے اور اسے مشروع طریقے سے بڑھانے کا خیال رکھنا کیونکہ یہ شریف آدمی کی

(٣٦١) حسن: أخرجه المصنف في تاريخه: ٣/ ١٢۔ وأحمد: ٢٠٦١٢۔ والطيالسي: ١٠٨٥۔ والطبراني في الكبير: ١٨/ ٣٣٩۔ وابن أبي عاصم في الاحاد: ١١٦٤.

الـرَّجُلِ وَإِذَا مُتُّ فَلَا تَنُوحُوا ، فَإِنَّهُ لَمْ يُنَحْ عَـلَـى رَسُـولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا مُـتُّ فَادْفِنُونِي بِأَرْضٍ لَا يَشْعُرُ بِدَفْنِي بَـكْـرُ بْـنُ وَائِـلٍ ، فَإِنِّي كُنْتُ أُغَافِلُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ .

عزت کی بات ہے اور اس کے ذریعے سے وہ کمینے آدمی سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اور لوگوں سے سوال نہ کرنا کیونکہ یہ مال کمانے کا آخری ذریعہ ہے (کہ جب بندہ بالکل مجبور ہو جائے تو کسی سے سوال کرے) اور جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھ پر نوحہ نہ کرنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ پر نوحہ نہیں کیا گیا۔ اور وفات کے بعد مجھے ایسی جگہ دفن کرنا جس کا بکر بن وائل کو علم نہ ہو کیونکہ میں زمانہ جاہلیت میں ان پر بے خبری میں حملہ کر دیا کرتا تھا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس اثر میں بھی بڑوں کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھنے کا حکم ہے اور یہ کہ جو خاندان اس کا اہتمام نہیں کرتے وہ معاشرے میں ذلیل ہو جاتے ہیں۔

(۲) اولاد اور خاندان والوں کو مرتے وقت اچھی وصیت کرنا سنت نبوی ہے اور سلف کا بھی یہی طریقہ رہا ہے۔ اس پر عمل کی کوشش کرنی چاہیے۔

(۳) انسان کو اگر خدشہ ہو کہ اس کی وفات کے بعد نوحہ وغیرہ بدعات ہوں گی تو اسے زندگی میں منع کر دینا چاہیے۔

(۴) پرہیزگاری کے ساتھ مال اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اس کے حصول کی کوشش کرنا اور حلال طریقے سے اس کو بڑھانا پسندیدہ عمل ہے تاکہ انسان باعزت زندگی گزار سکے۔ اس کے برعکس دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرنا دنیا وآخرت میں ذلت کا باعث ہے۔

(۵) قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے سردار اور نہایت شریف الطبع اور بہادر انسان تھے۔ حلم و بردباری ان کا خاص وصف تھا۔ احنف بن قیس سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے حلم کس سے سیکھا ہے تو انہوں نے کہا: قیس بن عاصم سے۔ وہ اس طرح کہ ایک دن وہ اپنے ڈیرے پر تلوار لگائے بیٹھے لوگوں سے باتیں کر رہے تھے کہ ایک آدمی کو اس طرح لایا گیا کہ اس کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے اور ساتھ ہی ایک مقتول کو لایا گیا۔ ان سے کہا گیا: آپ کے اس بھتیجے نے آپ کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے۔ احنف کہتے ہیں: اللہ کی قسم! انہوں نے جو چادر ٹیک کے لیے باندھ رکھی تھی نہ وہ کھولی اور نہ اپنا سلسلہ کلام منقطع کیا۔ جب بات کر چکے تو اپنے دوسرے بیٹے سے کہا: اٹھو اور اپنے بھائی کو دفن کرنے کا انتظام کرو اور چچا زاد کی مشکیں کھول دو۔ اور بھتیجے سے کہا: تم نے اپنی ہی تعداد کم کی ہے اور اپنی قوت کو کمزور کیا ہے اور دشمن کو ہنسا کر اپنی قوم کے ساتھ برا کیا ہے۔ پھر کہا کہ اس (بیٹے) کی ماں کو سو اونٹ بطور دیت ادا کرو۔ (فضل اللہ الصمد: ۱/۳۸۶)

168...... بَابُ يُعْطَى الثَّمَرَةَ أَصْغَرُ مَنْ حَضَرَ مِنَ الْوِلْدَانِ

بچوں میں سے سب سے چھوٹے کو پھل دینا

362 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ............ عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِالزَّهْوِ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَمُدِّنَا، وَصَاعِنَا، بَرَكَةً مَعَ بَرَكَةٍ))، ثُمَّ نَاوَلَهُ أَصْغَرَ مَنْ يَلِيهِ مِنَ الْوِلْدَانِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب نیا پھل لایا جاتا تو آپ یوں دعا فرماتے: ''اے اللہ ہمارے مدینہ طیبہ اور ہمارے مد اور صاع میں برکت در برکت فرما۔'' پھر وہاں موجود بچوں میں سے سب سے چھوٹے بچے کو دے دیتے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) زہو، اس تر کھجور کو کہتے ہیں جس کا رنگ بدلنا شروع ہوا ہو، پھر اس کا اطلاق پہلے اور نئے پھل پر بھی ہوتا ہے۔

(۲) جب کوئی پھل شروع ہوتا تو لوگ پہلا پھل توڑ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے تا کہ آپ برکت کی دعا کریں، نیز اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی ہدیہ وغیرہ لائے تو لانے والے کے لیے دعا کرنا مسنون ہے۔

(۳) اس سے مدینہ طیبہ کی فضیلت اور آپ کی اس سے محبت کا بھی پتا چلتا ہے کہ آپ مدینہ طیبہ سے کس قدر محبت کرتے تھے۔ آپ کی اس دعا کا نتیجہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں آج بھی دیگر شہروں کی نسبت مال میں برکت ہے۔

(۴) علماء کو لوگوں کے اجتماعی معاملات میں شرکت کرنی چاہیے اور ان کی خیر و برکت کے لیے دعا کرنی چاہیے۔

(۵) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت و عقیدت بھی قابل تعریف ہے کہ وہ اپنے دینی اور دنیاوی ہر کام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقدم رکھتے تھے۔

(۶) انسان جب کوئی نیا پھل دیکھتا ہے تو اس کا کھانے کو جی چاہتا ہے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایثار کرتے ہوئے بچوں کو ترجیح دیتے کیونکہ وہ اس کے زیادہ حریص ہوتے ہیں۔ یہ آپ کی ان پر کمال شفقت کی دلیل ہے۔

169...... بَابُ رَحْمَةِ الصَّغِيرِ

چھوٹوں پر رحمت وشفقت کرنا

363 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ............

(٣٦٢) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الحج: ١٣٧٣ـ والترمذي: ٣٤٥٤ـ وابن ماجه: ٣٣٢٩.

(٣٦٣) صحيح: انظر الحديث، رقم: ٣٥٤.

عَـنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا))

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کے حق (تکریم) کو نہیں پہچانتا وہ ہم سے نہیں ہے۔''

فائدہ: ......دیکھیے حدیث: ۳۵۴ کے فوائد۔

170...... بَابُ مُعَانَقَةِ الصَّبِيِّ بچے سے گلے ملنا

364 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ............

عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدُعِينَا إِلَى طَعَامٍ فَإِذَا حُسَيْنٌ يَلْعَبُ فِي الطَّرِيقِ، فَأَسْرَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَامَ الْقَوْمِ، ثُمَّ بَسَطَ يَدَيْهِ، فَجَعَلَ يَمُرُّ مَرَّةً هَا هُنَا وَمَرَّةً هَا هُنَا، يُضَاحِكُهُ حَتَّى أَخَذَهُ، فَجَعَلَ إِحْدَى يَدَيْهِ فِي ذَقْنِهِ وَالْأُخْرَى فِي رَأْسِهِ، ثُمَّ اعْتَنَقَهُ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ الْحُسَيْنَ، سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ)).

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہم نبی ﷺ کے ہمراہ کھانے کی دعوت پر باہر نکلے تو راستے میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کھیل رہے تھے۔ نبی ﷺ جلدی سے لوگوں سے آگے بڑھے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا دیا۔ بچے نے ادھر ادھر بھاگنا شروع کر دیا۔ نبی ﷺ اس کے ساتھ ہنسی کرتے رہے یہاں تک کہ اس کو پکڑ لیا۔ آپ نے ایک ہاتھ اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور دوسرا اس کے سر پر رکھا اور اسے گلے لگا لیا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرے۔ حسین ہمارے بچوں میں سے ایک بچہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کو ہنسانا اور ان کے ساتھ کھیلنا جائز بلکہ مسنون ہے۔ اسی طرح پیار و محبت سے ان کا بوسہ لینا اور انہیں گلے لگانا بھی جائز ہے۔ یہ مروت کے خلاف نہیں ہے بلکہ حسن اخلاق کی دلیل ہے۔

(۲) اس حدیث سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی فضیلت معلوم ہوئی کہ ان سے محبت کرنا اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ یاد رہے کہ انسان جس سے محبت کرتا ہے اس کے نقش قدم پر چلتا ہے، اپنی شکل وصورت اس جیسی بناتا ہے، اپنا عقیدہ اس جیسا کرتا ہے اور اعمال میں بھی اس کی پیروی کرتا ہے۔ محض زبانی دعویٰ کر کے ان کے طرز زندگی کے مخالف زندگی گزارنے والا محبّ نہیں دھوکے باز اور شعبدہ باز ہے۔

---

(۳٦٤) حسن: أخرجه الترمذی، کتاب المناقب، باب حلمه و وضعه ﷺ الحسن والحسین بین یدیه: ۳۷۷۵۔ وابن ماجه: ۱٤٤۔ أخرجه المصنف فی التاریخ الکبیر: ۸/ ٤۱٤۔ انظر الصحیحة: ۱۲۲۷.

(۳) سبط من الاسباط کے کئی معانی اور مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ ایک تو وہ ہے جو ہم نے ترجمہ میں ذکر کر دیا ہے اور اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حسین کی نسل کو بڑھائے گا اور بہت زیادہ مخلوق اس کی نسل میں سے ہوگی۔ اور واقعتاً ایسا ہوا بھی ہے۔ بیٹی کی اولاد کو بھی سبط کہا جاتا ہے۔

171...... بَابُ قُبْلَةِ الرَّجُلِ الْجَارِيَةَ الصَّغِيرَةَ

چھوٹی بچی کا بوسہ لینا

365 - حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ............

عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ يُقَبِّلُ زَيْنَبَ بِنْتَ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، وَهِيَ ابْنَةُ سَنَتَيْنِ أَوْ نَحْوَهُ

حضرت بکیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ زینب بنت عمر بن ابی سلمہ کا بوسہ لیتے تھے جبکہ وہ تقریباً دو سال کی تھیں۔

فائدہ: ......سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا شمار صغار صحابہ میں ہوتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ ان کا چھوٹی بچی کو بوسہ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اگر شہوت اور فتنے کا خدشہ نہ ہو تو چھوٹے بچوں کو بوسہ دیا جاسکتا ہے۔

366 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُطَّافٍ، عَنْ حَفْصٍ............

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا تَنْظُرَ إِلَى شَعْرِ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِكَ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَهْلَكَ أَوْ صَبِيَّةً، فَافْعَلْ

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہوسکے تو اپنی بیوی اور چھوٹی بچیوں کے علاوہ اپنے اہل وعیال میں سے کسی کے بال بھی نہ دیکھو۔

فائدہ: ......حسن بصری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ عزیز و اقارب کی وہ خواتین جو غیر محرم ہیں بے شک وہ رشتہ دار ہوں لیکن ان کے بال بھی نہ دیکھے جائیں تاکہ فتنے میں مبتلا ہونے سے بچا جاسکے۔ البتہ اگر چھوٹی بچی ہو تو الگ بات ہے۔ یا اس سے مقصود یہ ہے کہ جوان بہنوں اور بیٹیوں کو بھی ننگے سر نہ دیکھا جائے۔

172...... بَابُ مَسْحِ رَأْسِ الصَّبِيِّ

بچے کے سر پر ہاتھ پھیرنا

367 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي الْهَيْثَمِ الْعَطَّارُ قَالَ............

حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ:

یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے

(٣٦٥) صحيح. (٣٦٦) صحيح.

(٣٦٧) صحيح: أخرجه أحمد: ٢٣٨٣٦ـ والترمذي في الشمائل: ٣٤٠ـ وابن أبي شيبة: ٦٨٩ـ والطبراني في الكبير: ٢٢/ ٢٨٥ـ والبيهقي في شعب الايمان: ١١٠٣٣.

سَمَّانِی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُوسُفَ، وَأَقْعَدَنِی عَلَى حِجْرِهِ، وَمَسَحَ عَلَى رَأْسِی

کہا: رسول اللہ ﷺ نے میرا نام یوسف رکھا، مجھے اپنی گود مبارک میں بٹھایا اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کے سر پر بھی پیار اور شفقت سے ہاتھ پھیرنا جائز ہے، خصوصاً عالم دین اور بزرگ وغیرہ کے لیے مستحب ہے کہ وہ بچوں سے اس انداز میں شفقت کرے بلکہ روایات میں چھوٹے بچوں کا بوسہ لینے کا بھی ذکر ہے۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ کسی نیک آدمی سے نام رکھوانا مستحب ہے۔

368 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ لِی صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِی، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ يَنْقَمِعْنَ مِنْهُ، فَيُسَرِّبُهُنَّ إِلَیَّ، فَيَلْعَبْنَ مَعِی

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے ہاں (نکاح کے بعد) گڑھیوں کے ساتھ کھیلا کرتی اور میری کئی سہیلیاں بھی میرے ساتھ کھیلتی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے تو وہ آپ سے حیا کی وجہ سے ادھر ادھر بھاگ جاتیں تو آپ انہیں میرے پاس بھجوا دیتے، چنانچہ وہ پھر میرے ساتھ کھیلنے لگتیں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے رسول اکرم ﷺ کی حسن معاشرت کا پتا چلتا ہے کہ آپ حسن اخلاق کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔

(۲) بچیوں کا گڑھیوں کے ساتھ کھیلنا جائز ہے تا کہ ان میں امور خانہ داری کا شعور اجاگر ہو۔ علماء نے بچوں کے کھلونوں میں اس طرح کی جاندار اشیاء کی تصاویر کی اجازت دی ہے جن میں تربیت کا پہلو ہو۔ لیکن کتوں اور دیگر جانوروں کی تصاویر بچوں کے کھیل کے طور پر استعمال کرنا مغرب کی نقالی اور اخلاقی پستی کے سوا کچھ نہیں۔ اس سے ہر ممکن اجتناب کرنا چاہیے۔

173...... بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلصَّغِيرِ: يَا بُنَیَّ

چھوٹے بچے کو اپنا بیٹا کہہ کر بلانا

369 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ أَبِی غَنِيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ............

(٣٦٨) صحيح: أخرجه البخاری، كتاب الأدب، باب الانبساط إلى الناس: ٦١٣٠ـ ومسلم: ٢٤٤٠ـ وأبو داؤد: ٤٩٣١ـ وابن ماجه: ١٩٨٢.

(٣٦٩) حسن: أخرجه أبو إسحاق الفزاری فی السيد، ص: ١٣٧.

عَنْ أَبِی الْعَجْلَانِ الْمُحَارِبِیِّ قَالَ: كُنْتُ فِی جَيْشِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، فَتُوُفِّیَ ابْنُ عَمٍّ لِی، وَأَوْصَى بِجَمَلٍ لَهُ فِی سَبِيلِ اللّٰهِ، فَقُلْتُ لِابْنِهِ: ادْفَعْ إِلَیَّ الْجَمَلَ، فَإِنِّی فِی جَيْشِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ: اذْهَبْ بِنَا إِلَى ابْنِ عُمَرَ حَتَّى نَسْأَلَهُ، فَأَتَيْنَا ابْنَ عُمَرَ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، إِنَّ وَالِدِی تُوُفِّیَ، وَأَوْصَى بِجَمَلٍ لَهُ فِی سَبِيلِ اللّٰهِ، وَهَذَا ابْنُ عَمِّی، وَهُوَ فِی جَيْشِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، أَفَأَدْفَعُ إِلَيْهِ الْجَمَلَ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: يَا بُنَیَّ، إِنَّ سَبِيلَ اللّٰهِ كُلُّ عَمَلٍ صَالِحٍ، فَإِنْ كَانَ وَالِدُكَ إِنَّمَا أَوْصَى بِجَمَلِهِ فِی سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِذَا رَأَيْتَ قَوْمًا مُسْلِمِينَ يَغْزُونَ قَوْمًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَادْفَعْ إِلَيْهِمُ الْجَمَلَ، فَإِنَّ هَذَا وَأَصْحَابَهُ فِی سَبِيلِ غِلْمَانِ قَوْمٍ أَيُّهُمْ يَضَعُ الطَّابَعَ.

ابو العجلان محاربی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے لشکر میں تھا کہ میرا ایک چچازاد فوت ہوگیا اور اس کا ایک اونٹ تھا جس کے بارے میں وصیت کر گیا کہ یہ اللہ کی راہ میں دے دینا۔ میں نے اس کے بیٹے سے کہا: وہ اونٹ مجھے دے دو کیونکہ میں ابن زبیر کے لشکر میں ہوں۔ اس نے کہا: ہمیں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس لے جاؤ تاکہ مسئلہ دریافت کریں۔ ہم ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور اس کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! میرا باپ فوت ہوگیا ہے اور ایک اونٹ اللہ کی راہ میں وقف کر گیا ہے اور یہ میرا چچازاد ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی فوج میں ہے۔ کیا یہ اونٹ میں اسے دے سکتا ہوں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے بیٹے! بلاشبہ ہر عمل صالح اللہ کی راہ ہے۔ اگر تیرے والد نے یہ اونٹ صرف اللہ عزوجل کی راہ میں دینے کی وصیت کی ہے تو جب تم دیکھو کہ مسلمانوں کی کوئی جماعت مشرکین سے برسر پیکار ہے تو انہیں وہ اونٹ دے دینا۔ یہ صاحب اور اس کے ساتھی تو اپنے لڑکوں کے راستے میں جنگ کر رہے ہیں جن میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ اس کا حکم نافذ ہو۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خیر القرون کے لوگوں میں کس قدر جذبہ جہاد تھا کہ وہ مرتے وقت بھی لشکروں کی تیاری کی فکر میں رہتے تھے۔

(۲) پیش آمدہ مسائل میں علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے تاکہ حق بات معلوم ہو سکے جیسا کہ ابوالعجلان کے چچازاد کے بیٹے نے کیا۔ اور علماء کو بھی چاہیے کہ بغیر مداہنت کے مبنی برحکمت اور درست جواب دیں۔

(۳) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یا بنی کہہ کر بلانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ کسی چھوٹے کو بیٹا! کہہ کر بلایا جا سکتا ہے۔

(۴) مسلمانوں کی باہم اقتدار کے لیے لڑائی فی سبیل اللہ نہیں ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کو فتنہ سمجھتے تھے جس میں شرکت کی ممانعت ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ صرف وہ ہے جو اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر ہو۔

370 - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِی قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِی زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ............

---

(۳۷۰) صحیح: أخرجه البخاری، كتاب التوحيد: ۷۳۷۶۔ ومسلم كتاب الفضائل، رقم: ۲۳۱۹.

سَمِعْتُ جَرِيرًا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ))

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ عزوجل اس پر رحم نہیں کرتا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) مطلب یہ ہے کہ جو شخص لوگوں کے ساتھ نرمی و شفقت اور پیار سے پیش نہیں آتا وہ اس لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا یا آخرت میں اس پر رحم کرے کیونکہ جو کسی لاچار اور بے بس کا خیال نہیں رکھتا اسے یہ امید نہیں رکھنی چاہیے کہ جب وہ لاچار اور بے بس ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا۔

(۲) ترجمۃ الباب سے اس کا تعلق یہ ہے کہ یَا بُنَیَّ کہہ کر پکارنا ملاطفت و شفقت میں سے ہے۔

371 - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ قَالَ: سَمِعْتُ قَبِيصَةَ بْنَ جَابِرٍ قَالَ............

سَمِعْتُ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ، وَلَا يُغْفَرُ مَنْ لَا يَغْفِرُ، وَلَا يُعْفَ عَمَّنْ لَمْ يَعْفُ، وَلَا يُوقَّ مَنْ لَا يَتَوَقَّ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا اور جو معاف نہیں کرتا اسے معاف نہیں کیا جاتا اور اس سے درگزر نہیں کیا جاتا جو دوسروں سے درگزر نہیں کرتا اور جو گناہ سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا اسے گناہ سے نہیں بچایا جاتا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے عفو کی امید کرتے ہوئے لوگوں کی لغزشوں سے صرف نظر کرنی چاہیے۔ آسان زندگی کے لیے ضروری ہے کہ انسان خود کو معاف کرنے کی عادت ڈالے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ (النور: ۲۲)

''چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور عفو و درگزر سے کام لیں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دے۔''

(۲) انسان جس قدر عاجزی کا مظاہرہ کر کے اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسی قدر بندے کی قدر افزائی فرماتا ہے۔ اس لیے اس سے مانگتے ہوئے نہایت عاجزی کے ساتھ دست سوال دراز کرنا چاہیے۔ نیز جو بندہ گناہ کی زندگی چھوڑنا چاہے اور اپنے اس فعل میں مخلص ہو اللہ تعالیٰ ضرور اسے گناہ سے بچاتا ہے اور نیکی کی راہیں اس کے لیے آسان فرماتا ہے۔

(۳۷۱) حسن: أخرجه أبو داؤد في الزهد: ۸۲۔ والضبي في الدعاء: ۱۴۷۔ وانظر الصحيحة: ۴۸۳.

174...... بَابُ ارْحَمْ مَنْ فِي الْأَرْضِ

اہل زمین پر رحم کرنے کا بیان

372 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ جَابِرٍ............

عَنْ عُمَرَ قَالَ: لَا يُرْحَمُ مَنْ لَا يَرْحَمُ، وَلَا يُغْفَرُ لِمَنْ لَا يَغْفِرُ، وَلَا يُتَابُ عَلَى مَنْ لَا يَتُوبُ، وَلَا يُوقَّ مَنْ لَا يَتَوَقَّ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: جو رحم نہیں کرتا وہ خود بھی قابل رحم نہیں ہوتا اور جو معاف نہیں کرتا، اسے معاف نہیں کیا جاتا اور اس کو درخور اعتناء نہیں سمجھا جاتا جو توبہ نہیں کرتا اور اس کو گناہ سے نہیں بچایا جاتا جو خود بچنے کی کوشش نہ کرے۔''

373 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ مِخْرَاقٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ............

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي لَأَذْبَحُ الشَّاةَ فَأَرْحَمُهَا، أَوْ قَالَ: إِنِّي لَأَرْحَمُ الشَّاةَ أَنْ أَذْبَحَهَا، قَالَ: ((وَالشَّاةُ إِنْ رَحِمْتَهَا، رَحِمَكَ اللّٰهُ)) مَرَّتَيْنِ

قرۃ بن ایاس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ میں بکری ذبح کرتا ہوں تو اس پر رحم کرتا ہوں۔ یا کہا کہ مجھے بکری ذبح کرتے ہوئے ترس آتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اور بکری پر بھی اگر تو رحم کرے گا تو اللہ تجھ پر رحم کرے گا۔'' آپ نے دو مرتبہ ایسے فرمایا۔

فائدہ: ......رسول اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ نے نہ صرف انسانوں کے ساتھ رحمت وشفقت کی تعلیم دی بلکہ جانوروں پر رحم کرنے کا حکم بھی دیا۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کے جانور کے سامنے چھری تیز کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم اسے دو دفعہ مارنا چاہتے ہو۔''

(الصحيحة للألباني، حديث: ٢٤)

اسلام کو سفاکانہ مذہب کہنے والوں کو نبی کریم ﷺ کے درج بالا فرمان پر غور کرنا چاہیے۔ جو جانوروں پر رحم کرنے کی ترغیب دیں وہ انسانوں پر ظلم کیسے کر سکتے ہیں لیکن اس کے برعکس آج اہل یورپ جانوروں کے حقوق کا تو خیال رکھتے ہیں لیکن انسانوں کو بے دریغ قتل کرتے ہیں۔

(٣٧٢) حسن: انظر ما قبله.

(٣٧٣) صحيح: أخرجه أحمد: ١٥٥٩٢ـ وابن أبي شيبة: ٥/ ٢١٤ـ والطبراني في الكبير: ١٩/ ٢٣ـ والحاكم: ٣/ ٥٨٧ـ انظر الصحيحة: ٢٦.

374 - حَـدَّثَـنَـا آدَمُ قَـالَ: حَـدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَقُولُ............

سَـمِـعْـتُ أَبَـا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ أَبَـا الْـقَـاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے صادق و مصدوق نبی ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، وہ فرماتے تھے: ''رحمت صرف بدبخت ہی کے دل سے نکالی جاتی ہے۔''

فائدہ: ......کسی بندے کے دل میں رحمت وشفقت کا نہ ہونا اس کی بدبختی کی دلیل ہے اور وہ اس قابل نہیں کہ اس پر رحم کیا جائے۔ ارشاد نبوی ہے:

((اِرْحَمُوْا أَهْلَ الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ)) (جامع الترمذی، البر، حدیث: ١٩٢٤)

''تم اہل زمین پر رحم کرو آسمانوں والی ذات تم پر رحم کرے گی۔''

375 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: أَخْبَرَنِي قَيْسٌ قَالَ............

أَخْبَـرَنِي جَرِيرٌ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ: ((مَـنْ لَا يَرْحَمُ النَّـاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ))

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ''جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔''

175...... بَابُ رَحْمَةِ الْعِيَالِ

اہل وعیال پر رحمت وشفقت کرنا

376 - حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ............

عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ أَرْحَمَ النَّاسِ بِالْعِيَالِ، وَكَانَ لَهُ ابْنٌ مُسْتَرْضَعٌ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ، وَكَـانَ ظِـئْـرُهُ قَيْنًا، وَكُنَّا نَأْتِيهِ، وَقَدْ دَخَنَ الْبَيْتَ بِإِذْخِرٍ، فَيُقَبِّلُهُ وَيَشُمُّهُ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل وعیال کے ساتھ سب لوگوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے تھے۔ اور آپ کا ایک بیٹا (ابراہیم) دودھ پینے کے لیے مدینہ کے قریب ایک علاقے میں تھا۔ اس کا رضاعی باپ لوہار کا کام کرتا تھا اور ہم اس کے پاس جایا کرتے تھے، جبکہ اس نے اذخر

(٣٧٤) حسن: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب، باب في الرحمة: ٤٩٤٢۔ والترمذي: ٣٧٧٥۔ انظر المشكاة: ٤٩٦٨.

(٣٧٥) صحيح: انظر الحديث، رقم: ٣٧٠.

(٣٧٦) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الفضائل: ٦٣، ٢٣١٦۔ انظر الصحيحة: ٢٠٨٩.

گھاس کی دھونی سے گھر کو گرم اور خوشبو دار کیا ہوتا تھا، آپ
اسے بوسہ دیتے اور سونگھتے تھے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) عربوں کے ہاں رواج تھا کہ اجرت وغیرہ پر بچوں کو دودھ پلاتے تھے۔ اس طرح بچے دیہات کے صاف ستھرے ماحول میں بیماریوں سے محفوظ رہتے اور عامی زبان بھی سیکھ لیتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے لخت جگر کو مدینہ کے قریب ایک علاقے میں کسی عورت کے ہاں دودھ کے لیے چھوڑا لیکن اس سے ملنے کے لیے جایا کرتے تھے اور بچے سے پیار ومحبت کا اظہار کیا کرتے تھے۔

(۲) اونچے مرتبے پر فائز ہونے والے لوگ عموماً بچوں یا عام لوگوں سے ملنا اپنی توہین سمجھتے ہیں لیکن رسول اکرم ﷺ اہل وعیال اور بچوں کے ساتھ بھی شفقت کرتے تھے۔

(۳) آپ کے بیٹے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ چھوٹی عمر ہی میں وفات پا گئے تھے۔

377 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ وَمَعَهُ صَبِيٌّ، فَجَعَلَ يَضُمُّهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَتَرْحَمُهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَاللّٰهُ أَرْحَمُ بِكَ مِنْكَ بِهِ، وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ)).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس کے ساتھ بچہ بھی تھا۔ وہ پیار سے اسے سینے سے لگانے لگا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس پر رحمت و شفقت کرتے ہو؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تم پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنا تم اس (بچے) پر مہربان ہو۔ وہ تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اہل وعیال پر شفقت کرنا سنت نبوی ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي)) (ترمذی: ۳۸۹۵)

''تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے اہل کے لیے تم سب سے بہتر ہوں۔''

(۲) انسان اپنے اہل وعیال پر جس قدر رحمت وشفقت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے کہیں بڑھ کر اپنی مخلوق پر رحم کرنے والا ہے۔ اس لیے انسان کو رحمت الٰہی کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے۔

---

(۳۷۷) صحيح: أخرجه النسائي في جزء فيه مجلسان: ۲۔ والبيهقي في شعب الايمان: ۷۱۳۴۔ وابن منده في التوحيد: ۳۶۰.

176...... بَابُ رَحْمَةِ الْبَهَائِمِ

جانوروں پر رحم کرنے کا بیان

378 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّان............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ بِهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا، فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ، فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ، يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَنِي، فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ، ثُمَّ أَمْسَكَهَا بِفِيهِ، فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ"، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا؟ قَالَ: ((فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک آدمی کسی راستے پر چلا جا رہا تھا کہ اسے شدید پیاس لگی۔ اس نے ایک کنواں پایا تو اس میں اترا اور پانی پیا۔ پھر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی کھا رہا ہے۔ آدمی نے سوچا کہ اس کتے کو بھی اسی طرح پیاس لگی ہے جس طرح میں پیاس کی وجہ سے مشقت میں پڑا تھا، چنانچہ وہ کنویں میں اترا اور اپنا ایک موزہ بھر کر اسے منہ سے پکڑ کر باہر نکلا، پھر کتے کو وہ پانی پلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر دانی کی اور اسے معاف کر دیا۔'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! جانوروں کے کھلانے پلانے میں بھی ہمارے لیے ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہر تر جگر والے (کے ساتھ احسان کرنے) میں اجر ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) بعض روایات میں مرد کی جگہ ایک بدکار عورت کا ذکر ہے کہ پانی پلانے والی فاحشہ خاتون تھی۔ ممکن ہے یہ دو الگ الگ واقعات ہوں۔

(۲) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف انسانوں کے لیے نہیں بلکہ آپ سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث کیے گئے ہیں۔ آپ نے انسانوں کے علاوہ جانوروں کے حقوق کا خیال رکھنے کا بھی حکم دیا۔ ان پر زیادہ بوجھ نہ ڈالنا، ان کی خوراک کا خیال رکھنا، بلاوجہ مارنے سے گریز کرنا سب آپ کی تعلیمات کا حصہ ہیں۔ تاہم جن موذی جانوروں کو مارنے کا حکم ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہیں لیکن انہیں بھی اذیت ناک طریقے سے مارنا منع ہے۔

(۳) آپ نے ایک دفعہ کتوں کو مارنے کا حکم دیا کہ تمام کتے ختم کر دیے جائیں لیکن پھر منع کر دیا اور کالے کتے کے

(۳۷۸) صحیح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب، باب رحمة الناس والبهائم: ٦٠٠٩۔ ومسلم: ٢٢٤٤۔ وأبو داؤد: ٢٥٥٠۔ انظر الصحيحة: ٢٩.

مارنے کا حکم دیا اور وجہ یہ بتائی کہ وہ شیطان ہے۔ اس لیے شوقیہ کتے پالنا مذموم فعل ہے جس کی وجہ سے ہر روز ایک قیراط نیک عمل انسان کے اعمال سے کم ہو جاتا ہے۔ اس لیے یہ حدیث کتے پالنے کی دلیل ہرگز نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حصول رحمت الٰہی کے لیے انسان کتے پالنے اور ان کی خدمت شروع کر دے۔ اس شخص کی بخشش اس جذبۂ رحم کی وجہ سے ہوئی جو اس وقت اس میں پیدا ہوا۔

379 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ حَبَسَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، يُقَالُ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ: لَا أَنْتِ أَطْعَمْتِيهَا، وَلَا سَقَيْتِيهَا حِينَ حَبَسْتِيهَا، وَلَا أَنْتِ أَرْسَلْتِيهَا، فَأَكَلَتْ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ".

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا، اس طرح کہ اس نے اسے باندھ دیا حتی کہ وہ بھوک سے مرگئی تو وہ عورت اس وجہ سے آگ میں داخل ہوئی۔ واللہ اعلم، اس سے یوں کہا جاتا ہے جب تو نے اسے باندھا تو نہ تو نے اس کو کھلایا اور نہ پانی پلایا اور نہ تو نے اس کو چھوڑا کہ وہ خود حشرات الارض کھا کر ہی جان بچاتی۔''

فائدہ: ......اس حدیث میں بھی اللہ کی مخلوق حتی کہ حیوانات پر بھی رحم کرنے کی ترغیب اور انہیں بہیمانہ طریقے سے قتل کرنے کی ممانعت ہے۔ اس سے مراد اذیت دے کر قتل کرنا ہے۔ تاہم بلی بھی اگر موذی ہو تو اسے قتل کیا جا سکتا ہے، البتہ بلا وجہ بلی کو قتل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ عموماً وہ بے ضرر ہی ہوتی ہے۔

380 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْقُرَشِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرِيزٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ زَيْدٍ الشَّرْعَبِيُّ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((ارْحَمُوا تُرْحَمُوا، وَاغْفِرُوا يَغْفِرِ اللّٰهُ لَكُمْ، وَيْلٌ لِأَقْمَاعِ الْقَوْلِ، وَيْلٌ لِلْمُصِرِّينَ الَّذِينَ يُصِرُّونَ عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ)).

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رحم کرو، تم پر رحم کیا جائے گا، لوگوں سے درگزر کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے گا۔ ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دینے والوں کے لیے ہلاکت ہے، اصرار کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے جو جانتے بوجھتے اپنے گناہوں پر اصرار کرتے ہیں۔''

---

(٣٧٩) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب المساقاة: ٢٣٦٣ـ ومسلم: ٢٢٤٢ـ انظر الصحيحة: ٢٩.

(٣٨٠) صحيح: أخرجه أحمد: ٦٥٤١ـ وعبد بن حميد: ٣٢٠ـ والطبراني في مسند الشاميين: ١٠٥٥ـ والبيهقي في شعب الايمان: ١١٠٥٢ـ انظر الصحيحة: ٤٨٢.

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث میں محل استشہاد رحم کرنا ہے۔ ارحموا میں عموم ہے جس میں جانور بھی آجاتے ہیں۔

(۲) سنی ان سنی ایک کر دینا اور بات کی طرف توجہ نہ دینا انسان کو ہلاک کر دیتا ہے کہ وہ حق بات قبول کرنے سے محروم رہتا ہے۔ ایسے مزاج کے لوگ ہمیشہ گمراہی کا شکار رہتے ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی صفات میں یہ ذکر فرمایا ہے کہ وہ اپنے گناہوں پر اصرار نہیں کرتے۔ ایک ہی گناہ پر بار بار اصرار اس کے عادی مجرم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ سچی توبہ میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ایک گناہ پر بار بار اصرار نہ کیا جائے۔

381 - حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جَمِيلٍ الْكِنْدِيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ............

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ رَحِمَ وَلَوْ ذَبِيحَةً، رَحِمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے رحم کیا خواہ کسی ذبیحہ پر ہی ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس پر رحم فرمائے گا۔''

فائدہ: ......اللہ تعالیٰ نے بعض حیوانات انسان کی خوراک کے طور پر پیدا فرمائے ہیں، انہیں کھانے کے لیے ذبح کرنا جائز ہے۔ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ذبح کرنا ثابت ہے لیکن ذبح کرتے وقت جانور پر شفقت و رحمت کا مظاہرہ کرنے والا اگرچہ اس کی جان ختم کر رہا ہے، تاہم اس کے جذبہ رحم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس پر رحم فرمائے گا۔

177...... بَابُ أَخْذِ الْبُيْضِ مِنَ الْحُمَّرَةِ

فاختہ کے انڈے لینے (کی کراہت) کا بیان

382 - حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ مَنْزِلًا فَأَخَذَ رَجُلٌ بَيْضَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا تو کسی آدمی نے ایک فاختہ کے انڈے

(۳۸۱) حسن: أخرجه الطبراني في الكبير: ۸/ ۲۳٤ـ والبيهقي في شعب الإيمان: ۱۱۰۷۰ـ وتمام في فوائده: ۱۲٤٥ـ انظر الصحيحة: ۲۷.

(۳۸۲) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الجهاد، باب في كراهية حرق العدو بالنار: ۲٦۷٥ـ انظر الصحيحة: ۲٥.

حُـمَّـرَةٍ، فَجَاءَتْ تَرِفُّ عَلَى رَأْسِ رَسُولِ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَيُّكُمْ فَـجَـعَ هَـذِهِ بِبَيْـضَتِهَـا؟)) فَـقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُـولَ الـلّٰـهِ، أَنَـا أَخَذْتُ بَيْضَتَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْدُدْ، رَحْمَةً لَهَا)).

اٹھا لیے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے سر پر آ کر پھڑ پھڑانے لگی تو آپ نے فرمایا: ''اسے اس کے انڈوں کی وجہ سے کس نے پریشان کیا ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کے انڈے اٹھائے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس پر رحمت وترس کھاتے ہوئے وہ انڈے واپس رکھ دو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) فاختہ وغیرہ کے انڈے انسان کے کسی کام نہیں آ سکتے اس لیے انہیں ضائع کرنا اور پرندوں کو پریشان کرنا رحمت وشفقت کے منافی ہے۔ آپ نے اس شخص کو انڈے واپس اپنی جگہ پر رکھنے کا حکم دیا تا کہ یہ مضطرب پرندہ پرسکون ہوسکے۔ اس میں بھی جانوروں پر ترس کھانے کا واضح اشارہ ہے۔

(۲) جن پرندوں کے انڈے کھانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں، انہیں استعمال کرنے میں چنداں حرج نہیں۔

178...... بَابُ الطَّيْرِ فِي الْقَفَصِ

پرندوں کو ڈربے وغیرہ میں رکھنے کا حکم

383 - حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ............

عَـنْ هِشَـامِ بْـنِ عُرْوَةَ قَالَ: كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِـمَـكَّـةَ وَأَصْـحَـابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُونَ الطَّيْرَ فِي الْأَقْفَاصِ

حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ کے حاکم تھے جبکہ نبی ﷺ کے صحابہ پرندوں کو ڈربوں میں رکھتے تھے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند منقطع ہے کیونکہ ہشام نے اپنے دادا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا دور نہیں پایا، تاہم پرندوں کو پالنا اور ڈربوں میں بند کرنا جائز ہے جیسا کہ آئندہ حدیث سے ظاہر ہے، بشرطیکہ ان کی خوراک کا خیال رکھا جائے۔

384 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ............

عَـنْ أَنَسٍ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ فَرَأَى ابْنًا لِأَبِي طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ: أَبُو عُمَيْرٍ، وَكَانَ لَهُ نُغَيْرٌ يَلْعَبُ بِهِ، فَقَالَ: ((يَا أَبَا عُمَيْرٍ، مَا فَعَلَ - أَوْ أَيْنَ - النُّغَيْرُ؟))

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (حضرت ابوطلحہ کے گھر) داخل ہوئے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے کو (پریشان) دیکھا جسے ابوعمیر کہا جاتا ہے۔ ان کی ایک چڑیا تھی جس کے ساتھ وہ کھیلا کرتے تھے۔ (وہ مرگئی) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ابوعمیر! تیری چڑیا کا کیا بنا یا وہ کہاں گئی۔''

---

(۳۸۳) ضعيف: أخرجه الفاكهي في أخبار مكة: ۳/ ۳٦٤ـ والبيهقي في السنن: ٥/ ۳۳۳ـ وابن أبي خيثمة في تاريخه: ۱/ ۲۰۹.

(۳۸٤) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب، باب الكنية للصبي......: ٦۲۰۳، ٦۱۲۹ـ ومسلم: ۲۱٥۰ـ وأبو دأود: ٤۹٦۹ـ والترمذي: ۳۳۳ـ وابن ماجه: ۳۷۲۰.

فـــائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ پرندوں کو پالنا جائز ہے، بشرطیکہ ان کی خوراک کا خیال رکھا جائے۔ اور یہ بات ان پر رحمت وشفقت کے منافی نہیں ہے۔

179...... بَابُ يَنْمِي خَيْرًا بَيْنَ النَّاسِ

لوگوں میں اچھی بات پھیلانا

385 - حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ............

أَنَّ أُمَّـهَ أُمَّ كُـلْثُـومِ ابْـنَةَ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ أَخْبَـرَتْـهُ، أَنَّهَـا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى الـلّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَقُولُ خَيْرًا، أَوْ يَنْمِي خَيْرًا))، قَالَتْ: وَلَمْ أَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ فِـي شَيْءٍ مِمَّا يَقُولُ النَّاسُ مِنَ الْكَذِبِ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ: الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ، وَحَدِيثِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ، وَحَدِيثِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا.

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کرواتا ہے تو وہ اچھی بات کرتا ہے یا اچھی بات پھیلاتا ہے۔'' وہ فرماتی ہیں: میں نے تین مواقع کے علاوہ آپ سے جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں سنی: لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے، خاوند کا بیوی کے ساتھ اور بیوی کا خاوند سے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) خلاف واقع بات کو جھوٹ کہتے ہیں، قائل جان بوجھ کر کرے یا جہالت کی بنا پر، ہر دو صورتوں میں جھوٹ ہی ہوگا، تاہم جہالت کی بنا پر گناہ نہیں ہوگا۔ قرآن مجید کی روشنی میں ہر وہ بات جھوٹ ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو۔

(۲) امام نووی فرماتے ہیں کہ جھوٹ مطلقاً حرام ہے (الاذکار) تاہم مصلحت کی بنا پر بعض صورتیں مستثنیٰ ہیں جن میں سے تین درج بالا حدیث میں مذکور ہیں۔

پہلی صورت یہ کہ لوگوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے خلاف واقعہ بات کرنا جائز ہے بشرطیکہ مقصد اصلاح ہو، فساد برپا کرنا نہ ہو۔ ہوگا یہ بھی جھوٹ ہی لیکن مخصوص صورت میں اس کی اجازت دی گئی ہے۔

(۳) ینمی خیراً کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی کی اچھی بات آگے کرتا ہے لیکن بری بات نہیں کرتا بلکہ اس سے خاموشی اختیار کرتا ہے۔ اس صورت میں یہ جھوٹ نہیں ہوگا کیونکہ اس نے خلاف واقع کوئی بات نہیں کی۔

---

(۳۸۵) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب الصلح، باب لیس الکاذب الذی یصلح بین الناس: ۲۶۹۲۔ ومسلم: ۲۶۰۵۔ وأبو داؤد: ۴۹۲۱۔ والترمذی: ۱۹۳۸۔ انظر الصحیحة: ۵۴۵.

(۴) میاں بیوی کا رشتہ صداقت اور محبت پر استوار ہونا چاہیے۔ انہیں ایک دوسرے کا مخلص ہونا چاہیے لیکن بسا اوقات دل میں محبت اور پیار اس درجے کا نہیں ہوتا جس کا فریق ثانی تقاضا کرتا ہے تو ایسی صورت میں دلی محبت سے زیادہ کا اظہار جائز ہے تاکہ رشتہ زواج زیادہ دیر قائم رہے اور فریق ثانی کا اخلاق درست رہے۔

(۵) اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میاں بیوی ہر معاملے میں ایک دوسرے سے جھوٹ بول سکتے ہیں۔ بلکہ صرف بگاڑ سے بچنے اور اصلاح کی خاطر مخصوص صورت میں جھوٹ بولنے کی اجازت ہے۔

180...... بَابُ لَا يَصْلُحُ الْكَذِبُ

جھوٹ بولنا درست نہیں

386 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ............ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ يَصْدُقُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيقًا، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَالْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا)).

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''سچائی کو لازم پکڑو کیونکہ سچائی نیکی اور اطاعت کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی راہ ہموار کرتی ہے اور بلاشبہ آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں اسے بہت سچا لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور آگ کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ اور آدمی مسلسل جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں اسے بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) صدق سے مراد قول و فعل کی سچائی ہے کہ انسان کا ظاہر اس کے باطن کے مطابق ہو۔ جو زبان سے کہے دل اس کی تصدیق کرے۔ ایسا اجلا کردار انسان کے لیے نیکی کی راہ ہموار کرتا ہے اور انسان اطاعت الٰہی کا خوگر ہو جاتا ہے۔ حقوق اللہ کا معاملہ ہو یا حقوق العباد کی بات یا عزیز و اقارب سے صلہ رحمی ہر معاملے میں انسان نیکی اور اطاعت کی راہ اختیار کرتا ہے جس کا صلہ اسے دنیا میں عزت و توقیر کی صورت میں اور آخرت میں جنت کی صورت میں ملتا ہے۔ لوگوں میں ایسے شخص کی اچھائی کا چرچا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے ہاں موجود فرشتوں میں اس کا نام صدیق رکھ دیتا ہے اور وہ اسے سچا انسان ہونے کی حیثیت سے جانتے ہیں۔

(۳۸۶) صحیح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦٠٩٤ـ ومسلم: ٢٦٠٧ـ وأبو داؤد: ٤٩٨٩ـ والترمذي: ١٩٧١ـ ورواه ابن ماجه بمعناه: ٤٦ـ وانظر المشكاة: ٤٨٢٤.

(۲) پچھلی حدیث سے یہ شبہ ہوسکتا تھا کہ جھوٹ کوئی بڑی برائی نہیں ہے کیونکہ بعض مواقع پر اس کی اجازت ہے۔ یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ جہاں اجازت ہے وہاں انتہائی صورت میں ہے، ہر مصلحت کے لیے جھوٹ بولنے کا جواز ہرگز نہیں ہے کیونکہ ہر جھوٹ بولنے والا مصلحت کے پیش نظر ہی جھوٹ بولتا ہے۔ جھوٹ انسان کو فسادی بنا کر راہ مستقیم سے ہٹا دیتا ہے اور یوں وہ معصیت کی راہ اختیار کر کے جہنم رسید ہو جاتا ہے۔ کبھی سچے مسلمان سے بھی جھوٹ کا صدور ممکن ہے، تاہم جب کسی کا وصف ثانی بن جائے تو پھر انسان کو نفاق کے زمرے میں داخل کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا شمار جھوٹوں میں ہونے لگتا ہے۔

387 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ.........

عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ قَالَ: لَا يَصْلُحُ الْكَذِبُ فِي جِـدٍّ وَلَا هَـزْلٍ، وَلَا أَنْ يَـعِدَ أَحَدُكُمْ وَلَدَهُ شَيْئًا ثُمَّ لَا يُنْجِزُ لَهُ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: سنجیدگی یا مزاح کسی صورت میں بھی جھوٹ درست نہیں، حتی کہ یہ بھی جائز نہیں کہ تم میں سے کوئی اپنے بچے سے کسی چیز کے دینے کا وعدہ کرے اور پھر نہ دے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ہنسی مذاق کے طور پر جھوٹ بولنا بھی ناجائز اور حرام ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي وَسْطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا))

(سنن أبی داؤد، الأدب، حدیث: ٤٨٠٠)

''میں اسے جنت کے درمیان گھر لے کر دینے کی ضمانت دیتا ہوں جو مذاق میں بھی جھوٹ بولنا ترک کر دے۔''

اور لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنے والے شخص کے لیے رسول اکرم ﷺ نے جہنم کی وعید سنائی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

((وَيْلٌ لِلَّذِيْ يُحَدِّث فَيَكْذِبُ لِيَضْحَكَ بِهِ الْقَوْمُ، وَيْلٌ لَهُ وَيلٌ لَهُ.))

(سنن أبی داؤد، حدیث: ٤٩٩٠)

''اس شخص کے لیے بربادی ہے جو بات کرتے ہوئے جھوٹ بولتا ہے تاکہ لوگ اس سے ہنسیں۔ اس کے لیے بربادی ہی بربادی ہے۔''

(۲) کسی سے وعدہ کر کے اسے چیز نہ دینا بھی جھوٹ کے زمرے میں آتا ہے۔ ہمارے ہاں عموماً بچوں کو بہلانے کے لیے ان سے جھوٹے وعدے کیے جاتے ہیں جو سر تا سر گناہ ہے اس لیے ایسے وعدے کرنے سے بچنا چاہیے۔

(٣٨٧) صحيح: أخرجه ابن المبارك في الزهد: ١٤٠٠ـ وابن أبي شيبة: ٢٥٦٠١ـ وهناد في الزهد: ١٣٤١ـ والطبراني في الكبير: ٩/ ١٩٩ـ والبيهقي في الشعب: ٦/ ٤٤١.

181...... بَابُ الَّذِي يَصْبِرُ عَلَى أَذَى النَّاسِ

لوگوں کی ایذا رسانی پر صبر کرنے کی فضیلت

388 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ..........

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمُؤْمِنُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ، وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ، خَيْرٌ مِنَ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ، وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ)).

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو مومن لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی ایذا رسانی پر صبر کرتا ہے وہ اس مومن سے بہتر ہے جو لوگوں کے ساتھ مل کر نہیں رہتا اور ان کی ایذا پر صبر نہیں کرتا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنا افضل ہے یا تنہائی بہتر ہے، مختلف دلائل کی بنا پر اہل علم کے درمیان اس میں اختلاف ہے۔ راجح بات یہ ہے کہ کسی ایک پہلو کو کلی طور پر افضل قرار دینا مشکل ہے۔ وقت، افراد اور جگہ کے اعتبار سے اس کی نوعیت مختلف ہو سکتی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ایک فرد کے لیے مل جل کر رہنا افضل ہو اور دوسرے کے لیے علیحدگی اور تنہائی افضل ہو۔ مثلاً جس شخص میں لوگوں کی ایذا برداشت کرنے کی طاقت نہ ہو اور کسی فتنے میں پڑنے کا اندیشہ ہو تو اس کے لیے خلوت نشینی افضل ہوگی اور جس میں صبر و حوصلہ ہے اس کے لیے مل جل کر رہنا افضل ہوگا۔

(۲) جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے ہوئے لوگوں میں رہتا ہے، غیبت اور دیگر معاشرتی برائیوں سے بھی بچتا ہے اور اس راستے میں پہنچنے والی تکالیف پر صبر کرتا ہے تو یہ اس سے بلاشبہ افضل ہے جو ایسا نہیں کر سکتا لیکن اگر کوئی شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام نہیں دے سکتا اور دیگر معاشرتی برائیوں سے نہیں بچ سکتا اور اس میں صبر بھی نہیں ہے تو اس کے حق میں بہتر اور افضل یہی ہے کہ وہ الگ رہے تاکہ وہ کسی بڑے فتنے سے بچ سکے۔

(۳) الگ تھلگ رہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسے باجماعت نماز، جمعہ، جنازہ اور عبادت وغیرہ دیگر فرائض سے بھی رخصت ہے۔ یہ اسے ہر حال میں کرنا پڑے گا ورنہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مجرم ٹھہرے گا۔

182...... بَابُ الصَّبْرِ عَلَى الْأَذَى

تکلیف دہی پر صبر کرنا

389 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ..........

(۳۸۸) صحيح: أخرجه الترمذي، كتاب القيامة، باب حدثنا أبو موسىٰ: ۲۵۰۷۔ وابن ماجه: ۴۰۳۲۔ انظر الصحيحة: ۹۳۹.

(۳۸۹) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب، باب الصبر في الأذىٰ......: ۶۰۹۹، ۷۳۷۸۔ ومسلم: ۲۸۰۴۔ والنسائي في الكبرىٰ: ۷/ ۱۴۵۔ انظر الصحيحة: ۲۲۴۹.

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَيْسَ أَحَدٌ - أَوْ لَيْسَ شَيْءٌ - أَصْبَرَ عَلَى أَذًى يَسْمَعُهُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَإِنَّهُمْ لَيَدَّعُونَ لَهُ وَلَدًا، وَإِنَّهُ لَيُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ)).

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص تکلیف دہ بات سن کر اللہ عزوجل سے زیادہ صبر کرنے والا نہیں ہے۔ بلاشبہ وہ (لوگ) اس کے لیے اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ اس کے باوجود انہیں عافیت دیتا ہے اور رزق عطا کرتا ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ابن آدم مجھے گالیاں دیتا ہے اور جھٹلاتا ہے اور اسے یہ زیب نہیں دیتا اور اس کا گالی دینا یہ ہے کہ وہ میرے لیے اولاد کا دعویٰ کرتا ہے۔''

(صحیح البخاری، بدء الخلق، حدیث: ۳۱۹۳)

(۲) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نہایت حلیم اور بردبار ہے حتیٰ کہ وہ کافروں پر بھی نرمی کرتا ہے کہ ان کے اتنے بڑے جرم کے باوجود ان سے جلدی انتقام نہیں لیتا بلکہ درگزر فرماتا ہے اور پھر ان کی روزی روٹی بھی جاری رکھتا ہے۔

(۳) اس میں اشارہ ہے کہ ایذاء رسانی کو برداشت کر کے اس پر صبر کرنا نہایت قابل تعریف کام ہے اور انتقام نہ لینا نہایت اعلیٰ صفت ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ اپنے دشمنوں کے ساتھ ہے اور اپنے پیارے بندوں کے ساتھ اس کا معاملہ کس قدر رحیمانہ ہوگا۔

(۵) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو بندے کے جس عمل سے سب سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے وہ شرک ہے اس لیے اس سے ہر صورت بچنا ضروری ہے۔

390 - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ شَقِيقًا يَقُولُ..........

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً، كَبَعْضِ مَا كَانَ يَقْسِمُ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: وَاللّٰهِ، إِنَّهَا لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، قُلْتُ أَنَا: لَأَقُولَنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَيْتُهُ، وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ، فَسَارَرْتُهُ، فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَغَيَّرَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوہ حنین کے موقع پر) مال تقسیم کیا جس طرح پہلے بھی کرتے تھے (تو اس میں آپ نے نومسلموں کو ترجیح دی) ایک انصاری شخص نے کہا: اللہ کی قسم! اس تقسیم سے اللہ کی رضا مقصود نہیں تھی۔ میں نے کہا: میں یہ بات ضرور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاؤں گا، چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سرگوشی کے طور پر آپ کو بتایا۔ آپ اس وقت صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے۔

(۳۹۰) صحیح: أخرجه البخاري، كتاب أحاديث الانبياء علیہم السلام: ۳۱۵۰، ۳۴۰۵۔ ومسلم: ۱۰۶۲۔ والترمذي: ۳۸۹۶۔ انظر الصحيحة: ۳۱۷۵.

وَجْهُهُ، وَغَضِبَ، حَتَّى وَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَخْبَرْتُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((قَدْ أُوذِيَ مُوسَى بِأَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَصَبَرَ)).

آپ پر یہ بات بہت گراں گزری اور آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ شدید غضب ناک ہوئے یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ میں آپ کو نہ ہی بتاتا (تو بہتر تھا) پھر آپ نے فرمایا: ''یقیناً موسیٰ علیہ السلام کو اس سے بھی زیادہ اذیت دی گئی تو انہوں نے صبر کیا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سخی دل تھے۔ آپ کبھی کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔ اسی طرح مال غنیمت جب آپ کے پاس آتا تو آپ اسے تقسیم کر دیتے۔ فتح مکہ کے بعد معرکہ حنین پیش آیا تو وہاں سے کافی زیادہ مال غنیمت ہاتھ آیا تو آپ نے اسے لوگوں میں تقسیم کر دیا لیکن نومسلموں کی تالیف قلب کے لیے انہیں زیادہ زیادہ دیا تو ایک انصاری نے اعتراض کیا جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا جس پر آپ نے شدید برہمی کا اظہار کیا۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ سچائی کی تلاش کی خاطر یا خیر خواہی کے لیے کسی کی بات آگے کی جاسکتی ہے بشرطیکہ فتنہ گری مقصود نہ ہو۔

(۳) اپنے بارے میں غلط بات سن کر غصہ آجانا دین داری کے خلاف نہیں ہے، تاہم اہل علم کی شان یہ ہونی چاہیے کہ وہ اس پر صبر کریں اور عفو و درگزر سے کام لیں، نیز انتقامی کاروائی نہ کریں۔

(۴) اہل علم و فضل کی برائی بیان نہیں کرنی چاہیے اور ان کی کوئی بات بظاہر غلط لگے تو اس پر صبر کرنا چاہیے اور اس کی حقیقت جانے بغیر تبصرہ نہیں کرنا چاہیے

(۵) دینی حوالے سے پیش آنے والے مصائب میں اپنے سلف کے نقش قدم کی پیروی کرنی چاہیے اور ان کے واقعات کو سامنے رکھنا چاہیے تاکہ صبر کرنے میں آسانی رہے۔

183...... بَابُ إِصْلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ

آپس کے بگاڑ کو درست کرنے کی فضیلت

391 - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ..........

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِدَرَجَةٍ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں نماز، روزہ اور

(۳۹۱) صحیح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب، باب في إصلاح ذات البين: ٤٩١٩۔ والترمذي: ٢٥٠٩۔ انظر المشكاة: ٥٠٣٨.

أَفْضَلَ مِنَ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ؟)) قَالُوا: بَلَى، قَالَ: ((صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ)).

صدقہ سے بلند درجہ عمل کے متعلق نہ بتاؤں؟'' صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں (ضرور بتائیں)۔ آپ نے فرمایا: ''آپس کے بگاڑ کی اصلاح کرنا۔ اور آپس میں بگاڑ پیدا کرنے کی عادت تو (دین کو) مونڈ کر رکھ دیتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) آپس کے معاملات کی اصلاح اور امن وسکون والا ماحول پیدا کرنا تا کہ لوگ اپنی اپنی ذمہ داریوں سے آسودگی کے ساتھ عہدہ برآ ہوسکیں، بہت عظیم کام ہے، لیکن جس قدر عظیم ہے اسی قدر مشکل بھی ہے۔ اس لیے اسے نماز، روزے اور صدقے سے بھی افضل قرار دیا گیا ہے۔

(۲) نماز، روزے اور صدقے سے افضل قرار دینے کی وجہ شاید یہ ہے کہ جب تک لوگ باہمی طور پر شیر وشکر نہ ہوں ان فرائض کا ادا کرنا انسان کے لیے زیادہ سود مند نہیں ہے۔ انسان اگر ذہنی طور پر الجھا ہوا ہو تو وہ خشوع وخضوع سے نماز بھی ادا نہیں کر سکے گا، پھر اگر ادا کر بھی لے تو غیبت اور بدظنی سے اس کا ثواب ضائع ہو جائے گا۔

(۳) باہمی بغض وعداوت، دوری اور فساد گھروں اور معاشروں کو جہنم بنا دیتا ہے۔ قرآن مجید نے فتنہ وفساد کو قتل سے بھی بدترین چیز قرار دیا ہے۔ اس لیے معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے والا قاتل سے بھی بدترین انسان ہے۔ اس کی نحوست سے انسان اطاعت کے کاموں سے محروم رہ جاتا ہے اور اگر کوئی نیکی کر بھی لے تو یہ فعل اس نیکی کو برباد کر دیتا ہے۔ جس طرح استرا بالوں کا صفایا کر دیتا ہے اسی طرح اس سے اعمال صالحہ بھی ختم ہو جاتے ہیں۔

392 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ الْحُسَيْنِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ..........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ [الأنفال: 1]، قَالَ: هَذَا تَحْرِيجٌ مِنَ اللّٰهِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَنْ يَتَّقُوا اللّٰهَ وَأَنْ يُصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِهِمْ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے ارشاد باری تعالیٰ: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ ''اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی معاملات کی اصلاح کرو'' کے بارے میں فرمایا: اس میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو پابند کر دیا ہے کہ وہ ہر صورت میں اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور اپنے معاملات کی اصلاح کریں۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو ایک دوسرے پر ظلم اور جھگڑے سے باز رہنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ

---

(۳۹۲) صحيح الإسناد موقوفا وروى نحوه مرفوعا من حديث ابن عباس۔ أخرجه ابن أبي شيبة: ۳٤۷۸۰۔ والطبراني في تفسيره: ۱۳/ ۳۸٤۔ والبيهقي في شعب الايمان: ۱۱۰۸٤۔ التعليق الرغيب: ۳/ ٤۱۰.

نے جو معرفت اور دین انہیں دیا ہے وہ اس دنیا سے کہیں بہتر ہے جس کے سبب لوگوں میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اہل ایمان کے لیے اس کی گنجائش نہیں ہے۔

184...... بَابُ إِذَا كَذَبْتَ لِرَجُلٍ هُوَ لَكَ مُصَدِّقٌ

جب تم کسی آدمی سے جھوٹ بولو اور وہ تمہیں سچا سمجھے

393 - حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ ضُبَارَةَ بْنِ مَالِكٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ..........

أَنَّ سُفْيَانَ بْنَ أُسَيْدٍ الْحَضْرَمِيَّ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيثًا هُوَ لَكَ مُصَدِّقٌ، وَأَنْتَ لَهُ كَاذِبٌ))

حضرت سفیان بن اسید حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات بیان کرو جس میں وہ تمہیں سچا سمجھ رہا ہو جبکہ تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

185...... بَابُ لَا تَعِدْ أَخَاكَ شَيْئًا فَتُخْلِفَهُ

اپنے بھائی سے کوئی وعدہ کر کے اس کی خلاف ورزی نہ کریں

394 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ..........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تُمَارِ أَخَاكَ، وَلَا تُمَازِحْهُ، وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهُ))

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کرو اور نہ اس سے مذاق کرو (جس سے اس کو تکلیف ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کی تم خلاف ورزی کرو۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

---

(۳۹۳) ضعیف: أخرجه المصنف فی التاریخ الکبیر: ٤/ ٨٦۔ وأبو داؤد: ٤٩٧٣۔ والبیهقی فی الکبریٰ: ١٠/ ١٩٩۔ انظر الضعیفة: ١٢٥١۔

(۳۹٤) ضعیف: أخرجه الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی المراء: ١٩٩٥۔ انظر المشکاة: ٤٨٩٢۔

186...... بَابُ الطَّعْنِ فِی الْأَنْسَابِ
نسب میں طعن کرنا

395 - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ............
عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "شُعْبَتَانِ لَا تَتْرُكُهُمَا أُمَّتِي: النِّيَاحَةُ وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو باتیں ایسی ہیں جن کو میری امت نہیں چھوڑے گی: نوحہ کرنا اور نسب میں طعن کرنا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ چار چیزیں جاہلیت کا کام ہے: نوحہ کرنا حسب ونسب میں طعن کرنا، بیماری کو متعدی سمجھنا اور ستاروں کو موثر سمجھنا۔ (جامع الترمذی، الجنائز، حدیث: ۱۰۰۱)

یعنی یہ اسلام سے پہلے کا جاہلانہ عقیدہ اور عادات ہیں جن سے ہر ممکن اجتناب ضروری ہے اور ان کا ارتکاب کبیرہ گناہ ہے۔

(۲) کسی کے مرنے پر بآواز بلند اس کے محاسن اور خوبیاں بیان کرنا کہ تو ایسا تھا، تو یہ تھا، وہ تھا وغیرہ یا اس طرح جزع وفزع کرنا کہ تو نہ مرتا، میں مرجاتا یا چیخ و پکار کرنا نوحہ کہلاتا ہے۔ بغیر آواز کے رونا آجانا اس زمرے میں نہیں آتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''نوحہ کرنے والی اگر توبہ کے بغیر مرجائے تو قیامت کے روز اسے اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس پر گندھک کا کرتا اور خارش کی چادر ہوگی۔'' (صحيح مسلم، الجنائز، حديث: ۹۳٤)

(۳) حسب ونسب جب اکٹھے استعمال ہوں تو ان کے معانی جدا جدا ہوتے ہیں۔ حسب سے مراد انسان کے اپنے کارنامے، مثلاً: شجاعت و بہادری وغیرہ ہے اور نسب سے مراد آباؤ اجداد اور ماؤں کا ذکر ہے۔ کسی کو اس کے خاندان کی وجہ سے عار دلانا جاہلیت کا کام ہے کیونکہ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور کسی کی غلطی اور کمزوری دوسرے کے سر تھوپنا ہرگز جائز نہیں۔

187...... بَابُ حُبِّ الرَّجُلِ قَوْمَهُ
آدمی کا اپنی قوم سے محبت کرنا

396 - حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبَّادٌ الرَّمْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَتْنِي امْرَأَةٌ يُقَالُ لَهَا............

(۳۹۵) صحيح: أخرجه أحمد: ۹۵۷٤۔ ورواه مسلم، كتاب الايمان: ٦٧، ١٢١۔ نحوه انظر الصحيحة: ١٨٩٦.

(۳۹٦) ضعيف: أخرجه أبو داؤد، الأدب، باب في العصبية: ٥١١٩۔ وابن ماجه: ٣٩٤٩۔ انظر غاية المرام: ٣٠٥.

فُسَيْلَةُ، قَالَتْ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَمِنَ الْعَصَبِيَّةِ أَنْ يُعِينَ الرَّجُلُ قَوْمَهُ عَلَى ظُلْمٍ؟ قَالَ: ((نَعَمْ))

فسیلہ بنت واثلہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ عصبیت ہے کہ انسان ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔''

فائدہ: ...... یہ روایت ضعیف ہے، تاہم دیگر صحیح دلائل سے یہ ثابت ہے کہ ظالم کی حمایت کرنا جائز نہیں خواہ وہ خاندان کا فرد ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس سے محبت ہی کیوں نہ ہو۔

188...... بَابُ هِجْرَةِ الرَّجُلِ

آدمی کا قطع تعلقی کرنا

397 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ............

عَنْ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الطُّفَيْلِ، وَهُوَ ابْنُ أَخِي عَائِشَةَ لِأُمِّهَا، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حُدِّثَتْ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ فِي بَيْعٍ - أَوْ عَطَاءٍ - أَعْطَتْهُ عَائِشَةُ: وَاللّٰهِ لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ أَوْ لَأَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: أَهُوَ قَالَ هَذَا؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَهُوَ لِلَّهِ نَذْرٌ أَنْ لَا أُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ كَلِمَةً أَبَدًا، فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِالْمُهَاجِرِينَ حِينَ طَالَتْ هِجْرَتُهَا إِيَّاهُ، فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ، لَا أُشَفِّعُ فِيهِ أَحَدًا أَبَدًا، وَلَا أُحَنِّثُ نَذْرِي الَّذِي نَذَرْتُ أَبَدًا فَلَمَّا طَالَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ يَغُوثَ، وَهُمَا مِنْ بَنِي زُهْرَةَ، فَقَالَ لَهُمَا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اخیافی بھتیجے عوف بن حارث بن طفیل سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا گیا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ان کی خرید وفروخت یا عطیے کے بارے میں کہا ہے: اللہ کی قسم! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس سے باز آجائیں ورنہ میں ان پر پابندی عائد کر دوں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا اس نے یہ بات کی ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اللہ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ ابن زبیر سے کبھی کلام نہیں کروں گی۔ جب ناراضگی کا سلسلہ طویل ہوگیا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے مہاجرین سے سفارش کرائی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس کے بارے کبھی کسی کی سفارش قبول نہیں کروں گی اور اپنی نذر نہیں توڑوں گی۔ مزید کچھ دن گزرنے کے بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے بنو زہرہ کے دو افراد مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث سے کہا: میں تم دونوں کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم کسی طریقے

(٣٩٧) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب، باب الهجرة وقول النبي ﷺ......: ٦٠٧٣، ٦٠٧٥.

أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ إِلَّا أَدْخَلْتُمَانِي عَلَى عَائِشَةَ، فَإِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَنْذِرَ قَطِيعَتِي، فَأَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ مُشْتَمِلَيْنِ عَلَيْهِ بِأَرْدِيَتِهِمَا، حَتَّى اسْتَأْذَنَا عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَا: السَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، أَنَدْخُلُ؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: ادْخُلُوا، قَالَا: كُلُّنَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، ادْخُلُوا كُلُّكُمْ وَلَا تَعْلَمُ عَائِشَةُ أَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ، فَلَمَّا دَخَلُوا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فِي الْحِجَابِ، وَاعْتَنَقَ عَائِشَةَ وَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا يَبْكِي، وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ يُنَاشِدَانِ عَائِشَةَ إِلَّا كَلَّمَتْهُ وَقَبِلَتْ مِنْهُ، وَيَقُولَانِ: قَدْ عَلِمْتِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهِجْرَةِ، وَأَنَّهُ لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ قَالَ: فَلَمَّا أَكْثَرُوا التَّذْكِيرَ وَالتَّحْرِيجَ طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُمْ وَتَبْكِي وَتَقُولُ: إِنِّي قَدْ نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيدٌ، فَلَمْ يَزَالُوا بِهَا حَتَّى كَلَّمَتِ ابْنَ الزُّبَيْرِ، ثُمَّ أَعْتَقَتْ بِنَذْرِهَا أَرْبَعِينَ رَقَبَةً، ثُمَّ كَانَتْ تَذْكُرُ بَعْدَ مَا أَعْتَقَتْ أَرْبَعِينَ رَقَبَةً فَتَبْكِي حَتَّى تَبُلَّ دُمُوعُهَا خِمَارَهَا.

سے مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے جاؤ ان کے لیے حلال نہیں ہے کہ مجھ سے قطع تعلق کی نذر مانیں۔ چنانچہ مسور اور عبدالرحمٰن ابن زبیر کو اپنی چادروں میں چھپائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے آئے اور اجازت طلب کی اور کہا: آپ پر سلامتی اور اللہ کی طرف سے رحمت وبرکت ہو! کیا ہم اندر آ سکتے ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: داخل ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا: ام المومنین! سب آ جائیں؟ فرمایا: ہاں، سب آ جاؤ اور انہیں پتہ نہ چلا کہ ان کے ساتھ ابن زبیر بھی ہیں۔ جب وہ اندر آئے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما حجاب میں چلے گئے اور حضرت عائشہ کے گلے لگ کر اللہ کا واسطہ دینے لگے اور رونے لگے۔ ادھر پردے سے باہر مسور اور عبدالرحمٰن بھی اللہ کا واسطہ دینے لگے کہ صلح کر لیں مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن زبیر سے کوئی بات نہ کی اور نہ ان کی معذرت ہی قبول کی۔ وہ دونوں کہنے لگے کہ بے شک نبی ﷺ نے قطع تعلقی سے منع کیا ہے جیسا کہ آپ جانتی ہیں کہ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ راوی کہتے ہیں کہ جب انہوں نے سیدہ عائشہ کو بہت زیادہ نصیحت کی اور اسلام کی اس بارے میں سختی کا بتایا تو وہ ان دونوں کو بتاتے ہوئے رو پڑیں اور فرمایا: بے شک میں نے (بات نہ کرنے کی) نذر مان رکھی ہے اور نذر کا معاملہ بڑا سخت ہے۔ وہ دونوں مسلسل اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے ابن زبیر سے بات کی اور اپنی نذر (کے کفارے) میں چالیس غلام آزاد کیے۔ وہ اس کے بعد جب بھی اپنی نذر کا ذکر کرتیں تو اس قدر روتیں کہ آنسوؤں سے ان کا دوپٹہ تر ہو جاتا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت اسماء کے بیٹے اور سیدہ عائشہ کے بھانجے تھے۔

وہ سیدہ عائشہ کو بہت پیارے تھے اور وہ بھی سیدہ عائشہ سے بہت محبت کرتے تھے اور نہایت حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہایت سخی دل تھیں اپنے پاس کم ہی کوئی چیز رکھتی تھیں۔ ایک دفعہ انہوں نے اپنا ایک گھر بیچا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر ام المومنین اس سے باز نہ آئیں تو میں ان کے تصرف پر پابندی عائد کر دوں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس سے شدید ناراض ہوئیں اور قسم کھالی کہ وہ ابن زبیر سے کلام نہیں کریں گی۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو اس کا احساس ہوا تو انہوں نے ام المومنین سے معذرت کی لیکن انہوں نے معاف نہ کیا۔ بالآخر حضرت مسور اور عبدالرحمٰن کی سفارش سے معاف کر دیا۔

(۲) قسم یا نذر اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہو تو اسے پورا نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کا کفارہ دے کر اس معصیت سے باز آجانا چاہیے۔

(۳) اللہ تعالیٰ سے معافی کے حصول کے لیے زیادہ سے زیادہ صدقہ وخیرات کرنا چاہیے، نیز مسلمانوں میں صلح کروانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

189...... بَابُ هِجْرَةِ الْمُسْلِمِ
کسی مسلمان سے قطع تعلقی (حرام ہے)

398 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ............

عَـنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ)).

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، باہم حسد نہ کرو اور نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو۔ اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین راتوں سے زیادہ ناراض رہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) مطلب یہ ہے کہ ان اسباب سے بچو جو بغض کا سبب بنتے ہیں کیونکہ بغض ابتداءً پیدا نہیں ہوتا۔

(۲) ہر انسان کی طبیعت میں اللہ تعالیٰ نے یہ غیرت رکھی ہے کہ وہ کسی کو اپنے سے اوپر نہیں دیکھنا چاہتا۔ کئی لوگ اس عالی مرتبہ کے حصول کی کوشش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔ یہ مذموم نہیں۔ کچھ لوگ محنت کی بجائے دوسرے

(۳۹۸) صحیح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ۶۰۷۶۔ ومسلم: ۲۵۵۹۔ وأبو داؤد: ۴۹۱۰۔ والترمذي: ۱۹۳۵۔ انظر غاية المرام: ۴۰۴.

سے زوال نعمت کی تمنا کرتے ہیں اور حسد کی آگ میں جلتے ہیں کہ اس کے پاس کیوں ہے؟ میرے پاس کیوں نہیں؟ ایسی خواہش مذموم ہے۔ کچھ لوگ دوسرے کی وہ نعمت ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دوسرے سے نعمت چھن جائے مجھے ملے نہ ملے اس سے کوئی غرض نہیں۔ یہ حسد کی بدترین صورت ہے اسی کا شکار ابلیس ہوا اور آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلوا دیا۔

(۳) باہم ناراضی تین دن تک جائز ہے، اس کے بعد ترک کلام بغض وعناد اور دوری کا باعث بن جاتا ہے اس لیے اس کے بعد ناراضی ختم کر دینی چاہیے۔ البتہ خاوند اپنی بیوی سے چار ماہ تک ناراض رہ سکتا ہے۔ اسی طرح دین کی خاطر ناراضی بھی جائز ہے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بیٹے بلال سے ناراض ہوئے جب انہوں نے ایک حدیث کو قبول کرنے میں پس وپیش کی۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے والے تین مخلص صحابہ کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع کا پچاس دن بائیکاٹ کیا اور صحابہ کرام کو اس کا حکم دیا۔ البتہ فاسق وفاجر اور بدعتی لوگوں سے قطع تعلقی واجب ہے تاوقتیکہ وہ توبہ کر لیں۔

399 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ ثُمَّ الْجُنْدَعِيِّ..........

أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هَذَا وَيَصُدُّ هَذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ))

صحابی رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ اس طرح کہ جب دونوں کی ملاقات ہوتی ہے تو یہ بھی (سلام کلام سے) رکتا ہے اور یہ (دوسرا) بھی اس سے اعراض کر لیتا ہے اور ان میں سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔''

فائدہ: ...... ناراضی کے بعد آگے بڑھ کر سلام لینا مشکل کام ہے لیکن بہت عظیم ہے۔ اس سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ زیادہ دیر تک ایک دوسرے کو چھوڑے رکھنے سے بغض وعناد پیدا ہوتا ہے اور انسان غیبت اور حسد جیسے خطرناک گناہوں میں ہر وقت ملوث رہتا ہے اس لیے ناراضی کو کینے میں بدلنے سے پہلے اسے ختم کر دینا چاہیے۔

400 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۳۹۹) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ۶۰۷۷۔ ومسلم: ۲۵۶۰۔ وأبو داؤد: ۴۹۱۱۔ والترمذي: ۱۹۳۲۔ انظر الصحيحة: ۱۲۴۶.

(۴۰۰) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ۶۰۶۴۔ ومسلم: ۲۵۶۳۔ انظر غاية المرام: ۴۰۴.

تَبَاغَضُوا، وَلَا تَنَافَسُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا)) ''آپس میں بغض نہ رکھو اور نہ حصول دنیا کے لیے مقابلہ بازی کرو اور آپس میں بھائی بھائی بن کر اللہ کے بندے بن جاؤ۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) دنیا ایسی چیز نہیں جس میں مقابلہ کیا جائے اور اس کے حصول کے لیے ہلکان ہوا جائے لیکن یہ اس امت کا ایسا مرض ہے جس نے مسلمانوں کو کہیں کا نہیں چھوڑا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: مجھے تم پر فقیری کا ڈر نہیں بلکہ اس بات کا خدشہ ہے کہ تم پر دنیا کی فراوانی ہو جائے گی اور تم اس میں مقابلہ بازی شروع کر دو گے۔(صحيح البخاري، الجزية، حديث: ۳۱۸۵)

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ ایک دوسرے کا معاون بن کر حقیقی بھائیوں کی طرح زندگی گزارنی چاہیے۔

401 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سِنَانِ بْنِ سَعْدٍ............

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا تَوَادَّ اثْنَانِ فِي اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ أَوْ فِي الْإِسْلَامِ، فَيُفَرِّقُ بَيْنَهُمَا أَوَّلُ ذَنْبٍ يُحْدِثُهُ أَحَدُهُمَا)).

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو آدمی اللہ تعالیٰ کی خاطر یا اسلام کی وجہ سے باہم محبت کرتے ہیں تو ان میں جدائی اس پہلے گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے جس کا ان میں سے ایک ارتکاب کرتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس کتاب میں أوّلُ ذنبٍ ہے جبکہ دوسری کتابوں، مثلاً مسند احمد وغیرہ میں ابن عمر وغیرہ کی روایت میں إلَّا بِذَنْبٍ ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔(صحيح الأدب المفرد: ۱/ ۵۳۸)

(۲) اس روایت کے ایک اور معنی میں بھی کیے گئے ہیں کہ جب دو آدمی اللہ کی خاطر محبت کریں تو پھر کسی ایک کے گناہ کی وجہ سے اسے ختم نہیں کر دینا چاہیے بلکہ عفو و درگزر سے کام لینا چاہیے۔

(۳) ہمارے ترجمے کے مطابق مطلب یہ ہے کہ اللہ کے لیے محبت کو ختم کرنے والی چیز گناہ ہے۔ گناہ کی نحوست کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس عظیم نعمت سے محروم کر دیتا ہے۔ اس لیے بعض اہل علم کہتے ہیں کہ جب تمہیں محسوس ہو کہ دوست احباب کا رویہ بدل گیا ہے تو جان لو کہ تم سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے اس لیے اللہ کے حضور توبہ کرو تو تمام معاملات درست ہو جائیں گے۔ اسی طرح جب دوستوں کی محبت میں زیادتی دیکھو تو وہ اطاعت اور فرماں برداری کی وجہ سے ہے اس لیے اس پر اللہ کا شکر ادا کرو۔

(۴) اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کی نحوست کی وجہ سے انسان کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور گناہ ہی

(۴۰۱) صحيح: أخرجه أحمد: ۵۳۵۷۔ وابن المبارك في الزهد: ۷۱۹۔ واسحاق بن راهويه في مسنده: ۴۵۳۔ والطبراني في مسند الشاميين: ۳/ ۳۱۶۔ انظر الصحيحة: ۶۳۷.

مسلمانوں میں تفرقہ بازی کا سبب بنتے ہیں۔ اطاعت وفرمانبرداری سے الفت ومحبت پیدا ہوتی ہے۔

402 - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ يَزِيدَ قَالَ: قَالَتْ مُعَاذَةُ:.........

سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيَّ، ابْنَ عَمِّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَكَانَ قُتِلَ أَبُوهُ يَوْمَ أُحُدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُصَارِمَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَإِنَّهُمَا نَاكِبَانِ عَنِ الْحَقِّ مَا دَامَا عَلَى صِرَامِهِمَا، وَإِنَّ أَوَّلَهُمَا فَيْئًا يَكُونُ كَفَّارَةً عَنْهُ سَبْقُهُ بِالْفَيْءِ، وَإِنْ مَاتَا عَلَى صِرَامِهِمَا لَمْ يَدْخُلَا الْجَنَّةَ جَمِيعًا أَبَدًا، وَإِنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَ تَسْلِيمَهُ وَسَلَامَهُ، رَدَّ عَلَيْهِ الْمَلَكُ، وَرَدَّ عَلَى الْآخَرِ الشَّيْطَانُ)).

حضرت ہشام بن عامر انصاری، جن کے والد احد میں شہید ہوگئے تھے، سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ”کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع کلامی کرے۔ جب تک وہ دونوں قطع کلامی رکھتے ہیں دونوں ہی حق سے ہٹے ہوتے ہیں۔ جو ان میں سے حق کی طرف لوٹے، یعنی تعلق جوڑے تو اس کی یہ سبقت اس کی سابقہ قطع تعلقی کا کفارہ بن جائے گی۔ اگر وہ دونوں قطع تعلقی کی حالت میں مرگئے تو دونوں ہی کبھی جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ اگر ان میں سے ایک دوسرے کو سلام کہے اور وہ اس کا تحیہ وسلام قبول کرنے سے انکار کر دے تو اس (سلام کرنے والے) کو فرشتہ جواب دیتا ہے اور دوسرے کو شیطان جواب دیتا ہے۔“

فائدہ: ......بعض اہل علم نے اس سے استدلال کیا ہے کہ سلام دعا سے قطع تعلقی ختم ہو جاتی ہے۔

403 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ.........

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْرِفُ غَضَبَكِ وَرِضَاكِ))، قَالَتْ: قُلْتُ: وَكَيْفَ تَعْرِفُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "إِنَّكِ إِذَا كُنْتِ رَاضِيَةً قُلْتِ: بَلَى، وَرَبِّ مُحَمَّدٍ، وَإِذَا كُنْتِ سَاخِطَةً قُلْتِ: لَا، وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ"، قَالَتْ: قُلْتُ: أَجَلْ، لَسْتُ أُهَاجِرُ إِلَّا اسْمَكَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہارے غصے کو اور تمہاری رضا مندی کو پہچانتا ہوں۔“ وہ فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو کیسے پتہ چلتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جب تم راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو: کیوں نہیں! رب محمد کی قسم۔ اور جب تم ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو: نہیں! رب ابراہیم کی قسم!“ وہ کہتی ہیں: میں نے عرض کیا: اسی طرح ہے لیکن میں صرف آپ کا نام ہی ترک کرتی ہوں۔

---

(٤٠٢) صحيح: أخرجه أحمد: ١٦٢٥٧ـ والطبراني في الكبير: ٢٢/ ١٧٥ـ والبيهقي في شعب الايمان: ٦٦٢٠ـ انظر الصحيحة: ١٢٤٦.

(٤٠٣) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦٠٧٨ـ ومسلم: ٢٤٣٩ـ انظر الصحيحة: ٣٣٠٢.

فوائد و مسائل: ......(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ غصہ عورتوں کی اس غیرت میں سے ہے جس کے بارے میں انہیں معاف کر دیا کیا گیا ہے۔ ورنہ حضرت عائشہ بغض کی وجہ سے غصہ نہیں کرتی تھیں کیونکہ وہ تو بہت بڑا گناہ ہے۔ اس کی وضاحت انہوں نے خود فرما دی کہ اللہ کے رسول صرف آپ نام لینا ہی چھوڑتی ہوں، آپ کی محبت میرے دل میں تو پیوست ہوتی ہے۔

(۲) خاوند کو بیوی کی نفسیات کا علم ہونا چاہیے اور اس کے رویے کے تغیر و تبدل کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے اور اس کے ساتھ اسی کے مطابق معاملہ کرنا چاہیے۔

190...... بَابُ مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً

اپنے بھائی سے ایک سال تک قطع تعلق کرنا

404 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عُثْمَانَ الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي الْوَلِيدِ الْمَدَنِيُّ، أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ أَبِي أَنَسٍ حَدَّثَهُ...........

عَنْ أَبِي خِرَاشٍ السُّلَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً، فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ))

حضرت ابوخراش سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے اپنے بھائی سے ایک سال تک قطع تعلق کیا تو یہ (عمل) اس کا خون کرنے کی طرح ہے۔''

405 - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي الْوَلِيدِ الْمَدَنِيُّ، أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ أَبِي أَنَسٍ حَدَّثَهُ...........

أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((هِجْرَةُ الْمُسْلِمِ سَنَةً كَدَمِهِ))، وَفِي الْمَجْلِسِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي عَتَّابٍ، فَقَالَا: قَدْ سَمِعْنَا هَذَا عَنْهُ.

اسلم قبیلے کے ایک صحابی رسول (ابوخراش) نے نبی ﷺ سے بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کو ایک سال تک چھوڑنا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔''
مجلس میں محمد بن منکدر اور عبداللہ بن ابی عتاب بھی تھے، ان دونوں نے کہا کہ ہم نے بھی ان سے اسی طرح سنا ہے۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ جس طرح قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے اسی طرح مسلمان بھائی سے قطع کلامی بھی کبیرہ گناہ ہے جسے معمولی نہیں سمجھنا چاہیے۔ جس طرح قتل کرنے والے کو ہر صورت سزا ملتی ہے، بعینہ قطع تعلق کرنے والا بھی سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

---

(٤٠٤) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب، باب فى هجرة الرجل أخاه: ٤٩١٥ ـ انظر الصحيحة: ٩٢٨.

(٤٠٥) صحيح: أخرجه المزى فى تهذيب الكمال: ٥/ ٤٨٨ ـ انظر الحديث السابق.

191...... بَابُ الْمُهْتَجِرَيْنِ

ایک دوسرے سے قطع تعلق کرنے والوں کا بیان

406 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ............

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ))

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے۔ اس طرح کہ جب دونوں ملیں تو یہ منہ ادھر کرے اور یہ (دوسرا) ادھر کرے۔ اور ان میں سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرتا ہے۔''

فائدہ: ...... قطع تعلق کبھی ایک طرف سے ہوتا ہے اور کبھی دونوں فریق اس میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ یہ قطع تعلقی کی بدترین صورت ہے۔ سلام میں پہل کرنے والا افضل اور بہتر ہے اور اس کے تین بار سلام کہنے کے بعد دوسرا اگر جواب نہیں دیتا تو وہ سلام کرنے والے کا گناہ بھی اپنے سر لے لیتا ہے۔

407 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ مُعَاذَةَ............

أَنَّهَا سَمِعَتْ هِشَامَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُصَارِمَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، فَإِنَّهُمَا مَا صَارَمَا فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، فَإِنَّهُمَا نَاكِبَانِ عَنِ الْحَقِّ مَا دَامَا عَلَى صِرَامِهِمَا، وَإِنَّ أَوَّلَهُمَا فَيْئًا يَكُونُ كَفَّارَةً لَهُ سَبْقُهُ بِالْفَيْءِ، وَإِنْ هُمَا مَاتَا عَلَى صِرَامِهِمَا لَمْ يَدْخُلَا الْجَنَّةَ جَمِيعًا))

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ کسی مسلمان سے تین رات سے زیادہ قطع تعلق کرے۔ بلاشبہ جب تک وہ تین رات سے زیادہ قطع تعلق رکھتے ہیں وہ دونوں حق سے ہٹے ہوتے ہیں۔ جو ان میں سے پہلے حق کی طرف لوٹے، یعنی تعلق جوڑے تو اس کی یہ سبقت اس کی سابقہ قطع تعلقی کا کفارہ بن جائے گی۔ اگر وہ دونوں قطع تعلقی کی حالت میں مر گئے تو دونوں ہی جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔''

فائدہ: ...... قطع تعلق کبیرہ گناہ ہے، تاہم اگر کوئی شخص پہل کرتے ہوئے اپنے بھائی سے صلح کر لے تو اس کی سابقہ خطاؤں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

---

(٤٠٦) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦٠٧٧، ٦٢٣٧ـ ومسلم: ٢٥٦٠ـ وأبو داؤد: ٤٩١١ـ والترمذي: ١٩٣٢ـ انظر الإرواء: ٢٠٢٩.

(٤٠٧) صحيح: انظر الحديث، رقم: ٤٠٢.

192...... بَابُ الشَّحْنَاءِ دشمنی کا بیان

408 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آپس میں بغض نہ رکھو، نہ ایک دوسرے سے حسد کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) امام ابن رجب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ دینی مسائل میں کثرت اختلاف کی وجہ سے لوگوں میں بغض و عداوت نے بھی شدت اختیار کرلی۔ ہر شخص یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اللہ کے لیے بغض اور دشمنی رکھتا ہے۔ کبھی تو ایسے کرنے والا شخص واقعی معذور ہوتا ہے اور اکثر و بیشتر عدم علم کی بنا پر وہ محض خواہش نفس کی پیروی کر رہا ہوتا ہے۔ اس لیے باہم بغض وعناد اور دشمنی سے حتی الوسع بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ (جامع العلوم والحکم: ۲/۲٦٥)

(۲) انتہا درجے کی عداوت کو شحناء سے تعبیر کرتے ہیں جس میں کینے اور بغض سے دل بھر جائے۔

409 - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((تَجِدُ مِنْ شَرِّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ، وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ)).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدترین لوگوں میں تم اسے پاؤ گے جو دو مونہوں والا ہے کہ جو ان کے پاس ایک چہرے سے آتا ہے اور ان دوسروں کے پاس ایک اور چہرے سے۔''

فائدہ: ......اس سے مراد وہ شخص ہے جو دو مخالف لوگوں کے پاس جائے اور ہر ایک سے اپنی وفاداری کا اظہار کرے جس طرح کہ منافقین کا کردار تھا۔ اسی طرح اس میں وہ شخص بھی داخل ہے جو لوگوں کے درمیان فساد ڈالتا ہے اور ان کی باتیں نقل کر کے ایک دوسرے کو بتاتا ہے۔ اس سے باہم دشمنی پختہ ہوتی ہے اور معاشرہ جہنم کی تصویر بن جاتا ہے اس لیے شریعت نے اس سے بڑی سختی سے روکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ)) (صحيح مسلم، الايمان، باب: ٤٥، رقم الحديث: ١٦٨)

''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔''

---

(٤٠٨) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦٠٦٥، ٥١٤٣ـ ومسلم: ٢٥٦٣ـ انظر غاية المرام: ٤٠٤.

(٤٠٩) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦٠٥٨، ٣٤٩٤ـ ومسلم: ٢٥٢٦ـ وأبو داؤد: ٤٨٧٢ـ والترمذي: ٢٠٢٥ـ انظر المشكاة: ٤٨٢٢.

ایک دوسری روایت میں ہے کہ دنیا میں جس کے دو چہرے ہوئے قیامت کے دن اس کی آگ کے لیے دو زبانیں ہوں گی۔ (الصحيحة للالبانی، حديث : ٨٩٢)

410 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ............

عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِيَّـاكُـمْ وَالـظَّـنَّ، فَـإِنَّ الـظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَـاغَضُوا، وَلَا تَنَافَسُوا، وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ اور بولی نہ چڑھاؤ اور نہ باہم حسد وبغض رکھو اور نہ (دنیا میں) ایک دوسرے سے مقابلہ بازی کرو اور نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو اور اللہ کے بندے، بھائی بھائی بن کر رہو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) کسی چیز میں شکوک وشبہات کا شکار ہو کر اس کی پیروی کرنا، خواہ دین میں ہو یا دنیاوی معاملات میں، اتباع ظن کہلاتا ہے۔ یہاں مطلب یہ ہے کہ بلاوجہ کسی پر تہمت لگانا، اس طرح کہ وہ آدمی اس میں مبتلا نہیں، مثلاً کسی آدمی کو شراب خانے میں دیکھ کر یہ حکم لگا دینا یہ شرابی ہے، ممکن ہے وہ اپنے کسی کام کی غرض سے وہاں گیا ہو۔

(۲) کسی مسلمان کی خرید وفروخت پر سودا کرنا ناجائز ہے، البتہ اگر دونوں بیک وقت خریدار ہوں تو پھر قیمت بڑھائی جا سکتی ہے لیکن یہ صرف اس وقت ہے جب مقصد چیز خریدنا ہو، دوسرے کو دھوکا دینا یا نقصان پہنچانا مقصود نہ ہو۔ منڈیوں میں صرف قیمت بڑھانے کے لیے جو بولی دی جاتی ہے، وہ ناجائز ہے۔ بسا اوقات بولی لگانے میں وہ آدمی بھی شریک ہو جاتا ہے۔ جو خریدنا نہیں چاہتا۔ وہ بائع کو فائدہ پہنچانے کے لیے بھاؤ زیادہ لگاتا ہے تاکہ اصل خریدار کو زیادہ قیمت ادا کرنی پڑے، یہ ناجائز ہے۔

(۳) حسد وبغض دین کا صفایا کر دیتا ہے، اور انسان اپنی نیکیوں کو خود آگ لگا دیتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اسے دین کو مونڈ دینے والی پہلی امتوں کی بیماری قرار دیا ہے۔

(۴) دنیا مقابلہ بازی کی چیز نہیں بلکہ اس میں مقابلہ بازی تباہی کا باعث ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''مجھے تم پر فقیری کا ڈر ہرگز نہیں۔ مجھے تمہارے بارے میں اس چیز کا خدشہ ہے کہ دنیا تم پر امڈ آئے گی اور تم اس میں مقابلہ بازی شروع کر دو گے اور نتیجتاً پہلی امتوں کی طرح تباہ ہو جاؤ گے۔''

(صحيح البخاری، الجزية، حديث : ٣١٥٨)

قرآن مجید نے جس مقابلہ بازی کی ترغیب اور اجازت دی ہے، وہ آخرت کے بارے میں ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

(٤١٠) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦٠٦٤۔ ومسلم: ٢٥٦٣۔ انظر غاية المرام: ٤١٧.

﴿وَفِي ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ﴾

''اور مقابلہ کرنے والوں کو اس (جنت کے حصول) میں مقابلہ کرنا چاہیے۔''

(۵) ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک دوسرے سے ناراضی نہ رکھو کہ منہ موڑ کر گزر جاؤ۔ انسانی طبیعت کے پیش نظر زیادہ سے زیادہ تین دن تک ناراض ہونا جائز ہے۔ اس سے زیادہ ناراض ہونا جائز نہیں، تاہم کسی سے دین کی وجہ سے زیادہ دیر ناراض ہونا جائز ہے۔

411 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ............

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "تُـفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الاثْـنَيْـنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْـرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، إِلَّا رَجُلٌ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْـنَ أَخِيـهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ہر اس شخص کو بخش دیا جاتا ہے جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا سوائے اس آدمی کے جس کے اور اس کے بھائی کے درمیان کینہ ہو۔ تو فرشتوں کو کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو مہلت دو یہاں تک کہ وہ صلح کر لیں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) لڑائی جھگڑا اور اختلاف ہونا فطری بات ہے لیکن اسے کینے کی شکل اختیار نہیں کرنی چاہیے اس لیے شریعت نے ناراضی کی حد تین دن رکھی ہے۔ اس سے زیادہ ناراضی سے دل میں نفرت و عداوت پختہ ہو جاتی ہے جو اللہ کی رحمت سے دوری کا باعث ہے۔

(۲) قطع تعلقی کو شرک کے ساتھ ذکر کر کے یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح شرک دخول جنت میں رکاوٹ ہے اسی طرح قطع تعلقی بھی کبیرہ گناہ اور جنت میں جانے سے رکاوٹ ہے۔ اس لیے ناراضی کے بعد جلد صلح کر لینی چاہیے۔ شرک کے ساتھ قطع تعلقی کو ذکر کرنے سے اس کی سنگینی واضح ہوتی ہے تاہم شرک کی وجہ سے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں اور مشرک ہمیشہ ہمیشہ کا جہنمی ہے جبکہ قطع تعلقی کرنے والے کا اللہ نے گناہ معاف نہ کیا تو وہ جہنم میں جائے گا پھر اپنے ایمان کی وجہ سے کسی نہ کسی وقت وہاں سے رہائی پا لے گا۔

412 - حَـدَّثَـنَـا بِشْـرٌ قَـالَ: حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ............

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِمَا

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: کیا میں

(٤١١) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة: ٣٥، ٢٥٦٥۔ وأبو داؤد: ٤٩١٦۔ والترمذى: ٢٠٢٣۔ انظر الإرواء: ٩٤٨، ٩٤٩.

(٤١٢) صحيح: وتقدم برقم: ٣٩١.

هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّيَامِ؟ صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، أَلَا وَإِنَّ الْبُغْضَةَ هِيَ الْحَالِقَةُ

تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہارے لیے صدقے اور روزے سے بھی بہتر ہے؟ آپس کے بگاڑ کی اصلاح کرنا۔ خبردار! اور بغض و عداوت تو (دین کو) مونڈ کر رکھ دیتا ہے۔

فائدہ: ...... باہم بغض وعداوت ثواب کو ضائع کر دیتا ہے، اسی طرح کہ انسان ایک دوسرے کی غیبت اور برائی کرتا ہے۔ یہ روایت گزشتہ اوراق میں مرفوعاً گزر چکی ہے وہاں اس کے مزید فوائد ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔

(دیکھیے، حدیث: ۳۹۱)

413 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ، عَنْ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي فَزَارَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ..........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((ثَلَاثٌ مَنْ لَمْ يَكُنَّ فِيهِ، غُفِرَ لَهُ مَا سِوَاهُ لِمَنْ شَاءَ، مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَمْ يَكُنْ سَاحِرًا يَتَّبِعُ السَّحَرَةَ، وَلَمْ يَحْقِدْ عَلَى أَخِيهِ))

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین گناہ جس میں نہ ہوں باقی گناہ اللہ تعالیٰ جس کے چاہے معاف فرما دے گا: جو اس حال میں فوت ہو کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو۔ وہ جادوگر نہ ہو جو جادوگروں کی پیروی کرتا ہے اور اپنے بھائی کے بارے میں کینہ نہ رکھتا ہو۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

193...... بَابُ إِنَّ السَّلَامَ يُجْزِئُ مِنَ الصَّرْمِ

قطع تعلق ختم کرنے کے لیے سلام کافی ہے

414 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ هِلَالِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ مَوْلَى ابْنِ كَعْبٍ الْمَذْحَجِيِّ، عَنْ أَبِيهِ..........

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَإِذَا مَرَّتْ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَلْيَلْقَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''کسی آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے مومن بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ جب تین دن گزر جائیں تو اسے چاہیے کہ اس سے ملاقات کرے اور

(٤١٣) ضعيف: أخرجه عبد بن حميد: ٦٨٥ـ والطبراني في الكبير: ١٢/ ١٨٨ـ وأبو نعيم في الحلية: ٤/ ١٠٠ـ والبيهقي في شعب الايمان: ٦٦١٤ـ انظر الضعيفة: ٢٨٣١.

(٤١٤) ضعيف: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب، باب فيمن يهجر أخاه المسلم: ٤٩١٢ـ الإرواء: ٧/ ٩٤.

رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَكَا فِي الْأَجْرِ، وَإِنْ لَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَرِئَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الْهِجْرَةِ)).

سلام کہے۔ اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو اجر وثواب میں دونوں شریک ہوگئے اور اگر وہ جواب نہ دے تو سلام کہنے والا قطع تعلقی کے گناہ سے بری ہے۔"

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم پہلا جملہ "کسی آدمی کے لیے جائز نہیں......" متفق علیہ ہے۔

194...... بَابُ التَّفْرِقَةِ بَيْنَ الْأَحْدَاثِ

نوعمر لڑکوں کو آپس میں دور رکھنا

415 - حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَغْرَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُبَشِّرٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ............

عَنْ أَبِيهِ، كَانَ عُمَرُ يَقُولُ لِبَنِيهِ: إِذَا أَصْبَحْتُمْ فَتَبَدَّدُوا، وَلَا تَجْتَمِعُوا فِي دَارٍ وَاحِدَةٍ، فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَقَاطَعُوا، أَوْ يَكُونَ بَيْنَكُمْ شَرٌّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے بچوں سے فرمایا کرتے تھے: جب تم صبح کرو تو بکھر جایا کرو اور ایک ہی گھر میں اکٹھے نہ رہو۔ مجھے تمہارے بارے میں قطع تعلق کا ڈر ہے یا تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہ ہو جائے۔

فائدہ: ......اس اثر کی سند ضعیف ہے۔

195...... بَابُ مَنْ أَشَارَ عَلَى أَخِيهِ وَإِنْ لَمْ يَسْتَشِرْهُ

اگر کوئی بھائی مشورہ نہ مانگے تب بھی مشورہ دینا

416 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، أَنَّ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ أَخْبَرَهُ - وَكَانَ وَهْبٌ أَدْرَكَ ....

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَأَى رَاعِيًا وَغَنَمًا فِي مَكَانٍ قَبِيحٍ وَرَأَى مَكَانًا أَمْثَلَ مِنْهُ، فَقَالَ لَهُ: وَيْحَكَ، يَا رَاعِي، حَوِّلْهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((كُلُّ رَاعٍ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک چرواہا اور بکریاں ایک نامناسب جگہ سے میں دیکھیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے بہتر اور مناسب جگہ دیکھی تو فرمایا: افسوس تجھ پر اے چرواہے! ان بکریوں کو یہاں سے ہٹالو۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: "ہر نگران سے اس کی ذمہ داری کے متعلق باز پرس ہوگی۔"

---

(٤١٥) ضعيف.

(٤١٦) صحيح: أخرجه أحمد: ٥٨٦٩ـ والطبراني في الكبير: ١٢/ ٢٦٠ـ والبيهقي في شعب الإيمان: ١١٠٦٣ـ انظر الصحيحة: ٣٠.

فائدہ: ......مسلمان کو دوسرے کا خیر خواہ ہونا چاہیے۔ اگر وہ سمجھے کہ اس کے مسلمان بھائی کا نقصان ہو رہا ہے تو اسے چاہیے کہ اسے آگاہ کرے اور مشورہ دے خواہ وہ مشورہ طلب نہ بھی کرے۔

196...... بَابُ مَنْ كَرِهَ أَمْثَالَ السَّوْءِ

جس نے بری مثالوں کو ناپسند کیا

417 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ، الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ، كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ فِي قَيْئِهِ))

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے (مسلمانوں کے) لیے بری مثال زیب نہیں دیتی۔ ہدیہ دے کر واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے خود ہی چاٹ لیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) مطلب یہ کہ مسلمان کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ کسی ایسے برے اخلاق سے متصف ہو کہ اس پر بری مثال فٹ آئے۔ اسے ایسی حرکات سے دور رہنا چاہیے۔ ہدیہ اور تحفہ دے کر واپس لینا اس کتے جیسا بننا ہے جو قے کر کے چاٹتا ہے۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ ہدیہ دے کر واپس لینا اور اس کا مطالبہ کرنا حرام ہے، احناف کا اسے جائز کہنا سر تا سر حدیث کی مخالفت ہے اور اس کی وجہ تقلید شخصی ہے۔ وہ حدیث کی غلط تاویل کر کے فرمان رسول کو رد کر دیتے ہیں لیکن اپنے امام کے موقف پر زد نہیں آنے دیتے۔ یہ تقلید کا کرشمہ اور مقلدین کا طرۂ امتیاز ہے!

(۳) والدین اپنی اولاد کو دیا ہوا ہدیہ واپس لے سکتے ہیں جیسا کہ بعض روایات میں اس کی صراحت ہے۔

197...... بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الْمَكْرِ وَالْخَدِيعَةِ

مکر و فریب اور دھوکا دہی کی مذمت

418 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَجَّاجِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْبَاطِ الْحَارِثِيُّ وَاسْمُهُ بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيمٌ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مومن (دنیا کے بارے میں) بھولا بھالا اور کریم

(٤١٧) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الهبة وفضلها والحريض عليها: ٢٦٢٢، ٢٥٨٩۔ ومسلم: ١٦٢٢۔ وأبو داؤد: ٣٥٣٨۔ والنسائي: ٣٦٩٨۔ والترمذي: ١٢٩٨۔ وابن ماجه: ٢٣٨٥۔ انظر الارواء: ١٦٢٢.

(٤١٨) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب، باب في حسن العشرة: ٤٧٩٠۔ والترمذي: ١٩٦٤۔ وانظر صحيح الترغيب: ٢٦٠٩.

وَالْفَاجِرُ خَبٌّ لَئِيمٌ)) النفس ہوتا ہے جبکہ کافر اور منافق دھوکے باز، خبیث اور کمینہ ہوتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) مومن کا ظاہر اور باطن ایک ہوتا ہے۔ وہ جو زبان سے بولتا ہے اس کا دل بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ وہ دنیا کے معاملات میں زیادہ باریک بینی کی طرف نہیں جاتا اور نہ لوگوں کے اندرونی حالات سے آگاہی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے بلکہ حسن ظن اور اچھا گمان کرتے ہوئے لوگوں پر اعتبار کرتا ہے۔ یہ اس کی جہالت کی وجہ سے نہیں بلکہ دل صاف ہونے اور ذہنی پاکیزگی کی وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ دوسروں کو بھی اپنی طرح سمجھتا ہے لیکن آخرت کے معاملے میں وہ باہمت اور بہت ہوشیار ہوتا ہے۔ اپنی آخرت کی بہتری کے لیے چاک و چوبند رہتا ہے۔ کاہلی اور سستی کا مظاہرہ نہیں کرتا۔ ایک حدیث میں ایسے لوگوں کو سب سے زیادہ دانا اور سمجھ دار کہا گیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((أَفْضَلُ الْمُؤْمِنِينَ أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وأَكْيَسُهُمْ أَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا وَأَحْسَنُهُمْ لَهُ اسْتِعْدَادًا اُولٰئِك الاكْيَاس.)) (الصحيحه للالبانى، حديث: ١٣٨٤)

''مومنوں میں سے سب سے افضل وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو اور ان میں سے سب سے دانا وہ ہے جو موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا اور اس کی سب سے اچھی تیاری کرنے والا ہو۔ یہی لوگ حقیقت میں سمجھ دار ہیں۔''

(۲) منافق اور کافر کا ظاہر اور باطن مختلف ہوتا ہے۔ وہ نہایت چالاکی سے لوگوں کی ٹوہ لگاتا ہے اور فساد برپا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اپنے ساتھی کی بھی کسی لغزش سے درگزر نہیں کرتا چہ جائیکہ دشمن کو معاف کرے۔ وہ اس کے لیے نہایت گھٹیا حرکت بھی کرسکتا ہے جبکہ آخرت کے معاملے میں نہایت کاہل اور بے کار ہوتا ہے۔

(۳) فاجر سے مراد یہاں گناہ گار مسلمان نہیں بلکہ کافر اور منافق مراد ہے۔

198...... بَابُ السِّبَابِ
گالیاں بکنے کی ممانعت

419 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أُمَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے عہد میں دو آدمیوں نے گالم گلوچ کیا۔ ان میں سے ایک نے

(٤١٩) ضعيف: انظر الضعيفة: ٢٩٢٣.

فَسَبَّ أَحَدُهُمَا وَالْآخَرُ سَاكِتٌ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ، ثُمَّ رَدَّ الْآخَرُ. فَنَهَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقِيلَ: نَهَضْتَ؟ قَالَ: ((نَهَضَتِ الْمَلَائِكَةُ فَنَهَضْتُ مَعَهُمْ، إِنَّ هَذَا مَا كَانَ سَاكِتًا رَدَّتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَى الَّذِي سَبَّهُ، فَلَمَّا رَدَّ نَهَضَتِ الْمَلَائِكَةُ)).

گالی دی اور دوسرا خاموش رہا جبکہ نبی ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ پھر دوسرے شخص نے بھی جواب دیا تو نبی ﷺ اٹھ کر چل دیے۔ آپ سے عرض کیا گیا آپ اٹھ گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’فرشتے اٹھ کر چلے گئے تو میں بھی ان کے ساتھ چل دیا۔ یہ شخص جب تک خاموش تھا تو گالیاں دینے والے کو فرشتے جواب دے رہے تھے جب اس نے جواب دیا تو فرشتے اٹھ کر چلے گئے۔‘‘

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم برائی کا جواب برائی کے بجائے اچھائی سے دینا افضل ہے جیسا کہ سنن ابی داؤد (۴۸۹۶) میں صحیح سند سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی موجودگی میں ایک شخص نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اذیت پہنچائی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے، پھر دوسری مرتبہ اس نے اذیت دی تو تب بھی وہ خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ اس نے اذیت دی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا اور بدلہ لے لیا۔ جب انہوں نے بدلہ لیا تو رسول اکرم ﷺ اٹھ کر چلے گئے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھ سے ناراض ہوگئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’آسمان سے ایک فرشتہ اتر کر اس کی اس بات کی تکذیب کر رہا تھا جو اس نے تمہارے بارے میں کہی تھی۔ جب تم نے انتقام لیا تو درمیان میں شیطان کود پڑا تو جب شیطان کود پڑا تو میں کیسے بیٹھ سکتا تھا۔‘‘

(الصحیحة للالبانی، حدیث: ۲۳۷۶)

420 - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رُدَيْحُ بْنُ عَطِيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي عَبْلَةَ............

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَجُلًا أَتَاهَا فَقَالَ: إِنَّ رَجُلًا نَالَ مِنْكِ عِنْدَ عَبْدِ الْمَلِكِ، فَقَالَتْ: إِنْ نُؤْبَنْ بِمَا لَيْسَ فِينَا، فَطَالَمَا زُكِّينَا بِمَا لَيْسَ فِينَا

سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کہا: ایک آدمی نے عبدالملک کے پاس آپ کو برا بھلا کہا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اگر کوئی ہمارے بارے میں ایسی بات کرے جو ہم میں نہیں ہے تو بسا اوقات یوں بھی تو ہوتا ہے کہ لوگ ہماری بے جا تعریف کر دیتے ہیں۔

فائدہ: ......انسان کی یہ کمزوری ہے کہ وہ ہر وقت اپنی تعریف ہی سننا چاہتا ہے اور اپنے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں سننا چاہتا جو اس کے مزاج کے خلاف ہو۔ سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا نے شکایت کرنے والے سے کہا کہ اگر کسی نے ہماری برائی بیان کی ہے تو پھر کیا ہوا ایسا بھی تو بار ہا ہوتا ہے کہ لوگ ہماری ایسے معاملات میں تعریف کرتے ہیں جس کے

(٤٢٠) حسن: أخرجه ابن حبان في روضة العقلاء، ص: ١٧٨.

ہم اہل نہیں ہوتے۔ جب اس کو انسان سن لیتا ہے تو تنقید کو بھی برداشت کرنا چاہیے۔

421 - حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ الرُّؤَاسِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ قَالَ............

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِصَاحِبِهِ: أَنْتَ عَدُوِّي، فَقَدْ خَرَجَ أَحَدُهُمَا مِنَ الْإِسْلَامِ، أَوْ بَرِئَ مِنْ صَاحِبِهِ قَالَ قَيْسٌ: وَأَخْبَرَنِي بَعْدُ أَبُو جُحَيْفَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ: إِلَّا مَنْ تَابَ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب آدمی اپنے ساتھی سے کہے کہ تو میرا دشمن ہے تو ان میں سے ایک اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یا اپنے ساتھی سے بری ہو جاتا ہے۔ قیس کہتے ہیں کہ بعد ازاں مجھے ابو جحیفہ نے بتایا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں جو توبہ کر لے (تو اور بات ہے)۔

فائدہ: ......اس کی وضاحت ایک دوسری حدیث سے ہوتی ہے جسے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی آدمی کو کافر کہہ کر پکارا یا یوں کہا کہ اللہ کے دشمن اور وہ اس طرح نہ ہو تو جملہ اس کہنے والے پر صادق آ جاتا ہے اور وہ ایسا ہو جاتا ہے۔ (الأدب المفرد، ح: ٤٣٣)

اس لیے دوسروں کو ایسے القاب دینے سے حتی الوسع گریز کرنا چاہیے کیونکہ ایسا کہنے سے ایمان کو خطرہ ہے۔

199...... بَابُ سَقْيِ الْمَاءِ — پانی پلانے کی فضیلت

422 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ طَاوُسٍ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَظُنُّهُ رَفَعَهُ - شَكَّ لَيْثٌ - قَالَ: فِي ابْنِ آدَمَ سِتُّونَ وَثَلَاثُمِائَةِ سُلَامَى - أَوْ عَظْمٍ، أَوْ مَفْصِلٍ - عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ، كُلُّ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ صَدَقَةٌ، وَعَوْنُ الرَّجُلِ أَخَاهُ صَدَقَةٌ، وَالشَّرْبَةُ مِنَ الْمَاءِ يَسْقِيهَا صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) ''ابن آدم کے تین سو ساٹھ جوڑ یا ہڈیاں ہیں۔ ہر جوڑ کی طرف سے روزانہ صدقہ ضروری ہے۔ ہر اچھی بات صدقہ ہے۔ آدمی کا اپنے بھائی کی مدد کرنا صدقہ ہے۔ پانی پلانا بھی صدقہ ہے، نیز راستے سے تکلف دہ چیز ہٹانا بھی صدقہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) انگلیوں کی جڑ اور ہاتھ کی ہڈیوں کے جوڑوں کو سلامی کہتے ہیں، پھر اس کا استعمال

---

(٤٢١) صحيح الاسناد: رواه ابن الجعد في مسنده: ٧٨ـ والخلال في السنة: ١٢٨٤ـ والخرائطي في مساوى الأخلاق: ١٦ـ وابن الأعرابي في معجمه: ١٤٢٥.

(٤٢٢) صحيح: الصحيحة: ٥٧٣، ٥٧٧ـ أخرجه الطبراني في الكبير: ١١/ ٥٥ـ ومسدد كما في المطالب العاليه: ٥/ ٦٥٩ـ ورواه ابن أبي الدنيا في مداراة الناس: ١٠١ـ مختصراً.

پورے جسم کی ہڈیوں اور جوڑوں پر ہونے لگا۔

(۲) تمام جوڑوں کی طرف سے صدقہ کرنا فرض ہے اور ہر اچھی بات بھی صدقہ شمار ہوتی ہے، تاہم اگر کوئی شخص سورج نکلنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہے تو یہ تمام جوڑوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔(مسلم:۱۶۷۱)

(۳) پانی پلانا بہترین صدقہ ہے۔ایک فاحشہ نے پیاسے کتے کو پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا تو جو انسان کے لیے پانی کا بندوبست کرے وہ کس قدر ثواب کا باعث ہے۔

200...... بَابُ الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْأَوَّلِ

دو گالی گلوچ کرنے والوں کا گناہ ابتدا کرنے والے پر ہے

423 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِئِ، مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''دو گالم گلوچ کرنے والے جو بھی کہیں اس کا گناہ ابتدا کرنے والے پر ہے جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔''

424 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سِنَانِ بْنِ سَعْدٍ............

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا، فَعَلَى الْبَادِئِ، حَتَّى يَعْتَدِيَ الْمَظْلُومُ))

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دو باہم گالم گلوچ کرنے والوں کی گالیوں کا گناہ ابتدا کرنے والے پر ہے حتی کہ مظلوم زیادتی کرے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) مسلمان کو گالی دینا حرام ہے جسے حدیث میں فسق و فجور سے تعبیر کیا گیا ہے جبکہ ایک حدیث میں لڑائی کے وقت گالم گلوچ منافقت کی علامت قرار دی گئی ہے، اس لیے گالیوں سے ہر ممکن اجتناب کرنا چاہیے۔

(۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدلہ اور انتقام لینا جائز ہے، تاہم زیادتی کرنا ناجائز اور حرام ہے۔اگر کوئی شخص معاف کر دے تو وہ نہایت فضیلت والا کام ہے۔

---

(٤٢٣) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة والادب: ٦٨، ٢٥٨٧ـ وأبو داؤد: ٤٨٩٤ـ والترمذی: ١٩٨١ـ انظر الصحيحة: ٥٧٠.

(٤٢٤) حسن صحيح: أخرجه الطبرانی فی مسند الشامين: ٢٤٨ـ وأبو يعلى: ٤٢٤٣ـ والخرائطی فی مساوی الاخلاق: ٣٣ـ والقضاعي فی مسند الشهاب: ٣٢٩ـ وانظر الصحيحة: ٥٧٠.

(۳) اصل مجرم برائی کا آغاز کرنے والا ہے، تاہم ہر ایک کو اس کی برائی کا بدلہ ملے گا۔ اگر کوئی شخص کسی کو اتنا زیادہ تنگ کرتا ہے کہ وہ گالیوں پر اتر آتا ہے تو گالیوں پر ابھارنے والا بھی مجرم ہوگا۔

425 - وَقَـالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَتَـدْرُونَ مَـا الْـعَـضْـهُ؟)) قَـالُوا: اللّٰـهُ وَرَسُـولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((نَقْلُ الْحَدِيثِ مِنْ بَـعْـضِ الـنَّـاسِ إِلَـى بَـعْضٍ، لِيُفْسِدُوا بَيْنَهُمْ))

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں معلوم ہے کہ چغل خوری اور کاٹ دینے والی چیز کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: فساد برپا کرنے کے لیے لوگوں کی باتیں ایک دوسرے کو بتانا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) چغل خوری نہایت خطرناک گناہ ہے جو انسان کے دین کو تباہ کر کے اسے جنت سے محروم کر دیتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

((لَا يدخل الجنة نَمَّامٌ)) (صحيح مسلم، الايمان، حديث: ۱۰۵)

''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔''

اس سے رشتہ داریاں ٹوٹ جاتی ہے اور انتشار و گروہ بندیاں جنم لیتی ہے۔

(۲) فساد پھیلانے کی نیت سے کسی کی بات آگے بیان کرنا تا کہ لوگ باہم لڑیں، ناجائز اور حرام ہے۔ لگائی بجھائی کرنے والا انسان کسی کی نظر میں باعزت نہیں ہوتا، تاہم جائز بات جو اصلاح کی خاطر ہو، وہ نہ صرف جائز بلکہ باعث اجر ہے۔

426 - وَقَـالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الـلّٰـهَ عَـزَّ وَجَـلَّ أَوْحَـى إِلَـيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا، وَلَا يَبْغِ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ))

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ باہم عجز و انکساری اور تواضع اختیار کریں اور تم میں سے کوئی دوسرے پر سرکشی نہ کرے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اللہ کے سامنے عجز و انکساری کا اظہار اور اس کے بندوں سے رحمت و شفقت کا مظاہرہ کرنا، اس طرح کہ خود کو اعلیٰ اور دوسروں کو کم تر نہ سمجھنا تواضع کہلاتا ہے۔ اسی طرح اس تواضع سے مقصود اللہ کی رضا اور خوشنودی ہو کوئی بشری کمزوری نہ ہو۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پابندی کرنا اور منع کردہ امور سے باز رہنا اور اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرنا بھی تواضع ہے۔

---

(۴۲۵) صحيح: أخرجه الطحاوى فى مشكل الآثار: ۶/ ۱۷۰۔ والبيهقى فى السنن الكبرىٰ: ۱۰/ ۲۴۲۔ انظر الصحيحة: ۸۴۵.

(۴۲۶) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الجنة ونعيمها: ۶۴، ۲۸۶۵۔ وأبو داؤد: ۴۸۹۵۔ وابن ماجه: ۴۲۱۴۔ انظر الصحيحة: ۵۷۰.

201...... بَابُ الْمُسْتَبَّانِ شَيْطَانَانِ يَتَهَاتَرَانِ وَيَتَكَاذَبَانِ

دو باہم گالم گلوچ کرنے والے شیطان ہیں جو بے ہودہ گوئی اور جھوٹ بکتے ہیں

427 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ..........

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، الرَّجُلُ يَسُبُّنِي؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْمُسْتَبَّانِ شَيْطَانَانِ يَتَهَاتَرَانِ وَيَتَكَاذَبَانِ)).

سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''اللہ کے رسول! کوئی آدمی مجھے گالی دے تو؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو باہم گالم گلوچ کرنے والے دونوں شیطان ہیں جو بے ہودگی کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔''

428 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ..........

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا سَبَّنِي فِي مَلَأٍ هُمْ أَنْقَصُ مِنِّي، فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ، هَلْ عَلَيَّ فِي ذَلِكَ جُنَاحٌ؟ قَالَ: ((الْمُسْتَبَّانِ شَيْطَانَانِ يَتَهَاتَرَانِ وَيَتَكَاذَبَانِ))

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تواضع اور عجز و انکساری اختیار کرو اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے اور نہ ہی ایک دوسرے پر فخر کرے۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر مجھ سے کم مرتبہ کوئی شخص مجھے گالی دے اور میں اسے جواب دوں تو کیا مجھے گناہ ہوگا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ''باہم گالم گلوچ کرنے والے دونوں شیطان ہیں جو بے ہودہ گوئی کرتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) لڑائی کے وقت گالیاں بکنا اگر کسی کی عادت بن جائے تو یہ منافق ہونے کی نشانی ہے اس لیے ایک دوسرے پر لعن طعن کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ مخالف اگر کم تر بھی ہو تب بھی صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دینے سے بچنا چاہیے کیونکہ اس طرح انسان بہتان بازی اور دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے نہ چاہتے ہوئے بھی بسا اوقات جھوٹ بول جاتا ہے۔

---

(٤٢٧) صحيح: أخرجه أحمد: ١٧٤٨٣ـ والطيالسي: ١١٧٦ـ وابن حبان: ٥٧٢٦ـ والبيهقي في السنن: ١٠/ ٢٣٥ـ انظر صحيح الترغيب: ٢٧٨١.

(٤٢٨) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الجنة: ٢٨٦٥ـ وأبو داؤد: ٤٨٩٥ـ وابن ماجه: ٤٢١٤ـ انظر صحيح الترغيب: ٢٨٩٠.

(۲) لڑائی کے وقت شیطان اپنا کام خوب دکھاتا ہے۔ غصہ دلا کر انسان کو گالم گلوچ پر آمادہ کرتا ہے۔ اس لیے لڑائی جھگڑے کے موقع پر أعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم پڑھنا چاہیے۔ (بخاری: ۶۰۴۸)

428 م- قَالَ عِيَاضٌ: وَكُنْتُ حَرْبًا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَيْتُ إِلَيْهِ نَاقَةً، قَبْلَ أَنْ أُسْلِمَ، فَلَمْ يَقْبَلْهَا وَقَالَ: ((إِنِّي أَكْرَهُ زَبْدَ الْمُشْرِكِينَ))

عیاض رضی اللہ عنہ کہتے کہ اسلام لانے سے پہلے جبکہ میں ابھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف تھا، میں نے ایک اونٹنی آپ کو تحفہ کے طور پر دی تو آپ نے قبول نہ کی اور فرمایا: ''میں مشرکین کا ہدیہ ناپسند کرتا ہوں۔''

فائدہ: ......رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کا ہدیہ قبول فرما لیتے تھے اس لیے کافر کا ہدیہ قبول کیا جا سکتا ہے، تاہم اس میں خیال رہے کہ دل کفار کی طرف مائل نہ ہو کہ ان کے بارے میں نرم گوشہ پیدا ہو جائے۔ اسی طرح مشرک کا ہدیہ بھی کسی شرعی مصلحت کے تحت قبول کیا جا سکتا ہے جیسا کہ دیگر دلائل سے معلوم ہوتا ہے بشرطیکہ محبت اور دوستی مقصود نہ ہو۔

202...... بَابُ سِبَابِ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ

مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے

429 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ............

عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ))

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق اور گناہ ہے۔''

فائدہ: ......آدمی کے کسی عیب پر اسے عار دلانا یا ایسی مذموم بات اس کی طرف منسوب کرنا جو اس میں نہ ہو، گالی کہلاتا ہے۔ دوسری صورت میں یہ کبیرہ گناہ بن جاتا ہے کیونکہ یہ بہتان ہے۔

430 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ............

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا، وَلَا لَعَّانًا، وَلَا سَبَّابًا، كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ: ((مَا لَهُ تَرِبَ جَبِينُهُ))

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش گو تھے، نہ لعن طعن کرنے والے تھے اور نہ گالم گلوچ ہی کرتے تھے بلکہ جب آپ کو غصہ آتا تو (صرف یہ) فرماتے: ''اسے کیا ہے اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔''

(۴۲۸م) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الخراج، باب فى الإمام يقبل هدايا المشركين: ۳۰۵۷، ۴۸۹۵۔ والترمذی: ۱۵۷۷۔ انظر غاية المرام: ۴۴۲.

(۴۲۹) صحيح: أخرجه النسائی، كتاب المحاربة، باب قتال المسلم: ۴۱۱۰۔ وابن ماجه: ۳۹۴۱.

(۴۳۰) صحيح: أخرجه البخاری، كتاب الأدب: ۶۰۳۱۔ انظر الصحيحة: ۲۸۲.

فائدہ: ......اہل ایمان کے لیے رسول اکرم ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الآية)
''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ) کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔''
اس لیے لڑائی جھگڑے سے حتی الوسع بچنا چاہیے تاکہ گالی کی نوبت نہ آئے اور اگر کبھی غصہ آجائے تو بھی بدگوئی اور بدکلامی سے بچنا چاہیے۔ اور ''پیشانی خاک آلود ہو۔'' یہ محاورہ ہے جو غصے کے وقت ہلکی سی ڈاٹ کے وقت عرب کہتے تھے، جیسے تیری ماں تمہیں گم کرے اور اللہ تجھے قتل کرے وغیرہ۔ اس سے اصل معنی مقصود نہیں ہوتے۔

431 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ زُبَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ))

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے مروی ہے: ''مسلمان کو گالی دینا گناہ اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اگر اس کی عزت کو اچھالا جائے تو اس کی شدت اور بڑھ جاتی ہے۔ ایک حدیث میں اسے سب سے بڑا سود کہا گیا ہے جبکہ سود کے کم ترین درجے کا گناہ اپنی ماں سے منہ کالا کرنے کے مترادف ہے۔
(۲) مسلمان سے قتال کو اگر کوئی شخص حلال سمجھے تو واقعی کافر ہے، تاہم اگر دونوں اپنے آپ کو سچا سمجھتے ہوں تو الگ بات ہے۔ یا پھر کفر سے مبالغہ مراد ہے کہ مسلمان سے لڑائی سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ یہ کفر کا سبب بھی بن سکتی ہے۔

432 - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْمُرَ، أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدِّيلِيَّ حَدَّثَهُ..........

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ذَرٍّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ، وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ، إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذَلِكَ)).

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب کوئی آدمی کسی آدمی کو کافر یا فاسق کہتا ہے اور وہ ایسا نہیں ہوتا تو یہ بات خود اس پر لوٹ آتی ہے (اور وہ ایسا ہو جاتا ہے۔''

فائدہ: ......کافر کو کافر کہنے میں کوئی حرج نہیں، تاہم کسی مسلمان کو کافر یا فاسق کہنے سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ

---

(٤٣١) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الايمان، باب خوف المومن من أن يحبط عمله......: ٤٨، ٦٠٤٤، ٧٠٧٦ـ ومسلم: ٦٤ـ والنسائي: ٤١١١ـ والترمذي: ١٩٨٣ـ وابن ماجه: ٦٩.

(٤٣٢) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦٠٤٤ـ ومسلم: ٦١ـ انظر الصحيحة: ٢٨٩١.

اس سے خدشہ ہے کہ خود انسان ایسا ہو جائے، البتہ اگر وہ واقعی ایسا ہے تو دوسری بات ہے۔ اسی طرح اگر کوئی کسی کی تنقیص کرنے کے لیے یا عار دلانے کے لیے ایسا کرتا ہے تو بھی گناہ گار ہوگا۔ اس لیے مسلمان پر ایسا فتویٰ لگانے میں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔

433 - وَبِالسَّنَدِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنِ ادَّعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ فَقَدْ كَفَرَ، وَمَنِ ادَّعَى قَوْمًا لَيْسَ هُوَ مِنْهُمْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ، أَوْ قَالَ: عَدُوَّ اللّٰهِ، وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا حَارَتْ عَلَيْهِ".

اسی سند سے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے جانتے بوجھتے اپنے باپ کے علاوہ کسی کو باپ بنایا اس نے (اللہ کے ساتھ) کفر کیا۔ اسی طرح جس نے کسی قوم میں سے ہونے کا دعویٰ کیا جبکہ وہ ان میں سے نہیں ہے اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ بنا لے اور جس نے کسی آدمی کو کافر کہا یا یوں کہا کہ اے اللہ کے دشمن حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے تو اس کا وبال کہنے والے پر پڑتا ہے۔“

فوائد و مسائل: ......(۱) جس شخص کو معلوم ہو کہ میرا باپ فلاں ہے لیکن وہ اس کے علاوہ کسی کو اپنا باپ پکارتا ہے تو ایسا شخص سخت گناہ گار ہے۔ اسے توبہ کرنی چاہیے۔ ہمارے ہاں عموماً جو لوگ بے اولاد ہوتے ہیں وہ کسی عزیز کا بچہ لے لیتے ہیں، اسے پالتے ہیں اور وہ انہی کے نام سے منسوب ہوتا ہے۔ کسی کا بچہ لے کر پالنا تو جائز ہے، تاہم اس کی نسبت اپنی طرف کرنا درست نہیں۔ اس کی نسبت اس کے حقیقی ماں باپ کی طرف ہوگی۔ اسی طرح وہ اپنے والدین کا وارث ہوگا۔ ان پالنے والوں کا نہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ ۱/۳ مال اسے وصیت کے طور پر دے سکتے ہیں، باقی اصل وارثوں کا ہوگا۔ اسی طرح باقی وارثوں کو محروم کرنے کی غرض سے زندگی ہی میں سارا مال اس کے نام لگا دینا بھی ناجائز ہے۔

(۲) قبیلوں اور برادریوں کی تقسیم پہچان کے لیے ہے۔ کوئی برادری یا قبیلہ اپنے اوصاف کی وجہ سے شہرت اور عزت حاصل کر لیتا ہے تو لوگ اپنے آپ کو اس کی طرف منسوب کر لیتے ہیں۔ ایسا کرنا حرام ہے۔ یہ دھوکا ہے اس لیے رسول اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(۳) جو کسی مسلمان کو کافر کہے جبکہ وہ ایسا نہ ہو تو کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ اس میں تکفیری لوگوں کا رد بھی ہے جو اپنے علاوہ کسی کو مسلمان نہیں سمجھتے حالانکہ وہ خود اسلامی تعلیمات سے کوسوں دور ہیں۔

434 - حَدَّثَنَا عُمَرُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ............ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ - رَجُلًا مِنْ

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ، جو نبی ﷺ کے صحابی ہیں، سے

(٤٣٣) صحيح: أخرجه البخارى، كتاب المناقب، باب: ٥، ٣٥٠٨، ٦٠٤٥ـ ومسلم: ٦١.

(٤٣٤) صحيح: أخرجه البخارى، كتاب الأدب: ٦٠٤٨ـ ومسلم: ٢٦١٠ـ وأبو داؤد: ٤٧٨١ـ والنسائى فى الكبرىٰ: ١٠١٥٢.

أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ أَحَدُهُمَا، فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتَّى انْتَفَخَ وَجْهُهُ وَتَغَيَّرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِي يَجِدُ))، فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ، فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، وَقَالَ: أَتَرَى بِي بَأْسًا، أَمَجْنُونٌ أَنَا؟ اذْهَبْ.

روایت ہے کہ دو آدمی نبی ﷺ کی موجودگی میں جھگڑ پڑے تو ان میں سے ایک غصے میں آ گیا اور اسے اتنا شدید غصہ آیا کہ اس کے چہرے کی کیفیت بدل گئی اور وہ پھول گیا۔ تب نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ایک کلمے کا علم ہے، اگر یہ شخص وہ کلمہ پڑھ لے تو یقیناً اس کا غصہ جاتا رہے۔'' چنانچہ ایک آدمی (معاذ رضی اللہ عنہ) اس کے پاس گیا اور اسے نبی ﷺ کی بات بتائی اور کہا کہ مردود شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔ اس شخص نے: کیا تم سمجھتے ہو کہ میں بیمار ہوں۔ کیا میں دیوانہ ہوں؟ چلے جاؤ۔

فوائد و مسائل: ......(۱) شیطان انسان میں خون کی طرح گردش کرتا ہے اور اسے گمراہ کرنے کے لیے کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ لڑائی جھگڑے کے وقت خوب غصہ دلاتا ہے اور انجام سے غافل کر دیتا ہے تاکہ انسان غلط قدم اٹھائے۔ اس لیے ایسے موقع پر شیطان مردود کے شر سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔
(۲) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس بندے کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کافر یا منافق تھا یا پھر شدید غصے کی وجہ سے اس کی عقل جواب دے چکی تھی کہ اس نے نصیحت کرنے والے کو ڈانٹ دیا۔ اس نے سمجھا کہ شیطان کے شر سے پناہ صرف بیماری میں طلب کی جاتی ہے۔

435 - حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ إِلَّا بَيْنَهُمَا مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ سِتْرٌ، فَإِذَا قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ كَلِمَةَ هَجْرٍ فَقَدْ خَرَقَ سِتْرَ اللّٰهِ، وَإِذَا قَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: أَنْتَ كَافِرٌ، فَقَدْ كَفَرَ أَحَدُهُمَا.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہر دو مسلمانوں کے درمیان اللہ کی طرف سے پردہ ہے۔ جب ان میں سے کوئی بدکلامی کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے پردے کو پھاڑ دیتا ہے۔ اور جب ان میں سے ایک دوسرے کو کہتا ہے کہ تو کافر ہے تو ان میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ کہنے والا اگر سچا ہے تو ٹھیک ورنہ وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ اس مفہوم والی صحیح حدیث

(٤٣٥) ضعيف: أخرجه الطبراني في الكبير: ١٠/ ٢٢٤۔ والبيهقي في شعب الايمان: ٥٠١٧.

اور اس کے فوائد کے لیے حدیث نمبر: ۴۳۲ دیکھیں۔

203...... بَابُ مَنْ لَمْ يُوَاجِهِ النَّاسَ بِكَلَامِهِ

جس نے لوگوں سے منہ در منہ بات نہ کی

436 - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ............

قَالَتْ عَائِشَةُ: صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَرَخَّصَ فِيهِ، فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، ثُمَّ قَالَ: ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُونَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ؟ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ، وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کوئی کام کیا اور لوگوں کو بھی وہ کام کرنے کی رخصت دی تو کچھ لوگوں نے اس سے پرہیز کیا۔ نبی ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کے بعد فرمایا: ''ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسا کام کرنے سے بچتے ہیں جو میں نے کیا ہے۔ اللہ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں ان سے زیادہ علم رکھتا ہوں اور ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو کسی آدمی کے حوالے سے کوئی بات معلوم ہوتی تو آپ اس کا نام لیے بغیر اجتماعی طور پر مسئلہ سمجھا دیتے اور فرماتے: فلاں کا کیا مسئلہ ہے یا لوگوں کو کیا ہے (کہ وہ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں) (سنن ابو داود، الادب، حدیث: ۴۷۸۸) اس سے معلوم ہوا کہ منہ در منہ بات کرنے کے بجائے مجموعی طور پر بات کرنی چاہیے تاکہ کسی کو شرمندگی بھی نہ ہو اور وہ اپنی اصلاح بھی کرے۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ اپنے آپ رسول اکرم ﷺ سے زیادہ متقی بننے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے کہ جس کو شریعت نے کرنے کی اجازت دی ہے انسان اس کو نہ کرے۔ نیکی صرف وہ ہے جسے رسول اکرم ﷺ نیکی قرار دیں۔

(۳) جس چیز کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حلال قرار دیا ہو اس کے کرنے سے پرہیز نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اگر یہ چیز قابل احتراز ہوتی تو نبی ﷺ سب سے پہلے اس سے احتراز کرنے والے ہوتے۔

437 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سَلْمٍ الْعَلَوِيِّ...........

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَلَّ مَا يُوَاجِهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بہت کم ایسے

(٤٣٦) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦١٠١ـ ومسلم: ٢٣٥٦ـ والنسائي في الكبرىٰ: ٩٩٩٢.

(٤٣٧) ضعيف: أخرجه أبو داؤد، كتاب الترجل، باب في الخلوق للرجال: ٤١٨٢ـ والنسائي في الكبرىٰ: ٩٩٩٣ـ انظر الضعيفة: ٤٢٥٥.

الـرَّجُـلَ بِشَيْءٍ يَكْرَهُهُ ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ يَوْمًا رَجُـلٌ ، وَعَـلَيْـهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ ، فَلَمَّا قَامَ قَالَ لِأَصْحَـابِـهِ: ((لَـوْ غَيَّرَ - أَوْ نَزَعَ - هَذِهِ الصُّفْرَةَ))

کرتے کہ کسی شخص کو کسی ناجائز کام میں مبتلا دیکھیں تو منہ در منہ ٹوک دیں۔ ایک دن ایک شخص آیا اور اس پر زرد رنگ کے اثرات تھے۔ جب وہ چلا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''اگر وہ یہ زرد رنگ (کا کپڑا) بدل لے یا اتار دے تو (بہتر ہے)۔''

فائدہ: ...... یہ روایت ضعیف ہے تاہم دیگر احادیث میں زرد اور زعفرانی رنگ کا لباس استعمال کرنا مردوں کے لیے منع ہے۔ آپ نے عبداللہ بن عمرو سے فرمایا:

((إِنَّ هَذِهِ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا)) (الصحيحة للألباني، حديث: ١٧٠٤)

''یہ کفار کے کپڑے ہیں لہٰذا انہیں مت پہنو۔''

204...... بَابُ مَنْ قَالَ لِآخَرَ: يَا مُنَافِقُ، فِي تَأْوِيلٍ تَأَوَّلَهُ

جس نے اپنی تاویل اور سمجھ کی بنا پر کسی کو منافق کہا

438 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ قَالَ..........

سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ، وَكِلَانَا فَارِسٌ، فَقَالَ: ((انْطَلِقُوا حَتَّى تَبْلُغُوا رَوْضَةَ كَذَا وَكَذَا، وَبِهَا امْرَأَةٌ مَعَهَا كِتَابٌ مِنْ حَاطِبٍ إِلَى الْمُشْرِكِينَ، فَأْتُونِي بِهَا))، فَوَافَيْنَاهَا تَسِيرُ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا حَيْثُ وَصَفَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْنَا: الْكِتَابُ الَّذِي مَعَكِ؟ قَالَتْ: مَا مَعِي كِتَابٌ، فَبَحَثْنَاهَا وَبَعِيرَهَا، فَقَالَ صَاحِبِي: مَا أَرَى، فَقُلْتُ: مَا كَذَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مجھے اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ہم دونوں گھڑ سوار تھے۔ آپ نے فرمایا: ''چلتے رہو یہاں تک کہ تم فلاں فلاں جگہ روضہ خاخ پہنچ جاؤ۔ وہاں تمہیں ایک عورت ملے گی جس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا مشرکین کے نام خط ہے۔ اسے میرے پاس لاؤ۔'' ہم نے اسے اس حال میں جا پکڑا کہ وہ اپنے اسی طرح کے اونٹ پر سوار تھی جیسا نبی ﷺ نے ہمیں بتایا تھا۔ ہم نے کہا: تیرے پاس جو خط ہے وہ نکالو۔ اس نے کہا: میرے پاس کوئی خط نہیں۔ ہم نے اس کی اور اس کے اونٹ کی تلاشی لی (تو کچھ نہ ملا) میرے ساتھی نے کہا: میرا خیال ہے اس کے پاس نہیں ہے۔ میں نے کہا: نبی ﷺ نے جھوٹ نہیں بولا۔ مجھے اس

---

(٤٣٨) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الجهاد والسير: ٣٠٠٧، ٣٠٨١۔ ومسلم: ٢٤٩٤۔ وأبو دأود: ٢٦٥١۔ والترمذي: ٣٣٠٥ والنسائي في الكبرىٰ: ١١٥٢١.

لَأُجَرِّدَنَّكِ أَوْ لَتُخْرِجِنَّهُ، فَأَهْوَتْ بِيَدِهَا إِلَى حُجْزَتِهَا وَعَلَيْهَا إِزَارُ صُوفٍ، فَأَخْرَجَتْ، فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ عُمَرُ: خَانَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ، دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَهُ، وَقَالَ: ((مَا حَمَلَكَ؟)) فَقَالَ: مَا بِي إِلَّا أَنْ أَكُونَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ، وَأَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ، قَالَ: "صَدَقَ يَا عُمَرُ، أَوَ لَيْسَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ"، فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.

ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے خط نکالو ورنہ میں تجھے ننگا کر دوں گا۔ اس نے اپنے ازار باندھنے کی جگہ (نیفہ) کی طرف ہاتھ بڑھایا اور خط نکال دیا۔ اس پر اون کا تہبند تھا۔ چنانچہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس نے اللہ تعالیٰ اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کے ساتھ خیانت کی ہے۔ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''(حاطب!) تم نے ایسا کیوں کیا؟'' تب انہوں (حضرت حاطب رضی اللہ عنہ) نے کہا: میرے دل میں اللہ تعالیٰ پر ایمان کے سوا کچھ نہیں ہے۔ میرا صرف یہ مقصد تھا کہ میرا ان لوگوں (مشرکین) پر احسان ہو جائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عمر! اس نے سچ کہا ہے۔ کیا یہ بدر میں شریک نہیں تھا؟ اللہ تعالیٰ کو سب بدر والوں کا حال معلوم ہے اس لیے ان کے بارے میں فرمایا: تم جو چاہو عمل کرو یقیناً تمہارے لیے جنت واجب ہو گئی ہے۔'' (یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) بعض روایات میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔

یہی الفاظ امام بخاری کا استدلال ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی کو اس کا عمل دیکھ اپنی سوچ کے مطابق منافق کہتا ہے تو وہ قابل گرفت نہیں ہے، تاہم اس کی اصلاح کی جائے گی۔

(۲) حضرت حاطب رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ وہ بدر میں شریک ہوئے اور مہاجر بھی تھے۔ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے آنے والوں کے عزیز و اقارب وہاں موجود تھے جو ان کے بیوی بچوں کا دفاع کرتے تھے لیکن حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا قبیلہ وہاں نہیں تھا۔ انہوں نے سوچا کہ مکہ والوں پر کوئی احسان کر دوں تا کہ وہ میرے بچوں کا خیال رکھیں۔ رہا مسئلہ جنگ کا تو اللہ تعالیٰ ہر صورت اپنے رسول کو غالب کرے گا۔

(۳) اس سے معلوم ہوا کہ جاسوس وغیرہ سے راز اگلوانے کے لیے سختی کی جا سکتی ہے اور سیکورٹی تحفظات کے پیش نظر

جامہ تلاشی لی جاسکتی ہے۔

205...... بَابُ مَنْ قَالَ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ

جس نے اپنے مسلمان بھائی کو اے کافر کہہ کر مخاطب کیا

439 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَيُّمَا رَجُلٌ قَالَ لِأَخِيهِ: كَافِرٌ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا".

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا تو یقیناً ان دونوں میں سے ایک اس کے ساتھ لوٹا۔''

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ جسے کافر کہا جارہا ہے اگر واقعی وہ ایسا ہے تو ٹھیک ورنہ اس کا وبال کہنے والے پر پڑے گا جیسے رافضی حضرات صحابۂ کرام کے بارے میں کہتے ہیں۔ اب صحابۂ کرام تو بلا شک وشبہ کے ایمان دار تھے اس لیے کہنے والے کافر ٹھہرے۔

440 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ............

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا قَالَ لِلْآخَرِ: كَافِرٌ، فَقَدْ كَفَرَ أَحَدُهُمَا، إِنْ كَانَ الَّذِي قَالَ لَهُ كَافِرًا فَقَدْ صَدَقَ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ كَمَا قَالَ لَهُ فَقَدْ بَاءَ الَّذِي قَالَ لَهُ بِالْكُفْرِ".

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی شخص نے دوسرے کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہوا، جس کو کافر کہا ہے وہ اگر واقعی (گناہ کی وجہ سے) کافر ہے تو پھر اس نے سچ کہا اور اگر وہ ایسا نہیں ہے جیسے اس نے کہا تو اس کا وبال کہنے والے پر پڑے گا اور وہ کافر ہوجائے گا۔''

206...... بَابُ شَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ دشمنوں کا خوش ہونا

441 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ سُوءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم برے فیصلے اور دشمنوں کے ہنسنے سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

---

(٤٣٩) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦١٠٤ـ ومسلم: ٦٠ـ وأبو داؤد: ٤٦٨٧ـ والترمذي: ٢٦٣٧ـ انظر الصحيحة: ٢٨٩١.

(٤٤٠) صحيح: أخرجه مسلم: ٦٠ـ بنحوه، والطحاوي في مشكل الأثار: ٢/ ٣٢١ـ انظر الصحيحة: ٦/ ٩٢٤.

(٤٤١) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الدعوات، باب التعوذ من جهد البلاء: ٦٣٤٧ـ ومسلم: ٧٠٥٢ـ والنسائي: ٥٤٩١ـ انظر الصحيحة: ١٥٤١.

فوائد و مسائل: ......(۱) برے فیصلے کا مطلب یہ ہے کہ جو انسان کو برا لگے اور اسے پریشان کر دے۔ وہ فیصلہ دین کے بارے میں ہو یا دنیا کے بارے میں یا اہل وعیال کے بارے میں۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے اور تقدیر پر ایمان کے منافی نہیں ہے۔ یاد رہے کہ شر اور برائی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں ہے، یہ بندوں کی نسبت سے شر ہے۔ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ تقدیر کے فیصلے کو کیسے ٹالا جا سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دعا کرنا اور استعاذہ طلب کرنا بھی تقدیر کا حصہ ہوگا اور اس کا مقصد بندے کا اپنے بے بس ہونے کا اظہار کرنا ہے۔

(۲) دشمنوں کے ہنسنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کسی ایسی حالت سے دو چار ہو کہ دشمن اسے دیکھ کر خوش ہو۔ ایسی حالت سے دو چار ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔ انسان مصیبت سے نفرت کرتا ہے لیکن ایسی تکلیف اس کے لیے نہایت اذیت ناک ہوتی ہے جس سے اس کے مخالفین بغلیں بجائیں۔

207...... بَابُ السَّرَفِ فِي الْمَالِ

مال میں اسراف (کرنے کی ممانعت)

442 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ اللّٰهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَيَسْخَطُ لَكُمْ ثَلَاثًا، يَرْضَى لَكُمْ: أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا، وَأَنْ تَنَاصَحُوا مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ أَمْرَكُمْ، وَيَكْرَهُ لَكُمْ: قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمہاری تین باتوں سے راضی ہوتا ہے اور تین باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ تمہاری جن تین باتوں سے راضی ہوتا ہے وہ یہ ہیں کہ تم اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اللہ کی رسی کو مل کر مضبوطی سے تھام لو اور جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے معاملے کا حاکم بنایا ہے اس کی خیر خواہی کرو۔ اور تمہارے لیے قیل وقال (یہ سنا، وہ کہا گیا، کسی نے کہا وغیرہ)، کثرت سے سوال کرنا اور مال ضائع کرنا ناپسند کیا ہے۔"

فوائد و مسائل: ......(۱) اللہ تعالیٰ کو شرک کسی صورت بھی گوارا نہیں ہے۔ اس لیے اس کے لیے خالص ہو کر صرف اسی کی بندگی کرنی چاہیے۔ اس طرح کہ جس کام کے کرنے کا اس نے حکم دیا ہے اور مشروع ٹھہرایا اور جو اسے پسند ہے اسے بجا لایا جائے اور جسے اس نے ناپسند کیا ہے یا اس سے منع کیا ہے اس سے باز رہا جائے۔ پھر ان امور میں کسی اور کو شریک نہ ٹھہرایا جائے کہ کسی اور کے حکم کو وہی مقام دیا جائے اور اس کے سوا کسی سے استعانت اور مدد طلب نہ کی جائے۔

(٤٤٢) صحيح: أخرجه مسلم، الاقضية، باب النهى عن كثرة المسائل من غير حاجة......: ١٧١٥۔ انظر الصحيحة: ٦٨٥.

(۲) اللہ کی رسی دین اسلام ہے اور دین اسلام کی اصل قرآن ہے اس لیے اس کو اللہ کی مضبوط رسی کہا گیا ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا ایک سرا تمہارے پاس ہے اور دوسرا اللہ کے پاس۔ اس کو مضبوطی سے تھامنے کی ضرورت ہے۔ اتفاق واتحاد کا یہی مرکزی نقطہ ہے۔ امت اسی پر اکٹھی ہوسکتی ہے۔ اس کے علاوہ کسی چیز پر اتحاد ممکن نہیں۔ پھر اس کا اظہار اجتماعی زندگی میں ہونا مطلوب ہے۔ یہ نہیں کہ ہر فرد اپنے طور پر تو عمل کرے لیکن اجتماعی زندگی اس کے اثرات سے خالی ہو۔

(۳) حکمران جب تک واضح کفر کا ارتکاب نہ کریں ان کے خلاف بغاوت ناجائز ہے۔ ان کی زیادتیوں کو برداشت کرنا اور ان کی خیر خواہی کرنا فرض ہے۔ جمہوری دور میں اپوزیشن کا تنقید برائے تنقید کا تصور اسلام میں نہیں ملتا۔ آج اگر حکمران عوام کے خیر خواہ نہیں ہیں تو عوام بھی اطاعت اور خیر خواہی کے جذبے سے عاری ہیں۔ وہ حکومتی اداروں سے تنخواہیں لیتے ہیں لیکن کام نہیں کرتے۔

(۴) ہر سنی سنائی بات کو ہوا دینا اور بغیر تحقیق کے بات آگے نقل کیے جانا نہایت ناپسندیدہ عمل ہے۔ اسی طرح کثرت سوال جبکہ عمل نہ ہو اور مال ضائع کرنا بھی اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ مزید تفصیل گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔

443 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمُلَائِيِّ، عَنِ الْمِنْهَالِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ [سبأ: 39]، قَالَ: فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ، وَلَا تَقْتِيرٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد باری تعالیٰ: ''اور تم جو چیز بھی خرچ کرو وہ اس کا بدل دے گا اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔'' کے بارے میں فرمایا: اس کا مطلب ہے فضول خرچی نہ ہو اور نہ ہی بخل ہو۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مطلب یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں بھی میانہ روی اختیار کرنی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ پہلے دے اور پھر مانگتا پھرے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى))

''بہترین صدقہ وہ ہے جس کے کرنے کے بعد بھی انسان مالدار رہے۔''

(۲) اسی طرح بخل سے بھی کام نہیں لینا چاہیے کہ جہاں خرچ کرنا ضروری ہو انسان وہاں بھی خرچ نہ کرے اور مال کی حرص اور لالچ فرائض پر غالب آجائے۔

---

(٤٤٣) صحيح: أخرجه لوين: ١٠ـ والصوري في الفوائد: ٢٠ـ والبيهقي في شعب: ٦١٢٩.

208...... بَابُ الْمُبَذِّرِينَ

فضول خرچ کرنے والے کون؟

444 - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ............

عَنْ أَبِي الْعُبَيْدَيْنِ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ عَنِ الْمُبَذِّرِينَ، قَالَ: الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي غَيْرِ حَقٍّ.

ابو العبیدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فضول خرچی کرنے والوں کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: جو ناحق خرچ کرتے ہیں وہ فضول خرچ ہیں۔''

445 - حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿الْمُبَذِّرِينَ﴾ [الإسراء: 27]، قَالَ: الْمُبَذِّرِينَ فِي غَيْرِ حَقٍّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مبذرین کی تفسیر کے بارے میں مروی ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو غیر حق میں خرچ کرتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ان آثار سے معلوم ہوا کہ حق کی راہ، یعنی جائز اور ثواب کے کاموں میں جس قدر خرچ کیا جائے وہ فضول خرچی نہیں۔ اصل فضول خرچی یہ ہے کہ انسان ایسی جگہ پر خرچ کرے جہاں خرچ کرنے یا جس طرح خرچ کرنے کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور فساد برپا کرنے کے لیے خرچ کرنا فضول خرچی ہے۔

(۲) جواد (سخی) اور فضول خرچ میں یہ فرق ہے کہ سخی شخص دانائی کے ساتھ مال اس جگہ خرچ کرتا ہے جہاں فائدہ ہو اور مصلحت کا تقاضا ہو اور وہ واجبات ادا کرنے کا خیال رکھتا ہے اس کے برعکس فضول خرچ بغیر مصلحت کے جائز اور ناجائز کام میں مال اڑاتا ہے۔

209...... بَابُ إِصْلَاحِ الْمَنَازِلِ

گھروں کی اصلاح کرنا

446 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ............

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ عُمَرُ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ:

حضرت اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ برسر منبر

(٤٤٤) صحيح: أخرجه ابن أبي شيبة: ٢٦٥٩٩ـ والطبراني في الكبير: ٩/٢٠٧ـ والبيهقي في الشعب: ٦١٢٦.

(٤٤٥) حسن: أخرجه البيهقي في الشعب: ٦١٢٧.

(٤٤٦) حسن الإسناد والجملة الأخيرة منه صحت مرفوعة ـ المشكاة/ التحقيق الثاني: ٤١٣٩ ـ أخرجه عبدالرزاق: ٩٢٥٠ـ وابن أبي شيبة: ٢٦٣٢٨.

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ، أَصْلِحُوا عَلَيْكُمْ مَثَاوِيكُمْ ، وَأَخِيفُوا هَـٰذِهِ الْجِنَّانَ قَبْلَ أَنْ تُخِيفَكُمْ ، فَإِنَّهُ لَنْ يَبْدُوَ لَكُمْ مُسْلِمُوهَا ، وَإِنَّا وَاللّٰهِ مَا سَالَمْنَاهُنَّ مُنْذُ عَادَيْنَاهُنَّ .

فرماتے تھے: اے لوگو! اپنے گھروں کی اصلاح کرو اور ان چھوٹے سانپوں کو ڈراؤ (ماردو) اس سے پہلے کہ وہ تمہیں خوف زدہ کریں۔ ان میں سے جو غیر موذی یا مسلمان (جن) ہوتے ہیں وہ تمہارے سامنے ظاہر نہیں ہوتے۔ اللہ کی قسم! ہم نے ان سے کوئی صلح نہیں کی جب سے ان کی ہماری دشمنی ہوئی ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اپنے گھروں کو درست اور مضبوط رکھو تا کہ نقصان سے بچ سکو۔ اگر گھر درست ہوگا اور اس میں سوراخ وغیرہ نہیں ہوں گے تو موذی جانور اندر داخل نہیں ہو سکیں گے۔

(۲) گھر میں اگر سانپ نظر آئے تو اس سے ڈرنے کی بجائے اسے قتل کر دینا چاہیے تا کہ ان پر رعب قائم ہو جائے اور وہ بھاگ جائیں۔ اگر ان سے ڈر کر چھوڑا گیا تو وہ غالب آ جائیں گے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ تَرَكَ شَيْئًا مِنْهُنَّ خِيفَةً فَلَيْسَ مِنَّا)) (سنن أبي داؤد: ٥٢٥٠)

''جس نے ان میں سے کسی کو ڈر کر چھوڑا (کہ وہ بدلہ نہ لے) وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

(۳) جنات بھی سانپوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ شروع اسلام میں بہت سے جن مسلمان ہو گئے تو وہ مدینہ میں رہتے تھے اور گھروں میں بسا اوقات سانپ کی شکل میں ظاہر ہوتے تھے۔ اس لیے یہ حکم دیا گیا کہ تین دفعہ کہہ دو کہ گھروں سے نکل جاؤ اور اس کے بعد ظاہر ہو تو اسے قتل کرنا جائز ہے۔ ایک روایت میں تین دن مہلت دینے اور تنبیہ کرنے کا حکم بھی آیا ہے۔ (ابو داود: ۵۲۵۹) بعد ازاں مطلق طور پر قتل کرنے کی اجازت دے دی گئی جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان سے ظاہر ہے کہ جو مسلمان جن ہوتے ہیں وہ سانپ کی صورت میں تمہارے گھروں میں ظاہر نہیں ہوتے۔

(۴) انسان کی طرح سانپ کی جبلت اور فطرت میں یہ چیز شامل ہے کہ وہ شکست قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور انتقام کا جذبہ اس میں کارفرما ہوتا ہے اس لیے انسان سے روز اول سے اس کی دشمنی ہے اور کبھی صلح نہیں ہوئی اس لیے اس سے ڈرنے کی بجائے اور اس پر پہلے حملہ کر دینا چاہیے۔

210...... بَابُ النَّفَقَةِ فِي الْبِنَاءِ

عمارت بنانے میں خرچ کرنا

447 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ..........

(٤٤٧) صحيح: أخرجه الترمذي، كتاب صفة القيامة: ٢٤٨٣ـ وابن ماجه: ٤١٦٣ـ والطبراني في الكبير: ٤/ ٧٢ـ انظر الصحيحة: ٢٨٣١.

عَـنْ خَبَّـابٍ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيُؤْجَرُ فِي كُلِّ شَيْءٍ، إِلَّا الْبِنَاءَ .

حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: بلاشبہ آدمی کو ہر چیز کا اجر ضرور ملتا ہے سوائے عمارت کی تعمیر کے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) انسانی ضروریات پوری کرنے کے لیے جو مال خرچ کیا جائے بندے کو اس پر اجر ملتا ہے کیونکہ جائز ضروریات کو پورا کرنا بھی حکم الٰہی کی تعمیل ہے۔ اسی طرح مکان وغیرہ بھی انسان کی بنیادی ضرورت ہے کہ انسان گرمی اور بارش سے محفوظ رہے لیکن اس میں حد سے تجاوز کرنا اور مقابلہ بازی کرنا گناہ ہے اور اس راستے میں خرچ کی گئی دولت نہ صرف اجر وثواب سے خالی ہوتی بلکہ وبال جان بھی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((أَمَا اِنَّ كُلَّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلَى صَاحِبِهِ اِلَّا مَا لَا اِلَّا مالاَ، يَعنِي مَالَا بُدَّ مِنْهُ))

(سنن أبي داؤد، الأدب، حديث: ٥٢٣٧)

''یقیناً ہر عمارت اپنے مالک کے لیے وبال جان ہے سوائے اس عمارت کے جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔''

(۲) وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تعمیرات کے طرز میں تبدیلی ہوتی چلی گئی اور پختہ مکانات لوگوں کی ضرورت بن گئی۔ ایسی صورت میں پختہ مساجد بھی باتفاق علماء جائز ٹھہریں تاہم اس میں سادگی کو ملحوظ رکھنا از حد ضروری ہے۔

211...... بَابُ عَمَلِ الرَّجُلِ مَعَ عُمَّالِهِ

مزدوروں کے ساتھ خود کام کرنا

448 - حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ وَهْبٍ الطَّائِفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا غُطَيْفُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ............

أَنَّ نَـافِـعَ بْنَ عَاصِمٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الـلّٰـهِ بْـنَ عَمْرٍو قَالَ لِابْنِ أَخٍ لَهُ خَرَجَ مِنَ الْـوَهْـطِ: أَيَـعْمَلُ عُمَّالُكَ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي، قَـالَ: أَمَـا لَـوْ كُنْتَ ثَقَفِيًّا لَعَلِمْتَ مَا يَعْمَلُ عُـمَّـالُكَ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا عَـمِـلَ مَـعَ عُـمَّالِهِ فِي دَارِهِ - وَقَالَ أَبُو عَـاصِمٍ مَرَّةً: فِـي مَـالِـهِ - كَانَ عَامِلًا مِنْ عُمَّالِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

نافع بن عاصم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سنا کہ انہوں نے اپنے بھتیجے کو کہا جبکہ وہ (طائف میں واقع) اپنے باغ سے نکل رہے تھے۔ کیا تیرے مزدور کام کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: مجھے علم نہیں۔ انہوں نے کہا: اگر تم ثقفی ہوتے تو تم جانتے ہوتے کہ تمہارے مزدور کیا کام کر رہے ہیں: یا تم اپنے مزدوروں کے ساتھ کام کرتے۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: آدمی جب اپنے گھر یا مال میں اپنے مزدوروں کے ساتھ کام کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے عمال میں سے ایک مزدور شمار ہوتا ہے۔

---

(٤٤٨) صحيح: الصحيحة: ٩ ـ ن.

فوائد و مسائل: ......(۱) طائف کے علاقے میں سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا انگوروں کا ایک باغ تھا جسے انہوں نے اپنی اولاد میں تقسیم کیا تھا۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما شاید اسی باغ میں گئے اور اپنے بھتیجے سے اس کے متعلق دریافت کیا۔

(۲) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا مقصد یہ تھا کہ مزدوروں کا ہاتھ بٹانا اور ان کے ساتھ مل کر کام کرنا تواضع کی علامت ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور یہ انسان کے لیے اجر وثواب کا باعث بھی ہے۔

(۳) بنوثقیف قبیلے کے لوگ زراعت پیشہ تھے اس لیے بتایا کہ انہیں علم ہوتا ہے کہ مزدور کیا کر رہے ہیں اور وہ خود بھی ان کے ساتھ ہاتھ بٹاتے ہیں اور یہ اچھی خوبی ہے۔

(۴) اس سے معلوم ہوا کہ گھر کے کام کاج سے اگر نیت اللہ کی رضا کے حصول کی ہو تو یہ بھی باعث اجر ہے اور ضائع نہیں جاتا۔

212...... بَابُ التَّطَاوُلِ فِي الْبُنْيَانِ
تعمیرات میں مقابلہ بازی کی مذمت

449 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک لوگ عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے سے مقابلہ بازی کریں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) وقت کے تقاضوں کے مطابق ضرورت کے لیے عمارت بنانا جائز ہے لیکن اس میں اسراف اور ایک دوسرے سے مقابلہ ناجائز ہے۔ سر چھپانے کے لیے اچھا مکان بنانا قابل مذمت نہیں۔ مذموم بے جا محلات اور کوٹھیاں ہیں، جیسے لوگ ہر بڑے شہر میں کوٹھی بنانا قابل فخر سمجھتے ہیں۔ مٹی پر پیسہ ضائع کرنے کے بجائے اسے کسی نیکی کے مصرف میں لانا چاہیے۔

(۲) حدیث جبرائیل میں بھی عمارتوں میں مقابلہ بازی کو قیامت کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ گویا یہ وبا عام ہو جائے گی۔ آج اگر ہم اپنے آس پاس نظر دوڑائیں تو یہی صورت حال دکھائی دیتی ہے۔

450 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُرَيْثُ بْنُ السَّائِبِ قَالَ............

سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: كُنْتُ أَدْخُلُ بُيُوتَ

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

(٤٤٩) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الفتن: ٧١٢١- انظر الإرواء: ١/ ٣٢/ ٣.

(٤٥٠) صحيح: أخرجه ابن أبي الدنيا في قصر الأمل: ٢٤٥- وأبو داؤد في المراسيل: ٢٩٧- وابن سعد في الطبقات: ١/ ٣٨٨- والبيهقي في شعب الايمان: ١٠٧٣٤.

أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَأَتَنَاوَلُ سُقُفَهَا بِيَدِي.

کے دور خلافت میں نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں میں جاتا تھا تو بآسانی اپنے ہاتھ سے چھت کو چھو لیتا تھا۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی ازواج کے گھر فتوحات کا دائرہ وسیع ہونے کے باوجود بھی سادہ تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کافی فروانی ہوچکی تھی لیکن اس کے باوجود وہ گھر شان وشوکت سے نہیں بنائے گئے جو اس بات کی دلیل ہے کہ لمبی چوڑی عمارتیں بنانا سلف کا مشغلہ نہیں تھا۔

451 – وَبِالسَّنَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ............

أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ: رَأَيْتُ الْحُجُرَاتِ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ مَغْشِيًّا مِنْ خَارِجٍ بِمُسُوحِ الشَّعْرِ، وَأَظُنُّ عَرْضَ الْبَيْتِ مِنْ بَابِ الْحُجْرَةِ إِلَى بَابِ الْبَيْتِ نَحْوًا مِنْ سِتِّ أَوْ سَبْعِ أَذْرُعٍ، وَأَحْزِرُ الْبَيْتَ الدَّاخِلَ عَشْرَ أَذْرُعٍ، وَأَظُنُّ سُمْكَهُ بَيْنَ الثَّمَانِ وَالسَّبْعِ نَحْوَ ذَلِكَ، وَوَقَفْتُ عِنْدَ بَابِ عَائِشَةَ فَإِذَا هُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَغْرِبَ

داؤد بن قیس رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے ازواج مطہرات کے حجرے دیکھے جو کھجور کی ٹہنیوں کے تھے۔ باہر سے انہیں بالوں کے ٹاٹ سے ڈھانکا ہوا تھا۔ میرا خیال ہے کہ گھر کی چوڑائی حجرے کے دروازے سے لے کر دوسرے گھر کے دروازے تک تقریباً چھ سات ہاتھ تھی۔ اندر سے گھر کا اندازہ لگایا تو دس ہاتھ تھا۔ اس کی چھت آٹھ یا سات ہاتھ کے قریب تھی۔ اور میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر کھڑا ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ مغرب کی طرف تھا۔

فائدہ: ......حجروں سے مراد اگر ازواج مطہرات کے حجرے ہوں تو ''سمکہ'' سے مراد چھت کی لمبائی ہوگی کیونکہ اونچائی تو بقول حسن بصری اتنی تھی کہ چھت کو بآسانی ہاتھ لگایا جاسکتا تھا یا پھر اس سے اور حجرے مراد ہوں گے تو اس صورت ''سمکہ'' سے مراد اونچائی ہوگی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے وہ حجرے اونچے ہوں اور بعد ازاں مٹی وغیرہ ڈال کر فرش اونچا کر لیا گیا ہو۔

452 – وَبِالسَّنَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَسْعَدَةَ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّومِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ طَلْقٍ فَقُلْتُ: مَا أَقْصَرَ سَقْفَ بَيْتِكِ هَذَا؟ قَالَتْ: يَا بُنَيَّ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ: أَنْ لَا تُطِيلُوا بِنَاءَ كُمْ، فَإِنَّهُ مِنْ شَرِّ أَيَّامِكُمْ

حضرت عبداللہ رومی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ام طلق رحمہا اللہ کی خدمت میں حاضرا ہوا تو ان سے کہا: آپ کے اس گھر کی چھت کتنی نیچی ہے! انہوں نے کہا: اے میرے بیٹے! امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے وزراء کو لکھا کہ لمبی چوڑی عمارتیں مت بنانا کیونکہ یہ تمہارے بدترین دن ہوں گے۔

(٤٥١) صحيح: أخرجه ابن أبي الدنيا في قصر الأمل: ٢٤٤۔ وأبو داؤد في المراسيل: ٤٩٦۔ والبيهقي في شعب الايمان: ١٠٧٣٥.
(٤٥٢) ضعيف: أخرجه ابن أبي الدنيا في قصر الأمل: ٢٨٣۔ وابن سعد في الطبقات: ٨/ ٤٨٦.

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

213...... بَابُ مَنْ بَنَى رہنے کے لیے گھر بنانے کا بیان

453 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَلَّامِ بْنِ شُرَحْبِيلَ............

عَنْ حَبَّةَ بْنِ خَالِدٍ، وَسَوَاءَ بْنِ خَالِدٍ، أَنَّهُمَا أَتَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُعَالِجُ حَائِطًا أَوْ بِنَاءً لَهُ، فَأَعَانَاهُ

حبہ بن خالد اور سواء بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ایک دیوار اور عمارت درست کر رہے تھے تو ان دونوں نے آپ کی معاونت کی۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند بھی ضعیف ہے۔

454 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ............

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى خَبَّابٍ نَعُودُهُ، وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعَ كَيَّاتٍ، فَقَالَ: إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِينَ سَلَفُوا مَضَوْا وَلَمْ تُنْقِصْهُمُ الدُّنْيَا، وَإِنَّا أَصَبْنَا مَا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ، وَلَوْلَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ.

حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے ان کے ہاں گئے جبکہ انہوں نے اپنے جسم پر سات داغ لگوائے تھے۔ انہوں نے فرمایا: ہمارے جو دوست ہم سے پہلے تھے۔ وہ دنیا سے چلے گئے اور دنیا نے ان کے ثواب میں کوئی کمی نہ کی۔ اور ہم ہیں کہ ہمیں اس قدر وافر مال ملا ہے کہ مٹی کے سوا ہمیں اس کا کوئی مصرف نظر نہیں آتا۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا کر لیتا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) سیدنا خباب رضی اللہ عنہ پہلے پہل اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ انہوں نے اسلام کے لیے اس قدر تکلیفیں اٹھائیں کہ ان کی کمر پر گوشت نہیں تھا۔ دشمن کے کوئلوں پر لٹانے کی وجہ سے سارا گوشت جل گیا تھا۔ آخر عمر میں شدید بیمار ہوگئے اور پیٹ میں بہت سے داغ لگوانے پڑے۔

(۲) قرون اولیٰ میں مسلمانوں کا طریقہ تھا کہ وہ ایک دوسرے کو وعظ و نصیحت کرتے تھے۔ سیدنا خباب رضی اللہ عنہ نے تیمار

---

(٤٥٣) ضعيف: الضعيفة: ٤٧٩٨۔ قلت أخرجه ابن ماجه: ٤١٦٥.

(٤٥٤) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب المرضى، باب تمنى المريض الموت: ٥٦٧٢۔ ومسلم: ٢٦٨١۔ مختصرًا۔ والترمذي: ٢٤٨٣۔ والنسائي: ١٨٢٣۔ وابن ماجه: ٤١٦٣۔ انظر صحيح ابي داؤد: ٢٧٢١.

داری کے لیے آنے والوں کو دنیا سے بے رغبتی کی نصیحت کی اور تنبیہ کی کہ عمارتوں میں مقابلہ بازی سے اجتناب کرو اور دنیا پر فریفتہ ہونے کی بجائے آخرت کی طرف توجہ دو۔

(۳) شدید بیماری یا مشکلات کی وجہ سے موت کی دعا کرنا ناجائز ہے، تاہم دل میں تمنا پیدا ہونا دوسری چیز ہے جس پر مواخذہ نہیں۔ اگر موت یقینی ہو تو پھر اللہ سے ملاقات کا شوق پیدا ہونا ایمان کامل کی علامت ہے۔

455 - ثُمَّ أَتَيْنَاهُ مَرَّةً أُخْرَى، وَهُوَ يَبْنِي حَائِطًا لَهُ، فَقَالَ: إِنَّ الْمُسْلِمَ يُؤْجَرُ فِي كُلِّ شَيْءٍ يُنْفِقُهُ إِلَّا فِي شَيْءٍ يَجْعَلُهُ فِي التُّرَابِ

حضرت قیس بن حازم کہتے ہیں کہ پھر ایک دفعہ ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اپنی دیوار بنا رہے تھے تو انہوں نے فرمایا: بلاشبہ مسلمان جو چیز بھی خرچ کرتا ہے اسے اس کا ضرور اجر و ثواب ملتا ہے سوائے اس چیز کے جو وہ مٹی میں خرچ کرتا ہے۔

فائدہ: ......مساجد وغیرہ ضرورت کی عمارت پر کیا گیا خرچ ان شاء اللہ فائدے سے خالی نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۴۴۷ کے فوائد۔

456 - حَدَّثَنَا عُمَرُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو السَّفَرِ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا أُصْلِحُ خُصًّا لَنَا، فَقَالَ: ((مَا هٰذَا؟)) قُلْتُ: أُصْلِحُ خُصَّنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ: ((الْأَمْرُ أَسْرَعُ مِنْ ذٰلِكَ)).

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ کا ہمارے پاس سے گزر ہوا تو میں اپنا جھونپڑا ٹھیک کر رہا تھا (جو کہ بوسیدہ ہو گیا تھا) آپ ﷺ نے پوچھا: "یہ کیا کر رہے ہو؟" میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اپنی جھونپڑی ٹھیک کر رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "معاملہ (موت) اس سے زیادہ جلدی آنے والا ہے۔"

فوائد و مسائل: ......(۱) آپ ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح اگر تم اس دیوار کو چھوڑ دیتے تو بہت جلد یہ گر جاتی اس لیے تم نے اس کی اصلاح ضروری سمجھی۔ اسی طرح زندگی اس سے بھی پہلے ختم ہو سکتی ہے اس لیے اعمال کی اصلاح اس سے بھی زیادہ اہم اور جلدی توجہ طلب ہے۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ رہنے کے لیے گھر تعمیر کرنا اور اس کی مرمت وغیرہ کرنا جائز ہے۔

214...... بَابُ الْمَسْكَنِ الْوَاسِعِ کھلا گھر بنانا

457 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ وَقَبِيصَةُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ خَمِيلٍ..........

(٤٥٥) صحيح: أخرجه البخاري، انظر الحديث السابق.

(٤٥٦) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب، باب ماجاء في البناء: ٥٢٣٥ـ والترمذي: ٢٣٣٥ـ وابن ماجه: ٤١٦٠.

(٤٥٧) صحيح: أخرجه أحمد: ١٥٣٨٢ـ والمروزي في البر والصلة: ٢٤٠ـ وعبد بن حميد: ٣٨٥ـ وابن أبي عاصم في الأحاد: ٢٣٦٦ـ والطحاوي في شرح مشكل الآثار: ٢٧٧٢ـ والحاكم: ٤/ ١٦٦، ١٦٧ـ والبيهقي في الاداب: ١٠٢٢.

عَـنْ نَـافِـعِ بْـنِ عَبْـدِ الْحَارِثِ، عَنِ النَّبِيِّ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مِنْ سَعَادَةِ الْـمَـرْءِ الْـمَسْـكَـنُ الْـوَاسِـعُ، وَالْـجَـارُ الصَّالِحُ، وَالْمَرْكَبُ الْهَنِيءُ))

حضرت نافع بن عبدالحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کھلا گھر، نیک ہمسائے اور آرام دہ سواری بندے کی سعادت مندی ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ایک روایت میں نیک اور اچھی بیوی کو بھی خوش بختی قرار دیا گیا ہے اور ان چاروں چیزوں کا برا ہونا بدنصیبی کی دلیل بتایا گیا ہے۔ (الصحيحة للألبانی، ح: ۲۸۲)

(۲) امام بخاری رحمہ اللہ بتانا چاہتے ہیں کہ رہنے کے لیے کشادہ گھر بنانا اس زمرے میں نہیں آتا جس کا ذکر گزشتہ احادیث میں ہوا ہے کیونکہ اس میں بے جا عمارتوں پر پیسہ لگانے کا ذکر ہے اور یہاں ضرورت کے لیے ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: ۱۱۶ کے فوائد۔

215...... بَابُ مَنِ اتَّخَذَ الْغُرَفَ

بالا خانے بنانے کا جواز

458 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ نِبْرَاسٍ أَبُو الْحَسَنِ............

عَـنْ ثَابِتٍ، أَنَّهُ كَانَ مَعَ أَنَسٍ بِالزَّاوِيَةِ فَوْقَ غُـرْفَةٍ لَـهُ، فَسَمِعَ الْأَذَانَ، فَنَزَلَ وَنَزَلْتُ، فَـقَـارَبَ فِي الْخُطَا فَقَالَ: كُنْتُ مَعَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَمَشَى بِي هَذِهِ الْمِشْيَةَ وَقَالَ: أَتَدْرِي لِـمَ فَـعَلْتُ بِكَ؟ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ مَشَــى بِــى هَـذِهِ الْمِشْيَةَ وَقَـالَ: ((أَتَـدْرِي لِـمَ مَشَيْـتُ بِكَ؟)) قُـلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُـولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((لِيَكْثُرَ عَدَدُ خُطَانَا فِي طَلَبِ الصَّلَاةِ))

حضرت ثابت رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ زاویہ میں (جہاں حضرت انس کا محل تھا) ان کے بالا خانے میں تھا تو انہوں نے اذان سنی اور وہ نیچے اترے اور میں بھی اترا۔ انہوں نے چلتے ہوئے نزدیک نزدیک قدم رکھے اور کہا: میں زید بن ثابت انصاری کے ساتھ تھا تو وہ بھی میرے ساتھ اسی طرح چھوٹے قدموں کے ساتھ چلے اور کہا: تم جانتے ہو میں تیرے ساتھ اس طرح کیوں چلا ہوں؟ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ ایسی ہی رفتار سے چلے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم جانتے ہو میں تیرے ساتھ اس رفتار سے کیوں چلا ہوں؟'' میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تا کہ نماز کی طلب میں ہمارے قدموں کی گنتی زیادہ ہو۔''

---

(٤٥٨) ضعيف: أخرجه ابن ابي شيبة: ١/ ١٠٧۔ والطبراني في الكبير: ٥/ ١١٧، ١١٨۔ وعبد بن حميد: ٢٥٦۔ انظر الضعيفة: ٦٨١٦.

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے کیونکہ ضحاک متروک راوی ہے، تاہم بالاخانہ بنانا بالاتفاق جائز ہے جیسا کہ خود رسول اکرم ﷺ کا بالاخانہ تھا جس میں آپ نے اس وقت قیام فرمایا جب آپ اپنی بیویوں سے ناراض ہوئے تھے۔ (بخاری: ۲۴۶۸)

216...... بَابُ نَقْشِ الْبُنْيَانِ
عمارتوں پر نقش ونگار کرنا

459 - حَـدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِى الْفُدَيْكِ قَالَ: حَدَّثَنِى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِى يَحْيَى، عَنِ ابْنِ أَبِى هِنْدٍ..........

عَـنْ أَبِى هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَبْنِىَ الـنَّاسُ بُيُوتًا، يُشَبِّهُونَهَا بِالْمَرَاحِلِ)) قَالَ إِبْرَاهِيمُ: يَعْنِى الثِّيَابَ الْمُخَطَّطَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک لوگ اپنے گھروں کو نقش دار چادروں کے مشابہ نقش دار نہ بنائیں گے۔'' ابراہیم کہتے ہیں: مراحل سے مراد دھاری دار چادریں ہیں۔

فائدہ: ......قیامت کے قریب سادگی ختم ہو جائے گی اور ہر چیز کی تزین وآرائش کی طرح لوگ گھروں کو منقش بنائیں گے۔ حقیقتاً یہ حدیث آج ہم پر صادق آتی ہے کہ ہم کس قدر گھروں کی آرائش کرتے ہیں۔ مٹی پر اس قدر پیسہ لگایا جاتا ہے کہ شاید انھی گھروں میں ہمیشہ رہنا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ سادگی اختیار کریں۔

460 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ............

عَـنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَـى الْـمُـغِيـرَةِ: اكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَتَبَ إِلَيْـهِ: إِنَّ نَبِـيَّ الـلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَـانَ يَـقُولُ فِى دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا الـلّٰـهُ وَحْـدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ، اللّٰهُمَّ

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سیکٹری وراد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ مجھے رسول اکرم ﷺ سے سنی ہوئی کوئی حدیث لکھ بھیجیں۔ چنانچہ انہوں نے لکھا۔ بے شک اللہ کے نبی ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''لا الہ الا اللہ...... اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفات اور وہ ہر چیز پر پوری

(٤٥٩) صحيح: الصحيحة: ٢٧٩.

(٤٦٠) صحيح: أخرجه البخارى، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة: ٧٢٩٢ـ ومسلم: ٥٩٣ـ وأبو داؤد: ١٥٠٥ـ والنسائى: ١٣٤١ـ انظر الصحيحة: ١٩٦.

لَا مَـانِـعَ لِـمَـا أَعْـطَيْـتَ ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَـنَعْتَ ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)) ، وَكَتَـبَ إِلَيْهِ: إِنَّهُ كَانَ يَنْهَى عَنْ قِيلَ وَقَالَ ، وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ ، وَإِضَاعَةِ الْمَالِ وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عُقُوقِ الْأُمَّهَاتِ ، وَوَأْدِ الْبَنَاتِ ، وَمَنْعٍ وَهَاتِ .

طرح قادر ہے۔ اے اللہ جو تو دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جس کو تو روک لے اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ اور کسی بزرگی والے کو اس کی بزرگی تجھ سے کفایت نہیں کر سکتی‘‘ نیز ان کی طرف لکھا: آپ ﷺ قیل و قال سے منع کرتے تھے۔ اسی طرح کثرت سے سوال کرنے اور مال ضائع کرنے سے بھی منع کرتے تھے۔ نیز آپ ماؤں کی نافرمانی، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے اور خود روک لینے اور دوسروں سے مانگنے سے منع کرتے تھے۔

فائدہ: ......امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ نقش و نگار کرنا فضول خرچی اور مال کو ضائع کرنا ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے روکا ہے اور اس کے متعلق باز پرس سے ڈرایا ہے اس لیے اس تزئین و آرائش سے اجتناب کرنا چاہیے۔ تاہم ضرورت کے تحت پختہ گھر بنانا جائز ہے جیسا کہ گزشتہ ابواب میں گزرا ہے۔

(مزید تفصیل کے لیے دیکھیں فوائد: ح:۱۶، ۲۹۷)

461 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ..........

عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ: ((لَـنْ يُـنَجِّي أَحَدًا مِنْكُمْ عَـمَـلٌ)) ، قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، قَـالَ: ((وَلَا أَنَـا ، إِلَّا أَنْ يَتَـغَمَّدَنِي اللّٰهُ مِنْهُ بِـرَحْـمَةٍ ، فَسَـدِّدُوا وَقَـارِبُـوا وَاغْـدُوا وَرُوحُـوا ، وَشَيْـئًـا مِنَ الدُّلْجَةِ ، وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوا))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے کسی کو (محض) اس کا عمل نجات نہیں دے گا۔‘‘ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ کو بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: ’’میں بھی نہیں الا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کے سائے میں لے۔ تم سیدھے رہو اور قریب قریب چلتے رہو۔ صبح و شام اور کچھ رات کے اندھیرے میں عبادت کرتے رہو۔ اور میانہ روی اختیار کرو تم مقصد کو پہنچ جاؤ گے۔‘‘

فوائد و مسائل: ......(۱) عمارتوں پر نقش و نگار کرنا میانہ روی نہیں بلکہ حد سے تجاوز ہے۔ میانہ روی یہ ہے کہ اس طرح کی عمارتوں سے گریز کیا جائے۔

(۲) جہنم سے نجات اور جنت میں داخلہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔ یہ اتنا قیمتی سامان ہے کہ انسان کا عمل اس کی

---

(٤٦١) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الرقاق، باب القصد والمداومة على العمل: ٦٤٦٣ـ ومسلم: ٢٨١٦ـ وابن ماجه: ٤٢٠١ـ انظر الصحيحة: ٢٦٠٢.

قیمت نہیں بن سکتا۔ اس لیے ہر صورت اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کے لیے عمل صالح کی ضرورت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

''اللہ تعالیٰ کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے۔''

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صرف عمل کام نہیں آئیں گے۔ وہ اس وقت کارآمد ہوں گے جب اللہ کا فضل اور اس کی رحمت شامل حال ہوگی۔

(۳) بعض اہل علم کا قول ہے کہ یہ حکم سورۂ فتح کے نزول سے پہلے کا ہے۔ سورۂ فتح میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کے لیے جنت کی بشارت دے دی۔

(۴) سددوا...... کا مطلب ہے کہ تم سیدھے رہو اور اللہ تعالیٰ سے راہ ہدایت طلب کرتے رہو اور ہر کام میں میانہ روی اختیار کرو اور غلو سے بچو، نیز دن کے مختلف اوقات اور رات کی تاریکی میں اللہ کی عبادت کرتے رہو کیونکہ سارا دن یا ساری رات عبادت کرنے سے انسان اکتا جاتا ہے اور چند دن عبادت کرکے پھر چھوڑ بیٹھتا ہے۔

217...... بَابُ الرِّفْقِ نرمی کرنے کا بیان

462 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ............

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكُمْ، قَالَتْ عَائِشَةُ فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ: عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَهْلًا يَا عَائِشَةُ، إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ "، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَوَ لَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: " قَدْ قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ ".

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: یہود کا ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: تم پر موت آئے۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں: میں ان کا سلام سمجھ گئی۔ میں نے کہا: تمہیں موت آئے اور تم پر لعنت ہو۔ وہ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ رک جاؤ! اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے کہہ تو دیا ہے اور تم پر۔''

---

(٤٦٢) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب، باب الرفق في الأمر كله: ٦٠٢٤۔ ومسلم: ٢١٦٥۔ والترمذي: ٢٧٠١۔ وابن ماجه: ٣٦٨٩۔ انظر الصحيحة: ٥٣٧.

فائدہ: ......نرمی ہر چیز کا حسن ہے، اس لیے ہر معاملے میں نرمی اختیار کرنی چاہیے۔ خصوصاً اہل علم وفضل کو لوگوں کی طعن زنی سے صرف نظر کرنا چاہیے اس طرح کہ اسے علم ہی نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دانا اور عقل مند وہ انسان ہے جو تجاہل عارفانہ کا مظاہرہ کرے، بات سمجھ لے اور یوں ظاہر کرے جیسے اس نے سمجھی ہی نہیں۔ ہر بات کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۳۱۱ کے فوائد)۔

463 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ هِلَالٍ..........

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ))

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو نرمی سے محروم کر دیا گیا، وہ خیر سے محروم کر دیا گیا۔“

464 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ..........

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ، وَمَنْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ، فَقَدْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ، أَثْقَلُ شَيْءٍ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ)).

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس کو اس کی نرمی کا حصہ دیا گیا تو اسے اس کی خیر کا وافر حصہ عطا کیا گیا۔ اور جسے نرمی سے محروم کیا گیا اسے خیر سے محروم کر دیا گیا۔ قیامت کے روز مومن کے ترازو میں سب سے زیادہ وزنی عمل حسن اخلاق ہوگا۔ بلا شبہ اللہ تعالیٰ فاحش اور بدزبان سے بغض رکھتا ہے۔“

فائدہ: ......نرمی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ حسن اخلاق کے لیے نرمی شرط لازم ہے۔ سخت مزاج آدمی اچھے اخلاق کا مالک کم ہی ہوتا ہے۔ اس لیے وہ خیر سے محروم رہتا ہے۔ مزید تفصیلات گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہیں۔

465 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَاسْمُهُ أَبُو بَكْرٍ مَوْلَى زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَتْ عَمْرَةُ..........

(٤٦٣) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة: ٢٥٩٢ـ وأبو داؤد: ٤٨٠٩ـ وابن ماجه: ٣٦٨٧ـ انظر المشكاة: ٥٠٦٩.

(٤٦٤) صحيح: أخرجه الترمذى، كتاب البر والصلة، باب ماجاء فى الرفق: ٢٠١٣ـ انظر الصحيحة: ٥١٩، ٨٧٦.

(٤٦٥) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الحدود، باب الستر على أهل الحدود: ٤٣٧٥ـ والنسائى فى الكبرىٰ: ٧٢٥٣ـ انظر الصحيحة: ٦٣٨.

قَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَقِيلُوا ذَوِي الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شریف لوگوں کی لغزشوں اور کوتاہیوں سے درگزر کرو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) معزز اور شریف آدمی جس کی شہرت اچھی ہو اس سے اگر کوئی چھوٹی بڑی غلطی ہو جائے تو اس کا مؤاخذہ کرنے کی بجائے عفو و درگزر سے کام لینا چاہیے۔ شریف آدمی کو اتنی سزا ہی کافی ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص بدکردار اور فاسق ہے تو اس کے ساتھ سختی والا معاملہ کرنا چاہیے۔

(۲) یہ لغزش اگر ایسی ہو جس پر حد نافذ ہوتی ہو، مثلاً کوئی بدکاری کرے یا چوری کرے یا کسی پر تہمت لگائے تو اس صورت میں اس پر حد کا نفاذ ہوگا اور سزا بھی ملے گی۔ حدود کے معاملے میں مداہنت ناجائز ہے۔

466 - حَدَّثَنَا الْغُدَانِيُّ أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ............

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَكُونُ الْخُرْقُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ، وَإِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ))

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اکھڑ پن جس چیز میں بھی ہو اس کو بدنما بنا دیتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نرمی والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے۔''

فائدہ: ......سخت مزاجی اور اکھڑ پن سے انسان کی شخصیت کا حسن ختم ہو جاتا ہے۔ لوگ ایسے شخص سے دور ہو جاتے ہیں جبکہ نرم طبیعت والا شخص دوسروں کو اپنا گرویدہ بنا لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ایسے آدمی سے محبت کرتا ہے۔

467 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي عُتْبَةَ يُحَدِّثُ............

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا، وَكَانَ إِذَا كَرِهَ شَيْئًا عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشیں کنواری دوشیزہ سے بھی زیادہ حیا والے تھے۔ جب آپ کسی چیز کو ناپسند کرتے تو ہم اسے آپ کے چہرے سے پہچان لیتے۔

فائدہ: ......آپ کی طبیعت میں نرمی تھی۔ اس لیے آپ کسی کو اس کی بری بات پر اس کے منہ پر نہیں ڈانٹتے تھے۔ ہمدردانہ انداز میں اجتماعی طور پر اصلاح فرما دیتے یا پھر علیحدگی میں تنبیہ فرماتے۔ البتہ اگر حلال وحرام کا یا عبادت سے متعلق کوئی معاملہ ہوتا تو سر عام بھی اصلاح فرماتے تاکہ دوسرے لوگ بھی سبق سیکھیں۔

---

(٤٦٦) صحيح: أخرجه البزار: ١٣/ ٣٥٩۔ انظر صحيح الترغيب: ٢٦٧٢.

(٤٦٧) صحيح اخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦١٠٢۔ ومسلم: ٢٣٢٠۔ وابن ماجه: ٤١٨٠.

468 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ قَابُوسَ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ.........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْهَدْيُ الصَّالِحُ، وَالسَّمْتُ، وَالِاقْتِصَادُ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ))

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیک سیرت، اچھی عادت اور (خرچ کرنے وغیرہ) میں میانہ روی نبوت کے ستر حصوں میں سے ایک ہے۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

469 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْمِقْدَامِ، عَنْ أَبِيهِ.........

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ عَلَى بَعِيرٍ فِيهِ صُعُوبَةٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ، فَإِنَّهُ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک ضدی اونٹ پر سوار تھی (اور اسے مار رہی تھی) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نرمی کرو، نرمی جس چیز میں بھی ہو اسے ضرور مزین کر دیتی ہے اور جس سے یہ صفت نکل جائے اسے بدنما بنا دیتی ہے۔''

فائدہ: ......انسانوں کے علاوہ جانوروں کے ساتھ بھی نرمی سے پیش آنا چاہیے اور بلاوجہ انہیں مارنے اور ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف دینے سے بھی گریز کرنا چاہیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے علاوہ جانوروں سے بھی حسن سلوک کرتے تھے۔

470 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ.........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ، فَإِنَّهُ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ، وَقَطَعُوا أَرْحَامَهُمْ، وَالظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بخل سے بچو کیونکہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو تباہ کر دیا انہوں نے آپس میں خون خرابا کیا اور اسی کی وجہ سے باہمی رشتہ داریاں توڑیں اور ظلم قیامت والے دن تاریکیاں بن کر سامنے آئے گا۔''

---

(٤٦٨) ضعيف: أخرجه الطبراني فى الكبير: ١٢/ ١٠٦ـ ورواه ابو داؤد، كتاب الأدب: ٤٧٧٦.

(٤٦٩) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة والأدب: ٢٥٩٤ـ وأبو داؤد: ٢٤٧٨ـ انظر الصحيحة: ٥٢٤.

(٤٧٠) صحيح: الصحيحة: ٨٥٨.

فائدہ: ......بخیل آدمی نرم مزاج نہیں ہوسکتا۔ وہ سخت مزاح ہوگا بخل سخت مزاجی کا سبب بھی بنتا ہے، اسی وجہ سے باہم لڑائی جھگڑا ہوتا ہے اور نوبت قتل و غارت تک جا پہنچتی ہے۔ پھر انسان ایک دوسرے پر ظلم سے بھی نہیں چوکتا۔ اس لیے ہر صورت بخل سے اجتناب کرنا چاہیے اور نرم مزاجی کو فروغ دینا چاہیے۔

218...... بَابُ الرِّفْقِ فِي الْمَعِيشَةِ

زندگی گزارنے میں سادگی اختیار کرنا

471 - حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ............

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ: أَمْسِكْ حَتَّى أَخِيطَ نَقْبَتِي فَأَمْسَكْتُ فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، لَوْ خَرَجْتُ فَأَخْبَرْتُهُمْ لَعَدُّوهُ مِنْكِ بُخْلًا، قَالَتْ: أَبْصِرْ شَأْنَكَ، إِنَّهُ لَا جَدِيدَ لِمَنْ لَا يَلْبَسُ الْخَلَقَ.

حضرت کثیر بن عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا: ذرا ٹھہرو میں اپنا پائجامہ سی لوں۔ کثیر کہتے ہیں: میں ٹھہر گیا اور کہا: ام المومنین! اگر میں باہر جا کر بتاؤں کہ آپ پرانا کپڑا سی رہی ہیں تو لوگ اسے آپ کی کنجوسی میں شمار کریں گے۔ انہوں نے فرمایا: سمجھ کر بات کرو، بات یہ ہے کہ جو پرانا کپڑا نہ پہنے اس کا نئے کپڑے میں کوئی حق نہیں۔

فائدہ: ......اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جو پرانا کپڑا نہیں پہنتا وہ اسراف اور فضول خرچ ہے اس لیے انسان کو اس مال کے بارے میں محتاط رہنا چاہیے۔ سادگی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور ایمان کا حصہ ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جو ہر دفعہ نیا کپڑا پہنتا ہو اس پر اس کی فضول خرچی کی وجہ سے ایسا وقت آجاتا ہے کہ اس کے پاس نیا پہننے کے لیے کچھ نہیں ہوتا۔ میانہ روی اور سادگی ہی میں عزت ہے۔ امہات المومنین مال کی فراوانی کے بعد بھی سادہ زندگی گزارتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔

219...... بَابُ مَا يُعْطَى الْعَبْدُ عَلَى الرِّفْقِ

بندے کو نرمی پر جو کچھ ملتا ہے

472 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ لطیف و نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند

(٤٧١) حسن: أخرجه المصنف في التاريخ الكبير: ٧/ ٢٠٧ـ وابن أبي الدنيا في إصلاح المال: ٣٩٩.

(٤٧٢) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب: ٤٨٠٧.

الـرِّفْـقَ ، وَيُـعْـطِي عَلَيْهِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ)) وَعَنْ يُونُسَ ، عَنْ حُمَيْدٍ مِثْلَهُ

کرتا ہے اور نرمی پر وہ کچھ دیتا ہے جو سختی پر عطا نہیں کرتا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اللہ تعالیٰ کی نرمی یہ ہے کہ وہ بندوں کا فوراً مواخذہ نہیں کرتا اور نافرمانوں کو فوراً سزا دینے کی بجائے انہیں مہلت دیتا ہے۔

(۲) نرمی سے اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے اور معاملات درست ہوتے ہیں اور کامیابی و کامرانی نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں بھی اجر وثواب ملتا ہے۔ اسی طرح طلب رزق میں بھی نرمی اور تنگ دست پر آسانی کرنے سے اللہ تعالیٰ جس قدر نوازتا ہے کسی دوسری نیکی پر اس قدر عطا نہیں کرتا اور نہ سختی کرنے پر ہی اس قدر نوازا جاتا ہے بلکہ سختی انسان کو بدنما بنا دیتی ہے۔

(۳) جہاں نرمی اور سختی دونوں کرنی جائز ہوں وہاں نرمی سے کام لینا افضل ہے، البتہ جہاں سختی ضروری ہو، مثلاً حدود اللہ کے نفاذ میں تو وہاں نرمی کرنا ناجائز ہے۔

220...... بَابُ التَّسْكِينِ
اطمینان وتسکین کا بیان

473 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ............

سَـمِـعْـتُ أَنَـسَ بْـنَ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ: ((يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا ، وَسَكِّنُوا وَلَا تُنَفِّرُوا))

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آسانی کرو، تنگی نہ کرو، لوگوں کو مطمئن کرو متنفر نہ کرو۔''

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ کسی بھی حوالے سے لوگوں پر تنگی نہ کرو۔ ہر ممکن آسانی پیدا کرنے کی کوشش کرو اور شرعی مسائل میں بھی بے جا سختی کر کے لوگوں کو اسلام سے دور نہ کرو کہ وہ اکتا کر اسلام ہی سے دور ہو جائیں۔ جہاں اسلام نے آسانی رکھی ہے وہاں بے جا سختی کرنا لوگوں کو متنفر کرنے کے مترادف ہے۔ مثلاً لوگوں کو مجبور کرنا کہ وہ عشاء کی سترہ رکعتیں ادا کریں۔ کئی لوگ اس وجہ سے نماز ہی چھوڑ دیتے ہیں، تو یہ گویا انہیں اسلام سے بدظن کرنے والی بات ہے۔

474 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: نَزَلَ ضَيْفٌ فِي بَـنِـي إِسْـرَائِيـلَ ، وَفِـي الدَّارِ كَلْبَةٌ لَهُمْ ،

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ہاں ایک شخص مہمان کے طور پر ٹھہرا تو گھر میں ان کی ایک کتیا

(٤٧٣) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦١٢٥ـ ومسلم؛ ١٧٣٤ـ انظر الصحيحة: ١١٥١.

(٤٧٤) ضعيف موقوفا وروى مرفوعا۔ أخرجه أحمد: ٦٥٨٨ـ وابن ابى الدنيا فى الحلم: ٧٦ـ والطبرانى فى الاوسط: ٥٦٠٩.

فَقَالُوا: يَا كَلْبَةُ، لَا تَنْبَحِي عَلَى ضَيْفِنَا فَصِحْنَ الْجِرَاءُ فِي بَطْنِهَا، فَذَكَرُوا لِنَبِيٍّ لَهُمْ فَقَالَ: إِنَّ مَثَلَ هَذَا كَمَثَلِ أُمَّةٍ تَكُونُ بَعْدَكُمْ، يَغْلِبُ سُفَهَاؤُهَا عُلَمَاءَهَا

تھی۔ انہوں نے اس سے کہا: اے کتیا تو نے ہمارے مہمان پر بھونکنا نہیں ہے۔ اس کے پیٹ کے جو بچے تھے وہ بھونکنے لگے۔ انہوں نے یہ بات اپنے نبی علیہ السلام سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا: اس کی مثال تمہارے بعد آنے والی اس امت کی ہے جس کے بے وقوف لوگ علماء پر غالب آجائیں گے۔

فائدہ: ......اس اثر کی سند ضعیف ہے اور یہ مرفوعاً بھی مروی ہے اور اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ انہوں نے دنیا کو دیکھا بھی نہیں اور نہ ان کے بھونکنے کی کوئی وجہ ہے لیکن پھر بھی بھونکنا شروع کر دیا۔ اسی طرح ایک امت ہوگی جس کے جاہل لوگ جنہیں نہ علم ہوگا نہ ان کا عمل، وہ علماء پر چڑھ چڑھ کر آئیں اور زبان دراز کریں گے۔

221...... بَابُ الْخُرْقِ

اکھڑ پن کی مذمت

475 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ............

سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: كُنْتُ عَلَى بَعِيرٍ فِيهِ صُعُوبَةٌ، فَجَعَلْتُ أَضْرِبُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ، فَإِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں ایک ضدی اونٹ پر سوار تھی تو میں نے اسے مارنا شروع کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نرمی کرو، نرمی جس چیز میں بھی ہو اس کو خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے چھین لی جائے اسے بدنما بنا دیتی ہے۔''

فائدہ: ......انسان کی خوبصورتی اس کی نرمی اور عمدہ اخلاق میں ہے۔ نرمی عام انسان کو بھی بہت بلند کر دیتی ہے اور اکھڑ پن اور سختی انسان کی عزت و توقیر کو ختم کر دیتی ہے اور سخت مزاج آدمی جنگل کے اس اکیلے درخت کی طرح ہوتا ہے جس کے آس پاس جڑی بوٹیاں تو ہوتی ہیں لیکن پھول کہیں نہیں ملتے۔

476 - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ............

عَنْ أَبِي نَضْرَةَ: قَالَ رَجُلٌ مِنَّا يُقَالُ لَهُ: جَابِرٌ أَوْ جُوَيْبِرٌ: طَلَبْتُ حَاجَةً إِلَى عُمَرَ فِي خِلَافَتِهِ، فَانْتَهَيْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ لَيْلًا،

ابونضرہ سے روایت ہے کہ ہمارے قبیلے کا ایک آدمی تھا جسے جابر یا جویبر کہا جاتا تھا۔ اس نے بتایا کہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک ضرورت کے لیے ان کی خدمت میں

---

(٤٧٥) صحيح: انظر الحديث، رقم: ٤٦٩.

(٤٧٦) ضعيف: أخرجه ابن سعد في الطبقات: ٣/ ٣٧٨، ٣٧٩ـ وأبو نعيم في معرفة الصحابة: ٧٣٦ـ والمستدرك: ٣/ ٣٠٤، ٣٠٥.

فَـغَدَوْتُ عَلَيْهِ ، وَقَدْ أُعْطِيتُ فِطْنَةً وَلِسَانًا - أَوْ قَـالَ: مِـنْـطَـقًـا - فَـأَخَذْتُ فِي الدُّنْيَا فَـصَغَّرْتُهَا ، فَتَرَكْتُهَا لَا تَسْوَى شَيْئًا ، وَإِلَى جَـنْبِـهِ رَجُلٌ أَبْيَضُ الشَّعْرِ أَبْيَضُ الثِّيَابِ ، فَـقَـالَ لَمَّا فَرَغْتُ: كُلُّ قَوْلِكَ كَانَ مُقَارِبًا ، إِلَّا وَقُـوعَكَ فِـي الـدُّنْـيَـا ، وَهَلْ تَدْرِي مَا الدُّنْيَا؟ إِنَّ الدُّنْيَا فِيهَا بَلَاغُنَا - أَوْ قَالَ: زَادُنَا - إِلَـى الْآخِرَةِ ، وَفِيهَا أَعْمَالُنَا الَّتِي نُجْزَى بِهَا فِي الْآخِرَةِ ، قَالَ: فَأَخَذَ فِي الدُّنْيَا رَجُلٌ هُـوَ أَعْـلَـمُ بِهَـا مِـنِّـي ، فَـقُلْتُ: يَـا أَمِيرَ الْـمُـؤْمِـنِيـنَ ، مَـنْ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي إِلَى جَنْبِكَ؟ قَالَ: سَيِّدُ الْمُسْلِمِينَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ

حاضر ہوا۔ میں رات کے وقت مدینہ پہنچا اور صبح ہوئی تو ان کے پاس گیا۔ میں ذہین آدمی تھا اور بولنے کا سلیقہ بھی تھا۔ میں نے دنیا کی تحقیر اور برائی بیان کرنا شروع کی اور یہ ثابت کر دیا کہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ ان کے پہلو میں ایک سفید ریش سفید پوشاک پہنے موجود تھا۔ جب میں بات کر کے فارغ ہوا تو اس نے کہا: تیری ساری باتیں ٹھیک ہیں، البتہ دنیا کی مذمت والی بات محل نظر ہے۔ تمہیں معلوم ہے دنیا کیا ہے؟ دنیا ہی میں آخرت تک پہنچنے کا سامان ہے۔ اسی میں ہمارے وہ اعمال ہیں جن کا آخرت میں بدلہ ملے گا۔ مجھ سے دنیا کا زیادہ علم رکھنے والے صاحب نے اس کے بارے میں گفتگو کی تو میں نے عرض کیا: امیر المومنین یہ کون ہیں جو آپ کے پہلو میں تشریف فرما ہیں؟ انہوں نے کہا: مسلمانوں کے سردار ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

477 - حَـدَّثَـنَـا عَـلِـيٌّ قَـالَ: حَـدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا قِنَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النَّهْمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْسَجَةَ..........

عَـنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْأَشَرَةُ شَرٌّ))

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیخی بگھارنا نہایت برا کام ہے۔''

فائدہ: ......اپنی بڑائی بیان کرنا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا اور لوگوں کے سامنے بڑا بننے کی کوشش کرنا نہایت بری خصلت ہے جو انسان میں اکھڑ پن پیدا کر دیتی ہے۔

222...... بَابُ اصْطِنَاعِ الْمَالِ

مال جمع کرنا اور اس کی حفاظت کرنا

478 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَنَشُ بْنُ الْحَارِثِ..........

عَـنْ أَبِيـهِ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا تُنْتَجُ فَرَسُهُ

حارث بن لقیط رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے بعض لوگ ایسے

(٤٧٧) حسن: أخرجه أحمد: ١٨٣٥ـ وابو يعلى: ١٦٨٧ـ وانظر الصحيحة: ١٤٩٣.

(٤٧٨) صحيح: أخرجه وكيع في الزهد: ٤٧٠ـ وهناد في الزهد: ٢/ ٦٥٥ـ وابن أبي الدنيا فيقصر الأمل: ٩١ـ ونعيم بن حماد في الفتن: ١٨١٥ـ وانظر الصحيحة: ٩.

فَيَنْحَرُهَا فَيَقُولُ: أَنَا أَعِيشُ حَتَّى أَرْكَبَ هَذَا؟ فَجَاءَ نَا كِتَابُ عُمَرَ: أَنْ أَصْلِحُوا مَا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ، فَإِنَّ فِي الْأَمْرِ تَنَفُّسًا .

تھے کہ جب اس کی گھوڑی بچہ جنتی تو وہ اس کو ذبح کر لیتا اور کہتا کہ میری زندگی کا کیا اعتبار کہ میں اس پر سواری کروں گا، پھر ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم نامہ آیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں جو رزق دے اسے سنبھال کر رکھو، بلاشبہ قیامت میں ابھی دیر ہے۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ قیامت قریب ہے اور نہ جانے کس وقت آ جائے اس لیے مال کی حفاظت کرنے کی کیا ضرورت ہے، اس لیے اس کو ذبح کرو، کھاؤ اور ٹھکانے لگاؤ۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سمجھائی کہ قیامت قریب ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ انسان سارا مال ختم کر دے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے کہ قیامت آ رہی ہے بلکہ زندگی کے آخری لمحے تک کوشش جاری رکھنی چاہیے۔ پھر قیامت کی بہت سی علامات ہیں جو اس سے پہلے رونما ہوں گی۔

479 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ..........

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَفِي يَدِ أَحَدِكُمْ فَسِيلَةٌ، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا تَقُومَ حَتَّى يَغْرِسَهَا فَلْيَغْرِسْهَا))

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر قیامت قائم ہونے لگے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کا پودا ہو تو اگر وہ قیامت برپا ہونے سے پہلے پہلے اسے لگا سکتا ہے تو لگا دے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے شجر کاری اور زراعت کی اہمیت و فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ انسان کو اس پر بھی اجر ملتا ہے۔ اس کے لگائے ہوئے درخت سے جب تک لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے یہ اس کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔

(۲) انسان جس طرح بڑوں کے لگائے ہوئے درختوں سے فائدہ اٹھاتا ہے اسی طرح اسے بھی بعد والوں کے لیے درخت لگانے چاہئیں تاکہ وہ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ یہ زہد کے منافی نہیں ہے۔ اس لیے زندگی کے آخری لمحے تک دنیا و آخرت کی محنت جاری رکھنی چاہیے اور خیر کے کاموں کو یہ سمجھ کر چھوڑ نہیں دینا چاہیے کہ میں نے کون سا زندہ رہنا ہے۔

(۳) آج کل مسلمانوں کی تمام پالیسیاں وقتی ہوتی ہیں جن کے فوائد وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی میں دیکھ سکیں۔ اس حدیث میں یہ ترغیب دلائی گئی ہے کہ انسان کو اس قدر خود غرض نہیں ہونا چاہیے کہ وہ اپنی ذات تک سوچے بلکہ اسے دور رس نتائج کو سامنے رکھ کر کام کرنا چاہیے۔ دشمنان اسلام اسی نقطۂ نظر کے مطابق کام کر رہے ہیں اس لیے وہ مسلمانوں پر غالب ہیں۔

---

(٤٧٩) صحيح: أخرجه أحمد: ١٢٩٠٢ـ وأبو داؤد الطيالسي: ٢١٨١ـ وعبد بن حميد: ١٢١٦ـ انظر الصحيحة: ٩.

480 - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الْبَجَلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ..........

عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: إِنْ سَمِعْتَ بِالدَّجَّالِ قَدْ خَرَجَ، وَأَنْتَ عَلَى وَدِيَّةٍ تَغْرِسُهَا، فَلَا تَعْجَلْ أَنْ تُصْلِحَهَا، فَإِنَّ لِلنَّاسِ بَعْدَ ذَلِكَ عَيْشًا.

داؤد بن ابی داؤد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اگر تم سنو کہ دجال آ گیا ہے اور تم زمین میں کچھ لگا رہے ہو تو جلدی نہ کرو بلکہ اسے اچھی طرح لگا لو کیونکہ لوگ اس کے بعد بھی زندہ رہیں گے۔

فائدہ: ......اس کی سند ضعیف ہے، تاہم اس سے قبل اسی معنی میں صحیح حدیث گزر چکی ہے۔

223...... بَابُ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ مظلوم کی بد دعا

481 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٍ: دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تین دعائیں (ضرور) قبول ہوتی ہیں: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا، والد کی دعا اولاد کے خلاف۔''

فائدہ: ...... یہ حدیث گزشتہ اوراق میں نمبر ۳۲ پر گزر چکی ہے۔ اس کے فوائد وہاں دیکھے جا سکتے ہیں یاد رہے کہ مظلوم اگر کافر ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اس کی بد دعا ضرور قبول فرماتا ہے اس لیے آپ نے مظلوم کی بد دعا سے بچنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ والد کی اپنی اولاد کے لیے بد دعا۔ اس کا مقصد ایک تو یہ ہو سکتا ہے کہ والد کو بد دعا کرتے ہوئے محتاط رہنا چاہیے کیونکہ وہ قبول ہو جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ بعد میں والد کو پشیمانی ہو۔ دوسرا یہ کہ اولاد کو والد کے حقوق ادا کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے ایسا نہ ہو کہ وہ بد دعا کر دے اور اولاد کسی امتحان میں پڑ جائے۔

224...... بَابُ سُؤَالِ الْعَبْدِ الرِّزْقَ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لِقَوْلِهِ: ارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ
اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق بندے کا اللہ سے رزق طلب کرنا کہ ہمیں رزق عطا فرما تو رزق عطا کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے

482 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ..........

---

(٤٨٠) ضعيف.

(٤٨١) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الوتر: ١٥٣٦ـ والترمذي: ١٩٠٥ـ وابن ماجه: ٣٨٦٢.

(٤٨٢) ضعيف: أخرجه أحمد: ١٤٦٩٠ـ المشكاة التحقيق الثاني: ٦٢٦٣ـ انظر الإرواء: ٤/ ١٧٦.

عَنْ جَابِرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ نَظَرَ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ))، وَنَظَرَ نَحْوَ الْعِرَاقِ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَنَظَرَ نَحْوَ كُلِّ أُفُقٍ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مِنْ تُرَاثِ الْأَرْضِ، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا وَصَاعِنَا)).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے برسرِ منبر سنا: آپ نے یمن کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''اے اللہ ان کے دلوں کو ہماری طرف متوجہ فرما۔'' اور عراق کی طرف دیکھ کر اسی طرح فرمایا بلکہ ہر طرف دیکھ کر اسی طرح دعا کی اور فرمایا: ''اے اللہ ہم کو زمین کی پیداوار سے رزق عطا فرما اور مد اور صاع (پیمانے) میں برکت عطا فرما۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ ابوالزبیر مکی مدلس ہے، تاہم مد اور صاع کی برکت کی دعا دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

225...... بَابُ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ

ظلم آخرت میں تاریکیاں ہوں گی

483 - حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مِقْسَمٍ قَالَ............

سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَحَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ، وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ))

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظلم سے بچو کیونکہ ظلم روز قیامت تاریکیاں اور اندھیرے بن کر سامنے آئے گا۔ اور بخل سے بچو کیونکہ اسی بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا اور انہیں اس بات پر ابھارا کہ انہوں نے آپس میں خون خرابا کیا اور حرام چیزوں کو حلال کیا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) لوگوں کے مال، ان کے خون اور عزت کے بارے ان پر زیادتی کرنا ظلم کہلاتا ہے۔ دنیا میں ظالم کو اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتا ہے لیکن جب اسے پکڑتا ہے تو پھر کوئی اسے چھڑا نہیں سکتا۔ اس کا انجام دنیا و آخرت میں تباہی ہے۔ آخرت میں اہل ایمان کی نیکیوں کا نور ان کے سامنے ہوگا اور وہ اس کی روشنی میں چلیں گے جبکہ ظالموں کے لیے ان کا ظلم تاریکی میں مزید اضافہ کرے گا اور ان کے لیے کوئی روشنی نہیں ہوگی۔

(۲) یہ معنی بھی ممکن ہیں کہ قیامت والے دن دنیا کا ایک ظلم کئی مشکلات کا باعث بن جائے گا جن سے جان چھڑانا مشکل ہو جائے گا۔

(٤٨٣) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة: ٢٥٧٨ـ انظر الصحيحة: ٨٥٨.

(۳) ظلمات سے مراد سزا اور عقوبت بھی ہوسکتا ہے کہ ظلم سے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے اور انسان حق و باطل میں فرق نہیں کر پاتا جو قیامت کی سزاؤں کا موجب ٹھہرتا ہے۔

(۴) انتہائی درجے کا حرص بخل کہلاتا ہے اور یہی فساد کی جڑ ہے۔ جس نفس میں سخاوت ہو، وہ معمولی چیزوں میں نہیں الجھتا اور یوں خون خرابا بھی نہیں ہوتا۔ بخیل آدمی مال کے لالچ میں حرام سے بھی گریز نہیں کرتا۔

484 - حَدَّثَنَا حَاتِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُنْكَدِرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أَبِيهِ.........

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي مَسْخٌ، وَقَذْفٌ، وَخَسْفٌ، وَيُبْدَأُ بِأَهْلِ الْمَظَالِمِ))

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کے آخری زمانہ میں صورتیں بگڑنے، پتھر برسنے اور دھنسائے جانے کے واقعات رونما ہوں گے اور اس کا آغاز ظالموں سے ہوگا۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم پہلا حصہ ''صورتیں بگڑنا...... دھنسایا جانا'' دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے۔

485 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمَاجِشُونِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ.........

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ظلم قیامت کے دن اندھیرے بن کر سامنے آئے گا۔''

فائدہ: ......دیکھیے، حدیث: ۴۸۳ کے فوائد۔

486 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَإِسْحَاقُ قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ.........

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ حُبِسُوا بِقَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ،

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مومن آگ سے نجات پا جائیں گے تو انہیں جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پل پر روک دیا جائے گا۔ پھر

(٤٨٤) ضعيف: الصحيحة، تحت الحديث: ١٧٨٧.

(٤٨٥) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب المظالم، باب الظلم و ظلمات يوم القيامة: ٢٤٤٧ـ ومسلم: ٢٥٧٩ـ والترمذي: ٢٠٣٠ـ انظر الصحيحة: ٨٥٨.

(٤٨٦) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب المظالم، باب قصاص المظالم: ٢٤٤٠ـ انظر ظلال الجنة: ٨٥٧.

فَيَتَقَاصُّونَ مَظَالِمَ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا ، حَتَّى إِذَا نُقُّوا وَهُذِّبُوا ، أُذِنَ لَهُمْ بِدُخُولِ الْجَنَّةِ ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ ، لَأَحَدُهُمْ بِمَنْزِلِهِ أَدَلُّ مِنْهُ فِي الدُّنْيَا))

وہ دنیا میں ایک دوسرے پر کیے گئے ظلموں کا بدلہ دیں گے یہاں تک کہ جب وہ صاف ستھرے ہو جائیں گے تو انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے وہ اپنے جنت والے گھر کو دنیا والے گھر سے زیادہ اچھے طریقے سے پہچانتے ہوں گے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) جہنم کے اوپر ایک پل ہوگا جس سے ہر ایک کو گزرنا ہوگا۔ لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق اس کو عبور کریں گے۔ کوئی اس کے سرکنڈوں سے الجھ کر زخمی ہوگا اور کوئی جہنم میں گر جائے گا۔ پل کے آخری کونے پر لوگوں کو روک کر ان کے مظالم کا قصاص لیا جائے۔ مظلوم کو ظالم کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور بعض ظالم ایسے ہوں گے کہ انہیں دوزخ میں ڈال دیا جائے۔ اس لیے ظلم سے ہر صورت اجتناب کرنا چاہیے۔

(۲) اہل جنت اپنے گھروں کو اس لیے پہچان لیں گے کہ اس سے پہلے صبح و شام انہیں وہ گھر دکھائے جاتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ﴾ (محمد: ٦)

''اور وہ انہیں جنت میں داخل کرے گا جس کا اس نے انہیں پہلے تعارف کرایا ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں بغیر حساب کتاب جنت میں داخل فرمائے۔

487 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالظُّلْمَ ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَإِيَّاكُمْ وَالْفُحْشَ ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ ، وَإِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ ، فَإِنَّهُ دَعَا مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَقَطَعُوا أَرْحَامَهُمْ ، وَدَعَاهُمْ فَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے روز تاریکیاں بن کر سامنے آئے گا۔ اور بے حیائی سے بچو بلاشبہ اللہ تعالیٰ فحش گو اور فحش گوئی کو اختیار کرنے والے دونوں کو پسند نہیں فرماتا۔ اور بخل سے بچو کیونکہ اس بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو آمادہ کیا تو انہوں نے قطع رحمی کی اور انہیں حرام چیزوں کو حلال کرنے پر ابھارا۔''

(٤٨٧) صحيح: أخرجه الحميدي: ١١٩٣ـ وأحمد: ٩٥٦٩ـ انظر الصحيحة: ٨٥٨.

488 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ.........

عَـنْ جَـابِـرٍ، عَـنِ الـنَّبِـيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُـلُـمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَإِنَّهُ أَهْـلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَحَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ، وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ))

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ظلم سے بچو کیونکہ ظلم روز قیامت اندھیرے بن کر آئے گا۔ اور بخل سے بچو کیونکہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا اور انہیں اس بات پر ابھارا کہ انہوں نے آپس میں خون بہائے اور اپنی حرمتوں کو پامال کیا۔“

فائدہ: ......واستحلو محارمهم کا مطلب ہے کہ انہوں نے حرام چیزوں کو حلال کرلیا یا انہوں نے اپنی محرم عورتوں سے نکاح کو جائز قرار دے لیا تا کہ وراثت کوئی دوسرا نہ لے جائے۔ مزید فوائد کے لیے حدیث: ۴۷۰ کے فوائد ملاحظہ کیجیے۔

489 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَاصِمٍ...........

عَـنْ أَبِـي الـضُّـحَـى قَالَ: اجْتَمَعَ مَسْرُوقٌ وَشُتَيْـرُ بْـنُ شَكَلٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَتَقَوَّضَ إِلَيْهِـمَـا حِلَقُ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ مَسْرُوقٌ: لَا أَرَى هَـؤُلَاءِ يَـجْتَمِعُونَ إِلَيْنَا إِلَّا لِيَسْتَمِعُوا مِـنَّـا خَيْـرًا، فَـإِمَّا أَنْ تُحَدِّثَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَـأُصَـدِّقَكَ أَنَـا، وَإِمَّـا أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَتُصَدِّقَنِي؟ فَقَالَ: حَدِّثْ يَا أَبَا عَائِشَةَ، قَـالَ: هَـلْ سَمِعْتَ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُولُ: الْعَيْنَانِ يَـزْنِيَـانِ، وَالْيَـدَانِ يَـزْنِيَـانِ، وَالرِّجْلَانِ يَـزْنِيَـانِ، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَأَنَا سَمِعْتُهُ. قَـالَ: فَهَـلْ سَـمِعْتَ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُولُ: مَا فِي الْـقُـرْآنِ آيَةٌ أَجْـمَـعَ لِـحَلَالٍ وَحَرَامٍ وَأَمْرٍ

حضرت ابوالضحیٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مسروق اور شتیر بن شکل مسجد میں اکٹھے ہوئے تو مسجد میں لوگوں کے حلقے ان دونوں کے پاس جمع ہوگئے۔ مسروق رحمہ اللہ نے کہا: یہ لوگ ہم سے خیر اور بھلائی کی باتیں سننے کے لیے ہی جمع ہوئے ہیں، لہٰذا آپ عبداللہ بن مسعود سے بیان کریں میں آپ کی تصدیق کروں گا یا میں ان سے بیان کرتا ہوں اور آپ میری تصدیق کریں۔ ابن شکل رحمہ اللہ نے کہا: ابو عائشہ آپ بیان کریں! انہوں (مسروق) نے کہا: کیا آپ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: آنکھیں زنا کرتی ہیں، ہاتھ زنا کرتے ہیں اور پاؤں بھی زنا کرتے ہیں اور شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا غلط ثابت کرتی ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں میں نے ان سے واقعی اس طرح سنا ہے۔ مسروق رحمہ اللہ نے کہا: کیا آپ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حلال حرام

---

(٤٨٨) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة والأداب: ٢٥٧٨.

(٤٨٩) حسن: أخرجه الطبراني في الكبير: ٩/ ١٣٤.

وَنَهْيٍ، مِنْ هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى﴾ [النحل: 90] ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَأَنَا قَدْ سَمِعْتُهُ.

قَالَ: فَهَلْ سَمِعْتَ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُولُ: مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَسْرَعَ فَرَجًا مِنْ قَوْلِهِ: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾ [الطلاق: 2] ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَأَنَا قَدْ سَمِعْتُهُ.

قَالَ: فَهَلْ سَمِعْتَ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُولُ: مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَشَدَّ تَفْوِيضًا مِنْ قَوْلِهِ: ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ﴾ [الزمر: 53] قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَأَنَا سَمِعْتُهُ.

اور امر و نہی کے بارے میں قرآن مجید میں اس آیت ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى﴾ سے زیادہ کوئی آیت جامع نہیں ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں میں نے حضرت عبداللہ سے یہ سنا ہے۔ مسروق رحمہ اللہ نے فرمایا: کیا آپ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن میں کوئی آیت: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾ سے زیادہ بڑھ کر نہیں ہے جس پر عمل کرنے سے کشادگی کی راہ کھل جاتی ہو؟ شتیر رحمہ اللہ نے کہا: میں نے بھی واقعی ان سے اسی طرح سنا ہے۔ مسروق رحمہ اللہ نے فرمایا: کیا آپ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قرآن میں کوئی آیت ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا﴾ سے زیادہ بڑھ کر نہیں ہے۔ جو بندوں کو تفویض سکھاتی ہو تو حضرت شتیر بن شکل رحمہ اللہ نے فرمایا: ہاں میں نے حضرت عبداللہ سے یہ سنا ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) سلف صالحین میں سیکھنے سکھانے کا ذوق بہت زیادہ تھا۔ لوگ مساجد میں حلقوں کی صورت میں بیٹھتے اور علماء سے استفادہ کرتے۔ علماء بھی خیر خواہی اور ہمدردی کے ساتھ لوگوں کی راہنمائی کرتے۔ امام مسروق رحمہ اللہ نے نہایت مؤثر انداز میں تزکیہ نفس کیا اور لوگوں کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی احادیث بیان کیں۔

(۲) زنا کی ابتدا نظر بازی سے ہوتی ہے اس لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر کی حفاظت کا حکم دیا۔ جو شخص نظر کی حفاظت نہیں کرتا وہ آسانی سے برائی میں پڑ جاتا ہے۔ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، ہاتھوں کا زنا چھونا ہے اور پاؤں کا زنا اس کی طرف چل کر جانا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا﴾ ''زنا کے قریب نہ جاؤ، یعنی اس کے مبادیات سے بھی بچو۔

(۳) امام قرطبی ابن العربی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ بندے اور اللہ کے درمیان عدل یہ ہے کہ بندہ اللہ کے حق کو اپنے مفادات پر ترجیح دے۔ اپنی خواہشات پر اللہ کی رضا کو مقدم سمجھے۔ اس کی منع کردہ باتوں سے رک جائے اور احکام کو بجا لائے۔ اور بندوں کا باہم عدل یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں اور چھوٹے بڑے معاملے میں خیانت سے باز رہیں اور جو ایک دوسرے سے تکلیف پہنچے اس پر صبر کیا جائے۔ احسان کا مطلب صحیح معنوں

میں اللہ کی بندگی کرنا ہے، دوسرے لفظوں میں انسان کا باطن اس کے ظاہر سے بھی اچھا ہو۔ اور ایتاء ذی القربیٰ کا مطلب حقوق العباد کو ادا کرنا ہے۔ یوں یہ آیت حلال وحرام اور امر ونہی کی جامع ہے۔ (شرح صحیح الأدب المفرد)

(۴) انسانیت کی معراج تقویٰ ہے۔ تمام مشکلات اور پریشانیوں کا حل اسی میں ہے۔ اللہ کا تقویٰ دل میں آجائے تو دنیا بھی آسان ہو جاتی ہے اور آخرت بھی بن جاتی ہے۔

(۵) انسان حلال حرام کا جس قدر پابند ہو، اوامر ونواہی پر عمل پیرا ہو اور متقی بھی ہو لیکن جب تک اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسا نہ ہو اور اس کی ذات عالی سے حسن ظن نہ ہو کہ وہ گناہوں کو معاف کر کے توبہ قبول کرنے والا ہے اور ہر چیز کا اختیار اسی کے پاس ہے اس وقت تک نجات ممکن نہیں۔

490 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ مُسْهِرٍ - أَوْ بَلَغَنِي عَنْهُ - قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ...........

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ: ((يَا عِبَادِي، إِنِّي قَدْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ مُحَرَّمًا بَيْنَكُمْ فَلَا تَظَالَمُوا يَا عِبَادِي، إِنَّكُمُ الَّذِينَ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ، وَلَا أُبَالِي، فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ يَا عِبَادِي، كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِي، كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ يَا عِبَادِي، لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ، وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ، كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ عَبْدٍ مِنْكُمْ، لَمْ يَزِدْ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا، وَلَوْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ، لَمْ يَنْقُصْ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا، وَلَوِ اجْتَمَعُوا فِي

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے میرے بندو! بلاشبہ میں نے ظلم کو اپنی ذات پر حرام ٹھہرایا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے، لہٰذا ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم رات دن خطائیں کرتے ہو اور میں گناہوں کو معاف کرتا ہوں اور مجھے کوئی پروا نہیں اس لیے مجھ سے مغفرت مانگو میں تمہیں معاف کر دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب بھوکے ہو مگر جسے میں کھلاؤں اس لیے مجھ سے کھانا طلب کرو میں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب ننگے ہو مگر جسے میں پہناؤں، لہٰذا مجھ سے لباس طلب کرو میں تمہیں پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور بعد والے انسان اور جن سب اس شخص کی طرح ہو جائیں جو تم میں سے زیادہ متقی ہے تو یہ میری بادشاہت میں کچھ بھی اضافہ نہیں کرے گی اور اگر وہ سب سے برے آدمی کی طرح ہو جائیں تو یہ بات میری سلطنت میں اتنی

(٤٩٠) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة والأداب: ٥٥، ٢٥٧٧.

صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مَا سَأَلَ، لَمْ يَنْقُصْ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا، إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْبَحْرُ أَنْ يُغْمَسَ فِيهِ الْخَيْطُ غَمْسَةً وَاحِدَةً يَا عِبَادِي، إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أَجْعَلُهَا عَلَيْكُمْ، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ، وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا يَلُومُ إِلَّا نَفْسَهُ)) كَانَ أَبُو إِدْرِيسَ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ جَثَى عَلَى رُكْبَتَيْهِ.

ہی کمی کرے گی جتنی کمی سمندر میں دھاگا ایک دفعہ ڈبو کر نکالنے سے ہوگی۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جنہیں میں تمہارے لیے (شمار کرکے) رکھ رہا ہوں، لہٰذا جس کے اعمال اچھے ہوں اسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور جس کے اعمال اس کے علاوہ ہوں اسے اپنے آپ کو ملامت کرنا چاہیے۔''
ابوادریس خولانی جب یہ حدیث بیان کرتے تو (اس کی تعظیم کے پیش نظر) گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ حدیث قدسی ہے جس میں نبی ﷺ براہ راست اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں۔ اس میں بھی ظلم کی قباحت ذکر کی گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ظلم کی ناپسندیدگی کا ذکر نہایت مؤثر انداز میں فرمایا کہ میں ہر چیز کا خالق ہوں اور لوگوں کی تمام ضروریات پوری کرتا ہوں اور لوگ میرے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں لیکن میں قوت و طاقت کے باوجود لوگوں پر ظلم نہیں کرتا۔ تو انسان کے لیے یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ وہ دوسرے پر ظلم کرے۔

(۲) انسان جتنا بھی پارسا ہو جائے پھر بھی خطا کا پتلا ہے اس لیے اسے اپنے غفور رحیم رب سے معافی کی درخواست کرتے رہنا چاہیے۔ وہی گناہوں کو معاف کرنے والا ہے خواہ گناہ آسمان کی بلندیوں کو پہنچ جائیں۔

(۳) رزق کے اسباب اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عطا کر دیے ہیں لیکن انسان صرف اپنی عقل کے بل بوتے پر کچھ حاصل نہیں کرسکتا جب تک اس کی عطا شامل نہ ہو اس لیے اسی ذات سے سوال کرنا چاہیے۔ ورنہ دولت ہوتے ہوئے بھی فقیری کی تلوار سر پہ لٹکی رہتی ہے۔ بندہ مومن دن رات محنت کرکے کمائے تو پھر بھی یہی کہتا ہے هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ''وہی ذات عالی مجھے کھلاتی اور پلاتی ہے۔'' کیونکہ محنت کی توفیق بھی اس کی عطا کردہ ہے۔ اس لیے ہر چیز کا اسی سے سوال کرنا چاہیے۔

(۴) انسان اگر فرمانبرداری کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اس کا فائدہ اسی کو ہے اور بدی کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اس کا وبال بھی اسی پر پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ کی سلطنت اور عظمت کامل اور اکمل ہے۔ ساری مخلوق فرمانبردار بن جائے تو اس کی سلطنت اتنی کامل ہے کہ اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا اور اگر سب گندے ترین بن جائیں تو اس کی عظمت میں کوئی کمی نہیں کرسکتے۔ سمندر میں سوئی یا دھاگا شاید کوئی کمی کرے لیکن لوگوں کا نافرمان ہونا اتنا بھی اللہ کی قدر کم نہیں کرسکتا۔

(۵) انسان جو عمل کرتا ہے، اچھا ہو یا برا، اس کو محفوظ کرلیا جاتا ہے۔ اچھے اعمال کا اچھا بدلہ ملے گا اور برے اعمال کا برا

بدلہ ملے گا، اب انسان کی صوابدید ہے کہ اچھے عمل کرے یا برے۔ اللہ تعالیٰ نے خیر اور شر کے دونوں راستے بتا دیے ہیں۔

226...... بَابُ كَفَّارَةِ الْمَرِيضِ

مریض کے گناہوں کے کفارے کا بیان

491 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَامِرٍ..........

أَنَّ غُطَيْفَ بْنَ الْحَارِثِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، وَهُوَ وَجِعٌ، فَقَالَ: كَيْفَ أَمْسَى أَجْرُ الْأَمِيرِ؟ فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ فِيمَا تُؤْجَرُونَ بِهِ؟ فَقَالَ: بِمَا يُصِيبُنَا فِيمَا نَكْرَهُ، فَقَالَ: إِنَّمَا تُؤْجَرُونَ بِمَا أَنْفَقْتُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَاسْتُنْفِقَ لَكُمْ، ثُمَّ عَدَّ أَدَاةَ الرَّحْلِ كُلَّهَا حَتَّى بَلَغَ عِذَارَ الْبِرْذَوْنِ، وَلَكِنَّ هَذَا الْوَصَبَ الَّذِي يُصِيبُكُمْ فِي أَجْسَادِكُمْ يُكَفِّرُ اللّٰهُ بِهِ مِنْ خَطَايَاكُمْ.

حضرت غطیف بن حارث رحمہ اللہ سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ ایک آدمی سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی بیماری میں آیا اور کہا: امیر کا اجر وثواب کس درجے میں ہے؟ انہوں نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ کن چیزوں میں تمہیں اجر دیا جاتا ہے؟ اس آدمی نے کہا: جو ہمیں ناگوار چیزیں پہنچتی ہیں ان پر اجر ملتا ہے۔ سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے اور جو تم پر خرچ کیا جاتا ہے اس پر اجر ملتا ہے۔ پھر انہوں نے کجاوے کا سارا سامان شمار کیا حتی کہ گھوڑے کی لگام بھی گنی (کہ اس میں بھی اجر ہے) لیکن یہ تکلیف جو تمہیں تمہارے جسموں میں پہنچتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ مسلمان کو پہنچنے والی مصیبت پر، خواہ کانٹا بھی چبھے، اسے اجر دیا جاتا ہے اور گناہ بھی مٹائے جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم، ح:۲۵۷۲)

492 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ..........

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ

حضرت ابوسعید خدری اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو جو بھی دکھ، گھٹن، حزن

(٤٩١) ضعيف.

(٤٩٢) صحيح: اخرجه البخاري كتاب المرضى، باب ماجاء في كفارة المرض: ٥٦٤١ـ ومسلم: ٢٥٧٣ـ والترمذي: ٩٦٦.

مِنْ نَـصَـبٍ، وَلَا وَصَـبٍ، وَلَاهَمٍّ، وَلَا حَـزَنٍ، وَلَا أَذًى، وَلَا غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)) .

ملال اور تکلیف وغم پہنچتا ہے یہاں تک کہ اگر کانٹا ہی لگ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں ضرور اس کی خطائیں معاف فرماتا ہے۔''

فائدہ: ......مسلمان اگر پہنچنے والی تکلیف پر واویلا نہیں کرتا اور صبر کر کے اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتا ہے تو اس کی یہ تکلیف اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور وہ پاک صاف ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ جزع فزع کرے تو پھر ثواب سے محروم رہتا ہے۔

493 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ..........

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ سَلْمَانَ، وَعَادَ مَرِيضًا فِي كِنْدَةَ، فَلَـمَّـا دَخَـلَ عَلَيْهِ قَالَ: أَبْشِرْ، فَإِنَّ مَرَضَ الْـمُـؤْمِنِ يَجْعَلُهُ اللّٰهُ لَهُ كَفَّارَةً وَمُسْتَعْتَبًا، وَإِنَّ مَـرَضَ الْـفَاجِرِ كَالْبَعِيرِ عَقَلَهُ أَهْلُهُ ثُمَّ أَرْسَلُوهُ، فَلَا يَدْرِي لِمَ عُقِلَ وَلِمَ أُرْسِلَ" .

حضرت عبدالرحمٰن بن سعید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ انہوں نے کندہ میں ایک مریض کی تیمارداری کی۔ جب وہ مریض کے پاس آئے تو انہوں نے اس سے کہا: خوش ہو جاؤ، بلاشبہ مومن کی بیماری کو اللہ تعالیٰ اس کے لیے گناہوں کا کفارہ اور رضا الٰہی کے حصول کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔ اور فاسق، فاجر آدمی کی بیماری ایسے اونٹ کی طرح ہے جس کو اس کے گھر والوں نے باندھ دیا ہو، پھر اس کو چھوڑ دیا۔ اسے معلوم ہی نہیں کہ اسے کیوں باندھا گیا اور کیوں چھوڑا گیا۔

فائدہ: ......مسلمان کی بیماری اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور وہ اپنا جائزہ لیتا ہے کہ اس سے کون سا گناہ سرزد ہوا ہے۔ اس سے توبہ کرتا ہے اور آئندہ اپنے طرز زندگی کو بدل لیتا ہے اس کے برعکس کافر کو اجر وثواب کی امید ہوتی ہے نہ وہ اس سے سبق سیکھتا ہے۔

494 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَدِيُّ بْنُ عَدِيٍّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ............

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ: ((لَا يَـزَالُ الْبَلَاءُ بِـالْمُؤْمِنِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن مرد اور مومن عورت کو تکلیف پہنچتی رہتی ہے، اس کے

(٤٩٣) صحیح: أخرجه هناد فی الزهد: ٤١٤۔ وابن أبی شیبة: ١٠٨١٣۔ والبیهقی فی الشعب: ١٢/ ٣١١۔ جزء من حدیث طویل رواه أبو داؤد فی کتاب الجنائز: ٣٠٨٩.

(٤٩٤) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب الزهد، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء: ٢٣٩٩۔ انظر الصحیحة: ٢٢٨٠.

وَالْمُؤْمِنَةِ، فِي جَسَدِهِ وَأَهْلِهِ وَمَالِهِ، حَتَّى يَلْقَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ)) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ طَلْحَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو مِثْلَهُ، وَزَادَ: ((فِي وَلَدِهِ))

جسم میں، اس کے اہل وعیال میں اور مال میں یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔'' ایک روایت میں اہل وعیال کے ساتھ اولاد کا ذکر بھی ہے۔

فائدہ: ......اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے آزمائشوں اور تکلیفوں میں ڈال دیتا ہے (الصحیحہ، ح:۱۴۶) اور یہ آزمائشیں اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے پاک صاف ہو کر ملتا ہے۔ اور بسا اوقات کسی بندے کا مرتبہ اللہ کے ہاں مقرر ہوتا ہے لیکن اس کے عمل اس لائق نہیں ہوتے کہ وہ اس منزل تک پہنچ پائے تو اللہ تعالیٰ اسے مشکلات میں ڈال کر اس درجے تک پہنچا دیتا ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بیماری اور مشکلات ایمان کی نشانی ہے۔ اگلی حدیث سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

495 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَلْ أَخَذَتْكَ أُمُّ مِلْدَمٍ؟)) قَالَ: وَمَا أُمُّ مِلْدَمٍ؟ قَالَ: ((حَرٌّ بَيْنَ الْجِلْدِ وَاللَّحْمِ))، قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَهَلْ صُدِعْتَ؟)) قَالَ: وَمَا الصُّدَاعُ؟ قَالَ: ((رِيحٌ تَعْتَرِضُ فِي الرَّأْسِ، تَضْرِبُ الْعُرُوقَ))، قَالَ: لَا، قَالَ: فَلَمَّا قَامَ قَالَ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) أَيْ: فَلْيَنْظُرْهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک (صحت مند) دیہاتی رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا تو نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تمہیں کبھی بخار ہوا ہے؟'' اس نے پوچھا: بخار کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جلد اور گوشت کے درمیان حرارت پیدا ہو جانا ہے۔'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: تمہیں کبھی سر درد ہوا ہے؟'' اس نے کہا: سر درد کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ایک ہوا ہے جو سر میں گھس جاتی ہے اور رگوں پر ضرب لگاتی ہے۔'' اس نے کہا: نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ جب وہ اٹھ کر چلا تو آپ نے فرمایا: ''جو کسی دوزخی کو دیکھنا پسند کرے وہ اسے دیکھ لے۔''

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا بیمار ہونا اور تکلیفیں آنا مسلمان اور مومن ہونے کی نشانی ہے۔ جو کلمہ پڑھتا ہے اور کبھی بیمار نہیں ہوا تو اس شخص کو اپنے بارے میں نفاق سے ڈرنا چاہیے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو بھی بیمار ہو وہ

---

(٤٩٥) حسن صحيح: أخرجه أحمد: ٨٣٩٥ـ وهناد في الزهد: ٤٢٦ـ والنسائي في الكبرىٰ: ٧٤٤٩ـ وابن حبان: ٢٩١٦ـ والبيهقي في الشعب: ١٢/٣٠٧ـ انظر التعليقات الحسان: ٢٩٠٥.

مومن ہوتا ہے اس کے لیے دیگر احکام شریعت کو سامنے رکھنا ہوگا۔

227...... بَابُ الْعِيَادَةِ جَوْفَ اللَّيْلِ

رات کے وقت مریض کی عیادت کرنا

496 - حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ.........

عَنْ خَالِدِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ حُذَيْفَةُ سَمِعَ بِذَلِكَ رَهْطُهُ وَالْأَنْصَارُ، فَأَتَوْهُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ أَوْ عِنْدَ الصُّبْحِ، قَالَ: أَيُّ سَاعَةٍ هَذِهِ؟ قُلْنَا: جَوْفُ اللَّيْلِ أَوْ عِنْدَ الصُّبْحِ، قَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ صَبَاحِ النَّارِ، قَالَ: جِئْتُمْ بِمَا أُكَفَّنُ بِهِ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: لَا تُغَالُوا بِالْأَكْفَانِ، فَإِنَّهُ إِنْ يَكُنْ لِي عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ بُدِّلْتُ بِهِ خَيْرًا مِنْهُ، وَإِنْ كَانَتِ الْأُخْرَى سُلِبْتُ سَلْبًا سَرِيعًا " قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ: أَتَيْنَاهُ فِي بَعْضِ اللَّيْلِ.

حضرت خالد بن ربیع کہتے ہیں کہ جب سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو اس کی خبر ان کے احباب اور انصار کو پہنچی تو وہ آدھی رات یا سحری کے قریب ان کی تیمار داری کے لیے آئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کون سا وقت ہے؟ ہم نے کہا: آدھی رات یا سحری کا وقت ہے۔ انہوں نے کہا: میں ایسی صبح سے اللہ کی پناہ مانگتا جس میں دوزخ میں داخلہ ہو۔ پھر فرمایا: تم میرے لیے کفن لائے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں! انہوں نے فرمایا: میرا کفن زیادہ قیمتی کپڑے کا نہ بنانا کیونکہ اگر میرے لیے اللہ کے ہاں خیر ہے تو اس سے بہتر بدل دیا جائے گا اور اگر کوئی دوسرا معاملہ ہوا تو یہ بھی بہت جلد مجھ سے چھین لیا جائے گا۔ ابن ادریس کی روایت میں ہے کہ ہم رات کے کسی حصے میں ان کے پاس آئے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ اگر رات کے وقت کسی آدمی کی طبیعت زیادہ خراب ہو جاتی ہے تو رات کے وقت ہی اس کی تیمارداری کی جا سکتی ہے بلکہ عزیز واقارب اور دوست احباب کو فوراً پہنچنا چاہیے۔

(۲) انسان اگر سمجھے کہ اس کے مرنے کے بعد کوئی خلاف شرع کام ہوگا تو اسے چاہیے کہ موت سے پہلے اس سے منع کر دے۔

(۳) حضرت حذیفہ بن یمان مدائن میں مقیم تھے۔ وہیں بیمار ہوئے تو انصار ان کی تیمارداری کے لیے آئے۔

(۴) قریب الوفات شخص کو جہنم سے پناہ طلب کرنی چاہیے اور اپنے رب کے پاس جانے کا شوق اور اس کی ذات عالی سے اچھی امید ہونی چاہیے۔

---

(٤٩٦) ضعيف: أخرجه ابن ابى شيبة: ٣٤٨٠٣ـ وعبدالرزاق: ٦٢١١ـ والطبرانى فى الكبير: ٣/ ١٦٣ـ وأبو نعيم فى الحلية: ١/ ٢٨٢ـ والحاكم: ٣/ ٤٢٩.

497 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ..........

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا اشْتَكَى الْمُؤْمِنُ أَخْلَصَهُ اللّٰهُ كَمَا يُخَلِّصُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب مومن بیمار ہوتا ہے کہ تو اللہ تعالیٰ اسے گناہ سے اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کا میل کچیل صاف کر دیتی ہے۔''

498 - حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ..........

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَابُ بِمُصِيبَةٍ - وَجَعٍ أَوْ مَرَضٍ - إِلَّا كَانَ كَفَّارَةَ ذُنُوبِهِ، حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا، أَوِ النَّكْبَةُ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو جو بھی مصیبت درد یا مرض کی صورت کی میں پہنچتی ہے وہ ضرور اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے یہاں تک کہ کوئی کانٹا یا معمولی سی چوٹ لگ جائے تو اس سے بھی گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔''

فائدہ: ......مسلمان کو پہنچنے والی ہر مصیبت، آزمائش اور معمولی سے معمولی تکلیف بھی رائیگاں نہیں جاتی بلکہ اس پر ضرور اجر ملتا ہے بشرطیکہ وہ صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھے۔ یہ اجر کبھی گناہ کی معافی کی صورت میں ہوتا ہے، کبھی اجر وثواب میں اضافے کے ساتھ ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بندے کو اس کے دین کے مطابق آزمائشوں میں ڈالا جاتا ہے۔ جس کا ایمان جس قدر پختہ ہو اس کی آزمائش بھی اسی قدر سخت ہوتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ، ح: ۴۰۱۳)

499 - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْجُعَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ..........

أَنَّ أَبَاهَا قَالَ: اشْتَكَيْتُ بِمَكَّةَ شَكْوَى شَدِيدَةً، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أَتْرُكُ مَالًا، وَإِنِّي لَمْ أَتْرُكْ إِلَّا ابْنَةً وَاحِدَةً،

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں شدید بیمار ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ میری تیمار داری کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں کافی زیادہ مال چھوڑ کر جا رہا ہوں جبکہ میری وارث صرف ایک بیٹی ہے۔ کیا

---

(٤٩٧) صحيح: أخرجه ابن ابى الدنيا فى المرض والكفارات: ٩٠۔ وعبد بن حميد: ١٤٨٧۔ وابن حبان: ٢٩٣٦۔ والطبرانى فى الأوسط: ٤١٢٣۔ انظر الصحيحة: ١٢٥٧۔

(٤٩٨) صحيح: أخرجه البخارى، كتاب المرضٰى، باب ماجاء فى كفارة المرض: ٥٦٤٠۔ ومسلم: ٢٥٧٢۔

(٤٩٩) صحيح: أخرجه البخارى، كتاب المرضٰى، باب وضع اليد على المريض: ٥٦٥٩۔ ومسلم: ١٦٢٨۔ وأبو داؤد: ٣١٠٤۔ والنسائى: ٣٦٢٦۔ والترمذى: ٩٧٥۔ مختصراً۔

أَفَأُوصِي بِثُلُثَيْ مَالِي ، وَأَتْرُكُ الثُّلُثَ؟ قَالَ: ((لَا)) ، قَالَ: أُوصِي النِّصْفَ ، وَأَتْرُكُ لَهَا النِّصْفَ؟ قَالَ: ((لَا)) ، قَالَ: فَأُوصِي بِالثُّلُثِ ، وَأَتْرُكُ لَهَا الثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ: ((الثُّلُثُ ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ)) ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِي ، ثُمَّ مَسَحَ وَجْهِي وَبَطْنِي ، ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا ، وَأَتِمَّ لَهُ هِجْرَتَهُ)) ، فَمَا زِلْتُ أَجِدُ بَرْدَ يَدِهِ عَلَى كَبِدِي فِيمَا يَخَالُ إِلَيَّ حَتَّى السَّاعَةِ .

میں دو تہائی مال کی اللہ کی راہ میں وصیت کر دوں اور ایک تہائی اس کے لیے چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے کہا: آدھے مال کی وصیت کردوں اور آدھا بیٹی کے لیے چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں'' میں نے عرض کیا: تیسرے حصے کی وصیت کردوں اور دو حصے اس کے لیے چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ''تیسرے حصے کی وصیت کرلو، ویسے تیسرا بھی زیادہ ہے۔'' پھر آپ نے اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھا۔ چہرے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا، پھر فرمایا: اے اللہ سعد کو شفا عطا فرما اور اس کی ہجرت پوری فرما۔'' میں اپنے جگر میں آپ کے ہاتھ کی ٹھنڈک مسلسل محسوس کرتا رہا ہوں حتی کہ ابھی تک کر رہا ہوں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) تیمارداری کسی بھی مناسب وقت میں کی جاسکتی ہے اور اگر گھر والے پریشان نہ ہوں یا ہنگامی صورت حال ہو تو رات کے وقت بھی تیمارداری کی جاسکتی ہے۔

(۲) انسان کو چاہیے کہ دنیا سے جانے سے پہلے کچھ مال اپنی آخرت کے لیے بھی بھیجے، تاہم زیادہ سے زیادہ تیسرے حصے کی وصیت کی جاسکتی ہے۔

(۳) اس سے معلوم ہوا کہ دم کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے خود بھی دم کیا ہے اور آپ کو بھی جبرائیل امین نے دم کیا۔ اسی طرح ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی رسول اکرم ﷺ کی آخری بیماری میں آپ کو دم کرتی تھیں لیکن اپنے ہاتھ کی بجائے رسول اکرم ﷺ کا ہاتھ پھیرتی تھیں۔

(۴) سعد رضی اللہ عنہ حدیث میں مذکور موقع پر صرف ایک بیٹی کے باپ تھے نبی علیہ السلام کی دعا سے وہ اس بیماری سے شفایاب ہو گئے عمر بن خطاب کے دورِ خلافت میں کوفہ کے گورنر بھی رہے اور بعد میں ان کی نرینہ اولاد بھی ہوئی۔

(بخاری: ۲۷۴۲، مزید حدیث نمبر ۵۲۰ دیکھیں)

228...... بَابُ يُكْتَبُ لِلْمَرِيضِ مَا كَانَ يَعْمَلُ وَهُوَ صَحِيحٌ

مریض کا ہر وہ اچھا عمل لکھا جاتا ہے جو وہ حالت صحت میں کرتا تھا

500 - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ..........

(۵۰۰) صحيح: أخرجه أحمد: ٦٨٧٠ـ والدارمي: ٢٨١٢ـ وهناد في الزهد: ٤٣٨ـ والحاكم: ١/ ٤٩٩ـ انظر الإرواء: ٢/ ٣٤٦.

عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ قَـالَ: ((مَـا مِنْ أَحَدٍ يَـمْـرَضُ، إِلَّا كُتِـبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ وَهُوَ صَحِيحٌ))

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص بیمار ہو جاتا ہے تو اسے اس کے ہر اس عمل پر ثواب دیا جاتا ہے جو وہ حالت صحت میں کرتا تھا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) گزشتہ ابواب میں گزرا ہے کہ بیماری گناہوں کا کفارہ اور رفع درجات کا سبب بنتی ہے۔ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اچھے کام کرتا ہے لیکن بیماری کی وجہ سے وہ نہیں کر پاتا تو اسے ان کا پورا ثواب ملتا ہے۔ اس لیے صحت کو غنیمت سمجھتے ہوئے اس میں زیادہ سے زیادہ نیکی کرنی چاہیے۔

(۲) نیکی کرنے والے اور عذر کی بنا پر نیکی نہ کر سکنے والے دونوں کو اس نیکی کا برابر ثواب ملتا ہے لیکن نیکی کرنے والا اضافی اجر کا مستحق ٹھہرتا ہے، مثلاً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ اخلاص پڑھنا تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اب عملاً ایک تہائی قرآن پڑھنے والا یقیناً اضافی ثواب کا مستحق ہوگا جس میں ایک حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔

(۳) اس ثواب کا دارومدار نیت پر ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص برائی کا پختہ عزم رکھتا ہے لیکن کسی رکاوٹ کی وجہ سے کر نہیں پاتا تو وہ بھی گناہ کا حصہ پاتا ہے اگرچہ اس نے نہ کیا ہو۔

501 - حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سِنَانٌ أَبُو رَبِيعَةَ قَالَ............

حَـدَّثَـنَـا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ ابْتَلَاهُ اللّٰـهُ فِـي جَسَدِهِ إِلَّا كُتِبَ لَهُ مَا كَانَ يَعْمَلُ فِـي صِـحَّتِهِ، مَا كَانَ مَرِيضًا، فَإِنْ عَافَاهُ - أُرَاهُ قَالَ: عَسَلَهُ -، وَإِنْ قَبَضَهُ غَفَرَ لَهُ". حَـدَّثَـنَـا مُـوسَـى قَـالَ: حَـدَّثَـنَـا حَمَّادُ بْنُ سَـلَـمَةَ، عَنْ سِنَانٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ، وَزَادَ قَالَ: ((فَإِنْ شَفَاهُ عَسَلَهُ)).

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس مسلمان کو اللہ تعالیٰ کسی جسمانی بیماری میں مبتلا کرے تو جب تک وہ بیمار رہتا ہے تو اسے ان اعمال کا ثواب ملتا ہے جو وہ صحت کے زمانہ میں کرتا تھا۔ پھر اگر اسے عافیت دے دے تو موت سے پہلے نیکی کی توفیق دے دیتا ہے اور اگر اس کو وفات دے دے تو اسے بخش دیتا ہے۔'' ایک روایت میں ہے: ''اگر اسے شفا دے تو اس کو وفات سے قبل نیکی کی توفیق دے دیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) امت محمد علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کی عمریں تھوڑی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان

(٥٠١) حسن صحيح: أخرجه أحمد: ١٢٥٠٣ـ وابن أبي شيبة: ١٠٨٣١ـ وابن أبي الدنيا في المرض والكفارات: ١٦٠ـ وأبو يعلى: ٤٢٣٣ـ والبيهقي في الشعب: ١٢/ ٣٢٥ـ انظر الإرواء: ٣٤٦/٢.

کے ایام زندگی نہایت قیمتی بنائے ہیں اور اپنے خاص فضل سے ہر نیکی کا بدلہ دس گنا رکھا ہے۔ انہی انعامات میں سے بحالت صحت کیے ہوئے اعمال جن کی عادت ہو، کے ثواب کا جاری رکھنا ہے۔

(۲) موت سے پہلے اعمال صالحہ کی توفیق ملنا بہت بڑی بات ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو عسل عطا کر دیتا ہے۔ پوچھا گیا: اللہ کے رسول! عسل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''موت سے پہلے اس کے لیے نیکی کا دروازہ کھول دیتا ہے یہاں تک کہ اس کے اردگرد کے لوگ اس سے راضی ہو جاتے ہیں۔ (سلسله الأحاديث الصحيحة، ح: ١١١٤)

502 - حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ أَبِي تَمِيمَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَتِ الْحُمَّى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتِ: ابْعَثْنِي إِلَى آثَرِ أَهْلِكَ عِنْدَكَ، فَبَعَثَهَا إِلَى الْأَنْصَارِ، فَبَقِيَتْ عَلَيْهِمْ سِتَّةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ، فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، فَأَتَاهُمْ فِي دِيَارِهِمْ، فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَيْهِ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ دَارًا دَارًا، وَبَيْتًا بَيْتًا، يَدْعُو لَهُمْ بِالْعَافِيَةِ، فَلَمَّا رَجَعَ تَبِعَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْهُمْ فَقَالَتْ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَمِنَ الْأَنْصَارِ، وَإِنَّ أَبِي لَمِنَ الْأَنْصَارِ، فَادْعُ اللّٰهَ لِي كَمَا دَعَوْتَ لِلْأَنْصَارِ، قَالَ: ((مَا شِئْتِ، إِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكِ، وَإِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ))، قَالَتْ: بَلْ أَصْبِرُ، وَلَا أَجْعَلُ الْجَنَّةَ خَطَرًا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بخار نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپ مجھے ان لوگوں کی طرف بھیجیں جن سے آپ کو بہت زیادہ تعلق ہے۔ آپ نے اسے انصار کے پاس بھیج دیا۔ ان پر بخار چھ دن اور چھ راتیں رہا۔ یہ تکلیف انہیں بہت گراں گزری تو آپ ان کے گھروں میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ سے شکایت کی تو نبی ﷺ نے گھر گھر جا کر ان کے لیے عافیت کی دعا کی۔ جب نبی ﷺ واپس تشریف لائے تو ان کی ایک عورت آپ کے پیچھے آئی اور عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! یقیناً میں بھی انصار سے ہوں۔ میرا باپ بھی انصاری ہی ہے، لہٰذا میرے لیے بھی دعا کریں جس طرح آپ نے انصار کے لیے دعا کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو کیا چاہتی ہے: اگر تو چاہتی ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ تجھے عافیت دے اور اگر تو چاہے تو صبر کر اور تیرے لیے جنت ہے۔'' اس نے عرض کیا: بلکہ میں صبر کروں گی اور جنت میں داخلے کو خطرے میں نہیں ڈالوں گی۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مسلمان کو بخار آنا اس کے لیے باعث اجر و ثواب ہے بشرطیکہ وہ اس پر صبر

(٥٠٢) صحيح: أخرجه البيهقى فى الشعب الايمان: ٩٤٩٦ ـ انظر الصحيحة: ٢٥٠٢.

کرے اور جو شخص جتنا اللہ کے قریب ہوگا اس کو اسی قدر زیادہ بخار ہوگا۔

(۲) بیماری کو دور کرنے کی دعا کرنا اور عافیت کا سوال کرنا اللہ کی تقدیر پر ناراضی نہیں ہے بلکہ صبر کے ساتھ عافیت کا سوال کرنا تقدیر کا حصہ ہے۔ دعا نہ کرنا اس عورت کے ساتھ خاص تھا۔

(۳) نیک لوگوں سے دعا کروانا مستحب ہے اور یہ وہ وسیلہ ہے جس کو اختیار کرنا جائز ہے۔

503 - وَعَنْ عَطَاءٍ..........

عَـنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا مِنْ مَرَضٍ يُصِيبُنِى أَحَـبَّ إِلَـىَّ مِـنَ الْحُمَّى، لِأَنَّهَا تَدْخُلُ فِى كُـلِّ عُضْوٍ مِنِّى، وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُعْطِى كُلَّ عُضْوٍ قِسْطَهُ مِنَ الْأَجْرِ".

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بخار سے زیادہ مجھے کوئی بیماری محبوب نہیں کیونکہ وہ جسم کے ہر جوڑ میں داخل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عضو کو اس کے حصے کا اجر عطا فرماتا ہے۔

فائدہ: ......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ بلاشبہ ہر بیماری پر اجر ملتا ہے لیکن وہ بقدر تکلیف ہی ہوتا ہے۔ بخار پورے جسم کو ہوتا ہے اس لیے پورا جسم ہی اجر کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ یوں ہر ہر عضو اجر کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

504 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِى وَائِلٍ..........

عَـنْ أَبِـى نُـحَيْلَةَ، قِيلَ لَهُ: ادْعُ اللّٰهَ، قَالَ: اللّٰهُمَّ انْقُصْ مِنَ الْمَرَضِ، وَلَا تَنْقُصْ مِنَ الْأَجْـرِ، فَـقِيـلَ لَهُ: ادْعُ، ادْعُ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اجْـعَـلْنِى مِنَ الْمُقَرَّبِينَ، وَاجْعَلْ أُمِّى مِنَ الْحُورِ الْعِينِ.

حضرت ابو نحیلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ان سے کہا گیا دعا کیجیے۔ انہوں نے یوں دعا کی: اے اللہ بیماری کو کم کر دے لیکن اجر میں کمی نہ کرنا۔ ان سے عرض کیا گیا: مزید دعا کریں۔ انہوں نے کہا: اے اللہ مجھے اپنے مقرب بندوں میں شامل فرما اور میری والدہ کو حور عین کے ساتھ ملا دے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) گزشتہ اوراق میں گزر چکا ہے کہ مومن کے لیے بیماری باعث اجر وثواب ہے جبکہ کافر اور منافق کی تکلیف رائیگاں جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تھوڑی تکلیف پر زیادہ اجر دینے پر قادر ہے اس لیے انسان کو بیماری کی کمی اور اجر کی زیادتی کی درخواست کرنی چاہیے۔

(۲) کسی انسان کی خوش بختی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو جائے اور بہت لوگ اس بات سے نا آشنا ہوتے ہیں کہ وہ اللہ کے قریب ہیں یا اللہ ان سے محبت کرتا ہے۔ جس کو اس کا ادراک ہو جائے اس کی زندگی بدل جاتی ہے۔

---

(٥٠٣) صحيح: أخرجه ابن أبى شيبة: ١٠٨١٧ـ وابن أبى الدنيا فى المرض والكفارات ٢٤٠ـ والبيهقى فى شعب الايمان: ٩٤٠٧ـ والدلابى فى الكنى: ١٧٤٢ـ والطبرانى فى الكبير: ٢٢/ ٣٧٨.

(٥٠٤) صحيح: أخرجه مسدد كما فى إتحاف المهرة: ٦/ ٤٧٤.

505 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ أَبِي بَكْرٍ قَالَ..........

حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: قَالَ لِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ: بَلَى ، قَالَ: هَذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنِّي أُصْرَعُ ، وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ ، فَادْعُ اللّٰهَ لِي ، قَالَ: ((إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكِ)) ، فَقَالَتْ: أَصْبِرُ ، فَقَالَتْ: إِنِّي أَتَكَشَّفُ ، فَادْعُ اللّٰهَ لِي أَنْ لَا أَتَكَشَّفَ ، فَدَعَا لَهَا .

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک جنتی عورت دکھاؤں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ سیاہ فام عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: مجھے بے ہوشی کا دورہ پڑتا ہے اور میں بے لباس ہو جاتی ہوں، لہٰذا میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو صبر کرو، اس کے بدلے میں تیرے لیے جنت ہے اور اگر چاہو تو اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے عافیت کی دعا کرتا ہوں۔'' اس نے عرض کیا: میں صبر کرتی ہوں، پھر کہا: میرے کپڑے اتر جاتے ہیں، لہٰذا اللہ سے دعا فرمائیں کہ کپڑے نہ اترا کریں تو آپ نے اس کے لیے یہ دعا فرمائی۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس عورت کا نام سعیرۃ اسدیہ یا ام زفر تھا۔ یہ حبشیہ تھیں اور یہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی کنگھی کرتی تھیں۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ تقدیر پر راضی رہتے ہوئے صبر کرنا اور علاج معالجہ نہ کرنا جائز ہے، تاہم دوا لینا جائز ہے توکل کے منافی نہیں ہے۔ اسباب کو اختیار کر کے اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرنا ہی توکل ہے۔

(۳) بیماری کے علاج کے حوالے سے چار امور جائز ہیں۔

- بیمار آدمی کا ازخود بیماری کے دور ہونے کی دعا کرنا، یہ شرعاً مشروع ہے۔
- مطالبے کے بغیر کسی دوسرے آدمی کا دعا کرنا، یہ بھی جائز ہے۔
- دنیا میں موجود کسی شخص سے دعا کی درخواست کرنا۔
- دوا استعمال کرنا۔

(۴) یہ سارے ذرائع استعمال کرنے کے بعد بھی بیماری ختم نہ ہو تو انسان کو صبر کرتے ہوئے ثواب کی امید رکھنی چاہیے اور یہ یقین رکھنا چاہیے کہ بیماری اس کے حق میں بہتر ہے۔

---

(٥٠٥) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب المرضى، باب فضل من يصرع من الريح: ٥٦٥٢ـ ومسلم: ٢٥٧٦ـ انظر الصحيحة: ٢٥٠٢.

506 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ..........

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، أَنَّهُ رَأَى أُمَّ زُفَرَ، تِلْكَ الْمَرْأَةُ، طَوِيلَةً سَوْدَاءَ عَلَى سُلَّمِ الْكَعْبَةِ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّ الْقَاسِمَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: ((مَا أَصَابَ الْمُؤْمِنَ مِنْ شَوْكَةٍ فَمَا فَوْقَهَا، فَهُوَ كَفَّارَةٌ))

ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مجھے عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ نے بتایا کہ انہوں نے ام زفر رضی اللہ عنہا کو کعبہ کی سیڑھیوں پر دیکھا کہ وہ لمبے قد کی تھیں اور ان کا رنگ کالا تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''مومن کو اگر کانٹا چبھے یا اس سے بھی کم تکلیف پہنچے تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔''

فائدہ: ......اس میں مومن کے لیے بشارت ہے کیونکہ صبر کی توقع مومن ہی سے کی جاسکتی ہے، نیز عطاء رحمہ اللہ کے اثر کا تعلق پہلی حدیث سے ہے۔

507 - حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ..........

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُشَاكُ شَوْكَةً فِي الدُّنْيَا يَحْتَسِبُهَا، إِلَّا قُصَّ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کسی مسلمان کو دنیا میں کوئی کانٹا لگ جاتا ہے اور وہ اس پر ثواب کی امید رکھتا ہے تو قیامت کے دن اس کی وجہ سے ضرور اس کی خطاؤں میں کمی کی جائے گی۔''

508 - حَدَّثَنَا عُمَرُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ..........

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ، وَلَا مُسْلِمٍ وَلَا مُسْلِمَةٍ، يَمْرَضُ مَرَضًا إِلَّا قَصَّ اللّٰهُ بِهِ عَنْهُ مِنْ خَطَايَاهُ))

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب کوئی مومن مرد یا عورت، اسی طرح مسلمان مرد یا عورت کسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے ذریعے سے اس کے گناہ کم کر دیتا ہے۔''

فائدہ: ......ان احادیث کا بظاہر باب سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ ہمارے فہم کے مطابق جب تکلیف اور بیماری

---

(٥٠٦) صحيح: أخرجه البخارى: ٥٦٥٢ـ وأخرجه احمد: ٢٥٦٧٦ـ ومعناه فى البخارى: ٥٦٤٠ـ ومسلم: ٢٥٧٢.

(٥٠٧) صحيح: أخرجه أحمد: ٩٢١٩ـ وابن أبى الدنيا فى المرض والكفارات: ٣٨ـ انظر الصحيحة: ٢٥٠٣.

(٥٠٨) صحيح: أخرجه أحمد: ١٥١٤٦ـ والطيالسى: ١٨٨٢ـ وأبو يعلى: ٢٣٠٥ـ انظر الصحيحة: ٢٥٠٣.

میں مزید عنایت ہوتی ہے کہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور اجر وثواب بھی ملتا ہے جبکہ بندہ اپنے معمولات بھی ادا نہیں کر رہا ہوتا، تو اصل ثواب تو بالاولیٰ ملتا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

229...... بَابُ هَلْ يَكُونُ قَوْلُ الْمَرِيضِ: إِنِّي وَجِعٌ، شِكَايَةً؟

کیا مریض کا یہ کہنا کہ ''مجھے تکلیف ہے'' شکوہ ہے

509 - حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ..........

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ عَلَى أَسْمَاءَ، قَبْلَ قَتْلِ عَبْدِ اللّٰهِ بِعَشْرِ لَيَالٍ، وَأَسْمَاءُ وَجِعَةٌ، فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللّٰهِ: كَيْفَ تَجِدِينَكِ؟ قَالَتْ: وَجِعَةٌ، قَالَ: إِنِّي فِي الْمَوْتِ، فَقَالَتْ: لَعَلَّكَ تَشْتَهِي مَوْتِي، فَلِذَلِكَ تَتَمَنَّاهُ؟ فَلَا تَفْعَلْ، فَوَاللّٰهِ مَا أَشْتَهِي أَنْ أَمُوتَ حَتَّى يَأْتِيَ عَلَيَّ أَحَدُ طَرَفَيْكَ، أَوْ تُقْتَلَ فَأَحْتَسِبَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَظْفَرَ فَتَقَرَّ عَيْنِي، فَإِيَّاكَ أَنْ تُعْرَضَ عَلَيْكَ خُطَّةٌ، فَلَا تُوَافِقُكَ، فَتَقْبَلُهَا كَرَاهِيَةَ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا عَنَى ابْنُ الزُّبَيْرِ لِيُقْتَلَ فَيُحْزِنُهَا ذَلِكَ.

سیدنا عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے سے دس دن پہلے کی بات ہے؟ اسماء رضی اللہ عنہا بیمار تھیں۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے پوچھا: آپ کی صحت کیسی ہے؟ انہوں نے فرمایا: مجھے تکلیف ہے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بھی موت کی حالت میں ہوں۔ سیدہ اسماء نے فرمایا: شاید تم میری موت چاہتے ہو اس لیے اس کی تمنا کرتے ہو، تم ایسا نہ کرو۔ اللہ کی قسم میں اس وقت تک موت نہیں چاہتی جب تک معاملہ ایک طرف نہ ہو جائے یا تم قتل کر دیے جاؤ اور میں اس پر صبر کر کے اللہ تعالیٰ سے ثواب لے لوں یا تم کامیاب ہو جاؤ اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ تم اس بات سے بچنا کہ تم پر کوئی ایسا معاملہ پیش کیا جائے جس کی تم موافقت نہ کرتے ہو اور موت کے ڈر سے اسے قبول کرلو۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا مقصد یہ تھا کہ والدہ کی وفات پہلے ہو جائے تاکہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو اس کا انہیں غم نہ ہو۔

فوائد و مسائل: ......(۱) سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی عمر اس وقت تقریباً سو سال تھی۔ وہ بیمار تھیں لیکن ان کا حوصلہ جوان تھا۔ عمر کے اس حصے میں بھی اپنے بیٹے کو جرأت و بہادری کا درس دے رہی تھیں کہ موت کے ڈر سے کسی ایسی بات پر کمپرومائز نہ کرنا جس کو تم غلط سمجھتے ہو۔

(٥٠٩) صحيح: أخرجه ابن ابی شيبة: ٣٧٣٢٦۔ وأبو نعيم فی الحلية: ٢/ ٥٦۔ وابن عبدالبر فی الاستيعاب: ٣/ ٩٠٧۔ وابن عساكر فی تاريخه: ٦٩/ ٢٢.

(۲) سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ ''مجھے تکلیف ہے'' شکوہ نہیں بلکہ انہوں نے حقیقت سے آگاہ کیا۔ ایسا کہنا خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

(۳) یہ واقعہ ان دنوں کا ہے جب حجاج بن یوسف سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے خلاف جنگ کرنے والا تھا۔ بالآخر سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کر دیا گیا اور ان کی والدہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے نہایت صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا۔

510 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ..........

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَوْعُوكٌ، عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ، فَوَجَدَ حَرَارَتَهَا فَوْقَ الْقَطِيفَةِ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: مَا أَشَدَّ حُمَّاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((إِنَّا كَذَلِكَ، يَشْتَدُّ عَلَيْنَا الْبَلَاءُ، وَيُضَاعَفُ لَنَا الْأَجْرُ))، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: ((الْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الصَّالِحُونَ، وَقَدْ كَانَ أَحَدُهُمْ يُبْتَلَى بِالْفَقْرِ حَتَّى مَا يَجِدُ إِلَّا الْعَبَاءَةَ يَجُوبُهَا فَيَلْبَسُهَا، وَيُبْتَلَى بِالْقُمَّلِ حَتَّى يَقْتُلَهُ، وَلَأَحَدُهُمْ كَانَ أَشَدَّ فَرَحًا بِالْبَلَاءِ مِنْ أَحَدِكُمْ بِالْعَطَاءِ)).

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ کو بخار تھا اور آپ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ انہوں نے چادر کے اوپر سے ہاتھ آپ پر رکھا تو اس کے اوپر سے بھی حرارت محسوس کی تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو کس قدر شدید بخار ہے؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم پر آزمائشیں اسی طرح سخت آتی ہیں اور ہمارے لیے اجر بھی دگنا ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! سب سے زیادہ سخت آزمائشیں کن لوگوں پر آتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انبیاء علیہم السلام پر، پھر نیک لوگوں پر۔ ان میں سے کسی کو اس قدر تنگ دستی کی آزمائش میں ڈالا جاتا کہ اس کے پاس ایک عبا کے سوا کچھ نہیں ہوتا تھا جسے وہ پھاڑ کر پہن لیتے تھے۔ اور انہیں جوؤں اور پسوؤں کے ساتھ آزمائش میں ڈالا جاتا یہاں تک وہ انہیں مار ڈالتیں۔ وہ آزمائش سے اتنے خوش ہوتے تھے جتنے تم عطیہ ملنے سے خوش ہوتے ہو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) مسلمان کی آزمائش اس کے دین کے حساب سے ہوتی ہے۔ دین میں جس قدر پختگی ہوگی آزمائش اسی قدر سخت ہوگی۔ اور اس تکلیف کا اظہار کرنا بھی جائز ہے، خصوصاً جب اسی میں شرعی مصلحت ہو۔

(۲) ابتلا و آزمائش کا سوال نہیں کرنا چاہیے، البتہ اگر مصیبت آجائے تو اس پر صبر کی دعا کرنی چاہیے اور سلف کے مصائب کو دیکھنا چاہیے۔

(۵۱۰) صحیح: أخرجه ابن ماجه، كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء: ٤٠٢٤ - انظر الصحيحة: ١٤٤.

(۳) مصیبت پر خوشی درحقیقت اس پر ملنے والے اجر کی بنا پر ہوتی ہے۔ جس کا یقین جس قدر پختہ ہوگا وہ اسی قدر اس انعام پر زیادہ خوش ہوگا۔

230...... بَابُ عِيَادَةِ الْمُغْمَى عَلَيْهِ

بے ہوش آدمی کی عیادت کرنا

511 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ.........

سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: مَرِضْتُ مَرَضًا، فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ، فَوَجَدَانِي أُغْمِيَ عَلَيَّ، فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوءَهُ عَلَيَّ، فَأَفَقْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي؟ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي؟ فَلَمْ يُجِبْنِي بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ بیمار ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ وہ دونوں پیدل تھے۔ دونوں حضرات نے مجھے بے ہوشی کی حالت میں پایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا، پھر اپنے وضو کا بچا ہوا پانی مجھ پر ڈالا تو مجھے افاقہ ہوگیا۔ میں نے دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اپنے مال کے بارے میں کیا کروں اور کیسے فیصلہ کروں؟ آپ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ آیت میراث نازل ہوئی۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ بے ہوش آدمی کی تیمار داری جائز ہے، نیز عیادت کرنے والے کو چاہیے کہ وہ از خود ہی دم وغیرہ کر دے۔

(۲) آیات وراثت نازل ہونے سے پہلے مال کے بارے میں وصیت ضروری تھی۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں راہنمائی طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے وراثت کے احکام نازل فرمائے اور ہر وارث کا حصہ مقرر کر دیا۔ اب وارث کے لیے وصیت نہیں ہوگی، تاہم دیگر کسی معاملے میں وصیت کی جا سکتی ہے۔ وارث کے لیے وصیت کرنا منسوخ ہے۔ اس کے علاوہ رشتہ داروں کے لیے وصیت ضروری ہے۔ (دیکھیں: احکام الجنائز باب فرائض المریض)

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو سے بچا ہوا پانی ڈالنا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو ہوش آ جانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔

---

(۵۱۱) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب المرضى، باب عيادة المغمى عليه: ٥٦٥١۔ ومسلم: ١٦١٦۔ وأبو داؤد: ٢٨٨٦۔ والنسائي في الكبرى: ٦٢٨٧۔ وفي الصغرى مختصراً: ١٣٨١۔ والترمذي: ٢٠٩٧۔ وابن ماجه: ٢٧٢٨.

231...... بَابُ عِيَادَةِ الصِّبْيَانِ

بچوں کی تیمارداری کرنا

512 - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ............

عَـنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّ صَبِيًّا لِابْنَةِ رَسُولِ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَقُلَ، فَبَعَثَتْ أُمُّـهُ إِلَـى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ وَلَـدِي فِـي الْـمَـوْتِ، فَـقَـالَ لِلرَّسُولِ: "اذْهَـبْ فَـقُـلْ لَهَا: إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ، وَلَهُ مَا أَعْـطَـى، وَكُـلُّ شَــيْءٍ عِـنْدَهُ إِلَـى أَجَلٍ مُسَـمًّـى، فَـلْتَـصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ"، فَرَجَعَ الرَّسُولُ فَأَخْبَرَهَا، فَبَعَثَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَـمَـا جَـاءَ، فَـقَـامَ الـنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، مِنْهُمْ: سَعْدُ ابْنُ عُبَادَةَ، فَـأَخَـذَ الـنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ الـصَّبِـيَّ فَـوَضَـعَهُ بَيْنَ ثَنْدُوَتَيْهِ، وَلِـصَـدْرِهِ قَعْقَعَةٌ كَقَعْقَعَةِ الشَّنَّةِ، فَدَمَعَتْ عَيْـنَـا رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَـقَـالَ سَـعْـدٌ: أَتَبْـكِي وَأَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ؟ فَـقَـالَ: ((إِنَّمَا أَبْكِي رَحْمَةً لَهَا، إِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْحَمُ مِنْ عِبَادِهِ إِلَّا الرُّحَمَاءَ)).

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لخت جگر (سیدہ زینب) کا بچہ شدید بیمار ہوگیا تو اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ میرا بچہ (علی) موت کی کشمکش میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاصد سے فرمایا: ''جا کر انہیں کہو: بلاشبہ اللہ کا ہے جو وہ لے لے اور اسی کا ہے جو وہ دے دے اور ہر چیز اس کے ہاں ایک مدت مقرر تک ہے۔ اسے چاہیے کہ صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے۔'' قاصد نے آ کر سیدہ کو پیغام دیا تو انہوں نے قاصد کو دوبارہ بھیجا کہ آپ کی بیٹی قسم دیتی ہے کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ چنانچہ نبی رضی اللہ عنہ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ اٹھے جن میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگایا تو بچے کی چھاتی مشکیزے کی طرح کھڑ کھڑا رہی تھی۔ یہ کیفیت دیکھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہو کر روتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اس پر رحمت اور شفقت کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے صرف رحم کرنے والے بندوں پر رحم فرماتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے ثابت کیا کہ چھوٹے بچوں کی تیمارداری بھی جائز ہے، نیز یہ معلوم ہوا کہ کسی قریبی کو استفسار کر کے بھی تیمارداری کے لیے بلایا جاسکتا ہے۔

(۲) تعزیت کے وقت تسلی دیتے ہوئے یہی دعا پڑھنی چاہیے۔ کوئی سامنے موجود ہو، جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے، تو کہنا

(٥١٢) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الجنائز، باب قول النبي ﷺ......: ١٢٨٤، ٥٦٥٥، ٧٣٧٧ـ ومسلم: ٩٢٣ـ وأبو داؤد: ٣١٢٥ـ والنسائي: ١٨٦٨ـ وابن ماجه: ١٥٨٨.

چاہیے "اصبر واحتسب" تو صبر کر اور ثواب کی نیت کر۔ خود ساختہ طریقوں سے اعراض کرنا چاہیے۔ اسی طرح جس کا کوئی عزیز فوت ہو جائے اس کے ساتھ یہ انداز اختیار نہیں کرنا چاہیے کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ غم زدہ ہو جیسا کہ عموماً خواتین کرتی ہیں۔

(۳) مال اور اولاد ہر چیز اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ اگر وہ اپنی امانت واپس لے لے تو انسان کو صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے ثواب کی امید رکھنی چاہیے۔

(۴) اپنی یا کسی کی مصیبت پر رونا آجانا فطری بات ہے۔ اس پر مؤاخذہ نہیں ہے۔ البتہ جزع فزع کرنا اور آوازیں نکالنا، نیز بے صبری کا مظاہرہ کرنا ممنوع ہے۔

232...... بَابٌ بلاعنوان

513 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ وَاقِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ..........

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي عَبْلَةَ قَالَ: مَرِضَتِ امْرَأَتِي، فَكُنْتُ أَجِيءُ إِلَى أُمِّ الدَّرْدَاءِ فَتَقُولُ لِي: كَيْفَ أَهْلُكَ؟ فَأَقُولُ لَهَا: مَرْضَى، فَتَدْعُو لِي بِطَعَامٍ، فَآكُلُ، ثُمَّ عُدْتُ فَفَعَلَتْ ذَلِكَ، فَجِئْتُهَا مَرَّةً فَقَالَتْ: كَيْفَ؟ قُلْتُ: قَدْ تَمَاثَلُوا، فَقَالَتْ: إِنَّمَا كُنْتُ أَدْعُو لَكَ بِطَعَامٍ أَنْ كُنْتَ تُخْبِرُنَا عَنْ أَهْلِكَ أَنَّهُمْ مَرْضَى، فَأَمَّا أَنْ تَمَاثَلُوا فَلَا نَدْعُو لَكَ بِشَيْءٍ.

ابراہیم بن ابی عبلہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میری بیوی بیمار ہوگئی۔ تو میں ام درداء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتا تو وہ مجھ سے پوچھتیں: تیری بیوی کا کیا حال ہے؟ میں ان سے کہتا: بیمار ہی ہے تو وہ میرے لیے کھانا منگواتیں اور میں کھا لیتا۔ پھر آتا تو اسی طرح کرتا۔ ایک دفعہ میں ان کے پاس آیا تو انہوں نے حسب سابق پوچھا: تیری بیوی کا کیا حال ہے؟ میں کہا: اس کی طبیعت کافی بہتر ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب تم مجھے بتاتے تھے کہ میری بیوی بیمار ہے تو میں تیرے لیے کھانا منگواتی تھی اب چونکہ اس کی طبیعت بہتر ہے (وہ کھانا بنا سکتی ہے) اس لیے ہم تیرے لیے کوئی چیز نہیں منگوائیں گے۔

فائدہ: ......اس روایت سے معلوم ہوا کہ مریض کی تیمار داری کے ساتھ ساتھ اس کے اہل خانہ کی ضروریات کا بھی پوچھنا چاہیے۔ بیمار شخص کی وجہ سے ان کے جو کام رکے ہوئے ہوں ان کا ازالہ کرنا چاہیے جیسا کہ ام درداء رضی اللہ عنہا کرتی تھیں۔ مسلمان معاشرے کے لیے باہمی حقوق کے بارے میں ام درداء رضی اللہ عنہا کا عمل بہترین نمونہ ہے۔ نیز تیمار داری کے لیے مریض کے گھر جانا ضروری نہیں اس کے دوست احباب اور گھر والوں سے بھی پوچھا جا سکتا ہے۔

(٥١٣) صحيح: أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ١/ ٢٦ـ وأبو نعيم في الحلية: ٥/ ٢٤٥ـ وابن عساكر في تاريخه: ٦/ ٤٣٨.

233...... بَابُ عِيَادَةِ الْأَعْرَابِ

دیہاتیوں کی عیادت کا بیان

514 – حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ عِكْرِمَةَ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ، فَقَالَ: ((لَا بَأْسَ عَلَيْكَ، طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ))، قَالَ: قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُورُ، عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ، كَيْمَا تُزِيرُهُ الْقُبُورَ، قَالَ: ((فَنَعَمْ إِذًا))

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دیہاتی کی عیادت کرنے کے لیے اس کے ہاں تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا: ''تجھے کوئی حرج اور ڈر نہیں، یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے، ان شاء اللہ'' راوی کہتے ہیں کہ اس دیہاتی نے کہا: نہیں بلکہ یہ بخار ہے جو بوڑھے شیخ پر جوش مار رہا ہے تاکہ اسے قبرستان پہنچا دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تب ایسا ہی ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ حاکم وقت اور علماء کو چاہیے کہ وہ لوگوں کی عیادت کریں خواہ وہ جاہل ہی ہوں۔ اس میں ان کا بڑا پن ہے۔ اسی طرح بوقت تیمار داری مریض کے لیے دعا کرنا اور تسلی دینا بھی مستحب اور مسنون ہے۔

(۲) بیماری کو اس نیت سے برداشت کرنا چاہیے کہ یہ گناہوں کا کفارہ بنے گی، تاہم اگر کوئی شخص اس پر یقین نہ رکھے تو یہ اس کے لیے کفارہ نہیں ہوگی بلکہ جیسا اس کا گمان ہوگا ویسے ہوگا۔ اس لیے بیماری کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا چاہیے۔

(۳) بعض روایات میں ہے کہ وہ اعرابی اگلے دن شام سے پہلے پہلے فوت ہوگیا۔ (صحیح الادب المفرد) اس لیے مریض کو چاہیے کہ وہ اچھی وصیت قبول کرے۔

234...... بَابُ عِيَادَةِ الْمَرْضَى

عام مریضوں کی عیادت کرنا

515 – حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ............

(٥١٤) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب التوحيد، باب في المشية والارادة: ٧٤٧٠، ٣٦١٦۔ والنسائي في الكبرىٰ: ١٠٨١١۔ انظر التعليقات الحسان: ٢٩٤٨.

(٥١٥) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب فضائل الصحابه، باب من فضائل أبي بكر الصديق رضي الله عنه: ٢٣٧٤۔ انظر الصحيحة: ٨٨.

عَـنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ أَصْبَحَ الْيَوْمَ مِنْكُمْ صَائِمًا؟)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا، قَالَ: ((مَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا؟)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا، قَالَ: ((مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا، قَالَ: ((مَنْ أَطْعَمَ الْيَوْمَ مِسْكِينًا؟)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا قَالَ مَرْوَانُ: بَلَغَنِی أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا اجْتَمَعَ هَذِهِ الْخِصَالُ فِی رَجُلٍ فِی يَوْمٍ، إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آج تم میں سے کس نے روزہ رکھا ہے''؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''آج تم میں سے کس نے مریض کی تیمار داری کی ہے؟'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''آج تم میں سے کس نے جنازے کے ساتھ شرکت کی ہے؟'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں جنازے میں شریک ہوا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''آج مسکین کو کھانا کس نے کھلایا ہے؟'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے کھلایا ہے۔ مروان بن معاویہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی آدمی میں ایک دن یہ خوبیاں جمع ہو جائیں تو وہ ضرور جنت میں جائے گا۔''

فائدہ: ......ان میں سے ہر عمل کی مستقل فضیلت ہے اور ان کی مجموعی فضیلت یہ ہے کہ اگر کسی شخص میں یہ صفات ایک ہی دن اکٹھی ہو جائیں تو وہ بغیر حساب کتاب یا شروع ہی میں ضرور جنت میں جائے گا۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ ان امور کا اہتمام کرے۔

516 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ: حَدَّثَنِی الْمُغِيرَةُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِی الزُّبَيْرِ............

عَـنْ جَابِرٍ قَالَ: دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُمِّ السَّائِبِ، وَهِیَ تُزَفْزِفُ، فَقَالَ: ((مَا لَكِ؟)) قَالَتِ: الْحُمَّى أَخْزَاهَا اللّٰهُ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَهْ، لَا تَسُبِّيهَا، فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا الْمُؤْمِنِ، كَمَا يُذْهِبُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ))

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام السائب رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو وہ کانپ رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''تمہیں کیا ہوا؟'' انہوں نے عرض کیا: بخار ہے، اللہ اسے رسوا کرے۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چپ رہو، بخار کو برا بھلا مت کہو کیونکہ یہ مومن کے گناہوں کو اسی طرح ختم کر دیتا ہے جس بھٹی لوہے کا میل کچیل ختم کر دیتی ہے۔''

(٥١٦) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة والادب: ٢٥٧٥۔ والنسائى فى الكبرىٰ: ١٠٨٣٥۔ انظر الصحيحة: ٧١٥، ١٢١٥.

فوائد و مسائل: ......(۱) بخار کو برا بھلا کہنے اور اس پر واویلا کرنے کے بجائے صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے ثواب کی امید رکھنی چاہیے۔ اسے برا بھلا کہنا اللہ کی تقدیر پر ناراضی کا اظہار ہے جو کہ درست نہیں۔

(۲) عزیز واقارب کی خواتین کی تیمار داری کرنا اور صبر کی تلقین کرنا بھی جائز امر ہے، البتہ جہاں کسی فتنے کا اندیشہ ہو وہاں اس سے احتراز کرنا چاہیے۔

517 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخبرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَقُولُ اللّٰهُ: اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي، قَالَ: فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، وَكَيْفَ اسْتَطْعَمْتَنِي وَلَمْ أُطْعِمْكَ، وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا اسْتَطْعَمَكَ فَلَمْ تُطْعِمْهُ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ كُنْتَ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي؟ ابْنَ آدَمَ، اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِي، فَقَالَ: يَا رَبِّ، وَكَيْفَ أَسْقِيكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ فَيَقُولُ: إِنَّ عَبْدِي فُلَانًا اسْتَسْقَاكَ فَلَمْ تَسْقِهِ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ كُنْتَ سَقَيْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي؟ يَا ابْنَ آدَمَ، مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي، قَالَ: يَا رَبِّ، كَيْفَ أَعُودُكَ، وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ، فَلَوْ كُنْتَ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي؟ أَوْ وَجَدْتَنِي عِنْدَهُ؟"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ روز قیامت فرمائے گا: بندے میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا لیکن تو نے مجھے کھلایا نہیں۔ بندہ کہے گا: اے میرے رب! تو نے مجھ سے کیسے کھانا مانگا تھا اور میں نے تجھے کھلایا نہیں تھا جبکہ تو تو رب العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا اور تو نے اسے نہیں کھلایا۔ تو نہیں جانتا ہے کہ اگر تو اس کو کھلاتا تو اس کو میرے پاس پاتا۔ اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی طلب کیا لیکن تو نے مجھے نہ پلایا۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں تجھے کیسے پلاتا جبکہ تو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا لیکن تو نے اسے نہ پلایا۔ کیا تجھے معلوم نہیں اگر تو اسے پانی پلاتا تو اس کو میرے پاس پالیتا؟ اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو تو نے میری تیمار داری بھی نہ کی۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! میں کیسے تیری تیمار داری کرتا جبکہ تو تمام جہانوں کا رب ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا، اگر تو اس کی تیمار داری کرتا تو اس کو میرے پاس پالیتا یا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔''

(۵۱۷) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة والادب: ۲۵۶۹.

فائدہ: ...... مذکورہ اعمال کی فضیلت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے ان کی نسبت اپنی طرف کی ہے مطلب یہ ہے کہ مریض کی تیمار داری، بھوکے کو کھانا کھلانا اور پیاسے کو پانی پلانا جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہو نہایت بابرکت عمل ہے۔

518 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عِيسَى الْأُسْوَارِيُّ............

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((عُودُوا الْمَرِيضَ، وَاتَّبِعُوا الْجَنَائِزَ، تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ))

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مریض کی تیمار داری کرو اور جنازوں میں شمولیت اختیار کرو۔ یہ تم کو آخرت یاد دلائے گا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) عیادت کے معنی مطلق زیارت کے ہیں لیکن بعد ازاں یہ مریض کی تیمار داری کے لیے مختص ہو گیا۔ مریض کی عیادت اور جنازے میں شمولیت مسلمان پر واجب اور فرض ہے، تاہم کچھ افراد اگر یہ کام کر لیں تو فریضہ ادا ہو جاتا ہے۔

(۲) مریض کی تیمار داری سے صحت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے اور انسان اللہ کا شکر کرتا ہے جس کا لازمی نتیجہ آخرت کی تیاری ہے۔ اسی طرح جنازے میں شامل ہونے سے انسان کو اپنی موت یاد آتی ہے۔

519 - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "ثَلَاثٌ كُلُّهُنَّ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ: عِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَشُهُودُ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں ہر مسلمان پر لازم ہیں: مریض کی عیادت کرنا، جنازے میں حاضر ہونا اور چھینکنے والا جب الحمد للہ کہے تو اس کا جواب دینا۔''

فائدہ: ...... چھینک کا جواب یہ ہے کہ سننے والا یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے اور پھر چھینکنے والا يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ کہے۔ بعض روایات میں پانچ اور بعض میں مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق کا ذکر ہے۔ ان میں تضاد نہیں۔ کسی راوی نے روایت میں اختصار کیا اور کسی نے تفصیل سے بیان کر دی۔

---

(٥١٨) صحيح: أخرجه ابن المبارك في الزهد: ٢٤٨۔ والطيالسي: ٢٣٥٥۔ وأحمد: ١١١٨٠۔ وابن أبي شيبة: ١٠٨٤١۔ وابن حبان: ٢٩٥٥۔ والبيهقي: ٣/ ٥٣٢۔ انظر الصحيحة: ١٩٨١.

(٥١٩) صحيح: أخرجه أحمد: ٨٦٧٥۔ وأبو يعلى: ٥٩٠٤۔ وابن حبان: ٢٣٩۔ انظر الصحيحة: ١٨٠٠.

235...... بَابُ دُعَاءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيضِ بِالشِّفَاءِ

عیادت کرنے والے کا مریض کے لیے شفایابی کی دعا کرنا

520 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ............

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَلَاثَةٌ مِنْ بَنِي سَعْدٍ كُلُّهُمْ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى سَعْدٍ يَعُودُهُ بِمَكَّةَ، فَبَكَى، فَقَالَ: ((مَا يُبْكِيكَ؟)) ، قَالَ: خَشِيتُ أَنْ أَمُوتَ بِالْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرْتُ مِنْهَا كَمَا مَاتَ سَعْدٌ، قَالَ: ((اللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا)) ثَلَاثًا، فَقَالَ: لِي مَالٌ كَثِيرٌ، يَرِثُنِي ابْنَتَيْ، أَفَأُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: ((لَا)) ، قَالَ: فَبِالثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ: ((لَا)) ، قَالَ: فَالنِّصْفُ؟ قَالَ: ((لَا)) ، قَالَ: فَالثُّلُثُ؟ قَالَ: "الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّ صَدَقَتَكَ مِنْ مَالِكَ صَدَقَةٌ، وَنَفَقَتَكَ عَلَى عِيَالِكَ صَدَقَةٌ، وَمَا تَأْكُلُ امْرَأَتُكَ مِنْ طَعَامِكَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِنَّكَ أَنْ تَدَعَ أَهْلَكَ بِخَيْرٍ - أَوْ قَالَ: بِعَيْشٍ - خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ "، وَقَالَ بِيَدِهِ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے تین بیٹوں سے روایت ہے کہ مکہ مکرمہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سعد رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو وہ رو پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم کیوں روتے ہو؟'' انہوں نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ میں اس زمین میں فوت ہو جاؤں گا جہاں سے ہجرت کی تھی جیسا کہ سعد بن خولہ فوت ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: ''اے اللہ سعد کو شفا عطا فرما۔'' آپ نے تین مرتبہ دعا کی۔ انہوں نے کہا: میرے پاس مال و دولت کی فراوانی ہے اور میری وارث صرف میری بیٹی ہے۔ کیا میں اپنے تمام مال کے بارے میں فی سبیل اللہ وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' انہوں نے عرض کیا: دو تہائی کی؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' انہوں نے کہا: آدھے مال کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں۔'' انہوں نے کہا: ایک تہائی کی کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: تیسرے حصے کی کرلو ویسے تیسرے حصے کی بھی ہے زیادہ۔ تیرا مال میں سے صدقہ کرنا بھی صدقہ ہے اور تیرا اہل و عیال پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے اور جو تیری بیوی تیرا کھانا کھائے وہ بھی تیرے حق میں صدقہ ہے اور تم اپنے اہل و عیال کو خوش حال چھوڑ کر دنیا سے جاؤ یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ تم انہیں اس حال میں چھوڑو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔'' اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) جس سرزمین کو انسان اللہ تعالیٰ کی خاطر چھوڑے وہاں دوبارہ مستقل سکونت

(٥٢٠) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الوصية، باب الوصية بالثلث: ١٦٢٨ ـ وانظر الحديث: ٤٩٩ .

اختیار کرنا ناپسندیدہ امر ہے۔ اس لیے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مکہ میں فوت ہونا ناپسند کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے لیے صحت یابی کی دعا فرمائی جو قبول ہوئی۔ بعدازاں سعد رضی اللہ عنہ کے ہاں نرینہ اولاد بھی ہوئی۔

(۲) زندگی میں انسان اعتدال کے ساتھ جتنا مرضی مال چاہے اللہ کی راہ میں دے سکتا ہے بشرطیکہ کسی کو نقصان پہنچانا مقصود نہ ہو، تاہم مرتے وقت زیادہ سے زیادہ تیسرے حصے کی وصیت کی جاسکتی ہے۔

(۳) اس روایت سے معلوم ہوا کہ انسان کو زندگی بھر محنت کرتے رہنا چاہیے۔ اگر وہ اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑ جاتا ہے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے کیونکہ وہ خوشحالی کی زندگی گزاریں گے اور صدقہ وخیرات کریں گے تو اسے فائدہ ہوگا۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان کو دنیا ہی کی ہوس لگ جائے اور اپنی عاقبت کے لیے کچھ نہ کرے۔

236...... بَابُ فَضْلِ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ

مریض کی تیمارداری کی فضیلت

521 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ............

عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ قَالَ: ((مَنْ عَادَ أَخَاهُ كَانَ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ))، قُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ: مَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: جَنَاهَا، قُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ: عَنْ مَنْ حَدَّثَهُ أَبُو أَسْمَاءَ؟ قَالَ: عَنْ ثَوْبَانَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابو اسماء رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ''جس نے اپنے مسلمان بھائی کی تیمارداری کی تو وہ جنت کے باغوں میں ہے۔'' میں نے ابو قلابہ سے پوچھا: جنت میں ہونے کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا: مطلب یہ ہے کہ اسے اس کے بدلے میں جنت کے پھل ملیں گے۔ میں نے مزید پوچھا کہ ابو اسماء یہ حدیث کس سے بیان کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ثوبان سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) بظاہر یہ روایت منقطع ہے لیکن حقیقتاً موصول ہے۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص ایسی بات کرے جو اپنی رائے اور اجتہاد سے نہ کہی جاسکتی ہو تو اس سے استفسار کیا جاسکتا ہے بلکہ کرنا چاہیے کہ تم یہ کس بنیاد پر کہتے ہو۔ نیز معلوم ہوا کہ تحقیق حدیث کا ذوق سلف کا وتیرہ تھا۔

(۳) مریض کی تیمارداری کرنے والا جب تک اس عمل میں مصروف رہتا ہے، وہ ایسے ہی ہے جیسے جنت سے پھل چن رہا ہے۔

---

(٥٢١) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة والادب: ٢٥٦٨۔ والترمذي: ٩٦٧۔ انظر صحيح أبي داؤد: ٢٧١٤.

237...... بَابُ الْحَدِيثِ لِلْمَرِيضِ وَالْعَائِدِ

مریض اور عیادت کرنے والوں کا حدیث بیان کرنا

522 - حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي..........

أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ حَزْمٍ، وَمُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ، فِي نَاسٍ مِنْ أَهْلِ الْمَسْجِدِ، عَادُوا عُمَرَ بْنَ الْحَكَمِ بْنِ رَافِعٍ الْأَنْصَارِيَّ، قَالُوا: يَا أَبَا حَفْصٍ، حَدِّثْنَا، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ عَادَ مَرِيضًا خَاضَ فِي الرَّحْمَةِ، حَتَّى إِذَا قَعَدَ اسْتَقَرَّ فِيهَا))

ابوبکر بن حزم، محمد بن منکدر اور مسجد کے کچھ نمازیوں نے عمر بن حکم بن رافع انصاری رحمہ اللہ کی عیادت کی تو انہوں نے عمر سے کہا: اے ابوحفص ہمیں کوئی حدیث سنائیں۔ انہوں نے کہا: میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے کسی مریض کی تیمار داری کی وہ رحمت میں پوری طرح گھس گیا یہاں تک کہ جب مریض کے پاس بیٹھ گیا تو گویا اس نے رحمت میں مستقل قرار پکڑ لیا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) حدیث رسول سننا اور اس پر عمل کرنا سلف صالحین اور محدثین کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ وہ اپنے اوقات کو ضائع نہیں کرتے تھے بلکہ اطاعت کے کاموں میں صرف کرتے۔ مریض کی تیمار داری کے دوران تھوڑا فارغ وقت ملا تو حدیث سننے سنانے میں صرف کیا۔

(۲) اس سے سند کی اہمیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ابو رافع رحمہ اللہ نے بیماری کے باوجود جب حدیث بیان کی تو پوری سند بیان کی۔ خطباء اور ائمہ کو چاہیے کہ وہ اپنے دروس میں اس کا اہتمام کریں کہ صحیح احادیث اور اس کا حوالہ بیان کیا جائے تا کہ سننے والا یقین کے ساتھ عمل پیرا ہو۔

238...... بَابُ مَنْ صَلَّى عِنْدَ الْمَرِيضِ

مریض کے ہاں نماز پڑھنے کا بیان

523 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو..........

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: عَادَ ابْنُ عُمَرَ ابْنَ صَفْوَانَ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَصَلَّى بِهِمُ ابْنُ عُمَرَ

حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما (عبداللہ) بن صفوان رحمہ اللہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو نماز کا

(٥٢٢) صحيح: أخرجه أحمد: ١٤٢٦٠- وابن حبان: ٢٩٥٦- والحاكم: ١/ ٥٠١- والبيهقي في الكبرىٰ: ٣/ ٥٣٣- انظر الصحيحة: ١٩٢٩.

(٥٢٣) صحيح: أخرجه عبدالرزاق: ٤٣٧٢.

رَكْعَتَيْنِ ، وَقَالَ: إِنَّا سَفْرٌ

وقت ہو گیا، تو ابن عمر نے انہیں دو رکعت نماز پڑھائی اور کہا: ہم مسافر ہیں۔

فــائـده: ......اس سے معلوم ہوا کہ تیمارداری کے دوران اگر مریض کے گھر میں نماز کا وقت ہو جائے تو وہیں جماعت کروا کر نماز پڑھائی جاسکتی ہے تا کہ مریض بھی اس میں شامل ہو جائے۔

239...... بَابُ عِيَادَةِ الْمُشْرِكِ

مشرک کی تیمارداری کرنا

524 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ..........

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ غُلَامًا مِنَ الْيَهُودِ كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ: ((أَسْلِمْ))، فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ، وَهُوَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ: أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ))

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی ﷺ کی خدمت کرتا تھا۔ وہ بیمار ہو گیا تو نبی ﷺ اس کی تیمارداری کے لیے تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ کر فرمایا: ''اسلام قبول کرلو۔'' اس لڑکے نے یہ سن کر سرہانے کھڑے اپنے باپ کی طرف دیکھا تو اس نے کہا: ابو القاسم ﷺ کی بات مان لو، چنانچہ وہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔ نبی ﷺ اس کے پاس سے باہر تشریف لائے تو فرما رہے تھے: ''ہر قسم کی تعریف اس ذات کے لیے ہے جس نے اسے آگ سے بچالیا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ مشرک اور کافر کی تیمارداری بھی جائز ہے لیکن اس کا مقصد باہم الفت ومحبت نہ ہو بلکہ مقصد یہ ہو کہ شاید یہ مسلمان ہو جائے اور اس کے لیے اسے دعوت بھی دی جائے۔

(۲) یہ پیغمبرانہ درد اور تڑپ کہ ''لوگ مسلمان ہو جائیں'' اسلام کے داعی کے اندر ہونی چاہیے کہ انسان لوگوں کا ہمدرد اور ان کی خیر خواہی کرنے والا ہو۔

(۳) کافر کی تیمارداری کرتے وقت سابقہ احادیث میں مذکور دعا: لا بأس طهور۔ نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ بیماری صرف مسلمان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

(۴) کافر سے خدمت لینا جائز ہے، اسی طرح اسے نوکر بھی رکھا جاسکتا ہے۔ اگر وہ برتنوں کو ہاتھ لگا دیں تو بھی کوئی حرج نہیں۔

---

(٥٢٤) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الجنائز، باب إذا أسلم الصبي فمات: ١٣٥٦، ٥٦٥٧۔ وأبو داؤد: ٣٠٩٥.

240...... بَابُ مَا يَقُولُ لِلْمَرِيضِ

مریض سے کیا کہا جائے، یعنی کیسے حال پوچھا جائے

525 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ............

عَـنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَـكْـرٍ وَبِلَالٌ، قَـالَـتْ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا، قُـلْـتُ: يَـا أَبَتَاهُ، كَيْفَ تَجِدُكَ؟ وَيَا بِلَالُ، كَيْفَ تَـجِـدُكَ؟ قَـالَ: وَكَـانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ: [بحر الرجز]

كُلُّ امْرِءٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

وَكَـانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْـلِـعَ عَـنْـهُ يَـرْفَعُ عَقِيرَتَهُ فَيَقُولُ: [البحر الطويل]

أَلَا لَيْـتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً
بِـوَادٍ وَحَـوْلِـي إِذْخِـرٌ وَجَلِيلُ
وَهَـلْ أَرِدَنْ يَـوْمًـا مِيَـاهَ مَجَنَّةٍ
وَهَـلْ يَبْـدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ

قَـالَـتْ عَـائِشَةُ رَضِـيَ الـلّٰـهُ عَنْهَا: فَجِئْتُ رَسُـولَ الـلّٰـهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ فَـأَخْبَـرْتُـهُ، فَـقَـالَ: ((الـلّٰـهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْـمَـدِيـنَـةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، وَصَحِّحْهَا وَبَـارِكْ لَـنَـا فِـي صَـاعِهَا وَمُدِّهَا، وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ)).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو سیدنا ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما کو بخار ہوگیا۔ وہ فرماتی ہیں: میں ان کی تیمار داری کے لیے گئی تو میں نے کہا: اے ابا جان! کیا حال ہے؟ اور اے بلال آپ کیسے ہیں؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب بخار ہوتا تو کہتے:

ہر شخص کو اس کے گھر والوں میں ''تمہاری صبح خیریت کے ساتھ ہو'' کہا جاتا ہے جبکہ موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی اس کے زیادہ قریب ہے۔

اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو افاقہ ہوتا تو بآواز بلند کہتے:

کاش مجھے پتہ چل جاتا کیا کوئی رات ایسی وادی میں گزاروں گا کہ میرے اردگرد اذخر و جلیل نامی گھاس ہوگی اور کیا کسی دن میں جحفہ کے پانیوں پر وارد ہوں گا اور کیا کبھی مجھے شامہ اور طفیل پہاڑ نظر آئیں گے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آکر آپ کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا: ''اے اللہ مدینہ ہمیں اسی طرح محبوب بنا دے جس طرح ہمیں مکہ محبوب ہے یا اس سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔ اس کی آب و ہوا کو صحت افزا بنا دے اور ہمارے لیے اس کے صاع اور مد میں برکت عطا فرما اور اس کے بخار کو یہاں سے جحفہ منتقل کر دے۔''

---

(٥٢٥) صحيح: أخرجه البخارى، كتاب فضائل المدينة: ٨٨٩، ٥٦٧٧۔ ومسلم: ١٣٧٦.

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے تیمار داری کا طریقہ معلوم ہوا، نیز عورت غیر محرم کی تیمار داری بھی کر سکتی ہے بشرطیکہ فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔

(۲) مدینہ منورہ کا بخار مشہور تھا۔ صحابہ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو بخار سے کافی پریشان ہوئے اور مکہ مکرمہ کی یاد انہیں ستانے لگی تو آپ ﷺ نے درج بالا دعا فرمائی تو مدینہ طیبہ کی فضا خوشگوار ہوگئی۔

(۳) جحفہ اس وقت یہودیوں کی آبادی تھی جو مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے تھے۔

526 - حَدَّثَنَا مُعَلًّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ............

عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّـمَ دَخَـلَ عَـلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ، قَالَ: وَكَـانَ الـنَّبِـيُّ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَـلَ عَـلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ قَالَ: ((لَا بَأْسَ طَهُـورٌ إِنْ شَـاءَ اللّٰهُ))، قَالَ: ذَاكَ طَهُورٌ، كَلَّا بَـلْ هِـيَ حُمَّى تَفُورُ - أَوْ تَثُورُ - عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ، تُزِيرُهُ الْقُبُورَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَنَعَمْ إِذًا))

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک دیہاتی کی تیمار داری کے لیے تشریف لے گئے اور آپ ﷺ جب کسی مریض کی تیمار داری کرتے تو دعا پڑھتے تھے: لا بأس طهور ان شاء الله ''کوئی حرج نہیں، یہ بیماری پاک کرنے والی ہے، ان شاء اللہ'' اس دیہاتی نے کہا: یہ پاک کرنے والی ہے! ہرگز نہیں یہ تو بخار ہے جو بوڑھے پر چڑھ دوڑا ہے تاکہ اسے قبرستان پہنچا دے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''پھر ایسا ہی ہوگا۔''

فائدہ: ......دیکھیے، حدیث: ۵۱۴ کے فوائد۔

527 - حَـدَّثَـنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ حَرْمَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْقُرَشِيِّ............

عَـنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ يَسْأَلُهُ: كَيْفَ هُوَ؟ فَإِذَا قَامَ مِنْ عِنْدِهِ قَالَ: خَارَ اللّٰهُ لَكَ، وَلَمْ يَزِدْهُ عَلَيْهِ

حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی مریض کی تیمار داری کرتے تو اس سے پوچھتے: وہ کیسا ہے؟ اور جب وہاں سے اٹھتے تو فرماتے: اللہ تیرے لیے خیر کر دے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہتے تھے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

---

(٥٢٦) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب المناقب: ٣٦١٦، ٥٦٥٦، ٥٦٦٢، ٧٤٧٠۔ تقدم، برقم: ٥١٤.

(٥٢٧) ضعيف: أخرجه البيهقي في شعب الإيمان: ٨٧٧٥۔ وأبو العباس الإصم: ١/ ٣٤٩.

241...... بَابُ مَا يُجِيبُ الْمَرِيضُ

مریض کیا جواب دے

528 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ............

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلَ الْحَجَّاجُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ، وَأَنَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: كَيْفَ هُوَ؟ قَالَ: صَالِحٌ، قَالَ: مَنْ أَصَابَكَ؟ قَالَ: أَصَابَنِي مَنْ أَمَرَ بِحَمْلِ السِّلَاحِ فِي يَوْمٍ لا يَحِلُّ فِيهِ حَمْلُهُ، يَعْنِي: الْحَجَّاجَ

حضرت سعید بن عمرو رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حجاج بن یوسف سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں بھی وہیں تھا۔ اس نے پوچھا: آپ کا کیا حال ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھیک ہوں۔ حجاج نے کہا: کس نے آپ کو زخمی کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: مجھے اس نے زخمی کیا ہے جس نے اس دن اسلحہ اٹھانے کا حکم دیا جس دن اسلحہ اٹھانا جائز نہ تھا، یعنی حجاج نے۔

فائدہ: ......حجاج بن یوسف حجاز کا گورنر تھا۔ سیکورٹی کے لیے اس نے حرم میں اسلحہ کی اجازت دے رکھی تھی۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سوار ہوکر کہیں جا رہے تھے کہ کسی آدمی کے نیزے کا پھل ان کے پاؤں کے تلوے میں لگا جس سے انہیں شدید زخم آ گیا۔ حجاج بن یوسف تیمار داری کے لیے آیا اور کہا کہ آپ کو نیزہ جس شخص نے مارا ہے اس کے بارے میں بتائیں۔ ہم اسے سزا دیں گے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ تم ہی نے مارا کیونکہ حدود حرم میں اسلحہ داخل کرنے کا حکم تو ہی نے دیا ہے۔

242...... بَابُ عِيَادَةِ الْفَاسِقِ فاسق کی عیادت کا بیان

529 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زَحْرٍ، عَنْ حِبَّانَ بْنِ أَبِي جَبَلَةَ............

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: لا تَعُودُوا شُرَّابَ الْخَمْرِ إِذَا مَرِضُوا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ''شرابی جب بیمار ہوں تو ان کی تیمار داری نہ کرو۔''

فائدہ: ......فاسق و فاجر لوگوں کے ساتھ ہمدردی نہیں ہونی چاہیے، تاہم یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

---

(٥٢٨) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب العيدين، باب يكره من حمل السلاح في العيد والحرم: ٩٦٦، ٩٦٧.

(٥٢٩) ضعيف.

243...... بَابُ عِيَادَةِ النِّسَاءِ الرَّجُلَ الْمَرِيضَ

عورتوں کا بیمار آدمی کی عیادت کرنا

530 - حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْوَلِيدُ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ............

حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: رَأَيْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ، عَلَى رِحَالِهَا أَعْوَادٌ لَيْسَ عَلَيْهَا غِشَاءٌ، عَائِدَةً لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْمَسْجِدِ مِنَ الْأَنْصَارِ.

حارث بن عبید اللہ انصاری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ام درداء رضی اللہ عنہا کو ایک ایسے کجاوے پر دیکھا جو لکڑی سے بنا ہوا تھا اور اس پر پردہ نہیں تھا وہ اہل مسجد میں سے ایک انصاری کی عیادت کے لیے تشریف لائی تھیں۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، اس میں حارث بن عبیداللہ راوی مجہول الحال ہے۔ تاہم عورتوں کا غیر محرم مردوں کی تیمارداری کرنا جائز ہے جیسا کہ گزشتہ اوراق میں گزرا ہے۔

244...... بَابُ مَنْ كَرِهَ لِلْعَائِدِ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الْفُضُولِ مِنَ الْبَيْتِ

عیادت کو جانے والا مریض کے گھر نظریں نہ دوڑائے

531 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الْأَجْلَحِ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي الْهُذَيْلِ قَالَ: دَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ، وَمَعَهُ قَوْمٌ، وَفِي الْبَيْتِ امْرَأَةٌ، فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَنْظُرُ إِلَى الْمَرْأَةِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ: لَوْ انْفَقَأَتْ عَيْنُكَ كَانَ خَيْرًا لَكَ.

عبدالہ بن ابی ہذیل رحمہ اللہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو ان کے ساتھ دیگر لوگ بھی تھے۔ گھر میں ایک خاتون بھی تھی تو ان میں سے ایک آدمی اس عورت کی طرف دیکھنے لگا۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: اگر تیری آنکھ پھٹ کر ختم ہو جاتی تو یہ تیرے لیے اس نظر بازی سے زیادہ اچھا تھا۔

فائدہ: ......کسی کے گھر جانے کے آداب یہ ہیں کہ نظر نیچی رکھی جائے تاکہ گناہ میں واقع ہونے سے بچا جا سکے، خصوصاً اگر گھر ایسا ہو جہاں خاتون خانہ بھی سامنے ہو تو نظروں کو بچا کر رکھنا چاہیے۔ نیز علماء کو چاہیے کو وہ لوگوں کی غلطی دیکھ کر ان کی اصلاح کرتے رہیں۔

(٥٣٠) ضعيف: أخرجه المصنف في تاريخه الكبير بنفس الإسناد: ٢/ ٢٧٥- وابن عساكر في تاريخه: ١١/ ٤٤٨.

(٥٣١) صحيح: أخرجه هناد في الزهد: ١٤٢١.

245...... بَابُ الْعِيَادَةِ مِنَ الرَّمَدِ

آنکھ دکھنے والے کی عیادت کرنا

532 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ..........

سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ يَقُولُ: رَمِدَتْ عَيْنِي، فَعَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: ((يَا زَيْدُ، لَوْ أَنَّ عَيْنَكَ لَمَّا بِهَا كَيْفَ كُنْتَ تَصْنَعُ؟)) قَالَ: كُنْتُ أَصْبِرُ وَأَحْتَسِبُ، قَالَ: ((لَوْ أَنَّ عَيْنَكَ لَمَّا بِهَا، ثُمَّ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ كَانَ ثَوَابُكَ الْجَنَّةَ))

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے آشوب چشم کی تکلیف ہوگئی تو نبی ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے، پھر فرمایا: ''اے زید اگر تمہاری آنکھوں میں تکلیف رہ جاتی تو تم کیا کرتے؟'' میں نے عرض کیا: میں صبر کرتا اور ثواب کی امید رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تیری آنکھیں اسی طرح دکھتی رہتیں اور پھر تم صبر کرتے اور ثواب کی امید رکھتے تو تمہیں اس کے بدلے میں جنت ملتی۔''

فــــائــدہ: ...... یہ روایت اس سیاق کے ساتھ ضعیف ہے، تاہم نبی ﷺ کا حضرت زید کی عیادت کرنا دیگر احادیث سے ثابت ہے اور آنکھیں ضائع ہونے پر صبر کرنے والے کے لیے رسول اکرم ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے جیسا کہ دیگر احادیث سے ثابت ہے۔

533 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ..........

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ذَهَبَ بَصَرُهُ، فَعَادُوهُ، فَقَالَ: كُنْتُ أُرِيدُهُمَا لِأَنْظُرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّا إِذْ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ مَا بِهِمَا بِظَبْيٍ مِنْ ظِبَاءِ تَبَالَةَ

حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ کرام میں سے ایک صحابی کی بینائی جاتی رہی تو انہوں نے اس کی عیادت کی۔ تو وہ فرمانے لگے: میں آنکھوں کا اس لیے خواہش مند تھا کہ نبی ﷺ کو دیکھتا رہوں۔ اب جبکہ نبی ﷺ وفات پا چکے ہیں تو اللہ کی قسم اب مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ ان کے بدلے مجھے تبالہ کے ہرنوں کی آنکھیں بھی ملیں۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس میں علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے۔

---

(٥٣٢) ضعيف بهذا التمام: أخرجه ابو داؤد: ٣١٠٢ـ مختصراً، ورواه أحمد: ١٩٣٤٨ـ وعبد بن حميد: ٢٧٠ـ والطبراني في الاوسط: ٥٩٥١.

(٥٣٣) ضعيف: أخرجه ابن أبي الدنيا في المتمنين: ١٤٩ـ وابن سعد في الطبقات: ٢/ ٣١٣.

534 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، وَابْنُ يُوسُفَ، قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ الْهَادِ، عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ..........

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِذَا ابْتَلَيْتُهُ بِحَبِيبَتَيْهِ - يُرِيدُ عَيْنَيْهِ - ثُمَّ صَبَرَ عَوَّضْتُهُ الْجَنَّةَ".

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: جب میں بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں، یعنی آنکھوں کے بارے میں آزمائش میں ڈالوں، پھر وہ صبر کرے تو میں اسے اس کے بدلے میں جنت عطا کروں گا۔''

535 - حَدَّثَنَا خَطَّابٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عَجْلَانَ، وَإِسْحَاقَ بْنِ يَزِيدَ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَابِتٌ، عَنِ الْقَاسِمِ..........

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَقُولُ اللّٰهُ: يَا ابْنَ آدَمَ، إِذَا أَخَذْتُ كَرِيمَتَيْكَ، فَصَبَرْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ وَاحْتَسَبْتَ، لَمْ أَرْضَ لَكَ ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ"

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم جب میں تیری دونوں پیاری آنکھیں لے لوں اور تو اس صدمے پر صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے تو میں بھی تیرے لیے ثواب دینے میں جنت کے سوا کسی اور چیز پر راضی نہیں ہوں گا۔''

فائدہ: ...... یہ دونوں احادیث قدسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو بندہ آنکھیں ضائع ہونے پر شکوہ وشکایت نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ڈالے بغیر سیدھا جنت میں داخل کرے گا۔ یاد رہے یہ صبر صدمے کے آغاز میں ہے، بعد ازاں تو صبر آ ہی جاتا ہے۔

246...... بَابُ أَيْنَ يَقْعُدُ الْعَائِدُ؟

عیادت کرنے والا کہاں بیٹھے

536 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ..........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا عَادَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ

(٥٣٤) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب المرضى، باب فضل من ذهب بصره: ٥٦٥٣۔ والترمذي: ٢٤٠٠۔ انظر المشكاة: ١٥٤٩.

(٥٣٥) حسن صحيح: أخرجه ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ماجاء في الصبر على المصيبة: ١٥٩٧۔ انظر المشكاة: ١٧٥٨.

(٥٣٦) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الجنائز، باب الدعاء للمريض عند العيادة: ٣١٠٦۔ والترمذي: ٢٠٨٣.

الْـمَـرِيضَ جَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهِ، ثُمَّ قَالَ سَبْعَ مِـرَارٍ: ((أَسْـأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، أَنْ يَشْفِيَكَ))، فَإِنْ كَانَ فِي أَجَلِهِ تَأْخِيرٌ عُوفِيَ مِنْ وَجَعِهِ.

نبی ﷺ جب کسی بیمار کی تیمار داری کرتے تو اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے، پھر سات مرتبہ یہ دعا پڑھتے: أسـأل اللّٰـه الـعـظيـم...... ''میں عظمتوں والے اللہ، عرش عظیم کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا دے''۔ اگر اس کی موت میں تاخیر ہوتی تو اس بیماری سے وہ شفایاب ہو جاتا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ دعا بہت عظیم ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا واسطہ دے کر شفا طلب کی گئی ہے۔ اور جب اس ذات عالی سے اسماء وصفات کا واسطہ دے کر سوال کیا جائے تو ضرور عطا فرماتی ہے۔

(۲) قریب الموت شخص جو اذیت میں ہو اس پر سورۂ یاسین یا دیگر سورتیں پڑھنے کی بجائے یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ اسی طرح بیماری سے شفایابی کے لیے درباروں پر سلام کرنے اور غیر اللہ سے مدد مانگنے کی بجائے مسنون دعاؤں اور اذکار کے ساتھ دم کرنا چاہیے۔

(۳) شرکیہ دم اور جھاڑ پھونک ناجائز ہیں، البتہ مسنون دم جائز ہے۔ اس میں بھی عقیدہ یہی ہونا چاہیے کہ شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

537 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ............

حَـدَّثَـنَا الرَّبِيعُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: ذَهَبْتُ مَعَ الْـحَسَنِ إِلَى قَتَـادَةَ نَـعُـودُهُ، فَـقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِـهِ، فَسَأَلَهُ ثُمَّ دَعَا لَهُ قَالَ: اللّٰهُمَّ اشْفِ قَلْبَهُ، وَاشْفِ سَقَمَهُ.

ربیع بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں حسن رحمہ اللہ کے ساتھ قتادہ رحمہ اللہ کی تیمار داری کے لیے گیا تو وہ ان کے سرہانے بیٹھ گئے اور ان کا حال دریافت کیا، پھر ان کے لیے ان الفاظ میں دعا کی: اے اللہ اس کے دل کو شفایاب کر دے اور اس کو بیماری سے صحت عطا فرما۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ عیادت کرنے والے کو مریض کے سر کے قریب بیٹھنا چاہیے اور اس کے مطالبے کے بغیر اسے دم کرنا چاہیے۔

247...... بَابُ مَا يَعْمَلُ الرَّجُلُ فِي بَيْتِهِ

آدمی اپنے گھر میں کیا کام کرے

538 - حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُ الـلّٰـهِ بْـنُ رَجَـاءٍ، وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ............

(۵۳۷) صحيح: كذا الأصل، وفي تهذيب الكمال: ۹/ ۹٦۔ وفي ترجمة الربيع بن عبدالله هذا وهو ابن خُطاف الاحدب.

(۵۳۸) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الادب، باب كيف يكون الرجل في أهله: ٦۰۳۹۔ والترمذي: ۲٤۸۹۔ انظر آداب الزفاف: ۲۹۰.

عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: مَا كَانَ يَصْنَعُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِهِ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ

اسود بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: آپ اپنے گھر والوں کے کام کاج میں مشغول رہتے۔ جب نماز کا وقت ہو جاتا تو باہر تشریف لے جاتے۔

539 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ..........

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ: يَخْصِفُ نَعْلَهُ، وَيَعْمَلُ مَا يَعْمَلُ الرَّجُلُ فِي بَيْتِهِ.

حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: اپنے جوتے گانٹھتے تھے اور ہر وہ کام کرتے تھے جو مرد اپنے گھروں میں کرتے ہیں۔

540 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ هِشَامٍ..........

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ: مَا يَصْنَعُ أَحَدُكُمْ فِي بَيْتِهِ، يَخْصِفُ النَّعْلَ، وَيَرْقَعُ الثَّوْبَ، وَيَخِيطُ.

حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: جو تم میں سے کوئی ایک اپنے گھر میں کرتا ہے، آپ جوتے گانٹھتے اور کپڑے کو پیوند لگا کر سی لیتے تھے۔

541 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ..........

عَنْ عَمْرَةَ، قِيلَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: مَاذَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ، يَفْلِي ثَوْبَهُ، وَيَحْلِبُ شَاتَهُ.

عمرہ رحمہا اللہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انسانوں میں سے ایک انسان تھے۔ اپنے کپڑوں سے جوئیں وغیرہ نکالتے اور اپنی بکری کا دودھ دوہ لیتے تھے۔

فائدہ: ......ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے اور تواضع و انکساری آپ کا وصف خاص تھا۔ دنیا کے حکمرانوں والا تکبر آپ کے قریب بھی نہ گزرا تھا۔ آپ اپنے گھریلو کام کرنے

(٥٣٩) صحيح: أخرجه معمر في جامعه: ١١/ ٢٦٠۔ وأحمد: ٢٤٩٠٣۔ وابن حبان: ٥٦٧٧۔ انظر المشكاة: ٥٨٢٢.

(٥٤٠) صحيح: أخرجه أحمد: ٢٤٧٤٩۔ وابن حبان: ٢٤٤٠.

(٥٤١) صحيح: أخرجه الترمذي في الشمائل: ٣٤٢۔ وأحمد: ٢٦١٩٤۔ وأبو يعلى: ٤٨٥٣۔ وابن حبان: ٥٦٧٥۔ انظر الصحيحة: ٦٧١.

میں عار محسوس نہیں کرتے تھے۔

248...... بَابُ إِذَا أَحَبَّ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَلْيُعْلِمْهُ

جب کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی سے محبت کرے تو اسے بتا دے

542 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ ثَوْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ عُبَيْدٍ............

عَـنِ الْـمِـقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ، وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَـهُ، قَـالَ: قَـالَ الـنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ: ((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُعْلِمْهُ أَنَّهُ أَحَبَّهُ)) .

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے محبت کرے تو اسے آگاہ کر دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔''

543 - حَـدَّثَـنَـا يَـحْيَـى بْـنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدِ اللّٰهِ............

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: لَقِيَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِي مِـنْ وَرَائِـي، قَـالَ: أَمَـا إِنِّي أُحِبُّكَ، قَالَ: أَحَبَّكَ الَّـذِي أَحْبَبْتَـنِـي لَهُ، فَقَالَ: لَوْلَا أَنَّ رَسُـولَ الـلّٰـهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا أَحَـبَّ الـرَّجُـلُ الـرَّجُلَ فَلْيُخْبِرْهُ أَنَّهُ أَحَبَّـهُ)) مَا أَخْبَرْتُكَ، قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ يَعْرِضُ عَلَيَّ الْخِطْبَةَ قَالَ: أَمَا إِنَّ عِنْدَنَا جَارِيَةً، أَمَا إِنَّهَا عَوْرَاءُ.

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صاحب مجھے ملے تو انہوں نے پیچھے سے میرے کندھے کو پکڑا اور کہا: میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے کہا: وہ ذات باری تجھ سے محبت کرے جس کی رضا کے لیے آپ نے مجھ سے محبت کی ہے۔ انہوں نے کہا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا ہوتا: ''جب کوئی آدمی کسی سے محبت کرے تو اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔'' تو میں تمہیں ہرگز نہ بتاتا۔ مجاہد نے بتایا کہ پھر انہوں نے مجھے نکاح کی پیش کش کی اور کہا کہ ہمارے پاس ایک باندی ہے تم اس سے نکاح کرلو اس کا کوئی بھائی بہن نہیں ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اللہ تعالیٰ کی خاطر باہم محبت کرنا نہایت فضیلت والا کام ہے، حتی کہ اللہ کے لیے باہم محبت کرنے والوں پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ (ترمذی: ۲۳۹۰) اس لیے آدمی جس سے اللہ کی خاطر محبت

(۵۴۲) صحیح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الادب، باب الرجل يحب الرجل على خير يراه: ۵۱۲۴۔ والترمذي: ۲۳۹۲۔ والنسائي في الكبرىٰ: ۹۹۶۳۔ انظر الصحيحة: ۲۵۱۵.

(۵۴۳) حسن صحيح: الصحيحة: ۴۱۸.

کرے تو اسے آگاہ بھی کرنا چاہیے تا کہ وہ بھی اپنی نیت کو درست کرلے اور یوں اس کے تقاضوں کو بھی سامنے رکھے۔

(۲) انسان جس سے محبت کرے اس سے اس کا نام اور نسب و برادری پوچھ لے تا کہ محبت ومودت زیادہ پختہ ہو سکے۔

(۳) جو شخص اطلاع دے کہ میں تم سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتا ہوں اسے جواباً یہ دعا دینی چاہیے کہ جس کی خاطر تو نے مجھ سے محبت کی ہے وہ ذات عالی بھی تجھ سے محبت کرے۔

544 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَارَكٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ.........

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا تَحَابَّا الرَّجُلَانِ إِلَّا كَانَ أَفْضَلُهُمَا أَشَدَّهُمَا حُبًّا لِصَاحِبِهِ)).

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب دو آدمی آپس میں اللہ کی رضا کے لیے محبت کرتے ہیں تو ان میں سے افضل وہ ہوتا ہے جو اپنے ساتھی سے زیادہ محبت کرنے والا ہو۔''

فائدہ: ......اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت جس میں خواہشات نفس اور دنیاوی مفاد کا عمل دخل نہ ہو، عبادت ہے۔ اس لیے جس کی محبت میں اخلاص جس قدر زیادہ ہوگا وہ اسی حساب سے افضل ہوگا۔

249...... بَابُ إِذَا أَحَبَّ رَجُلًا فَلَا يُمَارِهِ وَلَا يَسْأَلُ عَنْهُ

جب آدمی کسی سے محبت کرے تو اس سے جھگڑا نہ کرے اور نہ اس کے بارے میں کسی سے پوچھے

545 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ، أَنَّ أَبَا الزَّاهِرِيَّةِ حَدَّثَهُ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ.........

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا أَحْبَبْتَ أَخًا فَلَا تُمَارِهِ، وَلَا تُشَارِّهِ، وَلَا تَسْأَلْ عَنْهُ، فَعَسَى أَنْ تُوَافِيَ لَهُ عَدُوًّا فَيُخْبِرَكَ بِمَا لَيْسَ فِيهِ، فَيُفَرِّقَ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب تم اپنے بھائی سے محبت کرو تو اس سے کبھی جھگڑا نہ کرو، نہ اس سے برا سلوک کرو اور نہ اس کے بارے میں کسی سے سوال کرو۔ ہوسکتا ہے اس کے کسی دشمن سے تیری ملاقات ہو جائے اور وہ تجھے اس کے بارے میں ایسی بات بتا دے جو اس میں نہ ہو اور یوں وہ تمہارے درمیان جدائی ڈال دے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) جھگڑا کرنے سے دل میں جو کدورت پیدا ہو جاتی ہے اسے کوشش کے باوجود مکمل طور پر زائل نہیں کیا جاسکتا اور محبت میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔

---

(٥٤٤) صحيح: أخرجه ابن وهب في الجامع: ١٩٨ـ والطيالسي: ٢١٦٦ـ وابن الجعد: ٣١٩١ـ وابن حبان: ٥٦٦ـ انظر الصحيحة: ٤٥٠.

(٥٤٥) صحيح الإسناد موقوفا وروى عنه مرفوعا ـ أخرجه أبو داؤد في الزهد: ١٨٧ـ وابن السني في عمل اليوم والليلة: ٢٠٠ـ الضعيفة: ١٤٢٠.

(۲) لاتشارّہ کے ایک معنی تو وہ ہیں جو ہم نے ترجمہ میں کیے ہیں اور دوسرے معنی ہیں کہ اس سے لین دین اور خرید و فروخت نہ کی جائے کیونکہ ہر دوصورتوں میں جھگڑے اور دوری کے اسباب ہیں۔

(۳) جب انسان کسی سے محبت کرے تو پھر اس کے بارے میں کسی تیسرے آدمی کی رائے معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ اس سے بداعتمادی پیدا ہوتی ہے اور یوں یہ تعلق زیادہ دیر پا ثابت نہیں ہوتا۔

546 - حَدَّثَنَا الْمُقْرِءُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ أَحَبَّ أَخًا لِلَّهِ، فِي اللّٰهِ، قَالَ: إِنِّي أُحِبُّكَ لِلَّهِ، فَدَخَلَا جَمِيعًا الْجَنَّةَ، كَانَ الَّذِي أَحَبَّ فِي اللّٰهِ أَرْفَعَ دَرَجَةً لِحُبِّهِ، عَلَى الَّذِي أَحَبَّهُ لَهُ".

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اپنے کسی دینی بھائی سے اللہ کی رضا کے لیے محبت کی اور کہا کہ میں تم سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہوں تو وہ دونوں اکٹھے جنت میں داخل ہوں گے۔ وہ شخص جس نے صرف اللہ کے لیے محبت کی اس کا درجہ بلند ہوگا اس پر جس نے اس محبت کی وجہ سے اس سے محبت کی۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس میں عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی راوی ضعیف ہے۔

250...... بَابُ الْعَقْلُ فِي الْقَلْبِ

عقل دل میں ہونے کا بیان

547 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ............

عَنْ عِيَاضِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّهُ سَمِعَهُ بِصِفِّينَ يَقُولُ: إِنَّ الْعَقْلَ فِي الْقَلْبِ، وَالرَّحْمَةَ فِي الْكَبِدِ، وَالرَّأْفَةَ فِي الطِّحَالِ، وَالنَّفَسَ فِي الرِّئَةِ".

عیاض بن خلیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو صفین کے مقام پر یہ فرماتے سنا: عقل دل میں ہے اور رحمت جگر میں ہے اور نرمی تلی میں ہے اور سانس پھیپھڑے میں ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) سوجھ بوجھ اور دانائی کا تعلق دل سے ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ......﴾ (الحج: ٤٦)

---

(٥٤٦) ضعيف: أخرجه ابن وهب في الجامع: ٢٠٥ـ وعبد بن حميد: ٣٣٢ـ والطبراني في الكبير: ١٣/ ٢٨.

(٥٤٧) حسن: أخرجه البيهقي في شعب الإيمان: ٤٦٦٢ـ والدارقطني في المؤتلف والمختلف: ١/ ١٦٧.

’’کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کے نہیں دیکھا کہ ہوتے ان کے دل جس سے وہ سمجھتے یا کان جس سے وہ سنتے ......۔‘‘

اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عقل اور سمجھ دل میں ہوتی ہے اور اگر دل ہی اندھا ہو تو جسم کے باقی اعضاء کام نہیں کرتے۔

(۲) عقل کے معنی ہیں روکنا، کیونکہ عقلِ انسان بھی انسان کو برے کاموں اور نقصان دہ امور سے روکتی ہے۔ اس لیے اسے عقل کہتے ہیں۔ صفین کے مقام پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ بات کہنے کا مقصد یہ تھا کہ آج مسلمانوں کے دل بگڑ چکے ہیں اس لیے رحمت اور مودت سے جن اعضاء کا تعلق ہے وہ بھی کام کرنا چھوڑ گئے ہیں کیونکہ تمام جسم کی اصلاح کا تعلق دل سے ہے۔

251...... بَابُ الْكِبْرِ تکبر کا بیان

548 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الصَّقْعَبِ بْنِ زُهَيْرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ عَلَيْهِ جُبَّةُ سِيجَان، حَتَّى قَامَ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ وَضَعَ كُلَّ فَارِسٍ - أَوْ قَالَ: يُرِيدُ أَنْ يَضَعَ كُلَّ فَارِسٍ - وَيَرْفَعَ كُلَّ رَاعٍ، فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَجَامِعِ جُبَّتِهِ فَقَالَ: ((أَلَا أَرَى عَلَيْكَ لِبَاسَ مَنْ لَا يَعْقِلُ))، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ نُوحًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِابْنِهِ: إِنِّي قَاصٌّ عَلَيْكَ الْوَصِيَّةَ، آمُرُكَ بِاثْنَتَيْنِ، وَأَنْهَاكَ عَنِ اثْنَتَيْنِ: آمُرُكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ،

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ ایک دیہاتی آیا۔ اس نے سیجان کا (ریشمی کناروں والا) جبہ پہن رکھا تھا۔ حتی کہ وہ آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا: تمہارے صاحب، یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر گھوڑ سوار کو ذلیل کر دیا ہے یا کہا کہ ہر گھوڑ سوار یعنی باعزت کو ذلیل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور ہر چرواہے کو اونچا کر دیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جبے کے کنارے کو پکڑ کر فرمایا: ’’میں دیکھتا نہیں کہ تو نے بے وقوفوں والا لباس پہن رکھا ہے؟‘‘ پھر فرمایا: ’’بے شک اللہ کے نبی نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا: ’’میں تمھیں ایک وصیت کرتا ہوں۔ دو باتوں کا تم کو حکم دیتا ہوں اور دو باتوں سے روکتا ہوں۔ میں تمھیں لا الہ الا اللہ کا حکم دیتا ہوں کیونکہ ساتوں

(٥٤٨) صحيح: أخرجه أحمد: ٦٥٨٣ـ والطبراني في الكبير: ١٣/ ٦ـ والحاكم: ١/ ١١٢ـ انظر الصحيحة: ١٣٤.

فَإِنَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرَضِينَ السَّبْعَ، لَوْ وُضِعْنَ فِي كِفَّةٍ وَوُضِعَتْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ فِي كِفَّةٍ لَرَجَحَتْ بِهِنَّ، وَلَوْ أَنَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرَضِينَ السَّبْعَ كُنَّ حَلْقَةً مُبْهَمَةً لَقَصَمَتْهُنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، فَإِنَّهَا صَلَاةُ كُلِّ شَيْءٍ، وَبِهَا يُرْزَقُ كُلُّ شَيْءٍ، وَأَنْهَاكَ عَنِ الشِّرْكِ وَالْكِبْرِ، فَقُلْتُ، أَوْ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَذَا الشِّرْكُ قَدْ عَرَفْنَاهُ، فَمَا الْكِبْرُ؟ هُوَ أَنْ يَكُونَ لِأَحَدِنَا حُلَّةٌ يَلْبَسُهَا؟ قَالَ: ((لَا))، قَالَ: فَهُوَ أَنْ يَكُونَ لِأَحَدِنَا نَعْلَانِ حَسَنَتَانِ، لَهُمَا شِرَاكَانِ حَسَنَانِ؟ قَالَ: ((لَا))، قَالَ: فَهُوَ أَنْ يَكُونَ لِأَحَدِنَا دَابَّةٌ يَرْكَبُهَا؟ قَالَ: ((لَا))، قَالَ: فَهُوَ أَنْ يَكُونَ لِأَحَدِنَا أَصْحَابٌ يَجْلِسُونَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: ((لَا))، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَمَا الْكِبْرُ؟ قَالَ: ((سَفَهُ الْحَقِّ، وَغَمْصُ النَّاسِ)).

آسمان اور ساتوں زمینیں اگر ایک پلڑے میں رکھ دیے جائیں اور لا الہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو ان سب پر بھاری ہو جائے۔ اور اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک مبہم حلقہ بن جائیں تو لا الہ الا اللہ ان سب کو توڑ دے گا۔ اور دوسرا سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔ یہ ہر چیز کی نماز ہے اور اسی کی برکت سے ہر چیز کو رزق دیا جاتا ہے۔ اور میں تمہیں شرک اور تکبر سے منع کرتا ہوں۔'' میں نے عرض کیا یا عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول! شرک کو تو ہم پہچان گئے، یہ تکبر کیا ہے؟ کیا وہ یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کے پاس جوڑا ہو جسے وہ پہنتا ہو؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں''۔ اس نے کہا: کیا وہ یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کے دو خوبصورت جوتے ہوں اور ان کے دو خوبصورت تسمے ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں''۔ اس نے عرض کیا: کیا ہم میں سے کسی کے پاس سواری کا جانور ہو جس پر وہ سوار ہوتا ہو یہ تکبر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں''۔ اس نے کہا: کیا کسی کے دوست احباب اس کے پاس بیٹھتے ہوں تو یہ تکبر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں''۔ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! تو پھر تکبر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''حق بات کو ٹھکرا دینا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) دیہاتی اور بدوی لوگ عموماً اکھڑ مزاج اور متکبر ہوتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر و نفاق کی شدت کا ذکر فرمایا ہے۔ کیونکہ حق بات کی قبولیت میں سب سے بڑی رکاوٹ تکبر ہے۔

(۲) اس شخص نے ریشمی لباس پہن رکھا تھا اور نہایت متکبرانہ لہجے میں بات کر رہا تھا اور حسب و نسب پر فخر کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ پر تنقید کر رہا تھا اس لیے رسول اکرم ﷺ نے اسے اس کی اصلیت بتائی کہ تم بے وقوف ہو کیونکہ متکبر سے بڑھ کر کون بے وقوف ہوسکتا ہے۔

(۳) شرک اور تکبر دونوں کا ایک ساتھ ذکر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دونوں ایسے مہلک گناہ ہیں جس سے انسان کے تمام عمل برباد ہو جاتے ہیں۔ حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((الكِبْرِيَاءُ رِدَائِي والْعَظَمَةُ إِزَارِي فَمَنْ نَازَعَنِي واحدًا مِنْهُمَا قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ))

(سنن أبي داؤد، اللباس، حديث: ٤٠٩٠)

''بڑائی میری چادر ہے اور عظمت و بزرگی میرا ازار ہے جو شخص ان میں سے ایک چیز بھی مجھ سے چھیننا چاہے گا میں اسے آگ میں ڈالوں گا۔''

(۴) اس حدیث سے لا الہ الا اللہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جو توحید باری تعالیٰ کی اساس ہے۔ اسی طرح سبحان اللہ وبحمدہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ رزق عطا کرتا ہے۔ ان دونوں کلموں پر یقین، ان کے مطابق ایمان اور کثرت سے ان کا ذکر نہایت خیر و برکت کا باعث ہے۔ خودساختہ وظائف اور شرکیہ دعاؤں کی بجائے ان کلمات کو حرز جان بنانا چاہیے۔

(۵) اچھا لباس پہننا یا اچھی سواری رکھنا تکبر نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے بنائی ہیں۔ تکبر یہ ہے کہ آدمی کے سامنے حق بات آئے اور وہ اس کو ماننے سے تکبر اور انکار کرے۔ لوگوں کو حقیر سمجھے اور خود کو بڑا سمجھے حالانکہ سبھی لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور سب کا دنیا میں آنے کا ایک ہی طریقہ ہے، پھر یہ بڑائی انسان کو کیسے زیب دیتی ہے۔

549 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ الْقَاسِمِ أَبُو عُمَرَ الْيَمَامِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ.........

سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ تَعَظَّمَ فِي نَفْسِهِ، أَوِ اخْتَالَ فِي مِشْيَتِهِ، لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ))

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے خود کو بڑا سمجھایا اکڑ کر چلا تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضب ناک ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) انسان خود کچھ بھی نہیں۔ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ کا دیا ہوا ہے اور اسی کا فضل و احسان ہے۔ انسان اپنے علم و عمل یا کسی خوبی کی بنا پر یہ نہیں کہہ سکتا وہ اس کا حق دار ہے کیونکہ وہ خوبی بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔ جو شخص خود کو بڑا سمجھے اور اسے تکبر کی بیماری لگ جائے اسے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کی ناراضی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوا وہ جہنم رسید ہوگا۔

(۲) چال ڈھال انسان کی دلی کیفیت کو ظاہر کرتی ہے۔ دل میں اگر اللہ تعالیٰ کی بڑائی ہو تو چال میں عجز و انکساری ہوتی ہے۔ اگر دل میں تکبر و غرور ہو تو اس کا اظہار چال ڈھال سے ہوتا ہے اس لیے اکڑ کر چلنے سے گریز کرنا ضروری ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص تکبر سے ازار بند لٹکا کے چلا جا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین

(٥٤٩) صحيح: أخرجه أحمد: ٥٩٩٥ـ والحاكم: ١/ ٦٠ـ انظر الصحيحة: ٥٤٣.

میں دھنسا دیا۔ (صحیح البخاری، اللباس، ح: ٥٣٤٣)

اس لیے تکبر سے بچنا چاہیے اور متکبرانہ گفتگو، سوچ اور چال ڈھال سے اجتناب کرنا چاہیے۔

550 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا اسْتَكْبَرَ مَنْ أَكَلَ مَعَهُ خَادِمُهُ، وَرَكِبَ الْحِمَارَ بِالْأَسْوَاقِ، وَاعْتَقَلَ الشَّاةَ فَحَلَبَهَا))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے نوکر نے اس کے ساتھ بیٹھ کر کھایا، جو گدھے پر سوار ہوکر بازار میں گیا اور بکری کی ٹانگیں باندھ کر اس کا دودھ دوہیا اس نے تکبر نہیں کیا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ امور بجالانا اُس معاشرے میں اور ہمارے اس دور میں بھی عام لوگوں کا کام ہے۔ سرمایہ داران کو کرنے میں اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اگر کوئی شخص یہ کام کرتا ہے تو اسے متکبر نہیں کہا جائے گا کیونکہ اس سے تواضع ظاہر ہوتی ہے اور بڑائی پر زد پڑتی ہے۔

(۲) خادم کو ساتھ بٹھا کر کھلانا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جو آپ کی عاجزی پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح آپ نے گدھے پر سواری بھی کی ہے اور بکریوں کا دودھ بھی دوہیا ہے۔ تکبر آپ کے قریب سے بھی نہیں گزرا تھا۔

(۳) دنیا کو انسانی مساوات کا درس دینے والے آج اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ کسی شخص کو یہ امور بجالانے کا موقع نہ ملے تو اور بات ہے اور اگر موقع ملنے کے باوجود انسان اپنی عار محسوس کرے تو یہ تکبر ہے۔

551 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ بَحْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيدِ قَالَ..........

حَدَّثَنَا صَالِحٌ بَيَّاعُ الْأَكْسِيَةِ، عَنْ جَدَّتِهِ قَالَتْ: رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اشْتَرَى تَمْرًا بِدِرْهَمٍ، فَحَمَلَهُ فِي مِلْحَفَتِهِ، فَقُلْتُ لَهُ، أَوْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَحْمِلُ عَنْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: لَا، أَبُو الْعِيَالِ أَحَقُّ أَنْ يَحْمِلَ.

صالح رحمہ اللہ جو کہ کپڑا فروش تھے سے روایت ہے، کہ میری دادی نے کہا میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک درہم کی کھجوریں خریدیں اوران کو اپنی تھیلی میں ڈال کر اٹھا لیا۔ میں نے یا کسی آدمی نے ان سے عرض کیا: امیر المومنین! آپ کی طرف سے میں اٹھا لیتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: نہیں، بچوں کا باپ ہی ان کو اٹھانے کا زیادہ حقدار ہے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

(٥٥٠) حسن: أخرجه البيهقي في شعب الايمان: ٨١٨٨۔ والديلمي في مسند الفردوس: ٤/ ٥٩۔ انظر الصحيحة: ٢٢١٨.

(٥٥١) ضعيف: أخرجه أحمد في الزهد: ٧٠٩۔ وابن أبي الدنيا في التواضع: ١٠٢۔ الضعيفة: ٨٩.

552 - حَدَّثَنَا عُمَرُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَغَرِّ حَدَّثَهُ............

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْعِزُّ إِزَارِي، وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي، فَمَنْ نَازَعَنِي بِشَيْءٍ مِنْهُمَا عَذَّبْتُهُ)) .

حضرت ابوسعید خدری اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں اور آپ اللہ عزوجل سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''عزت وشرف میری ازار اور بڑائی میری چادر ہے۔ جو شخص ان دونوں چیزوں کے بارے میں مجھ سے تنازع کرے گا تو میں اسے عذاب دوں گا۔''

فائدہ: ......اللہ تعالیٰ نے عظمت و کبریائی میں اپنی یکتائی اور انفرادیت کی مثال بیان فرمائی ہے کہ جو شخص ان دونوں اوصاف سے اپنے آپ کو متصف سمجھے گا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے اور مخلوق پر تکبر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں رسوا اور آخرت میں دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔ کیونکہ بڑائی اس کے سوا کسی کو زیب نہیں دیتی۔ تاریخ فرعون وہامان سے لے کر ابوجہل تک بلکہ اس کے بعد بھی متکبرین کے خوفناک انجام سے بھری پڑی ہے اس لیے تکبر کی راہ اختیار کرنے والوں کو اپنا انجام ضرور سوچ لینا چاہیے۔

553 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو رَوَاحَةَ يَزِيدُ بْنُ أَيْهَمَ............

عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ مَالِكٍ الطَّائِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ، قَالَ: إِنَّ لِلشَّيْطَانِ مَصَالِيًا وَفُخُوخًا، وَإِنَّ مَصَالِيَ الشَّيْطَانِ وَفُخُوخَهُ: الْبَطَرُ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ، وَالْفَخْرُ بِعَطَاءِ اللّٰهِ، وَالْكِبْرِيَاءُ عَلَى عِبَادِ اللّٰهِ، وَاتِّبَاعُ الْهَوَى فِي غَيْرِ ذَاتِ اللّٰهِ .

ہیثم طائی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو برسرِ منبر کہتے ہوئے سنا: شیطان کے پاس جال اور شکار کرنے کے آلات ہیں اور بلاشبہ اس کے جال اور شکار کرنے کے آلات اللہ کی نعمتوں پر سرکشی کرنا، اللہ تعالیٰ کی عطا پر فخر کرنا، اللہ کے بندوں پر بڑائی جتانا اور اللہ کی ذات کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کی پیروی کرنا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) شیطان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات، جو اس نے اپنے بندوں پر کیے ہیں، کو یوں استعمال کراتا ہے کہ انسان کو سرکشی پر ابھارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بغاوت اور فخر وغرور میں مبتلا کرتا ہے اور انسان دھوکے میں آکر اکڑ بیٹھتا ہے اور یوں اپنی دنیا و آخرت تباہ کر لیتا ہے۔

---

(٥٥٢) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة والأدب: ٢٦٢٠۔ انظر الصحيحة: ٥٤١.

(٥٥٣) حسن موقوف: أخرجه المصنف في تاريخه: ٨/ ٣٢١۔ وابن أبي الدنيا في إصلاح المال: ٣٤٨۔ والبيهقي في شعب الايمان: ٨١٨٠۔ الضعيفة: ٢٤٦٣.

(۲) تکبر اور خواہشات نفس بہت بڑے انسان کو بھی کم تر بنا دیتا ہے اور عجز وانکساری عام انسان کو بھی ہر دلعزیز بنا دیتی ہے۔ متکبر کی مثال اکڑے ہوئے اس درخت کی طرح ہے جسے آندھی جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے اور مومن اور متواضع آدمی اس نرم پودے کی طرح ہے جو ہوا اور آندھی چلے تو جھک جاتا ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ شیطان کے ان حربوں سے ہوشیار رہے۔

554 - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ..........

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " احْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ - وَقَالَ سُفْيَانُ أَيْضًا: اخْتَصَمَتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ - قَالَتِ النَّارُ: يَلِجُنِي الْجَبَّارُونَ، وَيَلِجُنِي الْمُتَكَبِّرُونَ، وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: يَلِجُنِي الضُّعَفَاءُ، وَيَلِجُنِي الْفُقَرَاءُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِلْجَنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّارِ: أَنْتِ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ، وَلِكُلٍّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مِلْؤُهَا".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت اور دوزخ نے جھگڑا کیا۔ دوزخ نے کہا: مجھ میں جابر اور متکبر لوگ داخل ہوں گے۔ جنت نے کہا: مجھ میں کمزور اور فقیر لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنت سے فرمایا: تو میری رحمت کی جگہ ہے، میں تیرے ذریعے سے جس پر چاہوں گا رحم کروں گا پھر آگ سے فرمایا: تو میرے عذاب کی جگہ ہے، تیرے ذریعے سے میں جسے چاہوں گا عذاب دوں گا۔ تم دونوں میں سے ہر ایک کو بھرا جائے گا۔''

فائدہ: ......متکبرین کا ٹھکانا دوزخ ہے اس لیے جس شخص میں جہنم کا عذاب برداشت کرنے کی طاقت ہو، اور وہ کسی میں نہیں، وہ تکبر کرے اور جسے جنت میں جانا ہو وہ تکبر کو قریب نہ پھٹکنے دے۔ نیز معلوم ہوا کہ جنت اور جہنم اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ہیں۔

555 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جَمِيعٍ..........

عَـنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَحَزِّقِينَ، وَلَا مُتَمَاوِتِينَ، وَكَانُوا يَتَنَاشَدُونَ الشِّعْرَ فِي مَجَالِسِهِمْ،

حضرت سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام مریل اور مردہ دل نہیں تھے۔ وہ اپنی مجلسوں میں اشعار بھی پڑھا کرتے تھے اور جاہلیت کے زمانہ کے واقعات کا تذکرہ بھی کرتے لیکن جب ان سے اللہ

(٥٥٤) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب التفسير، سورة ق، باب و تقول هل من مزيد: ٤٨٥٠، ٧٤٤٩،- ومسلم: ٢٨٤٦- والترمذي: ٢٥٦١- والنسائي في الكبرى: ٧/ ١٥٧- انظر ظلال الجنة: ٥٢٨.

(٥٥٥) حسن: أخرجه ابن أبي الدنيا في منازل الأشراف: ١٨٦- واحمد في الزهد: ١٢٠٠- وابن ابي شيبة: ٢٦٠٥٨- انظر الصحيحة: ٤٣٤.

وَيَـذْكُـرُونَ أَمْرَ جَاهِلِيَّتِهِمْ ، فَإِذَا أُرِيدَ أَحَدٌ مِـنْهُـمْ عَـلَـى شَـيْءٍ مِنْ أَمْرِ اللّٰـهِ ، دَارَتْ حَمَالِيقُ عَيْنَيْهِ كَأَنَّهُ مَجْنُونٌ

کے دین کے خلاف کوئی بات کہی جاتی تو ان کی آنکھوں کے ڈھیلے گھومنے لگتے گویا کہ وہ مجنوں ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بناوٹی تقوی نہیں تھا۔ اور نہ ہی وہ ہر وقت مریل شکل بنائے رکھتے تھے کہ گویا ان پر فکر آخرت سوار ہے۔ بلکہ وہ زندہ دل تھے۔ اکٹھے رہتے اور مجلسیں بھی جمتیں۔ زمانہ جاہلیت کی باتیں بھی زیر بحث آتیں اور شعر و شاعری بھی ہوتی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ غیر اخلاقی یا دین کے مخالف کوئی گفتگو کرتے بلکہ دینی غیرت کا اور تقوے کا حال یہ تھا کہ اگر خلاف شرع کوئی بات کر دیتا یا دین کا مذاق اڑانا چاہتا تو یک دم ان کی کیفیت بدل جاتی اور آنکھیں اس قدر سرخ ہو جاتیں گویا کوئی دیوانگی در آئی ہو۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ خود ساختہ تقوی اپنے اوپر سوار کیے رکھنا اور بات چیت نہ کرنا اور خود کو بہت نیک ظاہر کرنا جب کہ باطن ایسا نہ ہو، یہ بھی تکبر کی ایک قسم ہے۔

556 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ ، عَنْ مُحَمَّدٍ............

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى الـلّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَكَانَ جَمِيلًا ، فَقَالَ: حُبِّـبَ إِلَـيَّ الْـجَمَالُ ، وَأُعْطِيتُ مَا تَرَى ، حَتَّـى مَـا أُحِـبُّ أَنْ يَفُوقَنِي أَحَدٌ ، إِمَّا قَالَ: بِشِـرَاكِ نَـعْـلٍ ، وَإِمَّـا قَالَ: بِشِسْعٍ أَحْمَرَ ، الْـكِبْـرُ ذَاكَ؟ قَـالَ: ((لَا ، وَلَكِنَّ الْكِبْرَ مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ ، وَغَمَطَ النَّاسَ))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وہ نہایت خوبصورت تھا۔ اس نے کہا: مجھے خوبصورتی بہت پسند ہے اور مجھے جو کچھ عطا کیا گیا ہے وہ آپ دیکھتے ہیں۔ میرا حال یہ ہے کہ مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ ایک چپل کے تسمہ میں بھی کوئی مجھ سے فوقیت لے جائے۔ کیا یہ تکبر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ تکبر نہیں ہے تکبر یہ ہے کہ حق کو ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر جاننا۔''

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ اچھا کپڑا پہننا، اچھا جوتا پہننا جبکہ دوسروں کی تحقیر پیش نظر نہ ہو۔ یہ تکبر نہیں ہے، اگر انسان میں عاجزی ہو۔ تاہم جوتے اور کپڑوں پر ہی ساری دولت خرچ کرنا اسراف ہے۔

557 - حَـدَّثَـنَـا مُـحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ............

عَـنْ أَبِيـهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(٥٥٦) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب اللباس، باب ماجاء في الكبر: ٤٠٩٢ـ انظر الصحيحة: ١٦٢٦.

(٥٥٧) حسن: أخرجه الترمذي، كتاب صفة القيامة: ٢٤٩٢ـ انظر صحيح الترغيب: ٢٩١١.

"يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّ فِي صُورَةِ الرِّجَالِ، يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ، يُسَاقُونَ إِلَى سِجْنٍ مِنْ جَهَنَّمَ يُسَمَّى: بُولَسَ، تَعْلُوهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ، وَيُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ، طِينَةِ الْخَبَالِ".

فرمایا: ''متکبروں کو قیامت کے روز چونٹیوں کی مانند مردوں کی صورت میں جمع کیا جائے گا۔ ہر طرف سے ذلت ورسوائی ان پر چھائی ہوگی۔ جہنم کے ایک قید خانے کی طرف انہیں ہانک کر لے جایا جائے گا جسے بولس کہا جاتا ہے۔ سب سے بڑی آگ انہیں گھیرے رہے گی۔ انہیں دوزخیوں کے زخموں کا خون اور پیپ، جسے طینۃ الخبال کہا جاتا ہے، پینے کو دیا جائے گا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) جس طرح کا جرم ہوگا سزا بھی اسی طرح کی ملے گی۔ متکبر کیونکہ دنیا میں خود کو بہت بڑا سمجھتا ہے اس لیے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے رسوا اور حقیر کرے گا اور جسمانی طور پر بھی اسے نہایت چھوٹا کر دیا جائے تا کہ اس کی ذلت اور بڑھ جائے۔ پھر انہیں جہنم کے شدید ترین عذاب سے دو چار کیا جائے گا اور وہ نجات سے مایوس ہو جائیں گے۔

(۲) بولس جہنم کا وہ طبقہ ہے جس میں جانے والے نکلنے کی امید کھو بیٹھیں گے۔ اور انہیں پینے کے لیے بدبودار خون اور پیپ دیا جائے گا۔

252...... بَابُ مَنِ انْتَصَرَ مِنْ ظُلْمِهِ

اس آدمی کا بیان جس نے اپنی مظلومیت کا انتقام لیا

558 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبِي، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنِ الْبَهِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ..........

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا: ((دُونَكِ فَانْتَصِرِي)).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تم اپنا انتقام لے لو۔''

559 - حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ..........

أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ فَاطِمَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَأْذَنَتْ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی بیویوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے اجازت مانگی تو آپ نے اندر آنے کی اجازت دی،

---

(٥٥٨) صحيح: أخرجه ابن ماجه: ١٩٨١ـ والنسائى فى الكبرىٰ: ٨/ ١٦١ـ انظر الصحيحة: ١٨٦٢.

(٥٥٩) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب فضائل الصحابه: ٢٤٤٢ـ البخارى: ٢٥٨١ـ والنسائى: ٣٩٤٤.

مَعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِي مِرْطِهَا، فَأَذِنَ لَهَا فَدَخَلَتْ، فَقَالَتْ: إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي يَسْأَلْنَكَ الْعَدْلَ فِي بِنْتِ أَبِي قُحَافَةَ، قَالَ: ((أَيْ بُنَيَّةُ، أَتُحِبِّينَ مَا أُحِبُّ؟)) قَالَتْ: بَلَى، قَالَ: ((فَأَحِبِّي هَذِهِ))، فَقَامَتْ فَخَرَجَتْ فَحَدَّثَتْهُمْ، فَقُلْنَ: مَا أَغْنَيْتِ عَنَّا شَيْئًا فَارْجِعِي إِلَيْهِ، قَالَتْ: وَاللّٰهِ لَا أُكَلِّمُهُ فِيهَا أَبَدًا فَأَرْسَلْنَ زَيْنَبَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَأْذَنَتْ، فَأَذِنَ لَهَا، فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ، وَوَقَعَتْ فِيَّ زَيْنَبُ تَسُبُّنِي، فَطَفِقْتُ أَنْظُرُ: هَلْ يَأْذَنُ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ أَزَلْ حَتَّى عَرَفْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكْرَهُ أَنْ أَنْتَصِرَ، فَوَقَعْتُ بِزَيْنَبَ، فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ أَثْخَنْتُهَا غَلَبَةً، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا إِنَّهَا ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ)).

اس وقت نبی ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کی چادر میں استراحت فرما تھے۔ سیدہ فاطمہ اندر داخل ہوئیں تو انہوں نے کہا: بلاشبہ آپ کی بیویوں نے مجھے بھیجا ہے، وہ آپ سے بنت ابی قحافہ کے بارے میں عدل کرنے کا سوال کرتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پیاری بیٹی کیا تم اس سے محبت کرتی ہو جس سے میں محبت کرتا ہوں؟'' انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اس، یعنی عائشہ سے محبت کرو۔'' وہ اٹھیں اور جا کر ساری بات بتا دی۔ انہوں نے کہا: آپ نے تو ہمارا کام نہیں کیا، لہٰذا دوبارہ جائیں، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم میں ان کے بارے میں آپ ﷺ سے کوئی بات نہیں کروں گا۔ پھر انہوں نے ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو بھیجا۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت دے دی۔ انہوں نے بھی آپ ﷺ سے وہی بات کی اور ساتھ ہی مجھے بھی زینب رضی اللہ عنہا نے برا بھلا کہا۔ میں چپ سادھ کر دیکھتی رہی کہ کیا نبی ﷺ مجھے اجازت دیتے ہیں۔ میں مسلسل خاموش رہی حتی کہ میں سمجھ گئی کہ اب اگر میں نے بدلہ لیا تو آپ ناپسند نہیں کریں گے۔ پھر میں نے بھی زینب کو برا بھلا کہا اور انہیں لمحوں میں خاموش کرا دیا۔ رسول اکرم ﷺ یہ صورت حال دیکھ کر مسکرائے، پھر فرمایا: ''کیوں! یہ بھی ابوبکر کی بیٹی ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ان روایات سے معلوم ہوا کہ مظلوم اپنا بدلہ لے سکتا ہے، نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بھی پتہ چلا کہ رسول اکرم ﷺ کے نزدیک ان کا کیا مقام و مرتبہ تھا۔ ان پر طعن کرنے والوں کو اپنے ایمان کا از سر نو جائزہ لینا چاہیے۔

(۲) امہات المومنین سمجھتی تھیں کہ ہماری نجی زندگی میں رسول اکرم ﷺ ہم سے عدل نہیں کرتے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ حقیقت حال یہ تھی کہ جن چیزوں، مثلاً باری مقرر کرنا، خرچ دینا وغیرہ میں آپ مکمل

انصاف کرتے تھے، محبت کیونکہ اختیاری چیز نہیں تھی اس لیے آپ نے ان کے اعتراض کو کوئی اہمیت نہ دی۔

(۳) سوکنوں کا باہم الجھنا فطری غیرت کی بنا پر ہے اس لیے سیدہ عائشہ اور زینب رضی اللہ عنہا کی نوک جھوک ان کے ایمان پر اثر انداز نہیں ہوتی اور نہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی ہی ہے بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے حصول کا جھگڑا ہے۔

(۴) اس جھگڑے کا سبب یہ تھا کہ جس دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باری ہوتی تو لوگ تحائف زیادہ بھیجتے۔ امہات المومنین نے کہا کہ اللہ کے رسول! آپ لوگوں سے کہیں کہ وہ سب بیویوں کے ہاں برابر تحائف بھیجیں تو آپ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں کرسکتا۔ جس کے لیے بعد ازاں سیدہ فاطمہ کو اور پھر زینب رضی اللہ عنہا کو بھیجا گیا۔

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جس سے جتنی محبت تھی اس اعتبار سے ہمیں بھی محبت کرنی چاہیے۔ جس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محبت کریں اور اپنی لخت جگر کو بھی اس سے محبت کا حکم دیں اس سے بغض رکھنے والا اہل بیت کا محبّ کیسے ہوسکتا ہے!

253...... بَابُ الْمُوَاسَاةِ فِي السَّنَةِ وَالْمَجَاعَةِ

قحط سالی اور بھوک کے ایام میں ایک دوسرے کی معاونت کرنا

560 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ بَشِيرٍ الْجَهْضَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ الْمَعْوَلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ((يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ مَجَاعَةٌ، مَنْ أَدْرَكَتْهُ فَلَا يَعْدِلَنَّ بِالْأَكْبَادِ الْجَائِعَةِ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ آخری زمانے میں بھوک اور قحط ہوگا۔ جو شخص اس زمانہ کو پالے وہ بھوکے لوگوں سے روگردانی نہ کرے، یعنی ایسا نہ ہو کہ خود کھالے اور ان کا خیال نہ رکھے۔

فائدہ: ......اس اثر کی سند ضعیف ہے، اس میں حماد بن بشیر راوی ضعیف ہے۔ تاہم بھوکوں کو کھانا کھلانا دیگر دلائل سے ثابت ہے۔

561 - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ الْأَنْصَارَ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ہمارے کھجوروں کے باغ ہمارے اور ہمارے

(٥٦٠) ضعيف.

(٥٦١) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الشروط، باب الشروط في المعاملة: ٢٧١٩ـ والنسائي في الكبرىٰ: ٨٢٦٣ـ انظر المشكاة: ٢٩٣١.

إِخْـوَانِـنَـا النَّخِيلَ ، قَالَ: ((لَا)) ، فَقَالُوا: تَـكْـفُونَا الْمَؤُونَةَ ، وَنُشْرِكُكُمْ فِي الثَّمَرَةِ؟ قَالُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا .

مہاجر بھائیوں کے درمیان تقسیم کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں''۔ پھر انہوں نے مہاجرین سے کہا: تم کام میں ہمارا ہاتھ بٹاؤ ہم تمہیں پھل میں شریک کر لیتے ہیں۔ انہوں نے کہا: یہ بات ہم قبول کرتے ہیں۔

فائدہ: ......مشکل حالات میں مسلمان کو دوسرے مسلمان کی ہمدردی کرنی چاہیے اور اس کی معاونت کرنی چاہیے تا کہ وہ حالات سے تنگ آ کر مایوس نہ ہو جائے۔ اسی طرح مشکل میں پھنسے مسلمان کو بھی چاہیے کہ خود محنت اور کوشش کرے اور دوسروں پر بوجھ نہ ڈالے۔ رسول اکرم ﷺ نے انصار کے اس قبیلے کی تعریف فرمائی جو کھانا کم ہونے پر اپنا کھانا اکٹھا کر لیتے اور کھاتے تھے۔

562 - حَـدَّثَـنَـا أَصْبَـغُ قَـالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ.........

أَنَّ عَبْـدَ الـلّٰـهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَامَ الرَّمَادَةِ - وَكَـانَـتْ سَنَةً شَدِيدَةً مُلِمَّةً ، بَعْدَمَا اجْتَهَدَ عُـمَـرُ فِـي إِمْدَادِ الْأَعْرَابِ بِالْإِبِلِ وَالْقَمْحِ وَالـزَّيْتِ مِنَ الْأَرْيَافِ كُلِّهَا ، حَتَّى بَلَحَتِ الْأَرْيَـافُ كُـلُّهَـا مِـمَّا جَهَدَهَا ذَلِكَ - فَقَامَ عُمَرُ يَدْعُو فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَهُمْ عَلَى رُءُوسِ الْـجِبَـالِ ، فَـاسْتَـجَـابَ الـلّٰـهُ لَـهُ وَلِـلْـمُسْلِمِينَ ، فَقَالَ حِينَ نَزَلَ بِهِ الْغَيْثُ: الْـحَـمْدُ لِلَّهِ ، فَوَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُفْرِجْهَا مَـا تَـرَكْـتُ بِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ لَهُمْ سَعَةٌ إِلَّا أَدْخَـلْـتُ مَـعَـهُـمْ أَعْـدَادَهُمْ مِنَ الْـفُـقَـرَاءِ ، فَـلَـمْ يَـكُـنِ اثْنَانِ يَهْلِكَانِ مِنَ الطَّعَامِ عَلَى مَا يُقِيمُ وَاحِدًا .

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قحط کے سال جو سخت تنگی اور مصیبت کا سال تھا انہوں نے دیہاتیوں کی بہت زیادہ مدد کی۔ انہیں اونٹ گندم، تیل اور دیگر ضرورت کی چیزیں دیں۔ حتی کہ دیہات کے لوگ اس مشکل سے نکل آئے جس میں پڑے ہوئے تھے اور خوشحال ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ الٰہی میں یوں دعا کی: ''اے اللہ ان کا رزق پہاڑوں کی چوٹیوں پر پیدا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اور مسلمانوں کی دعا قبول فرمائی۔ جب بارش نازل ہوئی تو انہوں نے فرمایا: الحمد للہ، اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ آسانی نہ فرماتا تو میں مسلمانوں کے کشادہ حال گھرانوں کے ساتھ اتنے ہی فقراء لوگ شامل کر دیتا۔ اس طرح اس کھانے پر دو آدمی ہلاک نہ ہوتے جو ایک آدمی کو کافی ہوتا ہے۔

(٥٦٢) صحيح: أخرجه ابن شبة في تاريخ المدينة: ٢/ ٧٣٨.

فوائد و مسائل: ......(۱) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تمہیں کمزوروں کی دعاؤں اور اخلاص کی وجہ سے رزق عطا فرماتا ہے۔ اس لیے اہل ثروت کو چاہیے کہ وہ معاشرے کے کمزور لوگوں کو محرومی سے بچائیں۔ یوں معاشرہ امن اور ہمدردی کا گہوارہ بن جائے گا۔

(۲) حاکم وقت تنگ حالات میں لوگوں پر زکاۃ کے علاوہ بھی اتنا بوجھ ڈال سکتا ہے جس کے وہ متحمل ہوں بشرطیکہ مقصد لوگوں کی اصلاح ہو اپنی تجوریاں بھرنا نہ ہو۔

(۳) قرآن مجید نے ایسے حالات میں لوگوں کے بجھتے چولہوں کے جلانے کو گھاٹی عبور کرنا کہا ہے۔ اس لیے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ والْمِسْكِين كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)) (صحيح البخاری، ح: ٥٣٥٣)

''بے سہارا اور مسکین قسم کے لوگوں کی خاطر کام کرنے والا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔''

563 - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ............

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ضَحَايَاكُمْ، لا يُصْبِحُ أَحَدُكُمْ بَعْدَ ثَالِثَةٍ، وَفِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ)) فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا الْعَامَ الْمَاضِيَ؟ قَالَ: ((كُلُوا وَادَّخِرُوا، فَإِنَّ ذَلِكَ الْعَامَ كَانُوا فِي جَهْدٍ فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِينُوا))

حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کے گھر میں قربانی کا گوشت تین دن کے بعد نہ رہے۔'' پھر جب آئندہ سال آیا تو لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! اس سال بھی ہم اسی طرح کریں جس طرح پچھلے سال کیا تھا؟ آپ نے فرمایا: ''کھاؤ اور ذخیرہ بھی کر سکتے ہو۔ پچھلے سال کیونکہ لوگ تنگی میں تھے اس لیے میں نے چاہا کہ تم ان کی معاونت کرو۔''

فائدہ: ...... حجۃ الوداع سے ایک سال قبل آپ نے قربانی کرنے والوں کو حکم دیا کہ تین دن سے زیادہ گوشت نہ رکھیں بلکہ تقسیم کر دیں تاکہ تنگ دست لوگ بھی زیادہ سے زیادہ مستفید ہوں۔ اس کی وجہ قحط سالی اور لوگوں کے پاس وسائل کی کمی تھی۔ اگلے سال حالات بہتر ہوگئے تو آپ ﷺ نے گوشت ذخیرہ کرنے کی اجازت دے دی۔ اب بھی حاکم وقت شرعی مصلحت کے پیش نظر ایسا حکم جاری کرسکتا ہے۔

254...... بَابُ التَّجَارِبِ تجربوں کا بیان

564 - حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ............

(٥٦٣) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأضاحي، باب ما يؤكل من لحوم الأضاحي: ٥٥٦٩۔ ومسلم: ١٩٧٤۔ انظر الإرواء: ٤/ ٣٧٠.

(٥٦٤) صحيح موقوفا: أخرجه ابن أبي شيبة: ٣٠٥٥٨۔ وابن سعد في الطبقات: ١/ ١٢٩۔ والبيهقي في شعب الايمان: ٨٥٢٨۔ المشكاة: ٥٠٥٦۔ التحقيق الثاني.

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ، فَحَدَّثَ نَفْسَهُ، ثُمَّ انْتَبَهَ فَقَالَ: لَا حِلْمَ إِلَّا تَجْرِبَةٌ"، يُعِيدُهَا ثَلَاثًا.

حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے دل میں کوئی خیال آیا، پھر سنبھل کر فرمانے لگے: بردباری تجربے ہی سے آتی ہے۔ تین بار انہوں نے یہ بات دہرائی۔

فائدہ: ......حلم و بردباری کبھی وہبی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے عنایت فرماتا ہے اور کبھی کسبی ہوتی ہے کہ انسان صبر کر کے خود پر دباؤ ڈال کے بھی بردبار بن سکتا ہے اس لیے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تجربات ہی انسان کو برداشت سکھاتے ہیں۔ انسان کو دوسروں کی غلطیوں سے درگزر کرنے کا سلیقہ آتا ہے۔

565 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ زَحْرٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ............

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: لَا حَلِيمَ إِلَّا ذُو عَثْرَةٍ، وَلَا حَكِيمَ إِلَّا ذُو تَجْرِبَةٍ

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ٹھوکریں کھانے والا ہی بردبار ہوتا ہے اور تجربے والا ہی دانا ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ

ایک دوسری سند سے سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اسے مرفوعاً بھی بیان فرمایا ہے۔

فائدہ: ......اس روایت کی دونوں سندیں ضعیف ہیں۔ پہلی روایت کی سند میں عبیداللہ بن زحر ضعیف ہے اور دوسری میں دراج راوی ہے جو ابوالہیثم سے بیان کرے تو ضعیف سمجھا جاتا ہے۔

255...... بَابُ مَنْ أَطْعَمَ أَخًا لَهُ فِي اللّٰهِ

دینی بھائی کو کھانا کھلانے کا بیان

566 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ نَشْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ............

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَأَنْ أَجْمَعَ نَفَرًا مِنْ إِخْوَانِي عَلَى صَاعٍ أَوْ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى سُوقِكُمْ فَأُعْتِقَ رَقَبَةً

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں اپنے مسلمان بھائیوں کو اکٹھا کر کے ایک یا دو ٹوپے غلے کا کھانا کھلاؤں یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں تمہارے بازار کی طرف جاؤں اور ایک غلام آزاد کروں۔

---

(٥٦٥) ضعيف: أخرجه الترمذي، كتاب البر والصلة: ٢٠٣٣۔ انظر الضعيفة: ٥٦٤٦.

(٥٦٦) ضعيف: أخرجه ابن وهب في الجامع: ٢٢٦۔ وابن أبي الدنيا في الإخوان: ١٩٩.

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم کھانا کھلانے کی فضیلت قرآن وحدیث میں کثرت سے آئی ہے، خصوصاً ضرورت مند مسلمانوں کو کھانا کھلانا بہت فضیلت والا کام ہے۔

256...... بَابُ حِلْفِ الْجَاهِلِيَّةِ

زمانہ جاہلیت کے معاہدوں کا بیان

567 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((شَهِدْتُ مَعَ عُمُومَتِي حِلْفَ الْمُطَيَّبِينَ، فَمَا أُحِبُّ أَنْ أَنْكُثَهُ، وَأَنَّ لِي حُمْرَ النَّعَمِ))

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اپنے چچاؤں کے ساتھ حلف المطیبین میں حاضر ہوا۔ مجھے سرخ اونٹوں کے بدلے بھی وہ توڑنا پسند نہیں۔''

فائدہ: ......بنوعبدمناف نے بنوعبدالدار سے سقایہ، یعنی پانی پلانے کا عہدہ چھیننے کی کوشش کی تو قریش کے نو قبیلوں، بنو ہاشم، بنو زہرہ اور بنو تیم وغیرہ نے ابن جدعان کے گھر اکٹھے ہوکر یہ عہد کیا کہ وہ بنوعبدالدار کی حمایت کریں گے اور ان پر ظلم نہیں ہونے دیں گے اور پھر طے پایا کہ مکہ سے باہر سے آنے والے تمام مظلوموں کی بھی مدد کی جائے گی اور جو بھی مدد طلب کرے گا اس مظلوم کی دادرسی کریں گے۔ ظہور اسلام کے وقت یہ معاہدہ برقرار تھا۔ اسلام نے ظلم پر مبنی تمام معاہدوں کو ختم کر دیا لیکن اس طرح کے معاہدوں کو برقرار رکھا اور صحابہ کو بھی ظلم کے خلاف معاہدوں کی اہمیت کا احساس دلایا۔ اسی معاہدے کو حلف الفضول بھی کہتے ہیں۔

257...... بَابُ الْإِخَاءِ بھائی چارے کا بیان

568 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ............

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَالزُّبَيْرِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود اور زبیر رضی اللہ عنہما کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔

فائدہ: ......مؤاخات اور بھائی چارے کی ابتدائی صورت یہ تھی کہ وہ ایک دوسرے کے وارث بھی بنتے تھے، پھر

---

(٥٦٧) صحيح: أخرجه أحمد: ١٦٧٦ـ والحاكم: ٢/ ٢٢٠ـ وابن حبان: ٤٣٧٣ـ انظر الصحيحة: ١٩٠٠.

(٥٦٨) صحيح: أخرجه البيهقي في الكبرىٰ: ٦/ ٢٦٢ـ انظر الصحيحة: ٣١٦٦ـ ورواه المصنف في تاريخه من حديث ابن عباس: ٨/ ٤١٧.

اس صورت کو ختم کر دیا گیا اور حقیقی ورثاء ہی کو وراثت کا حق دار بنا دیا، تاہم اسلامی بھائی چارہ قائم رکھا۔ اس لیے جن احادیث میں حلف اور بھائی چارے کی نفی ہے تو اس سے مراد ایک دوسرے کا وارث بننے کی نفی ہے۔

569 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ........... .

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: حَالَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِي الَّتِي بِالْمَدِينَةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش اور انصار کے درمیان میرے مدینہ والے گھر میں بھائی چارہ قائم کیا۔

فائدہ: ......اس سے مراد وہ معاہدہ اور بھائی چارہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کے بعد انصار و مہاجرین میں قائم کیا۔

258...... بَابُ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ

اسلام میں (جاہلانہ) معاہدوں کی کوئی حیثیت نہیں

570 - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ...........

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ عَلَى دَرَجِ الْكَعْبَةِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ كَانَ لَهُ حِلْفٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، لَمْ يَزِدْهُ الْإِسْلَامُ إِلَّا شِدَّةً، وَلَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ))

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ مشرفہ کی سیڑھیوں پر تشریف فرما ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: ''جس کا زمانہ جاہلیت میں کسی سے کوئی معاہدہ ہو اسلام اس کی حفاظت کی زیادہ تاکید کرتا ہے اور فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں۔''

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کا اگر کسی کا کسی سے کوئی معاہدہ ہو اور وہ اسلام کے مخالف نہ ہو تو اسے پورا کرنے سے اسلام نہیں روکتا بلکہ اس کو پورا کرنے کی تاکید مزید کرتا ہے۔ دوسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ فتح مکہ کے بعد اب مکہ بھی امن کا گہوارہ بن چکا ہے اس لیے اب یہاں سے ہجرت کی ضرورت نہیں ہے، تاہم دیگر علاقے جہاں اسلام کو خطرات ہوں وہاں سے ہجرت اب بھی جائز ہے۔

---

(٥٦٩) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الاعتصام، باب ما ذكر النبي ﷺ......: ٧٣٤٠، ٢٢٩٤۔ ومسلم: ٢٥٢٩۔ وأبو داؤد: ٢٩٢٦۔ انظر صحيح ابی داؤد: ٢٥٩٧.

(٥٧٠) صحيح: أخرجه الترمذي، كتاب السير، باب ماجاء في الحلف: ١٥٨٥۔ انظر صحيح أبي داؤد: ٢٥٩٧۔ قلت: وشطره الأول في صحيح مسلم نحوه من حديث جبير بن مطعم.

259...... بَابُ مَنِ اسْتَمْطَرَ فِي أَوَّلِ الْمَطَرِ
جو شخص بارش شروع ہونے پر طلب باراں کرے

571 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَابِتٍ............

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَصَابَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطَرٌ، فَحَسَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَهُ عَنْهُ حَتَّى أَصَابَهُ الْمَطَرُ، قُلْنَا: لِمَ فَعَلْتَ؟ قَالَ: ((لِأَنَّهُ حَدِيثُ عَهْدٍ بِرَبِّهِ)) .

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم نبی ﷺ کے ہمراہ تھے کہ بارش آ گئی۔ نبی ﷺ نے اپنے بدن مبارک سے کپڑا ہٹایا یہاں تک کہ بارش آپ کے جسم کو پہنچی۔ ہم نے کہا: اللہ کے رسول! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: ''اس لیے کہ یہ اپنے رب کی طرف سے ابھی ابھی آئی ہے۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بارش کے نزول کے وقت جسم سے کپڑا ہٹا کر بارش سے براہ راست فائدہ اٹھانا اور اس کو جسم پر لگانا مسنون ہے۔ اسی طرح نزول بارش کے وقت دعا بھی قبول ہوتی ہے۔ اس لیے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس وقت دعا کرنی چاہیے۔

260...... بَابُ إِنَّ الْغَنَمَ بَرَكَةٌ
بکریوں کے باعث برکت ہونے کا بیان

572 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ............

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ خُثَيْمٍ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ بِأَرْضِهِ بِالْعَقِيقِ، فَأَتَاهُ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَلَى دَوَابَّ، فَنَزَلُوا، قَالَ حُمَيْدٌ: فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اذْهَبْ إِلَى أُمِّي وَقُلْ لَهَا: إِنَّ ابْنَكِ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ وَيَقُولُ: أَطْعِمِينَا شَيْئًا، قَالَ: فَوَضَعَتْ ثَلَاثَةَ أَقْرَاصٍ مِنْ شَعِيرٍ، وَشَيْئًا مِنْ زَيْتٍ وَمِلْحٍ فِي صَحْفَةٍ،

حمید بن مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں مقام عقیق پر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی زمین میں ان کے ساتھ بیٹھا تھا کہ اہل مدینہ کے کچھ لوگ اپنی سواریوں پر آئے اور وہاں اترے۔ حمید کہتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: میری والدہ کے پاس جاؤ اور انہیں کہنا: آپ کا بیٹا آپ کو سلام کہتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ ہمیں کچھ کھانے کے لیے دے دیں۔ حمید کہتے ہیں: انہوں نے ایک تھال میں جو کی تین روٹیاں زیتون کا تیل اور نمک رکھ دیا۔ میں اسے اپنے سر پر رکھ کر ان

(٥٧١) صحیح: أخرجه مسلم، کتاب صلاة الاستسقاء: ٨٩٨۔ وأبو داؤد: ٥١٠٠۔ انظر ظلال الجنة: ٦٢٢.

(٥٧٢) صحیح الإسناد وجملة الصلاة فی مراح الغنم ومسح رغامها وأنها من دواب الجنة صحیح مرفوعا۔ أخرجه مالك فی الموطا: ٢/ ٩٣٣۔ وعبدالرزاق: ١٦٠٠۔ مختصرًا الصحیحة: ١١٢٨.

فَـوَضَـعْتُهَا عَلَى رَأْسِي، فَحَمَلْتُهَا إِلَيْهِمْ، فَـلَـمَّا وَضَعْتُهُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ، كَبَّرَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَقَـالَ: الْـحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَشْبَعَنَا مِنَ الْخُبْزِ بَـعْـدَ أَنْ لَـمْ يَـكُـنْ طَعَامُنَا إِلَّا الْأَسْوَدَانِ: التَّمْرُ وَالْمَاءُ، فَلَمْ يُصِبِ الْقَوْمُ مِنَ الطَّعَامِ شَيْـئًـا، فَـلَـمَّا انْصَرَفُوا قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، أَحْسِنْ إِلَى غَنَمِكَ، وَامْسَحِ الرُّغَامَ عَنْهَا، وَأَطِبْ مُرَاحَهَا، وَصَلِّ فِي نَاحِيَتِهَا، فَإِنَّهَا مِـنْ دَوَابِّ الْـجَـنَّةِ، وَالَّـذِي نَـفْسِي بِيَدِهِ لَيُـوشِكُ أَنْ يَـأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَكُونُ الثُّـلَّةُ مِنَ الْغَنَمِ أَحَبَّ إِلَى صَاحِبِهَا مِنْ دَارِ مَرْوَانَ.

لوگوں کے پاس لے آیا۔ جب میں نے ان کے سامنے کھانا رکھا تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کی کبریائی بیان کی اور کہا: اللہ کا شکر ہے جس نے ہمارا پیٹ روٹی سے بھرا بعد اس کے کہ ہمارے پاس کھجور اور پانی کے سوا کچھ نہ تھا۔ لوگوں کو گندم کا کھانا نصیب نہیں ہوتا تھا۔ جب وہ لوگ چلے گئے تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے میرے بھتیجے: بکریوں کو اچھے طریقے سے رکھو اور ان کی مٹی وغیرہ جھاڑتے رہو۔ ان کے باڑے کو صاف رکھو اور اس کے کونے میں نماز پڑھو کیونکہ یہ بکریاں جنت کے جانوروں میں سے ہیں۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، عنقریب لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ بکریوں کا ایک ریوڑ اس کے مالک کو مروان کے گھر سے زیادہ محبوب ہوگا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) رسول اکرم ﷺ نے بکریوں کو پالنے کی ترغیب دلائی ہے کیونکہ ان میں برکت ہے۔ یہ نہایت تیزی سے بڑھنے والا جانور ہے۔

(۲) مأکول اللحم جانوروں کے باڑے میں نماز پڑھی جاسکتی ہے کیونکہ ان کا پیشاب نجس نہیں ہوتا، البتہ اونٹوں کے باڑے میں آپ ﷺ نے نماز پڑھنے سے روکا ہے کیونکہ ان کے نقصان پہنچانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

(۳) انسان جو جانور وغیرہ پالے اس کی ضرورتوں کا خیال رکھنا فرض ہے اور اس پر بھی انسان کو اجر وثواب ملتا ہے۔ نیز اس سے معلوم ہوا کہ معیشت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔

(۴) قیامت کے قریب جب فتنے بڑھ جائیں گے تو آدمی کا بہترین مال اس کی بکریاں ہوں گی جنہیں وہ پہاڑ کی چوٹی پر لے کر چلا جائے گا اور وہاں اپنے رب کی عبادت کرے گا اور بکریوں کا دودھ پیے گا۔ یہ تمام امور رسول اکرم ﷺ کی مرفوع احادیث سے ثابت ہیں۔

573 - حَـدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ الْأَزْرَقُ، عَنْ أَبِي عُمَرَ، عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ............

عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الشَّاةُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”گھر

(٥٧٣) ضعيف جدا: الضعيفة: ٣٧٥١- أخرجه ابن أبي الدنيا في إصلاح المال: ١٨٠- والعقيلي في الضعفاء: ١/ ٨٢.

فِي الْبَيْتِ بَرَكَةٌ، وَالشَّاتَانِ بَرَكَتَانِ، وَالثَّلَاثُ بَرَكَاتٌ)) .

میں بکری رکھنا ایک برکت ہے، دو بکریاں رکھنا دو برکتیں ہیں اور تین بکریاں رکھنا تین برکتیں ہیں۔‘‘

فائدہ: ......اس روایت کی سند سخت ضعیف ہے۔تاہم بکریوں کے بابرکت ہونے کا ذکر دیگر صحیح احادیث میں مروی ہے۔

261...... بَابُ الْإِبِلُ عِزٌّ لِأَهْلِهَا

اونٹ اپنے مالکوں کے لیے باعث عزت ہیں

574 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ، الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ، وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ)) .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کفر کا سر مشرق کی طرف ہے، فخر اور تکبر گھوڑے والوں اور اونٹوں والوں میں ہے جو کھیتی باڑی کرنے والے اور سیکڑوں کی تعداد میں مویشی پالنے والے دیہاتی ہیں اور تواضع اور ٹھہراؤ بکریاں پالنے والوں میں ہے۔‘‘

فوائد و مسائل: ......(۱) مال مویشی پالنا اور کھیتی باڑی کرنا جائز امر ہے، اسے عزت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔جس کے پاس جتنے زیادہ مویشی ہوں اسے اتنا ہی زیادہ باعزت سمجھا جاتا ہے لیکن عموماً ان لوگوں میں غرور اور تکبر آجاتا ہے اور کھیتی باڑی میں مشغولیت اور آخرت سے غفلت کی وجہ سے ان کا دل بھی سخت ہو جاتا ہے جبکہ بکریوں والے نرم مزاج ہوتے ہیں کیونکہ وہ بکریوں پر زیادہ سختی نہیں کر سکتے۔تمام انبیائے کرام نے بھی بکریاں چرائی ہیں۔

(۲) مشرق سے مراد عراق ہے جو فتنوں کی آماجگاہ ہے۔اسلامی دنیا میں پھیلنے والے مذہبی اور سیاسی تمام فتنے یہیں سے شروع ہوئے۔

575 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: عَجِبْتُ لِلْكِلَابِ وَالشَّاءِ، إِنَّ الشَّاءَ يُذْبَحُ مِنْهَا فِي السَّنَةِ كَذَا وَكَذَا، وَيُهْدَى كَذَا وَكَذَا، وَالشَّاءُ أَكْثَرُ مِنْهَا، وَالْكَلْبُ تَضَعُ الْكَلْبَةُ الْوَاحِدَةُ كَذَا وَكَذَا .

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: مجھے کتے اور بکریوں کے معاملے پر تعجب ہوتا ہے، بلاشبہ بکریاں سال میں اتنی ذبح کی جاتی ہیں اور کثیر مقدار میں قربانی بھی کی جاتی ہیں۔اور ایک کتیا ایک وقت میں کتنے کتنے بچے جنتی ہے مگر اس کے باوجود بکریاں اس سے زیادہ ہیں۔

(٥٧٤) صحیح: أخرجه البخاري، كتاب بدء الخلق، باب خير مال المسلم......: ٣٣٠١۔ ومسلم: ٥٢۔ انظر المشكاة: ٦٢٦٨.
(٥٧٥) صحیح.

فوائد و مسائل: ......(۱) اس روایت کا تعلق بظاہر سابقہ باب سے لگتا ہے مگر یوں معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مویشی کثرت سے پالنے چاہئیں۔

(۲) اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق پر غور وفکر کرنا چاہیے تا کہ ایمان ویقین میں اضافہ ہو۔

(۳) سلسلہ توالد کے اعتبار سے ایک کتیا کے بچے زیادہ ہوتے اور کسی کام بھی نہیں آتے اور بکریوں کی کھپت زیادہ ہونے اور پیداوار کم ہونے کے باوجود ان کی تعداد زیادہ ہے۔ یہ ان کی برکت کی دلیل ہے۔

576 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي هِنْدٍ الْهَمْدَانِيِّ............

عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ قَالَ: قَالَ لِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَا أَبَا ظَبْيَانَ، كَمْ عَطَاؤُكَ؟ قُلْتُ: أَلْفَانِ وَخَمْسُمِائَةٍ، قَالَ لَهُ: يَا أَبَا ظَبْيَانَ، اتَّخِذْ مِنَ الْحَرْثِ وَالسَّابْيَاءِ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلِيَكُمْ غِلْمَةُ قُرَيْشٍ، لَا يُعَدُّ الْعَطَاءُ مَعَهُمْ مَالًا.

ابوظبیان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: ابوظبیان! تمہیں بیت المال سے کتنا وظیفہ ملتا ہے؟ میں نے کہا پچیس سو۔ انہوں نے فرمایا: اے ابوظبیان! تم کھیتی اور مویشی خرید لو اس سے پہلے کہ زمام اقتدار قریش کے لڑکوں کے ہاتھ آجائے۔ ان کے ہاں بخشش اور وظائف کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔

فوائد و مسائل: ......(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ترغیب دلائی کہ اگر وسائل ہیں تو انہی پر اکتفا کر کے نہ بیٹھ رہو بلکہ مستقبل کی بھی فکر کرو اور کھیتی وغیرہ اور مویشی خرید لو۔ ان میں برکت ہوگی اور مشکل وقت میں پریشانی نہیں ہوگی۔

(۲) اس سے معلوم ہوا تنخواہ دار آدمی کو تھوڑی بہت بچت کر کے کاروبار کرنا چاہیے تا کہ اگر تنخواہ کا سلسلہ ختم ہو جائے تو پریشانی نہ ہو۔

577 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ............

سَمِعْتُ عَبْدَةَ بْنَ حَزْنٍ يَقُولُ: تَفَاخَرَ أَهْلُ الْإِبِلِ وَأَصْحَابُ الشَّاءِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بُعِثَ مُوسَى وَهُوَ

عبدہ بن حزن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں اونٹ والوں اور بکری والوں نے آپس میں بطور فخر مقابلہ کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام نبی بنائے گئے جبکہ وہ بکریاں چرانے والے

(٥٧٦) حسن: أخرجه ابن أبي شيبة: ٣٧٧١٥.

(٥٧٧) صحيح: أخرجه النسائي في الكبرىٰ: ١١٢٦٢ـ الصحيحة: ٣١٦٧ـ ورواه المؤلف في التاريخ الكبير: ٣/ ٢/ ١١٣ـ من طرق عن شعبة منها.

رَاعِي غَنَمٍ، وَبُعِثَ دَاوُدُ وَهُوَ رَاعٍ، وَبُعِثْتُ أَنَا وَأَنَا أَرْعَى غَنَمًا لِأَهْلِي بِالْأَجْيَادِ)) .

تھے۔ داؤد علیہ السلام نبی بنائے گئے اس حال میں کہ وہ بکریوں کے چرانے والے تھے اور میں مبعوث ہوا اس حال میں کہ میں مقام اجیاد پر اپنے گھر والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔“

فائدہ: ......اونٹوں اور دیگر مویشیوں کی نسبت بکریوں کا پالنا زیادہ باعث برکت ہے اور فضیلت والا امر بھی ہے کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام میں سے بیشتر بکریاں چراتے رہے ہیں۔ بکریاں چرانے کا الہام اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی پسند ہے تا کہ انبیاء علیہم السلام کی بکھرے ہوئے لوگوں کو جمع کرنے کی ٹریننگ ہو۔

262...... بَابُ الْأَعْرَابِيَّةِ

جنگل میں سکونت اختیار کرنے کا بیان

578 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ............ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: الْكَبَائِرُ سَبْعٌ، أَوَّلُهُنَّ: الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَرَمْيُ الْمُحْصَنَاتِ، وَالْأَعْرَابِيَّةُ بَعْدَ الْهِجْرَةِ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: کبیرہ گناہ سات ہیں: ان میں سے پہلا اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے، پھر قتل ناحق، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا اور ہجرت کے بعد جنگل میں سکونت اختیار کرنا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) بدوؤں کے بارے میں جو جنگل میں رہتے ہیں قرآن میں ہے کہ وہ ایمان کی نسبت کفر اور نفاق کی طرف زیادہ میلان رکھتے ہیں کیونکہ انہیں وعظ و نصیحت سننے کا موقع بہت کم ملتا ہے۔ اس لیے شہری زندگی مذہبی حوالے سے بہتر ہے۔

(۲) رہبانیت اور جنگل میں رہائش اختیار کرنا کبیرہ گناہ ہے، البتہ اگر کسی کے دین کو خطرہ ہو تو وہ فتنوں سے بچنے کے لیے ایسا کرسکتا ہے۔ خصوصاً ہجرت کے بعد بدوی زندگی اختیار کرنا سخت گناہ ہے۔

263...... بَابُ سَاكِنِ الْقُرَى

دیہات میں رہنے والوں کا تذکرہ

579 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ قَالَ: سَمِعْتُ رَاشِدَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ..........

---

(٥٧٨) صحيح موقوفا وهو في حكم المرفوع وقد روى مرفوعا نحوه۔ الصحيحة: ٢٢٤٤۔ أخرجه مرفوعًا ابن أبي حاتم في تفسيره: ٣/ ٩٣١۔ والبزار في مسنده: ١٥/ ٢٤١، من طريق أبي عوانه به مرفوع.

(٥٧٩) حسن: أخرجه البيهقي في شعب الإيمان: ٧٥١٨۔ والطبراني في مسند الشاميين: ٢/ ٩٩۔ انظر الصحيحة تحت رقم: ٤٧٨٣.

سَمِعْتُ ثَوْبَانَ يَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَسْكُنِ الْكُفُورَ، فَإِنَّ سَاكِنَ الْكُفُورِ كَسَاكِنِ الْقُبُورِ)) قَالَ أَحْمَدُ: الْكُفُورُ: الْقُرَى.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''دور دراز بستیوں میں سکونت اختیار نہ کرنا کیونکہ دور دراز دیہاتوں میں رہنے والا ایسا ہے جیسے وہ قبروں میں رہ رہا ہے۔ احمد بن عاصم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کفور سے مراد دیہات ہیں۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ قَالَ: سَمِعْتُ رَاشِدَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا ثَوْبَانُ، لَا تَسْكُنِ الْكُفُورَ، فَإِنَّ سَاكِنَ الْكُفُورِ كَسَاكِنِ الْقُبُورِ)).

ایک دوسری سند سے بھی حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ثوبان! دور دراز بستیوں میں سکونت اختیار کرنا کیونکہ دور دراز بستیوں میں رہنے والا قبروں میں رہنے والوں کی طرح ہے۔''

فائدہ: ......جنگل یا دور دراز کے دیہات میں رہنے سے انسان علم سے دور رہتا ہے اور دینی حوالے سے بھی پسماندہ ہی ہوتا ہے۔ یوں طبیعت میں دین سے دوری کی وجہ سے سختی پیدا ہو جاتی ہے اس لیے اسے قبرستان میں رہنے والوں سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح قبریں جتنی بھی ہوں وہاں کوئی دانائی کی بات بتلانے والا نہیں ہوتا۔

264...... بَابُ الْبُدُوِّ إِلَى التِّلَاعِ

کبھی کبھار ٹیلوں پر جانا

580 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ............ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْبَدْوِ قُلْتُ: وَهَلْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْدُو؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، كَانَ يَبْدُو إِلَى هَؤُلَاءِ التِّلَاعِ.

حضرت شریح رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دیہات کی طرف جانے کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی شہری آبادی سے باہر بھی جاتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں آپ کبھی کبھار ان ٹیلوں کی طرف جایا کرتے تھے۔

فائدہ: ......شہری آبادی سے کبھی کبھار باہر نکلنا تا کہ تازہ آب و ہوا ملے اور طبیعت میں بہار آئے، جائز ہے۔ یہ دیہات میں رہائش اختیار کرنے کی ممانعت کے زمرے میں نہیں آتا۔

---

(٥٨٠) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الجهاد، باب ماجاء في الهجرة وسكنى البدو: ٢٤٧٨، ٤٨٠٨ـ انظر الصحيحة: ٥٢٤.

581 - حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ............

عَنْ عَمْرِو بْنِ وَهْبٍ قَالَ: رَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُسَيْدٍ إِذَا رَكِبَ، وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَضَعَ ثَوْبَهُ عَنْ مَنْكِبَيْهِ، وَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذَيْهِ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَفْعَلُ مِثْلَ هَذَا.

عمرو بن وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عبداللہ بن اسید رحمہ اللہ کو دیکھا کہ جب وہ احرام کی حالت میں سوار ہوتے تو اپنے کندھوں سے کپڑا اتار کر اپنی رانوں پر رکھ لیتے۔ میں نے ان سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ اس طرح کرتے تھے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے اور باب سے تعلق یہ ہے کہ عبداللہ جنگل کی تازہ آب و ہوا کے لیے اپنے جسم سے کپڑا ہٹا دیتے تھے یوں ٹیلوں پر جانے کا جواز معلوم ہوا۔

265...... بَابُ مَنْ أَحَبَّ كِتْمَانَ السِّرِّ، وَأَنْ يُجَالِسَ كُلَّ قَوْمٍ فَيَعْرِفَ أَخْلَاقَهُمْ

راز چھپانے اور لوگوں کے اخلاق جاننے کے لیے ان کے ساتھ بیٹھنے کی اہمیت

582 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ............

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ ابْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَرَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَا جَالِسَيْنِ، فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدٍ الْقَارِيِّ فَجَلَسَ إِلَيْهِمَا، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّا لَا نُحِبُّ مَنْ يَرْفَعُ حَدِيثَنَا، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: لَسْتُ أُجَالِسُ أُولَئِكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ عُمَرُ: بَلَى، فَجَالِسْ هَذَا وَهَذَا، وَلَا تَرْفَعْ حَدِيثَنَا، ثُمَّ قَالَ لِلْأَنْصَارِيِّ: مَنْ تَرَى النَّاسَ يَقُولُونَ يَكُونُ الْخَلِيفَةَ بَعْدِي؟ فَعَدَّدَ الْأَنْصَارِيُّ رِجَالًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، لَمْ يُسَمِّ عَلِيًّا، فَقَالَ

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری بیٹھے تھے کہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری آ کر ان کے پاس بیٹھ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس شخص کو پسند نہیں کرتے جو ہماری باتیں ادھر ادھر پہنچائے تو عبدالرحمٰن رحمہ اللہ نے عرض کیا۔ امیر المومنین میں ان لوگوں کے ساتھ نہیں بیٹھتا جو ایسا کرتے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں واقعۃً تم ایسے ہی ہو۔ اس کے ساتھ بیٹھو لیکن ہماری باتیں آگے بیان نہ کرنا۔ پھر انصاری سے فرمایا: تو کیا دیکھتا ہے کہ میرے بعد لوگ کس کے خلیفہ بننے کی باتیں کرتے ہیں یا بنائیں گے۔ انصاری نے کئی مہاجرین کے نام گنوائے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام نہ لیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہیں ابوالحسن پر کیا اعتراض ہے: اللہ کی قسم! وہ ان سب سے

---

(٥٨١) ضعيف.

(٥٨٢) ضعيف: أخرجه عبدالرزاق في المصنف: ٩٧٦١.

عُمَرُ: فَمَا لَهُمْ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ؟ فَوَاللّٰهِ إِنَّهُ لَأَحْرَاهُمْ - إِنْ كَانَ عَلَيْهِمْ - أَنْ يُقِيمَهُمْ عَلَى طَرِيقَةٍ مِنَ الْحَقِّ.

زیادہ لائق ہیں اگر وہ ان پر امیر ہو جائیں تو ان کو حق کے راستے پر قائم رکھیں۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔اس میں محمد بن عبداللہ راوی مجہول ہے۔

266...... بَابُ التُّؤَدَةِ فِي الْأُمُورِ

معاملات میں جلد بازی نہ کرنا

583 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِلَالٍ قَالَ............

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، أَنَّ رَجُلًا تُوُفِّيَ وَتَرَكَ ابْنًا لَهُ وَمَوْلًى لَهُ، فَأَوْصَى مَوْلَاهُ بِابْنِهِ، فَلَمْ يَأْلُوهُ حَتَّى أَدْرَكَ وَزَوَّجَهُ، فَقَالَ لَهُ: جَهِّزْنِي أَطْلُبِ الْعِلْمَ، فَجَهَّزَهُ، فَأَتَى عَالِمًا فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْطَلِقَ فَقُلْ لِي أُعَلِّمْكَ، فَقَالَ: حَضَرَ مِنِّي الْخُرُوجُ فَعَلِّمْنِي، فَقَالَ: اتَّقِ اللّٰهَ وَاصْبِرْ، وَلَا تَسْتَعْجِلْ قَالَ الْحَسَنُ: فِي هَذَا الْخَيْرُ كُلُّهُ - فَجَاءَ وَلَا يَكَادُ يَنْسَاهُنَّ، إِنَّمَا هُنَّ ثَلَاثٌ - فَلَمَّا جَاءَ أَهْلَهُ نَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا نَزَلَ الدَّارَ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ نَائِمٍ مُتَرَاخٍ عَنِ الْمَرْأَةِ، وَإِذَا امْرَأَتُهُ نَائِمَةٌ، قَالَ: وَاللّٰهِ مَا أُرِيدُ مَا أَنْتَظِرُ بِهَذَا؟ فَرَجَعَ إِلَى رَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَأْخُذَ السَّيْفَ قَالَ: اتَّقِ اللّٰهَ وَاصْبِرْ، وَلَا تَسْتَعْجِلْ فَرَجَعَ، فَلَمَّا قَامَ عَلَى رَأْسِهِ قَالَ: مَا أَنْتَظِرُ بِهَذَا شَيْئًا، فَرَجَعَ إِلَى رَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَأْخُذَ سَيْفَهُ

حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی فوت ہوا اور اپنے پیچھے ایک بیٹا اور غلام چھوڑا۔ اپنے غلام کو بیٹے کے بارے میں وصیت کی۔ چنانچہ غلام نے اس لڑکے کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی یہاں تک کہ وہ لڑکا جوان ہوا تو اس نے اس کی شادی کردی۔ اس لڑکے نے غلام سے کہا: میرے لیے کچھ سامان تیار کریں تا کہ میں حصول علم کے لیے نکلوں۔ اس نے اسے تیار کر دیا، چنانچہ وہ ایک عالم کے پاس آیا اور اس سے سیکھتا رہا۔ اس نے کہا: جب تم جانے لگو تو مجھے بتانا میں تمہیں کچھ باتیں بتاؤں گا۔ اس نے کہا: میں جانا چاہتا ہوں مجھے وہ باتیں سکھا دیں۔ اس عالم نے کہا: ''اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، صبر کرنا اور جلد بازی نہ کرنا۔ حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں ہر قسم کی خیر آ گئی۔ وہ لڑکا جب واپس ہوا تو ان تینوں باتوں کو نہ بھولا۔ جب وہ اپنی بیوی کے پاس آیا، سواری سے اترا اور گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک مرد اس کی بیوی سے ذرا فاصلے پر سویا ہوا ہے اور اس کی بیوی بھی سوئی ہوئی ہے۔ اس نے دل میں کہا: اللہ کی قسم میں اس حالت پر زیادہ انتظار کا ارادہ نہیں رکھتا۔ وہ اپنی سواری کی طرف گیا۔ جب اس نے تلوار پکڑنے کا

(٥٨٣) حسن.

ذَكَرَهُ، فَرَجَعَ إِلَيْهِ، فَلَمَّا قَامَ عَلَى رَأْسِهِ اسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ، فَلَمَّا رَآهُ وَثَبَ إِلَيْهِ فَعَانَقَهُ وَقَبَّلَهُ، وَسَاءَ لَهُ قَالَ: مَا أَصَبْتَ بَعْدِي؟ قَالَ: أَصَبْتُ وَاللّٰهِ بَعْدَكَ خَيْرًا كَثِيرًا، أَصَبْتُ وَاللّٰهِ بَعْدَكَ: أَنِّي مَشَيْتُ اللَّيْلَةَ بَيْنَ السَّيْفِ وَبَيْنَ رَأْسِكَ ثَلَاثَ مِرَارٍ، فَحَجَزَنِي مَا أَصَبْتُ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ قَتْلِكَ.

ارادہ کیا تو خود کو مخاطب کر کے کہا: اللہ سے ڈرو، صبر کرو اور جلد بازی سے کام نہ لو، پھر واپس آ گیا۔ جب وہ اس کے سرہانے کھڑا ہوا تو اس نے کہا: میں اس حالت میں بالکل انتظار نہیں کر سکتا۔ چنانچہ وہ دوبارہ اپنی سواری کے پاس گیا لیکن جب اس نے تلوار پکڑنے کا ارادہ تو اسے استاد کی وصیت یاد آ گئی۔ وہ پھر واپس گیا اور اس کے سر کے پاس کھڑا ہوا تو وہ آدمی جاگ گیا۔ جب اس نے اس لڑکے کو دیکھا تو فوراً اٹھا اور اس سے گلے ملا اور اسے بوسہ دیا اور اس سے پوچھا: میرے پاس سے جانے کے بعد تم کیسے رہے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم تیرے پاس سے جانے کے بعد مجھے بہت زیادہ بھلائی حاصل ہوئی۔ آپ کے بعد جو کچھ میں نے حاصل کیا وہ یہ کہ آج رات میں تیرے سر اور تلوار کے درمیان تین دفعہ چلا تا کہ تجھے قتل کروں لیکن جو علم میں نے حاصل کیا اس نے مجھے تیرے قتل سے روک دیا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مطلب یہ ہے کہ انسان کو جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ ہر معاملے میں سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہیے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((التُّؤَدَةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا فِي عَمَلِ الآخرة)) (سنن أبي داؤد، الأدب، حديث: ٤٨١٠)

''ٹھہراؤ ہر چیز میں پسندیدہ ہے سوائے آخرت کے عمل میں۔''

یہ شخص اگر جلد بازی سے کام لیتا تو اپنے اس غلام کو قتل کر دیتا جو اس کی بیوی کی حفاظت کر رہا تھا۔

(۲) اس عورت کے پاس سونے والا شخص وہ غلام تھا جس نے اس کو پالا تھا اور غلام محرم کی طرح ہوتا ہے۔

(۳) اس سے معلوم ہوا کہ اہل علم اور علماء سے استفادہ کرنا چاہیے اور ان کی آراء پر عمل کرنا چاہیے۔ علماء کو بھی چاہیے کہ وہ عوام کی صحیح راہنمائی کریں۔

(۴) انسان علم کی وجہ سے بہت سے ان مصائب سے بچ جاتا ہے جن میں جہالت کی بنا پر پڑ جاتا ہے۔

267...... بَابُ التُّؤَدَةِ فِي الْأُمُورِ

کاموں میں سنجیدگی اختیار کرنا

584 - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ............

(٥٨٤) صحيح: أخرجه ابن أبي شيبة: ٢٥٣٤٢۔ وأحمد: ١٧٨٢٨۔ والنسائي في الكبرىٰ: ٧٦٩٩۔ انظر المشكاة: ٦٢٥.

عَـنْ أَشَـجِّ عَبْـدِ الْقَيْسِ قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ فِيكَ لَخُلُقَيْنِ يُـحِبُّهُمَا اللّٰهُ)) ، قُلْتُ: وَمَا هُمَا يَا رَسُولَ الـلّٰـهِ؟ قَـالَ: ((الْـحِلْمُ وَالْحَيَاءُ)) ، قُلْتُ: قَـدِيـمًـا كَانَ أَوْ حَدِيثًا؟ قَالَ: ((قَدِيمًا)) ، قُـلْـتُ: الْـحَـمْـدُ لِـلّٰـهِ الَّذِي جَبَلَنِي عَلَى خُلُقَيْنِ أَحَبَّهُمَا اللّٰهُ.

اشج عبدالقیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''تجھ میں دو عادتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! وہ دو خصلتیں کیا ہیں؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حلم و بردباری اور حیا''۔ میں نے عرض کیا: یہ خصلتیں مجھ میں پیدائشی ہیں یا ابھی پیدا ہوئی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''پہلے سے ہیں''۔ میں نے کہا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں۔ جس نے میرے اندر دو خصلتیں پیدا کیں ہیں جنہیں وہ پسند کرتا ہے۔

585 - حَـدَّثَـنَـا عَـلِـيُّ بْنُ أَبِي هَاشِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ قَـالَ: حَـدَّثَنَا مَنْ لَقِيَ الْوَفْدَ الَّذِينَ قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ - وَذَكَرَ قَتَادَةُ أَبَا نَضْرَةَ..........

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَشَـجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ: "إِنَّ فِيكَ لَـخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ: الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ".

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشج عبدالقیس سے فرمایا: ''تیرے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں، بردباری اور وقار۔''

586 - حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ..........

عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْأَشَجِّ أَشَـجِّ عَبْـدِ الْقَيْـسِ: "إِنَّ فِيكَ لَـخَـصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ: الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ".

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشج عبدالقیس سے فرمایا: ''تیرے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں: حلم و بردباری اور وقار و ٹھہراؤ۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) عبدالقیس کا وفد جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو وفد کے لوگ دوڑتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے۔ اشج رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری بٹھائی، کجاوا اتارا اور وقار و متانت کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی تعریف فرمائی۔

(۲) اشج رضی اللہ عنہ میں یہ خصلتیں پیدائشی تھیں، تاہم یہ محنت سے اپنے اندر پیدا کی جاسکتی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

---

(٥٨٥) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الايمان: ٢٦، ١٨۔ انظر المشكاة: ٥٠٥٤۔ التحقيق الثاني.

(٥٨٦) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الايمان: ٢٥، ١٧۔ والترمذي: ٢٠١١۔ وابن ماجه: ٤١٨٨۔ انظر المشكاة: ٥٠٥٤.

ہے:((العُجلةُ مِنَ الشَّيْطَانِ)) ''جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔''

(السنن الكبرىٰ للبيهقي: ١٠/١٠٤، والصحيحة للالباني، ح: ١٧٩٥)

(۳) جس شخص کے بارے میں خدشہ نہ ہو کہ وہ خود پسندی اور تکبر کا شکار ہو جائے گا اس کی منہ پر تعریف جائز ہے تا کہ وہ اور زیادہ ان کی پابندی کرے اور اللہ کا شکر ادا کرے۔

587 - حَـدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا طَالِبُ بْنُ حُجَيْرٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي هُودُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ..........

سَمِعَ جَدَّهُ مَزِيدَةَ الْعَبْدِيَّ قَالَ: جَاءَ الْأَشَجُّ يَمْشِي حَتَّى أَخَذَ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَا إِنَّ فِيكَ لَخُلُقَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ))، قَالَ: جَبْلًا جُبِلْتُ عَلَيْهِ، أَوْ خُلِقَا مَعِي؟ قَالَ: ((لَا، بَلْ جَبْلًا جُبِلْتَ عَلَيْهِ))، قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَبَلَنِي عَلَى مَا يُحِبُّ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ.

مزیدہ عبدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ اشج رضی اللہ عنہ چلتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے حتی کہ آپ کا ہاتھ پکڑا اور اسے بوسہ دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیرے اندر دو خصلتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو پسند ہیں۔'' انہوں نے کہا: کیا یہ میری پیدائشی صفات ہیں یا بعد میں پیدا ہوئیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ یہ تیرے اندر فطری ہیں۔'' انہوں نے کہا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے ان صفات پر پیدا فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو پسند ہیں۔

فائدہ: ...... یہ روایت ضعیف ہے اور اس کا متن منکر ہے اور صحیح روایات کے خلاف ہے۔

268...... بَابُ الْبَغْيِ سرکشی کا بیان

588 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فِطْرٌ، عَنْ أَبِي يَحْيَى قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا..........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَوْ أَنَّ جَبَلًا بَغَى عَلَى جَبَلٍ لَدُكَّ الْبَاغِي.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: اگر ایک پہاڑ دوسرے پر سرکشی کرے تو سرکشی کرنے والے کا چورا ہو جائے۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ سرکشی بہت خطرناک گناہ ہے، حتی کہ اگر جمادات بھی اس کا ارتکاب کریں تو باغی

(٥٨٧) ضعيف: أخرجه المصنف في خلق أفعال العباد، ص: ٦٠۔ وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني: ١٦٩٠۔ وابو يعلى: ٦٨١٥.

(٥٨٨) صحيح: أخرجه وكيع في الزهد: ٤٢٧۔ وابن وهب في الجامع: ٢٧٤۔ وهناد في الزهد: ٢/ ٦٤٣۔ وأبو نعيم في الحلية: ١/ ٣٢٢۔ انظر الضعيفة تحت الحديث: ١٩٤٨.

ریزہ ریزہ ہو جائے یا اگر جس پر بغاوت کی جارہی ہے وہ ختم ہو جائے تو بغاوت کرنے والا بھی نہیں بچے گا اور ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔

589 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "احْتَجَّتِ النَّارُ وَالْجَنَّةُ، فَقَالَتِ النَّارُ: يَدْخُلُنِي الْمُتَكَبِّرُونَ وَالْمُتَجَبِّرُونَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: لَا يَدْخُلُنِي إِلَّا الضُّعَفَاءُ الْمَسَاكِينُ فَقَالَ لِلنَّارِ: أَنْتِ عَذَابِي، أَنْتَقِمُ بِكِ مِمَّنْ شِئْتُ، وَقَالَ لِلْجَنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ شِئْتُ "

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دوزخ اور جنت نے آپس میں جھگڑا کیا تو جہنم نے کہا: مجھ میں متکبر اور سرکش لوگ داخل ہوں گے۔ جنت نے کہا: مجھ میں صرف کمزور اور مسکین لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آگ سے فرمایا: تو میرا عذاب ہے، تیرے ساتھ میں جسے چاہوں گا عذاب دوں گا اور جنت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے، تیرے ساتھ میں جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ متکبر اور سرکشی کرنے والا دنیا میں تو شاید بظاہر اسے عزت ملے لیکن انجام کار تباہی اس کا مقدر ہوگی۔ اس لیے سرکشی سے بچنا چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں سرکشی سے بچنا جہنم سے بچنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو عاجزی پسند ہے۔

590 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هَانِءٍ الْخَوْلَانِيُّ، عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْجَنْبِيِّ..........

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " ثَلَاثَةٌ لَا يُسْأَلُ عَنْهُمْ: رَجُلٌ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَعَصَى إِمَامَهُ فَمَاتَ عَاصِيًا، فَلَا تَسْأَلْ عَنْهُ، وَأَمَةٌ أَوْ عَبْدٌ أَبَقَ مِنْ سَيِّدِهِ، وَامْرَأَةٌ غَابَ زَوْجُهَا، وَكَفَاهَا مَؤُونَةَ الدُّنْيَا فَتَبَرَّجَتْ وَتَمَرَّجَتْ بَعْدَهُ وَثَلَاثَةٌ لَا يُسْأَلُ عَنْهُمْ: رَجُلٌ نَازَعَ اللّٰهَ رِدَاءَهُ،

حضرت فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین آدمیوں کے بارے میں تو بات ہی نہ کی جائے (کہ وہ کتنے بڑے مجرم ہیں) ایک وہ شخص جس نے مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی اور اپنے امام کی نافرمانی کی اور اسی طرح نافرمان ہی مرگیا اس کے بارے میں نہ پوچھا جائے (کہ اس کا کیا بنے گا) اسی طرح وہ باندی یا غلام جو اپنے مالک سے بھاگ جائے اور وہ عورت جس کا خاوند کہیں

(٥٨٩) صحيح: أخرجه الترمذى، كتاب صفة الجنة: ٢٥٦١ـ وأصله فى الصحيحين، انظر الحديث، رقم: ٥٥٤.

(٥٩٠) صحيح: أخرجه أحمد: ٢٣٩٤٣ـ والطبرانى فى الكبير: ١٨/ ٣٠٦ـ وابن حبان: ٤٥٥٩ـ وانظر الصحيحة: ٥٤٢.

فَـإِنَّ رِدَاءَ هُ الْكِبْرِيَاءُ، وَإِزَارَهُ عِزَّهُ، وَرَجُلٌ شَكَّ فِـي أَمْـرِ الـلّـهِ، وَالْقُنُوطُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ".

چلا جائے اور وہ اسے دنیاوی ضرورت کا خرچہ بھی دے جائے اور وہ اس کے بعد غیروں کے سامنے بنی سنوری رہے اور ان سے میل جول رکھے۔ مزید تین آدمی بھی ان کی ہلاکت کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت نہیں، وہ آدمی جس نے اللہ تعالیٰ سے اس کی کبریائی کی چادر چھیننے کی کوشش کی اور اس کی ازار اس کی عزت ہے۔ اور جو آدمی اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک کرے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) امام اور حاکم کی بغاوت اور اس کی نافرمانی اور اہل اسلام سے جداگانہ راستہ درحقیقت سرکشی کا راستہ ہے جو انسان کی دنیا وآخرت کو تباہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح تکبر وغرور بھی اپنی حدود سے سرکشی کرنا ہے کیونکہ انسان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے بڑا بنے۔

(۲) باندیوں اور غلاموں کا سلسلہ تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ ملازم کا حکم غلاموں والا نہیں ہے، وہ جب چاہیں چھوڑ کر جا سکتے ہیں لیکن ضابطہ اخلاق (طے شدہ معاملے) کی پابندی ضروری ہے تاکہ دوسرے شخص کا نقصان نہ ہو۔

(۳) مرد، عورت کے نان ونفقہ کا ذمہ دار ہے۔ اگر اسے کسی تجارتی سفر وغیرہ کے لیے جانا پڑے تو جا سکتا ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ بیوی کی ضروریات کا بندوبست کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو مجرم ہے اور عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ اس سے علیحدہ ہو جائے اور خلع لے لے۔ اگر وہ خرچ کا بندوبست کرتا ہے اور عورت اس کی بیوی بن کر ہی رہتی ہے تو پھر اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے شوہر کی عدم موجودگی میں اس کی عزت کی حفاظت کرے اور غیر مردوں کے سامنے بنی سنوری نہ پھرے کہ خود بھی فتنے کا شکار ہو اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے۔ خاوند کے خرچ پر بن سنور کر غیروں کی تسکین کا سبب بننا ایسی بے وفائی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا جرم ہے۔ عورت اگر زیادہ عرصہ شوہر کے بغیر نہیں رہ سکتی تو خلع کا مطالبہ کرے لیکن خاوند کے نکاح میں رہتے ہوئے بے حیائی کا راستہ اختیار کرنا کسی صورت بھی جائز نہیں۔

(۴) اس روایت میں ان خواتین کے لیے درس عبرت ہے جن کے شوہر بیرون ملک کمانے چلے جاتے ہیں اور وہ صبح و شام ان کے پیسوں پر بازار میں مٹکتی پھرتی ہیں۔

(۵) اللہ تعالیٰ کی ذات عالی کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہونا اور اس کی تخلیق کے بارے شک کرنا کہ زمین آسمان یا کائنات کے بارے میں یہ نظریہ رکھنا کہ یہ از خود وجود میں آگئے ہیں، عذاب الٰہی کا موجب ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے نبی یعقوب علیہ السلام کی بات

نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کو کہا تھا کہ اللہ کی رحمت سے کافر لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔(یوسف:۸۷)
دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: گمراہوں کے علاوہ اپنے رب کی رحمت سے کون مایوس ہوتا ہے۔(الحجر:۵۶)

591 - حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكَّارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ .... عَـنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((كُلُّ ذُنُوبٍ يُؤَخِّرُ اللَّهُ مِـنْهَـا مَا شَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، إِلَّا الْبَغْيَ، وَعُـقُـوقَ الْـوَالِـدَيْـنِ، أَوْ قَطِيعَةَ الرَّحِمِ، يُعَجِّلُ لِصَاحِبِهَا فِي الدُّنْيَا قَبْلَ الْمَوْتِ))

بکار بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر گناہ کی سزا اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو قیامت تک مؤخر کر فرما دیتا ہے مگر سرکشی، والدین کی نافرمانی اور قطع رحمی کی سزا اللہ تعالیٰ موت سے پہلے دنیا ہی میں دے دیتا ہے۔“

فائدہ: ......گناہ کی سزا کبھی دنیا میں مل جاتی ہے کبھی آخرت میں ملتی ہے، کبھی دیر سے اور کبھی جلدی اور کبھی انسان توبہ کر لیتا ہے تو اس کی سزا ٹل جاتی ہے۔لیکن سرکشی اور مذکورہ گناہ ایسے ہیں کہ ان کی سزا دنیا میں بھی ملتی ہے۔اور آخرت میں بھی الا یہ کہ انسان توبہ کر لے۔

592 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْكِينُ بْنُ بُكَيْرٍ الْحَذَّاءُ الْحَرَّانِيُّ، عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ قَالَ.......... سَـمِـعْـتُ أَبَـا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: يُبْصِرُ أَحَدُكُمُ الْـقَذَاةَ فِي عَيْنِ أَخِيهِ، وَيَنْسَى الْجِذْلَ، أَوِ الْـجِـذْعَ، فِـي عَـيْـنِ نَـفْسِـهِ قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: الْجِذْلُ: الْخَشَبَةُ الْعَالِيَةُ الْكَبِيرَةُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: تم میں سے ایک آدمی اپنے بھائی کی آنکھ میں تنکے کو بھی دیکھ لیتا ہے اور اپنی آنکھ کا شہتیر بھی بھول جاتا ہے۔
ابو عبید کہتے ہیں کہ جذل کا مطلب بہت بڑی لمبی لکڑی۔

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ روایت مرفوع بھی مروی ہے شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیحہ میں اسے مرفوعاً بھی صحیح کہا ہے۔(الصحيحة للألباني، ح: ٣٣)

(۲) امام ابن اثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضرب المثل بن گئی ہے اس شخص کے لیے جو دوسروں کی معمولی غلطیوں پر بھی نظر رکھتا ہے اور انہیں عار دلاتا ہے جبکہ خود اس میں موجود بڑے بڑے گناہ بھی اسے نظر نہیں آتے۔

(۳) انسان کو چاہیے کہ اپنا تزکیہ کرے، دوسروں کے عیبوں پر نظر رکھنے کے بجائے اپنے احوال کی اصلاح کرے، لیکن

---

(٥٩١) صحيح: أخرجه الحاكم: ٤/ ١٥٦۔ والخرائطي: ٢٤٥۔ والبزار: ١٣٧/٩۔ انظر الصحيحة: ٩١٨.

(٥٩٢) صحيح موقوفا۔ الصحيحة ٣٣۔ أخرجه ابن أبي الدنيا في الصمت: ١٩٤۔ وأحمد في الزهد: ٩٩٥ موقوفًا، ورواه ابن المبارك في الزهد: ٢١٢۔ وابن حبان: ٥٧٦١۔ والبيهقي في شعب الإيمان: ٦٧٦١.

اس کا یہ مطلب نہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بھی ادا نہ کرے۔ اصلاح کی غرض سے لوگوں کو سمجھانا اور چیز ہے اور ان کے عیبوں کی ٹوہ میں رہنا اور چیز ہے۔ اس فرق کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ آج کل خیر خواہی کا جذبہ کم اور دوسرے کو زچ اور شرمندہ کرنا بنیادی مقصد بن چکا ہے۔

593 - حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْخَلِيلُ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُسْتَنِيرُ بْنُ أَخْضَرَ قَالَ.........

حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ مَعْقِلٍ الْـمُزَنِيِّ، فَأَمَاطَ أَذًى عَنِ الطَّرِيقِ، فَرَأَيْتُ شَيْـئًـا فَبَـادَرْتُهُ، فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَـنَـعْـتَ يَا ابْنَ أَخِي؟ قَالَ: رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ شَيْئًا فَصَنَعْتُهُ، قَالَ: أَحْسَنْتَ يَا ابْنَ أَخِي، سَـمِـعْـتُ الـنَّبِـيَّ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَـقُـولُ: ((مَـنْ أَمَـاطَ أَذًى عَـنْ طَـرِيـقِ الْمُسْلِمِينَ كُتِبَ لَهُ حَسَنَةٌ، وَمَنْ تُقُبِّلَتْ لَهُ حَسَنَةٌ دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں معقل مزنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا تو انہوں نے تکلیف دہ چیز راستے سے ہٹائی، پھر میں نے کوئی چیز دیکھی تو اسے اٹھانے کے لیے جلدی سے اس طرف گیا۔ انہوں نے پوچھا: میرے بھتیجے تم نے ایسے کیوں کیا؟ میں نے کہا: میں نے آپ کو ایک کام کرتے دیکھا تو میں نے بھی کر لیا۔ انہوں نے فرمایا: میرے بھتیجے آپ نے بہت اچھا کیا، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''جس نے مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹائی اس کے حق میں ایک نیکی لکھی جائے گی اور جس کی ایک نیکی قبول ہوگئی وہ جنت میں داخل ہوگیا۔''

فائدہ: ......مسلمانوں کے راستے سے کوئی مادی یا معنوی تکلیف دور کرنا دخول جنت کا باعث ہے اور ان کے راستے میں کانٹے بچھانا وہ حسی ہوں یا معنوی ہر دو صورتوں میں جہنم میں جانے کا باعث ہے۔

269...... بَابُ قَبُولِ الْهَدِيَّةِ

ہدیہ قبول کرنے کا بیان

594 - حَـدَّثَـنَـا عَـمْـرُو بْـنُ خَـالِـدٍ قَـالَ: حَـدَّثَـنَـا ضِمَامُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ وَرْدَانَ............

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((تَهَادَوا تَحَابُّوا)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''آپس میں تحفے لیا دیا کرو، اس سے باہم محبت پیدا ہوتی ہے۔''

---

(٥٩٣) حسن: أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٠/ ٢١٧۔ انظر الصحيحة: ٢٣٠٦.

(٥٩٤) حسن: أخرجه أبو يعلى: ٦١٢٢۔ والبيهقي في الكبرىٰ: ٦/ ٢٨٠۔ والدولابي في الكنى: ٨٤٢۔ انظر الإرواء: ١٦٠١.

595 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ قَالَ............

كَانَ أَنَسٌ يَقُولُ: يَا بَنِيَّ، تَبَاذَلُوا بَيْنَكُمْ، فَإِنَّهُ أَوَدُّ لِمَا بَيْنَكُمْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: اے میرے بیٹو! ایک دوسرے پر خرچ کیا کرو کیونکہ اس سے تمہارے درمیان محبت پیدا ہوگی۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ایک دوسرے کو تحفے تحائف دینا مستحب امر ہے اور اگر کوئی ہدیہ دے تو اسے بلاوجہ رد کرنا ناجائز ہے، تاہم کسی معقول وجہ سے ہدیہ قبول کرنے سے انکار کیا جاسکتا ہے اور ساتھ ہی وجہ بھی بتا دینی چاہیے۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کرتے تھے۔

(۲) ہدیے اور تحفے کا مطلب اس شخص کو خوش کرنا ہوتا ہے جسے ہدیہ دیا جاتا ہے۔ اس لیے ہدیہ دے کر احسان جتلانا یا پھر اس بنیاد پر جھگڑا کرنا کہ میں نے اتنا دیا تھا تم نے کم کیوں دیا، یہ ناجائز ہے۔ جہاں اس بات کا اندیشہ ہو وہاں ہدیہ لینے اور دینے سے انکار جائز ہے۔

(۳) ہدیے کا بدلہ دینا بھی مستحب ہے۔ رسول اکرم ﷺ ہدیہ قبول فرماتے اور بدلہ بھی دیتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس نیت سے ہدیہ دینا بھی جائز ہے کہ بدلے میں مجھے ہدیہ ملے گا۔

(۴) باہم محبت والفت سے رہنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، اس لیے اس محبت کو بڑھانا مستحب امر ہے لیکن مسلمان الفت و محبت کا تعلق صرف مسلمان ہی سے رکھتا ہے، تاہم کافروں کو بھی مصلحت یا شرعی مقاصد کی خاطر ہدیہ دیا جاسکتا ہے۔

270...... بَابُ مَنْ لَمْ يَقْبَلِ الْهَدِيَّةَ لَمَّا دَخَلَ الْبُغْضُ فِي النَّاسِ

ہدیہ دینے والے سے ناگواری ہو جائے تو ہدیہ قبول نہ کرنا جائز ہے

596 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَهْدَى رَجُلٌ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةً، فَعَوَّضَهُ، فَتَسَخَّطَهُ، فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: ((يَهْدِي أَحَدُهُمْ فَأُعَوِّضُهُ بِقَدْرِ مَا عِنْدِي،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: بنو فزارہ کے ایک شخص نے نبی ﷺ کو ایک اونٹنی کا تحفہ دیا تو نبی ﷺ نے اسے بدلے میں تحفہ دیا تو وہ ناراض ہوگیا (کہ یہ کم ہے۔) میں نے نبی ﷺ کو برسر منبر فرماتے ہوئے سنا: ''لوگ مجھے ہدیہ دیتے ہیں اور میں اپنی استطاعت کے مطابق

(٥٩٥) صحيح: أخرجه ابن أبي الدنيا في الإشراف: ١٦٥.

(٥٩٦) صحيح: أخرجه الترمذي، كتاب المناقب، باب في ثقيف، وبني حنيفة: ٣٩٤٦ـ وأبو داؤد: ٣٥٣٧ـ والنسائي: ٣٧٥٩ـ مختصراً، انظر الصحيحة: ١٦٨٤.

ثُـمَّ يَسْـخَطُهُ وَايْمُ اللّٰهِ، لَا أَقْبَلُ بَعْدَ عَامِي هَـذَا مِـنَ الْـعَرَبِ هَدِيَّةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ، أَوْ أَنْصَارِيٍّ، أَوْ ثَقَفِيٍّ، أَوْ دَوْسِيٍّ)).

اس کا بدلہ دیتا ہوں، پھر بھی وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ اللہ کی قسم اس سال کے بعد میں کسی قریشی، انصاری، ثقفی یا دوسی کے سوا عرب میں سے کسی کا ہدیہ قبول نہیں کروں گا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) رسول اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ اگر کوئی آپ کو ہدیہ اور تحفہ پیش کرتا تو اپنی استطاعت کے مطابق اس سے بڑھ کر عطا فرماتے۔ صحابہ کرام آپ کے تھوڑے کو بھی بہت زیادہ سمجھتے، جیسے کسی شاعر نے کہا ہے:

وقَليل منك لا يقال له قليل

''تیرے تھوڑے کو تھوڑا نہیں کہا جاسکتا۔''

مذکورہ بالا جن قبائل کا تذکرہ آپ نے کیا وہ معاوضے کے لالچ کے بغیر سخاوت نفس سے ہدیہ دیتے تھے کہ اگر جواباً نہ بھی ملتا تو آپ کا قبول کر لینا ہی ان کے لیے کسی اعزاز سے کم نہ ہوتا۔

(۲) فزاری نے رسول اکرم ﷺ کو ایک اونٹنی ہدیہ کی تو آپ ﷺ سمجھ گئے کہ یہ زیادہ کے حصول کا طلب گار ہے اس لیے آپ نے اسے چھ اونٹنیاں دیں لیکن اس کے باوجود وہ ناراض ہوگیا۔ (سنن الترمذی، حدیث: ۳۰۹۱) لوگ بادشاہوں کے حضور نذرانے پیش کرتے اور وہاں سے بے تحاشا مال وصول کرتے تھے کیونکہ ان بادشاہوں کے پاس بھی حلال وحرام کا مال ہوتا۔ آپ ﷺ کا معاملہ اس کے برعکس تھا کہ آپ کے پاس تو جو ذاتی ہوتا وہ بھی ضرورت مند کو دے دیتے۔ اس لیے آپ نے اپنی وسعت کے مطابق خوب بدلہ دیا۔

(۳) اس سے معلوم ہوا کہ انسان کسی مصلحت کے پیش نظر کسی خاص فرد سے تحائف اور لین دین کا سلسلہ ختم کر سکتا ہے، تاہم اس وجہ سے سلام دعا ترک کرنا ناجائز ہے۔

271...... بَابُ الْحَيَاءِ حیا کا بیان

597 - حَـدَّثَـنَـا أَحْـمَـدُ بْـنُ يُـونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ............

حَـدَّثَـنَـا أَبُـو مَسْعُودٍ عُقْبَةُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّـى اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ مِـمَّا أَدْرَكَ الـنَّـاسَ مِـنْ كَلَامِ الـنُّبُـوَّةِ: إِذَا لَمْ تَسْتَحِي فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ".

حضرت ابو مسعود عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''پہلے نبیوں کی باتوں میں سے جو کچھ لوگوں کے پاس پہنچا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ جب تم میں شرم وحیا نہ رہے تو جو چاہو کرو۔''

(۵۹۷) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الانبياء: ۳۴۸۳۔ وأبو داؤد: ۴۷۹۷۔ وابن ماجه: ۴۱۸۳۔ انظر الصحيحة: ۶۸۴.

فـوائـد و مسـائل: ......(۱) حیا ایمان کا حصہ ہے اس لیے جس میں حیا نہ رہے وہ ایمان کے ایک بڑے حصے سے محروم ہو گیا۔ حیا ہی انسان کو گھٹیا حرکات اور برے اخلاق سے روکتی ہے تو جس انسان میں حیا ہی نہ رہے اس سے کسی بھی چیز کی توقع کی جا سکتی ہے۔

(۲) حیا سابقہ شریعتوں میں بھی ایمان کا جز رہی ہے اور سابقہ ادیان سے جو اخلاقیات اسلام کا حصہ بنی ہیں ان میں سرفہرست حیا ہے۔ بلکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: حیا جتنی بھی ہو خیر ہی لاتی ہے۔

598 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّونَ، أَوْ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً، أَفْضَلُهَا لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ)).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کی ساٹھ یا ستر سے کچھ اوپر شاخیں ہیں۔ ان میں سب سے افضل لا الہ الا اللہ ہے اور سب سے کم، تکلیف دہ چیز راستے سے ہٹانا ہے اور حیا بھی ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ایمان کی ساٹھ یا ستر سے زیادہ شاخوں سے کیا مراد ہے اس بارے میں علما کے کئی اقوال ہیں، راجح بات یہ ہے کہ اطاعت الٰہی کے تمام کام جن کا ذکر قرآن و سنت میں آیا ہے، وہ سبھی ایمان کی شاخیں ہیں جن میں سب سے اعلیٰ توحید باری ہے جو تمام شاخوں کی اساس ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو ایمان کی کوئی حیثیت نہیں اور اللہ قبول کرے تو توحید کے اقرار کے بعد ادنیٰ ترین شاخ بھی انسان کی نجات کا باعث بن سکتی ہے۔ جبکہ حیا ایمان کی اہم ترین شاخ ہے جس کی تعلیم سابقہ انبیاء بھی دیتے آئے ہیں۔

(۲) امام نووی رحمہ اللہ نے ابن حبان رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ انہوں نے کہا: میں ایک عرصے تک اس حدیث کے معانی تلاش کرتا رہا۔ بالآخر میں نے قرآن و حدیث میں وارد امور اطاعت کو ملا کر شمار کیا ہے تو وہ ستر سے کچھ زیادہ تھے۔(شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب الإیمان، باب بیان عدد شعب الإیمان، ج: ۳۵)

(۳) ایسا اخلاق جو انسان کو قبیح حرکات سے بچنے پر ابھارے اور صاحب حق کے حق میں کوتاہی کرنے سے روکے وہ حیا ہے۔ حیا کبھی فطری ہوتی ہے اور یہ کافر میں بھی ہو سکتی ہے اور کبھی خود نیت کے ساتھ احکام شرع کے مطابق پیدا کی جاتی ہے۔ یہی ایمان ہے اور پہلی کیفیت اگر مسلمان میں ہو تو بھی ایمان میں اضافے کا باعث ہے۔

(۵۹۸) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب الإیمان، باب أمور الایمان: ۹۔ ومسلم: ۳۵۔ وأبو داؤد: ٤٦٧٦۔ والترمذی: ۲٤۱٦۔ والنسائی: ٥٠٠٤۔ وابن ماجه: ٥٧۔ انظر الصحیحة: ۱۷٦۹.

599 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ مَوْلَى أَنَسٍ قَالَ.........

سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا، وَكَانَ إِذَا كَرِهَ شَيْئًا عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین کنواری لڑکی سے زیادہ حیادار تھے اور جب آپ کسی چیز کو ناپسند کرتے تو ہم اس کے اثرات آپ کے چہرے پر پہچان لیتے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، وَابْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي عُتْبَةَ مَوْلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ مِثْلَهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: وَقَالَ غُنْدَرٌ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ: مَوْلَى أَنَسٍ.

ایک دوسری سند سے بھی سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے۔

فائدہ: ...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حیا کا پیکر تھے۔ آپ جب کوئی خلاف مروت چیز دیکھتے تو زبان سے اظہار نہ فرماتے۔ حیا کی وجہ سے ناگواری کے اثرات آپ کے چہرے سے نمایاں ہوتے۔ اس لیے حیا جس قدر زیادہ ہو ایمان بھی اسی قدر کامل ہوگا۔

600 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ أَخْبَرَهُ.........

أَنَّ عُثْمَانَ وَعَائِشَةَ، حَدَّثَاهُ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِ عَائِشَةَ لَابِسًا مِرْطَ عَائِشَةَ، فَأَذِنَ لِأَبِي بَكْرٍ وَهُوَ كَذَلِكَ، فَقَضَى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَأَذِنَ لَهُ

حضرت عثمان اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی جبکہ آپ سیدہ عائشہ کی چادر اوڑھے ان کے بستر پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے اسی حالت میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی۔ وہ جس کام کی غرض سے آئے تھے اپنی ضرورت پوری کر کے چلے گئے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت

---

(٥٩٩) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ: ٣٥٦٢، ٦١١٩ـ ومسلم: ٢٣٢٠ـ وابن ماجه: ٤١٨٠.

(٦٠٠) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب فضائل الصحابه: ٢٦، ٢٧/ ٢٤٠٢ـ انظر الصحيحة: ١٦٨٧.

وَهُوَ كَذٰلِكَ ، فَقَضَى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ، ثُمَّ انْصَرَفَ قَالَ عُثْمَانُ: ثُمَّ اسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ ، فَجَلَسَ وَقَالَ لِعَائِشَةَ: ((اجْمَعِي إِلَيْكِ ثِيَابَكِ)) ، قَالَ: فَقَضَيْتُ إِلَيْهِ حَاجَتِي ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ ، قَالَ: فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَمْ أَرَكَ فَزِعْتَ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَمَا فَزِعْتَ لِعُثْمَانَ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ ، وَإِنِّي خَشِيتُ إِنْ أَذِنْتُ لَهُ ، وَأَنَا عَلَى تِلْكَ الْحَالِ ، أَنْ لَا يَبْلُغَ إِلَيَّ فِي حَاجَتِهِ)) .

مانگی تو آپ نے اسی حالت میں انہیں اجازت دے دی، چنانچہ وہ بھی اپنی حاجت پوری کر کے چلے گئے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''اپنے کپڑے درست کرلو۔'' وہ فرماتے ہیں: مجھے آپ سے جو کام تھا وہ میں نے پورا کیا، پھر واپس آ گیا۔ وہ کہتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے جو اہتمام کیا ہے ایسا اہتمام سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے لیے نہیں کیا؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک عثمان نہایت شرمیلے اور بہت حیا دار ہیں اور مجھے خدشہ ہوا کہ اگر میں نے اسی حالت میں انہیں اندر آنے کی اجازت دی تو وہ اپنی بات صحیح طرح سے مجھ سے بیان نہیں کرسکیں گے۔''

فائدہ: ......سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی حیا ضرب المثل کے طور پر معروف ہے، آپ نہایت باحیا تھے۔ ارشاد نبوی ہے: أصدقهم حَيَاءً عثمان'' ''سب سے زیادہ سچے حیادار عثمان ہیں۔'' بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے اللہ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔''

601 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ..........

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ ، وَلَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ)) .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حیا جس چیز میں بھی ہوا سے خوبصورت بنا دیتی ہے اور بے حیائی جس چیز میں بھی ہوا سے بدنما بنا دیتی ہے۔''

فائدہ: ......حیا مسلمان کا وہ زیور ہے جس سے اس کی شخصیت خوبصورت نظر آتی ہے۔ بعض روایات میں نرمی کو شخصیت کی خوبصورتی کہا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نرم مزاج شخص ہی حیا دار ہوسکتا ہے۔ تند مزاج اور سخت طبیعت والا حیا دار نہیں ہوتا۔ گویا حیا نرمی کو اور نرمی حیا کو مستلزم ہے۔ بد زبانی اور بے حیائی بہت بڑے کردار کو بھی مسخ کر دیتی ہے اس لیے اپنے اندر حیا پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، خصوصاً علماء کو خلاف مروّت اور فحش پر مبنی گفتگو سے ضرور اجتناب کرنا چاہیے۔

---

(٦٠١) صحيح: أخرجه الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في الفحش: ١٩٧٤ـ وابن ماجه: ٤١٨٥ـ انظر المشكاة: ٤٨٥٤.

602 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ............

عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ، فَقَالَ: ((دَعْهُ، فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ)) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ يُعَاتِبُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ، كَأَنَّهُ يَقُولُ: أَضَرَّ بِكَ، فَقَالَ: ((دَعْهُ، فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں وعظ ونصیحت کر رہا تھا کہ زیادہ حیا نہ کیا کر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے حیا دار رہنے دو کیونکہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔''
ایک دوسری سند سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو (زیادہ) حیا کے بارے ڈانٹ ڈپٹ کر رہا تھا یہاں تک کہ وہ کہہ رہا تھا کہ میں تم نقصان اٹھاؤ گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''اسے اس کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ حیا ایمان میں سے ہے۔''

فائدہ: ......کسی شخص میں اگر حیا زیادہ ہے اور اس وجہ سے اس کا کوئی نقصان ہوتا ہے تو اسے حیا نہ کرنے کا مشورہ نہیں دینا چاہیے۔ اگر وہ حیا کو برقرار رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی تلافی کر دے گا۔ تاہم شرعی مسائل کے دریافت کرنے یا فرائض کی ادائیگی یا دین کے نقصان ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر حیا مانع نہیں ہونی چاہیے بلکہ ایسا کرنے والا حیا دار نہیں عاجز ہے۔

603 - حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ، عَنْ عَطَاءٍ وَسُلَيْمَانَ ابْنَيْ يَسَارٍ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ............

أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِي بَيْتِي، كَاشِفًا عَنْ فَخِذِهِ أَوْ سَاقَيْهِ، فَاسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَأَذِنَ لَهُ كَذَلِكَ، فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ، فَأَذِنَ لَهُ كَذَلِكَ، ثُمَّ تَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ،

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں لیٹے ہوئے تھے، آپ کی ران یا پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا ہوا تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ نے اسی حالت میں اجازت دے دی۔ وہ آئے اور باتیں کرتے رہے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو آپ نے اسی حالت میں اجازت دے دی، پھر وہ بھی باتیں

(٦٠٢) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الايمان، باب الحياء: ٢٤ـ ومسلم: ٣٦ـ وأبو داؤد: ٤٧٩٥ـ والترمذي: ٢٦١٥ـ والنسائي: ٥٠٣٣ـ وابن ماجه: ٥٨ـ انظر المشكاة: ٥٠٧٠.

(٦٠٣) صحيح: أخرجه مسلم، فضائل الصحابه، باب من فضائل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ: ٢٤٠١ـ انظر الصحيحة: ٦١٨٧.

فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَوَّى ثِيَابَهُ - قَالَ مُحَمَّدٌ: وَلَا أَقُولُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ - فَدَخَلَ فَتَحَدَّثَ، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ تَهَشَّ وَلَمْ تُبَالِهِ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهَشَّ وَلَمْ تُبَالِهِ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ؟ قَالَ: ((أَلَا أَسْتَحِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ؟)).

کرتے رہے۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو نبی ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے (محمد بن حرملہ نے کہا: میں نہیں کہتا کہ وہ ایک دن میں آئے) چنانچہ وہ بھی داخل ہوئے اور باتیں کرتے رہے۔ جب وہ چلے گئے تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ابوبکر داخل ہوئے تو آپ نے اہتمام نہیں کیا اور نہ زیادہ توجہ دی، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو بھی آپ نے زیادہ گرم جوشی اور اہتمام نہیں فرمایا۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو آپ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا میں ایسے شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں؟''

272...... بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ

صبح کے وقت کیا دعا پڑھے

604 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصْبَحَ قَالَ: ((أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْحَمْدُ كُلُّهُ لِلَّهِ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَإِلَيْهِ النُّشُورُ))، وَإِذَا أَمْسَى قَالَ: ((أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ، وَالْحَمْدُ كُلُّهُ لِلَّهِ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ)).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب صبح کرتے تو یہ دعا کرتے: ''ہم نے صبح کی اللہ کے لیے اور ساری بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے اور ہر قسم کی تعریف بھی اللہ کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اسی کی طرف اٹھنا ہے۔'' اور جب شام کرتے تو یوں دعا کرتے: ''ہم نے شام کی اللہ کے لیے اور تمام بادشاہی بھی شام کو اسی کے لیے ہے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اس کا کوئی ساجھی نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

فائدہ: ...... یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ سنداً ضعیف ہے۔ اس کی سند میں عمر بن ابی سلمہ راوی ضعیف ہے۔

(٦٠٤) ضعيف بهذا اللفظ: اخرجه ابن السنى فى عمل اليوم: ٨٢ـ والبزار فى مسنده: ١٥/ ٢٤٠.

273...... بَابُ مَنْ دَعَا فِي غَيْرِهِ مِنَ الدُّعَاءِ

دوسروں کے لیے دعا کرنے کا بیان

605 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الْكَرِيمَ ابْنَ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ، يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ الرَّحْمَنِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى)) ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ، ثُمَّ جَاءَنِي الدَّاعِي لَأَجَبْتُ، إِذْ جَاءَهُ الرَّسُولُ فَقَالَ: ﴿ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ﴾ [يوسف: 50] ، وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَى لُوطٍ، إِنْ كَانَ لَيَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ، إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ: ﴿لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ﴾ [هود: 80] ، فَمَا بَعَثَ اللّٰهُ بَعْدَهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا فِي ثَرْوَةٍ مِنْ قَوْمِهِ" قَالَ مُحَمَّدٌ: الثَّرْوَةُ: الْكَثْرَةُ وَالْمَنَعَةُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کریم بن کریم بن کریم بن کریم تو یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔'' راوی کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں قید میں اتنی مدت رہتا جتنی دیر یوسف علیہ السلام رہے، پھر میرے پاس بلانے والا آتا تو میں اس کی بات مان لیتا، جب قاصد ان کے پاس آیا اور کہا: ''ارجع الی ربک...... اپنے بادشاہ کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا بنا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔'' اور اللہ تعالیٰ رحمت کرے لوط علیہ السلام پر جب وہ مضبوط جماعت کی پناہ لینے پر مجبور ہوئے جس وقت انہوں نے اپنی قوم سے کہا: ''اگر مجھے مقابلے کی قوت ہوتی یا میں کسی مضبوط جماعت کی طرف پناہ لیتا۔'' اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کا کنبہ قبیلہ طاقت ور نہ ہو۔'' امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ثروۃ کا مطلب جو تعداد اور طاقت و دفاع میں سب سے بڑھ کر ہو۔

فوائد و مسائل: ......(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوط علیہ السلام کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کی جس سے معلوم ہوا کہ دوسروں کے لیے دعا کرنا مسنون عمل ہے، خصوصاً انبیاء کا ذکر ہو تو ان کے لیے دعائیہ کلمات ادا کرنے مسنون ہیں۔
(۲) سیدنا لوط علیہ السلام کو جب ان کے مہمانوں کے بارے پریشان کیا گیا تو انہوں نے اس بات کی خواہش کی کہ اگر میرا

(٦٠٥) حسن صحيح: أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة يوسف: ٣١١٦ـ والنسائي في الكبرىٰ: ١١١٩٠ـ وفقرة السجن ولوط رواها البخاري: ٣٣٧٢ـ ومسلم: ١٥١ـ انظر الصحيحة: ١٦١٧.

قبیلہ مضبوط ہوتا تو لوگ اس کی جرأت نہ کرتے جبکہ انہیں حسبی اللہ کہنا چاہیے تھا کیونکہ انبیاء کے شایان شان یہی ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ممکن ہے کہ لوط علیہ السلام نے مہمانوں کی حالت سے خوف زدہ ہو کر یہ کہہ دیا ہو۔ یہ بھی احتمال ہے کہ انہوں نے مہمانوں کے سامنے عذر پیش کرتے ہوئے یہ بات کہی ہو کہ کاش میرا کنبہ، قبیلہ مضبوط ہوتا، اور دلی طور پر اللہ کی طرف ہی توجہ کی ہو۔ جیسا کہ بعض کا خیال ہے کہ حدیث میں رکن شدید سے مراد اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ مومن کا مضبوط قلعہ وہی ہے۔

(۳) آپ نے شروع میں سیدنا یوسف علیہ السلام کے صبر و تحمل اور اعلیٰ اخلاق کا تذکرہ فرمایا کہ انہوں نے نہایت مشکل حالات کا جواں مردی سے مقابلہ کیا۔

274...... بَابُ النَّاخِلَةِ مِنَ الدُّعَاءِ

خلوص دل سے دعا کرنا

606 - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ الْحَارِثِ..........

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كَانَ الرَّبِيعُ يَأْتِي عَلْقَمَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَإِذَا لَمْ أَكُنْ ثَمَّةَ أَرْسَلُوا إِلَيَّ، فَجَاءَ مَرَّةً وَلَسْتُ ثَمَّةَ، فَلَقِيَنِي عَلْقَمَةُ وَقَالَ لِي: أَلَمْ تَرَ مَا جَاءَ بِهِ الرَّبِيعُ؟ قَالَ: أَلَمْ تَرَ أَكْثَرَ مَا يَدْعُو النَّاسَ، وَمَا أَقَلَّ إِجَابَتَهُمْ؟ وَذَلِكَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَقْبَلُ إِلَّا النَّاخِلَةَ مِنَ الدُّعَاءِ، قُلْتُ: أَوَلَيْسَ قَدْ قَالَ ذَلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَمَا قَالَ؟ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَا يَسْمَعُ اللّٰهُ مِنْ مُسْمِعٍ، وَلَا مُرَاءٍ، وَلَا لَاعِبٍ، إِلَّا دَاعٍ دَعَا يَثْبُتُ مِنْ قَلْبِهِ، قَالَ: فَذَكَرَ عَلْقَمَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ.

عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ربیع رحمہ اللہ جمعہ کے دن سیدنا علقمہ کے ہاں تشریف لے جاتے۔ اگر میں وہاں نہ ہوتا تو وہ میری طرف پیغام بھیجتے۔ وہ ایک مرتبہ آئے اور میں وہاں نہیں تھا، پھر علقمہ مجھے ملے اور مجھ سے کہا: تمہیں معلوم ہے ربیع کیا لائے؟ اور کہا: کیا تو نے نہیں دیکھا کہ لوگ کتنی زیادہ دعائیں کرتے ہیں اور کتنی کم قبول ہوتی ہیں! اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل خلوص دل والی دعا کے علاوہ کوئی دعا قبول نہیں کرتا۔ میں نے کہا: کیا یہ بات سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نہیں فرمائی؟ انہوں نے کہا: عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا ہے؟ اس نے کہا: عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی شہرت پسند، ریا کار اور کھیلنے والے کی دعا قبول نہیں کرتا۔ دعا اس کی قبول ہوتی ہے جو پختہ ارادے اور دلی یقین سے دعا کرے۔ اس نے کہا: کیا علقمہ کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات یاد آ گئی؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

(٦٠٦) صحيح: أخرجه أحمد في الزهد: ٨٧٦۔ وهناد في الزهد: ٨٧٤.

فوائد و مسائل: ......(۱) اہل علم کو چاہیے کہ وہ ایک دوسرے کے پاس بیٹھیں اور وعظ ونصیحت کرتے رہیں جیسا کہ ربیع اور عقلمہ رحمہ اللہ کے بارے میں آیا ہے۔

(۲) ضروری نہیں کہ لمبی چوڑی دعا ہو تب ہی قبول ہوتی ہے بلکہ بسا اوقات دعا مختصر ہوتی ہے اور قبول ہو جاتی ہے اور کبھی طویل دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔ قبولیت دعا کے لیے معیار اخلاص ہے جس قدر آہ وزاری ہوگی اسی قدر قبولیت کے مواقع بھی زیادہ ہوں گے۔

275...... بَابُ لِيَعْزِمِ الدُّعَاءَ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا مُكْرِهَ لَهُ

پختہ ارادہ کے ساتھ دعا کرنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں

607 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُولُ: إِنْ شِئْتَ، وَلْيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، وَلْيُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَعْظُمُ عَلَيْهِ شَيْءٌ أَعْطَاهُ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو یوں نہ کہے: اگر تو چاہے تو عطا کر دے بلکہ مضبوطی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرے اور بڑی رغبت کے ساتھ دعا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لیے کسی چیز کا عطا کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔''

608 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ............

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمْ فِي الدُّعَاءِ، وَلَا يَقُلِ: اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِي، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ".

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو مضبوط ارادے کے ساتھ دعا کرے اور یوں نہ کہے: اے اللہ اگر تو چاہتا ہے تو مجھے عطا کر دے، بے شک اللہ تعالیٰ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔''

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے قبولیت دعا کا یقین رکھتے ہوئے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ضرور عطا کرے گا۔ شک اور تذبذب کے ساتھ مانگی گئی دعا کم ہی درجہ قبولیت تک پہنچتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے کے گمان کے مطابق ہی اس کے ساتھ معاملہ فرماتا ہے۔

---

(٦٠٧) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الدعوات: ٦٣٣٩۔ ومسلم: ٢٦٧٩۔ وأبو داؤد: ١٤٨٣۔ والترمذي: ٣٤٩٧۔ وابن ماجه: ٣٨٥٤.

(٦٠٨) صحيح: أخرجه البخاري: ٦٣٣٨۔ ومسلم: ٢٦٧٨.

276...... بَابُ رَفْعِ الْأَيْدِي فِي الدُّعَاءِ

دعا میں ہاتھ اٹھانے کا بیان

609 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي............

عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهُوَ وَهْبٌ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَابْنَ الزُّبَيْرِ يَدْعُوَانِ، يُدِيرَانِ بِالرَّاحَتَيْنِ عَلَى الْوَجْهِ.

ابونعیم رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم کو دعا کرتے ہوئے دیکھا، وہ دونوں ہتھیلیوں کو چہرے پر پھیرتے تھے۔

فائدہ: ......دعا میں ہاتھ اٹھانا اور ہتھیلیوں کو منہ کی طرف رکھنا مسنون امر ہے جو بہت سی احادیث سے ثابت ہے، تاہم دعا کے بعد ہاتھ منہ پر پھیرنے کے بارے میں کوئی روایت پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ مذکورہ بالا اثر کی سند بھی ضعیف ہے۔ بعض ائمہ سے اس کا جواز منقول ہے۔

610 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ............

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، زَعَمَ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهَا، أَنَّهَا رَأَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو رَافِعًا يَدَيْهِ يَقُولُ: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ فَلَا تُعَاقِبْنِي، أَيُّمَا رَجُلٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ آذَيْتُهُ أَوْ شَتَمْتُهُ فَلَا تُعَاقِبْنِي فِيهِ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے دیکھا، آپ فرما رہے تھے: ''(اے اللہ) میں بشر ہوں، میرا مواخذہ نہ فرمانا، میں نے جس مسلمان کو بھی اذیت دی ہے یا اسے برا بھلا کہا ہے اس میں میری پکڑ نہ کرنا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا دعا کے آداب میں شامل ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دعاؤں میں ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔

(۲) بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بھی دعا فرمائی کہ باری تعالیٰ جس پر میں نے لعنت کی ہے یا برا بھلا کہا ہے اور وہ مسلمان ہے تو میری یہ بددعا اس کے لیے رحمت بنا دے۔ (صحیح مسلم، ح:۲۶۰۱)

611 - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَدِمَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

(٦٠٩) ضعيف.

(٦١٠) صحيح لغيره: أخرجه أحمد: ٢٥٦٥ـ وعبدالرزاق: ٣٢٤٨ـ وابن راهويه في مسنده: ١٢٠٤ـ ورواه مسلم بمعناه: ٢٦٠٠ـ انظر الصحيحة: ٨٢، ٨٣.

(٦١١) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الجهاد: ٢٩٣٧، ٦٣٩٧ـ وأحمد: ٧٣١٥ـ والحميدي: ١٠٥٠ـ ومسلم: ٢٥٢٤ـ بمعناه.

يَـا رَسُـولَ الـلّـهِ، إِنَّ دَوْسًـا قَدْ عَصَتْ وَأَبَتْ، فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا، فَاسْتَقْبَلَ رَسُولُ الـلّٰـهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَظَنَّ النَّاسُ أَنَّهُ يَدْعُو عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا، وَائْتِ بِهِمْ)).

اللہ کے رسول! دوس قبیلے والوں نے نافرمانی اور انکار کیا ہے، لہٰذا ان کے خلاف دعا فرمائیں۔ رسول اکرم ﷺ قبلہ رخ ہوئے اور ہاتھ اٹھا دیے۔ لوگوں نے سمجھا کہ آپ ان کے لیے بد دعا کرنے لگے ہیں۔ لیکن آپ نے فرمایا: ''اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت عطا فرما اور انہیں ہمارے پاس لے آ۔''

فــائده: ...... طفیل بن عمرو دوسی اپنے قبیلے کے سرکردہ لوگوں میں سے تھے۔ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد واپس گئے اور قوم کو دعوت دی تو انہوں نے انکار کیا۔ دلبرداشتہ ہوکر رسول اکرم ﷺ سے بد دعا کی درخواست کی۔ آپ نے ان کی ہدایت کی دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت عطا فرمائی۔

612 – حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ..........

عَـنْ أَنَـسٍ قَـالَ: قَـحَطَ الْمَطَرُ عَامًا، فَقَامَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَحَطَ الْمَطَرُ، وَأَجْدَبَتِ الْأَرْضُ، وَهَلَكَ الْمَالُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَمَا يُرَى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَـحَـابَةٍ، فَـمَـدَّ يَـدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْـطَيْـهِ يَسْتَسْقِي اللّٰهَ، فَمَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ حَتَّـى أَهَـمَّ الشَّـابَّ الْقَرِيبَ الدَّارِ الرُّجُوعُ إِلَـى أَهْـلِـهِ، فَـدَامَتْ جُمُعَةٌ، فَلَمَّا كَانَتِ الْـجُمُعَةُ الَّتِي تَلِيهَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ، وَاحْتَبَسَ الرُّكْبَانُ فَتَبَسَّمَ لِسُـرْعَةِ مَلَالِ ابْـنِ آدَمَ وَقَالَ بِيَدِهِ: ((اللّٰهُمَّ حَـوَالَيْـنَـا، وَلَا عَـلَيْنَا))، فَتَكَشَّطَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سال بارش رک گئی اور قحط پڑ گیا تو جمعہ والے دن مسلمانوں میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور نبی ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بارش رک گئی ہے، زمین خشک ہوگئی ہے اور مال مویشی ہلاک ہو رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے (دوران خطبہ ہی) اپنے ہاتھ اٹھائے، جبکہ اس وقت آسمان پر کوئی بادل دکھائی نہیں دیتا تھا، اور آپ نے اپنے ہاتھوں کو اس قدر اونچا اٹھایا کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی، آپ نے اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کی۔ ابھی ہم نے نماز جمعہ ادا نہیں کی تھی کہ بارش کی وجہ سے قریب گھر والے نوجوان کو گھر جانے کی فکر دامن گیر ہوگئی۔ پھر یہ بارش اگلے جمعہ تک مسلسل ہوتی رہی۔ اگلا جمعہ آیا تو اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! گھر منہدم ہوگئے، سوار رکے ہوئے ہیں۔ آپ ابن آدم کے جلدی اکتا جانے پر مسکرائے اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا: ''اے اللہ ہمارے آس پاس بارش برسا، ہم پر نہیں۔'' تو مدینہ سے بادل چھٹ گئے۔

(٦١٢) صحيح: أخرجه النسائي: كتاب الاستسقاء: ١٥٢٥۔ ومعناه في البخاري: ١٠١٣۔ ومسلم: ٨٩٧۔ وأبي داؤد: ١١٧٤۔ والنسائي: ١٥١٥۔ انظر الإرواء: ٢/ ١٤٤، ١٤٥.

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ دوران خطبہ بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے جائز ہیں، خصوصاً بارش طلب کرنے کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مسنون امر ہے۔

(۲) بارش اگر زیادہ ہو اور نقصان کا باعث بن رہی ہو تو اس کے لیے بھی دعا کی جا سکتی ہے لیکن اس کا ادب یہ ہے کہ بارش رکنے کی دعا کی بجائے یوں دعا کرنی چاہیے کہ باری تعالیٰ جہاں ضرورت ہے اسے وہاں لے جا، ایسا نہیں کہنا چاہیے کہ یا اللہ اسے روک دے کیونکہ رحمت کے روکنے کی التجا حسن ادب کے خلاف ہے۔ اور بارش بالکل روکنے کی دعا سے، اس کے ضرورت مند علاقے بارانِ رحمت سے محروم ہو جائیں گے جو کسی طور پر مناسب نہیں۔

(۳) اس سے رسول اکرم ﷺ کا معجزہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ کی دعا سے فوراً بارش شروع ہوگئی اور پھر آپ کی التجا سے فوراً بادل بھی چھٹ گئے۔

(۴) اس سے معلوم ہوا کہ کسی بزرگ سے دعا کروانا مسنون امر ہے، خصوصاً آفات وغیرہ میں دعا کروائی جا سکتی ہے۔

(۵) جب کوئی دعا کرنے کی درخواست کرے تو اسے فوراً بھی پورا کیا جا سکتا ہے اور تاخیر سے بھی دعا کی جا سکتی ہے جیسا کہ دوسری روایات سے ثابت ہے۔

613 - حَدَّثَنَا الصَّلْتُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ............

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهَا، أَنَّهَا رَأَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو رَافِعًا يَدَيْهِ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ فَلَا تُعَاقِبْنِي، أَيُّمَا رَجُلٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ آذَيْتُهُ أَوْ شَتَمْتُهُ فَلَا تُعَاقِبْنِي فِيهِ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے دیکھا، آپ فرما رہے تھے: اے اللہ میں بشر ہوں، لہٰذا میرا مواخذہ نہ فرمانا۔ میں نے جس مومن کو تکلیف پہنچائی یا برا بھلا کہا اس کے بارے میں مجھے نہ پکڑنا۔''

فائدہ: ......دیکھیے، حدیث ۶۱۰ کے فوائد۔

614 - حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ الصَّوَّافُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ............

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ عَمْرٍو قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ لَكَ فِي حِصْنٍ وَمَنَعَةٍ، حِصْنِ دَوْسٍ؟

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو نے نبی ﷺ سے عرض کیا: کیا آپ قبیلہ دوس کے قلعہ اور حفاظت میں رہائش اختیار کرنا پسند فرمائیں گے؟ راوی کہتے

(٦١٣) صحيح: انظر حديث، رقم: ٦١٠.

(٦١٤) ضعيف: رواه أحمد: ٣/٣٧٠، ٣٧١ـ والطحاوي في المشكل: ١/ ٧٤ـ وأبو عوانه: ١/ ٤٧ـ وأبو نعيم في الحلية: ٦/ ٢٦١ـ والبيهقي في السنن: ٨/١٧ـ وفي الدلائل: ٥/ ٢٦٤ـ من طرق عن سليمان به دون الزيادة.

قَالَ: فَأَبَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِمَا ذَخَرَ اللّٰهُ لِلْأَنْصَارِ، فَهَاجَرَ الطُّفَيْلُ، وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ، فَمَرِضَ الرَّجُلُ فَضَجِرَ - أَوْ كَلِمَةٌ شَبِيهَةٌ بِهَا - فَحَبَا إِلَى قَرْنٍ، فَأَخَذَ مِشْقَصًا فَقَطَعَ وَدَجَيْهِ فَمَاتَ، فَرَآهُ الطُّفَيْلُ فِي الْمَنَامِ قَالَ: مَا فُعِلَ بِكَ؟ قَالَ: غُفِرَ لِي بِهِجْرَتِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا شَأْنُ يَدَيْكَ؟ قَالَ: فَقِيلَ: إِنَّا لَا نُصْلِحُ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ مِنْ يَدَيْكَ، قَالَ: فَقَصَّهَا الطُّفَيْلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ))، وَرَفَعَ يَدَيْهِ.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انکار فرما دیا کیونکہ یہ اعزاز اللہ تعالیٰ نے انصار کے لیے ذخیرہ کر دیا تھا۔ پھر طفیل اور ان کی قوم کے آدمی نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو وہ آدمی بیمار پڑ گیا اور تنگ دل ہو گیا یا راوی نے اس طرح کا کوئی کلمہ کہا۔ چنانچہ وہ گھسٹ کر ترکش کی طرف گیا اور ایک تیر نکال کر اس سے اپنی گردن کی رگیں کاٹ دیں اور مر گیا۔ طفیل رضی اللہ عنہ نے اسے خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا: تیرے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ اس نے کہا: نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی برکت سے مجھے معاف کر دیا گیا۔ انہوں نے کہا: تیرے ہاتھوں کا کیا مسئلہ ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے کہا گیا: جو تو نے اپنے ہاتھوں سے بگار پیدا کیا ہے ہم اس کو درست نہیں کریں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ طفیل رضی اللہ عنہ نے یہ خواب نبی ﷺ سے بیان کیا ہے تو آپ نے یوں دعا فرمائی: ''اے اللہ اس ہاتھوں کو بھی بخش دے۔'' اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دعا میں اٹھائے۔

فائدہ: ...... یہ روایت الفاظ کے قدرے اختلاف سے صحیح مسلم، الایمان، حدیث: ۱۶۷ میں بھی ہے۔ اس میں ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں ہے۔ اسی طرح وَدَجَیْـــــہ کی جگہ براجمہ ''ہاتھوں کے جوڑ کاٹ دیئے'' کے الفاظ ہیں جو سیاق و سباق کے زیادہ قریب معلوم ہوتے ہیں۔

اس لیے شیخ البانی رحمہ اللہ نے الادب المفرد کی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

615 - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ..........

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ)).

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہوئے یوں دعا کرتے تھے: اے اللہ میں کاہلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، بزدلی سے تیری پناہ کا طالب ہوں اور میں پناہ مانگتا ہوں زیادہ بوڑھا ہونے سے اور پناہ مانگتا ہوں بخل سے۔''

(٦١٥) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الدعوات: ٦٣٧١ـ ومسلم، كتاب الذكر والدعاء: ٥٠، ٢٧٠٦ـ وأبو داؤد: ١٥٤٠ـ والترمذي: ٣٥٨٥ـ والنسائي: ٥٤٥٢.

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے مسنون ضرور ہیں لیکن ضروری ہرگز نہیں، خصوصاً جن موقعوں پر رسول اکرم ﷺ نے نہیں اٹھائے جیسے صبح و شام کے اذکار میں تو وہاں نہ اٹھانا ہی سنت ہے۔ حدیث میں جن چار چیزوں سے پناہ مانگی گئی ہے یہ انسان کی شخصیت کو گہنا دیتی ہیں اور بندہ بے کار ہو جاتا ہے۔ سستی اور کاہلی منافقین کی صفت بتائی گئی ہے، بزدلی عظیم کارناموں کی انجام دہی میں رکاوٹ بنتی ہے اور ایسا بڑھاپا جس سے قویٰ انسانی جواب دے جائیں سوائے ذلت کے کچھ نہیں ہوتا اور بخل ہر حوالے سے مذموم ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا: "ای داءٍ ادوء من البخل" بخل سے بڑھ کر کون سی بیماری ہے؟ (بخاری: ۴۳۸۳)

616 - حَدَّثَنَا خَلِيفَةُ بْنُ خَيَّاطٍ قَالَ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِي".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس سے معاملہ کرتا ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث میں حکم دیا گیا ہے کہ بندہ اپنے پروردگار کو یقین کامل سے پکارے اور جس چیز کی دعا کر رہا ہے اس کے ملنے کا یقین رکھے۔ اگر یقین پختہ ہوگا تو حصول مراد بھی یقینی ہوگا ورنہ دعا بے فائدہ ہوگی۔

(۲) اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرح نہیں ہے۔ وہ عرش پر مستوی ہوتے ہوئے نزول بھی فرماتا ہے اور متقین و محسنین کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معیت کے بارے کہنا کہ وہ علم کے لحاظ سے ساتھ ہے۔ یہ کیفیت بیان کرنا ہے جبکہ ہم کیفیت نہیں جانتے۔ اگر معیت کا معنی علم کے لحاظ سے ساتھ ہونا مراد لیا جائے تو یہ معیت اور صفتِ علم ایک چیز ہوئی جبکہ معیت اللہ تعالیٰ کی الگ اور مستقل صفت ہے۔ اس لیے صحیح تر رائے یہ ہے کہ معیت کا معنی ساتھ کیا جائے اور اس کی کیفیت کو اللہ کے سپرد کیا جائے جیسے اللہ کی صفت یَدٌ، عَيْن ساق وغیرہا کو ہم تسلیم کرتے اور اس کی کیفیت بیان نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے اعتبار سے عرش پر مستوی ہے اور اپنے علم کے اعتبار سے ہر جگہ ہے، یعنی عرش پر ہوتے ہوئے اسے ہر چیز کا علم ہے، بندہ جب اور جہاں اسے پکارے وہ اس کی پکار کر سنتا ہے بشرطیکہ قبولیت دعا میں کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو، مثلاً مال حرام ہو یا نافرمانی کی دعا ہو تو پھر وہ رد کر دی جاتی ہے۔

(٦١٦) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب التوحيد: ٧٤٠٥- نحوه و مسلم: ٢٦٧٥- والترمذي: ٢٣٨٨- وابن ماجه: ٣٨٢٢- انظر الصحيحة: ٢٩٤٢.

277...... بَابُ سَيِّدِ الِاسْتِغْفَارِ

سید الاستغفار کا بیان

617 – حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ..........

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "سَيِّدُ الِاسْتِغْفَارِ: اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ، وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ إِذَا قَالَ حِينَ يُمْسِي فَمَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ - أَوْ: كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ - وَإِذَا قَالَ حِينَ يُصْبِحُ فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ ......" مِثْلَهُ.

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سید الاستغفار یہ ہے: اللّٰهم أنت ربی...... اے اللہ تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اور تیرے عہد اور وعدے پر اپنی استطاعت کے مطابق قائم ہوں، تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی معترف ہوں، لہٰذا مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔ میں نے جو گناہ کیے ہیں ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ جب شام کے وقت یہ کلمات صدق دل سے کہے اور فوت ہو جائے تو جنت میں داخل ہوگا'' یا فرمایا: وہ اہل جنت میں سے ہوگا۔ اور جب صبح کہے اور اسی دن فوت ہو جائے تو بھی یہی اجر ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اللہ تعالیٰ کی توحید اور احکام کا معترف شخص صدق دل سے جب ان کلمات کے ذریعے سے استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو معاف فرما دیتا ہے کیونکہ ان کلمات میں بندہ اپنی عبدیت، عاجزی اور خطا کار ہونے کا ذکر کرتا ہے اور اقرار بھی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و بڑائی کے ساتھ ساتھ اپنی التجاؤں کا محور اسی ایک ذات کو باور کراتا ہے اور یہی چیز اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے مغفرت کے لیے چار شرطیں رکھیں ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى﴾

''میں بہت زیادہ بخشنے والا ہوں اس شخص کو جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل صالح کیا، پھر ہدایت والا راستہ اختیار کیا۔''

گویا ایمان، توبہ، مستقبل میں اچھے عمل اور پھر نیکی والی زندگی چار بنیادی شرطیں ہیں اور سید الاستغفار میں بندہ ان

(٦١٧) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الدعوات: ٦٣٢٣ـ والترمذي: ٣٣٩٣ـ والنسائي: ٥٥٢٢ـ انظر الصحيحة: ١٧٤٧.

چاروں باتوں کا اقرار کرتا ہے۔

(۳) بعض علماء نے توبہ اور استغفار میں یہ فرق کیا ہے کہ توبہ پہلے کیے پر معافی طلب کرنا اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرنا ہے جبکہ استغفار میں سابقہ گناہ کی بخشش کا سوال ہوتا ہے مستقبل میں نہ کرنے کا عزم اس میں داخل نہیں۔ (فضل اللہ الصمد، حدیث مذکورہ)

618 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، عَنِ ابْنِ سُوقَةَ، عَنْ نَافِعٍ............

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ فِي الْمَجْلِسِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((رَبِّ اغْفِرْ لِي، وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ)) مِائَةَ مَرَّةٍ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مجلس میں شمار کرتے آپ یہ دعا سو مرتبہ پڑھتے: "رب اغفرلی......" "اے میرے رب مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما، بے شک تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا بے حد رحم کرنے والا ہے۔"

فوائد و مسائل: ......(۱) بندے کا استغفار کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے استغفار پر اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے، اس لیے انسان کو چاہیے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا رہے۔

(۲) انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر اگلی پچھلی خطاؤں کو معاف کر دیا ہے، اس کے باوجود کثرت سے آپ کا استغفار کرنا اظہار عبودیت اور عجز و انکسار کا اعتراف ہے، نیز امت کے لیے اس میں ترغیب ہے۔

619 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ زَاذَانَ...........

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الضُّحَى ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ))، حَتَّى قَالَهَا مِائَةَ مَرَّةٍ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز پڑھی، پھر یہ دعا پڑھتے رہے: اللهم اغفرلی وتب...... "اے اللہ مجھے معاف فرما اور میری توبہ قبول فرما، بے شک تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا بے حد رحم کرنے والا ہے۔" یہاں تک کہ آپ نے سو مرتبہ یہ دعا پڑھی۔

(٦١٨) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الوتر، باب في الاستغفار: ٧٥١٦ـ والترمذي: ٣٤٣٤ـ والنسائي في الكبرىٰ: ١٠٢١٩ـ وابن ماجه: ٣٨١٤ـ انظر الصحيحة: ٥٥٦.

(٦١٩) صحيح: أخرجه النسائي في الكبرىٰ: ٩٨٥٥.

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ درج بالا کلمات اگرچہ سید الاستغفار نہیں لیکن توبہ واستغفار کے یہ کلمات بھی نہایت فضیلت پر مبنی ہیں۔ نیز معلوم ہوا کہ ذکر واذکار کے لیے کسی خاص ہیئت کی ضرورت نہیں۔

620 - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ الْعَدَوِيُّ قَالَ............

حَدَّثَنِي شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "سَيِّدُ الِاسْتِغْفَارِ أَنْ يَقُولَ: اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ، وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ"، قَالَ: ((مَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا، فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا، فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)).

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سید الاستغفار بندے کا یہ کہنا ہے: اے اللہ تو میرا رب ہے، تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرے عہد اور وعدے پر حسب استطاعت قائم ہوں اور میں اپنے اعمال کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تیری نعمتوں کا اعتراف کرتا ہوں اور تیرے حضور اپنے گناہوں کا معترف ہوں، لہٰذا تو میرے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا۔'' جس نے دن کے وقت یقین کے ساتھ یہ کلمات کہہ لیے اور اسی دن شام سے پہلے فوت ہو گیا تو وہ اہل جنت سے ہوگا۔ اور جس نے رات کے وقت یہ کلمات کہے اور وہ ان پر یقین رکھتا ہو اور وہ صبح سے پہلے پہلے فوت ہو گیا تو وہ اہل جنت سے ہوگا۔

فائدہ: ......دیکھیے حدیث: ٦١٧ کے فوائد۔

621 - حَدَّثَنَا حَفْصٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، سَمِعْتُ الْأَغَرَّ، رَجُلٌ مِنْ جُهَيْنَةَ............

يُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ، فَإِنِّي أَتُوبُ إِلَيْهِ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ)).

جہینہ قبیلے کا اغر صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کرتا ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو، بلاشبہ میں ہر روز سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔''

---

(٦٢٠) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الدعوات: ٦٣٠٦ـ والترمذي: ٣٣٩٣ـ والنسائي: ٥٥٢٢ـ انظر الصحيحة: ١٧٤٧.

(٦٢١) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الذكر والدعاء: ٢٧٠٢ـ انظر الصحيحة: ١٤٥٢.

فوائد و مسائل: ......(۱) اس روایت میں کثرت کے ساتھ توبہ واستغفار کرنے کی ترغیب ہے۔ ایک روایت میں ہے، آپ نے فرمایا:

((إنه لَيُغَانُ عَلٰى قلبي، وإني لأستغفر الله في اليوم مائة مرةٍ))

(صحيح مسلم، الذكر والدعاء، حديث: ٢٧٠٢)

''بلاشبہ میرے دل پر بھی بسا اوقات پردہ آجاتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے ایک دن میں سو سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔''

اس لیے بندے کو چاہیے کہ ہر وقت اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی کا طلب گار رہے۔

(۲) جو اذکار آپ مخصوص تعداد میں پڑھتے تھے انہیں مخصوص عدد کے ساتھ پڑھنا ہی افضل اور مسنون ہے۔ خود ساختہ مخصوص اذکار اور وظیفوں سے احتراز کرنا چاہیے۔

622 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى..........

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، مِائَةَ مَرَّةٍ رَفَعَهُ ابْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ وَعَمْرُو بْنُ قَيْسٍ.

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند تسبیحات جو آگے پیچھے آنے والی ہیں، ان کا قائل کبھی محروم نہیں رہتا، وہ یہ ہیں ''سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر''، سو مرتبہ۔ ابن ابی انیسہ اور عمرو بن قیس نے اس کو مرفوعاً بیان کیا ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ان تسبیحات سے مراد یہ ہے کہ جو شخص انہیں سوتے وقت یا نماز کے بعد پڑھتا ہے جیسا کہ آپ کا معمول تھا اور آپ نے فقراء مہاجرین کو بھی سکھائی تھیں تو وہ کبھی گھاٹے میں نہیں رہتا۔ اس لیے ان کا ورد ضرور کرنا چاہیے اور انہیں اپنی مصروفیات کا حصہ بنانا چاہیے۔

(۲) یہ اذکار تین طرح سے پڑھے جاسکتے ہیں:

- سبحان اللہ، الحمد للہ تینتیس تینتیس مرتبہ اور اللہ اکبر چونتیس مرتبہ۔
- مذکورہ تینوں کلمات تینتیس تینتیس مرتبہ اور ایک مرتبہ لا اله الا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيءٍ قدير۔ (مسلم:۱۳۵۲)
- سبحان اللہ، الحمد اللہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ پچیس پچیس مرتبہ۔

---

(٦٢٢) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب المساجد: ١٤٤، ٥٩٦ـ والترمذي: ٣٤١٢ـ والنسائي: ١٣٤٩ـ انظر الصحيحة: ١٠٢.

278...... بَابُ دُعَاءِ الْأَخِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ

بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرنا

623 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ............

سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَسْرَعُ الدُّعَاءِ إِجَابَةً دُعَاءُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ)).

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے جلد قبول ہونے والی دعا وہ ہے جو کسی شخص کی دعا کسی دوسرے کے لیے اس کی عدم موجودگی میں کی جائے۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم مسلمان کے لیے اس کی عدم موجودگی میں کی گئی دعا کی قبولیت صحیح احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

624 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ شَرِيكٍ الْمُعَافِرِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيَّ، أَنَّهُ سَمِعَ الصُّنَابِحِيَّ............

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِنَّ دَعْوَةَ الْأَخِ فِي اللّٰهِ تُسْتَجَابُ.

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دینی بھائی کی دعا اپنے دینی بھائی کے بارے میں قبول ہوتی ہے۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ جن دو افراد کا تعلق اور بھائی چارہ دین کی وجہ سے ہو، کوئی اور رشتہ داری نہ ہو تو ان کی دعا ایک دوسرے کے حق میں قبول ہوتی ہے، دوسرے لفظوں میں جن کی محبت اللہ کے لیے ہو کوئی دنیاوی مفاد نہ ہو ان کی ایک دوسرے کے حق میں دعا قبول ہوتی ہے۔ گویا قبولیت دعا کے اسباب میں اللہ کے لیے محبت اور تعلق بھی ہے۔

625 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي غَنِيَّةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ............

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ، وَكَانَتْ تَحْتَهُ الدَّرْدَاءُ بِنْتُ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَدِمْتُ عَلَيْهِمُ الشَّامَ، فَوَجَدْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ فِي الْبَيْتِ، وَلَمْ أَجِدْ أَبَا الدَّرْدَاءِ، قَالَتْ: أَتُرِيدُ الْحَجَّ الْعَامَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ،

سیدنا صفوان بن عبداللہ بن صفوان سے روایت ہے، اور ان کے نکاح میں سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کی بیٹی درداء تھی، وہ کہتے ہیں کہ میں ان کے پاس شام آیا تو گھر میں ام درداء تھیں جبکہ ابو درداء رضی اللہ عنہ وہاں موجود نہیں تھے۔ ام درداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تم اس سال حج پر جا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں!

---

(٦٢٣) ضعيف: أخرجه أبو داؤد، كتاب الوتر، باب الدعاء بظهر الغيب: ١٥٣٥ـ والترمذي: ١٩٨٠ـ انظر المشكاة: ٢٢٤٧.

(٦٢٤) صحيح: أخرجه ابن وهب في الجامع: ١٦١ـ والدولابي في الكنى: ٣/ ٩٥٩ـ والبيهقي في الشعب: ٨٦٤٠.

(٦٢٥) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الذكر والدعاء: ٨٨، ٢٧٣٣ـ وابن ماجه: ٢٨٩٥ـ انظر الصحيحة: ١٣٩٩.

قَالَتْ: فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا بِخَيْرٍ ، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: "إِنَّ دَعْوَةَ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ مُسْتَجَابَةٌ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ، كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ: آمِينَ ، وَلَكَ بِمِثْلٍ"، قَالَ: فَلَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فِي السُّوقِ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ، يَأْثُرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

انہوں نے فرمایا: پھر ہمارے لیے بھی خیر کی دعا کرنا۔ کیونکہ نبی ﷺ فرماتے تھے: ''بلاشبہ مسلمان آدمی کی دعا جو وہ اپنے بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں کرتا ہے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ جب وہ دعا کرتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے سر کے پاس مقرر کر دیا جاتا ہے۔ جب بھی وہ اپنے بھائی کے لیے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو وہ کہتا ہے: آمین اور تجھے بھی ایسا ہی ملے۔'' وہ کہتے ہیں کہ پھر بازار میں مجھے سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ ملے تو انہوں نے اسی طرح کی بات کی اور نبی ﷺ سے اس حدیث کو بیان کیا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) کسی کی عدم موجودگی میں کی گئی دعا میں اخلاص زیادہ ہوتا ہے۔ ریا کاری اور دیگر مقاصد نہیں ہوتے اس سے لیے وہ دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ نیز فرشتے کے آمین کہنے سے بھی قبولیت کے اسباب بڑھ جاتے ہیں۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ کسی سے دعا کروانا جائز ہے، خصوصاً جب کوئی نیکی کی راہ میں جا رہا ہو تو اس سے مطالبہ کیا جاسکتا ہے۔

(۳) فرشتے اللہ تعالیٰ کے مقرب اور برگزیدہ ہیں جو کبھی اللہ تعالیٰ کی معصیت نہیں کرتے۔ ان کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے اس لیے دوسروں کے لیے دعا کثرت سے کرنی چاہیے تا کہ فرشتے انسان کے لیے دعا کریں۔

626 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، وَشِهَابٌ ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِمُحَمَّدٍ وَحْدَنَا ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَقَدْ حَجَبْتَهَا عَنْ نَاسٍ كَثِيرٍ)) .

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دعا کی: اے اللہ صرف مجھے اور محمد ﷺ کو بخش دے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اپنی دعا کو بہت سے لوگوں سے روک لیا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس دعا کی تفصیل اس طرح ہے کہ ایک دیہاتی آیا اور رسول اکرم ﷺ کے

---

(٦٢٦) صحيح: أخرجه أحمد: ٦٨٤٩ـ وابن حبان: ٩٨٦ـ الإرواء: ١٧١ـ البخاري، كتاب الادب، باب رحمة الناس والبهائم، عن أبي هريره: ٦٠١٠.

ساتھ نماز پڑھنے لگا تو اس نے دعا کی کہ ''اے اللہ مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرمانا۔ نبی ﷺ نے اسے تنبیہ کی اور فرمایا: ''تو نے اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کو محدود کر دیا ہے۔''

(صحیح البخاری، الادب، حدیث: ٦٠١٠)

مطلب یہ تھا کہ اس کی رحمت کون سی کم ہے کہ اوروں پر کرے گا تو ہم سے کم ہو جائے گی۔ ایک صحیح روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصوں میں سے ایک حصہ دنیا میں مخلوق کو دیا ہے جس کی بنا پر بندے اور حیوانات ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں، ننانوے حصے اس کے پاس ہیں تو اس کی رحمت کا کیا کمال ہوگا۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ دعا میں بخل سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ اپنے ساتھ دوست احباب اور ہر مسلمان کے لیے دعائے خیر کرنی چاہیے۔ کیونکہ دوسروں کے لیے مانگی گئی ہر خیر اللہ تعالیٰ مانگنے والوں کو عطا کرتا ہے۔

627 - حَدَّثَنَا جُنْدَلُ بْنُ وَالِقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ............

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْمَجْلِسِ مِائَةَ مَرَّةٍ: ((رَبِّ اغْفِرْ لِي، وَتُبْ عَلَيَّ، وَارْحَمْنِي، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ)).

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو ایک مجلس میں سو مرتبہ یوں استغفار کرتے ہوئے سنا: ''اے پروردگار مجھے بخش دے، میری توبہ قبول فرما اور مجھ پر رحم فرما بلاشبہ تو ہی توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

فائدہ: ......دیکھیے، حدیث: ٦١٨ کے فوائد۔

279...... بَابٌ بلاعنوان

628 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ يَعِيشَ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ............

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنِّي لَأَدْعُو فِي كُلِّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِي حَتَّى أَنْ يُفْسِحَ اللَّهُ فِي مَشْيِ دَابَّتِي، حَتَّى أَرَى مِنْ ذَلِكَ مَا يَسُرُّنِي

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں اپنے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں حتی کہ اس میں بھی کہ وہ میری سواری کے چلنے میں وسعت پیدا فرما دے۔ یہاں تک کہ میں اس میں وہ چیز دیکھتا ہوں جو مجھے خوش کر دیتی ہے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند کمزور ہے، تاہم دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے کہ انسان کو ہر چیز اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہیے۔ اور چھوٹی سے چھوٹی چیز مانگتے ہوئے بھی شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے۔

---

(٦٢٧) صحيح: انظر الحديث، رقم: ٦١٨.

(٦٢٨) ضعیف: اس کی سند میں محمد بن اسحاق مدلس ہے اور ''عَنْ'' کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

629 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُهَاجِرٌ أَبُو الْحَسَنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونِ الْأَوْدِيِّ..........

عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ فِيمَا يَدْعُو: اللّٰهُمَّ تَوَفَّنِي مَعَ الْأَبْرَارِ، وَلَا تُخَلِّفْنِي فِي الْأَشْرَارِ، وَأَلْحِقْنِي بِالْأَخْيَارِ.

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنی دعا میں یوں کہا کرتے تھے: اے اللہ مجھے نیک لوگوں کے ساتھ فوت فرمانا اور مجھے برے لوگوں کے ساتھ پیچھے نہ چھوڑ دینا اور مجھے اچھے لوگوں کے ساتھ ملانا۔

فائدہ: ......انسان کو قیامت کے دن اسی حالت میں اٹھایا جائے گا جس حالت میں وہ فوت ہوا اس لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نیکوں کے ساتھ موت کی دعا کرتے تا کہ قیامت کے روز انہی کے ساتھ حشر ہو۔ اور فرماتے کہ باری تعالیٰ مجھے برے احباب سے بچانا، ایسا نہ ہو کہ اچھے لوگ فوت ہو جائیں اور مجھے برے لوگوں کے ساتھ رہنا پڑے۔ اور مجھے ایسے نیک اعمال کی توفیق عطا فرما اور انہیں قبولیت دے جن کے ذریعے سے میں نیکوں کے ساتھ جا ملوں۔

630 - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ..........

حَدَّثَنَا شَقِيقٌ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُكْثِرُ أَنْ يَدْعُوَ بِهَؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ: رَبَّنَا أَصْلِحْ بَيْنَنَا، وَاهْدِنَا سَبِيلَ الْإِسْلَامِ، وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ، وَاصْرِفْ عَنَّا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَبَارِكْ لَنَا فِي أَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُلُوبِنَا وَأَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا، وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، وَاجْعَلْنَا شَاكِرِينَ لِنِعْمَتِكَ، مُثْنِينَ بِهَا، قَائِلِينَ بِهَا، وَأَتِمْهَا عَلَيْنَا.

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کثرت سے یہ دعا فرمایا کرتے: اے اللہ ہمارے معاملات کی اصلاح فرما اور ہمیں راہ اسلام کی ہدایت دے اور ہمیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نجات عطا فرما اور ہمیں ظاہر و باطن ہر قسم کی بے حیائی اور بری باتوں سے دور رکھ اور ہمارے لیے ہمارے کانوں، ہماری آنکھوں، ہمارے دلوں اور ہمارے بیوی بچوں میں برکت عطا فرما۔ اور ہماری توبہ قبول فرما یقیناً تو ہی توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر کرنے والا، ان کی تعریف کرنے والا اور ان کا اقرار کرنے والا بنا دے اور ہم پر اپنی نعمت کو پورا فرما۔

فائدہ: ......سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس دعا میں دنیا و آخرت کی خیر اور بھلائی طلب کی گئی ہے۔ جب بندے

---

(٦٢٩) صحيح: أخرجه البخاري في تاريخه الكبير: ٦/ ٣٤٩۔ وابن سعد في الطبقات: ٣/ ٣٣١.

(٦٣٠) صحيح: أخرجه ابن أبي شيبة: ٦/ ٦٧۔ والطبراني في الدعاء: ١٤٣٠۔ ورواه ابو داؤد عنه مرفوعًا: ٩٦٩۔ انظر ضعيف أبي داؤد: ١٧٢.

کے معاملات درست ہوں، اسلام کی توفیق بھی مل جائے اور کفر وشرک کے اندھیروں سے بھی انسان بچ جائے، نیز پاکدامنی کی زندگی نصیب ہو اور تمام اعضاء اور اہل وعیال بھی صحیح سالم ہوں۔ رب مہربان ہو، نعمتوں کا شکر بھی انسان ادا کرنے والا اور مذکورہ تمام چیزیں بدرجہ اتم ہوں تو اس کے بعد کیا باقی رہ جاتا ہے جس کی ضرورت ہو۔

631 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ............

عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: كَانَ أَنَسٌ إِذَا دَعَا لِأَخِيهِ يَقُولُ: جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ صَلَاةَ قَوْمٍ أَبْرَارٍ لَيْسُوا بِظَلَمَةٍ وَلَا فُجَّارٍ، يَقُومُونَ اللَّيْلَ، وَيَصُومُونَ النَّهَارَ.

ثابت رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ جب اپنے کسی بھائی کے لیے دعا کرتے تو یوں کہتے: اللہ اسے نیک لوگوں کی دعاؤں کا حق دار بنائے جو نہ ظالم ہوں اور نہ بدکار جو راتوں کو قیام کرتے ہوں اور دن کو روزہ رکھتے ہوں۔

فائدہ: ...... یہ روایت مرفوعاً بھی ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے لیے بہت زیادہ دعا کرتے تو انہی کلمات کے ساتھ کرتے۔ (الصحیحۃ للالبانی، ح: ۱۸۱۰) نیز اس روایت سے معلوم ہوا کہ جو شخص چاہتا ہے اس کی دعا قبول ہو اسے قیام اللیل اور روزوں کا اہتمام کرنا چاہیے یا ایسی صفات کے حامل لوگوں سے دعا کروانی چاہیے۔ اس کے برعکس فسق و فجور اور ظلم قبولیت دعا میں رکاوٹ ہے۔

632 - حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ............

سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ يَقُولُ: ذَهَبَتْ بِي أُمِّي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَسَحَ عَلَى رَأْسِي، وَدَعَا لِي بِالرِّزْقِ.

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میری ماں مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے رزق کی دعا فرمائی۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ کسی بزرگ سے بچوں کے لیے دعا کروائی جاسکتی ہے اور اس غرض کے لیے کسی کے پاس جانا جائز ہے۔ نیز علماء کو چاہیے کہ اگر کوئی چھوٹا بچہ ان کے پاس آئے تو اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیریں اور اس کے لیے دعا کریں۔

633 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّومِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي............

(٦٣١) صحيح موقوفا وقد صح مرفوعا۔ الصحيحة: ١٨١٠۔ أخرجه ابن السني في عمل اليوم: ٢٠٢۔ وأبو نعيم في الحلية: ٢/ ٣٤۔ والبزار: ١٣/ ١٣٧۔ ورواه مرفوعًا عبد بن حميد: ١٣٦٠.

(٦٣٢) صحيح: أخرجه البخاري في الكبير: ٣/ ١٩٠۔ وأبو يعلى: ١٤٥٢۔ وابن عاصم في الآحاد والمثاني: ٧١٧۔ انظر الصحيحة: ٢٩٤٣۔ والعلل لابن أبي حاتم: ٦/ ٣٥٣.

(٦٣٣) صحيح: ورواه ابن حبان: ٢/ ١٤٥، ٩٣٤۔ من طريق أبي يعلى وهذا في مسنده: ٦/ ١٢٥، ٣٣٩٧۔ بسند صحيح عن ثابت وابن أبي شيبة: ٦/ ٧٧.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قِيلَ لَهُ: إِنَّ إِخْوَانَكَ أَتَوْكَ مِنَ الْبَصْرَةِ - وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِالزَّاوِيَةِ - لِتَدْعُوَ اللّٰهَ لَهُمْ، قَالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا، وَارْحَمْنَا، وَآتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، فَاسْتَزَادُوهُ، فَقَالَ مِثْلَهَا، فَقَالَ: إِنْ أُوتِيتُمْ هَذَا، فَقَدْ أُوتِيتُمْ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا کہ آپ کے کچھ بھائی بصرہ سے آپ کے پاس آئے ہیں تا کہ آپ ان کے لیے دعا کریں۔ حضرت انس ان دنوں زاویہ مقام پر تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یوں دعا کی: اے اللہ ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ انہوں نے مزید دعا کی درخواست کی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے پھر اسی طرح دعا کی اور فرمایا: اگر تمہیں یہ مل گیا تو تمہیں دنیا وآخرت کی خیر مل گئی۔

فائدہ: ...... یہ دعا بہت عظیم اور جامع مانع ہے۔ یہ دعا مانع اس لحاظ سے ہے کہ اس میں کہا گیا ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں "حسنة" بھلائی عطا کر، گویا جو چیز ظاہری طور پر اچھی ہے اور حقیقت میں اچھی نہیں اس کو اللہ کے سپرد کر کے کہا گیا ہے کہ اے اللہ اگر یہ چیز اچھی ہے یا جب یا جتنی اچھی ہے عطا کر ورنہ اس سے مجھے دور رکھ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیشتر یہ دعا پڑھا کرتے تھے اور طواف کے دوران بھی ان الفاظ سے دعا کرتے تھے۔ اللہ کی بخشش، اس کی رحمت اور دنیا وآخرت کی بھلائی مل جائے تو مزید کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ نیز معلوم ہوا کہ کسی نیک بزرگ سے دعا کروانے کے لیے جانا جائز ہے۔

634 - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَبِيعَةَ سِنَانٌ قَالَ..........

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُصْنًا فَنَفَضَهُ فَلَمْ يَنْتَفِضْ، ثُمَّ نَفَضَهُ فَلَمْ يَنْتَفِضْ، ثُمَّ نَفَضَهُ فَانْتَفَضَ، قَالَ: ((إِنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدَ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، يَنْفُضْنَ الْخَطَايَا كَمَا تَنْفُضُ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا))

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹہنی پکڑی اور اسے جھاڑا تو اس کے پتے نہ جھڑے پھر اسے جھاڑا تو بھی اس کے پتے نہ جھڑے، پھر تیسری بار جھاڑا تو جھڑ گئے۔ آپ نے فرمایا: "سبحان اللہ، الحمد للہ اور لا الہ الا اللہ خطاؤں کو اس طرح جھاڑ دیتے ہیں جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔"

فائدہ: ...... مذکورہ بالا اوراد کے بہت زیادہ فضائل ہیں، آپ نے انہیں ہر نماز کے بعد، سوتے وقت اور دیگر کئی مواقع پر پڑھنے کی ترغیب دلائی ہے۔ یہ باقی رہنے والی نیکیاں ہیں اور یہی روز قیامت ترازو کو بھریں گی۔ ان کے فضائل گزشتہ اوراق میں گزر چکے ہیں کہ یہ ہر مخلوق کی دعا اور نماز ہے۔

(٦٣٤) حسن: أخرجه الترمذي، كتاب الدعوات: ٣٥٣٣۔ انظر الصحيحة: ٣١٦٨.

635 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ قَالَ..........

سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: أَتَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُو إِلَيْهِ الْحَاجَةَ، أَوْ بَعْضَ الْحَاجَةِ، فَقَالَ: ((أَلَا أَدُلُّكِ عَلَى خَيْرٍ مِنْ ذَلِكَ؟ تُهَلِّلِينَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ عِنْدَ مَنَامِكِ، وَتُسَبِّحِينَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدِينَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، فَتِلْكَ مِائَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)) .

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنی ضروریات کا شکوہ کیا یا کسی ضرورت کے بارے میں شکایت کی تو آپ نے فرمایا: ''میں تیری رہنمائی اس سے بہتر کی طرف نہ کروں؟ تم سوتے وقت تینتیس مرتبہ لا الہ الا اللہ، تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور چونتیس مرتبہ الحمد للہ پڑھا کرو۔ یہ سوکلمات دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہیں۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔صحیح حدیث میں سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد اللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھنے کا حکم ہے۔ ان کلمات کو تسبیح فاطمہ کہتے ہیں کیونکہ آپ نے اپنی لخت جگر کو یہ کلمات پڑھنے کا حکم دیا تھا۔

636 - وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ هَلَّلَ مِائَةً، وَسَبَّحَ مِائَةً، وَكَبَّرَ مِائَةً، خَيْرٌ لَهُ مِنْ عَشْرِ رِقَابٍ يُعْتِقُهَا، وَسَبْعِ بَدَنَاتٍ يَنْحَرُهَا)) .

سابقہ سند کے ساتھ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا، سو مرتبہ سبحان اللہ کہا اور سو مرتبہ اللہ اکبر کہا یہ اس کے لیے دس گردنوں کو آزاد کرنے سے بہتر ہے۔ اور سات موٹے تازے اونٹ قربان کرنے سے بہتر ہے۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

637 - فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((سَلِ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)) ، ثُمَّ أَتَاهُ الْغَدَ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((سَلِ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَقَدْ أَفْلَحْتَ)) .

ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی دعا سب سے زیادہ فضیلت والی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں معافی اور عافیت مانگو۔'' پھر وہ اگلے دن آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کون سی دعا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ سے درگزر اور عافیت طلب کرو۔ اگر تمہیں دنیا و آخرت میں عافیت مل گئی تو یقیناً تو فلاح پا گیا۔''

---

(٦٣٥) ضعيف: أخرجه ابن أبي شيبة: ٢٩٨٢٦۔ اس کی سند میں سلمہ بن وردان راوی ضعیف ہے۔

(٦٣٦) ضعيف: أخرجه ابن ماسي في فوائده: ١/ ٨٥۔ انظر المطالب العاليه: ١٤/ ١٢٥۔ وانظر ضعيف الترغيب: ٩٤٠.

(٦٣٧) صحيح: أخرجه الترمذي، كتاب الدعوات: ٣٥١٢۔ وابن ماجه: ٣٨٤٨۔ انظر الصحيحة: ١٥٢٣.

فائدہ: ...... جب تک کسی بندے کے گناہ معاف نہیں ہوں گے اس وقت تک جنت میں داخلہ ناممکن ہے اور دنیا اور آخرت میں عافیت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ اس لیے دنیا و آخرت کی کامیابی کا دارومدار اسی پر ہے۔

638 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْعَنَزِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ............

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ".

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب کلام یہ ہے: سبحان اللہ...... اللہ تعالیٰ پاک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے، اسی کے لیے ہر قسم کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی توفیق صرف اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ پاک ہے اور اسی کی تعریف کے ساتھ (ہم مشغول ہیں)۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ بندے کی زبان سے نکلنے والی جو بات سب سے اچھی ہوسکتی ہے وہ مذکورہ بالا کلمات کی ادائیگی ہے۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ غیبت اور دوسری بری گفتگو چھوڑ کر ان کلمات کو زبان پر جاری رکھے۔ مختلف مواقع پر آپ نے مختلف کلمات کی جو فضیلت بیان کی ہے، وہ جزوی ہے مجموعی طور پر یہ کلمات اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

639 - حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ جَبْرِ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ أُمِّ كُلْثُومِ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ............

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُصَلِّي، وَلَهُ حَاجَةٌ، فَأَبْطَأْتُ عَلَيْهِ، قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ، عَلَيْكِ بِجُمَلِ الدُّعَاءِ وَجَوَامِعِهِ))، فَلَمَّا انْصَرَفْتُ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَمَا جُمَلُ الدُّعَاءِ وَجَوَامِعُهُ؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس کسی کام کی غرض سے تشریف لائے جبکہ میں نماز میں مصروف تھی۔ مجھے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے میں دیر ہوگئی تو آپ نے فرمایا: ''عائشہ جامع قسم کی دعا کیا کرو۔'' جب میں نے نماز ختم کی تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جامع قسم کی دعا کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم کہو:

(٦٣٨) صحيح:

(٦٣٩) صحيح: أخرجه ابن ماجه: ٣٨٤٦ـ انظر الصحيحة: ١٥٤٢.

قَالَ: " قُولِي: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ، عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمُ وَأَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَأَسْأَلُكَ مِمَّا سَأَلَكَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِمَّا تَعَوَّذَ مِنْهُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا قَضَيْتَ لِي مِنْ قَضَاءٍ فَاجْعَلْ عَاقِبَتَهُ رُشْدًا".

اے اللہ میں تم سے ہر جلد یا بہ دیر آنے والی بھلائی کا سوال کرتی ہوں۔ جس کو میں جانتی ہوں اور جس کو نہیں جانتی۔ اور میں تجھ سے دنیا و آخرت کے شر سے پناہ چاہتی ہوں، جس کا مجھے علم ہو اور جس کا علم نہ ہو۔ اور میں تجھ سے جنت اور اس کے قریب کرنے والے ہر قول و فعل کی سوالی ہوں۔ اور میں آگ سے تیری پناہ مانگتی اور ہر اس بات اور عمل سے بھی پناہ مانگتی ہوں جو مجھے اس کے قریب کرے۔ اور میں اس چیز کا سوال کرتی ہو جس کا سوال محمد ﷺ نے کیا اور ہر اس چیز سے پناہ مانگتی ہوں جس سے محمد ﷺ نے پناہ مانگی اور تو نے جو فیصلہ بھی میرے لیے کیا اس کا انجام اچھا کر دے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے مسنون دعاؤں کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ ان میں کس قدر عظیم فائدہ ہے کہ تھوڑے وقت اور قلیل الفاظ سے انسان بے پناہ خیر و برکت حاصل کر سکتا ہے۔

(۲) جو لوگ مسنون دعائیں چھوڑ کر خود ساختہ وظائف اور من گھڑت اذکار کے پیچھے دوڑتے ہیں، انہیں رسول اکرم ﷺ کے مقام و مرتبے کا ادراک ہی نہیں۔ ان کی مثال اس پیاسے کی طرح ہے جو مسلسل پیے جاتا ہے لیکن سیراب نہیں ہوتا۔ آپ کے بتائے ہوئے الفاظ جامع مانع ہیں۔ ان کے ساتھ دعا کرنے کا دوہرا فائدہ ہوتا ہے ایک اتباع سنت کا اور دوسرا دعا کا۔

(۳) رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جامع کلمات عطا کیے ہیں کہ ان کے الفاظ تھوڑے اور مفہوم بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ رسول اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی دعاؤں کو یاد کرنا چاہیے اور ان کے ذریعے سے دعا کرنی چاہیے۔ خود ساختہ لمبی چوڑی دعاؤں سے یہ بدرجہا بہتر ہیں۔

280...... بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت

640 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ، أَنَّ أَبَا الْهَيْثَمِ حَدَّثَهُ..........

(٦٤٠) ضعيف: أخرجه ابن حبان: ٩٠٣ـ والحاكم: ٤/ ١٢٩، ١٣٠ـ والبيهقي في الآداب: ١٠٩٧ـ وأبو يعلى: ١٣٩٧.

عَـنْ أَبِی سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ لَمْ يَـكُنْ عِنْدَهُ صَدَقَةٌ، فَلْيَقُلْ فِی دُعَائِهِ: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَـلَـى مُـحَـمَّدٍ، عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، وَصَـلِّ عَـلَـى الْـمُـؤْمِـنِيـنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، فَإِنَّهَا لَهُ زَكَاةٌ".

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس مسلمان آدمی کے پاس صدقہ کرنے کے لیے کچھ نہ ہو تو وہ اپنی دعا میں کہے: اے اللہ تو رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بندے اور رسول پر اور مومن مردوں اور مومن عورتوں پر، نیز مسلمان مردوں اور عورتوں پر رحمت نازل فرما۔ تو یہ اس کے لیے زکاۃ ہوگی۔''

فائدہ: ...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی کثیر تعداد میں صحیح احادیث ہیں لیکن مذکورہ روایت کی سند ضعیف ہے۔ کیونکہ اس میں دراج ابوالسمح، ابوالہیثم سے بیان کرتے ہیں۔

641 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مَوْلَى سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ عَلِيٍّ............

عَـنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ قَالَ: "مَـنْ قَـالَ: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُـحَـمَّـدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَـلَـى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُـحَـمَّـدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَـلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ، وَتَرَحَّمْ عَلَى مُـحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا تَرَحَّمْتَ عَـلَـى إِبْـرَاهِيـمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ، شَهِدْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالشَّهَادَةِ، وَشَفَعْتُ لَهُ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کہا: اے اللہ تو رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد پر جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور برکت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر۔ اور تو رحم فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد پر جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر، تو میں اس کے لیے قیامت کے دن شہادت دوں گا اور شفاعت کروں گا۔''

فائدہ: ...... اس روایت کی سند ضعیف ہے، البتہ حصول شفاعت کے لیے صحیح احادیث میں یہ طریقہ وارد ہے کہ اذان کے بعد درود ابراہیمی پڑھ کر اللّٰهُمَّ رب هذه الدعوة ...... دعا پڑھی جائے تو بندے کے حق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہو جائے گی۔

642 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ وَرْدَانَ قَالَ............

---

(٦٤١) ضعيف: أخرجه الشجري في أماليه: ١/ ١٦٣۔ اس میں سعید بن عبدالرحمٰن راوی مجہول ہے۔

(٦٤٢) حسن: أخرجه الجهضمي في فضل الصلاة: ٤۔ وابن ماسي في فوائده: ١/ ٨٣۔ وأبو نعيم في معرفة الصحابه: ٩٨٤۔ انظر الصحيحة: ٨٢٩.

سَمِعْتُ أَنَسًا، وَمَالِكَ بْنَ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَتَبَرَّزُ فَلَمْ يَجِدْ أَحَدًا يَتْبَعُهُ، فَخَرَجَ عُمَرُ فَاتَّبَعَهُ بِفَخَّارَةٍ أَوْ مِطْهَرَةٍ، فَوَجَدَهُ سَاجِدًا فِي مِسْرَبٍ، فَتَنَحَّى فَجَلَسَ وَرَاءَهُ، حَتَّى رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ فَقَالَ: "أَحْسَنْتَ يَا عُمَرُ حِينَ وَجَدْتَنِي سَاجِدًا فَتَنَحَّيْتَ عَنِّي، إِنَّ جِبْرِيلَ جَاءَنِي فَقَالَ: مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا، وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ".

حضرت انس اور مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ قضائے حاجت کے لیے باہر نکلے تو ساتھ جانے کے لیے کسی کو ساتھ نہ پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے کوزے وغیرہ میں پانی لے کر گئے تو آپ کو ایک راستے یا چبوترے پر بحالت سجدہ پایا تو پیچھے ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ آپ نے اپنا سجدہ پورا کیا، پھر فرمایا: ''عمر تم نے بہت اچھا کیا کہ مجھے حالت سجدہ میں دیکھ کر ایک طرف ہٹ گئے۔ بلاشبہ جبرائیل میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے کہا: ''جو آپ پر ایک مرتبہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس کے دس درجے بھی بلند کر دے گا۔''

643 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ............

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا، وَحَطَّ عَنْهُ عَشْرَ خَطِيئَاتٍ)).

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس کی دس خطائیں مٹا دے گا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) نبی اکرم ﷺ ہمارے محسن ہیں۔ آپ کی بدولت ہمیں دین اسلام کی دولت نصیب ہوئی اس لیے تمام انسانوں سے بڑھ کر آپ محبت واحترام کے لائق ہے۔ آپ کا حق ہے کہ اپنی جان سے بھی بڑھ کر آپ سے محبت کی جائے کیونکہ زندگی کا شعور آپ ہی نے دیا۔ آپ کی تعلیمات کی وجہ سے حقیقی زندگی ہے۔ اس لیے آپ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا فرض ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ ﷺ پر بکثرت درود وسلام پڑھا جائے۔ درود کے صلے میں رسول اکرم ﷺ کے درجات جہاں بلند ہوتے ہیں وہیں پڑھنے والے پر بھی اللہ کی رحمتیں برستی ہیں۔

(۲) درود پڑھنے کے لیے کوئی وقت، خاص ہیت ضروری نہیں بلکہ ہر لمحے آپ پر درود پڑھا جا سکتا ہے، البتہ بعض مواقع پر مثلاً نماز، دعا، آپ کا نام سن کر درود پڑھنا ضروری ہے۔ نہ پڑھنے کی صورت میں انسان گناہ گار ٹھہرتا ہے۔

(۳) درود وسلام کن الفاظ میں پڑھا جائے اس کی تین صورتیں ہیں۔

(٦٤٣) صحيح: أخرجه النسائي، كتاب السهو، باب الفضل في الصلاة على النبي ﷺ: ١٢٩٧ـ انظر الصحيحة: ٨٢٩.

- درود کے انہی الفاظ پر اکتفا کیا جائے جو خود پیارے حبیب ﷺ نے سکھائے ہیں۔ ان میں حک و اضافہ اور کمی بیشی نہ کی جائے۔ یہ سب سے افضل ہے کیونکہ اس میں درود کے ثواب کے ساتھ ساتھ اتباع سنت کا ثواب بھی ہے۔
- دوسری صورت یہ ہے کہ خود ساختہ الفاظ کے ساتھ درود پڑھا جائے۔ اس میں اگر شرک اور مبالغہ آرائی نہ ہو تو ایسا کرنا جائز ہے لیکن ممدوح اور پسندیدہ نہیں ہے۔
- تیسری صورت یہ ہے کہ خود ساختہ کلمات کے ساتھ درود پڑھا جائے اور اس میں شرکیہ کلمات اور مبالغہ ہو، جیسا قصیدہ بردہ یا دیگر اہل بدعت کے ایجاد کردہ کئی درود ہیں۔ یہ صورت ناجائز اور حرام ہے اس سے ثواب کی بجائے گناہ ہوگا، درود کی وجہ سے نہیں بلکہ شرک و مبالغہ آرائی کی وجہ سے۔

281...... بَابُ مَنْ ذُكِرَ عِنْدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ

جس کے سامنے نبی ﷺ کا ذکر ہو اور اس نے درود نہ پڑھا اس کا وبال

644 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ، عَنْ عِصَامِ بْنِ زَيْدٍ، (وَأَثْنَى عَلَيْهِ ابْنُ شَيْبَةَ خَيْرًا) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ............

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقِيَ الْمِنْبَرَ، فَلَمَّا رَقِيَ الدَّرَجَةَ الْأُولَى قَالَ: ((آمِينَ))، ثُمَّ رَقِيَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ: ((آمِينَ))، ثُمَّ رَقِيَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: ((آمِينَ))، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، سَمِعْنَاكَ تَقُولُ: ((آمِينَ)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ؟ قَالَ: "لَمَّا رَقِيتُ الدَّرَجَةَ الْأُولَى جَاءَنِي جِبْرِيلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: شَقِيَ عَبْدٌ أَدْرَكَ رَمَضَانَ، فَانْسَلَخَ مِنْهُ وَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ، فَقُلْتُ: آمِينَ ثُمَّ قَالَ: شَقِيَ عَبْدٌ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ، فَقُلْتُ: آمِينَ ثُمَّ قَالَ: شَقِيَ عَبْدٌ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ: آمِينَ".

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ جب پہلی سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا: ''آمین''۔ پھر دوسری پر چڑھے تو فرمایا: ''آمین'' پھر تیسری پر چڑھے تو فرمایا: ''آمین''۔ صحابہ نے کہا: اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو تین مرتبہ آمین کہتے ہوئے سنا؟ آپ نے فرمایا: ''جب میں پہلی سیڑھی پر چڑھا تو جبرائیل میرے پاس آئے اور کہا: بدبخت ہے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا، پھر وہ گزر گیا اور اس کی بخشش نہ ہوئی تو میں نے کہا: آمین۔ پھر کہا: بدنصیب ہے وہ بندہ جس نے اپنے والدین یا دونوں میں سے ایک کو پایا اور انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کرایا تو میں نے کہا: آمین۔ پھر کہا: کم بخت ٹھہرا وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور اس نے آپ پر درود نہ پڑھا۔ میں نے کہا: آمین۔''

(٦٤٤) صحيح: أخرجه الطبراني في الكبير: ٢/ ٢٤٣۔ والبيهقي في شعب الايمان: ٣٦٢٢۔ انظر صحيح الترغيب: ٢٤٩١.

645 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ، عَنْ أَبِيهِ.........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرًا)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔''

646 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ كَثِيرِ يَرْوِيهِ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ.........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: ((آمِينَ، آمِينَ، آمِينَ))، قِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا كُنْتَ تَصْنَعُ هَذَا؟ فَقَالَ: "قَالَ لِي جِبْرِيلُ: رَغِمَ أَنْفُ عَبْدٍ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا لَمْ يُدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، قُلْتُ: آمِينَ ثُمَّ قَالَ: رَغِمَ أَنْفُ عَبْدٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ لَمْ يُغْفَرْ لَهُ، فَقُلْتُ: آمِينَ ثُمَّ قَالَ: رَغِمَ أَنْفُ امْرِءٍ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ: آمِينَ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے تو فرمایا: ''آمین، آمین، آمین''۔ آپ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! پہلے تو آپ ایسا نہیں کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا: ''جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا ہے: اس بندے کی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے ماں باپ یا دونوں میں سے ایک کو پایا اور پھر بھی جنت میں داخل نہ ہوا۔ میں نے اس پر آمین کہا۔ پھر کہا: اس بندے کی ناک بھی خاک آلود ہو جس پر رمضان آیا اور اس کی مغفرت نہ کی گئی تو میں نے آمین کہا۔ پھر انہوں نے کہا: وہ شخص بھی ذلیل ہو جس کے سامنے آپ کا نام لیا گیا تو اس نے آپ پر درود نہ پڑھا۔ میں نے کہا: آمین۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ہر مسلمان کا فرض ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔ اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور قیامت کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب نصیب ہوگا۔ جو شخص جتنا کثرت سے درود پڑھے گا اتنا ہی اسے آپ کا قرب نصیب ہوگا۔

(۲) یاد رہے درود پڑھنا عبادت ہے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ کی ہدایات پر عمل کیا جائے۔ آپ کے ساتھ محبت وعقیدت کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ آپ کے ارشادات کا اتباع کیا جائے ورنہ درود بھی فائدہ نہیں دے گا۔ زبان اور عمل کی موافقت نہایت ضروری اور لازمی ہے۔

(٦٤٥) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد: ٤٠٨ـ وأبي داؤد: ١٥٣٠ـ والترمذي: ٤٨٥ـ والنسائي: ١٢٩٦.

(٦٤٦) حسن صحيح: أخرجه الترمذي، كتاب الدعوات: ٣٥٤٥ـ انظر صحيح الترغيب: ١٦٨٠.

(۳) رسول اکرم ﷺ کا ذکر جس شخص کے سامنے ہو اسے چاہیے کہ آپ کا نام سن کر درود پڑھے، البتہ اذان میں اسی طرح کہنا چاہیے جیسے آپ نے سکھایا ہے۔ ایک روایت میں آپ کا نام سن کر درود نہ پڑھنے والے کو بخیل ترین آدمی کہا گیا ہے۔

647 - حَـدَّثَـنَـا عَلِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ كُرَيْبًا أَبَا رِشْدِينَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ..........

عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ضِرَارٍ، أَنَّ الـنَّبِـيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِـنْـدِهَـا، وَكَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ، فَحَوَّلَ النَّبِيُّ صَـلَّـى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَهَا، فَسَمَّاهَا جُـوَيْرِيَةَ، فَخَرَجَ وَكَرِهَ أَنْ يَدْخُلَ وَاسْمُهَا بَرَّةُ، ثُـمَّ رَجَـعَ إِلَيْهَا بَعْدَمَا تَعَالَى النَّهَارُ، وَهِـيَ فِـي مَجْلِسِهَا، فَقَالَ: "مَـا زِلْتِ فِي مَـجْـلِسِكِ؟ لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَـرَّاتٍ، لَـوْ وُزِنَـتْ بِـكَـلِمَـاتِكِ وَزَنَتْهُـنَّ: سُبْـحَـانَ الـلّٰـهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ - أَوْ مَدَدَ - كَلِمَاتِهِ"

قَـالَ مُـحَـمَّـدٌ: حَـدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِهِ سُـفْـيَـانُ غَيْـرَ مَرَّةٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، عَنْ كُـرَيْـبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ جُوَيْرِيَةَ، وَلَمْ يَقُلْ: عَنْ جُوَيْرِيَةَ إِلَّا مَرَّةً.

ام المومنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا، ان کا نام برہ تھا جسے رسول اکرم ﷺ نے بدل کر جویریہ رکھا، سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اس کے پاس سے نکلے اور اس حالت میں گھر میں داخل ناپسند کیا کہ اس کا نام برہ ہی ہو، پھر دن چڑھے واپس آئے تو وہ اسی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس وقت سے لے کر اب تک مسلسل یہاں بیٹھی ہو؟ یقیناً میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمات تین مرتبہ کہے ہیں اگر ان کو تیرے اذکار سے تولا جائے تو ان سے بھاری ہو جائیں۔ وہ کلمات یہ ہیں: سبحان اللہ...... اللہ تعالیٰ پاک ہے اور ہم اس کی تعریف کے ساتھ مشغول ہیں، اس کی تعریف ہو اس کی مخلوقات کی تعداد کے برابر، اس کی ذات کی رضا مندی کے برابر، اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی تعداد کے برابر۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک دوسری سند سے بھی یہ روایت مروی ہے لیکن اس میں جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام صرف ایک بار مذکور ہے۔

فائدہ: ......اللہ تعالیٰ کی تعریف پر مبنی درج بالا دعا نہایت عظیم ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی تنزیہ اور پاکی بیان

(٦٤٧) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الذكر والدعاء: ٢٧٢٦۔ والترمذي: ٣٥٥٥۔ والنسائي: ١٣٥٢۔ وابن ماجه: ٣٨٠٨۔ انظر الصحيحة: ٢١٥٦.

ہوئی ہے۔ اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ اس جامع دعا کو یاد کریں اور با قاعدگی سے اس کا ورد کیا کریں۔ نیز ترجمۃ الباب سے تعلق یوں ہے کہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کا ذکر آنے پر آپ پر ''ﷺ'' کے کلمات کے ساتھ درود پڑھا۔

نوٹ: ......اگر تکرار کے ساتھ آپ کا نام لیا جا رہا ہو، جیسے درس و تدریس وغیرہ میں ہوتا ہے تو ایک دفعہ درود پڑھ لینے سے فریضہ ادا ہو جائے گا۔ نیز اگر کسی آدمی کا نام محمد ہے اور اس کا ذکر ہو تو ﷺ نہیں کہنا چاہیے۔

648 - حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اسْتَعِيذُوا بِاللّٰهِ مِنْ جَهَنَّمَ، اسْتَعِيذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، اسْتَعِيذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، اسْتَعِيذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے جہنم سے پناہ مانگو، اللہ تعالیٰ سے عذاب قبر سے پناہ طلب کرو۔ مسیح دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگو اور زندگی اور موت کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) مرنے کے بعد انسان کو اس کا ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے۔ اس لیے انسان کو برے ٹھکانے، یعنی جہنم سے پناہ طلب کرنی چاہیے کیونکہ وہ نہایت برا ٹھکانا ہے۔

(۲) آخرت کی پہلی منزل قبر ہے۔ اگر اس میں کامیابی ہوگئی تو اگلی منزلیں آسان ہو جائیں گی اس لیے عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

(۳) مسیح دجال سے مراد ایک کانا شخص ہے جس کی آنکھ انگور کی طرح پھولی ہوگی وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور پوری دنیا کا چکر لگائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے غیر معمولی کام سرانجام دینے کی اہلیت دے رکھی ہوگی۔ وہ لوگوں کو فتنے میں ڈالے گا کہ لوگ اسے اپنا الٰہ مان لیں گے اور یوں جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ اس لیے اس کے فتنے سے اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔

(۴) زندگی کا فتنہ یہ ہے کہ انسان دنیا میں الجھ کر آخرت کو بھول جائے۔ کوئی بیماری موذی مرض لاحق ہو جائے۔ اہل و عیال کی کثرت اور وسائل کی کمی ہو اور زندگی کا اصل مقصد انسان فراموش کر بیٹھے۔ یہ سب زندگی کے فتنے ہیں۔ موت کے وقت کلمہ نصیب نہ ہونا، کفر و نفاق پر موت، قبر میں سوال و جواب کی سختی اور عذاب قبر موت کے فتنے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔

(٦٤٨) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب المساجد: ٥٨٨۔ والترمذي: ٣٦٠٤۔ انظر الارواء: ٣٥٠.

282...... بَابُ دُعَاءِ الرَّجُلِ عَلَى مَنْ ظَلَمَهُ

ظالم کے لیے بد دعا کرنے کا بیان

649 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ............

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِي سَمْعِي وَبَصَرِي، وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَيْنِ مِنِّي، وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ ظَلَمَنِي، وَأَرِنِي مِنْهُ ثَأْرِي)).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''اے اللہ میرے لیے میرے کانوں اور میری آنکھوں کو درست رکھنا اور انہیں آخری دم تک قائم رکھنا۔ جو مجھ پر ظلم کرے اس کے خلاف میری مدد فرما اور اس سے میرا انتقام مجھے دکھا۔''

650 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِسَمْعِي وَبَصَرِي، وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّي، وَانْصُرْنِي عَلَى عَدُوِّي، وَأَرِنِي مِنْهُ ثَأْرِي)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ میرے لیے میرے کان اور بصارت نفع بخش بنا اور انہیں تا حیات سلامت رکھنا۔ اور میرے دشمن کے خلاف میری مدد فرما اور مجھے اس سے میرا انتقام دکھا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ظلم اللہ تعالیٰ کو شدید ناپسند ہے اس لیے اس نے بندوں پر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور مظلوم اگر بد دعا کرے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔

(۲) انسان نہایت کمزور ہے اور صحیح طور پر بدلہ نہیں لے سکتا اور اگر اسے قدرت حاصل ہو جائے تو حد سے تجاوز کر جاتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ سے مدد و نصرت کی التجا کرنی چاہیے۔

(۳) کان اور آنکھیں اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم نعمتیں ہیں جن کے ہوتے ہوئے ہی انسان صحیح طور پر دنیا سے لطف اندوز ہو سکتا ہے، مثل مشہور ہے ''آنکھ گئی جہان گیا۔'' اس لیے ان اعضاء کی سلامتی کی دعا اور انہیں تا حیات درست اور مفید رکھنے کی التجا کرنا اچھی زندگی کی دعا ہے۔ اگر یہ اعضاء سالم ہوں تو انسان بہت سی مشکلات کا سامنا آسانی سے کر سکتا ہے۔

651 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ............

---

(٦٤٩) صحيح: أخرجه البزار: ٣١٩٤ـ كشف، انظر الصحيحة: ٣١٧٠.

(٦٥٠) صحيح: أخرجه الترمذي، كتاب الدعوات: ٣٦٠٤ـ انظر الصحيحة: ٣١٧٠.

(٦٥١) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الذكر والدعاء: ٢٦٩٧ـ وابن ماجه: ٣٨٤٥ـ انظر الصحيحة: ١٣١٨.

حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ طَارِقِ بْنِ أَشْيَمَ الْأَشْجَعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: كُنَّا نَغْدُو إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَجِيءُ الرَّجُلُ وَتَجِيءُ الْمَرْأَةُ فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ أَقُولُ إِذَا صَلَّيْتُ؟ فَيَقُولُ: "قُلِ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي، فَقَدْ جَمَعَتْ لَكَ دُنْيَاكَ وَآخِرَتَكَ".

حضرت طارق بن اشیم اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جایا کرتے تھے، کبھی کوئی مرد آجاتا اور کبھی عورت آتی اور وہ کہتے: اے اللہ کے رسول! میں نماز پڑھوں تو کیسے دعا کروں؟ آپ فرماتے: ''تم یوں کہو: اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما۔ یوں تیرے لیے دنیا وآخرت کی خیر جمع ہوگئی۔''

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي وَلَمْ يَذْكُرْ: إِذَا صَلَّيْتَ وَتَابَعَهُ عَبْدُ الْوَاحِدِ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ.

ابو مالک کے طریق سے بھی طارق بن اشیم سے اسی طرح مروی ہے لیکن اس میں نماز پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔ عبدالواحد اور یزید بن ہارون نے بھی نماز کے ذکر کے بغیر بیان کیا ہے۔

فائدہ: ......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عربی زبان سے خوب واقف تھے۔ وہ اپنے الفاظ میں دعا کر سکتے تھے لیکن وہ رسول اکرم ﷺ سے سیکھتے تھے کہ تاکہ جامع دعائیں سیکھ سکیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو رسول اکرم کی پیروی کرنی چاہیے اور ہر کام رسول اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

283...... بَابُ مَنْ دَعَا بِطُولِ الْعُمُرِ

لمبی عمر کی دعا کرنا

652 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مَوْلَى أُمِّ قَيْسٍ ابْنَةِ مِحْصَنٍ............

عَنْ أُمِّ قَيْسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا: "مَا قَالَتْ: طَالَ عُمْرُهَا؟"، وَلَا نَعْلَمُ امْرَأَةً عُمِّرَتْ مَا عُمِّرَتْ.

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اس نے کیا کہا ہے؟ اللہ اس کی عمر لمبی کرے۔'' ہم کسی عورت کو نہیں جانتے جس کی عمر اتنی لمبی ہوئی ہو۔ جتنی اس عورت (ام قیس) کی ہوئی۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے کیونکہ ابوالحسن مجہول ہے۔

(٦٥٢) ضعيف: أخرجه النسائي، كتاب الجنائز، باب غسل الميت بالحميم: ١٨٨٣.

653 - حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سِنَانٍ قَالَ..........

حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلَيْنَا، أَهْلَ الْبَيْتِ، فَدَخَلَ يَوْمًا فَدَعَا لَنَا، فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ خُوَيْدِمُكَ أَلَا تَدْعُو لَهُ؟ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ، أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَأَطِلْ حَيَاتَهُ، وَاغْفِرْ لَهُ)) فَدَعَا لِي بِثَلَاثٍ، فَدَفَنْتُ مِائَةً وَثَلَاثَةً، وَإِنَّ ثَمَرَتِي لَتُطْعَمُ فِي السَّنَةِ مَرَّتَيْنِ، وَطَالَتْ حَيَاتِي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنَ النَّاسِ، وَأَرْجُو الْمَغْفِرَةَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر والوں کے پاس تشریف لائے۔ ایک دن آپ تشریف لائے اور ہمارے لیے دعا کی۔ ام سلیم نے کہا: آپ اپنے ننھے خادم کے لیے دعا نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا: ''اے اللہ اسے مال اور اولاد کی کثرت سے نواز، اس کی عمر لمبی فرما اور اسے بخش دے۔'' آپ نے تین چیزوں کی میرے لیے دعا کی۔ چنانچہ میں اپنی اولاد سے ایک سو تین کو دفن کر چکا ہوں۔ اور مال کی کثرت کا حال یہ ہے کہ میرے پھل سال میں دو مرتبہ کھائے جاتے ہیں اور عمر اس قدر دراز ہوئی کہ اب مجھے لوگوں سے شرم آتی ہے اور میں مغفرت کی امید بھی رکھتا ہوں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر صحت اور ایمان کی سلامتی ہو تو لمبی عمر بہت اچھی ہے کیونکہ نیکی کا موقع زیادہ ملتا ہے۔ تاہم بے کار عمر کہ جس میں انسان اللہ کی بندگی نہ کر سکے اس سے اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔

(۲) سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے نتیجے میں بہت نوازا گیا اور ان کے مال و جان میں خوب برکت دی گئی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ایک سو بیس سے چند زائد بیٹے اور بیٹیاں حجاج بن یوسف کے دور تک فوت ہو چکے تھے جبکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ خود زندہ تھے۔ فوت ہونے کی وجہ ۹۶ ہجری میں پھیلنے والا طاعون بنا جس میں تین دن میں ستر ہزار لوگ موت کے منہ میں چلے گئے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ان کے لڑکے، لڑکیاں اور آگے ان کی اولاد ان کی زندگی میں ایک سو سے زائد تھی۔ کثیر تعداد میں اولاد کا والدین کی زندگی میں فوت ہو جانا برکت کے منافی نہیں کیونکہ دنیا میں مصیبت پہنچے اور آدمی صبر کرے تو اجر و ثواب ملتا ہے اور آخرت میں بھی نابالغ فوت ہونے والی اولاد مفید ثابت ہوگی۔ (مزید دیکھیں، فتح الباری: ۴/ ۲۲۹)

(۳) ابن قتیبہ وغیرہ نے لکھا ہے کہ بصرہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی چند افراد ایسے تھے کہ جنہوں نے اپنی زندگی میں سو بیٹے دیکھے! ان میں ابوبکرہ، خلیفہ بن بدر اور مہلب بن ابی صفرہ شامل ہیں۔ (فضل اللہ الصمد)

---

(٦٥٣) صحيح: أخرجه ابن سعد في الطبقات: ٧/ ١٩ـ و رواه البخاري: ١٩٨٢ـ ومسلم مختصرًا: ٢٤٨١ـ انظر الصحيحة: ٢٢٤١، ٢٥٤١.

284...... بَابُ مَنْ قَالَ :يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَعْجَلْ

بندے کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی ہے جب تک جلدی نہ کرے

654 - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَان قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِالرَّحْمنِ، وَكَانَ مِنَ الْقُرَّاءِ وَأَهْلِ الْفِقْهِ............

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ، يَقُولُ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہاری دعا اس وقت تک قبول ہوتی ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے۔ وہ کہتا ہے: میں نے دعا کی مگر میری دعا قبول نہیں ہوئی۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) دعا اگر معصیت اور قطع رحمی کی نہ ہو اور اس کی قبولیت میں کوئی شرعی رکاوٹ بھی نہ ہو تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ اگرچہ اس کی قبولیت کی صورتیں مختلف ہوسکتی ہیں مثلاً وہ چیز نہ ملے، اس کے متبادل بہتر مل جائے یا دعا کا صلہ مؤخر کر دیا جائے یا کوئی مصیبت اس کے ذریعے سے ٹال دی جائے یا قیامت کے دن کے لیے اس کا ثواب ذخیرہ کر لیا جائے، وغیرہ۔ اس لیے انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

(۲) دعا کے آداب میں درج ذیل امور کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔

- ❀ حضور قلب کے ساتھ محتاج بن کر مانگا جائے۔
- ❀ صرف اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے۔
- ❀ اسمائے حسنیٰ اور اعمال صالحہ کے وسیلے کے ذریعے سے دعا کی جائے۔
- ❀ غیر شرعی طریقے، مثلاً چیخ و پکار وغیرہ سے اجتناب کیا جائے اور حد سے تجاوز نہ کیا جائے۔
- ❀ قطع رحمی کی دعا نہ ہو اور نہ کسی کا حق دبانے ہی کی دعا ہو۔
- ❀ محکم یقین کے ساتھ مانگا جائے اس طرح کہ ضرور لینا ہے۔
- ❀ مقصد کے حصول کی تاخیر کی صورت میں مایوسی کا اظہار نہ کیا جائے۔
- ❀ قبولیت دعا کی مخصوص گھڑیوں اور دلی رجحان کے وقت کو غنیمت سمجھا جائے۔
- ❀ دعا کے ساتھ ساتھ جائز ذرائع بھی استعمال کیے جائیں۔
- ❀ مایوس ہو کر دعا کرنا چھوڑا نہ جائے۔

---

(٦٥٤) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الدعوات: ٦٣٤٠۔ ومسلم: ٢٧٣٥۔ وأبو داؤد: ١٤٨٤۔ والترمذي: ٣٣٨٧۔ وابن ماجة: ٣٨٥٣.

655 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ، أَنَّ رَبِيعَةَ بْنَ يَزِيدَ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ..........

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ، أَوْ يَسْتَعْجِلُ فَيَقُولُ: دَعَـوْتُ فَلَا أَرَى يَسْتَجِيبُ لِي، فَيَدَعُ الدُّعَاءَ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کی دعا اس وقت تک ضرور قبول ہوتی ہے جب تک وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہیں کرتا یا جلد بازی نہیں کرتا، اس طرح کہ وہ کہتا ہے: میں نے دعا کی لیکن میں نہیں سمجھتا کہ میری دعا قبول ہو، پھر وہ دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے۔''

فائدہ: ......مشکل حالات اور آسانی کے دنوں میں مسلسل دعا کرتے رہنا چاہیے اور یہ یقین رکھنا چاہیے کہ یہ ضائع نہیں ہوگی۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب حالات اچھے ہوں تو اللہ تعالیٰ سے تعلقات بنا کر رکھو۔ جب مشکل پڑے گی تو وہ پہچان لے گا۔

ایک روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((من سره ان يستجيب الله له عند الشدائد فليكثر الدعاء فی الرخاء))

(ترمذی: ۳۳۸۲۔ صحيحة: ۵۹۳)

''جس آدمی کو یہ بات خوش کرے کہ اللہ تعالیٰ سختیوں کے وقت اس کی دعا قبول کرے تو وہ آسانی کے حالات میں کثرت سے دعا کرے۔''

285...... بَابُ مَنْ تَعَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنَ الْكَسَلِ

کاہلی اور سستی سے اللہ کی پناہ مانگنا

656 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ..........

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَـالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَـقُـولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْـمَـغْـرَمِ، وَأَعُـوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ)).

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اے اللہ میں تجھ سے کاہلی اور تاوان سے پناہ مانگتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں آگ کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

657 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ..........

---

(٦٥٥) صحيح: انظر ما قبله.

(٦٥٦) حسن صحيح: أخرجه النسائی، كتاب الاستعاذة، الاستعاذة من الهرم: ٥٤٩٢.

(٦٥٧) صحيح: أخرجه البخاری، كتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر: ١٣٧٧۔ ومسلم: ٥٨٨.

عَـنْ أَبِـی هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَعَوَّذُ بِـاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَشَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ موت اور زندگی کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے تھے۔ عذاب قبر اور مسیح دجال کے شر سے بھی پناہ طلب کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) کاہلی اور سستی یہ ہے کہ انسان وسائل کے ہوتے ہوئے بھی کچھ نہ کر سکے۔ دوسرے لفظوں میں آج کرتا ہوں، کل کرتا ہوں والا معاملہ ہو کہ انسان کوئی قابل تعریف کام نہ کر سکے۔

(۲) مغرم کے ایک معنی گناہ اور معاصی کے ہیں کہ انسان گناہ کی زندگی میں پڑ جائے کہ توبہ کی طرف سوچ ہی نہ جائے۔ دوسرے معنی اس کے قرض ہیں۔ یعنی ایسا قرض جس کو انسان ادا کرنے کی طاقت نہ رکھے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: آپ قرض سے اس قدر پناہ کیوں مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''آدمی جب مقروض ہو جاتا ہے تو بات کرتا ہے، پھر جھوٹ بولتا ہے۔ وعدہ کرتا ہے اور اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۳) مغرم کے معنی تاوان بھی ہیں کہ انسان کسی کی ذمہ داری اور ضمانت لے اور وہ شخص ادا نہ کرے تو وہ اس کے ذمے پڑ جائے۔ یا بلاوجہ کوئی نقصان ہو جائے اور چٹی پڑ جائے۔ ان سب باتوں سے اس میں پناہ طلب کی گئی ہے۔ دیگر باتوں کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔ باب کے تحت دوسری حدیث سے ترجمۃ الباب اس طرح ثابت ہو گا کہ زندگی کے شر میں سستی بھی شامل ہے جس سے پناہ طلب کی گئی ہے۔

286...... بَابُ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ

جو اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے وہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے

658 - حَـدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمَلِيحِ صُبَيْحٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ.........

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر غصے ہوتا ہے۔''

حَـدَّثَـنَـا مُـحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِی حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِی الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِی صَالِحٍ الْخُوزِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَـقُـولُ: قَـالَ رَسُـولُ الـلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ لَمْ يَسْأَلْهُ يَغْضَبْ عَلَيْهِ)) .

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اس سے نہ مانگے وہ اس پر غضب ناک ہوتا ہے۔''

(٦٥٨) حسن: أخرجه الترمذی، كتاب الدعوات: ٣٣٧٣۔ وابن ماجة: ٣٨٢٧۔ انظر الصحيحة: ٢٦٥٤.

فوائد و مسائل: ......(۱) دعا کرنا عبادت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾ (المومن: ٦٠)
''بلاشبہ جولوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ جلد ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔''

مفسرین نے عبادت کے معنی دعا کیے ہیں۔ کیونکہ آیت کے پہلے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ سے دعا کرنے کا حکم دیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے جس قدر زیادہ مانگا جائے وہ اسی قدر زیادہ خوش ہوتا ہے اس لیے انسان کا کوئی دن دعا سے خالی نہیں گزرنا چاہیے۔

(۲) نہ مانگنے پر اللہ تعالیٰ ایک تو اس لیے ناراض ہوتا ہے کہ یہ بندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کا اللہ تعالیٰ سے سوال نہ کرنا دو حالتوں سے خالی نہیں یا تو وہ شخص متکبر ہے کہ خود کو بے نیاز سمجھتا ہے یا پھر اللہ تعالیٰ سے مایوس ہے اور یہ دونوں باتیں اللہ کے غضب کا باعث ہیں۔

659 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ..........

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا دَعَوْتُمُ اللّٰهَ فَاعْزِمُوا فِي الدُّعَاءِ، وَلَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِي، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ".

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم اللہ سے دعا کرو تو پختہ ارادے کے ساتھ مانگو اور تم میں سے کوئی ہرگز ایسے نہ کہے: اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے عطا کر دے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔''

فائدہ: ......دعا کا انداز یہ ہونا چاہیے کہ بندہ اپنی بے بسی اور ضرورت کا شدید اظہار کر رہا ہو اور اللہ تعالیٰ کی بے نیازی اور شہنشاہیت کا اظہار ہو۔ ''اللہ تعالیٰ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں'' مطلب یہ ہے کہ کوئی طالب اگر جزم کے ساتھ بات کرے گا تو اس سے کسی کو غلط فہمی نہیں ہوگی کہ اللہ کے ساتھ زبردستی کی جا رہی ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ زبردستی کوئی ہرگز نہیں کر سکتا۔ اس لیے پختہ انداز میں دعا کرنے سے داعی کی شدت احتیاج ہی سمجھ جائے گی۔

660 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ..........

سَمِعْتُ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ قَالَ صَبَاحَ

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے ہر روز صبح و شام

(٦٥٩) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب التوحيد، باب في المشية والإرواة: ٧٤٦٤۔ ومسلم: ٢٦٧٨۔ انظر الحديث المقدم برقم: ٦٠٨.
(٦٦٠) حسن صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب: ٥٠٨٨۔ والترمذي: ٣٣٨٨۔ وابن ماجه: ٣٨٦٩۔ انظر الكلم الطيب: ٢٣.

كُلِّ يَوْمٍ، وَمَسَاءَ كُلِّ لَيْلَةٍ، ثَلَاثًا ثَلَاثًا: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ" وَكَانَ أَصَابَهُ طَرَفٌ مِنَ الْفَالِجِ، فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَفَطِنَ لَهُ فَقَالَ: إِنَّ الْحَدِيثَ كَمَا حَدَّثْتُكَ، وَلَكِنِّي لَمْ أَقُلْهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ، لِيَمْضِيَ قَدَرُ اللّٰهِ.

تین تین مرتبہ یہ دعا پڑھی: بسم اللّٰہ الذی...... ''اللہ کے نام کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز زمین اور آسمان میں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔'' اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔'' راوی حدیث (ابان) کو بعض اعضاء پر فالج تھا تو حدیث سننے والا شخص ان کی طرف دیکھنے لگا۔ ابان اس کی سوالیہ نظروں کو بھانپ گئے اور فرمایا: حدیث اسی طرح ہے جس طرح میں نے آپ کو بیان کی ہے لیکن میں نے اس دن یہ دعا نہیں پڑھی تھی جس دن فالج ہوا تا کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نافذ ہو جائے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) جو شخص پختہ عزم کے ساتھ یقین کامل رکھتے ہوئے درج بالا دعا صبح و شام تین مرتبہ پڑھتا ہے وہ کسی بھی نا گہانی آفت سے محفوظ رہتا ہے۔ اس لیے صبح و شام اس کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے۔

(۲) راوی حدیث حضرت ابان بن عثمان رحمہ اللہ کو فالج ہوا جس سے ان کے جسم کا ایک حصہ متاثر ہوا۔ جب انہوں نے یہ حدیث بیان کی تو سننے والے شخص نے مشکوک نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا کہ اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر انہیں فالج کیوں ہوا؟ جس کا جواب ابان رحمہ اللہ نے یوں دیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان برحق ہے۔ یہ میری کوتاہی ہے کہ میں اس دن یہ دعا پڑھنا بھول گیا تھا۔ تکلیف آنے کا سبب ایک یہ بھی ممکن ہے کہ آدمی یہ دعا بھول جائے۔ لیکن اس بارے میں یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ یہ ایک دعا ہے اور دعا کی قبولیت میں کوئی رکاوٹ بھی ہو سکتی ہے۔ مثلاً: دعا دل کی غفلت کے ساتھ کی جائے۔ (ترمذی: ۳۴۷۹۔ صحیحۃ: ۵۹۴) یا کھانا اور لباس وغیرہ حرام کے مال کا ہو۔ (مسلم: ۲۳۴۶)

ایک چیز یہ بھی ہے کہ دعا کی قبولیت کی صورت یہ بھی ہے کہ اسی طرح کی کسی اور نقصان دہ چیز سے بچا لیا جائے۔ بہر حال آدمی کو ہر حال میں اللہ سے مانگنا ہے۔ مسلسل دعا کرنی ہے اور یقین کے ساتھ کرنی ہے اور اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کی دعا قبول کرتا ہے۔

287...... بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الصَّفِّ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

جہاد فی سبیل اللہ میں صف بندی کے وقت دعا کرنا

661 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ............

(٦٦١) صحيح موقوفا وهو في حكم المرفوع وقد صح مرفوعا۔ أخرجه مالك في الموطا: ١/ ٧٠۔ والدارمي: ٢/ ٧٦٦۔ موقوفًا، ورواه أبو داؤد: ٥٤٠۔ مرفوعًا انظر صحيح الترغيب: ٢٦٦.

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: سَاعَتَان تُفْتَحُ لَهُمَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَقَلَّ دَاعٍ تُرَدُّ عَلَيْهِ دَعْوَتُهُ: حِينَ يَحْضُرُ النِّدَاءُ، وَالصَّفُّ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: دو وقتوں میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اور دعا کرنے والے کی دعا کم ہی رد ہوتی ہے۔ جب اذان ہونے لگے اور جب دشمن کے مقابلے میں اللہ کے راستے میں صف بندی کی جائے۔

فائدہ: ...... یہ روایت مرفوعاً بھی صحیح ثابت ہے، (صحیح سنن أبی داؤد، حدیث: ۲۲۹۰)

اس لیے ان دو اوقات کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور ان میں کثرت سے دعا کرنی چاہیے۔ ان کے علاوہ اذان اور اقامت کے درمیان، رات کے پچھلے پہر، جمعہ کے دن عصر کے بعد، بارش کے نازل ہونے کے وقت اور سفر میں بھی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

288...... بَابُ دَعَوَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی اکرم ﷺ کی دعاؤں کا بیان

662 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ، عَنْ لُؤْلُؤَةَ............

عَنْ أَبِي صِرْمَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ غِنَايَ وَغِنَى مَوْلَايَ)).

حضرت ابو صرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ یوں دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ میں اپنی اور اپنے متعلقین کی بے نیازی اور مالداری کا سوال کرتا ہوں۔''

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مَوْلًى لَهُمْ، عَنْ أَبِي صِرْمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ.

ابو صرمہ رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

663 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَوْسٍ، عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ............

---

(٦٦٢) ضعيف: أخرجه أحمد: ١٥٧٥٦ـ وابن أبي شيبة: ٦/ ٢٤ـ والطبراني في الكبير: ٢٢/ ٣٢٩ـ والدولابي في الكنى: ٢٤١ـ انظر الضعيفة: ٢٩١٢.

(٦٦٣) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الوتر: ١٥٥١ـ والترمذي: ٣٤٩٢ـ والنسائي: ٥٤٤٤، ٥٤٤٦.

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، عَلِّمْنِي دُعَاءً أَنْتَفِعُ بِهِ، قَالَ: "قُلِ: اللّٰهُمَّ عَافِنِي مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَبَصَرِي، وَلِسَانِي، وَقَلْبِي، وَشَرِّ مَنِيِّي" قَالَ وَكِيعٌ: مَنِيِّي يَعْنِي الزِّنَا وَالْفُجُورَ.

شکل بن حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے کوئی دعا سکھائیں جس سے میں نفع حاصل کروں۔ آپ نے فرمایا: ''تم یہ دعا کیا کرو: اے اللہ مجھے میرے کانوں، میری آنکھوں، میری زبان اور میرے دل کے شر سے عافیت دے۔ اور میری منی کے شر سے مجھے بچا۔'' وکیع رحمہ اللہ نے فرمایا: منی کے شر سے مراد زنا اور بدکاری ہے، یعنی زنا میں واقع ہونے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) کانوں کا شر یہ ہے کہ انسان ان کے ذریعے سے غیبت سنے یا جھوٹ اور فسق وفجور کی باتیں سنے اور آنکھوں کی خیانت اور ان کا حرام دیکھنا ان کا شر ہے اور بد زبانی زبان کا شر ہے اور دل کا شر کفر والحاد اور شرک ہے۔ ان سب باتوں سے جو انسان بچ جائے وہ ہر قسم کے شر سے محفوظ ہو گیا۔

(۲) منی کا شر یہ ہے کہ اس کے غلبے کی وجہ سے انسان بدکاری میں پڑ جائے یا دیگر معصیت اور نافرمانی کے کام کر بیٹھے۔

(۳) بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے آپ سے تعوذ، یعنی پناہ کے کلمات سکھانے کو کہا تو آپ نے درج بالا دعا سکھائی۔

664 - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ طَلِيقِ بْنِ قَيْسٍ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ، وَيَسِّرِ الْهُدَى لِي)).

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ یوں دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ میری اعانت فرما اور میرے خلاف اعانت نہ فرمانا اور میری مدد فرما اور میرے خلاف کسی کی مدد نہ فرما اور میرے لیے ہدایت آسان فرما۔''

665 - حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ طَلِيقَ بْنَ قَيْسٍ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو بِهَذَا: ((رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو ان کلمات کے ساتھ دعا کرتے ہوئے سنا: ''اے میرے رب میری اعانت فرما اور میرے مقابلے میں (کسی کی)

---

(٦٦٤) صحيح: انظر ما بعده.

(٦٦٥) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الوتر: ١٥١٠ـ والترمذي: ٣٥٥١ـ وابن ماجه: ٣٨٣٠ـ انظر المشكاة: ٢٤٨٨.

عَـلَـيَّ ، وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ ، وَيَسِّرْ لِـيَ الْهُدَى ، وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ رَبِّ اجْـعَـلْـنِـي شَكَّارًا لَكَ ، ذَكَّارًا لَكَ ، رَاهِبًـا لَكَ ، مِـطْـوَاعًـا لَكَ ، مُخْبِتًا لَكَ ، أَوَّاهًــا مُـنِيبًــا ، تَـقَبَّـلْ تَوْبَتِـي ، وَاغْسِلْ حُوْبَتِي ، وَأَجِبْ دَعْوَتِي ، وَثَبِّتْ حُجَّتِي ، وَاهْـدِ قَـلْبِـي ، وَسَـدِّدْ لِسَــانِي ، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ قَلْبِي)) .

اعانت نہ فرما اور میری مدد فرما اور میرے مقابلے میں (کسی کی) مدد نہ فرما، میرے لیے تدبیر فرما اور میرے خلاف تدبیر نہ کرنا، میرے لیے ہدایت آسان فرما اور جو مجھ پر زیادتی کرے اس کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ اے اللہ مجھے اپنا بہت زیادہ شکر گزار، تجھے بہت زیادہ یاد کرنے والا اور تجھ سے ڈرنے والا بنا۔ مجھے اپنا بہت زیادہ فرمانبردار اور اپنی طرف رجوع کرنے والا بنا۔ مجھے تیرے حضور گڑ گڑانے اور تیری طرف متوجہ ہونے کی توفیق ملے۔ اے اللہ! میری توبہ قبول فرما، میرے گناہوں کو دھو دے، میری دعا قبول فرما، میرا عذر قبول فرما، میرے دل کو ہدایت دے اور میری زبان کو درست فرما دے اور میرے دل کا کھوٹ دور فرما۔"

فــائــده: ......رسول اکرم ﷺ کی اس جامع دعا میں دنیا و آخرت کی ہر بھلائی کا سوال ہے۔اس طرح کہ جب ہر قسم کے دشمن کے خلاف اللہ کی مدد حاصل ہو کہ وہ غالب ہو اور کوئی اس پر غالب نہ آ سکے۔ دشمن کے فریب سے اللہ تعالیٰ محفوظ کر دے اور اس کی کوتاہیوں سے درگزر کر دے اور ہدایت نصیب ہو اور ہر ظلم و زیادتی کرنے والے سے نبٹنے کا وعدہ ہو جائے۔ بندہ شکر گزار بھی ہو، کثرت سے ذکر کرنے والا ہو، اللہ سے ڈرنے والا ہو، اپنے رب کا فرمانبردار ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کی توفیق بھی میسر ہو۔ توبہ قبول ہوتی ہو، گناہوں سے معافی مل جائے۔ دعا قبول ہوتی ہو، دل بھی سیدھا اور راہ مستقیم پر ہو اور زبان بھی ٹھیک ہو اور دل میں کینہ، بغض، اعتقادی اور روحانی کوئی بیماری نہ ہو۔ تو یہ انسان یقیناً ولی کامل کے درجہ پر فائز ہوگا۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں ایسا بنا دے اور ان دعاؤں کو یاد کرنے اور ان کے ذریعے سے مانگنے کی توفیق دے۔

666 - حَـدَّثَـنَـا إِسْـمَـاعِيـلُ قَـالَ: حَـدَّثَـنِـي مَـالِكٌ ، عَـنْ يَـزِيدَ بْنِ زِيَادٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ..........

قَـالَ مُـعَـاوِيَةُ بْـنُ أَبِي سُفْيَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((إِنَّـهُ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعَ اللّٰهُ ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْهُ الْجَدُّ وَمَنْ

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے برسر منبر یہ دعا پڑھی: (اے اللہ) بلاشبہ جو تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو اللہ روک لے وہ کوئی دے نہیں سکتا اور

(٦٦٦) صحيح: أخرجه أحمد: ١٦٨٣٩ـ وابن ابى شيبة: ٦/ ٢٤٠ـ والطبرانى فى الكبير: ١٩/ ٣٣٨ـ انظر الصحيحة: ١١٩٤، ١١٩٥.

يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ)) ، سَمِعْتُ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى هَذِهِ الْأَعْوَادِ.

کسی مالدار کو اس کی مالداری اس کے عذاب سے بچا نہیں سکتی۔ اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔'' میں نے یہ کلمات نبی ﷺ سے منبر کی انہی لکڑیوں پر سنے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ نَحْوَهُ.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ نَحْوَهُ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت دیگر دو سندوں سے بھی مروی ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) شروع والی دعا ''منه الجد'' تک رسول اکرم ﷺ ہر فرض نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے اس لیے اس کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام اختیارات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور صرف اسی کا حکم چلتا ہے۔ اس کے حضور اس کی فرمانبرداری ہی کی قیمت ہے جو جتنا زیادہ فرمانبردار ہے اتنی اس کی قدر زیادہ ہے اور وہی اس کی رحمت خاص کا مستحق بھی ہے۔ کسی مال دار یا جاہ وحشمت والے کا اقتدار اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس نے کتنے فرعون صفحۂ ہستی سے مٹا دیے۔

(۲) دین کا علم بہت سے لوگوں کو ہے۔ معاشرے میں سیکڑوں لوگ آپ کو ملیں گے جو معلومات کا انسائیکلو پیڈیا ہیں لیکن فہم سے عاری ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات کی سمجھ اور ان کا صحیح مدعا اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی بندوں کو عطا کرتا ہے۔ یہ وہ فہم ہے جو اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام، تابعین اور ان کے بعد محدثین کو عطا فرمایا۔ اس سے مقلدین کی مزعومہ فقاہت ہرگز مراد نہیں جس میں سارا زور امام کے مذہب کو ثابت کرنے کے لیے لگایا جاتا ہے اور احادیث کو بالائے طاق رکھ کر ساری قوتیں قیل وقال پر صرف کی جاتی ہیں۔

(۳) اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبہ اتباع سنت کا بھی پتا چلتا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے جس حالت میں آپ کا فرمان سنا اسی کیفیت میں لوگوں کو بیان کیا۔

667 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

(٦٦٧) ضعيف: أخرجه أحمد: ١٠٦٨١ـ الضعيفة: ٣٣٣٩.

أَوْثَـقَ الـدُّعَـاءِ أَنْ تَقُولَ: اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي، وَأَنَـا عَبْـدُكَ، ظَـلَـمْتُ نَفْسِي، وَاعْتَرَفْتُ بِـذَنْبِـي، لَا يَـغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، رَبِّ اغْفِرْ لِي".

''سب سے مضبوط دعا یہ ہے کہ تو یوں کہے: اللّٰھم...... ''اے اللہ تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں۔ گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخش سکتا۔ اے میرے رب مجھے معاف فرما۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

668 - حَدَّثَـنَـا يَـحْيَـى بْـنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قَطَنٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ يَعْنِي عَبْدَ الْعَزِيزِ، عَنْ قُدَامَةَ بْنِ مُوسَى، عَنْ أَبِي صَالِحٍ..........

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو: ((اللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي، وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَـايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَحْمَةً لِي مِنْ كُلِّ سُوءٍ))، أَوْ كَمَا قَالَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا فرماتے تھے: ''اے اللہ میرے لیے میرا دین درست فرما جو میرے تمام امور کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور میرے لیے میری دنیا درست فرما جس میں جینا ہے اور موت کو میرے لیے رحمت بنا دے کہ جس کے ساتھ ہر برائی اور مشکل سے نجات پا جاؤں۔'' یا اس طرح کے کلمات کہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ دعا نہایت جامع ہے اسے ضرور اپنی زندگی کا معمول بنانا چاہیے کہ اگر انسان کا دین درست ہے اور راہ مستقیم پر گامزن ہے تو اسے سب کچھ مل گیا لیکن اگر دین میں بگاڑ آ گیا تو دنیا جہان کی نعمتیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں کیونکہ وہ بہت جلد ختم ہونے والی ہیں۔ یوں دنیا بھی برباد ہے کہ اس کے جانے کا غم ہر وقت سوار ہے اور آخرت بھی کہ اس کے لیے کچھ کیا نہیں۔

(۲) انسان دنیا میں جتنا دکھی ہو اس کے پاس ایک سہارا ہوتا ہے اور وہ ہے موت۔ وہ کہتا ہے ''مر جائیں گے جان چھوٹ جائے گی۔'' لیکن اگر مر کر بھی جان نہ چھوٹی کہ دنیا معصیت اور نافرمانی میں گزرتی رہی اور موت کے بعد عذاب سے واسطہ پڑا تو کیا بنے گا۔ اس لیے آپ نے دعا فرمائی کہ باری تعالیٰ میری زندگی اپنی فرمانبرداری میں لگا دے اور جو کام تجھے ناپسند ہیں ان سے مجھے دور کر دے تاکہ موت میرے لیے رحمت و سکون کا ذریعہ بنے۔

669 - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُمَيٌّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ..........

عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَعَوَّذُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ

(٦٦٨) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الذكر والدعاء: ٢٧٢٠.

(٦٦٩) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الدعوات، باب التعوذ من جهد البلاء: ٦٣٤٧، ٦٦١٦۔ ومسلم: ٢٧٠٧۔ والنسائي: ٥٤٩١.

مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَسُوءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ قَالَ سُفْيَانُ: فِي الْحَدِيثِ ثَلَاثٌ، زِدْتُ أَنَا وَاحِدَةً، لَا أَدْرِي أَيَّتُهُنَّ.

آزمائش اور مصیبت کی شدت، بدنصیبی کے پہنچنے، بری تقدیر اور دشمنوں کے خوش ہونے سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ سفیان کہتے ہیں حدیث میں تین باتیں تھیں ایک کا میں نے اضافہ کیا لیکن معلوم نہیں وہ کون سی ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ہر وہ مصیبت جس کا انسان متحمل نہ ہو اور اسے دور کرنے کی طاقت نہ رکھے وہ جهد البلاء ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ اس کا مطلب مال کی کمی اور اہل وعیال کی کثرت ہے۔ مراد اس سے ہر شدید مصیبت ہے۔ (فضل اللہ الصمد)

(۲) سعادت وخوش بختی کی ضد بدبختی ہے۔ دنیا و آخرت کے معاملات میں ایسی صورت حال سے دو چار ہونا کہ بے بس ہو جانا اور آنے والی آزمائش میں ناکام ہو جانا بدبختی ہے۔ اور پر مشقت زندگی کی انتہا اور اس کا آخری سٹیج ہے۔

(۳) بری تقدیر کا مطلب ہے کہ ایسا فیصلہ جو انسان کی دنیا وآخرت کے نقصان کا باعث ہو، اس کا تعلق مال سے ہو یا ایمان سے۔ اسے برا بندوں کی نسبت سے کہا گیا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کا ہر حکم حسن پر مبنی ہے۔

(۴) راوی نے جس لفظ کا اضافہ کیا ''وہ شماتۃ الاعداء'' ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری ۱۱/ ۱۴۸ میں وضاحت فرمائی ہے۔ اور یہ ایک دوسری حدیث سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے دیکھیے: (الصحیحہ للالبانی، حدیث: ۱۵۴۱) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلمہ راوی کا اپنا نہیں بلکہ انہوں نے حدیث سے لیا ہے۔

(۵) اس سے رواۃ حدیث کی دیانت داری کا بھی پتا چلتا ہے کہ انہوں نے کس قدر دیانت سے احادیث جمع کیں۔

670 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ............

عَنْ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْخَمْسِ: مِنَ الْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ، وَسُوءِ الْكِبَرِ، وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزوں سے پناہ طلب فرمایا کرتے تھے: کاہلی سے، بخل سے، برے بڑھاپے سے، سینے کے فتنے (برے اخلاق وعقائد) سے اور عذاب قبر سے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف، تاہم اس روایت میں مذکور اکثر باتیں صحیح احادیث سے ثابت ہیں جیسا کہ آئندہ احادیث سے ظاہر ہوگا۔

671 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ............

(٦٧٠) ضعيف: أخرجه أبو داؤد، كتاب الوتر: ١٥٣٩ـ والنسائي: ٥٤٤٣ـ وابن ماجة: ٣٨٤٤ـ انظر صحيح موارد الظمأن: ٢٠٧٢، ٢٠٧٤.

(٦٧١) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الجهاد والسير: ٢٨٢٣ـ ومسلم: ٢٧٠٦ـ وأبو داؤد: ١٥٤٠ـ والنسائي: ٥٤٥٢.

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ))

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ میں بے بسی، کاہلی، بزدلی اور زیادہ بوڑھا ہونے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں موت اور زندگی کے فتنے اور عذاب قبر سے بھی تیری پناہ کا طالب ہوں۔''

فائدہ: ......دیکھیے، حدیث: ۶۱۵ اور ۶۴۸ کے فوائد۔

672 - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو..........

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)).

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: ''اللھم انی...... ''اے اللہ میں فکر مندی اور رنج سے، بے بسی اور کاہلی سے، بزدلی اور بخل سے پناہ چاہتا ہوں، نیز قرض کے چڑھ جانے اور لوگوں کے غالب ہونے سے تیری پناہ کا طالب ہوں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) متوقع پریشانی کو ''ھم'' سے تعبیر کرتے ہیں اور کسی گزشتہ واقعہ یا نقصان پر پریشانی کو ''حزن'' کہتے ہیں۔ اکثر لوگوں کی پریشانیاں یا تو گزشتہ واقعات سے متعلق ہوتی ہیں جن پر پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا یا ممکنہ خطرات ان کی زندگی کا روگ ہوتے ہیں۔ اس لیے ان سے پناہ طلب کی گئی ہے۔

(۲) انسان جب قرض میں دب جاتا ہے تو پھر وعدہ کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے اور اس پریشانی میں اس کا دین بھی متاثر ہوتا ہے۔

(۳) آدمیوں کے غالب آنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر کس و ناکس انسان پر چڑھائی کرتا رہے یا یہ کہ انسان لوگوں کے ظلم کا شکار رہے۔

673 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ أَبِي الرَّبِيعِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ

---

(٦٧٢) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الدعوات: ٦٣٦٩ـ وأبو داؤد: ١٥٤١ـ والترمذي: ٣٤٨٤ـ والنسائي: ٥٤٤٩.

(٦٧٣) صحيح: أخرجه أحمد: ٧٩١٣ـ واسحاق بن راهويه: ٣٠٨ـ وأبو الطيالسي: ٢٥١٦ـ والطبراني في الدعاء: ١٧٩٤ـ انظر الصحيحة: ٢٩٤٤.

((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، إِنَّكَ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ)).

نبی ﷺ کی دعاؤں میں یہ دعا بھی تھی: ''اللّٰھم اغفر...... ''اے اللہ میرے اگلے پچھلے، پوشیدہ اور ظاہر تمام گناہ معاف فرما۔ اور تو میرے ان گناہوں کو بھی بخش دے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ بلاشبہ تو ہی آگے کرنے والا اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔''

فــائده: ......اللہ تعالیٰ تمام ظاہر اور پوشیدہ امور کو جاننے والا ہے اور وہی گناہوں کو بخشتا ہے۔ عروج اور زوال دینے والا بھی وہی ہے۔

674 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى، وَالْعَفَافَ، وَالْغِنَى)) وَقَالَ أَصْحَابُنَا، عَنْ عَمْرٍو ((وَالتُّقَى)).

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا کرتے تھے: ''اے اللہ میں تجھ سے ہدایت، پاک دامنی اور مال داری کا سوال کرتا ہوں۔'' ہمارے اصحاب نے عمرو کے طریق سے ''والتقی'' اور تقوے کا سوال کرتا ہوں کا اضافہ نقل کیا ہے۔

فائده: ......اس حدیث میں دنیا و آخرت کی بھلائی کا ذکر ہے۔ اس میں مکارم اخلاق اور معاش کے سوال کے ساتھ ساتھ تقویٰ اور پرہیزگاری کا سوال ہے۔ پاک دامنی سے مراد دنیاوی حرص و لالچ کے ساتھ ساتھ دیگر معاصی سے بچنا بھی ہے۔

675 - حَدَّثَنَا بَيَانٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ............

عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حَزْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ شَيْخًا يُنَادِي بِأَعْلَى صَوْتِهِ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ لَا يَخْلِطُهُ شَيْءٌ"، قُلْتُ: مَنْ هَذَا الشَّيْخُ؟ قِيلَ: أَبُو الدَّرْدَاءِ.

ثمامہ بن حزن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک شیخ کو بآواز بلند یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا: اے اللہ میں شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ اس کا ذرہ بھی مجھے مس کرے۔ میں نے پوچھا: یہ بزرگ کون ہیں؟ کہا گیا: ابو درداء ہیں۔

فــائده: ......مطلب یہ ہے کہ ادنی سا شر بھی نہایت خطرناک ہے جس کا میں متحمل نہیں ہوں۔ مجھے ہر قسم کے چھوٹے بڑے شر سے محفوظ فرما۔

---

(٦٧٤) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الذكر والدعاء ٢٧٢١ـ والترمذي: ٣٤٨٩ـ وابن ماجة: ٣٨٣٢.

(٦٧٥) صحيح: أخرجه ابن أبي شيبة: ٢٩٥٤٠.

676 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ مَجْزَأَةَ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ، كَمَا يُطَهَّرُ الثَّوْبُ الدَّنِسُ مِنَ الْوَسَخِ)). ثُمَّ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)).

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''اے اللہ مجھے برف، اولوں اور ٹھنڈے پانی کے ذریعے پاک کر دے جس طرح میلا کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! اے ہمارے رب! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں آسمان کے بھرنے اور زمین کے بھراؤ کے برابر اور اس چیز سے بھر کر جو تو چاہے اس کے بعد۔

فائدہ: ......شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ یہاں برف اور اولوں سے دھونے کی دعا کی گئی ہے جبکہ گرم پانی سے صفائی زیادہ اچھی ہوتی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ گناہوں کے دل پر تین طرح کے اثرات مرتب ہوتے ہیں: (۱) حرارت، (۲) نجاست (۳) ضعف اور کمزوری۔ گویا گناہ ان لکڑیوں کی طرح ہیں جو آگ کو بھڑکاتی ہیں۔ گناہ جس قدر زیادہ ہوں دل کی آگ اسی قدر زیادہ بھڑکتی ہے۔ پانی میل کو دور کرتا ہے اور آگ کو بجھاتا ہے اور اگر پانی ٹھنڈا ہو تو جسم اس سے مضبوط ہوتا ہے اور اسے قوت ملتی ہے اور اگر برف اور اولے ہوں تو زیادہ مضبوطی کا باعث ہے اور گناہوں کے اثرات کو اچھی طرح زائل کرنے والا ہے۔

677 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ..........

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكْثِرُ أَنْ يَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ: ((اللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ)) قَالَ شُعْبَةُ: فَذَكَرْتُهُ لِقَتَادَةَ، فَقَالَ: كَانَ أَنَسٌ يَدْعُو بِهِ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے یہ دعا کرتے تھے: ''اے اللہ ہمیں دنیا میں بھی خیر عطا فرما اور آخرت میں بھی اچھائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔'' شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کا ذکر قتادہ رحمہ اللہ سے کیا تو انہوں نے کہا: حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے لیکن اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔

فائدہ: ......دنیا میں ''حسنۃ'' سے مراد ہر وہ اچھائی ہے جو خوش کن اور باعزت زندگی کے لیے ضروری ہو۔ جیسے مال داری، صحت و عافیت اور خوبصورت و سیرت بیوی وغیرہ۔ اسی طرح آخرت کی ہر نعمت جیسے ثواب اور اللہ تعالیٰ کی رحمت وغیرہ۔

---

(٦٧٦) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الصلاة: ٤٧٦ـ والنسائي: ٤٠٣ـ والترمذي: ٣٥٤٧ـ وابن ماجه: ٨٧٨.

(٦٧٧) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الدعوات: ٦٣٨٩ـ ومسلم: ٢٦٩٠ـ وأبو داؤد: ١٥١ـ والترمذي: ٣٤٨٧.

''آگ کے عذاب سے بچا'' یعنی ایسے اعمال سے بچالے جو آگ کا باعث بنیں اور دوزخ میں جانے کا سبب ہوں۔ نیز یہ روایت مرفوعاً بھی صحیح ثابت ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بسا اوقات راوی نے اس کے مرفوع ہونے کا ذکر نہیں کیا۔

678 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ)).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ میں فقر، قلت اور ذلت سے تیری پناہ چاہتا ہوں، نیز اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ فقر کے لغوی معنی توڑنے کے ہیں اور یہ فقار الظہر سے ماخوذ ہے۔ اصطلاحی طور پر یہ چار معانی میں مستعمل ہے۔

- حاجات ضروریہ کا وجود، یہ صورت تمام لوگوں کو اس وقت تک شامل ہے جب تک وہ اس دار فانی میں ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
  ﴿يَآيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ إِلَى اللّٰهِ﴾ (فاطر: ١٥)
  ''اے لوگو! تم سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو۔''
- بنیادی ضرورت کا فقدان، ارشاد باری تعالیٰ ہے:
  ﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ أُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (البقرہ: ٢٧٣)
  ''زکوٰۃ وصدقات ان فقراء اور ضرورت مندوں کے لیے ہیں جو اللہ کی راہ میں روک لیے گئے۔''
- عدم قناعت، یہ نفس کے غنا اور بے نیازی کے مقابلے میں استعمال ہوتا ہے کیونکہ بسا اوقات انسان مال و دولت کی کثرت کے باوجود فقیر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں قناعت نہیں ہوتی۔
- اللہ تعالیٰ کی طرف فقیر ہونا، جیسے فرمایا: لا تفقرني بالاستغناء عنك ''مجھے اپنے سے بے نیاز کر کے فقیر نہ بنانا۔ (فضل اللہ الصمد)

مذکورہ دعا میں تیسری صورت سے پناہ مانگی گئی ہے کہ انسان کے اندر حرص اور لالچ پیدا ہو جائے اور قناعت سے محروم ہو جائے۔ اسی دوسری صورت بھی مراد ہے جبکہ صبر اور اللہ کی رضا نہ ہو۔

(۲) قلت سے مراد نیکی اور خیر کے کاموں میں قلت ہے کیونکہ دنیا میں کثرت ممدوح نہیں ہے، بعض نے اس سے مال،

(٦٧٨) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الوتر: ١٥٤٤- والنسائي: ٥٤٦٠- وابن ماجه: ٣٨٤٢.

دوستوں، اور صبر کی قلت مراد لی ہے کہ اس سے پناہ مانگی ہے کہ انسان بنیادی ضرورتوں سے محروم ہو جائے اور اللہ کی عبادت بھی نہ کر سکے۔

(۳) ذلت کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کی لوگوں کے سامنے کوئی حیثیت نہ ہو اور وہ حقیر سمجھیں اور اس کو کوئی اہمیت نہ دیں۔ لیکن یہاں زیادہ واضح معنی یہ معلوم ہوتے ہیں کہ معصیت اور نافرمانی کے نتیجے میں حاصل ہونے والی ذلت مراد ہے۔ یا قلت کی بنا پر امراء کے سامنے ذلیل ہونا مراد ہے۔

(۴) آدمی ظالم ہو یا مظلوم ہر دو صورتوں میں اس کے لیے گھاٹا ہے۔ ظالم ہو تو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا موجب ٹھہرے گا اور مظلوم ہو تو دنیا کی ذلت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی ناشکری اور مایوسی کی وجہ سے اس سے دوری کا باعث بن سکتا ہے۔ گزشتہ اوراق میں قہر الرجال کی جن صورتوں سے پناہ کا ذکر ہوا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

679 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ............

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ لَا نَحْفَظُهُ، فَقُلْنَا: دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ لَا نَحْفَظُهُ؟ فَقَالَ: "سَأُنَبِّئُكُمْ بِشَيْءٍ يَجْمَعُ ذَلِكَ كُلَّهُ لَكُمْ: اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِمَّا سَأَلَكَ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَسْتَعِيذُكَ مِمَّا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ"، أَوْ كَمَا قَالَ.

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ نے بہت زیادہ دعائیں کیں جنہیں ہم یاد نہ رکھ سکے تو ہم نے عرض کیا: (اللہ کے رسول!) آپ نے بہت زیادہ دعائیں کی ہیں جنہیں ہم یاد نہیں رکھ سکے۔ آپ نے فرمایا: ''میں ضرور تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں جو ان سب دعاؤں کو تمہارے لیے جمع کر دے گی۔ (تم یوں دعا کرو) اے اللہ بلاشبہ ہم تجھ سے اس چیز کا سوال کرتے ہیں جس کا تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ اور تجھ سے ہر اس چیز سے پناہ مانگتے ہیں جس سے تیری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔ اے اللہ تجھ ہی سے مدد طلب کی جاسکتی ہے اور تو ہی مطلوب تک پہنچانے والا ہے۔ گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت صرف اللہ کی توفیق سے ہے۔'' یا جس طرح آپ نے فرمایا۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس سے ملتی جلتی دعا سکھائی تھی جو اسی کتاب میں رقم ۶۳۹ پر گزر چکی ہے۔

(٦٧٩) ضعيف: أخرجه الترمذي، كتاب الدعوات: ٣٥٢١ـ الضعيفة: ٣٣٥٦.

680 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ..........

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ)) .

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: ''اے اللہ! میں تجھ سے مسیح دجال کے فتنے سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور میں تجھ سے آگ کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں۔''

فائدہ: ......مسیح دجال کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے۔ آگ کے فتنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسے فتنے سے پناہ دے جس کی وجہ سے میں آگ میں چلا جاؤں۔ گویا فتنے کی اضافت سبب کی طرف ہے۔

681 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ نُصَيْرِ بْنِ أَبِي الْأَشْعَثِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدٍ قَالَ..........

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ قَنِّعْنِي بِمَا رَزَقْتَنِي، وَبَارِكْ لِي فِيهِ، وَاخْلُفْ عَلَيَّ كُلَّ غَائِبَةٍ بِخَيْرٍ .

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ جو تو رزق ہمیں عطا کرے اس پر قناعت عطا فرما اور مجھے اس میں برکت دے۔ اور میری جو چیزیں میرے سامنے نہیں، خیر کے ساتھ میرے پیچھے ان کی حفاظت فرما۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ قناعت اور برکت کی دعا کرنا دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

682 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ..........

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ)) .

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دعا یہ ہوتی تھی: ''اے اللہ دنیا میں بھی خیر عطا فرما اور آخرت میں بھی اچھائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔''

فائدہ: ......دیکھیے حدیث: ٦٧٧ کے فوائد۔

---

(٦٨٠) حسن صحيح: انظر الحديث، رقم: ٦٥٦.

(٦٨١) ضعيف موقوفا وروى مرفوعا۔ أخرجه ابن أبي شيبة: ١٥٨١٦۔ والحاكم: ١/ ٦٢٦۔ والبيهقي في الآداب: ١٠٨٣۔ الضعيفة: ٦٠٤٢.

(٦٨٢) صحيح: انظر الحديث، رقم: ٦٧٧.

683 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، وَيَزِيدَ..........

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: ((اللّٰهُمَّ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ، ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ)).

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت سے یہ دعا ہوتی تھی: اے اللہ اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

فائدہ: ......رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: اللہ کے رسول آپ اس قدر کثرت سے یہ دعا کیوں کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر آدمی کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے، چنانچہ وہ جس کا دل چاہتا حق پر قائم رکھتا ہے اور جس کا چاہتا ہے ٹیڑھا کر دیتا ہے۔ (صحیح ترمذی، ح:۲۷۹۲)

اس لیے ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ثابت قدمی اور خاتمہ بالایمان کی دعا کرنی چاہیے۔قرآن مجید کی دعا: ربنا لا تزغ قلوبنا بعد إذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة...... کثرت سے پڑھنی چاہیے۔

684 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ أَسْلَمَ يُقَالُ لَهُ: مَجْزَأَةُ قَالَ..........

سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو: ((اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي بِالْبَرَدِ وَالثَّلْجِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ، اللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي مِنَ الذُّنُوبِ، وَنَقِّنِي كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ)).

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ تیرے لیے سب تعریف ہے، آسمان وزمین کے بھراؤ کے برابر اور اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے اس کے بعد۔ اے اللہ مجھے پاک کر دے اولوں، برف اور ٹھنڈے پانی کے ساتھ۔ اے اللہ مجھ کو گناہوں سے پاک صاف کر دے اور مجھے ایسا صاف کر جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ باری تعالیٰ تیری اتنی تعریف کرتا ہوں کہ آسمان وزمین اور ان کا درمیانی خلا بھر جائے بلکہ ان کے علاوہ جس چیز کے بھراؤ کے برابر تو پسند کرے۔مزید دیکھیے، حدیث: ٦٧٦ کے فوائد۔

685 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ..........

(٦٨٣) صحيح: أخرجه الترمذى، كتاب القدر: ٢١٤٠۔ وابن ماجه: ٣٨٣٤۔ انظر ظلال الجنة: ٢٢٥.

(٦٨٤) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الصلاة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع: ٤٧٦.

(٦٨٥) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الذكر والدعاء: ٢٧٣٩۔ وأبو داؤد: ١٥٤٥۔ والنسائى فى الكبرى: ١٩٠٠.

عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِـعْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيعِ سَخَطِكَ)) .

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں میں یہ بھی تھا: ''اے اللہ میں تیری نعمتوں کے زائل، تیری عافیت کے بدل جانے، تیری اچانک پکڑ اور تیری ہر قسم کی ناراضی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ دعا جامع کلمات میں سے ہے کہ بہت تھوڑے الفاظ میں معانی کا ایک سمندر اس میں سمویا ہوا ہے۔

(۲) زوال نعمت کا مطلب یہ ہے دنیاوی اور دینی نعمتیں خواہ وہ ظاہر ہوں یا باطن ان کے اس طرح ختم ہو جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ ان کا بدل ہی نہ ملے۔ اور عافیت کے پھر جانے کا مطلب یہ ہے کہ صحت و عافیت کی جگہ بیماری لے لے یا مالداری کی جگہ فقر لے لے اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(۳) ہر مصیبت اور آزمائش ہی پریشان کن ہوتی ہے لیکن اگر وہ بہ تدریج ہو تو اللہ تعالیٰ برداشت کی قوت پیدا فرما دیتا ہے، لیکن اگر گرفت اچانک ہو تو اکثر و بیشتر جان لیوا ثابت ہوتی ہے اس لیے ایسی پکڑ سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ نیز ہر اس کام کے ارتکاب سے بچنے کی دعا کی گئی ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو، کیونکہ اس کی ادنی ناراضی بھی تباہی کا باعث ہے۔

289...... بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْغَيْثِ وَالْمَطَرِ

بارش کے وقت دعا کرنا

686 - حَـدَّثَـنَـا خَلَّادُ بْـنُ يَـحْيَـى قَـالَ: حَـدَّثَـنَـا سُـفْيَانُ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ، عَنْ أَبِيهِ............

عَـنْ عَـائِشَةَ رَضِـيَ الـلّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى نَاشِئًا فِي أُفُقٍ مِنْ آفَاقِ السَّمَاءِ، تَرَكَ عَمَلَهُ - وَإِنْ كَانَ فِي صَلَاةٍ - ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ، فَإِنْ كَشَـفَـهُ الـلّٰهُ حَمِدَ اللّٰهَ، وَإِنْ مَطَرَتْ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا)) .

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب آسمان کے کناروں میں سے کسی کنارے میں پھیلا ہوا بادل دیکھتے تو اپنا کام چھوڑ دیتے خواہ نماز میں ہوتے۔ پھر اس کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ اگر اللہ تعالیٰ اسے ہٹا دیتا تو اللہ کی تعریف کرتے اور اگر بارش ہوتی تو فرماتے: ''اے اللہ اس کو بہت برسنے والی اور نفع بخش بارش بنا۔''

(٦٨٦) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا هاجت الريح: ٥٠٩٩ـ وابن ماجه: ٣٨٨٩ـ والدعاء رواه البخاري في صحيحه: ١٠٣٢ـ الصحيحة: ٢٧٥٧.

فائدہ: ......قوم عاد پر جب عذاب آیا تو وہ بادلوں کے اندر تھا۔ قوم سمجھی کہ یہ مینہ برسائے گا لیکن اس میں عذاب تھا۔ قوم نوح پر عذاب کے وقت بھی آسمان سے خوب پانی برسا۔ اس لیے رسول اکرم ﷺ یہ صورت حال دیکھ کر گھبرا جاتے کہ کہیں اس میں بھی عذاب نہ ہو اس لیے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہوئے اس کی طرف رجوع فرماتے۔ ہونے والی بارش کے مفید اور نفع بخش ہونے کی التجا کرتے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ اس موقع پر یہ دعا پڑھا کریں۔

290...... بَابُ الدُّعَاءِ بِالْمَوْتِ

موت کی دعا کرنے کی ممانعت

687 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ............

حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ: أَتَيْتُ خَبَّابًا، وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعًا، وَقَالَ: لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ.

حضرت قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس وقت انہوں نے اپنے جسم میں سات جگہ داغ دے رکھا تھا۔ شدید تکلیف کے باعث انہوں نے فرمایا: اگر رسول اللہ ﷺ نے موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اپنے لیے موت کی دعا کرتا۔

فائدہ: ......جسم کو علاج کے لیے گرم لوہے یا تیل کے ذریعے سے داغنا جائز ہے، تاہم نہ داغنا افضل اور اولیٰ ہے۔ مزید تفصیل کے لیے حدیث: ۴۵۴ ملاحظہ فرمائیں۔ یاد رہے کہ جسم کو نہ داغنے والے بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے۔

291...... بَابُ دَعَوَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی اکرم ﷺ کی دعائیں

688 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ............

عَنِ ابْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ: ((رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي،

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ان الفاظ کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے میرے پروردگار میری خطا، جہالت اور ہر

---

(٦٨٧) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الدعوات: ٦٣٤٩۔ ومسلم: ٢٦٨١۔ والنسائي: ١٨٢٣۔ والترمذي: ٩٧٠۔ وابن ماجه: ٤١٦٣.

(٦٨٨) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الدعوات: ٦٣٩٨۔ ومسلم: ٢٧١٩.

وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي كُلِّهِ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطَئِي كُلَّهُ، وَعَمْدِي وَجَهْلِي وَهَزْلِي، وَكُلُّ ذَلِكَ عِنْدِي اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) .

کام میں حد سے آگے بڑھ جانے کو معاف فرما اور وہ سب کچھ معاف فرما جوتو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اے اللہ میرے جان بوجھ کر کیے ہوئے، جہالت اور مذاق میں کیے ہوئے تمام گناہ معاف فرما۔ اور یہ سب گناہ مجھ سے سرزد ہوئے۔ اے اللہ میرے اگلے پچھلے گناہ اور پوشیدہ اور ظاہر گناہ سب معاف فرما دے۔ تو ہی آگے کرنے والا اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

689 - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى، وَأَبِي بُرْدَةَ، أَحْسَبُهُ ....

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي هَزْلِي وَجِدِّي، وَخَطَئِي وَعَمْدِي، وَكُلُّ ذَلِكَ عِنْدِي)) .

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ دعا کرتے تھے: اے اللہ میرے گناہ، میری جہالتیں اور میرے کاموں میں حد سے بڑھ جانے کو معاف فرما۔ اور میرا ہر وہ گناہ معاف فرما جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اے اللہ میرے مذاق اور سنجیدگی میں کیے ہوئے گناہ، نیز میری خطائیں اور جان بوجھ کر کیے ہوئے گناہ معاف فرما اور یہ سب گناہ میں نے کیے ہیں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ نصر میں جس حمد و ثنا اور استغفار کا حکم دیا گیا آپ اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے یہ دعا پڑھتے تھے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۱۹۸)

(۲) اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو تعلیم دی ہے کہ وہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کریں اور اس کے حضور اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے معافی کی درخواست کرتے رہیں۔

(۳) جو شخص جس مقام و مرتبے کا اہل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ وہی مقام اسے عطا کرتا ہے عروج و زوال دینے والا وہی ہے۔

690 - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ حَيْوَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ، سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيَّ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ............

---

(٦٨٩) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الدعوات: ٦٣٩٩ـ ومسلم: ٢٧١٩.

(٦٩٠) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الوتر: ١٥٢٢ـ والنسائي: ١٣٠٣.

عَـنْ مُـعَـاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: أَخَذَ بِيَدِي النَّبِيُّ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) ، قُـلْـتُ: لَبَّيْكَ، قَـالَ: ((إِنِّـي أُحِبُّكَ)) ، قُلْتُ: وَأَنَا وَاللّٰهِ أُحِبُّكَ، قَالَ: ((أَلَا أُعَلِّمُكَ كَـلِـمَـاتٍ تَـقُولُهَا فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاتِكَ؟)) قُـلْـتُ: نَـعَـمْ، قَالَ: "قُلِ: اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ".

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اے معاذ'' میں نے عرض کیا: میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''بے شک میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔'' میں نے عرض کیا: میں بھی اللہ کی قسم آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں جو تم ہر نماز کے بعد پڑھا کرو؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''تم پڑھا کرو: اے اللہ میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں اور شکر بجا لاؤں اور تیری اچھے طریقے سے عبادت کروں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ جس سے محبت ہو اسے آگاہ کرنا چاہیے تاکہ وہ اس کے تقاضوں کو پورا کرے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ آدمی جس سے محبت کرے اسے آگاہ کرے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔

(۲) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نہایت خوش نصیب اور صاحب فضیلت تھے کہ رسول اکرم ﷺ نے خود محبت کا اظہار فرمایا۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر آدمی فرمانبرداری کے راستہ پر نہیں چل سکتا اور اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور عبادت ناممکن ہے۔ نماز ادا کر کے اس دعا کا ورد یہ اظہار کرنے کے لیے ہے کہ جو عبادت میں نے سرانجام دی ہے وہ تیری توفیق کے بغیر ناممکن ہے اور میں اس کا صحیح حق ادا نہیں کر سکا۔ مجھے اس کو مزید بہتر بنانے کی توفیق دے۔ نیز اس کی توفیق مزید شکر کی متقاضی ہے جس کی توفیق بھی میں تجھ ہی سے مانگتا ہوں۔

(۴) اس سے معلوم ہوا کہ فرض نماز کے بعد خود ساختہ ورد کی بجائے مسنون اذکار کا اہتمام ضروری ہے۔

691 - حَـدَّثَـنَـا مُـسَـدَّدٌ، وَخَـلِـيـفَةُ قَـالَا: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي الْوَرْدِ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَضْرَمِيِّ..........

عَـنْ أَبِـي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ عِـنْـدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْحَمْدُ لِـلَّـهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ صَاحِبُ

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک آدمی نے (نماز میں) نبی ﷺ کی موجودگی میں کہا: سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، ایسی تعریف جو بہت زیادہ، پاکیزہ اور بابرکت ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ کلمات کس

(٦٩١) صحيح لغيره إلا العدد: أخرجه الطبراني في الكبير: ٤/ ١٨٤۔ والبيهقي في شعب الايمان: ٤٣٨٣۔ المشكاة: ٩٩٢۔ التحقيق الثاني.

الْـكَـلِمَةِ؟)) فَسَكَتَ، وَرَأَى أَنَّهُ هَجَمَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ كَرِهَهُ، فَقَالَ: ((مَنْ هُوَ؟ فَلَمْ يَقُلْ إِلَّا صَوَابًا))، فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا، أَرْجُو بِهَا الْخَيْرَ، فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَ أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ)).

صاحب نے کہے ہیں؟'' وہ آدمی خاموش رہا اور اس نے سمجھا کہ وہ اچانک کوئی ایسی بات کہہ بیٹھا ہے جو نبی ﷺ کو ناگوار گزری ہے۔ آپ نے دوبارہ پوچھا: ''وہ کون ہے: اس نے ٹھیک بات ہی کہی ہے۔'' اس آدمی نے کہا: میں نے کہی ہے اور ارادہ بھی اچھا ہی تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے تیرہ فرشتوں کو دیکھا جو ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ کون ان میں سے یہ کلمات اللہ عزوجل کی بارگاہ میں لے جائے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ روایت دیگر طرق اور شواہد کی بنا پر صحیح ہے لیکن فرشتوں کی تعداد کا ذکر درست نہیں۔ صحیح روایت میں یہ عدد تیس اور کچھ زیادہ مذکور ہے۔

(۲) تمام طرق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صحابی نے یہ الفاظ نماز میں سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد کہے۔ اور آپ ﷺ کے استفسار کا مقصد لوگوں کو تعلیم دینا تھا کہ وہ بھی یہ الفاظ پڑھا کریں۔

(۳) جو کام نبی ﷺ کے سامنے ہوا اور آپ نے سکوت فرمایا یا اس کی تصدیق کر دی تو وہ حدیث کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ اسے حدیث تقریری کہا جاتا ہے۔ اس کو دلیل بنا کر بدعات کا جواز کشید کرنا درست نہیں۔ اب ہم یہ دعا اس لیے پڑھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس کی تصدیق کی ہے۔

692 - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ..........

حَدَّثَنِي أَنَسٌ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ الْخَلَاءَ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ)).

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ میں خبیث جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) شیطان کا مسکن گندی جگہیں ہے اور وہ قضائے حاجت کے وقت انسان کو ایذا پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لیے مسلمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لے تاکہ وہ جنات اور شیاطین سے محفوظ رہے۔ ارشاد نبوی ہے:

---

(٦٩٢) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الوضوء: ١٤٢ـ ومسلم: ٣٧٥ـ وأبو داؤد: ٤ـ والترمذي: ٦ـ والنسائي: ١٩ـ وابن ماجه: ٢٩٨.

((سَتْرُ مَا بَيْنَ الْجِنِّ وَعَورَاتِ بَنِي آدم إذا دخل الكنيف أن يقول: بسم الله))

(سنن ابن ماجه، الطهارة، ح: ٢٩٧)

''جنات اور بنی آدم کے پوشیدہ اعضاء کے درمیان جو چیز پردہ بنتی ہے، وہ یہ ہے کہ جب وہ لیٹرین میں داخل ہوتو بسم اللہ پڑھے۔''

(۲) دعا بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے پڑھنی چاہیے جیسا کہ حدیث میں صراحت ہے جب داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو پڑھتے۔ اور جب کھلی فضا میں قضائے حاجت کرے تو کپڑا اٹھانے سے پہلے دعا پڑھ لے۔

693 - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ: ((غُفْرَانَكَ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ جب بیت الخلاء سے نکلتے تو پڑھتے: ''اے اللہ میں تجھ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔''

فائدہ: ......مسلمان کی زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے لیکن قضائے حاجت والی جگہ اور کیفیت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر درست اور مناسب نہیں اس لیے غفلت میں گزرے ان لمحات کی معافی طلب کرنے کا طریقہ سکھایا گیا ہے کہ بیت الخلا سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ سے کوتاہی کی معافی مانگی جائے۔

694 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ سُلَيْمٍ الصَّوَّافُ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ زِيَادٍ الْخَرَّاطُ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ..........

حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا هَذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ: ((أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ)).

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہمیں یہ دعا اس طرح سکھایا کرتے تھے جس طرح قرآن پاک کی سورت سکھاتے: اے اللہ میں تجھ سے جہنم کے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں، قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں، مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں، موت اور زندگی کے فتنے سے اور قبر کے فتنے سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

---

(٦٩٣) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا خرج من الخلاء: ٣٠ـ والترمذي: ٧ـ والنسائي في الكبرىٰ: ٩٨٢٤ـ وابن ماجه: ٣٠٠.

(٦٩٤) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب المساجد: ٥٩٠ـ وأبو داؤد: ٩٨٤ـ والترمذي: ٣٤٩٤ـ والنسائي: ٢٠٦٣ـ وابن ماجه: ٣٨٤٠.

فائدہ: ......نماز کے تشہد میں درود کے بعد مذکورہ دعا پڑھنی ضروری ہے۔امام طاؤس رحمہ اللہ کے بیٹے نے نماز میں یہ دعا نہ پڑھی تو انہوں نے بیٹے کو نماز دہرانے کا حکم دیا۔(مسلم:۵۹۰) حدیث کے ظاہر الفاظ بھی وجوب پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ بعض طرق میں ہے:اذا صلى أحدكم فليتعوذ...... (صحيح مسلم: ٥٨٨) جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو چار چیزوں سے پناہ طلب کرے۔(شرح صحیح مسلم للنووی)

حدیث کی مزید تشریح کے لیے دیکھیے، حدیث:۶۴۸ کے فوائد۔

695 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ كُرَيْبٍ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بِتُّ عِنْدَ مَيْمُونَةَ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى حَاجَتَهُ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ فَأَتَى الْقِرْبَةَ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءًا بَيْنَ وُضُوءَيْنِ، لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ، فَصَلَّى، فَقُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَرَى أَنِّي كُنْتُ أَبْقِيهِ، فَتَوَضَّأْتُ، فَقَامَ يُصَلِّي، فَقُمْتُ عِنْدَ يَسَارِهِ، فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَأَدَارَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَتَتَامَّتْ صَلَاتُهُ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ، وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ، فَآذَنَهُ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ، فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، وَكَانَ فِي دُعَائِهِ: ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا، وَعَنْ يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ يَسَارِي نُورًا، وَفَوْقِي نُورًا، وَتَحْتِي نُورًا، وَأَمَامِي نُورًا، وَخَلْفِي نُورًا، وَأَعْظِمْ لِي نُورًا)) قَالَ كُرَيْبٌ: وَسَبْعًا فِي التَّابُوتِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات اپنی خالہ ام المومنین سیدہ میمونہ کے ہاں گزاری تو رات کو نبی ﷺ اٹھے اور قضائے حاجت، یعنی پیشاب کیا، پھر ہاتھ اور چہرہ دھو کر سو گئے۔ پھر اٹھے اور مشکیزے کے پاس تشریف لائے۔اس کا تسمہ کھولا اور درمیانہ سا وضو کیا۔زیادہ پانی نہ بہایا لیکن اچھی طرح مکمل وضو کیا اور نماز شروع کر دی۔ میں اٹھا اور انگڑائی لی اس ڈر سے کہ آپ مجھے دیکھ کر یہ خیال نہ کریں کہ جاگ کر آپ کو دیکھ رہا تھا۔ میں نے وضو کیا۔آپ ابھی کھڑے نماز پڑھ رہے تھے تو میں آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ نے مجھے ہاتھ سے پکڑ کر دائیں جانب کر لیا حتی کہ آپ نے اپنی رات کی نماز تیرہ رکعات پوری فرمائیں۔ پھر آپ لیٹ گئے اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے۔اور آپ جب سوتے تو خراٹے لیتے تھے۔پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو نماز فجر کی اطلاع دی۔آپ نے نماز پڑھائی لیکن وضو نہیں کیا۔ آپ کی دعا میں یہ کلمات بھی تھے:اے اللہ میرے دل میں نور کر دے میرے کانوں میں نور کر دے، میری دائیں جانب نور کر دے اور میری بائیں جانب نور کر دے، میرے اوپر، نیچے

(٦٩٥) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الدعوات: ٦٣١٦۔ ومسلم: ٧٦٣۔ والنسائي: ١١٢١۔ وأبو داؤد: ١٣٥٣.

فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ وَلَدِ الْعَبَّاسِ، فَحَدَّثَنِي بِهِنَّ، فَذَكَرَ: عَصَبِي، وَلَحْمِي، وَدَمِي، وَشَعْرِي، وَبَشَرِي، وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ.

اور آگے پیچھے نور کر دے اور میرے لیے بڑا نور کر دے۔ کریب نے کہا کہ سات چیزیں (میرے پاس) تابوت میں (لکھی ہوئی موجود) ہیں۔ مجھے یاد نہیں۔ پھر میں حضرت عباس کی اولاد میں سے کسی کو ملا تو انہوں نے مجھے وہ چیز بتائیں۔ وہ یہ تھیں: میرے پٹھوں، میرے گوشت، میرے خون، میرے بالوں اور میری جلد میں بھی نور کر دے اور مزید دو چیز بھی ذکر کیں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا قیام اللیل کی رکعات زیادہ سے زیادہ تیرہ ہیں۔ اس میں وتر بھی شامل ہے۔ نیز رمضان کے علاوہ بھی اسے اتفاقی طور پر با جماعت ادا کیا جا سکتا ہے۔

(۲) مقتدی کو امام کے دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے جب کوئی تیسرا آدمی نہ ہو۔ نیز نماز کی اصلاح کے لیے نماز میں حرکت جائز ہے۔ اس سے نماز خراب نہیں ہوتی۔ اس سے ان لوگوں کے موقف کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ پاؤں اوپر اٹھ جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(۳) نبی ﷺ کی آنکھیں سو جاتی تھیں اور دل جاگتا تھا اس لیے سو کر اٹھنے کے بعد آپ کے لیے وضو کرنا ضروری نہیں تھا۔ ہاں اگر وضو ٹوٹ جاتا تو آپ وضو کرتے تھے۔

(۴) دعا میں جس نور کا ذکر ہے اس سے حقیقی نور بھی ہو سکتا ہے کہ ہر عضو روشن ہو جائے جس سے قیامت کی تاریکیوں میں روشنی حاصل کی جا سکے اور استعارتاً علم اور ہدایت بھی مراد ہو سکتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِنْ رَبِّهِ﴾ (الزمر: ۲۲)

''وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہیں۔''

اور دونوں طرح کے نور بھی ہو سکتے ہیں۔

(۵) ہر عضو میں نور مانگنے کا مقصد یہ ہے کہ ہر عضو اللہ کی اطاعت کا نمونہ ہو اور اسے اللہ کی معرفت حاصل ہو۔ ایک دفعہ نور مانگنے میں وہ زور نہیں ہے۔

696 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ أَبِي هُبَيْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب رات کو اٹھ کر نماز پڑھتے تو نماز پوری کرنے کے بعد

(٦٩٦) صحيح.

فَصَلَّى فَقَضَى صَلَاتَهُ، يُثْنِي عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ يَكُونُ مِنْ آخِرِ كَلَامِهِ: ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِي نُورًا فِي قَلْبِي، وَاجْعَلْ لِي نُورًا فِي سَمْعِي، وَاجْعَلْ لِي نُورًا فِي بَصَرِي، وَاجْعَلْ لِي نُورًا عَنْ يَمِينِي، وَنُورًا عَنْ شِمَالِي، وَاجْعَلْ لِي نُورًا مِنْ بَيْنَ يَدَيَّ، وَنُورًا مِنْ خَلْفِي، وَزِدْنِي نُورًا، وَزِدْنِي نُورًا، وَزِدْنِي نُورًا)).

اللہ تعالیٰ کی ثنا بیان کرتے ایسی ثنا جو اس کی ذات کے لائق ہے، پھر آخر میں یہ دعا پڑھتے: اے اللہ میرے لیے میرے دل میں نور پیدا کر دے، میرے کانوں میں نور کر دے، میری آنکھوں میں نور کر دے، میرے دائیں نور کر دے، میرے بائیں نور کر دے میرے آگے نور کر دے، میرے پیچھے نور کر دے اور میرے لیے نور زیادہ کر دے۔ میرے لیے نور زیادہ کر دے میرے نور میں اضافہ فرما۔''

فائدہ: ......دیکھیے گزشتہ حدیث کے فوائد۔

697 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ...........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قَيَّامُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلَهِي، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ))

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آدھی رات کو نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: اللّٰھم لك الحمد...... اے اللہ تیرے لیے ہی حمد ہے تو ہی آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے ان سب کا نور ہے اور تیرے لیے تمام تعریفیں ہیں، تو ہی آسمان و زمین کو قائم رکھنے والا ہے۔ تیرے لیے ہی سب تعریف ہے تو آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے ان کا رب ہے۔ تو حق ہے۔ تیرا وعدہ حق ہے۔ تیری ملاقات حق ہے۔ جنت حق ہے۔ جہنم حق ہے اور قیامت برحق ہے۔ اے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا اور تجھ پر ایمان لایا اور میں نے تجھ پر بھروسا کیا۔ میں نے تیری طرف رجوع کیا۔ تیری طاقت سے میں نے دشمنوں سے جھگڑا کیا اور تجھ ہی کو حاکم بنایا، لہٰذا تو میرے اگلے پچھلے اور پوشیدہ و علانیہ تمام گناہ معاف فرما۔ تو ہی میرا الٰہ ہے، تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں۔

---

(٦٩٧) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب التهجد: ١١٢٠ـ ومسلم: ٧٦٩ـ وأبو داؤد: ٧٧١ـ والترمذي: ٣٤١٨ـ والنسائي: ١٦١٩ـ وابن ماجه: ١٣٥٥.

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث میں دعا مانگنے کے آداب سکھائے گئے ہیں کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی خوب تعریف کی جائے اور اس کے اسماء وصفات کا خوب تذکرہ کر کے اپنی ضرورت سامنے رکھی جائے۔

(۲) دعا میں اچھے اعمال کو بطور وسیلہ پیش کیا جاسکتا ہے جس طرح مذکورہ حدیث میں اسلام، ایمان، توکل، انابت وغیرہ کا ذکر کے مغفرت طلب کی گئی ہے۔

698 - حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ ، عَنْ يُونُسَ ابْنِ خَبَّابٍ ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ............

عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ يَدْعُو: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْـعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، اللّٰهُمَّ إِنِّـي أَسْـأَلُكَ الْـعَـافِيَةَ فِـي دِينِي وَأَهْلِي ، وَاسْتُرْ عَوْرَتِي ، وَآمِنْ رَوْعَتِي ، وَاحْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ ، وَمِنْ خَلْفِي ، وَعَنْ يَمِينِي ، وَعَنْ يَسَارِي ، وَمِنْ فَوْقِي ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي)) .

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا فرماتے تھے: ''اے اللہ میں تجھ سے دنیا و آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے عافیت مانگتا ہوں اپنے دین اور اہل وعیال میں اور میرے عیبوں کو چھپا دے۔ مجھ کو خوف سے امن عطا فرما اور آگے پیچھے، دائیں بائیں اور اوپر سے میری حفاظت فرما۔ اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں کہ نیچے سے پکڑا جاؤں، یعنی دھنسا دیا جاؤں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) بندے کے لیے سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمائے۔ سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب لیلۃ القدر کے بارے میں دریافت کیا کہ میں کون سی دعا کروں تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر طلب کرنے کا حکم فرمایا۔ پھر عافیت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں کہ تمام عبادات اور خیر کے کاموں کا دارومدار اسی پر ہے۔

(۲) آج ہماری صورت حال یہ ہے کہ اگر حقیقت کھل کر ایک دوسرے کے سامنے آجائے تو ہم ایک دوسرے کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے پردے رکھے ہوئے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے پردہ پوشی کی دعا کرتے رہنا چاہیے اور دوسروں کے عیبوں پر بھی پردہ ڈالنا چاہیے۔

(۳) شیطان انسان کو ہر طرف سے بہکانے کی کوشش کرتا ہے اس لیے ماضی، حال، مستقبل نیز تمام اطراف سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی ضرورت ہے۔ اور جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ لے لے اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

---

(٦٩٨) صحيح: أخرجه الطبراني في الدعاء: ١٢٩٧ـ وابن حبان: ٩٥١ـ انظر صحيح الكلم الطيب: ٢٧ـ وأبو داؤد: ٥٠٧٤ـ وابن ماجه: ٣٨٧١ـ من حديث ابن عمر.

(۴) پہلی قومیں یا تو آسمانی عذاب کا شکار ہوئیں یا پھر زمین سے انہیں پکڑا گیا۔ اس لیے عذاب کی متوقع صورتوں سے بھی پناہ مانگی گئی ہے۔

699 - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ............

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيُّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَانْكَفَأَ الْمُشْرِكُونَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اسْتَوُوا حَتَّى أُثْنِيَ عَلَى رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ)) ، فَصَارُوا خَلْفَهُ صُفُوفًا، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ، اللّٰهُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ، وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدْتَ، وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ اللّٰهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ النَّعِيمَ الْمُقِيمَ الَّذِي لَا يَحُولُ وَلَا يَزُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ النَّعِيمَ يَوْمَ الْعَيْلَةِ، وَالْأَمْنَ يَوْمَ الْحَرْبِ، اللّٰهُمَّ عَائِذًا بِكَ مِنْ سُوءِ مَا أَعْطَيْتَنَا، وَشَرِّ مَا مَنَعْتَ مِنَّا اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْإِيمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي قُلُوبِنَا، وَكَرِّهْ إِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ، وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِينَ اللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ، وَأَحْيِنَا مُسْلِمِينَ، وَأَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِينَ، غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُونِينَ اللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِينَ يَصُدُّونَ

حضرت رفاعہ زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب احد کی لڑائی کا دن تھا اور مشرکین منتشر ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''برابر ہو جاؤ تاکہ میں اپنے رب کی ثنا بیان کروں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے پیچھے صفیں بنالیں تو آپ نے یوں دعا کرنی شروع کی: اے اللہ تمام تعریف تیری ہی ہے۔ اے اللہ جس کو تو وسعت دے اس پر کوئی تنگی کرنے والا نہیں اور جسے تو دور کر دے اسے کوئی قریب کرنے والا نہیں اور جسے تو قریب کرے اسے کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اس کو کوئی دینے والا نہیں جس کو تو نہ دے اور جس کو تو دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں۔ اے اللہ ہم پر اپنی برکتوں، رحمت، فضل اور رزق کے دروازے کھول دے۔ اے اللہ میں تجھ سے قائم رہنے والی ایسی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں جو نہ منتقل ہوں اور نہ ختم ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے فقر ومحتاجی کے دن نعمتوں کا سوال کرتا ہوں اور خوف کے روز امن کا۔ اے اللہ جو کچھ تو نے ہمیں دیا میں اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور جو تو نے ہم سے روک لیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ ایمان کو ہمارے لیے محبوب بنا دے اور اسے ہمارے دلوں میں مزین کر دے۔ کفر، فسق اور نافرمانی کو ہمارے لیے ناپسندیدہ بنا دے اور ہمیں ہدایت والوں میں سے بنا دے۔ اے اللہ ہم کو مسلمان ہونے کی حالت میں فوت کرنا اور مسلمان ہی زندہ رکھنا اور ہمیں

(٦٩٩) صحيح: أخرجه أحمد: ١٥٤٩٢۔ والنسائي في الكبرىٰ: ١٠٣٧٠۔ وابن أبي عاصم في السنة: ٣٨١۔ والطبراني في الدعاء: ١٠٧٥.

عَـنْ سَبِيلِكَ ، وَيُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ ، وَاجْعَلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ اللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّـذِيـنَ أُوتُـوا الْـكِتَابَ ، إِلَهَ الْحَقِّ)) قَالَ عَـلِـيٌّ: وَسَـمِـعْتُـهُ مِـنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ ، وَأَسْنَدَهُ وَلَا أَجِيءُ بِهِ .

نیکوں کے ساتھ ملا دے۔ نہ ہم رسوا ہوں اور نہ فتنے میں ڈالے گئے ہوں۔ اے اللہ کافروں پر لعنت فرما وہ جو تیرے راستے سے روکتے ہیں اور تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں۔ ان پر سخت مصیبت اور عذاب نازل فرما۔ اے اللہ ان کافروں پر لعنت کر جنہیں کتاب دی گئی (اور انہوں نے اسے جھٹلایا) اے معبود برحق۔
علی بن مدینی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث محمد بن بشر سے بھی سنی اور انہوں نے اس کی سند بھی بیان کی لیکن میں اس سند کو (اچھی طرح یاد نہ ہونے کی وجہ سے) بیان نہیں کرتا۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ فتح اور اللہ کی مدد کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنی چاہیے اور اس پر مزید دعا کرنی چاہیے۔

292...... بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْكَرْبِ
بے چینی کے وقت کی دعا

700 - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ............

عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو عِنْدَ الْكَرْبِ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰـهُ الْـعَظِيمُ الْحَلِيمُ ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّـمَـاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَرَبُّ الْـعَـرْشِ الْعَظِيمِ)) .

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے چینی اور اضطراب کے وقت یوں دعا کرتے تھے: لا الہ الا اللہ...... اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو عظمت والا اور بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو آسمان وزمین کا رب ہے اور رب ہے عرش عظیم کا۔"

فوائد و مسائل: ......(۱) کرب ایسے غم کو کہتے ہیں جو چمٹ جائے اور انسان کو ہر وقت پریشان رکھے۔
(۲) یہ ذکر ہے دعا نہیں۔ اس کا جواب دو طرح سے ہے: ایک یہ ہے کہ یہ ذکر ہے جس کے ساتھ دعا شروع کی جائے، پھر جو مرضی ہے دعا کرے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ دعا کبھی صریح ہوتی ہے اور کبھی اشارتاً۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بھی دعا کی ایک قسم ہے۔ حدیث نبوی ہے کہ جو شخص سیدنا ایوب علیہ السلام کی دعا: لا اله الاّ أنت سبحانك ...... کے ساتھ دعا کرے اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول فرماتا ہے۔ (جامع الترمذی، ح: ۳۵۰۵)

---

(۷۰۰) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب الدعوات: ٦٣٤٥۔ ومسلم: ۲۷۳۰۔ والنسائی فی الکبریٰ: ۷٦۲۷۔ والترمذی: ۳۴۳۵۔ وابن ماجه: ۳۸۸۳.

(۳) مسلمان کو پہنچنے والا غم اور تکلیف کبھی اس کے لیے تنبیہ ہوتی ہے اور کبھی اس کی تربیت مقصود ہوتی ہے اور کبھی درجات کی بلندی اس کا سبب ہوتا ہے اس لیے بندے کو اپنے اللہ کے بارے میں ہمیشہ پرامید رہنا چاہیے کہ وہ ضرور یہ مصیبت دور کرے گا۔

(۴) سلف صالحین سے بے شمار ایسے واقعات منقول ہیں کہ انہوں نے نہایت مشکل وقت میں دعائے کرب پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نجات عطا فرمائی۔ ابوبکر بن علی کو قید کر دیا گیا۔ ابوبکر رازی نے خواب میں دیکھا۔ کہ نبی ﷺ انہیں خواب میں فرما رہے ہیں کہ ابوبکر بن علی کو کہو کہ صحیح بخاری میں منقول دعائے کرب پڑھے تاکہ اللہ تعالیٰ اسے رہائی دے۔ میں نے صبح جا کر انہیں بتایا تو انہوں نے یہ دعا پڑھی تو تھوڑے عرصے بعد ہی جیل سے باہر آ گئے۔ اس طرح کے کئی اور واقعات بھی منقول ہیں۔ (فتح الباری) اس لیے مشکل کے وقت اس دعا کا ورد کرنا چاہیے۔

701 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَلِيلِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ.........

حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ لِأَبِيهِ: يَا أَبَتِ، إِنِّي أَسْمَعُكَ تَدْعُو كُلَّ غَدَاةٍ: ((اللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي بَدَنِي، اللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي سَمْعِي، اللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي بَصَرِي، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ))، تُعِيدُهَا ثَلَاثًا حِينَ تُمْسِي، وَحِينَ تُصْبِحُ ثَلَاثًا، وَتَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ))، تُعِيدُهَا ثَلَاثًا حِينَ تُمْسِي، وَحِينَ تُصْبِحُ ثَلَاثًا، فَقَالَ: نَعَمْ، يَا بُنَيَّ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِهِنَّ، وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَسْتَنَّ بِسُنَّتِهِ.

قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَعَوَاتُ الْمَكْرُوبِ: اللّٰهُمَّ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے والد سیدنا ابوبکرہ سے عرض کیا: ابا جان! میں آپ کو ہر صبح یہ دعا کرتے ہوئے سنتا ہوں: اے اللہ مجھے میرے بدن میں عافیت دے۔ اے اللہ مجھے میری قوت سماعت میں عافیت دے۔ اے اللہ مجھے میری بصارت میں عافیت دے۔ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ آپ یہ کلمات تین مرتبہ صبح شام کہتے ہیں اور کہتے ہیں: اے اللہ میں کفر اور فقر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ یہ کلمات بھی صبح وشام تین تین مرتبہ کہتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: ہاں پیارے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ یہ کلمات کہتے تھے اور میں آپ کی سنت پر عمل کرنا پسند کرتا ہوں۔

انہوں نے مزید کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے چینی میں مبتلا پریشان شخص کی دعا یہ ہے: اے اللہ میں تیری رحمت کی

(۷۰۱) حسن: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب: ۵۰۹۰ـ والنسائی: ۱۳۴۷ـ مختصراً.

رَحْمَتَكَ أَرْجُو ، وَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ ، وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ ، لَا إِلَهَ أَلَا أَنْتَ".

امید رکھتا ہوں۔ مجھے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی میرے نفس کے سپرد نہ کرنا اور میرے ہر حال کو درست فرما دے۔ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔‘‘

فوائد و مسائل: ......(۱) پہلی دعا صبح وشام کے اذکار میں ہے جس میں جسم کے دو اہم اعضاء کی سلامتی اور کارآمد رہنے کی دعا کی گئی ہے کیونکہ عقلی اور نقلی دلائل کو سمجھنے کا تعلق انہی دونوں اعضاء سے ہے۔ دوسری دعا میں کفر اور فقر نیز عذاب سے پناہ مانگی گئی کیونکہ مسلمان کی پناہ گاہ صرف ذات باری تعالیٰ ہے۔ فقر اور کفر کو ایک ساتھ ذکر اس لیے کیا کہ بسا اوقات فقر انسان کو کفر تک لے جاتا ہے۔

(۲) مذکورہ اذکار کو صبح وشام باقاعدگی سے تین تین بار پڑھنا مسنون ہے۔ نیز اس سے اتباع سنت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

(۳) مضطرب اور پریشان حال کی دعا اس سے پہلے بھی گزری ہے۔ یہ دونوں دعائیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ اس کا ادب یہ ہے کہ انسان اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے اور اپنی بے بسی کا اظہار کر کے اللہ کی رحمت کا امیدوار بنے۔

(۴) اس سے توحید باری تعالیٰ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ ہر دعا کے آخری میں توحید باری تعالیٰ کا اقرار ہے۔

702 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْخَطَّابِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي رَاشِدٌ أَبُو مُحَمَّدٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ..........

سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ، اللّٰهُمَّ اصْرِفْ شَرَّهُ)).

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بے چینی کے وقت یہ دعا کرتے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ نہایت عظمت والا اور بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ رب ہے عرش عظیم کا۔ اللہ کے سوا کوئی مبعود برحق نہیں وہ آسمان وزمین کا رب ہے اور رب ہے عرش کریم کا۔ اے اللہ مجھ سے اس بے چینی کا شر دور کر دے۔‘‘

فائدہ: ......مسلمان کو قرار اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ہی ملتا ہے۔ وہ ذات باری کے سوا کچھ نہیں اس لیے اسے پریشانی اور بے چینی کے وقت اسی ذات کا سہارا لینا چاہیے۔

(۷۰۲) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الدعوات: ٦٣٤٦۔ ومسلم: ٢٧٣٠۔ والترمذي: ٣٤٣٥۔ وابن ماجه: ٣٨٨٣.

293...... بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الِاسْتِخَارَةِ

استخارہ کی دعا

703 - حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَبُو الْمُصْعَبِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ..........

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الاِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كَالسُّورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ: "إِذَا هَمَّ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللّٰهُمَّ. إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي، وَمَعَاشِي، وَعَاقِبَةِ أمري - أَوْ قَالَ: فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ - فَاقْدُرْهُ لِي، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي، وَمَعَاشِي، وَعَاقِبَةِ - أَوْ قَالَ: عَاجِلِ - أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ رَضِّنِي، وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ".

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اہم معاملات میں استخارہ کی اس طرح تعلیم دیتے جس طرح قرآن کی سورت سکھاتے۔ (آپ فرماتے:) ''جب تم میں سے کوئی شخص اہم کام کرنے کا ارادہ کرے تو دو رکعتیں (بطور نفل) ادا کرے، پھر کہے: اے اللہ میں تیرے علم کے ذریعے سے خیر مانگتا ہوں اور تیری قدرت کے ذریعے سے قدرت طلب کرتا ہوں اور تیرے عظیم فضل کا تجھ سے سوال کرتا ہوں، بلاشبہ تجھے قدرت حاصل ہے اور مجھے قدرت نہیں اور تو جانتا ہے میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ معاملہ میرے لیے میرے دین اور میری معاش کے اعتبار سے اور انجام کار کے اعتبار جلد یا بہ دیر بہتر ہے تو اسے میرے مقدر میں کر دے۔ اگر تیرے علم میں میرے لیے یہ کام میری دنیا اور آخرت میں شر ہے اور انجام کار کے لحاظ سے برا ہے، جلد یا بہ دیر تو اس کو مجھ سے اور مجھے اس سے دور کر دے اور میرے لیے خیر مقدر کر دے جہاں کہیں بھی ہو، پھر مجھے اس پر راضی فرما۔'' اور اپنی حاجت اور کام کا نام لے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) استخارہ جائز اور مباح کاموں میں ہوگا۔ حرام اور ناجائز کاموں میں نہیں ہے بلکہ ان سے ہر صورت بچنا ضروری ہے۔

(۲) استخارہ اہم امور میں ہوگا۔ روزمرہ کے کاموں، جیسے کھانے، پینے وغیرہ میں استخارہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح فرائض کی

---

(۷۰۳) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الدعوات: ٦٣٨٢۔ وأبو داؤد: ١٥٣٨۔ والترمذي: ٤٨٠۔ والنسائي: ٣٢٥٣۔ وابن ماجه: ١٣٨٣.

ادائیگی کے لیے بھی استخارہ کی ضرورت نہیں اور نہ اس بنیاد پر اسے ترک کیا جا سکتا ہے۔

(۳) استخارہ دو مباح اور مستحب کاموں میں سے ایک کے انتخاب کے لیے ہوگا، مثلاً: کوئی شخص شادی کرنا چاہتا ہے اس کے سامنے دو یا چار رشتے ہیں اور سبھی بظاہر اچھے ہیں تو وہ استخارہ کرلے۔ جس کی طرف میلان ہو جائے، وہاں رشتہ کرلے۔ یا ایک جائز کام کے لیے بھی استخارہ کیا جا سکتا ہے، مثلاً کسی کے ساتھ شراکت کرنا چاہتا ہے یا کوئی کاروبار کرنا چاہتا ہے تو بھی استخارہ مستحب ہے۔

(۴) استخارے کے لیے خواب میں کچھ نظر آنا ضروری نہیں۔ اگر وہ کام بہتر ہوا تو اس کی طرف از خود میلان ہو جائے گا۔ انسان کو چاہیے کہ ظاہری صورت حال دیکھ کر فیصلہ کرلے۔

(۵) استخارہ اس شخص کو کرنا چاہیے جس کا معاملہ ہے، مثلاً لڑکے یا لڑکی کی شادی کا معاملہ ہے تو اس کے والدین یا سرپرست اور وہ خود استخارہ کرے۔ کسی سے استخارہ کروانے کی کوئی صحیح دلیل نہیں۔ اسی طرح آن لائن استخارے کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔

(۶) استخارے کی دعا نماز کے تشہد میں بھی کی جا سکتی ہے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد بھی۔ اصل طریقہ تو یہی ہے کہ دو رکعت پڑھ کر بعد میں دعا کرے کیونکہ حدیث میں ہے: "فليركع ركعتين ثم يقول" کے الفاظ ہیں یعنی وہ دو رکعت پڑھے پھر وہ کہے۔

704 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ.............

سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ، مَسْجِدِ الْفَتْحِ، يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَيَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، فَاسْتُجِيبَ لَهُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ يَوْمِ الْأَرْبِعَاءِ قَالَ جَابِرٌ: وَلَمْ يَنْزِلْ بِي أَمْرٌ مُهِمٌّ غَائِظٌ إِلَّا تَوَخَّيْتُ تِلْكَ السَّاعَةَ، فَدَعَوْتُ اللّٰهَ فِيهِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ، إِلَّا عَرَفْتُ الْإِجَابَةَ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد، یعنی مسجد فتح میں پیر، منگل اور بدھ کے روز دعا کی۔ بدھ کے روز دو نمازوں کے درمیان آپ کی دعا قبول ہوئی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے جب بھی کوئی شدید اہم کام پیش آیا تو میں نے دعا کرنے کے لیے اسی وقت کا انتخاب کیا۔ چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ سے بدھ کے روز اسی وقت دو نمازوں کے درمیان جب بھی دعا کی ضرور قبولیت کے آثار میں نے دیکھے۔

(۷۰٤) حسن: أخرجه أحمد: ١٤٥٦٣ـ والبيهقى فى شعب الإيمان: ٣٨٧٤ـ والبزار: ٤٣١ـ كشف، انظر صحيح الترغيب: ١١٨٥.

فوائد و مسائل: ......(۱) اس دعا کا باب سے بظاہر تعلق نہیں ہے، تاہم یہ ممکن ہے کہ امام رحمہ اللہ یہ حدیث لاکر بتانا چاہتے ہوں کہ استخارہ دعا ہے اور اسے بار بار کیا جاسکتا ہے بلکہ کرنا چاہیے جس طرح رسول اکرم ﷺ نے خندق کے موقع پر بار بار دعا کی۔

(۲) دعا مسلسل کرنی چاہیے کیونکہ قبولیت کی گھڑی سے کسی وقت بھی موافقت ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلسل تین روز تک دعا کی اور تیسرے دن قبول ہوئی۔

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی دعا کی قبولیت کے وقت کو مطلق قبولیت کا وقت سمجھا اور اس میں دعا کی تو ان کی دعا بھی قبول ہوئی۔ ممکن ہے کہ یہ وقت اذان اور اقامت کے درمیان کا ہو اور اس گھڑی میں قبولیت دعا کی خبر آپ ﷺ نے خود دی ہو۔

(۴) یہ واقعہ غزوہ احزاب کا ہے اور اس وقت اس جگہ مسجد نہیں تھی۔ بعد میں مسجد بنی جسے مسجد احزاب اور مسجد اعلیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کی اس دعا کے بعد شدید آندھی چلی اور مشرکین کے خیمے اکھڑ گئے اور وہ بھاگ نکلے۔

705 - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، عَنْ خَلَفِ بْنِ خَلِيفَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي حَفْصُ ابْنُ أَخِي أَنَسٍ..........

عَنْ أَنَسٍ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَعَا رَجُلٌ فَقَالَ: يَا بَدِيعَ السَّمَاوَاتِ، يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ، إِنِّي أَسْأَلُكَ فَقَالَ: ((أَتَدْرُونَ بِمَا دَعَا؟ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ)).

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا تو ایک آدمی نے دعا کی اور کہا: اے آسمانوں کو سابقہ مثال کے بغیر پیدا کرنے والے۔ اے زندہ و قائم رکھنے والے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو اس نے کس چیز کے ساتھ دعا کی؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے اللہ کے اس نام کے ساتھ دعا کی ہے کہ جب اس کے ذریعے سے دعا کی جائے تو وہ ضرور قبول فرماتا ہے۔“

فوائد و مسائل: ......(۱) اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا چاہیے، خصوصاً اسم اعظم کے وسیلے سے مانگنا زیادہ قبولیت کا باعث ہے۔ اسم اعظم کیا ہے؟ اس بارے میں مختلف آراء ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اللّٰہ لا إله الاّ هو الأحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوًا أحدٌ۔ امام شوکانی رحمہ اللہ نے لا إلـه إلاّ هـو الحي القيوم کو اسم اعظم کہا ہے۔ تمام دعاؤں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسم اعظم لفظ اللہ ہے۔ کیونکہ اسم اعظم کے بارے میں جتنی روایات ہیں سبھی میں لفظ ”اللہ“ مشترک ہے۔ (شرح صحیح الأدب المفرد: ۳۸۴/۲)

(۷۰۵) صحیح: أخرجه أبو داؤد، کتاب الوتر: ۱۴۹۵۔ والترمذی: ۳۵۴۴۔ والنسائی: ۱۳۰۰۔ وابن ماجه: ۳۸۸۵.

(۲) یہ جائز وسیلہ ہے۔ اس کے علاوہ کسی سے دعا کروانا، نیک اعمال کا وسیلہ دینا بھی جائز ہے اس کے علاوہ خود ساختہ اور بدعی وسیلوں حتی کہ رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارک کا وسیلہ دینا بھی ناجائز ہے۔

706 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ............

أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي، قَالَ: "قُلِ: اللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مِنْ عِنْدِكَ مَغْفِرَةً، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ".

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی دعا سکھائیں جو میں اپنی نماز میں پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا: ''تم کہو: اے اللہ بلاشبہ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، بہت زیادہ ظلم اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخش سکتا۔ تو اپنے پاس سے مجھے بخش دے اچھی طرح بخشنا، بلاشبہ تو بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) نماز میں اس دعا کا مقام معلوم نہیں، تاہم امام بخاری رحمہ اللہ کی صحیح بخاری میں تبویب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا تشہد میں سلام سے پہلے پڑھنی چاہیے۔ اگر چہ سجدوں میں بھی اس کے پڑھنے کا جواز ہے۔ کیونکہ سجدہ کی حالت بھی قبولیت دعا کا ایک اہم محل ہے۔

(۲) علماء نے لکھا ہے کہ یہ دعا بہت عظیم ہے کیونکہ یہ حبیب نے اپنے حبیب کو حبیب سے مناجات کے لیے بتائی ہے۔

294...... بَابُ إِذَا خَافَ السُّلْطَانَ

جب بادشاہ کا ڈر ہو تو یہ دعا پڑھے

707 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَارِثَ بْنَ سُوَيْدٍ يَقُولُ............

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ: إِذَا كَانَ عَلَى أَحَدِكُمْ إِمَامٌ يَخَافُ تَغَطْرُسَهُ أَوْ ظُلْمَهُ، فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ،

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جب تم میں سے کسی پر ایسا شخص مسلط ہو جس کے ظلم و تکبر کا خوف ہو تو اسے یہ دعا پڑھنی چاہیے: اے اللہ ساتوں

(۷۰۶) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب التوحيد: ۷۳۸۷، ۶۳۲۶۔ ومسلم: ۲۷۰۵۔ والترمذي: ۳۵۳۱۔ والنسائي: ۱۳۰۲۔ وابن ماجه: ۳۸۳۵.

(۷۰۷) صحيح: أخرجه ابن أبي شيبة: ۲۹۱۷۷۔ والطبراني في الكبير: ۱۰/ ۱۵۔ والبيهقي في الدعوات الكبير: ۴۷۲۔ انظر الضعيفة تحت رقم: ۲۴۰۰.

وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، كُنْ لِي جَارًا مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ وَأَحْزَابِهِ مِنْ خَلَائِقِكَ، أَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَوْ يَطْغَى، عَزَّ جَارُكَ، وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ.

آسمانوں کے رب اور عرش عظیم کے رب فلاں بن فلاں سے اور اس کے گروہ سے جو تیری مخلوق میں سے ہیں تو مجھے پناہ دے کہ ان میں سے کوئی مجھ پر زیادتی یا سرکشی کرے۔ تیرا پناہ گزیں باعزت ہے اور تیری تعریف بہت اونچی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

708 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِذَا أَتَيْتَ سُلْطَانًا مَهِيبًا، تَخَافُ أَنْ يَسْطُوَ بِكَ، فَقُلِ: اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَعَزُّ مِنْ خَلْقِهِ جَمِيعًا، اللّٰهُ أَعَزُّ مِمَّا أَخَافُ وَأَحْذَرُ، وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، الْمُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ السَّبْعَ أَنْ يَقَعْنَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ، مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ، وَجُنُودِهِ وَأَتْبَاعِهِ وَأَشْيَاعِهِ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، اللّٰهُمَّ كُنْ لِي جَارًا مِنْ شَرِّهِمْ، جَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَعَزَّ جَارُكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جب تم کسی ایسے بادشاہ کے پاس جاؤ جس سے لوگ ڈرتے ہوں اور تمہیں خوف ہو کہ وہ تم پر ظلم کرے گا تو یہ دعا پڑھا کرو: اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ تمام مخلوق سے بڑھ کر قوی ہے۔ اللہ اس سے بھی قوی اور طاقت والا ہے جس سے میں خوف کھاتا ہوں اور ڈرتا ہوں۔ میں اس ذات کی پناہ لیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو ساتوں آسمانوں کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے مگر جب اس کی اجازت ہوگی (تو گر جائیں گے) تیرے فلاں بندے، اس کے گروہ، اس کے ساتھیوں اور اس کی جماعتوں کے شر سے وہ جنوں میں سے ہوں یا انسانوں میں سے۔ اے اللہ مجھے ان کے شر سے بچانے والا بن جا۔ تیری تعریف بہت زیادہ ہے اور جو تجھ سے پناہ مانگے وہ باعزت ہے اور تیرا اسم پاک بہت مبارک ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تین مرتبہ یہ دعا پڑھے۔

فائدہ: ......دنیا کی تمام طاقتوں کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس سے بڑھ کر تو کیا اس کے برابر بھی کوئی نہیں۔ دنیا کے جابر و ظالم اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس لیے مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈریں لیکن اگر فطری اور طبعی خوف لاحق ہو جائے اور کسی انسان کے ظلم و جبر کا خدشہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی

(۷۰۸) صحیح: أخرجه ابن أبي شيبة: ۲۹۱۷۷۔ والخرائطي في المكارم: ۱۰۴۲۔ والطبراني في الكبير: ۱۰/۲۵۸۔ والبيهقي في الدعوات الكبير: ۴۷۳۔ انظر صحيح الترغيب: ۲۲۳۸.

چاہیے اور اس کا طریقہ کار مذکورہ احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور وحدانیت کا واسطہ دے کر اس کے سامنے اپنی بے بسی اور کمزوری رکھی جائے۔ وہ یقیناً مایوس نہیں کرتا۔لیکن اس کے لیے بنیادی شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین ہو۔

709 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُكَيْنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ قَيْسٍ، أَخْبَرَنِي أَبِي..........

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ قَالَ: مَنْ نَزَلَ بِهِ هَمٌّ أَوْ غَمٌّ أَوْ كَرْبٌ أَوْ خَافَ مِنْ سُلْطَانٍ، فَدَعَا بِهَؤُلَاءِ اسْتُجِيبَ لَهُ: أَسْأَلُكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، رَبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، وَأَسْأَلُكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، رَبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ، وَأَسْأَلُكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَالْأَرَضِينَ السَّبْعِ وَمَا فِيهِنَّ، إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ"، ثُمَّ سَلِ اللّٰهَ حَاجَتَكَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جسے کوئی پریشانی غم یا بے چینی لاحق ہو یا اسے کسی بادشاہ کے ظلم کا ڈر ہو تو وہ ان کلمات کے ساتھ دعا کرے وہ دعا ضرور قبول ہوگی: میں تجھ سے لا الہ الا انت کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جو رب ہے ساتوں آسمانوں کا اور رب ہے عرش عظیم کا۔ اور میں سوال کرتا ہوں لا الہ الا انت کے وسیلے سے جو رب ہے سات آسمانوں کا اور رب ہے عرش کریم کا۔ اور میں سوال کرتا ہوں لا الہ الا انت کی وساطت سے جو رب ہے سات آسمانوں اور سات زمینوں اور جو کچھ ان میں ہے۔ بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے اور مذکورہ بالا احادیث اور سابقہ ابواب میں وارد مشکلات اور پریشانی کے متعلق صحیح احادیث کافی وشافی ہیں۔

295...... بَابُ مَا يُدَّخَرُ لِلدَّاعِي مِنَ الْأَجْرِ وَالثَّوَابِ

دعا کرنے والے کے لیے اجر وثواب کے ذخیرہ ہونے کا بیان

710 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيَّ قَالَ..........

قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُو،

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو مسلمان بھی دعا کرتا ہے

(٧٠٩) ضعيف.

(٧١٠) صحيح: أخرجه ابن الجعد في مسنده: ٣٢٨٢ـ وأحمد: ١١١٣٣ـ وابن ابي شيبة: ٦/ ٢٢ـ وعبد بن حميد: ٩٣٧ـ انظر صحيح الترغيب: ١٦٣٣.

لَيْسَ بِإِثْمٍ وَلَا بِقَطِيعَةِ رَحِمٍ، إِلَّا أَعْطَاهُ إِحْدَى ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ يُعَجِّلَ لَهُ دَعْوَتَهُ، وَإِمَّا أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يَدْفَعَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا"، قَالَ: إِذًا نُكْثِرُ، قَالَ: ((اللّٰهُ أَكْثَرُ)).

بشرطیکہ وہ گناہ اور قطع رحمی کی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے تین چیزوں میں سے ایک ضرور عطا فرماتا ہے: یا تو اس کی دعا سوال کے مطابق اسی وقت قبول ہو جاتی ہے یا آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ کر دیتا ہے یا اس جیسی کوئی تکلیف جو پہنچنے والی ہوتی ہے، اسے دور کر دیتا ہے۔'' راوی نے کہا: تب تو ہم بہت زیادہ دعا کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس سے بھی زیادہ دینے والا ہے۔''

711 - حَدَّثَنَا ابْنُ شَيْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الْفُدَيْكِ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مَوْهَبٍ، عَنْ عَمِّهِ عُبَيْدِ اللّٰهِ.............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَنْصُبُ وَجْهَهُ إِلَى اللّٰهِ يَسْأَلُهُ مَسْأَلَةً، إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهَا، إِمَّا عَجَّلَهَا لَهُ فِي الدُّنْيَا، وَإِمَّا ذَخَرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مَا لَمْ يَعْجَلْ))، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَمَا عَجَلَتُهُ؟ قَالَ: "يَقُولُ: دَعَوْتُ وَدَعَوْتُ، وَلَا أُرَاهُ يُسْتَجَابُ لِي".

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: جو مومن اللہ کی طرف متوجہ ہو کر کوئی سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے۔ یا تو دنیا ہی میں سوال کے مطابق عطا فرماتا ہے یا آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ کر دیتا ہے جب تک بندہ جلد بازی نہ کرے۔ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! جلد بازی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ کہتا ہے: میں نے دعا کی، پھر دعا کی لیکن دعا قبول ہوتی دکھائی نہیں دیتی۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) بندے کی سوچ اور اس کا علم نہایت محدود ہے۔ اس لیے وہ ظاہری اور سطحی فوائد کا سوچتا ہے۔ اگر اسے ظاہراً نفع نہ ملے تو وہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ وہ خسارے میں ہے۔ لیکن خالق کائنات بندے کے مفاد کو اس سے بہتر جانتا ہے کہ کون سی چیز ان کے لیے مناسب ہے اور کون سی غیر موزوں ہے اس لیے وہ اپنی حکمت کے مطابق دیتا ہے۔

(۲) جس طرح مریض آدمی کو اس کی چاہت کی ہر چیز نہیں دی جاتی اسی طرح مریض دنیا کو بھی اس کی ہر خواہش اللہ تعالیٰ نہیں دیتا بلکہ صرف وہی دیتا ہے جو اس کے لیے سود مند ہو، خصوصاً مسلمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اس لیے اس دنیا سے زیادہ اس کی آخرت کو بہتر فرماتا ہے۔ اس لیے بندے کو چاہیے کہ اپنی سمجھ کے مطابق کثرت سے مانگتا رہے اور کبھی یہ نہ کہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی بلکہ یہ امید رکھے کہ وہ حدیث میں مذکور چیزوں میں سے ایک چیز کو حاصل کر چکا ہے۔

---

(۷۱۱) صحیح: أخرجه أحمد: ۹۷۸۵- والحاکم: ۱/ ۴۹۷- والبیهقی فی الدعوات الکبیر: ۳۷۸.

(۳) یاد رہے کہ ان عوارض سے بچا جائے جو دعا کی قبولیت میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

296...... بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ دعا کی فضیلت

712 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ)) .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی چیز قابل قدر نہیں۔''

فائدہ: ......دعا میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور بزرگی کا ذکر ہوتا ہے اور بندہ اپنی عاجزی اور بے بسی کا اظہار کرتا ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ گویا دعا تمام قولی اذکار سے بڑھ کر ہے اس لیے کثرت سے دعا کرنی چاہیے۔

713 - حَدَّثَنَا خَلِيفَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَشْرَفُ الْعِبَادَةِ الدُّعَاءُ)) .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل اور اعلیٰ عبادت دعا ہے۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ تاہم "أفضل العبادة الدعاء" کے الفاظ سے یہ روایت صحیح ہے۔ (السلسلة الصحيحة، ح:۱۵۷۹)

714 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ يُسَيْعٍ............

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ)) ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [غافر: 60]

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دعا ہی عبادت ہے۔'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) دعا حقیقی عبادت ہے کیونکہ اس میں انسان اللہ کی طرف مکمل توجہ کرتا ہے اور اس کے علاوہ سب سے امید ختم کر کے ان سے اعراض کر لیتا ہے، نیز بندہ اپنے فقر و احتیاج اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اظہار کرتا ہے اور یہی عبادت کی اعلیٰ قسم ہے۔ (شرح صحیح الأدب المفرد)

---

(۷۱۲) حسن: أخرجه الترمذي، كتاب الدعوات: ۳۳۷۰۔ وابن ماجه: ۳۸۲۹۔ انظر صحيح الترغيب: ۱۶۲۹.

(۷۱۳) ضعيف: أخرجه خليفة بن خياط في مسنده: ۱/ ۷۵۔ المشكاة: ۲۲۳۲.

(۷۱٤) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الوتر، باب الدعاء: ٤۷۹۔ والترمذي: ۲۹۶۹۔ والنسائي في الكبرىٰ: ۱۱٤۰۰۔ وابن ماجه: ۳۸۲۸.

(۲) آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ جولوگ اللہ کی عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے اور مفسرین نے کہا ہے کہ آیت کریمہ میں ''عبادتی'' سے مراد دعا ہے۔

715 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنِ مُبَارَكِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ عَطَاءٍ............

عَـنْ عَـائِشَةَ رَضِـىَ الـلّٰـهُ عَنْهَا قَالَتْ: سُئِلَ الـنَّبِـىُّ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْعِبَادَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((دُعَاءُ الْمَرْءِ لِنَفْسِهِ)).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا: کون سی عبادت افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا اپنے لیے دعا کرنا۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم آپ ﷺ کا معمول یہی تھا کہ آپ دعا کرتے وقت اپنی ذات سے آغاز کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، الفضائل، ح: ۲۳۸۰)

716 - حَـدَّثَنَا عَبَّاسٌ النَّرْسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ قَالَ: أَخْبَرَنِى رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ قَالَ............

سَمِعْتُ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِى بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى النَّبِىِّ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((يَا أَبَا بَـكْـرٍ، لَـلشِّـرْكُ فِيـكُـمْ أَخْفَى مِنْ دَبِيبِ الـنَّمْلِ))، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَهَلِ الشِّرْكُ إِلَّا مَـنْ جَـعَـلَ مَـعَ اللّٰهِ إِلَهًا آخَرَ؟ فَقَالَ النَّبِىُّ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ، لَلشِّرْكُ أَخْفَى مِنْ دَبِيبِ النَّمْلِ، أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى شَىْءٍ إِذَا قُلْتَهُ ذَهَبَ عَنْكَ قَلِيلُهُ وَكَثِيـرُهُ؟)) قَالَ: "قُلِ: اللّٰهُمَّ إِنِّى أَعُوذُ بِكَ أَنْ أُشْـرِكَ بِكَ وَأَنَـا أَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ".

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! یقیناً شرک تم لوگوں میں چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ ہو کر آتا ہے۔'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے کے علاوہ بھی شرک ہوتا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یقیناً شرک چیونٹی کے رینگنے سے بھی زیادہ پوشیدہ طریقے سے داخل ہو جاتا ہے۔ کیا میں تیری راہنمائی ایسے کلمات کی طرف نہ کروں کہ جب تم وہ کہہ لو تو چھوٹا بڑا تمام شرک تجھ سے ختم ہو جائے؟'' آپ نے فرمایا: ''تم کہو: اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں جانتے بوجھتے تیرے ساتھ شرک کروں اور جو میں نہیں جانتا اس کے بارے میں استغفار کرتا ہوں۔''

---

(۷۱۵) ضعيف: أخرجه البزار: ۳۱۷٤ـ كشف، والحاكم: ۱/ ٥٤۳ـ والبيهقى فى الدعوات الكبير: ٦٥٤ـ وأبو نعيم فى تاريخ أصبهان: ۱/ ۲٥٤.

(۷۱٦) صحيح: أخرجه أبو يعلى: ٥٥ـ وأحمد: ۱۹٦۰٦ـ بنحوه من حديث أبى موسىٰ، انظر الضعيفة، تحت حديث، رقم: ۳۷٥٥.

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث میں شرک سے مراد ریا کاری، دکھلاوا اور عجب ہے کہ انسان اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور اللہ کی خوشنودی کی بجائے لوگوں کی داد لینے کے لیے نیکی کرے۔ لیکن جب انسان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اور اپنی ذات کو بھی پہچان لیتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اس کا ہر کمال اور فضل و شرف اس کا اپنا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطاء کردہ ہے۔

(۲) آج بہت سے لوگ حتی کہ علماء بھی ریا کاری کے اس شرک میں مبتلا ہیں کہ ہر نیکی مخلوق کو خوش کرنے اور ان پر اپنی دھاک بٹھانے کے لیے کرتے ہیں۔ شہرت طلبی کی اس لذت میں اپنی خواہشات کی تسکین کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ عبادات میں مشغول اور معاصی سے دور ہیں حالانکہ یہ عبادت و ریاضت وہ خالق کو راضی کرنے کے بجائے نفس کی لذت کے لیے کرتے ہیں۔

(۳) مذکورہ دعا شرک اصغر اور اکبر دونوں سے بچنے کے لیے ہے اس لیے اسے ضرور حرز جان بنانا چاہیے۔

297...... بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الرِّيحِ

ہوا چلنے کے وقت کی دعا

717 - حَدَّثَنَا خَلِيفَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ..........

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَاجَتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ)).

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تیز ہوا چلتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ میں تجھ سے اس خیر کا سوال کرتا ہوں جو یہ ہوا دے کر بھیجی گئی ہے اور اس شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو یہ ہوا دے کر بھیجی گئی ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ہوا سے زندگی کی بقا ہے اور اس کے بے شمار فوائد ہیں، جیسے درختوں کی اصلاح، انسانی جسم کی صحت وغیرہ کا دارومدار اسی پر ہے۔ اور اس کا نقصان یہ ہے کہ جب یہ حد سے تجاوز کر جائے تو عذاب بن جاتی ہے۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا اس لیے فرماتے کہ پہلی کئی قومیں اسی ہوا کے ذریعے تباہ کی گئیں جیسے قوم عاد وغیرہ۔ اس لیے آندھی چلنے کے وقت یہ دعا مسنون اور مستحب ہے۔

718 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ يَزِيدَ..........

عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: كَانَ إِذَا اشْتَدَّتِ الرِّيحُ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آندھی چلتی

---

(۷۱۷) صحيح: أخرجه ابن أبي الدنيا في المطر: ۱۲۹۔ والطبراني في الدعاء: ۹۶۹۔ وأبو يعلى: ۲۸۹۸۔ انظر الصحيحة: ۲۷۵۷.

(۷۱۸) صحيح: أخرجه الطبراني في الكبير: ۷/ ۳۳۔ والحاكم: ٤/ ۲۸٦۔ وابن حبان: ۱۰۰۸۔ انظر الصحيحة: ۲۰۵۸.

يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ لَاقِحًا، لَا عَقِيمًا)).

تو نبی ﷺ دعا کرتے: ''اے اللہ اس کو بارش لانے والی بنا، بانجھ اور بے فائدہ نہ بنا۔''

فائدہ: ......بعض ہوائیں بارشوں کی خوشخبری لے کر آتی ہیں اور مینہ برستا ہے۔ اور بسا اوقات یہی ہوا آندھی کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور نقصان کے سوا اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس لیے آپ نے ہوا کے نفع بخش ہونے کی دعا کی ہے۔

298...... بَابُ لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ

ہوا کو برا بھلا مت کہو

719 - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ.........

عَنْ أُبَيٍّ قَالَ: لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا مَا تَكْرَهُونَ فَقُولُوا: اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذِهِ الرِّيحِ، وَخَيْرَ مَا فِيهَا، وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ الرِّيحِ، وَشَرِّ مَا فِيهَا، وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ہوا کو برا بھلا مت کہو بلکہ جب تم اس میں ایسی چیز دیکھو جسے تم پسند نہیں کرتے تو یوں کہو: ''اے اللہ ہم تجھ سے اس ہوا کے خیر کا سوال کرتے ہیں اور جو خیر اس میں ہے اور جس خیر کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اس کا بھی سوال کرتے ہیں۔ اور اس ہوا کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں اور جو شر اس میں ہے اور جس شر کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اس سے بھی تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔

720 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَابِتٌ الزُّرَقِيُّ قَالَ.........

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الرِّيحُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ، تَأْتِي بِالرَّحْمَةِ وَالْعَذَابِ، فَلَا تَسُبُّوهَا، وَلَكِنْ سَلُوا اللّٰهَ مِنْ خَيْرِهَا، وَتَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہوا اللہ کی رحمت ہے۔ یہ رحمت اور عذاب کے ساتھ آتی ہے، لہٰذا اسے برا بھلا مت کہو بلکہ اللہ تعالیٰ سے اس کے خیر کا سوال کرو اور اللہ سے اس کے شر سے پناہ مانگو۔''

---

(۷۱۹) صحیح: أخرجه أحمد: ۲۱۱۳۸۔ والترمذی: ۲۰۵۲۔ انظر الصحیحة: ۲۷۵۶.

(۷۲۰) صحیح: أخرجه أبو داؤد، کتاب الأدب: ۵۰۹۷۔ والنسائی فی الکبریٰ: ۱۰۷۰۲۔ وابن ماجه: ۳۷۲۷.

فوائد و مسائل: ......(۱) پہلی حدیث بظاہر موقوف ہے لیکن مرفوعاً بھی ثابت ہے جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ صحیحہ میں تفصیل ذکر کی ہے۔(الصحیحہ للالبانی، ح:۲۷۵۶)

(۲) ریح کو ریح کہنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ بندوں کو آرام پہنچاتی ہے لیکن بسا اوقات اپنی شدت اور گرمی کی وجہ سے اذیت اور عذاب بھی بن جاتی ہے اس لیے ناپسندیدہ صورت میں اسے برا بھلا کہنے کی بجائے اس کے شر سے پناہ طلب کرنی چاہیے۔

(۳) ہوا اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی مامور ہے۔ جیسے اس کو حکم ہوتا ہے ایسے چلتی ہے، اس لیے اسے برا کہنا، مثلاً ''ہوا کا بیڑہ غرق ہو'' ہوا کا ستیاناس ہو، وغیرہ اس ذات کو برا کہنا ہے جس نے اس کو حکم دیا ہے۔

299...... بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الصَّوَاعِقِ

بجلی کی چمک کے وقت کی دعا کا بیان

721 - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مَطَرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ............

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ وَالصَّوَاعِقَ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِصَعْقِكَ، وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ، وَعَافِنَا قَبْلَ ذَلِكَ)).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بادل گرجنے اور بجلی چمکنے کی آواز سنتے تو دعا فرماتے: ''اے اللہ ہمیں اپنی کڑک سے قتل نہ کرنا اور اپنے عذاب سے ہلاک نہ کرنا اور اس سے پہلے ہمیں عافیت دے۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم صحیح احادیث میں ہے کہ جب بادل آتے اور آندھی چلتی تو آپ پریشان اور مضطرب ہو جاتے حتی کہ بارش نازل ہونا شروع ہو جاتی۔

300...... بَابُ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ

بادل گرجنے کے وقت کی دعا

722 - حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ قَالَ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ............

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ إِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ قَالَ: سُبْحَانَ الَّذِي سَبَّحْتَ لَهُ، قَالَ: إِنَّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ بادل گرجنے کی آواز سنتے تو فرماتے: پاک ہے وہ ذات جس کی تو نے پاکی

(۷۲۱) ضعیف: أخرجه الترمذي، كتاب الدعوات: ۳۴۵۰۔ والنسائي فى الكبرىٰ: ۱۰۶۹۸۔ انظر الضعيفة: ۱۰۴۲.

(۷۲۲) حسن: الصحيحة: ۱۸۷۲.

الـرَّعْـدَ مَـلَكٌ يَـنْـعِقُ بِالْغَيْثِ ، كَمَا يَنْعِقُ الرَّاعِي بِغَنَمِهِ .

بیان کی۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ رعد ایک فرشتہ ہے جو بادلوں کو چلانے کے لیے زور سے چیختا ہے جس طرح چرواہا اپنی بکریوں کو چرانے کے لیے زور سے پکارتا ہے۔

فـائـدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم بادلوں کا اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا قرآن وصحیح احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ آئندہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی صحیح روایت اس طرح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رعد ایک فرشتہ ہے جو بادلوں کا نگران ہے۔ اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز ہے جس کے ساتھ وہ بادلوں کو ہانکتا ہے۔ اور جو آواز اس سے آتی ہے وہ بادلوں کے ہانکنے کی آواز ہے یہاں تک وہ اس جگہ پہنچ جاتے ہیں جہاں کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔'' (الصحیحہ للالبانی: ۴/۴۹۱)

723 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ..........

عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ الـرَّعْـدَ تَرَكَ الْحَدِيثَ وَقَالَ: سُبْحَانَ الَّذِي ﴿يُسَبِّـحُ الـرَّعْـدُ بِـحَـمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيـفَتِهِ﴾ [الرعد: 13] ، ثُـمَّ يَقُولُ: إِنَّ هَذَا لَوَعِيدٌ شَدِيدٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ .

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بادل گرجنے کی آواز سنتے تو گفتگو بند کر دیتے اور فرماتے: پاک ہے وہ ذات کہ بادل جس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کر رہے ہیں اور فرشتے بھی اس کے ڈر سے...... پھر فرماتے یہ گرج زمین والوں کے لیے سخت وعید ہے۔

301...... بَابُ مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ

اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگنے کا بیان

724 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَ بْنَ عَامِرٍ..........

عَـنْ أَوْسَـطَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَـكْـرٍ الـصِّـدِّيـقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ أَوَّلَ مَقَامِي هَذَا - ثُـمَّ بَـكَـى أَبُـو بَكْرٍ - ثُمَّ قَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ ، فَإِنَّهُ مَعَ الْبِرِّ ، وَهُمَا فِي الْجَنَّةِ ،

اوسط بن اسماعیل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے پہلے سال اس جگہ پر کھڑے ہوئے جس جگہ میں کھڑا ہوں، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے، پھر فرمایا: ''سچائی کو لازم پکڑو کیونکہ وہ نیکی کے ساتھ ہے اور وہ دونوں (سچائی اور نیکی) جنت میں لے جانے والی ہیں۔ اور جھوٹ سے بچو کیونکہ

---

(۷۲۳) صحيح: أخرجه أحمد في الزهد: ۱۱۱۵- وابن أبي شيبة: ۲۹۲۱٤- وابن أبي الدنيا في المطر: ۹۷.

(۷۲٤) صحيح: أخرجه ابن ماجه: ۳۸٤۹.

وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّهُ مَعَ الْفُجُورِ، وَهُمَا فِي النَّارِ، وَسَلُوا اللّٰهَ الْمُعَافَاةَ، فَإِنَّهُ لَمْ يُؤْتَ بَعْدَ الْيَقِينِ خَيْرٌ مِنَ الْمُعَافَاةِ، وَلَا تَقَاطَعُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا))

وہ فجور کے ساتھ ہے اور یہ دونوں آگ میں لے جانے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو کیونکہ ایمان و یقین کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ آپس میں قطع تعلق نہ کرو۔ ایک دوسرے سے پشت نہ پھیرو اور نہ ایک دوسرے سے حسد وبغض رکھو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔"

فوائد و مسائل: ......(۱) عافیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا ہر قسم کی آزمائشوں سے دفاع کرے۔ دوسرے لفظوں میں ہر قسم کی آزمائشوں اور بیماریوں سے محفوظ ہونا، لوگوں کے شر سے محفوظ رہنا اور لوگوں کا اس کے شر سے محفوظ رہنا، نیز ان سے بے نیاز رہنا عافیت ہے۔ عافیت ہو تو انسان کے لیے دین کے احکام پر عمل کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اس لیے ایمان کے بعد سب سے قیمتی چیز عافیت ہے۔ (فضل اللہ الصمد)

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی ﷺ سے کس قدر لگاؤ تھا کہ وہ آپ کی ایک ایک ادا کو یاد رکھتے تھے، خصوصاً سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ سے والہانہ محبت تھی کہ جب آپ کی یاد آئی تو بے اختیار رو پڑے۔

(۳) حدیث میں مذکور دیگر باتوں کی وضاحت گزشتہ اوراق میں ہو چکی ہے۔

725 - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْوَرْدِ، عَنِ اللَّجْلَاجِ..........

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ، قَالَ: ((هَلْ تَدْرِي مَا تَمَامُ النِّعْمَةِ؟)) قَالَ: ((تَمَامُ النِّعْمَةِ دُخُولُ الْجَنَّةِ، وَالْفَوْزُ مِنَ النَّارِ)) ثُمَّ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الصَّبْرَ، قَالَ: ((قَدْ سَأَلْتَ رَبَّكَ الْبَلَاءَ، فَسَلْهُ الْعَافِيَةَ)) وَمَرَّ عَلَى رَجُلٍ يَقُولُ: يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، قَالَ: ((سَلْ)) .

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے وہ دعا کر رہا تھا: "اے اللہ میں تجھ سے پوری نعمت کا سوال کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تم جانتے ہو پوری نعمت کیا ہے؟" اس نے کہا: پوری نعمت یہ ہے کہ بندہ جنت میں داخل ہو جائے اور دوزخ سے بچ جائے۔ پھر آپ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو کہہ رہا تھا: اے اللہ میں تجھ سے صبر کا سوال کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم نے اپنے رب سے مصیبت کا سوال کیا ہے، اس کے بجائے عافیت کا سوال کرو۔" ایک اور شخص کے پاس سے گزرے جو کہہ رہا تھا: اے بزرگی واکرام والے۔ آپ نے اس سے فرمایا: اللہ سے کچھ مانگو۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

(۷۲۵) ضعیف: أخرجه الترمذي، كتاب الدعوات: ۳۵۲۷۔ انظر الضعيفة: ۳٤۱٦.

726 - حَدَّثَنَا فَرْوَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ..........

عَـنِ الْـعَبَّـاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، قُلْتُ: يَا رَسُـولَ الـلّٰهِ، عَلِّمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُ اللّٰهَ بِهِ، فَـقَـالَ: ((يَـا عَبَّاسُ، سَلِ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ))، ثُـمَّ مَكَثْتُ ثَلَاثًا، ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ: عَلِّمْنِي شَيْـئًـا أَسْـأَلُ اللّٰهَ بِهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ: ((يَـا عَبَّاسُ، يَا عَمَّ رَسُولِ اللّٰهِ، سَلِ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)).

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی دعا سکھائیں جس کے ذریعے سے میں اللہ تعالیٰ سے سوال کروں۔ آپ نے فرمایا: ''اے عباس! اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو۔'' کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد میں پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اللہ کے رسول! مجھے کوئی دعا سکھائیں جس کے ذریعے سے میں مانگوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عباس! اے رسول اللہ کے چچا! اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت میں عافیت کا سوال کرو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ظاہری اور باطنی مصائب ومشکلات سے بچ جانا عافیت ہے۔ اور اسی میں دنیا و آخرت کی فلاح ہے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اس دعا کو معمولی سمجھا اور دوبارہ آپ سے کوئی دوسری دعا بتانے کی درخواست کی تو آپ نے پھر وہی دعا بتا کر اس کی اہمیت کو واضح فرمایا۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ آدمی جس قدر بڑے مرتبے پر فائز ہو والدین کا ادب واحترام کرنا چاہیے جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کا کیا۔

302...... بَابُ مَنْ كَرِهَ الدُّعَاءَ بِالْبَلَاءِ
آزمائش میں مبتلا ہونے کی دعا کرنا مکروہ ہے

727 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ..........

عَـنْ أَنَـسٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى الـلّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهُمَّ لَمْ تُعْطِنِي مَالًا فَـأَتَـصَـدَّقَ بِـهِ، فَابْتَلِنِي بِبَلَاءٍ يَكُونُ - أَوْ قَـالَ: فِيـهِ أَجْـرٌ، فَقَالَ: "سُبْحَانَ اللّٰهِ، لَا تُـطِيـقُـهُ، أَلَا قُـلْـتَ: اللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دعا کی: ''اے اللہ! تو نے مجھے مال نہیں دیا جس سے میں صدقہ کرتا، لہٰذا مجھے کسی مصیبت ہی میں مبتلا کر دے جس میں میرے لیے اجر ہو۔ آپ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! تم مصیبت برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ تم نے

(۷۲٦) صحيح: أخرجه الترمذي، كتاب الدعوات: ٣٥١٤۔ انظر الصحيحة: ١٥٢٣.

(۷۲۷) حسن صحيح: ورواه مسلم، كتاب الذكر والدعاء: ٢٦٨٨۔ والترمذي: ٣٤٨٧۔ دون قول الرجل، انظر صحيح أبي داؤد: ١٣٥٩.

حَسَـنَةً ، وَفِـى الْآخِرَةِ حَسَنَةً ، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ". .

یوں دعا کیوں نہیں کی: اے اللہ ہمیں دنیا میں اچھائی عطا فرما اور آخرت میں بھی اچھائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔"

728 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ............

عَـنْ أَنَـسٍ قَالَ: دَخَلَ - قُلْتُ لِحُمَيْدٍ النَّبِيُّ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ - دَخَلَ عَـلَـى رَجُلٍ قَدْ جَهِدَ مِنَ الْمَرَضِ ، فَكَأَنَّهُ فَـرْخٌ مَـنْتُـوفٌ ، قَالَ: ((ادْعُ اللّٰهَ بِشَيْءٍ أَوْ سَـلْـهُ)) ، فَـجَـعَـلَ يَـقُولُ: اللّٰهُمَّ مَا أَنْتَ مُـعَذِّبِي بِهِ فِي الْآخِرَةِ ، فَعَجِّلْهُ فِي الدُّنْيَا ، قَالَ: " سُبْحَانَ اللّٰهِ ، لَا تَسْتَطِيعُهُ - أَوَ قَالَ: لَا تَسْتَطِيعُوا - أَلَا قُلْتَ: اللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَـنَةً ، وَفِـى الْـآخِرَةِ حَسَنَةً ، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ؟" وَدَعَا لَهُ ، فَشَفَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ .

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس گئے جو بیماری سے اتنا لاغر ہو چکا تھا جیسے بال نوچا ہوا پرندہ ہو۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کرو یا (صحت کا) سوال کرو۔ وہ یوں کہنے لگا: اے اللہ جو عذاب تو نے مجھے آخرت میں دینا ہے، وہ جلد دنیا ہی میں دے دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سبحان اللہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ تم نے یہ دعا کیوں نہ کی: اے اللہ ہمیں دنیا میں اچھائی عطا فرما اور آخرت میں بھی اچھائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔" پھر اس نے دعا کی تو اللہ عزوجل نے اسے شفا دے دی۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اچھائی اور عافیت کا سوال کرنا چاہیے کیونکہ وہ آزمائشوں پر پورا نہیں اتر سکتا۔

(۲) اس روایت سے پتا چلتا ہے کہ خیر القرون میں صحابہ آخرت کے کس قدر طلب گار تھا اور انہیں اللہ کے عذاب کا کس قدر خوف تھا صحابی کا ابتلا کی خواہش کرنا آخرت کے اجر کے حصول کی خاطر تھا۔

(۳) پورا واقعہ یوں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابی رضی اللہ عنہ کی تیمار داری کے لیے تشریف لے گئے تو ان کی یہ حالت دیکھ کر آپ نے پوچھا کہ تم نے کوئی دعا تو نہیں کی تھی۔ اس نے بتایا اور پھر آپ کی موجودگی میں یہ دعا کر دی کہ باری تعالیٰ مجھے صدقے کے لیے مال نہیں دیا تو ثواب کے حصول کے لیے کسی آزمائش سے دو چار کر دے اور جو عذاب مجھے آخرت میں دینا ہے دنیا ہی میں دے دے۔ تب آپ نے فرمایا کہ اس طرح کی دعا نہ کیا کرو۔

(۴) اس سے معلوم ہوا کہ مصیبت کا سوال نہیں کرنا چاہیے خواہ اجر کے حصول کے لیے ہو بلکہ حصول اجر وثواب کے لیے اللہ سے خیر طلب کرنی چاہیے۔ البتہ اگر مصیبت آ جائے تو پھر صبر کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے اجر کی دعا کرنی چاہیے۔

---

(۷۲۸) صحیح: أخرجه مسلم، کتاب الذکر والدعاء: ۲٦۸۸.

303...... بَابُ مَنْ تَعَوَّذَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ

سخت مصیبت سے پناہ مانگنے کا بیان

729 - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: يَقُولُ الرَّجُلُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ، ثُمَّ يَسْكُتُ، فَإِذَا قَالَ ذٰلِكَ فَلْيَقُلْ: إِلَّا بَلَاءً فِيهِ عَلَاءٌ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: آدمی کہتا ہے: اے اللہ! میں تجھ سے سخت مصیبت میں مبتلا ہونے سے پناہ مانگتا ہوں۔ پھر چپ ہو جاتا ہے۔ جب یہ دعا کرے تو یوں بھی کہے: مگر ایسی مصیبت جو درجات کی بلندی کا باعث ہو وہ مطلوب ہے۔

730 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ، وَسُوءِ الْقَضَاءِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سخت مصیبت سے، بدبختی کے پا لینے سے، دشمنوں کی خوشی سے اور برے فیصلے سے پناہ مانگتے تھے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) درجات کی بلندی کے لیے آزمائش کا سوال نہیں کرنا چاہیے جیسا کہ گزشتہ حدیث میں گزرا ہے، تاہم سیدنا عبداللہ بن عمرو کا موقف تھا کہ سخت مصیبت سے پناہ طلب کرتے وقت ایسی مصیبت کا استثنیٰ کرنا چاہیے جو درجات کی بلندی کا باعث بنے۔ لیکن یہ بہت حوصلے اور عزم کا کام ہے۔

(۲) اگر مصیبت آجائے تو پھر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنی چاہیے کہ اسے درجات کی بلندی کا باعث بنا دے۔ باقی امور کی وضاحت گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔ (دیکھیے، حدیث: ۶۶۹)

304...... بَابُ مَنْ حَكَى كَلَامَ الرَّجُلِ عِنْدَ الْعِتَابِ

ڈانٹ کے وقت دوسرے کی بات کی نقل کرنا

731 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، - وَمُسْلِمٌ نَحْوَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ............

عَنْ أَبِي نَوْفَلِ بْنِ أَبِي عَقْرَبَ، أَنَّ أَبَاهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ،

ابو نوفل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ابو عقرب رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روزے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا:

---

(۷۲۹) صحيح.

(۷۳۰) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الدعوات: ٦٣٤٧ـ ومسلم: ٢٧٠٧ـ والنسائي: ٥٤٩١ـ وتقدم تخريجه برقم: ٦٦٩.

(۷۳۱) صحيح: أخرجه النسائي، كتاب الصيام: ٢٤٣٥.

فَقَالَ: ((صُمْ يَوْمًا مِنْ كُلِّ شَهْرٍ)) ، قُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي ، زِدْنِي ، زِدْنِي ، قَالَ: ((زِدْنِي ، زِدْنِي ، صُمْ يَوْمَيْنِ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ)) ، قُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي ، زِدْنِي ، فَإِنِّي أَجِدُنِي قَوِيًّا ، فَقَالَ: ((إِنِّي أَجِدُنِي قَوِيًّا ، إِنِّي أَجِدُنِي قَوِيًّا)) ، فَأَفْحَمَ ، حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ لَنْ يَزِيدَنِي ، ثُمَّ قَالَ: ((صُمْ ثَلاثًا مِنْ كُلِّ شَهْرٍ)) .

''ہر مہینے میں ایک روزہ رکھا کرو۔'' میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان اور زیادہ کی اجازت دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''اور زیادہ اور زیادہ، ہر مہینے میں دو روزے رکھ لو۔'' میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، اور زیادہ کی اجازت دیجیے۔ مجھ میں اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھ میں زیادہ کی طاقت ہے، مجھ میں زیادہ کی طاقت ہے۔'' آپ نے چپ کرا دیا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا آپ اس سے زیادہ کی اجازت ہرگز نہیں دیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا: ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ کسی سے ناراضگی کا اظہار کرنے کے لیے یا سرزنش کرنے کے لیے اس کی بات دہرانا جائز ہے۔ اس میں ڈانٹ کے ساتھ شفقت کا اظہار بھی ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کو وہ عمل پسند ہے جس پر ہیشگی کی جائے خواہ تھوڑا ہی ہو۔ اس لیے آپ نے سائل کو تھوڑا عمل اختیار کرنے کا حکم دیا۔ آپ ہر سائل کو اس کی حیثیت کے مطابق جواب دیتے اور ایمان کے مطابق عمل کا حکم ارشاد فرماتے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو کو ایک دن روزہ رکھنے اور ایک دن افطار کرنے کا حکم دیا اور یہ صورت سب سے افضل ہے لیکن اس کے لیے جسے باقاعدگی کی امید ہو ورنہ مہینے میں تین روزے رکھ لے۔ اور یہ روزے ایام بیض یعنی اسلامی مہینے کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کو رکھے جائیں جیسا کہ بہت سے صحابہ کا اس پر عمل تھا۔

305...... بَابٌ بلاعنوان

732 - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ، عَنْ وَاصِلٍ مَوْلَى أَبِي عُيَيْنَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ عُرْفُطَةَ ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ نَافِعٍ..........

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَارْتَفَعَتْ رِيحٌ خَبِيثَةٌ مُنْتِنَةٌ ، فَقَالَ: ((أَتَدْرُونَ مَا هَذِهِ؟ هَذِهِ رِيحُ الَّذِينَ يَغْتَابُونَ الْمُؤْمِنِينَ)) .

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک بدبودار ہوا اٹھی تو آپ نے پوچھا: ''تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ یہ ان لوگوں کی بدبودار ہوا ہے جو اہل ایمان کی غیبت کرتے تھے۔''

---

(۷۳۲) حسن: أخرجه أحمد: ۱۴۷۸۴ـ وابن أبي الدنيا في الصمت: ۲۱۶ـ والخرائطي في مساوي الأخلاق: ۱۸۳ـ انظر صحيح الترغيب: ۲۸۴۰.

فوائد و مسائل: ......(۱) غیبت ایسا معاشرتی ناسور ہے جس پر ہر کس و ناکس مبتلا ہے حالانکہ یہ کبیرہ گناہ ہے اور اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ اور غیبت یہ ہے کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کا ایسا تذکرہ کرنا جسے وہ ناپسند کرے۔

(۲) مسلمان کی غیبت کرنے والا اتنا بڑا مجرم ہے کہ اس کی بدبو سے فضا بھی متاثر ہو جاتی ہے، یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ہر وقت ظاہر نہیں کرتا یا ہم اپنی بے حسی کی وجہ سے محسوس نہیں کر پاتے۔

733 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ............

عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: هَاجَتْ رِيحٌ مُنْتِنَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ نَاسًا مِنَ الْمُنَافِقِينَ اغْتَابُوا أُنَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَبُعِثَتْ هَذِهِ الرِّيحُ لِذَلِكَ)).

ابوسفیان بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بدبودار ہوا پھوٹی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کچھ منافق لوگوں نے کچھ مسلمانوں کی غیبت کی ہے تو اس وجہ سے یہ ہوا بھیجی گئی ہے۔''

فائدہ: ...... جب ایک منافق کا غیبت کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ اس سے ماحول بدبودار ہو جاتا ہے تو مسلمان کے لیے یہ کتنا بڑا جرم ہوگا؟

734 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الشَّامِيِّ............

سَمِعْتُ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ يَقُولُ: مَنِ اغْتِيبَ عِنْدَهُ مُؤْمِنٌ فَنَصَرَهُ جَزَاهُ اللّٰهُ بِهَا خَيْرًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنِ اغْتِيبَ عِنْدَهُ مُؤْمِنٌ فَلَمْ يَنْصُرْهُ جَزَاهُ اللّٰهُ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ شَرًّا، وَمَا الْتَقَمَ أَحَدٌ لُقْمَةً شَرًّا مِنَ اغْتِيَابِ مُؤْمِنٍ، إِنْ قَالَ فِيهِ مَا يَعْلَمُ، فَقَدِ اغْتَابَهُ، وَإِنْ قَالَ فِيهِ بِمَا لَا يَعْلَمُ فَقَدْ بَهَتَهُ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں جس کی موجودگی میں کسی مومن کی غیبت کی گئی اور اس نے اس کی مدد کی اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں جزا دے گا۔ اور جس کی موجودگی میں کسی مسلمان کی غیبت کی گئی اور اس نے مدد نہ کی، یعنی دفاع نہ کیا اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں برا بدلہ دے گا۔ اور کسی نے مومن کی غیبت سے بڑھ کر کوئی برا لقمہ منہ میں نہیں لیا۔ اگر اس نے ایسی بات کی جو وہ جانتا ہے تو

(۷۳۳) حسن: أخرجه عبد بن حميد: ۱۰۲۸ـ والبيهقي في الشعب: ۹/ ۹۳ـ انظر غاية المرام: ۴۲۹.

(۷۳٤) صحيح: اخرجه ابن وهب في الجامع: ۳۱۱.

اس نے اس کی غیبت کی اور اگر اس نے ایسی بات جو اس کو
معلوم نہیں تو اس نے اس پر بہتان لگایا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فرمان سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کے سامنے کسی مسلمان کی غیبت کی جائے تو اسے غیبت کرنے والے کو روکنا چاہیے اور مسلمان کا دفاع کرنا چاہیے ورنہ وہ بھی اسی زمرے میں آئے گا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((من رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (ترمذی: ۱۹۳۱)

''جو شخص کسی مسلمان کی عزت کا دفاع کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے چہرے سے آگ کو دور کر دے گا۔''

(۲) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول مختلف احادیث رسول سے ماخوذ ہے۔

306 ...... بَابُ الْغِيبَةِ، وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ [الحجرات: 12]

غیبت اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ''کوئی کسی کی غیبت نہ کرنے'' کا بیان

735 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَوَّامِ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رَبِيعٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ مُحَمَّدٌ..........

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى عَلَى قَبْرَيْنِ يُعَذَّبُ صَاحِبَاهُمَا، فَقَالَ: ((إِنَّهُمَا لَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، وَبَلَى، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَغْتَابُ النَّاسَ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَتَأَذَّى مِنَ الْبَوْلِ))، فَدَعَا بِجَرِيدَةٍ رَطْبَةٍ، أَوْ بِجَرِيدَتَيْنِ، فَكَسَرَهُمَا، ثُمَّ أَمَرَ بِكُلِّ كِسْرَةٍ فَغُرِسَتْ عَلَى قَبْرٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَمَا إِنَّهُ سَيُهَوَّنُ مِنْ عَذَابِهِمَا مَا كَانَتَا رَطْبَتَيْنِ، أَوْ: لَمْ تَيْبَسَا".

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ دو قبروں کے پاس آئے جن قبروں والوں کو عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''انہیں کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا۔ کیوں نہیں وہ واقعی بڑا ہے (لیکن یہ بڑا نہیں سمجھتے تھے)۔ ان میں سے ایک لوگوں کی غیبت کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے تکلیف محسوس نہیں کرتا تھا۔'' پھر آپ نے ایک یا دو تازہ ٹہنیاں منگوائیں اور ان دونوں کو توڑا، پھر ہر ٹکڑے کے متعلق حکم دیا تو ہر ایک کو قبر پر گاڑ دیا گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عنقریب ان سے عذاب کو ہلکا کر دیا جائے گا جب تک وہ سبز رہیں گی یا خشک نہیں ہوں گی۔''

---

(۷۳۵) صحيح: اخرجه ابن أبي الدنيا في الصمت: ۱۷۶۔ وأبو يعلى: ۲۰۴۶۔ وبعضه في صحيح المصنف: ۲۱۸۔ ومسلم: ۲۹۲۔ انظر التعليق الرغيب: ۱/ ۸۶۔ المشكاة: ۱/ ۱۱۰.

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیبت کبیرہ گناہ ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اسے کبیرہ کہا ہے۔

(۲) آپ کے فرمان کہ ''انہیں کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا'' کا مطلب ہے کہ وہ کوئی ایسا نہیں جس سے انہیں بچنا مشکل تھا بلکہ اگر وہ چاہتے تو بچ سکتے تھے۔

(۳) اس سے معلوم ہوا عذاب قبر برحق ہے اور اس کے منکر احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔

(۴) ان کے عذاب کی اطلاع پانا نبی ﷺ کا معجزہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ تم اپنے مردوں کی تدفین چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں قبر کا عذاب سنا دیتا۔''

(صحیح مسلم، الجنة و نعیمها، ح: ۲۸٦۸)

(۵) ایک روایت میں نمیمہ (چغل خوری) کا ذکر ہے تو دونوں روایتوں میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ چغل خوری میں غیبت بھی آتی ہے۔ چغل خوری یہ ہے کہ فساد بپا کرنے کے لیے کسی کی بات دوسرے تک پہنچانا۔

(٦) اب قبروں پر سبز ٹہنیاں رکھنے کا کیا حکم ہے؟ اس میں اختلاف ہے، تاہم راجح یہ ہے کہ یہ نبی ﷺ کا خاصا ہے اب ایسا کرنا درست نہیں۔ اس کی تائید درج ذیل باتوں سے ہوتی ہے۔

۱۔ نبی ﷺ کے بعد خلفائے راشدین اور جمہور صحابہ نے اسے رسول اکرم ﷺ کا خاصا سمجھا ہے اور اسے امت کے لیے سنت نہیں گردانا۔

۲۔ آپ ﷺ کو ان کے عذاب کے بارے میں معلوم ہو گیا تھا جبکہ ہمیں یہ علم ہی نہیں ہوتا کہ اس قبر والے کے ساتھ کیا معاملہ ہو رہا ہے۔ اس لیے اگر وہ مومن ہے تو اس کے بارے میں بدظنی ہے کہ اسے عذاب ہو رہا ہے۔

۳۔ یہ ٹہنیاں تخفیف عذاب کا باعث نہیں تھیں بلکہ آپ کی شفاعت باعث تخفیف تھی جسے ٹہنیوں کے خشک ہونے کے وقت کے ساتھ محدود کر دیا گیا۔ رہی یہ توجیہ کہ سبز ٹہنیاں اللہ کی تعریف کرتی ہیں تو یہ بات درست نہیں کیونکہ اللہ کی تعریف تو خشک و تر ہر چیز کرتی ہے۔

(۷) پیشاب سے نہ بچنے کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔

۲۔ پیشاب کرتے وقت پردے کا اہتمام نہ کرتا تھا۔

736 - حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ............

عَنْ قَيْسٍ قَالَ: كَانَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ يَسِيرُ — قیس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اپنے

(۷۳٦) صحیح: أخرجه ابن أبي شيبة: ۲۵۵۳۷۔ و وكيع في الزهد: ۴۳۳۔ وابن أبي الدنيا في ذم الغيبه: ۳۹۔ وهناد في الزهد: ۲/ ۵٦۳.

مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَمَرَّ عَلَى بَغْلٍ مَيِّتٍ قَدِ انْتَفَخَ، فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ، لَأَنْ يَأْكُلَ أَحَدُكُمْ هَذَا حَتَّى يَمْلَأَ بَطْنَهُ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ مُسْلِمٍ)).

چند ساتھیوں کے ساتھ جا رہے تھے کہ ایک مردہ خچر کے پاس سے ان کا گزر ہوا جو (زیادہ دیر مردہ حالت میں پڑا رہنے کی وجہ سے) پھول چکا تھا۔ انہوں نے فرمایا: ''اللہ کی قسم تم میں سے کوئی یہ کھائے یہاں تک کہ اپنا پیٹ بھر لے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ مسلمان کا گوشت کھائے۔''

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ تم جس طرح اس کے گوشت کے قریب جانا پسند نہیں کرو گے اسی طرح تمہیں مسلمان کی غیبت سے بھی نفرت کرنی چاہیے کیونکہ انسانی گوشت اس سے بھی زیادہ ناپسندیدہ ہے۔

307...... بَابُ الْغِيبَةِ لِلْمَيِّتِ

مردہ شخص کی غیبت کی ممانعت

737 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْهَضْهَاضِ الدَّوْسِيِّ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ الْأَسْلَمِيُّ، فَرَجَمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الرَّابِعَةِ، فَمَرَّ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ رَجُلَانِ مِنْهُمْ: إِنَّ هَذَا الْخَائِنَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِرَارًا، كُلُّ ذَلِكَ يَرُدُّهُ، حَتَّى قُتِلَ كَمَا يُقْتَلُ الْكَلْبُ، فَسَكَتَ عَنْهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مَرَّ بِجِيفَةِ حِمَارٍ شَائِلَةٍ رِجْلُهُ، فَقَالَ: ((كُلَا مِنْ هَذَا))، قَالَا: مِنْ جِيفَةِ حِمَارٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟! قَالَ: ((فَالَّذِي نِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ أَخِيكُمَا آنِفًا أَكْثَرُ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ فَإِنَّهُ فِي نَهْرٍ مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ يَتَغَمَّسُ)).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ آئے اور زنا کی وجہ سے سزا نافذ کرنے کی درخواست کی۔ چوتھی مرتبہ آنے پر نبی ﷺ نے انہیں رجم کر دیا۔ پھر نبی ﷺ اپنے چند صحابہ کے ساتھ ان کے پاس سے گزرے تو صحابہ میں سے دو آدمیوں نے کہا: یہ خائن خود بار بار نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ہر بار اسے واپس کرتے رہے حتی کہ کتے کی موت مر گیا۔ نبی ﷺ خاموش رہے حتی کہ آپ ایک مردہ گدھے کے پاس سے گزرے۔ پھول جانے کی وجہ سے اس کی ٹانگ اوپر اٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''تم دونوں اس میں سے کھاؤ۔'' انہوں نے عرض کیا: مردہ گدھے میں سے کھائیں اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: ''وہ جو تم نے ابھی ابھی اپنے بھائی کی غیبت کی ہے وہ اس سے زیادہ برا کام ہے۔'' مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے وہ جنت کی نہروں میں سے ایک نہر میں غوطے مار رہا ہے۔''

(٧٣٧) ضعيف: أخرجه أبو داؤد، كتاب الحدود: ٤٤٢٨ـ والنسائي في الكبرى: ٧١٢٧ـ انظر الضعيفة: ٦٣١٨.

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے، تاہم فوت شدہ شخص کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دینا چاہیے اس کی برائی بیان نہیں کرنی چاہیے جبکہ وہ مسلمان بھی ہو۔ کیونکہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف کر دیا ہو۔ نیز سیدنا ماعز رضی اللہ عنہ کا قصہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فوت شدگان کو برا بھلا کہنے سے منع کیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

((لا تسبو الاموات فاتهم قد افضوان الى ما قدموا)) (صحیح بخاری: ۱۳۹۳)

''فوت شدگان کو برا نہ کہو کیونکہ وہ اپنے کیے ہوئے کو مل چکے ہیں (اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں۔ اب ہمیں ان کے بارے میں کوئی بات کرنے کی ضرورت اور فائدہ نہیں۔ البتہ ان کی کوبیاں بیان کی جا سکتی ہیں بلکہ مستحسن ہے تاکہ اللہ کے ہاں گواہی ہو جائے۔''

(۲) زندہ کی طرح مردہ شخص کی غیبت کرنا بھی مردار کھانے کے مترادف ہے آپ نے فرمایا کہ مردار کھانا تمہیں پسند نہیں اور اسے بڑا جرم کرتے ہوئے تمہیں جھجک کیوں محسوس نہیں ہوئی۔

(۳) حضرت ماعز نے گناہ سے سچی توبہ کی اور حد کے نفاذ کا اصرار کیا تاکہ آخرت کی سزا سے بچ جائے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا۔ معلوم ہوا کہ حدود انسان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔ ایک حدیث میں اس کی صراحت ہے، آپ نے فرمایا:

((وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَالِكَ شَيْئًا فُعُوقِبَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَتُهُ)) (صحيح البخاري، الحدود: ٦٧٨٤)

''اور جس نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور پھر اسے اس کی سزا مل گئی تو وہ اس کا کفارہ بن جائے گی۔''

(۴) گناہ کرنے والے کی اصلاح کے لیے اسے تنبیہ کرنا جائز ہے، تاہم اسے محض تنقید کا نشانہ بنانا، عار دلانا یا اُسے سزا ملنے کے بعد اس کی برائی کرنا ناجائز ہے بلکہ بسا اوقات گناہ کرنے والا توبہ کر کے مغفرت کروا لیتا ہے اور تبصرہ کرنے والے تباہ ہو جاتے ہیں۔

308...... بَابُ مَنْ مَسَّ رَأْسَ صَبِيٍّ مَعَ أَبِيهِ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ

بچے کے والد کی موجودگی میں اس کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور برکت کی دعا کرنا

738 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ عَمْرٍو الزُّرَقِيُّ الْمَدَنِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَزْرَةَ قَالَ............

أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي وَأَنَا غُلَامٌ

حضرت عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ باہر نکلا۔ میں اس وقت

(٧٣٨) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الزهد: ٣٠٠٦۔ انظر الحديث، رقم: ١٨٧.

شَابٌّ، فَنَلْقَى شَيْخًا، قُلْتُ: أَيْ عَمِّ، مَا مَنَعَكَ أَنْ تُعْطِيَ غُلَامَكَ هَذِهِ النَّمِرَةَ، وَتَأْخُذَ الْبُرْدَةَ، فَتَكُونُ عَلَيْكَ بُرْدَتَانِ، وَعَلَيْهِ نَمِرَةٌ؟ فَأَقْبَلَ عَلَى أَبِي فَقَالَ: ابْنُكَ هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَمَسَحَ عَلَى رَأْسِي وَقَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ، أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((أَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ، وَاكْسُوهُمْ مِمَّا تَكْتَسُونَ)) ، يَا ابْنَ أَخِي، ذَهَابُ مَتَاعِ الدُّنْيَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ مَتَاعِ الْآخِرَةِ، قُلْتُ: أَيْ أَبَتَاهُ، مَنْ هَذَا الرَّجُلُ؟ قَالَ: أَبُو الْيَسَرِ بْنُ عَمْرٍو.

نوجوان لڑکا تھا۔ ہم ایک بزرگ سے ملے جنہوں نے ایک چادر اور معافری کپڑا زیب تن کیا ہوا تھا اور ان کے غلام نے بھی ان جیسا لباس پہن رکھا تھا۔ میں نے کہا: چچا جان! اس میں کیا رکاوٹ ہے کہ آپ یہ دھاری دار چادر اپنے غلام کو دے دیتے اور اس سے دوسری چادر لے لیتے۔ اس طرح آپ پر دو ایک طرح کی چادریں ہو جاتیں اور غلام پر دھاری دار چادر ہو جاتی۔ یہ سن کر وہ میرے والد کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے پوچھا: یہ آپ کا بیٹا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے برکت دے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو خود کھاتے ہو وہ ان غلاموں کو کھلاؤ اور جو خود پہنو انہیں بھی پہناؤ۔'' میرے بھتیجے! دنیا کے سامان کا مجھ سے چلے جانا مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ وہ میرے آخرت کے سامان سے کچھ لے لے۔ میں نے کہا: ابا جان یہ آدمی کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ ابو الیسر (کعب) بن عمرو ہیں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) بچوں کے سر پر دست شفقت پھیرنا مسنون امر ہے اور ان کے لیے دعا کرنا بھی رسول اکرم ﷺ کا طریقہ ہے جس پر حضرت کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عمل کیا۔ نیز بچوں اور نوجوانوں کو احادیث رسول سے آگاہ کرنا چاہیے تاکہ ان میں اتباع سنت کا جذبہ پیدا ہو۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ ماتحتوں کے ساتھ نہایت حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے اور اپنی ضرورتوں کی طرح ان کی ضرورتوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔

(۳) یمن سے آنے والی چادروں کو معافری چادریں کہا جاتا تھا اور یہ یمن میں ایک قبیلے معافر کی طرف منسوب تھیں۔

309...... بَابُ دَالَّةِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ

اہل اسلام کی آپس میں بے تکلفی کا بیان

739 - حَدَّثَنَا عَبْدَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ............

(۷۳۹) صحيح: أخرجه البيهقى فى شعب الايمان: ۱۰۸۷۹.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: أَدْرَكْتُ السَّلَفَ، وَإِنَّهُمْ لَيَكُونُونَ فِي الْمَنْزِلِ الْوَاحِدِ بِأَهَالِيهِمْ، فَرُبَّمَا نَزَلَ عَلَى بَعْضِهِمُ الضَّيْفُ، وَقِدْرُ أَحَدِهِمْ عَلَى النَّارِ، فَيَأْخُذُهَا صَاحِبُ الضَّيْفِ لِضَيْفِهِ، فَيَفْقِدُ الْقِدْرَ صَاحِبُهَا فَيَقُولُ: مَنْ أَخَذَ الْقِدْرَ؟ فَيَقُولُ صَاحِبُ الضَّيْفِ: نَحْنُ أَخَذْنَاهَا لِضَيْفِنَا، فَيَقُولُ صَاحِبُ الْقِدْرِ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمْ فِيهَا - أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ بَقِيَّةُ: وَقَالَ مُحَمَّدٌ: وَالْخُبْزُ إِذَا خَبَزُوا مِثْلُ ذَلِكَ، وَلَيْسَ بَيْنَهُمْ إِلَّا جُدُرُ الْقَصَبِ قَالَ بَقِيَّةُ: وَأَدْرَكْتُ أَنَا ذَلِكَ: مُحَمَّدَ بْنَ زِيَادٍ وَأَصْحَابَهُ.

محمد بن زیاد رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں سلف (صحابہ و تابعین) کو پایا کہ وہ ایک ہی مکان میں اہل وعیال کے ساتھ رہتے تھے۔ جب کبھی ان میں سے کسی کا مہمان آجاتا اور ان کی ہنڈیا پک رہی ہوتی تو مہمان والا اسے اپنے مہمان کے لیے لے لیتا۔ ہانڈی والا جب ہانڈی غائب پاتا تو پوچھتا کہ ہانڈی کس نے لی ہے؟ مہمان والا کہتا: ہم نے مہمان کے لیے لی ہے۔ ہانڈی والا کہتا: اللہ تمہیں اس میں برکت دے یا اس طرح کے کلمات کہتا۔ بقیہ کہتے ہیں کہ محمد نے کہا: اور جب وہ روٹی پکاتے تو بھی اسی طرح ہوتا اور ان کے گھروں کے درمیان صرف بانس کی دیوار ہوتی۔ بقیہ رحمہ اللہ نے کہا: اور میں نے بھی اپنے استاد محمد اور ان کے ساتھیوں کو اسی طریقے پر پایا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مسلمان آپس میں بھائی ہیں اور ان کا ایک دوسرے سے بے تکلفانہ رویہ ہونا چاہیے۔ یہ عین فطرت ہے۔ یہ طریقہ مسلمانوں میں عرصہ تک رائج رہا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ اسی طرح رہتے تھے۔ پھر اسلامی اقدار کی جگہ مغربی تہذیب اور خود غرضی نے لے لی اور ہر شخص اپنی ذات تک محدود ہو گیا اور ایثار و قربانی اور ہمدردی کا جذبہ مفقود ہو گیا۔ پھر امریکن سسٹم رائج ہو گیا کہ مہمان اپنا بل پے کرے اور میزبان اپنا۔ مسلمانوں میں اب بھی خال خال یہ جذبہ ملتا ہے لیکن مغربی معاشرہ اس برکت سے محروم ہو چکا ہے۔

(۲) قارئین کے استفادے کے لیے ایک واقعہ درج کر رہا ہوں۔ دارالسلام انٹرنیشنل کے ڈائریکٹر محترم عبدالمالک مجاہد صاحب نے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ میں نے ایک دن گھر میں دعوت کا اہتمام کیا جس میں ایک امریکی نو مسلم کو بھی مدعو کیا۔ واپسی پر ایک پلیٹ بریانی میں نے انہیں پیش کی کہ اپنی اہلیہ کے لیے لے جانا۔ وہ ششدر رہ گیا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس نے کہا: واقعی! میں نے کہا: ہاں، تو اس نے کہا کہ یہ پلیٹ کا کیا بنے گا۔ میں نے کہا: یہ بھی آپ کے لیے ہے۔ اس نے حیرت سے کہا: Plate also for me? پلیٹ بھی میرے لیے تحفہ ہے؟

آج اس نفسا نفسی کے دور میں اسلامی تعلیمات اور اقدار کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے انصار کے ایک قبیلے کی تعریف فرمائی کہ جب ان کا سامان کم پڑ جاتا ہے تو سارا ایک جگہ جمع کر لیتے ہیں اور پھر برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔

310...... بَابُ إِكْرَامِ الضَّيْفِ وَخِدْمَتِهِ إِيَّاهُ بِنَفْسِهِ

مہمان کی عزت اور خدمت خود کرنا

740 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَعَثَ إِلَى نِسَائِهِ، فَقُلْنَ: مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ يَضُمُّ - أَوْ يُضِيفُ - هَذَا؟)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ: أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: مَا عِنْدَنَا إِلَّا قُوتُ لِلصِّبْيَانِ، فَقَالَ: هَيِّئِي طَعَامَكِ، وَأَصْلِحِي سِرَاجَكِ، وَنَوِّمِي صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً، فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا، وَأَصْلَحَتْ سِرَاجَهَا، وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا، ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ، وَجَعَلَا يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ، وَبَاتَا طَاوِيَيْنِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَقَدْ ضَحِكَ اللّٰهُ - أَوْ: عَجِبَ - مِنْ فَعَالِكُمَا"، وَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ [الحشر: 9].

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس بطور مہمان آیا تو آپ نے اپنی بیویوں کو پیغام بھجوایا کہ کچھ کھانے کو ہو تو بھیج دیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کو کون ساتھ لے جائے گا یا اس کی مہمانی کون کرے گا؟'' ایک انصاری آدمی نے کہا: میں اسے ساتھ لے جاتا ہوں۔ وہ اسے لے کر اپنی اہلیہ کے پاس گئے اور کہا کہ رسول اکرم ﷺ کے مہمان کی عزت افزائی کرو۔ اس نے کہا: بچوں کے کھانے کے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ اس نے کہا: کھانا تیار کرو، کھاتے وقت چراغ درست کرنا (اور بجھا دینا) اور بچے اگر رات کا کھانا مانگیں تو انہیں سلا دینا۔ چنانچہ اس نے کھانا تیار کیا اور چراغ اچھی طرح ٹھیک کر دیا اور بچوں کو سلا دیا۔ پھر اٹھی جیسے وہ چراغ کو ٹھیک کرنے لگی ہے تو اسے بجھا دیا۔ اور دونوں اسے یہ باور کروا رہے تھے کہ وہ کھا رہے ہیں حالانکہ دونوں نے بھوکے رات گزاری۔ جب صبح ہوئی تو وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تم دونوں کے اس اچھے کام پر ہنسا ہے یا خوش ہوا ہے۔'' اور اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی: ﴿ويؤثرون على أنفسهم....﴾ ''وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود فاقے سے ہوں اور جو اپنے نفس کی بخیلی سے بچا لیا گیا تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

(٧٤٠) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب مناقب الأنصار: ٣٧٩٨۔ ومسلم: ٢٠٥٤۔ والترمذي: ٣٣٠٤۔ انظر الصحيحة: ٣٢٧٢.

فوائد و مسائل: ......(۱) عورت پردے کا اہتمام کر کے میزبانی کے فرائض سرانجام دے سکتی ہے خواہ کھانا کھانے والے غیر محرم ہوں بشرطیکہ وہ ایمان دار ہوں۔

(۲) مہمان نوازی بہت عظیم عمل ہے، خصوصاً مشکل اوقات میں دوسروں کو اپنی ذات پر فوقیت دینا اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔

(۳) اس سے پتا چلتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کس سادگی اور مشکل سے زندگی بسر کرتے کہ آپ کے تمام گھروں میں کھانے کے لیے کچھ نہ تھا۔

(۴) مہمان کو لے جانے والے سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔

311...... بَابُ جَائِزَةِ الضَّيْفِ

مہمان کا پر تکلف کھانا

741 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ...........

عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ: سَمِعَتْ أُذُنَايَ، وَأَبْصَرَتْ عَيْنَايَ، حِينَ تَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ))، قَالَ: وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟! قَالَ: ((يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)).

حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا جب نبی ﷺ فرما رہے تھے: ''جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی پر تکلف مہمانی کرے۔ راوی نے پوچھا: اللہ کے رسول! پر تکلف کھانا کتنے روز ہے؟'' آپ نے فرمایا: ایک دن اور رات اور مہمانی تین دن تک ہے اور اس کے بعد کی خدمت اس پر صدقہ تصور ہوگی۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اللہ تعالیٰ نے انسان کے مال اور اوقات میں مہمانوں کا حق رکھا ہے۔ ایک دن اور رات پر تکلف کھانا پیش کرنا ضروری ہے اور اس میں ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق کرنے کا پابند ہے، مزید تین دن تک ضیافت کرنا بھی اس کے ذمے ہے۔ اس کے بعد جو دے گا وہ صدقہ ہے۔

(۷٤۱) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦٠١٩۔ ومسلم: ٤٨۔ وأبو داؤد: ٣٧٤٨۔ والترمذي: ١٩٦٧۔ وابن ماجه: ٣٦٧٢.

(۲) کوئی شخص اگر یہ حق نہ دے تو اس سے زبردستی بھی لیا جا سکتا ہے۔
(۳) تین دن تک ضیافت کو محدود کر کے مہمان کو یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ کسی کے ہاں ڈیرے ہی نہ ڈال لے کہ میزبان تنگ آ جائیں۔ ایک روایت میں یہ صراحت ہے کہ کوئی شخص کسی بھائی کو تنگ نہ کرے کہ وہ کسی کے ہاں زیادہ دیر ٹھہرا رہے اور ان کے پاس اسے دینے کے لیے کچھ نہ ہو۔ (الادب المفرد، ح:۷۴۳)
(۴) پڑوسی اور خاموشی کے حوالے سے گزشتہ اوراق میں تفصیلات گزر چکی ہیں۔

312...... بَابُ: الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ

مہمانی تین دن ہے

742 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ضیافت تین دن تک ہے اور جو اس کے بعد ہو، وہ صدقہ ہے۔''

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی تین دن کے بعد مہمان نوازی سے معذرت کرے تو گناہ نہیں ہوگا، تاہم اگر وہ خوشی سے مزید کھلاتا ہے تو اس کی مرضی ہے، منع نہیں بلکہ وہ اس کے لیے صدقہ شمار ہوگا۔

313...... بَابُ لَا يُقِيمُ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ

میزبان کے پاس اتنا نہ ٹھہرے کہ وہ تنگ آ جائے

743 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ............

عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ

ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ بھلائی کی بات کرے یا چپ رہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی ایک دن رات پر تکلف میزبانی کرے اور مہمانی تین دن ہے جو اس کے بعد کھلائے گا وہ صدقہ ہے۔ اور مہمان

---

(۷۴۲) صحيح: اخرجه أبو داؤد، كتاب الأطعمة: ۳۷۴۹.
(۷۴۳) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ۶۱۳۵ـ ومسلم: ۴۸.

صَـدَقَةٌ، وَلَا يَـحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ)) .

کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ میزبان کے ہاں اقامت ہی اختیار کرلے کہ وہ تنگ آجائے۔‘‘

فائدہ: ......دیکھیے، حدیث: ۷۴۱ کے فوائد۔

314...... بَابُ إِذَا أَصْبَحَ بِفِنَائِهِ

مہمان کو میزبان کے گھر صبح ہو جائے تو؟

744 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ...........

عَـنِ الْـمِقْدَامِ أَبِي كَرِيمَةَ الشَّامِيِّ قَالَ: قَالَ الـنَّبِـيُّ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ: ((لَيْلَةُ الـضَّيْفِ حَـقٌّ وَاجِـبٌ عَـلَـى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَـمَنْ أَصْبَحَ بِفِنَائِهِ فَهُوَ دَيْنٌ عَلَيْهِ إِنْ شَاءَ، فَإِنْ شَاءَ اقْتَضَاهُ، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَهُ)) .

حضرت ابو کریمہ مقدام شامی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’رات کو مہمان آجائے تو اس کی اس رات کی مہمانی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور جو مہمان صبح ہونے تک ٹھہرا رہے تو اس وقت کی دعوت اس گھر والے پر قرض ہے اگر وہ مہمان چاہے تو اس کا مطالبہ کرے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔‘‘

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ دیگر حقوق کی طرح ایک حق مہمان کا ہے اور وہ میزبان کے نہ چاہتے ہوئے بھی لے سکتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی شخص لوگوں کا مہمان بننے والا کام شروع کر دے اور لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھائے۔

315...... بَابُ إِذَا أَصْبَحَ الضَّيْفُ مَحْرُومًا

جب مہمان میزبانی سے محروم رہ جائے تو کیا کرے

745 - حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُ الـلّٰـهِ بْـنُ صَـالِـحٍ قَـالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ...........

عَـنْ عُـقْبَةَ بْـنِ عَـامِرٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الـلّٰـهِ، إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلَا يَقْرُونَا، فَـمَـا تَـرَى فِي ذَلِكَ؟ فَقَالَ لَنَا: ((إِنْ نَزَلْتُمْ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں کسی قوم کے پاس بھیجتے ہیں اور وہ لوگ ہماری مہمانی نہ کریں تو آپ اس معاملے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ

(٧٤٤) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأطعمة: ٣٧٥٠ـ وابن ماجه: ٣٦٧٧ـ انظر الصحيحة: ٢٢٠٤.

(٧٤٥) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦١٣٧ـ ومسلم: ١٧٢٧ـ وأبو داؤد: ٣٧٥٢ـ والترمذي: ١٥٨٩ـ وابن ماجه: ٣٦٧٦.

بِقَوْمٍ فَأُمِرَ لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ)).

نے فرمایا: ''اگر تم کسی قوم کے پاس جاؤ اور وہ تمہیں کوئی ایسی چیز پیش کریں جو مہمان کے لیے مناسب ہے تو اسے قبول کرلو اور اگر وہ مہمانی نہ کریں تو ان کے مناسب حال مہمانی کا حق ان سے لے لو۔''

فائدہ: ......اگر کسی کو میزبانی کے وسائل مہیا نہ ہوں تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہوں گے، البتہ وسائل کے باوجود کوئی مہمان نوازی نہ کرے تو یہ حق زبردستی بھی وصول کیا جاسکتا ہے۔

316...... بَابُ خِدْمَةِ الرَّجُلِ الضَّيْفَ بِنَفْسِهِ

مہمان کی خود خدمت کرنا

746 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ............

سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُرْسِهِ، وَكَانَتِ امْرَأَتُهُ خَادِمَهُمْ يَوْمَئِذٍ، وَهِيَ الْعَرُوسُ، فَقَالَتْ - أَوْ قَالَ: أَتَدْرُونَ مَا أَنْقَعْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ أَنْقَعْتُ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو اپنے ولیمے پر بلایا۔ اس دن ان کی خدمت ان کی بیوی ہی نے کی جبکہ وہ دلہن تھی۔ اس نے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے بھگو کیا رکھا تھا؟ میں نے رات کو ایک برتن میں آپ کے لیے کھجوریں بھگو رکھی تھیں۔''

فائدہ: ......مہمان کی خدمت خود کرنا باعث ثواب ہے، خصوصاً جب کوئی بزرگ عالم دین مہمان ہو تو یہ خدمت ضرور از خود سرانجام دینی چاہیے۔ نیز کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو شرعی آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے خاتون خانہ بھی خدمت کرسکتی ہے جبکہ اس کا کوئی محرم موجود ہو۔ لیکن عصر حاضر میں دوستوں کے گھر مخلوط محفلیں اور دعوتیں جس میں پردے کا اہتمام بھی نہیں ہوتا اور بے تکلف گپ شپ ہوتی ہے، درست نہیں۔

317...... بَابُ مَنْ قَدَّمَ إِلَى ضَيْفِهِ طَعَامًا فَقَامَ يُصَلِّي

جس نے مہمان کو کھانا پیش کیا اور خود نماز پڑھنے لگا

747 - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي الْجُرَيْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ............

---

(٧٤٦) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب النكاح: ٥١٨٣ـ ومسلم: ٢٠٠٦ـ وابن ماجه: ١٩١٢.

(٧٤٧) حسن: أخرجه أحمد: ٢١٣٣٩ـ وعبدالرزاق: ٧٨٧٨ـ والطبري في تهذيب الآثار: ١/ ٣٤٠ـ انظر تخريج الترغيب: ٣/ ٧٣.

عَـنْ نُـعَيْمِ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا ذَرٍّ فَلَمْ أُوَافِقْهُ، فَقُلْتُ لِامْرَأَتِهِ: أَيْنَ أَبُو ذَرٍّ؟ قَالَتْ: يَـمْتَهِـنُ، سَيَـأْتِيكَ الْـآنَ، فَـجَلَسْتُ لَهُ، فَـجَـاءَ وَمَـعَـهُ بَـعِيرَانِ، قَدْ قَطَرَ أَحَدَهُمَا بِـعَـجُـزِ الْآخَرِ، فِي عُنُقِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا قِـرْبَةٌ، فَـوَضَـعَهُمَا ثُمَّ جَاءَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا ذَرٍّ، مَا مِنْ رَجُلٍ كُنْتُ أَلْقَاهُ كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ لُـقْيًـا مِـنْكَ، وَلَا أَبْـغَضَ إِلَيَّ لُقْيًا مِنْكَ، قَـالَ: لِـلَّهِ أَبُوكَ، وَمَا جَمَعَ هَذَا؟ قَالَ: إِنِّي كُـنْتُ وَأَدْتُ مَوْءُودَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَرْهَبُ إِنْ لَقِيتُكَ أَنْ تَقُولَ: لَا تَوْبَةَ لَكَ، لَا مَخْرَجَ لَكَ، وَكُـنْـتُ أَرْجُـو أَنْ تَـقُولَ: لَكَ تَوْبَةٌ وَمَـخْـرَجٌ، قَـالَ: أَفِـي الْـجَاهِلِيَّةِ أَصَبْتَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَقَالَ لِامْـرَأَتِـهِ: آتِيـنَـا بِطَعَامٍ، فَأَبَتْ، ثُمَّ أَمَرَهَا فَـأَبَـتْ، حَتَّـى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا، قَالَ: إِيـهِ، فَـإِنَّكُنَّ لَا تَعْدُونَ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: وَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ فِيهِنَّ؟ قَالَ: ((إِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِـــنْ ضِـلَـعٍ، وَإِنَّكَ إِنْ تُـرِدْ أَنْ تُـقِيـمَهَـا تَـكْسِـرْهَــا، وَإِنْ تُدَارِهَـا فَـإِنَّ فِيهَـا أَوَدًا وَبُـلْـغَةً))، فَـوَلَّتْ فَجَاءَتْ بِثَرِيدَةٍ كَأَنَّهَا قَطَاةٌ، فَقَالَ: كُلْ وَلَا أَهُولَنَّكَ فَإِنِّي صَائِمٌ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَجَعَلَ يُهَذِّبُ الرُّكُوعَ، ثُمَّ انْـفَتَـلَ فَـأَكَـلَ، فَـقُلْتُ: إِنَّا لِلَّهِ، مَا كُنْتُ

نعیم بن قعنب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ملنے گیا لیکن وہ گھر پر نہ ملے۔ میں نے ان کی بیوی سے پوچھا: ابو ذر کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ گھر کے کام کاج میں مشغول ہیں، ابھی آپ کے پاس آتے ہیں۔ میں ان کے انتظار میں بیٹھ گیا، چنانچہ وہ آئے تو ان کے پاس دو اونٹ تھے۔ ان میں سے ایک کو دوسرے کے پیچھے باندھا ہوا تھا اور ان میں سے ہر ایک کی گردن میں مشکیزہ تھا۔ انہوں نے وہ مشکیزے اتارے، پھر تشریف لائے تو میں نے کہا: اے ابوذر! کوئی آدمی مجھے آپ سے زیادہ محبوب نہیں جس سے میں ملاقات کروں اور کوئی آدمی مجھے آپ سے زیادہ مبغوض نہیں جس سے میں ملاقات کروں۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تیرا بھلا کرے یہ دونوں باتیں ایک ساتھ کیسے جمع ہوسکتی ہیں؟ وہ کہتے ہیں (میں نے کہا): میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک بچی کو زندہ درگور کیا تھا۔ میں ڈر رہا تھا کہ آپ سے ملوں گا تو آپ فرمادیں گے کہ تیری توبہ قبول نہیں۔ اور گناہ سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں۔ اور مجھے یہ بھی امید تھی کہ آپ کہیں گے کہ تمہاری توبہ قبول ہے اور گناہ سے نکلنے کا راستہ بھی ہے۔ انہوں نے فرمایا: کیا تم نے زمانہ جاہلیت میں یہ گناہ کیا تھا؟ میں نے کہا: ہاں! انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے پہلے گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ پھر اپنی بیوی سے فرمایا: ہمارے لیے کھانا لاؤ تو اس نے انکار کر دیا۔ پھر حکم دیا تو اس نے پھر انکار کر دیا یہاں تک کہ تکرار میں دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بس تم اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میں نے عرض کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ عورت

أَخَافُ أَنْ تَكْذِبَنِي ، قَالَ: لِلَّهِ أَبُوكَ ، مَا كَذَبْتُ مُنْذُ لَقِيتَنِي ، قُلْتُ: أَلَمْ تُخْبِرْنِي أَنَّكَ صَائِمٌ؟ قَالَ: بَلَى ، إِنِّي صُمْتُ مِنْ هَذَا الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَكُتِبَ لِي أَجْرُهُ ، وَحَلَّ لِيَ الطَّعَامُ .

تیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔ اگر تم اس کو سیدھا کرنے کا ارادہ کرو گے تو توڑ بیٹھو گے۔ اور اگر تو اس کے ٹیڑھے پن کے ساتھ اس سے روا داری کرے گا تو اس طرح گزارہ ہوسکتا ہے۔'' پھر وہ خاتون چلی گئی اور (جلدی سے) ثرید لے آئی گویا وہ (تیزی میں) کبوتری ہو۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کھاؤ اور میرا شامل نہ ہونا تجھے پریشان نہ کرے کیونکہ میں روزے سے ہوں۔ پھر اٹھ کر نماز پڑھنے لگے اور جلدی جلدی رکوع کیے، پھر نماز ختم کر کے میرے ساتھ کھانے میں شامل ہوگئے۔ میں نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مجھے آپ سے توقع نہیں تھی کہ آپ مجھ سے جھوٹ بولیں گے۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تیرا بھلا کرے میری جب سے تم سے ملاقات ہوئی ہے میں نے تم سے جھوٹ نہیں بولا۔ میں نے کہا: آپ نے مجھے بتایا نہیں تھا کہ آپ روزے سے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! میں نے اس مہینے میں تین دن کے روزے رکھے ہیں اور میرے لیے اس کا اجر لکھ دیا گیا اور میرے لیے کھانا حلال ہوگیا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) افضل اور بہتر یہ ہے کہ مہمان کے ساتھ مل کر کھایا جائے لیکن اگر کسی وجہ سے انسان خود شامل نہ ہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔

(۲) ازدواجی زندگی میں اتار چڑھاؤ آتا رہتا ہے اس لیے مرد کو چاہیے کہ وہ حوصلے اور صبر سے کام لے۔ خواتین کے لیے اس میں یہ درس ہے کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے اگرچہ وقتی طور پر تلخ کلامی کی لیکن بعد ازاں مہمان کے لیے کھانا تیار کیا۔ اس لیے ناراضگی کو جلد ختم کر دینا چاہیے کیونکہ جھگڑا جب طوالت اختیار کر جائے تو کینے کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

(۳) اس سے معلوم ہوا کہ کلام میں توریہ کرنا جائز ہے، توریہ یہ ہے کہ ایسے الفاظ بولنا جن سے دو معنی مراد لیے جاسکتے ہوں۔ ظاہری معنی کو ترک کر کے مجازی یا دور کے معنی مراد لینا توریہ کہلاتا ہے۔

(۴) اسلام سابقہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے بشرطیکہ اسلام کے بعد کی زندگی بدل جائے اور احکام الٰہی پر عمل ہو۔

318...... بَابُ نَفَقَةِ الرَّجُلِ عَلَى أَهْلِهِ

اہل وعیال پر خرچ کرنے کا بیان

748 - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ............ عَنْ ثَوْبَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ دِينَارٍ أَنْفَقَهُ الرَّجُلُ عَلَى

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً سب سے افضل دینار وہ ہے جو آدمی اپنے اہل وعیال پر

(۷۴۸) صحیح: أخرجه مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة على المملوك: ۹۹۴ـ والترمذي: ۱۹۶۶ـ وابن ماجه: ۲۷۶۰.

عِيَـالِهِ، وَدِينَارٌ أَنْفَقَهُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَدِينَارٌ أَنْفَقَهُ عَلَى دَابَّتِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)) قَـالَ أَبُـو قِلَابَةَ: وَبَـدَأَ بِـالْـعِيَالِ، وَأَيُّ رَجُلٍ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنْ رَجُلٍ يُنْفِقُ عَلَى عِيَالٍ صِغَارٍ حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ؟ .

خرچ کرے اور وہ دینار جو اللہ کے راستے میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرے اور وہ دینار جو اپنی سواری پر اللہ کی راہ میں خرچ کرے......'' ابو قلابہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عیال سے ابتدا کی...... ''اور اس شخص سے بڑے اجر والا کون ہے جو اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ انہیں بے نیاز کر دے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) بیوی بچوں پر خرچ کرنا انسان کے فرائض میں شامل ہے اس کے باوجود اس پر نہ صرف اجر ملتا ہے بلکہ یہ افضل ترین صدقہ ہے۔ تاہم اس میں شرط یہ ہے کہ انسان فرائض کی سبکدوشی کے ساتھ ساتھ ثواب کی نیت رکھے۔

(۲) بیوی بچوں پر خرچ کرنا جہاں افضل ترین صدقہ ہے وہیں اس ذمہ داری سے غفلت شدید گناہ بھی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

((كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُضَيِّعَ مَنْ يَقُوتُ)) (سنن أبي داؤد، الزكاة، حديث: ١٤٤٢)

''آدمی کے گناہ گار ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ انہیں ضائع کر دے جن کی کفالت اس کے ذمے ہے۔''

749 - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيدَ يُحَدِّثُ......

عَـنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً عَلَى أَهْلِهِ، وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا، كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً)).

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا جبکہ وہ نیکی اور ثواب کی امید رکھتا ہو تو وہ اس کے لیے صدقہ ہوگا۔''

فائدہ: ......پچھلی حدیث میں مطلق خرچ کرنے کا ذکر تھا، اس حدیث میں اس کی تخصیص کر دی گئی ہے کہ یہ نیکی اس وقت ہے جب ثواب کی امید ہو۔

750 - حَـدَّثَـنَـا هِشَـامُ بْـنُ عَـمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ......

عَـنْ جَـابِرٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، عِنْدِي دِينَارٌ؟ قَالَ: ((أَنْفِقْهُ عَلَى نَفْسِكَ))، قَـالَ: عِـنْـدِي آخَـرُ، فَـقَالَ: "أَنْفِقْهُ عَلَى

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک دینار ہو تو کہاں خرچ کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی ذات پر خرچ کرو۔'' اس نے کہا: اگر

(٧٤٩) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الإيمان: ٥٥، ٤٠٠٦، ٥٣٥١۔ ومسلم: ١٠٠٢۔ والترمذي: ١٩٦٥۔ والنسائي: ٢٥٤٥.
(٧٥٠) صحيح لغيره دون قوله (ضعه......).

خَــادِمِكَ - أَوْ قَــالَ: عَلَى وَلَدِكَ"، قَــالَ: عِـنْدِى آخَرُ، قَالَ: ((ضَعْهُ فِى سَبِيلِ اللّٰهِ، وَهُوَ أَخَسُّهَا)) .

میرے پاس ایک اور ہو تو؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے خادم پر خرچ کرو یا فرمایا: اپنی اولاد پر خرچ کرو۔'' اس نے کہا: میرے پاس ایک اور ہو تو؟ آپ نے فرمایا: ''اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرو اس میں پہلی دو باتوں کی نسبت ثواب کم ہے۔''

فائدہ: ...... یہ روایت آخری جملہ ضـعـه...... سے آخر تک کے بغیر صحیح ہے۔ اور اس میں بھی یہی تعلیم دی گئی ہے کہ اپنی بنیادی ضروریات پوری کرنا انفاق فی سبیل اللہ سے پہلے ہے، تاہم اپنی ضروریات پر دینی مصالح کو ترجیح دینا اس وقت باعث فضیلت ہے جب انسان صبر کرسکتا ہو۔ یہ نہ ہو کہ اللہ کی راہ میں دے کر خود لوگوں سے مانگتا پھرے۔

751 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُزَاحِمِ بْنِ زُفَرَ، عَنْ مُجَاهِدٍ............

عَـنْ أَبِى هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَرْبَـعَةُ دَنَـانِيرَ: دِينَارًا أَعْطَيْتَهُ مِسْكِينًا، وَدِينَارًا أَعْطَيْتَهُ فِى رَقَبَةٍ، وَدِينَارًا أَنْـفَـقْتَهُ فِى سَبِيلِ اللّٰهِ، وَدِينَارًا أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ، أَفْضَلُهَا الَّذِى أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چار دینار ہیں، ایک دینار وہ ہے جو تم کسی مسکین کو دو، دوسرا وہ جو تم غلام آزاد کرانے میں خرچ کرو، تیسرا وہ دینار جو تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور چوتھا وہ جو تم اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو ان میں سے افضل وہ ہے جو تم اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ اعمال کے بھی درجات ہیں اور اسی حساب سے اجر ملتا ہے۔ مال خرچ کرنے میں سب سے مقدم انسان کے بیوی بچے ہیں۔ اگر ان سے بچ رہے تو باقی مذکورہ مصارف میں خرچ کرنا چاہیے۔

(۲) یاد رہے کہ اس سے مراد بنیادی ضروریات ہیں، عیاشی مراد نہیں کہ کوئی شخص لاکھوں روپے عیاشیوں پر لگا دے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے وقت کہے کہ بچوں کا خرچہ پورا نہیں ہوتا۔

(۳) حالات وظروف کے بدلنے سے افضل و ادنیٰ کی ترتیب بدل جاتی ہے۔

319...... بَابُ يُؤْجَرُ فِى كُلِّ شَىْءٍ حَتَّى اللُّقْمَةُ يَرْفَعُهَا إِلَى فِى امْرَأَتِهِ

ہر چیز میں اجر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ بیوی کے منہ میں لقمہ دینے میں بھی اجر ہے

752 - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِى عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ............

(٧٥١) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الزكاة: ٩٩٥۔ والنسائى فى الكبرىٰ: ٩١٣٩.

(٧٥٢) صحيح: أخرجه البخارى، كتاب الإيمان: ٥٦، ١٢٩٥۔ ومسلم: ١٦٢٨۔ وأبو داؤد: ٢٨٦٤۔ والترمذى: ٢١١٦۔ والنسائى: ٣٦٢٦۔ وابن ماجه: ٢٧٠٨.

عَـنْ سَـعْـدِ بْـنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ الـنَّبِـيَّ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِسَعْدٍ: ((إِنَّكَ لَـنْ تُـنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ عَـزَّ وَجَـلَّ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا، حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فَمِ امْرَأَتِكَ)).

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''تم اللہ عزوجل کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے جو بھی خرچ کرو گے اس کا تمہیں ضرور اجر ملے گا، یہاں تک کہ جو لقمہ تو اپنی بیوی کے منہ میں دے گا اس پر بھی اجر ملے گا۔''

فائدہ: ...... بیوی کے نان ونفقہ کو پورا کرنا خاوند پر فرض ہے اور فرض کی ادائیگی پر اجر ملتا ہے اور جب اس سے مقصد اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہو تو اجر مزید بڑھ جاتا ہے۔ بیوی کا خصوصی ذکر اس لیے کیا کہ اسے کھلانے پلانے میں شہوت کا عنصر بھی آتا ہے لیکن اگر مقصد رضا الٰہی ہو تو بھی اجر ضرور ملتا ہے۔

320...... بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا بَقِيَ ثُلُثُ اللَّيْلِ

ایک تہائی رات رہ جائے تو اس وقت دعا کرنا

753 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ............

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كُلِّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، حِينَ يَبْقَى ثُـلُـثُ الـلَّيْلِ الْآخِرُ، فَيَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَـأَسْتَـجِيـبَ لَـهُ؟ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ؟".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات کے دو تہائی وقت گزر جانے کے بعد آسمان دنیا پر تشریف لاتا ہے اور اعلان فرماتا ہے: ''کون ہے جو مجھ سے دعا کرے تو میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے مجھ سے مانگنے والا کہ میں اسے عطا کروں اور کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے کہ میں اسے بخش دوں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) آسمان دنیا پر اللہ تعالیٰ کا نزول حقیقت پر مبنی ہے۔ اس کی تأویل کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنی شان کے مطابق نزول فرماتا ہے۔

(۲) رات کا پچھلا پہر قبولیت دعا کا ہے اس لیے اس وقت کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔ اس وقت دعا ضرور قبول ہوتی ہے بشرطیکہ معصیت و نافرمانی کی دعا نہ ہو اور کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو۔

(۳) رات کے پچھلے پہر میں اٹھنا نیک لوگوں کی عادت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کی عادت ہے۔'' (جامع الترمذی، الدعوات، ۳۵۴۹)

---

(۷۵۳) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب التوحيد: ۷٤۹٤، ۱۱٤٥۔ ومسلم: ۷۵۸۔ وأبو داؤد: ۱۳۱۵۔ والنسائي في الكبرىٰ: ۷۷۲۰۔ والترمذي: ۳٤۹۸۔ وابن ماجه: ۱۳٦٦.

321...... بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ :فُلَانٌ جَعْدٌ، أَسْوَدُ، أَوْ طَوِيلٌ، قَصِيرٌ، يُرِيدُ الصِّفَةَ وَلَا يُرِيدُ الْغِيبَةَ

اگر کوئی کہے کہ فلاں گھنگریالے بالوں والا کالا یا لمبا یا پست قد ہے اور اس کا مقصد تعارف کروانا ہو، غیبت نہ ہو تو کوئی حرج نہیں

754 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ.......... عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَخِي أَبِي رُهْمٍ كُلْثُومُ بْنُ الْحُصَيْنِ الْغِفَارِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا رُهْمٍ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِينَ بَايَعُوهُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ - يَقُولُ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ، فَقُمْتُ لَيْلَةً بِالْأَخْضَرِ، فَصِرْتُ قَرِيبًا مِنْهُ، فَأُلْقِيَ عَلَيْنَا النُّعَاسُ، فَطَفِقْتُ أَسْتَيْقِظُ وَقَدْ دَنَتْ رَاحِلَتِي مِنْ رَاحِلَتِهِ، فَيُفْزِعُنِي دُنُوُّهَا خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ، فَطَفِقْتُ أُؤَخِّرُ رَاحِلَتِي حَتَّى غَلَبَتْنِي عَيْنِي بَعْضَ اللَّيْلِ، فَزَاحَمَتْ رَاحِلَتِي رَاحِلَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرِجْلُهُ فِي الْغَرْزِ، فَأَصَبْتُ رِجْلَهُ، فَلَمْ أَسْتَيْقِظْ إِلَّا بِقَوْلِهِ: ((حَسِّ))، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اسْتَغْفِرْ لِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((سِرْ)) فَطَفِقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُنِي عَنْ مَنْ تَخَلَّفَ مِنْ بَنِي غِفَارٍ

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابورہم کلثوم بن حصین غفاری رضی اللہ عنہ کے بھتیجے نے بتایا کہ اس نے ابورہم سے سنا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی۔ وہ فرماتے تھے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں شریک تھا۔ دوران سفر ایک رات میں اخضر مقام پر ٹھہرا۔ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوگیا تو ہم پر اونگھ طاری ہوگئی۔ میں اپنے آپ کو بیدار کرتا رہا اور میری سواری آپ کی سواری کے قریب چلتی رہی۔ مجھے یہ بات پریشان کرتی رہی کہ کہیں آپ کا پاؤں مبارک جو رکاب میں تھا میری سواری سے ٹکرا نہ جائے۔ میں مسلسل سواری کو پیچھے کرتا رہا یہاں تک کہ رات کے ایک حصے میں مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا تو میری سواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری سے ٹکرا گئی۔ آپ کا قدم مبارک رکاب میں تھا آپ کے قدم کو سواری کا کچھ حصہ لگ گیا۔ میری آنکھ اس وقت کھلی جب آپ نے ''حس'' فرمایا۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے لیے بخشش طلب فرمایئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چلتے رہو'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بنوغفار کے ان لوگوں کے بارے میں پوچھنے لگے جو اس (غزوہ تبوک) سے پیچھے رہ گئے تھے۔ آپ نے مجھ سے دریافت کرتے ہوئے فرمایا: ''اس

(٧٥٤) ضعيف: أخرجه أحمد: ١٩٠٧٣ـ ومعمر في جامعه: ١١/ ٤٩ـ وابن أبي عاصم في الآحاد: ٩٩١ـ وابن حبان: ٧٢٥٧ـ والطبراني في الكبير: ١٩/ ١٨٣ـ والحاكم: ٣/ ٦٨٥.

فَأُخْبِرُهُ، فَقَالَ - وَهُوَ يَسْأَلُنِي: ((مَا فَعَلَ النَّفْرُ الْحُمُرُ الطِّوَالُ الثِّطَاطُ؟)) قَالَ: فَحَدَّثْتُهُ بِتَخَلُّفِهِمْ، قَالَ: ((فَمَا فَعَلَ السُّودُ الْجِعَادُ الْقِصَارُ الَّذِينَ لَهُمْ نَعَمٌ بِشَبَكَةِ شَرَخٍ؟)) فَتَذَكَّرْتُهُمْ فِي بَنِي غِفَارٍ، فَلَمْ أَذْكُرْهُمْ حَتَّى ذَكَرْتُ أَنَّهُمْ رَهْطٌ مِنْ أَسْلَمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أُولَئِكَ مِنْ أَسْلَمَ، قَالَ: ((فَمَا يَمْنَعُ أَحَدَ أُولَئِكَ، حِينَ يَتَخَلَّفُ، أَنْ يَحْمِلَ عَلَى بَعِيرٍ مِنْ إِبِلِهِ امْرَءًا نَشِيطًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ؟ فَإِنَّ أَعَزَّ أَهْلِي عَلَيَّ أَنْ يَتَخَلَّفَ عَنِّي الْمُهَاجِرُونَ مِنْ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارُ، وَغِفَارٌ وَأَسْلَمُ)).

سرخ، لمبے اور کھودے لشکر کا کیا بنا، وہ کیوں نہیں آئے۔'' وہ کہتے ہیں: میں نے آپ کو ان کے پیچھے رہ جانے کے بارے میں بتایا۔ آپ نے فرمایا: ''وہ کالے، گھنگریالے بالوں والے اور چھوٹے قد والے جن کے جانور مقام شبکہ شدخ میں ہیں وہ کیوں نہیں آئے۔ میں نے بنو غفار میں سے یہ لوگ یاد کرنے چاہے تو اس صفت کے لوگ میں یاد نہ کر پایا۔ پھر میری سمجھ میں آیا کہ یہ لوگ قبیلہ بنی اسلم میں سے ہیں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ لوگ قبیلہ اسلم سے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ان لوگوں کو اس چیز سے کس بات نے منع کیا ہے کہ وہ اپنے اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر کسی چاک و چوبند آدمی کو اللہ کی راہ میں سوار کرا دیں کیوں مجھے یہ بات بہت گراں گزرتی ہے کہ میرے تعلق داروں میں سے قریش کے مہاجرین، انصار اور بنو غفار اور اسلم جہاد سے پیچھے رہیں۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم اگر کوئی لقب کسی کی پہچان بن چکا ہو تو اس سے اس کو پکارنا جائز ہے، جیسے چھوٹو، کالا وغیرہ۔

755 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ............

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ: اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ))، فَلَمَّا دَخَلَ انْبَسَطَ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ؟ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ)).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آپ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا: ''یہ شخص اپنے قبیلے کا برا آدمی ہے۔'' جب وہ آیا تو آپ اسے خندہ پیشانی سے ملے تو میں نے آپ سے اس کی بابت استفسار کیا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فحش گو اور بدزبان کو پسند نہیں کرتا۔''

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ بدزبان کے ساتھ بھی بدزبانی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ جہالت کا جواب اگر جہالت کے ساتھ دیا جائے تو پھر اچھے اور برے کا فرق ختم ہو جاتا ہے، نیز اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کو آگاہ کرنے کے لیے کسی بندے کی حقیقت بیان کرنا تاکہ لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں، غیبت نہیں بلکہ جائز امر ہے اور کبھی ایسا کرنا فرض ہوتا ہے۔

(٧٥٥) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب: ٤٧٩٢۔ والبخاري: ٦٠٣٢۔ ومسلم: ٢٥٩١۔ والترمذي: ١٩٩٦۔ نحوه.

756 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنِ الْقَاسِمِ.........

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَةُ لَيْلَةَ جَمْعٍ - وَكَانَتِ امْرَأَةً ثَقِيلَةً ثَبِطَةً - فَأَذِنَ لَهَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مزدلفہ کی رات سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے (منی کی طرف) جلدی جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی کیونکہ وہ بھاری بھرکم اور سست خاتون تھیں۔

فائدہ: ......امام بخاری بتانا چاہتے ہیں کسی کا تعارف کرواتے ہوئے اس کا وصف لازم بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس کی تحقیر مقصود نہ ہو، خصوصاً جب اس پر کسی شرعی مسئلے کا دارومدار ہو تو وہ صفت بیان کرنا لازمی ہے۔

322...... بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ بِحِكَايَةِ الْخَبَرِ بَأْسًا

کسی شخص کے پرانے واقعہ کو بیان کرنا

757 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ.........

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: لَمَّا قَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ بِالْجِعْرَانَةِ ازْدَحَمُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلَى قَوْمٍ، فَكَذَّبُوهُ وَشَجُّوهُ، فَكَانَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ جَبْهَتِهِ وَيَقُولُ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي، فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ" قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي الرَّجُلَ يَمْسَحُ عَنْ جَبْهَتِهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام جعرانہ پر حنین کی غنیمتیں تقسیم کیں تو لوگوں نے آپ کے پاس رش ڈال دیا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو ایک قوم کی طرف مبعوث فرمایا تو انہوں نے اس کو جھٹلا دیا اور زخمی کر دیا۔ وہ اپنی پیشانی سے خون صاف کرتے ہوئے فرما رہے تھے: ''اے اللہ میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ لاعلم ہے۔'' سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گویا ابھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ حکایت بیان کرتے ہوئے پیشانی مبارک پر ہاتھ پھیر رہے ہیں۔

---

(٧٥٦) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الحج: ١٦٨٠، ١٦٨١ـ ومسلم: ١٢٩٠ـ وابن ماجه: ٣٠٢٧ـ انظر التعليقات الحسان: ٣٨٥٠.

(٧٥٧) حسن: أخرجه أحمد: ٤٠٥٧ـ وأبو يعلى: ٤٩٧١ـ ورواه البخاري: ٣٤٧٧ـ ومسلم: ١٧٩٢ـ مختصراً انظر الصحيحة: ٣١٧٥.

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ کسی بات کو سمجھانے کے لیے حکایت بیان کرنا اور ساتھ عملاً کر کے دکھانے میں کوئی خرچ نہیں۔ یہ اس نقالی میں نہیں آتا جو ممنوع ہے۔

(۲) آپ ﷺ اور سابقہ انبیاء پر بہت زیادہ آزمائشیں آئیں حتی کہ ان کی قوم نے توحید کی پاداش میں انہیں مارا پیٹا لیکن انہوں نے پھر بھی ان کی ہدایت کے لیے دعا ہی فرمائی۔

(۳) یہ نبی کون تھے؟ اس کی وضاحت نہیں ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد خود نبی ﷺ کی اپنی ذات مراد ہے کہ جب طائف والوں کو دعوت دینے کے موقع پر آپ کو زخمی کیا گیا تو آپ نے یہ دعا فرمائی۔

323...... بَابُ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا

مسلمان کی پردہ پوشی کرنے کا حکم

758 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَشِيطٍ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ............

عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ قَالَ: جَاءَ قَوْمٌ إِلَى عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ فَقَالُوا: إِنَّ لَنَا جِيرَانًا يَشْرَبُونَ وَيَفْعَلُونَ، أَفَنَرْفَعُهُمْ إِلَى الْإِمَامِ؟ قَالَ: لَا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ رَأَى مِنْ مُسْلِمٍ عَوْرَةً فَسَتَرَهَا، كَانَ كَمَنْ أَحْيَا مَوْءُودَةً مِنْ قَبْرِهَا)).

حضرت ابو الہیثم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور پوچھا: ہمارے ہمسائے شراب پیتے ہیں اور ایسے ویسے کام کرتے ہیں۔ کیا ہم امام کو ان کی شکایت لگائیں؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے کسی مسلمان کا کوئی عیب دیکھا اور اس کو چھپا دیا اور کسی پر ظاہر نہ کیا تو وہ ایسے ہے گویا اس نے زندہ درگور کی گئی لڑکی قبر سے نکال کر زندہ کر دی ہو۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم پردہ پوشی کے متعلق بہت سی روایات ثابت ہیں۔

324...... بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: هَلَكَ النَّاسُ

کسی آدمی کا کہنا کہ لوگ ہلاک ہو گئے

759 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کسی شخص کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ لوگ ہلاک ہو گئے

(٧٥٨) ضعيف: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب، باب في الستر على المسلم: ٤٨٩١ ـ انظر صحيح الترغيب: ٢٣٣٧.

(٧٥٩) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة: ٢٦٢٣ ـ وأبو داؤد: ٤٩٨٣ ـ انظر الصحيحة: ٣٠٧٤.

يَقُولُ: هَلَكَ النَّاسُ ، فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ". تو وہ ان لوگوں میں سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔"

فوائد و مسائل: ......(۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص لوگوں پر طعن کرتا ہے اور ان کی برائیاں بیان کرتا اور کہتا ہے کہ زمانہ خراب ہوگیا ہے۔ یہاں بہتری نہیں آسکتی وغیرہ تو ایسا شخص خود سب سے بڑا گمراہ اور تباہی کی طرف جانے والا ہے کیونکہ ایک تو خود پسندی کا شکار ہے اور اپنے آپ کو پارسا سمجھتا ہے اور دوسروں کو حقیر اور گنہگار گردانتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنا تزکیہ خود کرنے سے منع کیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ مایوسی پھیلا رہا ہے کہ اب کوئی اچھا بندہ نہیں رہا۔ اس کا نقد اصلاح کے لیے نہیں بلکہ مایوسی کے لیے ہے حقیقت یہ ہے کہ ایسا شخص خود سب سے بڑا بدعمل ہوتا ہے۔

(۲) یہ اس وقت منع ہے جب اپنی پارسائی اور لوگوں میں مایوسی پھیلانے کے لیے ہو۔ تاہم اگر کوئی لوگوں کی حالت زار دیکھ کر کڑھتا ہے اور دلی درد کا اظہار کرتا ہے اور خود باعمل ہے تو پھر ایسا کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

325...... بَابُ لَا يَقُولُ لِلْمُنَافِقِ: سَيِّدٌ
منافق کو سید نہیں کہنا چاہیے

760 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنْ قَتَادَةَ............ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَقُولُوا لِلْمُنَافِقِ: سَيِّدٌ ، فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ سَيِّدَكُمْ فَقَدْ أَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ".

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم منافق کو سید مت کہو کیونکہ اگر وہ تمہارا سید اور سردار ہے تو لامحالہ تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کر دیا۔"

فائدہ: ...... بظاہر اسلام کا اظہار کرنے والا اور دل سے اس کے بارے میں نفرت رکھنے والا یا عملی منافق جس کے کام منافقوں والے ہیں، اسے عزت وتکریم کے ساتھ بلانا یا اسے اپنا سید اور سردار سمجھنا اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دشمن مسلمانوں کا سردار نہیں ہوسکتا، تاہم انسان ہونے کے ناطے جو اس کے حقوق ہیں وہ اسے دیے جائیں۔ یاد رہے یہ اس وقت ہے جب کسی کا نفاق واضح ہو، یہ نہیں کہ جس سے انسان کی نہ بنے، اسے منافق قرار دے دے۔

326...... بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا زُكِّيَ
جب کسی کی پارسائی بیان کی جائے تو وہ کیا کہے

761 - حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ............

(٧٦٠) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الادب: ٤٩٧٧ـ والنسائي في الكبرىٰ: ٩/ ١٠١ـ انظر الصحيحة: ٣٧١.

(٧٦١) صحيح: أخرجه أحمد في الزهد: ١١٤٢ـ والبخاري في التاريخ الكبير: ٢/ ٥٨ـ وابن ابي شيبة: ٣٥٧٠٣.

عَـنْ عَـدِيِّ بْنِ أَرْطَأَةَ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ مِنْ أَصْـحَـابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زُكِّيَ قَالَ: اللّٰهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا يَقُولُونَ، وَاغْفِرْ لِي مَا لَا يَعْلَمُونَ.

عدی بن ارطاۃ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں ایک شخص ایسے تھے کہ جب ان کے سامنے ان کی پارسائی بیان کی جاتی تو وہ کہتے: اے اللہ جو یہ لوگ کہہ رہے اس کا مجھ سے مؤاخذہ نہ کرنا اور میرے بارے میں جو یہ لوگ نہیں جانتے ان (گناہوں) کی مغفرت فرما۔

فوائد و مسائل: ......(۱) جس طرح اپنا تزکیہ خود کرنا منع ہے اسی طرح کسی کے منہ پر اس کی تعریف کرنا بھی مذموم امر ہے کیونکہ اس سے خطرہ ہے کہ وہ شخص اپنے آپ کو پارسا سمجھنا شروع کر دے اور تباہ ہو جائے، البتہ اگر کسی شخص کے بارے میں یقین ہو کہ یہ سامنے تعریف کرنے سے غرور میں مبتلا نہیں ہوگا تو اس کی منہ پر تعریف کرنا جائز ہے۔ اور جس کی تعریف کی جائے اسے مذکورہ دعا پڑھنی چاہیے جو اس بات کا اظہار ہے کہ یا اللہ یہ تیری دی ہوئی عزت اور پردے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ اپنی شہرت کراؤں اس لیے میرا مؤاخذہ نہ فرمانا اور میرے جن گناہوں کا انہیں علم نہیں وہ معاف فرما دینا اور مجھے رسوا نہ کرنا۔

(۲) اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کسی کے اچھے کام پر اس کی حوصلہ افزائی بھی نہ کی جائے۔ خوشامد اور حوصلہ افزائی میں فرق ظاہر ہے۔

762 - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ..........

عَـنْ أَبِـي قِلَابَةَ، أَنَّ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لِأَبِي مَسْـعُـودٍ - أَوْ أَبُـو مَسْـعُـودٍ قَالَ لِأَبِي عَبْدِ اللّٰـهِ: مَـا سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ فِي (زَعَمَ)؟ قَالَ: ((بِئْسَ مَطِيَّةُ الرَّجُلِ)).

ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابوعبداللہ نے ابومسعود سے کہا یا ابومسعود نے ابوعبداللہ سے پوچھا کہ آپ نے نبی ﷺ سے زعم (اس کا گمان ہے) کے بارے کیا سنا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ نے فرمایا: یہ آدمی کی بری سواری ہے۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ جب تک کسی بات کا یقین نہ ہو اس بات کے کرنے سے گریز کیا جائے۔ جب بندے کو حقیقت حال کا علم ہی نہ ہو تو اسے چاہیے کہ خاموش رہے۔ اس طرح کا انداز اختیار کرے کہ لوگ یہ کہتے ہیں، اس کا خیال ہے، کسی نے کہا ہے۔ اس طرح کی بے سروپا گفتگو سے گریز کرنا چاہیے۔

763 - حَـدَّثَـنَـا يَـحْيَـى بْـنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ..........

---

(٧٦٢) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الادب، باب في (قول الرجل) زعموا: ٤٩٧٢ـ انظر الصحيحة: ٨٦٦.

(٧٦٣) صحيح: لغيره، الإرواء: ٨/ ٢٠١، ٥٧٥ـ ن.

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرٍ قَالَ: يَا أَبَا مَسْعُودٍ، مَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَـقُولُ فِي ((زَعَمُوا)) ؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((بِئْسَ مَطِيَّةُ الرَّجُلِ)) . وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ)) .

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: اے ابو مسعود! آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلمہ ''زعموا'' (ان کا خیال ہے) کے بارے میں کیا سنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''یہ کلمہ آدمی کی بدترین سواری ہے۔'' اور میں نے آپ سے سنا: ''مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔''

فائدہ: ......اس روایت میں مسلمان پر لعنت کرنے کی شناعت کا ذکر ہے کہ جس پر لعنت کی جائے اگر وہ اس کا مستحق نہیں تو اس کا گناہ قتل کے برابر ہے۔

327...... بَابُ لَا يَقُولُ لِشَيْءٍ لَا يَعْلَمُهُ: اللّٰهُ يَعْلَمُهُ

جس چیز کا علم نہ ہو اس کے بارے میں یوں نہ کہے کہ اللہ اسے جانتا ہے

764 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: قَالَ عَمْرٌو............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ لِشَيْءٍ لَا يَـعْلَمُهُ: اللّٰهُ يَعْلَمُهُ؛ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ غَيْرَ ذَلِكَ، فَيُـعَـلِّـمَ الـلّٰـهَ مَا لَا يَعْلَمُ، فَذَاكَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيمٌ .

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایسی چیز کے بارے جسے وہ نہیں جانتا یوں نہ کہے: اللہ اسے جانتا ہے۔ اللہ تو اس کے علاوہ بھی جانتا ہے، پھر وہ شخص اللہ کے علم میں وہ چیز شامل کرتا ہے جس کی حقیقت کا اسے علم نہیں۔ یہ بات اللہ کے ہاں بہت بڑا گناہ ہے۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ اگر کسی چیز کا علم نہ ہو تو انسان کو کہنا چاہیے کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ اگر علم ہو تو پھر اس میں بخل سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ حقیقت حال سے آگاہ کر دینا چاہیے۔ اگر انسان کو کسی چیز کا علم نہ ہو اور انسان کہے کہ اللہ جانتا ہے کہ ایسے ہے اور وہ چیز اس طرح نہ ہو تو اس نے ایسی بات اللہ کی طرف منسوب کر دی جو اس نے نہیں کہی اور یہ کبیرہ گناہ ہے۔ صحابہ کرام کا یہ کہنا کہ اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے اس بنا پر نہیں تھا کہ وہ عار محسوس کرتے ہوں کہ انہیں علم نہیں اور بعد والے اپنے بارے میں عدم علم کی نفی معیوب سمجھتے ہیں۔ اس لیے وہ سائل کو مغالطے میں ڈالنے کے لیے ایسا کہتے ہیں۔

(٧٦٤) صحيح: أخرجه عبدالرزاق: ١٥٩٦٤.

328...... بَابُ قَوْسُ قُزَحٍ
قوس قزح کا بیان

765 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ مِهْرَانَ..........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: الْمَجَرَّةُ: بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ، وَأَمَّا قَوْسُ قُزَحٍ: فَأَمَانٌ مِنَ الْغَرَقِ بَعْدَ قَوْمِ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ مجرّہ آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور قوس قزح قوم نوح کے بعد غرق سے امان میں ہے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔تاہم حدیث ۷۶۷ اس سے کفایت کر جاتی ہے۔

329...... بَابُ الْمَجَرَّةِ مجرہ کا بیان

766 - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ وَغَيْرِهِ..........

عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ سَأَلَ ابْنُ الْكَوَّاءِ عَلِيًّا عَنِ الْمَجَرَّةِ، قَالَ: هُوَ شَرَجُ السَّمَاءِ، وَمِنْهَا فُتِحَتِ السَّمَاءُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ.

ابو طفیل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن الکواء نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مجرہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا۔ وہ آسمان کا درہ ہے اسی درے سے (قوم نوح پر) زور سے برسنے والے پانی کے ساتھ آسمان کھول دیا گیا۔

فائدہ: ......مجرہ وہ سفیدی ہے جو آسمان پر ظاہر ہوتی ہے اور اس کے دونوں جانب روشنی ہوتی ہے۔

767 - حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ..........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: الْقَوْسُ: أَمَانٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنَ الْغَرَقِ، وَالْمَجَرَّةُ: بَابُ السَّمَاءِ الَّذِي تَنْشَقُّ مِنْهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ قوس اہل زمین کے لیے غرق سے امان ہے، اور مجرہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جس سے آسمان شق ہوگا۔

فائدہ: ......قوس آسمان میں ایک برج ہے۔

---

(۷۶۵) ضعیف : انظر الحديث الآتي : ۷۶۷.

(۷٦٦) صحيح : أخرجه أبو الشيخ فى العظمة : ۷۹۰.

(۷٦۷) صحيح : أخرجه الطبراني فى الكبير : ۱۰٥۹۱۔ وأبو الشيخ فى العظمة : ۷۹۳.

330...... بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يُقَالَ: اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي فِي مُسْتَقَرِّ رَحْمَتِكَ

مستقر رحمت میں جانے کی دعا نہ کی جائے

768 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ..........

حَدَّثَنِي أَبُو الْحَارِثِ الْكَرْمَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا قَالَ لِأَبِي رَجَاءٍ: أَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَأَسْأَلُ اللّٰهَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ فِي مُسْتَقَرِّ رَحْمَتِهِ، قَالَ: وَهَلْ يَسْتَطِيعُ أَحَدٌ ذَلِكَ؟ قَالَ: فَمَا مُسْتَقَرُّ رَحْمَتِهِ؟ قَالَ: الْجَنَّةُ، قَالَ: لَمْ تُصِبْ، قَالَ: فَمَا مُسْتَقَرُّ رَحْمَتِهِ؟ قَالَ: قُلْتُ: رَبُّ الْعَالَمِينَ.

ابو حارث کرمانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک آدمی سے سنا، اس نے ابو رجاء سے کہا: میں تجھے سلام کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور تجھے اپنی رحمت کے منبع میں جمع کر دے۔ ابو رجاء نے کہا: کیا اس کی کوئی طاقت رکھتا ہے؟ اور کہا کہ تجھے معلوم ہے مستقر رحمت کیا ہے؟ اس نے کہا: جنت! ابو رجاء نے کہا: تیرا جواب غلط ہے۔ اس نے پوچھا: پھر مستقر رحمت کیا ہے؟ ابو رجاء نے کہا: مستقر رحمت سے مراد تمام جہانوں کا رب ہے۔

فائدہ: ......مستقر ٹھکانے کو کہتے ہیں جہاں پر کوئی قرار پکڑے۔ رحمت صفت ہے اور اس کا منبع اور ٹھکانا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ جنت کو جائے رحمت مجازی طور پر کیا گیا ہے کہ اس میں اللہ کی رحمت کے آثار ظاہر ہوں گے۔

331...... بَابُ لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ

زمانے کو گالی مت دو

769 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص اس طرح ہرگز نہ کہے: زمانے کا برا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ ہے۔

770 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ يَحْيَى الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

(٧٦٨) صحيح.

(٧٦٩) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الادب: ٦١٨٢ـ ومسلم: ٢٢٤٦ـ انظر الصحيحة: ٥٣١.

(٧٧٠) صحيح: أخرج طرفه الأول أحمد: ٨٢٣٢ـ وهو في الصحيحين كما سبق دون قوله "أرسل الليل......" وأما طرفه الثاني فقد أخرجه مسلم: ٢٢٤٧ـ وأبو داؤد: ٤٩٧٤ـ ورواه البخاري: ٦١٨٣ـ بلفظ قلب المومن.

يَـقُـلْ أَحَدُكُمْ: يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَـلَّ: أَنَـا الـدَّهْرُ، أُرْسِلُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ، فَـإِذَا شِـئْـتُ قَبَـضْتُهُمَا وَلَا يَقُولَنَّ لِلْعِنَبِ: الْكَرْمَ، فَإِنَّ الْكَرْمَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ".

بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی یوں نہ کہے: زمانے کا برا ہو۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: میں ہی زمانہ ہوں۔ میں ہی رات اور دن کو بھیجتا ہوں پھر جب چاہوں گا ان کو قبض کرلوں گا۔ اور انگور کو ہرگز کرم نہ کہو کیونکہ کرم مسلمان مرد ہوتا ہے۔''

فائدہ: ......زمانے کی گردش اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ دن اور رات اسی کے تابع ہیں۔ اس کی حکم عدولی نہیں کرتے۔ اس میں پیش آنے والے حوادث کو بھی اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرتا ہے اس لیے زمانے کو برا بھلا کہنا خود باری تعالیٰ کو گالی دینے کے مترادف ہے۔ نیز کرم کا لفظ اہل عرب انگور کے درخت اور اس سے بننے والی شراب کے لیے استعمال کرتے تھے۔ اسی طرح یہ جود وسخا کے لیے بھی بولا جاتا تھا۔ آپ نے انگور کے لیے اس کے استعمال پر پابندی لگا دی تاکہ اشتباہ پیدا نہ ہو اور اس عظیم لفظ کا استعمال کسی اچھی چیز میں ہو۔

332...... بَابُ لَا يُحِدُّ الرَّجُلُ إِلَى أَخِيهِ النَّظَرَ إِذَا وَلَّى

کوئی شخص اپنے بھائی کو تیز نظروں سے نہ دیکھے جب وہ واپس جائے

771 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ لَيْثٍ............

عَـنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: يُكْرَهُ أَنْ يُحِدَّ الرَّجُلُ إِلَى أَخِيـهِ الـنَّظَرَ، أَوْ يُتْبِعَهُ بَصَرَهُ إِذَا وَلَّى، أَوْ يَسْأَلَهُ: مِنْ أَيْنَ جِئْتَ، وَأَيْنَ تَذْهَبُ؟

مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: کسی شخص کا اپنے بھائی کو تیز نظروں سے دیکھنا یا جب وہ جانے لگے تو اس کے پیچھے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا ناپسندیدہ ہے۔ اسی طرح یہ تفصیل دریافت کرنا بھی ناپسندیدہ ہے کہ تم کہاں سے آئے اور کہاں جا رہے ہو۔

فائدہ: ......اس اثر کی سند ضعیف ہے۔ اس کی سند میں لیث بن ابی سلیم راوی ضعیف ہے۔

333...... بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ: وَيْلَكَ

کسی کو ''ویلك'' کہنے کا حکم

772 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ............

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص

(٧٧١) ضعيف: أخرجه ابن أبي شيبة: ٢٦٦٤٠۔ وهناد في الزهد: ٢/ ٦٤٨۔ والبيهقي في شعب الايمان: ٩٥٨٠.

(٧٧٢) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب، باب ماجاء في قول الرجل، ويلك: ٦١٥٩۔ ومسلم: ١٣٢٣۔ والترمذي: ٩١١۔ والنسائي: ٢٨٠٠۔ وابن ماجه: ٣١٠٤۔ صحيح ابي داؤد: ١٥٤٤.

بَـدَنَةٌ، فَـقَـالَ: ((ارْكَبْهَـا))، فَـقَالَ: إِنَّهَا بَـدَنَةٌ، قَالَ: ((ارْكَبْهَا))، قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَـالَ: ((ارْكَبْهَـا))، قَالَ: فَإِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: ((ارْكَبْهَا، وَيْلَكَ)).

کو دیکھا کہ قربانی کے اونٹ کو ہانک کر لے جا رہا ہے تو آپ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جاؤ۔'' اس نے کہا: یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ نبی ﷺ نے دوبارہ فرمایا: ''سوار ہو جاؤ۔'' اس نے کہا: یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سوار ہو جاؤ۔'' اس نے کہا: یہ قربانی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مریں، اس پر سوار ہو جا۔''

773 - حَـدَّثَـنَـا إِبْـرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلْقَمَةَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ..........

حَـدَّثَـنِـي الْمِسْوَرُ بْنُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، وَرَجُلٌ يَسْأَلُهُ، فَقَالَ: إِنِّـي أَكَـلْـتُ خُبْـزًا وَلَحْمًا، فَهَلْ أَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ: وَيْحَكَ، أَتَتَوَضَّأُ مِنَ الطَّيِّبَاتِ؟

حضرت مسور بن رفاعہ قرظی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا: جب ایک آدمی نے ان سے پوچھا: میں نے روٹی گوشت کھایا ہے تو کیا اس سے وضو کروں؟ آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس کیا تو طیبات، یعنی پاکیزہ چیزیں کھانے سے بھی وضو کرے گا۔

774 - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ..........

عَـنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ بِالْجِعْرَانَةِ، وَالتِّبْرُ فِـي حِـجْـرِ بِلَالٍ، وَهُـوَ يَـقْسِمُ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: اعْدِلْ، فَإِنَّكَ لَا تَعْدِلُ، فَقَالَ: ((وَيْلَكَ، فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟)) قَالَ عُـمَـرُ: دَعْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَضْرِبُ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ: "إِنَّ هَذَا مَعَ أَصْحَابٍ لَـهُ - أَوْ: فِـي أَصْـحَـابٍ لَـهُ - يَقْرَؤُونَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حنین کے روز جعرانہ مقام پر تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی گود میں سونے کی ڈلیاں تھیں جنہیں آپ تقسیم فرما رہے تھے۔ چنانچہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: عدل کیجیے، آپ عدل نہیں کر رہے! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو برباد ہو اگر میں عدل نہیں کروں گا تو کون عدل کرے گا'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ اپنے ان ساتھیوں

---

(۷۷۳) صحیح.

(۷۷٤) صحیح: اخرجه البخاری، کتاب فرض الخمس: ۳۱۳۸۔ مختصراً، ومسلم: ۱۰٦۳۔ والنسائی فی الکبریٰ: ۸۰۳۳۔ وابن ماجه: ۱۷۲.

الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ"، ثُمَّ قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: سَمِعْتُهُ مِنْ جَابِرٍ قُلْتُ لِسُفْيَانَ: رَوَاهُ قُرَّةُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَا أَحْفَظُهُ عَنْ عَمْرٍو، وَإِنَّمَا حَدَّثَنَاهُ أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ.

کے ساتھ ہوگا جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے، جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔''

پھر سفیان نے کہا کہ ابوالزبیر نے کہا میں نے جابر سے سنا۔ علی کہتے ہیں: میں نے سفیان سے کہا کہ قرہ جب بیان کرتے ہیں عمرو عن جابر بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: مجھے عمرو کی حدیث کا علم نہیں۔ ہمیں تو ابو زبیر نے جابر کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مذکورہ بالا تینوں احادیث میں لفظ ویحک اور ویلک استعمال ہوا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ محاورہ ہے اور اس سے حقیقی معنی مراد نہیں ہوتے بلکہ یہ اظہار تعجب، افسوس اور زجر وتوبیخ کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

(۲) پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کا جانور اگر سواری کے قابل ہو تو اس پر سواری جائز ہے، تاہم اگر متبادل کوئی سواری موجود ہو تو اس پر سوار نہ ہونا افضل ہے۔ صحیح مسلم (۳۲۱۴) میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ارکبھا بالمعروف اذا الجئت الیھا حتی تجدا ظھرًا))

''اس پر معروف طریقہ سے سوار، اگر تو اس کی طرف مجبور کیا جائے حتیٰ کہ تو کوئی اور سواری پالے۔''

اس سے پتا چلتا ہے کہ مجبوری کی صورت میں قربانی کے جانور پر سواری جائز ہے ویسے نہیں، اور زیر مطالعہ حدیث میں مجبور شخص کا ہی ذکر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس صورت میں بھی سوار ہونا درست نہ سمجھتا ہوگا۔

دوسرے اثر سے معلوم ہوا کہ کھانا کھانے کے بعد وضو ضروری نہیں اور نہ اس سے سابقہ وضو ٹوٹتا ہے، البتہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے صحیح احادیث سے پتا چلتا ہے کہ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا ضروری ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کیا میں بکری کے گوشت سے وضو کروں؟ آپ نے فرمایا: اگر تو چاہے اور اونٹ کے گوشت سے وضو کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا: ہاں اونٹ کے گوشت سے وضو کر۔ دونوں سوالوں کے جواب میں فرق ہے معلوم ہوا کہ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا ضروری ہے۔ (مسلم: ۸۰۲)

تیسری حدیث میں خارجیوں کی نشاندہی کی گئی ہے کہ انہیں نبی ﷺ کی ذات پر اعتماد نہیں ہوتا۔ آپ کی لائی ہوئی شریعت اور تقسیم کو غیر منصفانہ سمجھتے ہیں آج جو لوگ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کیے ہوئے تقلید کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں انہیں جائزہ لینا چاہیے کہ احادیث رسول اور قول امام میں تضاد آجائے تو ان کا ردعمل کیا ہوتا

ہے؟ زبان سے احادیث وسنت کی باتیں اور عمل کے لیے قول امام! فاعتبرو یا اولی الابصار۔

775 - حَـدَّثَـنَـا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سُمَيْرٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ............

عَـنْ بَشِيـرٍ - وَكَانَ اسْمُهُ زَحْمَ بْنَ مَعْبَدٍ، فَهَـاجَرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَـقَـالَ: ((مَـا اسْمُكَ؟)) قَالَ: زَحْمٌ، قَالَ: ((بَـلْ أَنْـتَ بَشِيرٌ)) - قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي مَـعَ رَسُـولِ الـلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ مَـرَّ بِـقُبُـورِ الْـمُشْرِكِينَ فَقَالَ: ((لَقَدْ سَبَقَ هَـؤُلَاءِ خَيْـرٌ كَثِيـرٌ)) ثَلَاثًـا، فَـمَرَّ بِقُبُورِ الْـمُسْلِمِينَ فَقَالَ: ((لَقَدْ أَدْرَكَ هَؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيرًا)) ثَلَاثًا، فَحَانَتْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظْرَةٌ، فَرَأَى رَجُلًا يَمْشِي فِي الْقُبُـورِ، وَعَـلَيْـهِ نَـعْلَانِ، فَقَـالَ: ((يَـا صَـاحِـبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ، أَلْقِ سِبْتِيَّتَيْكَ))، فَـنَـظَرَ الرَّجُلُ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَرَمَى بِهِمَا.

حضرت بشیر بن معبد سدوسی، جن کا نام زحم بن معبد تھا سے روایت ہے کہ وہ ہجرت کر کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: زحم۔ آپ نے فرمایا: ''تیرا نام (آج کے بعد) بشیر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ مشرکین کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''یقیناً ان لوگوں سے بہت زیادہ خیر چھوٹ گئی ہے۔'' تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا۔ پھر آپ مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''انہوں نے یقیناً خیر کثیر پالی ہے۔'' تین مرتبہ آپ نے فرمایا۔ پھر اچانک نبی ﷺ کی نظر پڑی تو ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ قبرستان میں جوتے پہنے ہوئے چل رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے سبتیہ جوتے پہننے والے اپنے جوتے اُتار دو۔'' چنانچہ اس آدمی نے دیکھا، جب نبی ﷺ اسے نظر آئے تو اس نے جوتے اتار کر پھینک دیے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس روایت کا بظاہر باب سے کوئی تعلق نہیں۔ ابوداود (۳۲۳۰) کی روایت میں ہے ''ویحك الق سبتیتیك'' تیرے لیے بربادی ہو اپنے سبتی جوتے اتار دے۔ معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری نے ویحك والی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(۲) بہتر اور افضل یہ ہے کہ قبرستان میں جوتے اتار دیے جائیں جیسا کہ آپ نے اس شخص کو حکم دیا، تاہم اگر کوئی پہن لیتا ہے تو اس کی گنجائش بھی موجود ہے کیونکہ آپ سے قبرستان میں جوتے پہننے بھی صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ گویا نہی تنزیہی ہے اور فعل جواز کے لیے ہے۔

(۷۷۵) صحیح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الجنائز، باب المشي بين القبور في النعل: ۳۲۳۰۔ والنسائی: ۲۰۴۸۔ وابن ماجه: ۱۵۶۸۔ انظر الإرواء: ۷۶۰.

(۳) اس روایت سے معلوم ہوا کہ کافر اور مسلمان کو ایک ساتھ نہیں دفنانا چاہیے۔ بلکہ مسلم اور غیر مسلم کا قبرستان الگ الگ ہونا چاہیے۔

(۴) جس نام کے معنی سے کسی بدشگونی کا خدشہ ہو یا بولنے کے اعتبار سے وہ نام مناسب نہ ہو تو اسے بدل دینا چاہیے، تاہم ہر نومسلم کا نام بدلنا ضروری نہیں ہے بشرطیکہ وہ شرکیہ نہ ہو۔

(۵) بعض نے سبتی اور دوسرے جوتوں کا فرق کیا ہے لیکن اس فرق کی کوئی واضح دلیل نہیں ہے

334...... بَابُ الْبِنَاءِ مکان بنانے کا تذکرہ

776 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي فُدَيْكٍ............

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هِلَالٍ، أَنَّهُ رَأَى حُجَرَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَرِيدٍ مَسْتُورَةً بِمُسُوحِ الشَّعْرِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ بَيْتِ عَائِشَةَ، فَقَالَ: كَانَ بَابُهُ مِنْ وِجْهَةِ الشَّامِ، فَقُلْتُ: مِصْرَاعًا كَانَ أَوْ مِصْرَاعَيْنِ؟ قَالَ: كَانَ بَابًا وَاحِدًا، قُلْتُ: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ كَانَ؟ قَالَ: مِنْ عَرْعَرٍ أَوْ سَاجٍ.

محمد بن ہلال رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی ازواج کے حجروں کو دیکھا جو کھجور کی شاخوں سے بنے ہوئے تھے اور انہیں بالوں سے بنائے ٹاٹوں سے ڈھانکا گیا تھا۔ میں نے ان سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اس کا دروازہ شام کی طرف تھا۔ میں نے کہا: اس کا ایک کواڑ تھا یا دو کواڑ؟ انہوں نے کہا: ایک ہی دروازہ تھا۔ میں نے پوچھا: دروازہ کس چیز کا تھا؟ انہوں نے کہا: سرو کے درخت کا یا ساگوان کی لکڑی کا تھا۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے لیے گھر بنانا جائز ہے، تاہم اس میں سادگی کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث ۴۵۱ کے فوائد۔

777 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي يَحْيَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَبْنِيَ النَّاسُ بُيُوتًا يُوشُونَهَا وَشْيَ الْمَرَاحِيلِ)) قَالَ إِبْرَاهِيمُ: يَعْنِي الثِّيَابَ الْمُخَطَّطَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک لوگ اپنے گھروں کو مراحیل کی طرح نہ بنالیں۔'' ابراہیم کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے دھاری دار چادروں کی طرح۔

---

(٧٧٦) صحيح. (٧٧٧) صحيح: تقدم برقم: ٤٥٩.

فــائده: ......رسول اکرم ﷺ کی پیش گوئی سچ ثابت ہوئی کہ آج جس طرح کے گھر بنائے جا رہے ہیں اور ان کے اندر جو تزئین و آرائش ہے وہ قیامت کی واضح علامات میں سے ہے۔مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۴۵۹ کے فوائد۔

335...... بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: لَا وَأَبِيكَ
کسی شخص کا دوران گفتگو لَا وَأَبِيكَ کہنا

778 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ...........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ أَجْرًا؟ قَالَ: "أَمَا وَأَبِيكَ لَتُنَبَّأَنَّهُ: أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ، وَتَأْمُلُ الْغِنَى، وَلَا تُمْهِلْ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ: لِفُلَانٍ كَذَا، وَلِفُلَانٍ كَذَا، وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا صدقہ اجر کے لحاظ سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تیرے باپ کی قسم! تجھے ضرور اس کی خبر دی جائے گی۔ (افضل صدقہ یہ ہے) کہ تو اس حال میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو، مال کی حرص تیرے دل میں ہو، تجھے فقیری کا ڈر ہو اور تو مالداری کی امید رکھتا ہو۔ اور تو صدقے میں اتنی تاخیر نہ کر کہ تیری روح حلق کو پہنچ جائے تو تو کہے: فلاں کے لیے اتنا ہے اور فلاں کو اتنا دے دو حالانکہ اب تو وہ فلاں کا ہو چکا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) شیخ البانی رحمہ اللہ نے باب سے متعلق جملہ "أما وأبيك لتنبانه" کو ضعیف قرار دیا ہے اور بقیہ روایت صحیح ہے۔ (صحیح الأدب المفرد: ۲:۴۷۷)

(۲) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ افضل صدقہ وہ ہے جو انسان صحت اور تندرستی کی حالت میں کرے جب اسے زندہ رہنے کی امید ہو اور فقر کا خدشہ بھی ہو۔ مرتے ہوئے صدقہ کرنا اگرچہ ایک حد تک جائز ضرور ہے مگر اجر و ثواب کے اعتبار سے کم درجہ رکھتا ہے البتہ اگر کوئی شخص زندگی میں بھی صدقہ و خیرات کرتا ہے اور مرتے وقت بھی صدقہ کرتا ہے اور یہ اس کا آخری عمل ہو اس کے بعد اسے موت آجائے تو یہ بہت فضیلت والا کام ہے جو دخول جنت کا باعث بنے گا۔

---

(۷۷۸) صحيح دون لفظ (وأبيك) وليس في خ، أخرجه أحمد: ۷۱۵۹۔ والبخاري: ۱۴۱۹۔ ومسلم: ۱۰۳۲.

336...... بَابُ إِذَا طَلَبَ فَلْيَطْلُبْ طَلَبًا يَسِيرًا وَلَا يَمْدَحُهُ

جب کوئی شخص کسی سے کچھ طلب کرے تو عام انداز میں مانگے اور تعریف نہ کرے

779 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: إِذَا طَلَبَ أَحَدُكُمُ الْحَاجَةَ فَلْيَطْلُبْهَا طَلَبًا يَسِيرًا، فَإِنَّمَا لَهُ مَا قُدِّرَ لَهُ، وَلَا يَأْتِي أَحَدُكُمْ صَاحِبَهُ فَيَمْدَحَهُ، فَيَقْطَعَ ظَهْرَهُ.

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی سے اپنی ضرورت کا سوال کرے تو مبالغہ آرائی نہ کرے کیونکہ اسے وہی ملنا ہے جو اس کے مقدر میں ہے۔تم میں کوئی اپنے ساتھی کے پاس جاکر اس کی مدح سرائی نہ کرے، کہ اس طرح اس کی کمر کو توڑ دے۔

فائدہ: ......سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ضرورت کے لیے کسی سے کچھ طلب کیا جا سکتا ہے لیکن طلب کرنے کا انداز باعزت ہونا چاہیے۔ چاپلوسی کر کے اور مدح وستائش کر کے مال بٹورنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس طرح انسان اپنی عزت بھی خاک میں ملاتا ہے اور دوسرے کے منہ پر تعریف کر کے مزید گناہگار ہوتا ہے۔

780 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ بْنِ أُسَامَةَ..........

عَنْ أَبِي عَزَّةَ يَسَارِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْهُذَلِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَرَادَ قَبْضَ عَبْدٍ بِأَرْضٍ، جَعَلَ لَهُ بِهَا - أَوْ: فِيهَا - حَاجَةً".

ابو عزہ یسار بن عبداللہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو کسی زمین میں فوت کرنا چاہتا ہے تو وہاں اس کی کوئی حاجت رکھ دیتا ہے۔''

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی حاجت یا طلب جس جگہ یا شخص کے پاس ہو وہاں سے طلب کر سکتا ہے اور ایسا ضرور ہو کر رہتا ہے لیکن اسے چاہیے کہ اچھا اور جائز ذریعہ اختیار کرے۔ جو اس کے مقدر میں ہوگا اسے ضرور مل کر رہے گا۔

337...... بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: لَا بُلَّ شَانِئُكَ

کسی کے دشمن کے مرنے کی دعا کرنا

781 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّعْقُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَمْرَةَ قَالَ..........

---

(۷۷۹) صحیح: أخرجه ابن أبی شیبة: ۲٦۲٦٤۔ والطبرانی فی الکبیر: ۹/ ۱۷۸۔ والبیهقی فی شعب الایمان: ۲۱۰.

(۷۸۰) صحیح: أخرجه الترمذی، کتاب القدر: ۲۱٤۷۔ انظر الصحیحة: ۱۲۲۱.

(۷۸۱) ضعیف الإسناد موقوف، الصحیحة: ۲٦۲۰.

أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: أَمْسَى عِنْدَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، فَنَظَرَ إِلَى نَجْمٍ عَلَى حِيَالِهِ فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ، لَيَوَدَّنَّ أَقْوَامٌ وَلُوْا إِمَارَاتٍ فِي الدُّنْيَا وَأَعْمَالًا أَنَّهُمْ كَانُوا مُتَعَلِّقِينَ عِنْدَ ذَلِكَ النَّجْمِ، وَلَمْ يَلُوا تِلْكَ الْإِمَارَاتِ، وَلَا تِلْكَ الْأَعْمَالَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: لَا بُلَّ شَانِئُكَ، أَكُلُّ هَذَا سَاغَ لِأَهْلِ الْمَشْرِقِ فِي مَشْرِقِهِمْ؟ قُلْتُ: نَعَمْ وَاللّٰهِ، قَالَ: لَقَدْ قَبَّحَ اللّٰهُ وَمَكَرَ، فَوَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ، لَيَسُوقُنَّهُمْ حُمُرًا غِضَابًا، كَأَنَّمَا وُجُوهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، حَتَّى يُلْحِقُوا ذَا الزَّرْعِ بِزَرْعِهِ، وَذَا الضَّرْعِ بِضَرْعِهِ.

ابوعبدالعزیز سے روایت ہے کہ ایک شام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تھے۔ انہوں نے اپنے سامنے ایک ستارہ دیکھا اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوہریرہ کی جان ہے وہ لوگ جنہیں دنیا میں امارت ملی اور سرکاری کام ان کے سپرد کیے گئے وہ قیامت کے دن خواہش کریں گے کہ کاش وہ اس ستارے کے ساتھ لٹکے ہوئے ہوتے اور یہ امارتیں اور سرکاری کام ان کے سپرد نہ ہوتے۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: نہیں، تیرا دشمن نہ رہے کیا یہ سب کچھ اہل مشرق، مشرق میں کرنہیں رہے؟ میں نے کہا: ہاں اللہ کی قسم۔ انہوں نے کہا: اللہ ان کا برا کرے اور اپنی خفیہ تدبیر سے ان کو رسوا کرے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوہریرہ کی جان ہے، یقیناً ان کو ایسے لوگ ہانک کر لے جائیں گے جو سرخ اور غضبناک ہوں گے۔ ان کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے کوٹی ہوئی ڈھالیں ہوتی ہیں یہاں تک کہ وہ کاشت کار کو اس کی کھیتی میں پہنچا دیں گے اور مویشی پالنے والے کو اس کے مویشیوں کے ساتھ ملا دیں گے۔

فائدہ: ...... مذکورہ روایت کی سند میں ابوعبدالعزیز نامی راوی مجہول ہے جس کی وجہ سے یہ موقوفاً ضعیف ہے، البتہ اس روایت کا پہلا حصہ جو امارت سے متعلق ہے وہ مرفوعاً صحیح سند سے ثابت ہے۔ (سلسلة الاحادیث الصحیحة، ح: ۲۶۲۰)

338...... بَابُ لَا يَقُولُ الرَّجُلُ: اللّٰهُ وَفُلَانٌ

کوئی یوں نہ کہے کہ اللہ ہے اور فلاں ہے

782 - حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ............

سَمِعْتُ مُغِيثًا يَزْعُمُ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ سَأَلَهُ: مَنْ مَوْلَاهُ؟ فَقَالَ: اللّٰهُ وَفُلَانٌ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَا تَقُلْ كَذَلِكَ، لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ

مغیث رحمہ اللہ سے روایت ہے، ان کا خیال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے ان کے آقا کے بارے میں پوچھا: انہوں نے کہا: اللہ ہے اور فلاں ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسے مت

(۷۸۲) ضعيف موقوف: الصحيحة تحت رقم: ۱۳۸۔ ن.

أَحَدًا، وَلٰكِنْ قُلْ: فُلَانٌ بَعْدَ اللّٰهِ . کہو، اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ بناؤ بلکہ اس طرح کہو: اللہ تعالیٰ کے بعد فلان آقا ہے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے تاہم دیگر صحیح دلائل سے ثابت ہے کہ مخلوق کا تذکرہ اس انداز سے کرنا کہ خالق کی برابری کا شبہ ہو، ناجائز اور حرام ہے۔

339...... بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ

''جیسے اللہ چاہے اور آپ چاہیں'' کہنا ناجائز ہے

783 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنْ يَزِيدَ..........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ، قَالَ: ((جَعَلْتَ لِلّٰهِ نِدًّا، مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ)).

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: جیسے اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے اللہ تعالیٰ کا ند اور شریک بنا دیا۔ یوں کہے کہ جو اکیلا اللہ چاہے۔''

فائدہ: ......بعض امور وہ ہیں کہ جن کا کلی اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ ان میں صرف یہ کہنا چاہیے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ اور بعض امور میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اختیار دیا ہے لیکن وہ اختیار بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے، وہ اس میں اللہ کے برابر اور ہمسر نہیں ہیں، لہٰذا ایسے امور میں بھی ایسا انداز اختیار نہیں کرنا چاہیے جس سے شراکت کا شبہ بڑے، مثلاً جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ جیسے اللہ نے چاہا اور پھر آپ نے چاہا۔ کیونکہ ماشاء اللہ وشئت میں واؤ شراکت پر دلالت کرتا ہے۔ اس میں نیت کا عمل دخل نہیں ہے ظاہری اور لفظی طور پر بھی ایسے الفاظ سے گریز کرنا چاہیے جن میں شرک کا شبہ ہو۔

340...... بَابُ الْغِنَاءِ وَاللَّهْوِ

گانے اور کھیل کا بیان

784 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ إِلَى السُّوقِ، فَمَرَّ عَلَى جَارِيَةٍ صَغِيرَةٍ تُغَنِّي، فَقَالَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَوْ

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ بازار گیا تو ان کا گزر ایک چھوٹی لڑکی کے پاس سے ہوا جو گا رہی تھی، آپ نے فرمایا:

---

(٧٨٣) صحيح: أخرجه أحمد: ٢٥٦١ـ والنسائي في الكبرىٰ: ١٠٧٥٩ـ انظر الصحيحة: ١٣٩.

(٧٨٤) حسن: أخرجه ابن أبي الدنيا في ذم الملاهي: ٤٣ـ والبيهقي في شعب الايمان: ٥١٠٢.

تَرَكَ أَحَدًا لَتَرَكَ هَذِهِ . شیطان اگر کسی کو (گمراہ کرنے) چھوڑتا تو اس لڑکی کو چھوڑ دیتا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اور وہ انسان کو گمراہ کرنے کے لیے ہر طریقہ استعمال کرتا ہے۔ گانا بجانا بھی اس کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے جس کے ذریعے سے وہ اس بچی کو پیچھے لگا رہا تھا۔

(۲) گانا بجانا اور موسیقی حرام ہے یا حلال اس کے متعلق علماء کی مختلف آراء ہیں۔ راجح بات یہ ہے کہ دف بجانا اور قومی نوعیت کے ترانے وغیرہ پڑھنا جبکہ یہ کام نابالغ بچیاں کریں اور عید و شادی بیاہ کے موقع پر ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ جن روایات سے اس کی اجازت ملتی ہے ان سے اسی طرح کے گیت مراد ہیں۔ جہاں تک ان گانوں کا تعلق ہے جو بے حیائی اور حرام کاموں پر ابھارتے ہیں جیسا کہ آج کل کے تمام گانے ہیں تو وہ معتبر علماء کے نزدیک بالاتفاق حرام ہیں۔

(۳) عصر حاضر میں گانا بجانا انڈسٹری کی صورت حال اختیار کر چکا ہے اور باقاعدہ کنجر اور کنجریاں فنکاروں کے مہذب نام کا لبادہ اوڑھ چکے اور معاشرے میں پھیلنے والی ہر بے حیائی انہی کے مرہون منت ہے تو اسے کسی صورت میں بھی شرعی اور اخلاقی جواز مہیا نہیں کیا جا سکتا۔

(۴) سماع اور رقص کی محفلیں سجانے والے اور موسیقی کو روح کی غذا کہنے والے گمراہ ہیں جو حرام کام کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اگر یہ اطاعت الٰہی کا ذریعہ ہوتا تو صحابہ کرام اور تابعین عظام، نیز محدثین اس کو ضرور اختیار کرتے۔ لیکن قرآن و حدیث میں اس کے جواز کی کوئی دلیل نہیں ملتی۔

785 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرًا مَوْلَى الْمُطَّلِبِ قَالَ............

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَسْتُ مِنْ دَدٍ، وَلَا الدَّدُ مِنِّي بِشَيْءٍ)) ، يَعْنِي: لَيْسَ الْبَاطِلُ مِنِّي بِشَيْءٍ .

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہ میں لہو ولعب والا ہوں اور نہ لہو ولعب کا مجھ سے کوئی تعلق ہے۔'' یعنی باطل کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

786 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ............

---

(۷۸۵) ضعيف: أخرجه الدولابي في الكنى: ۹۹۸ـ والطبراني في الاوسط: ۴۱۳ .

(۷۸٦) صحيح: أخرجه ابن أبي شيبة: ۲۱۱۳۷ـ وابن ابي الدنيا في ذم الملاهي: ۲۷ـ والبيهقي في الكبرىٰ: ۱۰/ ۲۲۳ .

عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْـوَ الْحَدِيثِ﴾ [لقمان: 6] ، قَـالَ: الْغِنَاءُ وَأَشْبَاهُهُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے آیت مبارکہ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: اس سے مراد گانا بجانا اور اس سے ملتی جلتی چیزیں ہیں۔

فائدہ: ......لہوالحدیث سے مراد ہر وہ چیز اور کلام ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے۔ عصر حاضر میں گانا بجانا، فلم اور ڈراموں سے بڑھ کر کون سی چیز ہوسکتی ہے جو انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کرے۔ اس لیے سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے گانا مراد لیا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، مجاہد، حسن بصری وغیرہ اکثر مفسرین نے اس سے گانا ہی مراد لیا ہے اور صحابہ و تابعین کا فہم کفار کے نقش قدم پر چلنے والے جدت پسندوں سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

787 - حَـدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالَا: أَخْبَرَنَا قِنَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النَّهْمِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْسَجَةَ..........

عَـنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّـى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَفْشُوا السَّلَامَ تَسْـلَمُوا، وَالْأَشَرَةُ شَرٌّ)) قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: وَالْأَشَرُ: الْعَبَثُ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سلام کو عام کرو، سلامتی سے رہو گے اور فضول بات شر ہے۔'' ابو معاویہ نے کہا: اشر کے معنی عبث کے ہیں۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ سلام پھیلاؤ، خواہ تمہیں کوئی جانتا ہو یا نہ جانتا ہو کیونکہ یہ باہمی محبت والفت کا سبب ہے۔ اس سے نفرت دور ہوتی ہے اور انسان قطع تعلقی سے بھی بچا رہتا ہے۔ ایک حدیث میں سلام عام کرنے کو دخول جنت کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ فضول گوئی سے شر پھیلتا ہے اس لیے اس سے گریز کرنا چاہیے۔

788 - حَدَّثَنَا عِصَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرِيزٌ، عَنْ سَلْمَانَ بْنِ سُمَيْرٍ الْأَلَهَانِيِّ..........

عَـنْ فَـضَـالَةَ بْـنِ عُبَيْدٍ، وَكَانَ بِجَمْعٍ مِنَ الْـمَـجَـامِعِ، فَبَـلَـغَـهُ أَنَّ أَقْوَامًا يَلْعَبُونَ بِـالْـكُـوبَةِ، فَـقَامَ غَضْبَانَ يَنْهَى عَنْهَا أَشَدَّ الـنَّـهْـيِ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا إِنَّ اللَّاعِبَ بِهَا لِيَأْكُلَ ثَـمَـرَهَا، كَآكِلِ لَحْمِ الْخِنْزِيرِ، وَمُتَوَضِّئٍ بِالدَّمِ يَعْنِي بِالْكُوبَةِ: النَّرْدَ.

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کسی مجمع میں تھے کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ کچھ لوگ شطرنج کھیلتے ہیں۔ وہ وہاں سے بڑی سختی سے منع کرتے ہوئے غضبناک ہو کر اٹھے، پھر فرمایا: خبردار! شطرنج کھیلنے والا تاکہ اس کی کمائی کھائے خنزیر کا گوشت کھانے والے کی طرح ہے اور اس کے خون کے ساتھ وضو کرنے والے کی طرح ہے۔

---

(٧٨٧) حسن: أخرجه أحمد: ١٨٥٣ـ وأبو يعلى: ١٦٨٣ـ وابن حبان: ٤٩١ـ انظر الصحيحة: ١٤٩٣.

(٧٨٨) ضعيف.

فائدہ: ......اس کی سند ضعیف ہے، تاہم جوا کھیلنا حرام ہے۔قرآن مجید میں اس کو رجس اور شیطانی کام کہا گیا ہے۔اس کی مختلف صورتیں ہر علاقے میں رائج ہیں اور تمام کی تمام ہی حرام ہیں۔شطرنج بھی اس کی ایک قسم ہے۔

341...... بَابُ الْهَدْيِ وَالسَّمْتِ الْحَسَنِ

اچھی عادتیں اور عمدہ اخلاق کا بیان

789 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ حَصِيرَةَ قَالَ............

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: إِنَّكُمْ فِي زَمَانٍ: كَثِيرٌ فُقَهَاؤُهُ، قَلِيلٌ خُطَبَاؤُهُ، قَلِيلٌ سُؤَّالُهُ، كَثِيرٌ مُعْطُوهُ، الْعَمَلُ فِيهِ قَائِدٌ لِلْهَوَى وَسَيَأْتِي مِنْ بَعْدِكُمْ زَمَانٌ: قَلِيلٌ فُقَهَاؤُهُ، كَثِيرٌ خُطَبَاؤُهُ، كَثِيرٌ سُؤَّالُهُ، قَلِيلٌ مُعْطُوهُ، الْهَوَى فِيهِ قَائِدٌ لِلْعَمَلِ، اعْلَمُوا أَنَّ حُسْنَ الْهَدْيِ، فِي آخِرِ الزَّمَانِ، خَيْرٌ مِنْ بَعْضِ الْعَمَلِ.

حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”بلاشبہ تم اس دور میں ہو جس میں فقہا زیادہ اور خطباء کم ہیں مانگنے والے کم اور دینے والے زیادہ ہیں اور خواہشات نفس عمل کے تابع ہیں۔ اور تمہارے بعد ایسا زمانہ آئے گا جس میں فقہاء تھوڑے اور خطباء زیادہ ہوں گے۔ مانگنے والے زیادہ اور دینے والے تھوڑے ہوں گے۔ اعمال خواہشات کے تابع ہوں گے۔ جان لو کہ آخری زمانے میں اچھی عادات بعض اعمال سے بھی بہتر اور افضل ہوں گی۔

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ روایت حکماً مرفوع ہے کیونکہ ایسی بات اپنی رائے اور اجتہاد سے نہیں کی جاسکتی۔

(۲) سمت اور ہدی میں فرق یہ ہے کہ سمت باطنی اخلاق اور ہدی ظاہری اخلاق کو کہتے ہیں۔ اور عمدہ اخلاق ایمان اور اسلام کے قائم مقام ہے بلکہ حدیث میں آتا ہے کہ حسن اخلاق روز قیامت ترازو میں سب سے بھاری ہوگا۔

(۳) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آج یقیناً عمل کو اہمیت حاصل ہے اور دین کی صحیح سوجھ بوجھ رکھنے والے بہت زیادہ ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے۔ جلد ایسا زمانہ آجائے گا کہ عمل سے زیادہ خواہشات نفس کی پیروی ہوگی۔ وعظ کرنے والے بہت زیادہ ہوں گے لیکن دین کی صحیح بصیرت رکھنے والے ختم ہو جائیں گے۔ آج یقیناً یہی صورت حال ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس صورت حال سے محفوظ رکھے۔

---

(۷۸۹) حسن: أخرجه الطبراني في الكبير: ۳/ ۱۹۷۔ وابن بطة في الإبانة الكبرىٰ: ۷۵۱۔ وابن عبدالبر في جامع بيان العلم: ۱/ ۱۱۴۔ انظر الصحيحة: ۳۱۸۹.

790 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ.........

عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَا أَعْلَمُ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ رَجُلًا حَيًّا رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرِي، قَالَ: وَكَانَ أَبْيَضَ، مَلِيحَ الْوَجْهِ.

وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَأَبُو الطُّفَيْلِ نَطُوفُ بِالْبَيْتِ، قَالَ أَبُو الطُّفَيْلِ: مَا بَقِيَ أَحَدٌ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرِي، قُلْتُ: وَرَأَيْتَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: كَيْفَ كَانَ؟ قَالَ: كَانَ أَبْيَضَ مَلِيحًا مُقَصَّدًا.

جریری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں اور میرے علم میں روئے زمین پر میرے سوا کوئی آدمی زندہ نہیں جس نے نبی ﷺ کو دیکھا ہو پھر فرمایا: آپ ﷺ کا رنگ سفید تھا اور چہرہ مبارک نہایت خوبصورت تھا۔ ایک دوسری سند سے جریری بیان کرتے ہیں کہ میں اور ابوالطفیل، یعنی عامر بن واثلہ کنانی بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے کہ ابوالطفیل رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے سوا نبی ﷺ کا کوئی صحابی نہیں بچا۔ میں نے کہا: آپ نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! میں نے کہا: آپ کی شکل وصورت کس طرح تھی؟ انہوں نے کہا: ''آپ کا رنگ سفید، چہرہ دل کش اور جاذب، نیز آپ درمیانے قد کے تھے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ سفید رنگ پر کشش چہرے والے تھے۔ جب آپ چلتے تو یوں لگتا جیسے بلندی سے اتر رہے ہوں۔

(۲) ترجمۃ الباب سے تعلق یوں ہے کہ آپ کا رویہ اور اخلاق نہایت اعلیٰ تھا حتی کہ چال ڈھال اور شکل وصورت میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ چیز ملحوظ رکھی۔

(۳) امام مسلم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے صحابہ میں سے سب سے آخر میں فوت ہونے والے یہی ابوالطفیل رضی اللہ عنہ ہیں۔ (صحیح مسلم، ح: ۲۳۴۰)

791 - حَدَّثَنَا فَرْوَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ قَابُوسَ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْهَدْيُ الصَّالِحُ، وَالسَّمْتُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نیک سیرت اور اچھی عادت، نیز میانہ روی نبوت

(۷۹۰) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الفضائل، باب كان النبي ﷺ أبيض، مليح الوجه: ۲۳۴۰۔ وأبو داؤد: ۴۸۶۴۔ انظر: الصحيحة: ۲۰۵۳.

(۷۹۱) حسن۔ بلفظ جزء من خمسة و عشرين جزءًا [قال الشيخ الألباني]: ضعيف: أخرجه أبو داؤد، كتاب الادب: ۴۷۷۶۔ انظر صحيح الجامع الصغير: ۱/ ۴۰۱۔ تقدم تخريجه برقم: ۴۶۸.

الصَّالِحُ، وَالِاقْتِصَادُ، جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ)).

کے پچیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔''

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَابُوسُ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الْهَدْيَ الصَّالِحَ، وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ، وَالِاقْتِصَادَ، جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ)).

ایک دوسری سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیک سیرت، اچھی عادت اور خرچ کرنے میں میانہ روی نبوت کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔''

فائدہ: ......حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ خصال اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو عطا کی ہیں، لہٰذا ان کو اختیار کر کے انبیاء کی اقتدا کرو۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ نبوت کے مختلف اجزاء ہوتے ہیں اور جو ان کو اختیار کر لے اس میں نبوت آ جاتی ہے۔ یاد رہے کہ نبوت کسبی نہیں ہے۔ بعض نے یہ معنی بھی کیے ہیں کہ جن میں یہ صفات پیدا ہو جائیں انہیں لوگوں کے ہاں عزت اور توقیر ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس تقویٰ سے نوازتا ہے جس سے وہ اپنے انبیاء کو نوازتا ہے اور لوگ انبیاء کی طرح ان کی تکریم کرتے ہیں۔

342...... بَابُ: وَيَأْتِيكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ

تیرے پاس وہ خبریں لائے گا جسے تو نے تیار نہیں کیا ہوگا

792 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي ثَوْرٍ، عَنْ سِمَاكٍ............

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: هَلْ سَمِعْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَثَّلُ شِعْرًا قَطُّ؟ فَقَالَتْ: أَحْيَانًا، إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ يَقُولُ: ((وَيَأْتِيكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ)).

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا آپ نے کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر کہتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: بسا اوقات جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے تو یہ شعر پڑھتے: ''تیرے پاس وہ خبریں لائے گا جسے تو نے تیار نہیں کیا۔''

فائدہ: ...... یہ شعر طرفہ بن عبد کا ہے جس کا ابتدائی حصہ یوں ہے: ستبدی لك الأيام ما كنت جاهلاً...... ويأتيك بالأخبار من لم تزود۔ مطلب یہ ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ بہت سی ایسی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں جن سے انسان بے خبر ہوتا ہے اور ایسا زمانہ آئے گا کہ خبروں کا سراغ لگائے بغیر ہی خبریں انسان کو

(٧٩٢) صحيح: أخرجه الترمذي، كتاب الأدب: ٢٨٤٨ـ انظر الصحيحة: ٢٠٥٧.

معلوم ہو جائیں گی۔ آج سوشل اور الیکٹرانک میڈیا نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ گھر بیٹھے انسان کو پوری دنیا کی خبریں پہنچتی ہیں۔

793 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُسٍ..........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّهَا كَلِمَةُ نَبِيٍّ: [البحر الطويل]

ويـــأتيك......

وَيَـأْتِيكَ بِـالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ ''اور تیرے پاس وہ خبریں لائے گا جسے تو نے کچھ نہیں دیا ہوگا'' کسی نبی کا کلمہ ہے۔

فائدہ: ......سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مطلب یہ ہے کہ یہ کلمہ الہامی معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کا معروف قائل طرفہ ہی ہے لیکن یہ کسی نبی کی زبان سے نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے جسے بعد ازاں طرفہ نے نقل کیا۔

343...... بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَنِّي

مکروہ ناپسندیدہ تمنائیں

794 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَـمَنَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَنْظُرْ مَا يَتَمَنَّى، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا يُعْطَى)) .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آرزو کرے تو اسے دیکھنا چاہیے کہ وہ کیا آرزو کر رہا ہے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اسے کیا دیا جائے۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم اچھی آرزو اور تمنا مستحب امر ہے جیسا کہ دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

344...... بَابُ لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ

انگور کو کرم کہنے کی ممانعت

795 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ..........

عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَـقُـولَنَّ أَحَدُكُمْ: الْكَرْمَ، وَقُولُوا الْحَبَلَةَ"، يَعْنِي: الْعِنَبَ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ہرگز اس طرح نہ کہے: کرم بلکہ تم کہو حبلہ، یعنی عنب۔''

---

(٧٩٣) صحيح: أخرجه ابن أبي شيبة في الأدب: ٣٦٢۔ نحوه.

(٧٩٤) ضعيف: أخرجه أحمد: ٨٦٨٩۔ والطيالسي: ٢٤٦٢۔ وابن ابي الدنيا في الميمنيين: ١٥١۔ وأبو يعلى: ٥٩٠٧۔ انظر الضعيفة: ٢٢٥٥.

(٧٩٥) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الألفاظ: ٢٢٤٨.

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ انگور کو "کرم" کا نام نہ دو بلکہ اسے حبلہ یا عنب کہا کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ کرم تو مومن کا دل ہوتا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث ۷۷۰)

345...... بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: وَيْحَكَ

کسی کو "ویحك" کہنا

796 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمِّهِ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ يَسُوقُ بَدَنَةً، فَقَالَ: ((ارْكَبْهَا))، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّهَا بَدَنَةٌ، فَقَالَ: ((ارْكَبْهَا))، قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ: ((وَيْحَكَ ارْكَبْهَا)).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو قربانی کے جانور کو ہانکے جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: "اس پر سوار ہو جاؤ۔" اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ قربانی کا جانور ہے۔ آپ نے فرمایا: "اس پر سوار ہو جاؤ۔" اس نے عرض کیا: یہ قربانی کا جانور ہے۔ آپ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا: تجھ پر افسوس، اس پر سوار ہو جا۔"

فوائد و مسائل: ......(۱) اس روایت کے فوائد حدیث: ۷۷۲ کے تحت گزر چکے ہیں تاہم وہاں ویحك کی جگہ ویلك کے الفاظ ہیں۔

(۲) ویحك اور ویلك میں فرق یہ ہے کہ ویحك اس شخص پر بولتے ہیں جو ہلاکت کا مستحق نہ ہو مگر اس میں پڑ چکا ہو اور ویلك اس کے لیے بولتے ہیں جو ہلاکت میں پڑ چکا ہو اور اس کا مستحق بھی ہو۔ بعض کے نزدیک جس انکار میں رحمت اور شفقت ہو اس کے لیے ویحك اور جس میں سختی اور شدت مقصود ہو اس میں ویلك استعمال کرتے ہیں۔ (شرح صحیح الأدب المفرد)

346...... بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: يَا هَنْتَاهُ

کسی آدمی کا کسی کو یا ہنتاہ کہہ کر پکارنا

797 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شَرِيكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ طَلْحَةَ..........

عَنْ أُمِّهِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا هِيَ؟ يَا هَنْتَاهُ)).

سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "یہ کیا ہے اے ہنتاہ۔"

---

(۷۹۶) صحیح: أخرجه ابن ماجه: ۳۱۰۳۔ بهذا للفظ، وهو في البخاري: ۱۶۸۹۔ ومسلم: ۱۳۲۲۔ بلفظ ويلك.

(۷۹۷) ضعيف: أخرجه ابن ماجه: ۶۲۲.

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ ہنتاہ کے کئی معنی بیان کیے گئے ہیں۔ بعض نے اس کے معنی یا ہذہ کیے ہیں، یعنی اے فلاں عورت۔ اور مرد کے لیے یا ہناہ بولا جاتا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کے معنی کم عقل کے ہیں۔ بعض کے نزدیک مطلق عورت کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔

798 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ..........

عَنْ حَبِيبِ بْنِ صُهْبَانَ الْأَسَدِيِّ: رَأَيْتُ عَمَّارًا صَلَّى الْمَكْتُوبَةَ ثُمَّ قَالَ لِرَجُلٍ إِلَى جَنْبِهِ: يَا هَنَاهْ، ثُمَّ قَامَ.

حبیب بن صہبان اسدی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے فرض نماز پڑھی پھر اپنے پہلو میں موجود ایک شخص سے کہا: اے آدمی! پھر کھڑے ہو گئے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس روایت میں سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے ہناہ کا لفظ استعمال کیا ہے اور یہ نداء کے طور پر ہی مستعمل ہے۔

(۲) سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے یہ گفتگو شاید فرض اور نوافل میں فاصلہ پیدا کرنے کے لیے کی کیونکہ فرض نماز کے فوراً بعد سنتیں ادا کرنا درست نہیں۔

799 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ..........

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَرْدَفَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ فَأَنْشَدْتُهُ بَيْتًا، فَقَالَ: ((هِيهِ))، حَتَّى أَنْشَدْتُهُ مِائَةَ بَيْتٍ.

حضرت شرید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے سوار کیا اور فرمایا: ''کیا تمہیں امیہ بن ابی صلت کے کچھ اشعار یاد ہیں؟'' میں نے کہا: ہاں! پھر میں نے ایک بیت پڑھا تو آپ نے فرمایا: ''اور سناؤ۔'' یہاں تک میں نے آپ کو سو شعر سنائے۔

فائدہ: ......اشعار اگر حکمت پر مبنی ہوں اور ان میں شرک اور بے حیائی نہ ہو تو انہیں سننا اور سنانا جائز ہے، تاہم شعروں کی کثرت خواہ اچھے ہی ہوں مذموم ہے۔

347...... بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: إِنِّي كَسْلَانُ

آدمی کا خود کو سست کہنے کا بیان

800 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ قَالَ..........

---

(٧٩٨) صحيح.

(٧٩٩) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الشعر، باب فى إنشاد الاشعار......: ٢٢٥٥۔ وابن ماجه: ٣٧٥٨۔ انظر مختصر الشمائل: ٢١٢.

(٨٠٠) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب التطوع، باب قيام الليل: ١٣٠٧.

سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ أَبِی مُوسَی قَالَ: قَالَتْ عَائِشَۃُ: لَا تَدَعْ قِیَامَ اللَّیْلِ، فَإِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یَذَرُہُ، وَکَانَ إِذَا مَرِضَ أَوْ کَسِلَ صَلَّی قَاعِدًا.

حضرت عبداللہ بن ابی موسیٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا: تم رات کا قیام نہ چھوڑنا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے نہیں چھوڑتے تھے۔ جب آپ بیمار ہو جاتے یا طبیعت میں سستی ہوتی تو بیٹھ کر پڑھ لیتے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) کسی کام پر قدرت کے باوجود اسے ترک کر دینا سستی کہلاتا ہے اور اگر کرنے کی قدرت نہ ہو تو عجز کہلاتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سست ہونے کا لفظ بولا تو خود اپنے لیے بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

(۲) اس سے قیام اللیل کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا خوب اہتمام کرتے تھے۔ ایک حدیث میں اسے سابقہ نیک لوگوں کی عادت قرار دیا گیا ہے۔

348...... بَابُ مَنْ تَعَوَّذَ مِنَ الْکَسَلِ

سستی سے پناہ مانگنے کا بیان

801 - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِی عَمْرُو بْنُ أَبِی عَمْرٍو قَالَ..........

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَقُولُ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُکْثِرُ أَنْ یَقُولَ: ((اللّٰہُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِکَ مِنَ الْہَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَضَلَعِ الدَّیْنِ، وَغَلَبَۃِ الرِّجَالِ))

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے یہ دعا کرتے تھے: ''اے اللہ میں پریشانی اور غم، عجز و کاہلی سے، بزدلی و بخل سے، قرض چڑھ جانے اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

فائدہ: ......حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث میں ہر قسم کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔ یہ آٹھ چیزیں ہیں جن کے چار جوڑے ہیں۔ (زاد المعاد)

مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۶۷۲ کے فوائد۔

349...... بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: نَفْسِی لَکَ الْفِدَاءُ

کسی سے کہنا، میری جان آپ پر قربان

802 - حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ قَالَ..........

(۸۰۱) صحیح: أخرجہ البخاری، کتاب الدعوات: ۶۳۶۹۔ ومسلم: ۲۷۰۶۔ مختصراً وأبو داؤد: ۱۵۴۱۔ والترمذی: ۳۴۸۴۔ والنسائی: ۵۴۵۰.

(۸۰۲) ضعیف: أخرجہ الحمیدی: ۱۲۳۶۔ وسعید بن منصور: ۲۸۹۸۔ وأحمد: ۱۳۷۴۵.

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ يَجْثُو بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَنْثُرُ كِنَانَتَهُ وَيَقُولُ: وَجْهِي لِوَجْهِكَ الْوِقَاءُ، وَنَفْسِي لِنَفْسِكَ الْفِدَاءُ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو زانو بیٹھ جاتے اور ترکش سے تیر نکال کر پھیلا دیتے اور یہ شعر پڑھتے: میرا چہرہ آپ کے چہرے کی ڈھال ہے اور میری جان آپ پر فداء ہے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

803 - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ..........

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ الْبَقِيعِ، وَانْطَلَقْتُ أَتْلُوهُ، فَالْتَفَتَ فَرَآنِي فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ))، فَقُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَسَعْدَيْكَ، وَأَنَا فِدَاؤُكَ، فَقَالَ: ((إِنَّ الْمُكْثِرِينَ هُمُ الْمُقِلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا فِي حَقٍّ))، قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَقَالَ: ((هَكَذَا)) ثَلَاثًا. ثُمَّ عَرَضَ لَنَا أُحُدٌ فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ))، فَقُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، وَأَنَا فِدَاؤُكَ، قَالَ: "مَا يَسُرُّنِي أَنَّ أُحُدًا لِآلِ مُحَمَّدٍ ذَهَبًا، فَيُمْسِي عِنْدَهُمْ دِينَارٌ - أَوْ قَالَ: مِثْقَالٌ". ثُمَّ عَرَضَ لَنَا وَادٍ، فَاسْتَنْتَلَ فَظَنَنْتُ أَنَّ لَهُ حَاجَةً، فَجَلَسْتُ عَلَى شَفِيرٍ، وَأَبْطَأَ عَلَيَّ قَالَ: فَخَشِيتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ سَمِعْتُهُ كَأَنَّهُ يُنَاجِي رَجُلًا، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ وَحْدَهُ،

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بقیع کی طرف تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے پیچھے چلا۔ آپ نے التفات فرمایا تو مجھے دیکھ کر فرمایا: ''اے ابوذر!'' میں نے عرض کیا: میں حاضر ہوں اور تعمیل ارشاد کے لیے موجود، نیز آپ پر قربان ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''زیادہ مال والے ہی روز قیامت قلت کا شکار ہوں گے سوائے ان کے جنہوں نے راہ حق میں اس اس طرح لٹایا۔'' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ ''اس طرح'' کا لفظ استعمال کیا۔ پھر احد پہاڑ ہمارے سامنے ظاہر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''اے ابوذر!'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول میں حاضر ہوں اور تعمیل ارشاد کے لیے تیار ہوں اور آپ پر فدا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ آل محمد کے لیے احد پہاڑ سونے کا بن جائے اور شام تک ان کے پاس ایک درہم یا ایک مثقال بھی باقی ہو۔'' پھر ہمارے سامنے ایک وادی آگئی تو آپ آگے بڑھ گئے۔ میں سمجھا کہ آپ کو کوئی حاجت ہوگی، چنانچہ میں وادی کے کنارے بیٹھ گیا۔ آپ نے واپس آنے میں کافی دیر کر دی۔ وہ کہتے ہیں: مجھے آپ کے

(٨٠٣) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الرقاق: ٦٤٤٤۔ ومسلم: ٩٤۔ والترمذي: ٢٦٤٤.

فَـقُـلْـتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي كُنْتَ تُنَاجِي؟ فَقَالَ: ((أَوَ سَمِعْتَهُ؟)) قُلْتُ: نَـعَمْ، قَالَ: ((فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَانِي، فَبَشَّرَنِي أَنَّـهُ مَـنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَـلَ الْـجَـنَّةَ)) ، قُـلْـتُ: وَإِنْ زَنَـى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) .

بارے میں خطرہ محسوس ہوا (کہ کہیں دشمن نہ آ گیا ہو) پھر میں نے سنا جیسے آپ کسی آدمی سے سرگوشی کر رہے ہیں لیکن آپ اکیلے ہی واپس تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کس آدمی سے سرگوشی کر رہے تھے؟ آپ نے فرمایا: کیا تم نے سن لیا؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''وہ جبرائیل تھے۔ میرے پاس یہ خوشخبری دینے کے لیے آئے تھے کہ میری امت میں سے جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا: خواہ وہ زانی اور چور ہو؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی شخص سے اس طرح کہنا جائز ہے کہ میں آپ پر ''قربان جاؤں'' یہ اظہار محبت کا ایک انداز ہے۔

(۲) اگر اللہ کا تقویٰ ہو اور انسان مالی حقوق کا خیال رکھنے والا ہو تو پھر مالداری اچھی چیز ہے۔ بصورت دیگر یہ ہلاکت کا باعث ہے، دیکھیے، حدیث: ۳۰۱ کے فوائد۔

نیز معلوم ہوا کہ مال کو مختلف مصارف میں خرچ کرنا چاہیے۔ اور جلد از جلد مستحق تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(۳) اس سے عقیدہ توحید کی عظمت اور شرک کی قباحت بھی معلوم ہوئی۔ توحید کی موجودگی میں بڑے سے بڑا گناہ بھی اللہ کے فضل سے چھوٹا ہو جاتا ہے اور شرک کی موجودگی میں بڑے سے بڑا نیک عمل بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

350...... بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي

کسی آدمی کا یہ کہنا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں

804 - حَـدَّثَـنَـا قَبِيـصَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ............

سَـمِـعْـتُ عَـلِيًّـا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: مَا رَأَيْـتُ الـنَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفَدِّي رَجُلًا بَـعْـدَ سَـعْدٍ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((ارْمِ، فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)) .

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو سعد رضی اللہ عنہ کے بعد کسی پر ماں باپ کو فدا کرتے نہیں دیکھا۔ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ''مارو تیر، میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔''

(٨٠٤) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الجهاد والسير: ٢٩٠٥ـ ومسلم: ٢٤١١ـ وأبو داؤد: ٢٩٦٥ـ والترمذي: ١٧١٩ـ والنسائي: ٤١٤٠ـ وابن ماجه: ١٢٩.

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح یہ کہنا درست ہے کہ میں آپ پر قربان جاؤں اسی طرح یہ کہنا بھی جائز ہے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ یہ کسی کے عظیم کارنامے یا اس کی عظمت و محبت کے وقت کہا جاتا ہے۔

(۲) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے علم کے مطابق یہ فرمایا ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق کے دن سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے بھی اپنے ماں باپ کے فدا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ (صحیح البخاری، حدیث: ۳۷۲۰)

(۳) اس حدیث سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ آپ نے غزوہ احد کے موقع پر اپنا ترکش حضرت سعد کے سامنے خالی کر دیا اور درج بالا بات ان سے ارشاد فرمائی۔

805 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ..........

عَنْ أَبِيهِ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَأَبُو مُوسَى يَقْرَأُ، فَقَالَ: ((مَنْ هَذَا؟)) فَقُلْتُ: أَنَا بُرَيْدَةُ جُعِلْتُ فِدَاكَ، قَالَ: ((قَدْ أُعْطِيَ هَذَا مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ)) .

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی طرف تشریف لے گئے جبکہ ابو موسیٰ وہاں تلاوت کر رہے تھے۔ آپ نے پوچھا: ''کون ہو؟'' میں نے عرض کیا: ''آپ پر قربان جاؤں، میں بریدہ ہوں۔'' آپ نے فرمایا: ''اس کو آل داؤد کی خوش آوازی سے ایک حصہ دیا گیا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) آل داؤد سے مراد یہاں خود سیدنا داؤد علیہ السلام ہیں جنھیں نہایت خوبصورت اور پر تأثیر آواز دی گئی تھی۔ مزمار اگرچہ غنا اور ترنم کو کہتے ہیں لیکن یہاں خوبصورت آواز مراد ہے۔

(۲) اس روایت میں فداہ أبي و امي نہیں بلکہ صرف اپنی ذات کی فدویت کا ذکر ہے۔ گزشتہ باب سے اس کا تعلق زیادہ مناسب ہے۔

351...... بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: يَا بُنَيَّ، لِمَنْ أَبُوهُ لَمْ يُدْرِكِ الْإِسْلَامَ

جس کا باپ مسلمان نہ ہوا سے یا بنیّ کہہ کر پکارنے کا حکم

806 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ مُحْرِزٍ الْكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّعْبُ بْنُ حَكِيمٍ..........

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَجَعَلَ يَقُولُ:

شریک بن نملہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے یا ابن

---

(۸۰۵) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب صلاة المسافرين: ۷۹۳۔ انظر صحيح أبي داؤد: ۱۳٤۱.

(۸۰٦) ضعيف الإسناد موقوف: أخرجه ابن أبي شيبة: ۲٦٥٥٤۔ ورواه عنه المصنف في التاريخ الكبير: ٤/ ۳۲۳.

يَا ابْـنَ أَخِـي، ثُـمَّ سَـأَلَنِي؟ فَانْتَسَبْتُ لَهُ، فَـعَـرَفَ أَنَّ أَبِي لَمْ يُدْرِكِ الْإِسْلَامَ، فَجَعَلَ يَقُولُ: يَا بُنَيَّ يَا بُنَيَّ .

اخی (اے میرے بھتیجے) کہہ کرمخاطب کیا۔ پھر مجھ سے تعارف کیا تو میں نے اپنا نسب بیان کیا تو انہیں معلوم ہوگیا کہ میرے والد مسلمان نہیں تھے تو وہ مجھے یا بنیّ یا بنیّ (اے میرے بیٹے) کہہ کر بلانے لگے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

807 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ سَلْمٍ الْعَلَوِيِّ قَالَ............

سَـمِـعْـتُ أَنَسًـا يَـقُولُ: كُنْتُ خَادِمًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَكُنْتُ أَدْخُلُ بِـغَيْرِ اسْتِئْذَانٍ، فَجِئْتُ يَوْمًا، فَقَالَ: "كَمَا أَنْـتَ يَا بُنَيَّ، فَإِنَّهُ قَدْ حَدَثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ، لَا تَدْخُلَنَّ إِلَّا بِإِذْنٍ" .

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم تھا اور بغیر اجازت کے ہی آپ کے گھر چلا جاتا تھا، چنانچہ ایک دن میں آیا تو آپ نے فرمایا: ''اے امیرے بیٹے ٹھہر جاؤ، تیرے جانے کے بعد نیا حکم نازل ہوا ہے۔ اب بغیر اجازت کے اندر ہرگز نہیں آنا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ترجمۃ الباب سے اس کا تعلق یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس کو بیٹا کہہ بلایا، اس سے معلوم ہوا کہ استاد اپنے شاگردوں کو از راہ شفقت بیٹا کہہ کر پکار سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۲) یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق کی دلیل ہے کہ آپ نے نہایت خوبصورت انداز میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو شرعی حکم سکھایا۔ نیز معلوم ہوا کہ سمجھ دار بچوں کو شرعی احکام سکھانے چاہئیں خواہ وہ بلوغت کی عمر کو نہ بھی پہنچے ہوں۔

(۳) یہ حکم پردے کے احکام نازل ہونے کے بعد دیا گیا۔

808 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ............

عَـنِ ابْـنِ أَبِـي صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ: يَا بُنَيَّ .

ابو صعصعہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے انہیں اے میرے بیٹے کہہ کر مخاطب کیا۔

352...... بَابُ لَا يَقُلْ: خَبُثَتْ نَفْسِي

یہ نہ کہو میرا نفس خبیث ہوگیا

809 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ............

(۸۰۷) صحيح: أخرجه أحمد: ۱۳۱۷۶۔ والطحاوی فی شرح معانی الآثار: ٤/ ۳۳۳۔ والبيهقی فی شعب الايمان: ۷۷۹۵۔ انظر الصحيحة: ۲۹۵۷.

(۸۰۸) صحيح الإسناد موقوف: أخرجه أحمد: ۱۱۰۳۱۔ وعبد بن حميد: ۹۹۷۔ وأبو يعلى: ۹۸۲.

(۸۰۹) صحيح: أخرجه البخاری، كتاب الادب: ۶۱۷۹۔ ومسلم: ۴۹۷۹۔ وأبو داؤد: ۴۹۷۹.

عَـنْ عَـائِشَةَ رَضِـيَ الـلّٰهُ عَنْهَا ، عَنِ النَّبِيِّ صَـلَّـى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَقُولَنَّ أَحَـدُكُـمْ: خَبُثَـتْ نَـفْسِـي ، وَلَـكِنْ لِيَقُلْ: لَقِسَتْ نَفْسِي".

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی یوں نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہوگیا بلکہ یوں کہے: میرا نفس بگڑ گیا ہے۔''

فــائـدہ: ......خبث اور لقس اگر چہ ہم معنی ہیں لیکن لفظ خبیث کی ظاہری قباحت کی وجہ سے آپ نے اس کا استعمال ناپسند فرمایا۔

810 – حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ..........

عَـنْ أَبِيهِ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ: "لَا يَـقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: خَبُثَتْ نَفْسِي ، وَلْيَقُلْ: لَقِسَتْ نَفْسِي" قَالَ مُحَمَّدٌ: أَسْنَدَهُ عُقِيلٌ .

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایسا مت کہے کہ میرا نفس خبیث ہوگیا بلکہ یوں کہے: میرا نفس اور مزاج بگڑ گیا ہے۔'' امام بخاری کہتے ہیں عقیل نے اسے مسند بیان کیا ہے۔

فـائـدہ: ......شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ روایت کے آخر میں "أسـنـده عُقيل" کا کوئی مفہوم نہیں بنتا۔ صحیح بخاری میں ہے تابعہ عقیل اور یہی بات زیادہ مناسب اور صحیح معلوم ہوتی ہے اور اس متابعت کو طبرانی نے موصولاً بیان کیا ہے۔ (شرح صحیح الأدب المفرد)

353...... بَابُ كُنْيَةِ أَبِي الْحَكَمِ

ابو الحکم کنیت رکھنے کی ممانعت

811 – حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ الْحَارِثِيُّ ، عَنْ أَبِيهِ الْمِقْدَامِ ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ..........

حَـدَّثَـنِـي هَانِئُ بْنُ يَزِيدَ ، أَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ إِلَى الـنَّبِـيِّ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ قَوْمِهِ ، فَسَـمِـعَهُـمُ الـنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہانی بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ اپنی قوم کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سنا کہ وہ مجھے ابو الحکم کہہ کر بلاتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

(٨١٠) صحيح: أخرجه البخارى، كتاب الادب: ٦١٨٠۔ ومسلم: ٢٢٥١۔ وأبو داؤد: ٤٩٧٨.

(٨١١) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الادب: ٤٩٥٥۔ والنسائى، آداب القضاة ٥٣٨٩۔ وفى الكبرىٰ: ٥٩٤٠۔ وصححه ابن حبان: ١٩٥٧۔ ورواه الحاكم: ١/ ٢٣.

وَهُمْ يُكَنُّونَهُ بِأَبِي الْحَكَمِ، فَدَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ، وَإِلَيْهِ الْحُكْمُ، فَلِمَ تَكَنَّيْتَ بِأَبِي الْحَكَمِ؟)) قَالَ: لَا، وَلَكِنَّ قَوْمِي إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ أَتَوْنِي فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ، فَرَضِيَ كِلَا الْفَرِيقَيْنِ، قَالَ: ((مَا أَحْسَنَ هَذَا)) ، ثُمَّ قَالَ: ((مَا لَكَ مِنَ الْوَلَدِ؟)) قُلْتُ: لِي شُرَيْحٌ، وَعَبْدُ اللّٰهِ، وَمُسْلِمٌ، بَنُو هَانِئٍ ، قَالَ: ((فَمَنْ أَكْبَرُهُمْ؟)) قُلْتُ: شُرَيْحٌ، قَالَ: ((فَأَنْتَ أَبُو شُرَيْحٍ)) ، وَدَعَا لَهُ وَوَلَدِهِ.

اسے بلایا اور فرمایا: حکم تو صرف اللہ ہے اور حکم بھی اسی کا ہے، پھر تم نے کنیت ابو الحکم کیوں رکھی ہے؟'' اس نے کہا: نہیں، لیکن اصل بات یہ ہے کہ میری قوم میں جب کسی معاملے میں اختلاف ہو جاتا ہے تو وہ میرے پاس آتے ہیں اور میں ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں جس سے دونوں گروہ راضی ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ تو اچھی بات ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''تیرے کتنے بچے ہیں؟'' میں نے عرض کیا: میرے تین بیٹے شریح، عبداللہ اور مسلم ہیں۔ آپ نے پوچھا: ''ان میں سے بڑا کون ہے؟'' میں نے کہا: شریح۔ آپ نے فرمایا: ''تب تم ابو شریح ہو۔'' اور آپ نے اس کے لیے اور اس کے بچوں کے لیے بھی دعا فرمائی۔

وَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا يُسَمُّونَ رَجُلًا مِنْهُمْ: عَبْدَ الْحَجَرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: عَبْدُ الْحَجَرِ، قَالَ: ((لَا، أَنْتَ عَبْدُ اللّٰهِ)).

اسی طرح نبی ﷺ نے کچھ لوگوں سے سنا کہ وہ اپنے ایک آدمی کو عبدالحجر کہہ کر بلا رہے ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' اس نے کہا: عبدالحجر، آپ نے فرمایا: ''نہیں، تم عبداللہ ہو۔''

قَالَ شُرَيْحٌ: وَإِنَّ هَانِئًا لَمَّا حَضَرَ رُجُوعُهُ إِلَى بِلَادِهِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَخْبِرْنِي بِأَيِّ شَيْءٍ يُوجِبُ لِيَ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: ((عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْكَلَامِ، وَبَذْلِ الطَّعَامِ)).

شریح کہتے ہیں کہ میرے والد ہانی کا وطن لوٹنے کا پروگرام بنا تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: مجھے وہ چیز بتائیں جو میرے لیے جنت کو واجب کر دے آپ نے فرمایا: ''اچھی گفتگو اور کثرت سے کھانا کھلانے کو لازم پکڑو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسی کنیت یا نام رکھنا، جس میں تعلی اور بڑائی کا اظہار ہوتا ہو، خصوصاً اللہ تعالیٰ کی صفات سے مماثلت ہو، منع ہے۔ اسی طرح وہ نام جن سے شرک کا اظہار ہوتا ہے، جیسے عبدالحجر، عبدالرسول وغیرہ نام رکھنے بھی منع ہیں۔ اسی طرح ظاہری لفظی قباحت والے نام رکھنا بھی ناپسندیدہ ہیں۔

(۲) کھانا، کھلانا اور عمدہ گفتگو دخول جنت کا باعث ہے، رسول اکرم ﷺ نے مدینہ طیبہ جا کر جو وعظ فرمایا اس میں بھی یہ امور تھے۔

354...... بَابُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الِاسْمُ الْحَسَنُ

نبی اکرم ﷺ کو اچھے نام پسند تھے

812 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمْلُ بْنُ بَشِيرِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي............

عَنْ أَبِي حَدْرَدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ يَسُوقُ إِبِلَنَا هَذِهِ؟)) أَوْ قَالَ: ((مَنْ يُبَلِّغُ إِبِلَنَا هَذِهِ؟)) قَالَ رَجُلٌ: أَنَا، فَقَالَ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: فُلَانٌ، قَالَ: ((اجْلِسْ))، ثُمَّ قَامَ آخَرُ، فَقَالَ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: فُلَانٌ، فَقَالَ: ((اجْلِسْ))، ثُمَّ قَامَ آخَرُ، فَقَالَ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: نَاجِيَةُ، قَالَ: ((أَنْتَ لَهَا، فَسُقْهَا)).

حضرت ابو حدرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے یہ اونٹ کون ہانکے گا'' یا فرمایا: ''ہمارے ان اونٹوں کو کون پہنچائے گا؟'' ایک آدمی نے عرض کیا: میں یہ خدمت سرانجام دوں گا۔ آپ نے پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' اس نے کہا: فلاں! آپ نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔'' پھر ایک اور شخص اٹھا تو آپ نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: فلاں! آپ نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔'' پھر ایک اور کھڑا ہوا تو آپ نے پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' اس نے کہا: میرا نام ناجیہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تم اس کام کے لیے ہو، تم ان اونٹوں کو لے جاؤ۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم اچھے نام سے نیک شگون لینا صحیح احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر سہیل بن عمرو کی آمد سے اچھا شگون لیا تھا اور سہیل کے نام کی مناسبت سے فرمایا تھا کہ ''اب تمہارے لیے معاملہ آسان کر دیا گیا''۔

355...... بَابُ السُّرْعَةِ فِي الْمَشْيِ

جلدی چلنے کا بیان

813 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ قَابُوسَ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَقْبَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْرِعًا وَنَحْنُ قُعُودٌ، حَتَّى أَفْزَعَنَا سُرْعَتُهُ إِلَيْنَا، فَلَمَّا انْتَهَى إِلَيْنَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ جلدی سے تشریف لائے جبکہ ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ اتنے جلدی آئے کہ ہم آپ کی اس جلدی سے گھبرا گئے۔

---

(۸۱۲) ضعیف: أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد: ۲۳۷۰۔ والروياني في مسنده: ۱۴۷۹۔ والطبراني في الكبير: ۲۲/ ۳۵۳۔ والحاكم: ۴/ ۲۷۶۔ انظر الضعيفة: ۴۸۰۴.

(۸۱۳) صحيح لغيره دون سبب الحديث والإسراع، أخرجه أحمد: ۲۳۵۲۔ والطبراني في الكبير: ۱۲/ ۱۱۰۔ الضعيفة: ۶۳۳۸.

سَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: ((قَدْ أَقْبَلْتُ إِلَيْكُمْ مُسْرِعًا، لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَنَسِيتُهَا فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ، فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ)).

جب آپ تشریف لائے تو آپ نے سلام کہا، پھر فرمایا: ”میں تمہارے پاس جلدی آیا تھا تا کہ تمہیں لیلۃ القدر کی خبر دوں، پھر میں تمہارے پاس آتے آتے بھول گیا، لہٰذا اب تم اسے آخری عشرے میں تلاش کرو۔“

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم آخری عشرے میں لیلۃ القدر تلاش کرنے والی بات دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ نیز لیلۃ القدر کی تعیین لوگوں کے جھگڑے کی وجہ سے اٹھائی گئی تھی۔

356...... بَابُ أَحَبِّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نام

814 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ مُهَاجِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَقِيلُ بْنُ شَبِيبٍ............

عَنْ أَبِي وَهْبٍ - وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ - عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "تَسَمَّوْا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: عَبْدُ اللّٰهِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ، وَأَصْدَقُهَا: حَارِثٌ، وَهَمَّامٌ، وَأَقْبَحُهَا: حَرْبٌ، وَمُرَّةٌ".

ابو وہب جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انبیاء کے ناموں پر نام رکھو اور اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ سب سے سچے نام حارث اور ہمام ہیں اور سب سے برے نام حرب اور مرہ ہیں۔“

فوائد و مسائل: ......(۱) ”انبیاء کے ناموں پر نام رکھو“ والا جملہ صحیح نہیں، باقی حدیث صحیح ہے تاہم انبیاء کے نام پر نام رکھنا پسندیدہ امر ہے، خصوصاً جب مقصد انبیاء سے اظہار محبت ہو۔

(۲) عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہیں کیونکہ ان میں عبدیت کا اظہار ہے۔ حارث کی سچائی یہ ہے کہ ہر انسان حارث ہے خواہ دنیا کماتا ہے یا آخرت اور ہمام کے معنی ہیں مسلسل غور وفکر کرنے والا کیونکہ ہر انسان ایک چیز کے بعد دوسری چیز سوچتا ہے۔ مرہ اور حرب معنوی طور پر قبیح ہیں۔ مرہ کے معنی کڑوا اور حرب کے معنی جنگ کے ہیں۔

815 - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ............

(۸۱۴) صحيح دون جملة الأنبياء۔ أخرجه أبو داؤد، كتاب الادب: ۴۹۵۰۔ والنسائي: ۳۵۹۵۔ وهو في الكبرىٰ: ۴۴۰۶۔ انظر الصحيحة: ۱۰۴۰۔

(۸۱۵) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الادب، باب أحب الاسماء الى الله عزوجل: ۶۱۸۶۔ ومسلم: ۲۱۳۳۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ: الْقَاسِمَ، فَقُلْنَا: لَا نُكَنِّيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا كَرَامَةَ، فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((سَمِّ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ)).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا۔ ہم نے کہا: ہم تمہیں ابو القاسم کہہ کے پکاریں گے اور نہ اعزاز دیں گے۔ اس کے متعلق نبی ﷺ کو بتایا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ لو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) نبی ﷺ کی کنیت ابوالقاسم تھی اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی دوسرے کو اس کنیت سے پکارنا گوارہ نہ کیا۔

(۲) آپ جب نام بدلتے تو اچھا نام رکھتے تھے۔ گویا عبدالرحمٰن آپ کے نزدیک قاسم نام سے بھی زیادہ بہتر تھا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔

357...... بَابُ تَحْوِيلِ الِاسْمِ إِلَى الِاسْمِ
نام بدلنے کا بیان

816 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ..........

عَنْ سَهْلٍ قَالَ: أُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وُلِدَ، فَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذِهِ - وَأَبُو أُسَيْدٍ جَالِسٌ - فَلَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَأَمَرَ أَبُو أُسَيْدٍ بِابْنِهِ فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَفَاقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَيْنَ الصَّبِيُّ؟)) فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ: قَلَبْنَاهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((مَا اسْمُهُ؟)) قَالَ: فُلَانٌ، قَالَ: ((لَا، لَكِنِ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ))، فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ.

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ منذر بن ابی سید پیدا ہوئے تو انہیں نبی ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا۔ ابو اسید بھی وہیں بیٹھے تھے۔ نبی ﷺ کسی کام میں مشغول ہوگئے ابو اسید رضی اللہ عنہ کے کہنے پر بچے کو نبی ﷺ کی ران سے اٹھا لیا گیا۔ نبی ﷺ نے فارغ ہوکر توجہ فرمائی تو پوچھا: ''بچہ کہاں ہے۔'' ابو اسید رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! ہم نے اسے گھر بھیج دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کا نام کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: فلاں! آپ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ اس کا نام منذر ہے۔'' چنانچہ آپ نے اس دن اس کا نام منذر رکھا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا تو گھٹی اور دعا کے لیے اسے نبی ﷺ

(۸۱۶) صحیح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦١٩١۔ ومسلم: ٢١٤٩۔ انظر المشكاة: ٤٧٥٩.

کی خدمت میں پیش کرتے۔ آپ گھٹی دیتے اور برکت کی دعا بھی فرماتے۔ اسی غرض کے لیے منذر رضی اللہ عنہ کو لایا گیا۔
(۲) اس سے معلوم ہوا کہ گھٹی کسی نیک آدمی سے دلوانا مستحسن امر ہے۔
(۳) نام زندگی کے کسی حصے میں بھی بدلا جاسکتا ہے۔ اگر نام شرکیہ یا قبیح ہو تو اسے بدلنا ضروری ہے۔

358...... بَابُ أَبْغَضِ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسند نام

817 – حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَخْنَى الْأَسْمَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ)) .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے قبیح نام یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو ملك الاملاك (بادشاہوں کا بادشاہ) کہلوائے۔''

فائدہ: ...... کبریائی صرف اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے اسی لیے ایسا نام جس سے کبریائی کا اظہار ہوتا ہو ناجائز ہے، جیسے شہنشاہ، ابوالحکم وغیرہ۔ کیونکہ شہنشاہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور تمام فیصلہ کرنے والوں سے بڑھ کر وہی فیصلہ کرنے والا ہے۔

359...... بَابُ مَنْ دَعَا آخَرَ بِتَصْغِيرِ اسْمِهِ

کسی کے نام کی تصغیر بنا کر اسے بلانا

818 – حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُهَلَّبِ............

عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ: كُنْتُ أَشَدَّ النَّاسِ تَكْذِيبًا بِالشَّفَاعَةِ، فَسَأَلْتُ جَابِرًا، فَقَالَ: يَا طُلَيْقُ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((يَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ بَعْدَ دُخُولٍ)) ، وَنَحْنُ نَقْرَأُ الَّذِي تَقْرَأُ .

طلق بن حبیب رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں شفاعت کا انکار کرنے والوں میں سب سے زیادہ متشدد تھا، چنانچہ میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اے طلیق! میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''لوگوں کو جہنم میں داخل ہونے کے بعد نکالا جائے گا'' اور ہم بھی وہ قرآن پڑھتے ہیں جو تم پڑھتے ہو۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ایک روایت میں ہے کہ طلق نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

(۸۱۷) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب الادب: ۶۲۰۵۔ ومسلم: ۲۱۴۳۔ وأبو داؤد: ۴۹۶۱۔ والترمذی: ۲۸۳۷.

(۸۱۸) صحیح: أخرجه أحمد: ۱۴۵۳۵۔ وابن الجعد: ۳۳۸۳۔ ومسلم، بمعناه مطولاً، کتاب الایمان: ۳۲۰۔ انظر الصحيحة: ۳۰۵۵.

﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا﴾ (المائدہ: ۳۷)

''وہ اس آگ سے نکلنا چاہیں گے جبکہ وہ اس سے نکل نہیں سکیں گے۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیتیں ہم نے بھی پڑھی ہیں لیکن جہنم میں ہمیشہ رہنے کا ذکر جن میں ہے وہ کافروں کے لیے ہے۔ مسلمان بشرطیکہ وہ مشرک نہ ہو بالآخر دوزخ سے نکل آئے گا۔

(۲) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے طلق کو طلیق کہہ کر پکارا جس سے معلوم ہوا کہ نام کی تصغیر کے ساتھ بلانا بھی جائز ہے۔

360...... بَابُ يُدْعَى الرَّجُلُ بِأَحَبِّ الْأَسْمَاءِ إِلَيْهِ

آدمی کو اس کے پسندیدہ نام سے بلانا چاہیے

819 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْقُرَشِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ذَيَّالُ ابْنُ عُبَيْدِ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ............

حَدَّثَنِي جَدِّي حَنْظَلَةُ بْنُ حِذْيَمَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ أَنْ يُدْعَى الرَّجُلُ بِأَحَبِّ أَسْمَائِهِ إِلَيْهِ، وَأَحَبِّ كُنَاهُ.

حنظلہ بن حذیم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو پسند کرتے تھے کہ آدمی کو اس کے سب سے زیادہ پسندیدہ نام اور سب سے زیادہ پسندیدہ کنیت سے بلایا جائے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ تاہم اگر کسی کا ایسا نام معروف ہو جائے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو اسے اس نام سے پکارنے کی بجائے دوسرے نام سے بلانا چاہیے جسے وہ پسند کرتا ہو۔

361...... بَابُ تَحْوِيلِ اسْمِ عَاصِيَةَ

عاصیہ نام کو تبدیل کرنا

820 - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ............

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ: ((أَنْتِ جَمِيلَةُ)).

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصیہ کا نام بدل دیا اور فرمایا: ''تم جمیلہ ہو۔''

فائدہ: ...... یہ عاصیہ کون تھی اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیٹی تھی۔ بعض نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کہا ہے اور بعض کے نزدیک یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی اور ثابت کی بیٹی تھی۔

---

(۸۱۹) ضعیف: الضعیفه: ۴۲۸۰۔ ۷۱ خرجه الطبرانی فی الکبیر: ۴/ ۱۳.

(۸۲۰) صحیح: أخرجه مسلم، کتاب الادب: ۲۱۳۹۔ وأبو داؤد: ۴۹۵۲۔ والترمذی: ۲۸۳۸۔ وابن ماجه: ۳۷۳۳.

821 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَسَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ..........

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، فَسَأَلَتْهُ عَنِ اسْمِ أُخْتٍ لَهُ عِنْدَهُ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: اسْمُهَا بَرَّةُ، قَالَتْ: غَيِّرِ اسْمَهَا، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكَحَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ وَاسْمُهَا بَرَّةُ، فَغَيَّرَ اسْمَهَا إِلَى زَيْنَبَ، وَدَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ حِينَ تَزَوَّجَهَا، وَاسْمِي بَرَّةُ، فَسَمِعَهَا تَدْعُونِي: بَرَّةَ، فَقَالَ: ((لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْبَرَّةِ مِنْكُنَّ وَالْفَاجِرَةِ، سَمِّيهَا زَيْنَبَ)) ، فَقَالَتْ: فَهِيَ زَيْنَبُ، فَقُلْتُ لَهَا: سَمِّي، فَقَالَتْ: غَيِّرْهُ إِلَى مَا غَيَّرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِّهَا زَيْنَبَ.

محمد بن عمرو بن عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو ان کے پاس ان کی بہن بھی تھی۔ انہوں نے پوچھا: اس کا نام کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اس کا نام برہ ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس کا نام بدل دو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ان کا نام برہ تھا۔ آپ نے بدل کر ان کا نام زینب رکھ دیا۔ اور جب آپ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو میرا نام بھی برہ تھا۔ آپ نے ان سے سنا کہ وہ مجھے برہ کہہ کر بلاتی ہیں تو آپ نے فرمایا: ''اپنی پاکیزگی خود بیان نہ کرو، بلاشبہ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے کون نیک ہے اور کون فاجر۔ اس کا نام زینب رکھ دو۔'' انہوں نے کہا: تب یہ زینب ہے۔ محمد بن عمرو کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اس کا نام رکھ دیں۔ انہوں نے کہا تم خود ہی اس کا نام اس نام کے ساتھ بدل دو جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدلا تھا اور اس کا نام زینب رکھ دو۔

فائدہ: ......گزشتہ روایت میں ایسا نام رکھنے کی ممانعت کا ذکر تھا جس میں معصیت اور نافرمانی کا مفہوم اور اس روایت میں ایسا نام رکھنے کی ممانعت ہے جس میں خود اپنی پاکیزگی کا ذکر ہو۔

362...... بَابُ الصَّرْمِ — صرم نام رکھنے کی ممانعت

822 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعِيدٍ الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنِي جَدِّي..........

عَنْ أَبِيهِ - وَكَانَ اسْمُهُ الصَّرْمَ، فَسَمَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعِيدًا - قَالَ:

سعید بن یربوع مخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کا نام صرم تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام سعید رکھا۔ عمر بن عثمان نے کہا:

(۸۲۱) صحیح: أخرجه مسلم، كتاب الادب: ۲۱۴۲۔ وأبو داؤد: ۴۹۵۳۔ انظر الصحيحة: ۲۱۰.

(۸۲۲) ضعيف: أخرجه المصنف في تاريخه: ۳/ ۴۵۳۔ والطبراني في الكبير: ۵۵۲۸.

رَأَیْتُ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ مُتَّكِئًا فِی الْمَسْجِدِ.

میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ مسجد میں ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔

823 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَیْمٍ، عَنْ إِسْرَائِیلَ، عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِئِ بْنِ هَانِئٍ............

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ سَمَّیْتُهُ: حَرْبًا، فَجَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَرُونِی ابْنِی، مَا سَمَّیْتُمُوهُ؟)) قُلْنَا: حَرْبًا، قَالَ: ((بَلْ هُوَ حَسَنٌ)) فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَیْنُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ سَمَّیْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَرُونِی ابْنِی، مَا سَمَّیْتُمُوهُ؟)) قُلْنَا: حَرْبًا، قَالَ: ((بَلْ هُوَ حُسَیْنٌ)) فَلَمَّا وُلِدَ الثَّالِثُ سَمَّیْتُهُ: حَرْبًا، فَجَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَرُونِی ابْنِی، مَا سَمَّیْتُمُوهُ؟)) قُلْنَا: حَرْبًا، قَالَ: ((بَلْ هُوَ مُحْسِنٌ))، ثُمَّ قَالَ: "إِنِّی سَمَّیْتُهُمْ بِأَسْمَاءِ وَلَدِ هَارُونَ: شِبْرٌ، وَشَبِیرٌ، وَمُشَبِّرٌ".

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو میں نے ان کا نام حرب رکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: ''مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟'' ہم نے کہا: حرب۔ آپ نے فرمایا: ''بلکہ وہ تو حسن ہے۔'' پھر جب حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: ''مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟'' ہم نے کہا: حرب نام رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''بلکہ اس کا نام حسین ہے۔'' جب تیسرا بیٹا پیدا ہوا تو اس کا نام میں نے حرب رکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، اس کا نام تم نے کیا رکھا ہے؟'' ہم نے کہا: حرب۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں، اس کا نام محسن ہے۔'' پھر فرمایا: میں نے ان کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام پر رکھے ہیں۔ ان کے نام شبر، شبیر اور مشبر تھے۔''

فائدہ: ...... مذکورہ بالا دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں، تاہم ایسے نام رکھنا جو صوتی یا معنوی طور پر قبیح ہوں درست نہیں ہے جیسا کہ دیگر روایات سے ثابت ہے۔

363...... بَابُ غُرَابٍ غراب نام رکھنا درست نہیں

824 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ أَبْزَی قَالَ: حَدَّثَتْنِی أُمِّی رَائِطَةُ بِنْتُ مُسْلِمٍ............

(۸۲۳) ضعیف: أخرجه أحمد: ۷۶۹۔ وابن حبان: ۶۹۵۸۔ والطبرانی فی الکبیر: ۲۷۷۳۔ والحاکم: ۳/ ۱۶۸۔ الضعیفة: ۳۷۰۶.

(۸۲۴) ضعیف: أخرجه البخاری فی التاریخ الکبیر: ۷/ ۲۵۲۔ وابن ابی خیثمة فی التاریخ: ۴۷۴۔ والطبرانی فی الکبیر: ۱۹/ ۴۳۳۔ وابو نعیم فی معرفة الصحابه: ۶۰۴۴۔ والرویانی: ۱۴۹۳۔ والحاکم: ۴/ ۳۰۷.

عَنْ أَبِيهَا قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا، فَقَالَ لِي: ((مَا اسْمُكَ؟)) قُلْتُ: غُرَابٌ، قَالَ: ((لَا، بَلِ اسْمُكَ مُسْلِمٌ)).

مسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حنین کے معرکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوا تو آپ نے پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' میں نے کہا: میرا نام غراب ہے۔آپ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ آج کے بعد تمہارا نام مسلم ہے۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

364...... بَابُ شِهَابٍ شہاب نام رکھنے کا حکم

825 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ............

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: شِهَابٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَلْ أَنْتَ هِشَامٌ)).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا ذکر ہوا جسے شہاب کہا جاتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں بلکہ تم ہشام ہو۔''

فائدہ: ......اس روایت سے معلوم ہوا کہ شہاب نام رکھنا ناپسندیدہ ہے۔شہاب رات کو گرنے والے ستاروں کو کہتے ہیں اور درحقیقت اس سے مراد جہنم کا شعلہ ہے اس لیے یہ نام ناپسندیدہ ہے۔

365...... بَابُ الْعَاصِ عاص نام رکھنے کی کراہت

826 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنِي عَامِرٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطِيعٍ قَالَ............

سَمِعْتُ مُطِيعًا يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ، يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: ((لَا يُقْتَلُ قُرَشِيٌّ صَبْرًا بَعْدَ الْيَوْمِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))، فَلَمْ يُدْرِكِ الْإِسْلَامَ أَحَدٌ مِنْ عُصَاةِ قُرَيْشٍ غَيْرُ مُطِيعٍ، كَانَ اسْمُهُ الْعَاصَ فَسَمَّاهُ النَّبِيُّ ﷺ مُطِيعًا.

سیدنا مطیع بن اسود عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے روز فرماتے ہوئے سنا: ''آج کے بعد قیامت تک کسی قریشی کو قیدی بنا کر قتل نہیں کیا جائے گا۔'' چنانچہ قریش کے عاص نامی آدمیوں میں سے اس روز سوائے مطیع کے کوئی بھی مسلمان نہ ہوا۔ اس کا نام عاص تھا، چنانچہ آپ نے اس کا نام مطیع رکھا۔

---

(٨٢٥) حسن: أخرجه الطيالسي: ١٦٠٤ـ وأحمد: ٢٤٤٦٥ـ وابن حبان: ٥٨٢٣ـ والحاكم: ٤/ ٣٠٨ـ انظر الصحيحة: ٢١٥.

(٨٢٦) صحيح: أخرجه عبدالرزاق: ٩٣٩٩ـ والحميدي: ٥٧٨ـ وأحمد: ١٥٤٠٨ـ وأبو عوانه: ٦٧٨٩ـ وابن حبان: ٣٧١٨ـ انظر الصحيحة: ٢٤٢٧.

فوائد و مسائل: ......(۱) عاص کے متبادر الی الذہن معنی نافرمانی کے ہیں اس لیے نبی ﷺ نے وہ نام بدل دیا۔

(۲) ''کوئی قریشی قتل نہیں کیا جائے گا'' یہ خبر ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی قریشی مرتد نہیں ہوگا کہ اس جرم میں اسے قیدی بنا کر قتل کر دیا جائے۔ اس میں ان کے ظلماً قتل کیے جانے کی نفی نہیں ہے جس طرح کہ کئی قریشیوں کو بعد ازاں قتل کیا گیا۔

(۳) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں عصاۃ سے مراد نافرمان لوگ نہیں بلکہ یہ اسم عاص کی جمع ہے مراد وہ لوگ ہیں جن کے نام عاص تھے، جیسے عاص بن وائل، عاص بن ہشام، عاص بن سعید وغیرہ۔ (صحیح الادب المفرد)

366...... بَابُ مَنْ دَعَا صَاحِبَهُ فَيَخْتَصِرُ وَيَنْقُصُ مِنَ اسْمِهِ شَيْئًا

جو اپنے ساتھی کو بلائے اور اس کا پورا نام لینے کی بجائے مختصر نام لے

827 - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَان قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ............

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا عَائِشُ، هَذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ)) ، قَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، قَالَتْ: وَهُوَ يَرَى مَا لَا أَرَى .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائش! یہ جبرائیل ہیں جو تجھے سلام پیش کرتے ہیں۔'' وہ فرماتی ہیں: میں نے کہا: ان پر بھی سلامتی، اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں۔ وہ فرماتی ہیں: آپ ﷺ وہ کچھ دیکھتے تھے جو میں نہیں دیکھتی تھی۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا از راہ الفت و محبت کسی کا مختصر نام لیا جا سکتا ہے جسے ترخیم کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا اور لوگوں کو بھی اس انداز سے بلانا ثابت ہے جیسا کہ انجشہ کو انجش اور ابو ہریرہ کو اباہر کہہ کر پکارنا ثابت ہے۔

(۲) کسی آدمی کے ذریعے کسی کو سلام بھیجنا جائز اور سلام کا جواب دینا بھی ضروری ہے جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا۔

(۳) آخری جملے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ جبرائیل امین رسول اکرم ﷺ کو نظر آرہے تھے لیکن انہیں نظر نہیں آرہے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے۔ اسی طرح آپ کو کئی ایسے امور کا علم ہوتا جو عام آدمی کو نہیں ہوتا تھا جیسا کہ عذاب قبر، نماز میں پیچھے سے دیکھنا وغیرہ، تاہم یہ تمام معجزات ہیں ان سے آپ کے عالم الغیب ہونے کی دلیل لینا کسی طرح بھی درست نہیں۔ کیونکہ بہت سے ایسے امور تھے جن کا آپ کو علم نہیں تھا۔ بعد ازاں بذریعہ وحی آپ کو علم ہوا۔

(۸۲۷) صحیح: أخرجه البخاري، كتاب بدء الخلق، باب ذكر الملائكة......: ۳۲۱۷، ۳۷۶۸۔ ومسلم، كتاب فضائل الصحابه: ۲۴۴۷۔ وأبو داؤد: ۵۲۳۲۔ والترمذي: ۲۶۹۳۔ والنسائي: ۳۴۰۶.

828 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْيَشْكُرِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ............

حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ ثُمَامَةَ، أَنَّهَا قَدِمَتْ حَاجَّةً، فَإِنَّ أَخَاهَا الْمُخَارِقَ بْنَ ثُمَامَةَ قَالَ: ادْخُلِي عَلَى عَائِشَةَ، وَسَلِيهَا عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَإِنَّ النَّاسَ قَدْ أَكْثَرُوا فِيهِ عِنْدَنَا، قَالَتْ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَقُلْتُ: بَعْضُ بَنِيكِ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ، وَيَسْأَلُكِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، قَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، قَالَتْ: أَمَّا أَنَا فَأَشْهَدُ عَلَى أَنِّي رَأَيْتُ عُثْمَانَ فِي هَذَا الْبَيْتِ فِي لَيْلَةٍ قَائِظَةٍ، وَنَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجِبْرِيلُ يُوحِي إِلَيْهِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُ كَفَّ - أَوْ كَتِفَ - ابْنِ عَفَّانَ بِيَدِهِ: ((اكْتُبْ، عُثْمُ))، فَمَا كَانَ اللّٰهُ يُنْزِلُ تِلْكَ الْمَنْزِلَةَ مِنْ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا رَجُلًا عَلَيْهِ كَرِيمًا، فَمَنْ سَبَّ ابْنَ عَفَّانَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ.

ام کلثوم بنت ثمامہ رحمہا اللہ سے روایت ہے کہ وہ حج کے لیے مکہ آئیں تو ان کے بھائی مخارق بن ثمامہ نے کہا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے سیدنا عثمان بن عفان کے بارے میں پوچھو کیونکہ ہمارے ہاں لوگ ان کے بارے میں بہت باتیں کرتے ہیں۔ وہ کہتی ہیں: میں ان کے پاس گئی تو میں نے کہا: آپ کا ایک بیٹا آپ کو سلام کہتا ہے اور عثمان بن عفان کے بارے میں پوچھتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔ فرمانے لگیں: میں تو گواہی دیتی ہوں کہ میں نے عثمان کو اس گھر میں دیکھا۔ گرم رات تھی وہ نبی ﷺ اور جبریل امین تھے جو آپ پر وحی لے کر آئے تھے۔ نبی ﷺ اپنے ہاتھ سے سیدنا عثمان کے بازو یا کندھے کو تھپاتے اور فرماتے ''عثم، لکھو''۔ اللہ تعالیٰ جس کو اپنے نبی ﷺ کے ہاں یہ مقام دے وہ یقیناً ایسا شخص ہے جس پر اللہ مہربان ہے۔ جس نے ابن عفان کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم صحابہ کو لعن طعن کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ (سلسلة الأحاديث الصحيحة للالبانی، ح: ۲۳۴۰)

367...... بَابُ زَحْمٍ زحم نام رکھنا

829 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ سُمَيْرٍ قَالَ............

حَدَّثَنِي بَشِيرُ بْنُ نَهِيكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَشِيرٌ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

حضرت بشیر بن نہیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا: ''تمہارا نام کیا

(۸۲۸) ضعیف: أخرجه أحمد: ۲٦٢٤٧.

(۸۲۹) صحيح: سبق تخريجه برقم: ۷۷٥.

فَـقَـالَ: ((مَـا اسْمُكَ؟)) قَالَ: زَحْمٌ، قَالَ: ((بَلْ أَنْتَ بَشِيرٌ)) ، فَبَيْنَمَا أَنَا أُمَاشِي النَّبِيَّ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((يَا ابْنَ الْـخَصَاصِيَةِ، مَا أَصْبَحْتَ تَنْقِمُ عَلَى اللّٰهِ؟ أَصْبَـحْـتَ تُـمَاشِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ)) ، قُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي، مَا أَنْـقِـمُ عَلَى اللّٰهِ شَيْئًا، كُلَّ خَيْرٍ قَدْ أَصَبْتُ فَـأَتَـى عَـلَى قُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: ((لَقَدْ سَبَـقَ هَـؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيرًا)) ، ثُمَّ أَتَى عَلَى قُبُـورِ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ: ((لَقَدْ أَدْرَكَ هَؤُلَاءِ خَيْـرًا كَثِيـرًا)) ، فَـإِذَا رَجُلٌ عَلَيْهِ سِبْتِيَّتَانِ يَـمْشِـي بَيْـنَ الْقُبُورِ، فَقَالَ: ((يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ، أَلْقِ سِبْتِيَّتَكَ)) ، فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ.

ہے؟'' اس نے کہا: زحم۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں تمہارا نام بشیر ہے۔'' اس دوران کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، آپ نے فرمایا: ''اے ابن الخصاصیہ کیا تمہیں اللہ کے کسی فیصلے پر ناگواری ہوئی ہے اور تم اللہ کے رسول کے ساتھ ساتھ چل رہے ہو۔'' میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں اللہ کے کسی فیصلے پر کیسے ناگواری محسوس کروں گا جبکہ مجھے ہر خیر مل گئی ہے۔ پھر آپ مشرکوں کی قبروں کے پاس آئے تو فرمایا: ''ان سے بہت زیادہ خیر چھوٹ گئی ہے۔'' پھر مسلمانوں کی قبروں کے پاس آئے اور فرمایا: ''ان لوگوں نے خیر کثیر کو پالیا ہے۔'' پھر آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی سبتی جوتے پہنے قبروں کے درمیان چل رہا ہے تو آپ نے فرمایا: ''اے سبتی جوتوں والے! اپنے سبتی جوتے اتار دو۔'' چنانچہ اس نے اپنے جوتے اتار دیے۔

فــائده: ......اس روایت سے معلوم ہوا کہ زحم نام رکھنا غیر مناسب ہے کیونکہ اس میں تنگی کے معنی پائے جاتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۷۷۵ کے فوائد۔

830 - حَـدَّثَـنَـا سَـعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ إِيَادٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ لَيْلَى امْرَأَةَ بَشِيرٍ تُحَدِّثُ...........

عَـنْ بَشِيـرِ ابْـنِ الْخَصَاصِيَةِ، وَكَانَ اسْمُهُ زَحْمًا، فَسَمَّاهُ النَّبِيُّ ﷺ بَشِيرًا.

بشیر کی بیوی لیلی بشیر ابن الخصاصیہ کے بارے میں بیان کرتی ہے کہ ان کا نام زحم تھا، پھر نبی ﷺ نے ان کا نام بشیر رکھا۔

368...... بَابُ بَرَّةَ — برہ نام رکھنا

831 - حَـدَّثَـنَـا قَبِيـصَةُ قَـالَ: حَـدَّثَـنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ...........

---

(۸۳۰) صحيح: أخرجه أحمد: ٢١٩٥٦ـ وابن سعد في الطبقات: ٦/ ١٢٠ـ وأبو زرعة الدمشقي في تاريخه: ١٨٤٢ـ وابن معين في تاريخه: ١٥٩٨ـ انظر الصحيحة: ٢٤٢٧.

(۸۳۱) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الادب: ٢١٤٠ـ وأبو داؤد: ١٥٠٣ـ انظر الصحيحة: ٢١٢.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ اسْمَ جُوَيْرِيَةَ كَانَ بَرَّةَ، فَسَمَّاهَا النَّبِيُّ ﷺ جُوَيْرِيَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا۔ نبی ﷺ ان کا نام جویریہ رکھا۔

فائدہ: ...... برہ بر سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں نیکی۔ اس میں خود اپنے تزکیے کا شبہ ہے۔ اسی طرح اگر کوئی کہے کہ یہاں برہ ہے اور وہاں موجود نہ ہو اور وہ جواب دے کہ یہاں برہ (نیکو کار) نہیں ہے۔ تو یہ جملہ بھی ناپسندیدہ ہے۔

832 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ اسْمُ مَيْمُونَةَ بَرَّةَ، فَسَمَّاهَا النَّبِيُّ ﷺ مَيْمُونَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا۔ نبی ﷺ نے ان کا نام میمونہ رکھا۔

369...... بَابُ أَفْلَحَ افلح نام رکھنا

833 - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سُفْيَانَ..........

عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنْ عِشْتُ نَهَيْتُ أُمَّتِي - إِنْ شَاءَ اللّٰهُ - أَنْ يُسَمِّي أَحَدُهُمْ بَرَكَةَ، وَنَافِعًا، وَأَفْلَحَ - وَلَا أَدْرِي قَالَ: رَافِعًا أَمْ لَا؟ - يُقَالُ: هَا هُنَا بَرَكَةٌ؟ فَيُقَالُ: لَيْسَ هَا هُنَا"، فَقُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْهَ عَنْ ذَلِكَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں زندہ رہا تو ان شاء اللہ اپنی امت کو برکت، نافع اور افلح نام رکھنے سے منع کروں گا۔ مجھے معلوم نہیں آپ نے رافع بھی کہا یا نہیں...... کہا جاتا ہے: یہاں برکت ہے؟ تو جواباً کہا جاتا ہے یہاں برکت نہیں ہے۔'' پھر نبی ﷺ منع کرنے سے پہلے ہی خالق حقیقی سے جا ملے۔

834 - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ..........

سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْهَى أَنْ يُسَمَّى بِيَعْلَى، وَبِبَرَكَةَ، وَنَافِعٍ، وَيَسَارٍ، وَأَفْلَحَ، وَنَحْوَ ذَلِكَ، ثُمَّ سَكَتَ بَعْدُ عَنْهَا، فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارادہ کیا کہ یعلی، برکت، نافع، یسار، افلح اور اس طرح کے نام رکھنے سے منع فرما دیں، پھر اس سے خاموشی اختیار کر لی اور اس بارے میں کچھ نہ فرمایا۔

---

(٨٣٢) شاذ: أخرجه المصنف في تاريخه: ٢/ ٨٤ـ والطيالسي: ٢٥٧٦ـ على الشك فقال: "ميمونة او زينب" والحاكم: ٤/ ٣٢ـ انظر الصحيحة: ٢١١.

(٨٣٣) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الادب: ٢١٣٨ـ وأبو داؤد، كتاب الادب: ٤٩٦٠ـ انظر الصحيحة: ٢١٤٣.

(٨٣٤) صحيح: انظر ما قبله.

فوائد و مسائل: ......(۱) نہ منع کرنے والی بات سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے علم کے مطابق فرمائی ورنہ دیگر احادیث سے اس کی نہی ثابت ہے، جیسا کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم میں مروی ہے۔ ممکن ہے آپ نے دوبارہ اس خواہش کا اظہار کیا ہو، تا کہ جن کو معلوم نہیں ہوا انہیں بھی بتا دوں۔

(۲) یہ نہی حرمت کے لیے نہیں بلکہ کراہت کے لیے ہے، یعنی یہ نام رکھنے ناپسندیدہ ہیں، حرام نہیں کیونکہ ایسے بعض نام آپ کے قریبی احباب کے تھے مگر آپ نے بدلے نہیں۔ لیکن اس سے چونکہ برا شگون لیا جا سکتا ہے، اس لیے آپ نے احتیاط کے طور پر منع فرما دیا۔

370...... بَابُ رَبَاحٍ رباح نام رکھنا

835 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، عَنْ سِمَاكٍ أَبِي زُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ............

حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا اعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ، فَإِذَا أَنَا بِرَبَاحٍ غُلَامِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَادَيْتُ: يَا رَبَاحُ، اسْتَأْذِنْ لِي عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب نبی ﷺ نے اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لی تو (میں آپ کے گھر گیا) میں نے اچانک رسول اکرم ﷺ کے غلام رباح کو دیکھا تو میں نے انہیں آواز دی: اے رباح! میرے لیے رسول اکرم ﷺ کے پاس جانے کی اجازت مانگو۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس روایت کا محل استشہاد یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے غلام کا نام رباح تھا جو آپ نے نہیں بدلا اس لیے یہ نام رکھنا جائز ہے۔

(۲) رسول اکرم ﷺ نے جب مہینہ بھر اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی تو لوگوں میں یہ بات معروف ہوگئی کہ آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کی تصدیق کے لیے پہلے اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے، پھر جس چوبارے میں آپ ٹھہرے ہوئے تھے وہاں گئے اور آپ سے اندر آنے کی اجازت مانگی جس کا ذکر مذکورہ حدیث میں اختصار کے ساتھ ہوا ہے۔

371...... بَابُ أَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ

انبیاء علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھنا

836 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ يَسَارٍ............

(۸۳۵) حسن: أخرجه مطولاً مسلم: ۱۴۷۹۔ والبخاری: ۲۴۶۸۔ لکن لیس عنده ذکر اسم الغلام.

(۸۳۶) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب الادب: ۶۱۸۸۔ ومسلم: ۲۱۳۴۔ وأبو داؤد: ۴۹۶۵۔ والترمذی: ۲۸۴۱۔ وابن ماجه: ۳۷۳۵.

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((تَسَمَّوا بِاسْمِي، وَلَا تُكَنُّوا بِكُنْيَتِي، فَإِنِّي أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''میرے نام پر نام رکھ لیا کرو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو، بلاشبہ میں ہی ابوالقاسم ہوں۔''

فائدہ: ......اس مسئلے میں اختلاف ہے راجح بات یہ ہے کہ یہ ممانعت نبی ﷺ کی زندگی کے ساتھ خاص تھی تاکہ آپ کے ساتھ اشتباہ پیدا نہ ہو جیسا کہ آئندہ حدیث میں مذکور ہے کہ ایک صحابی نے کسی شخص کو بلایا جس کی کنیت ابوالقاسم تھی تو آپ نے سمجھا کہ مجھے بلایا ہے۔ اب جب یہ وجہ ختم ہو چکی ہے تو نام اور کنیت دونوں یا الگ الگ رکھنا جائز ہے۔

837 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ..........

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوقِ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّمَا دَعَوْتُ هَذَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((سَمُّوا بِاسْمِي، وَلَا تَكَنُّوا بِكُنْيَتِي)).

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بازار میں تھے کہ ایک شخص نے آواز دی: اے ابوالقاسم! نبی ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے تو اس کو بلایا ہے۔ تب نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے نام پر نام رکھ لیا کرو لیکن میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو۔''

838 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي الْهَيْثَمِ الْقَطَّانُ قَالَ..........

حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: سَمَّانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوسُفَ، وَأَقْعَدَنِي عَلَى حِجْرِهِ وَمَسَحَ عَلَى رَأْسِي.

سیدنا یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے میرا نام یوسف رکھا اور مجھے اپنی گود میں بٹھایا اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔

839 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، وَمَنْصُورٍ، وَفُلَانٍ، سَمِعُوا سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ..........

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے

(۸۳۷) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب البيوع، باب ما ذكر في الاسواق: ۲۱۲۰۔ والترمذي: ۲۸٤۱۔ وابن ماجه: ۳۷۳۷.

(۸۳۸) صحيح: أخرجه أحمد: ۲۳۸۳٦۔ والترمذي في الشمائل: ۳٤۰۔ وابن أبي شيبة: ٦۸۹۔ والطبراني في الكبير: ۲۲/ ۲۸۵۔ والبيهقي في شعب الايمان: ۱۱۰۳۳.

(۸۳۹) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب فرض الخمس: ۳۱۱٤۔ ومسلم: ۲۱۳۳۔ انظر الصحيحة: ۲۹٤٦.

مِنَّا مِنَ الْأَنْصَارِ غُلَامٌ، وَأَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا - قَالَ شُعْبَةُ فِي حَدِيثِ مَنْصُورٍ: إِنَّ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ: حَمَلْتُهُ عَلَى عُنُقِي، فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي حَدِيثِ سُلَيْمَانَ: وُلِدَ لَهُ غُلَامٌ فَأَرَادُوا أَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا - قَالَ: ((تَسَمَّوا بِاسْمِي، وَلَا تُكَنُّوا بِكُنْيَتِي، فَإِنِّي إِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا، أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ)) وَقَالَ حُصَيْنٌ: ((بُعِثْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ)).

ایک انصاری آدمی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اور اس نے اس کا نام محمد رکھنے کا ارادہ کیا۔ ایک روایت میں ہے، وہ انصاری کہتے ہیں میں اسے کندھوں پر بٹھا کر نبی ﷺ کے پاس لے آیا۔ سلیمان کی روایت میں ہے: اس کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام محمد رکھنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا: ''میرے نام کے ساتھ نام رکھ لو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو کیونکہ مجھے ہی قاسم بنایا گیا ہے، میں تمہارے درمیان (دین و مال) تقسیم کرنے والا ہوں۔'' حصین کی روایت میں ہے: مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔''

840 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ..........

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: وُلِدَ لِي غُلَامٌ، فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ، فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ، وَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدِ أَبِي مُوسَى.

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی تو میں اسے لے کر نبی ﷺ کے پاس لے آیا تو آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور کے ساتھ گھٹی دی اور اس کے لیے برکت کی دعا کی۔ اور وہ ابوموسیٰ کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ان روایات سے معلوم ہوا کہ انبیاء کے ناموں پر نام رکھنا مستحب ہے، نیز بچوں کو پیدائش کے بعد کسی نیک و صالح شخص سے گھٹی دلوانا اور دعا کروانا بھی مستحب ہے۔

(۲) ان روایات سے رسول اکرم ﷺ کی صحابہ کے ساتھ شفقت و محبت اور عجز و انکساری کا بھی پتہ چلتا ہے۔

372...... بَابُ حَزْنٍ   حزن نام رکھنا

841 - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ..........

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: حَزْنٌ، قَالَ:

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ اپنے دادا حزن بن وہب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' اس نے کہا: حزن۔

(۸۴۰) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب الادب، باب من سمی باسماء الانبیاء: ۶۱۹۸۔ ومسلم: ۲۱۴۵.

(۸۴۱) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب الأدب: ۶۱۹۰، ۶۱۹۳۔ وأبو داؤد: ۴۹۵۶.

((أَنْـتَ سَهْـلٌ)) ، قَـالَ: لَا أُغَيِّـرُ اسْمًـا سَمَّانِيهِ أَبِي .
قَالَ ابْنُ الْمُسَيِّبِ: فَمَا زَالَتِ الْحُزُونَةُ فِينَا بَعْدُ .

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا نام سہل ہے۔'' اس نے کہا: میرے باپ نے جو میرا نام رکھا ہے میں اسے نہیں بدلوں گا۔
سعید بن میسّب رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کے بعد ہمیشہ غمگینی ہم میں چلی آرہی ہے۔

حَـدَّثَـنَـا إِبْـرَاهِيـمُ بْـنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَـامُ بْـنُ يُـوسُفَ ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُ قَـالَ: أَخْبَـرَنِـي عَبْـدُ الْـحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ قَـالَ: جَلَسْتُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ فَـحَـدَّثَـنِي ، أَنَّ جَدَّهُ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ ، فَقَالَ: ((مَا اسْـمُكَ؟)) قَـالَ: اسْمِي حَزْنٌ ، قَالَ: ((بَلْ أَنْـتَ سَهْـلٌ)) ، قَـالَ: مَـا أَنَـا بِمُغَيِّرٍ اسْمًا سَـمَّـانِيهِ أَبِي قَالَ ابْنُ الْمُسَيِّبِ: فَمَا زَالَتْ فِينَا الْحُزُونَةُ بَعْدُ .

سعید بن میسّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے دادا نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: میرا نام حزن ہے۔ آپ نے فرمایا: ''بلکہ آج کے بعد تمہارا نام سہل ہے۔'' انہوں نے میرے باپ نے جو میرا نام رکھا ہے میں اسے بدلنے والا نہیں ہوں۔ ابن میسّب رحمہ اللہ کہتے ہیں: پھر یہ غمزدگی ہم میں مسلسل چلی آرہی ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) حزن کے معنی غم اور پریشانی کے ہیں جو انسان سے چمٹ جائے۔ معنوی طور پر اس نام سے بدشگونی ظاہر ہوتی ہے اور اچھا تأثر نہیں ملتا اس لیے آپ نے اس نام کو بدل دیا۔

(۲) حزن بن وہب نے اپنی کم علمی اور سخت مزاجی کی بنا پر آپ کی بات پر عمل کرنے سے گریز کیا جس کی سزا انہیں یہ ملی کہ ان کی نسل میں اللہ تعالیٰ نے تند مزاجی اور غمگینی کو ہمیشہ کے لیے رکھ دیا۔

(۳) حزن نام نہیں رکھنا چاہیے اور اگر کوئی یہ نام رکھتا ہے اور پھر حزن ملال اس کے اخلاق میں درآتا ہے تو اسے خود کو ہی ملامت کرنی چاہیے۔ اس طرح کے دیگر ناموں سے بھی گریز کرنا ضروری ہے۔

373...... بَابُ اسْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْيَتِهِ

نبی ﷺ کا نام اور کنیت رکھنے کا حکم

842 - حَـدَّثَـنَـا مُـحَـمَّـدُ بْـنُ يُـوسُفَ قَـالَ: حَـدَّثَـنَـا سُفْيَانُ ، عَنِ الْأَعْمَـشِ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ............

عَنْ جَـابِـرٍ قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی کے

(۸٤۲) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الادب: ٦١٨٦، ٣١١٤ـ ومسلم: ٢١٣٣.

الْـقَـاسِـمَ، فَـقَـالَتِ الْأَنْصَارُ: لَا نُكَنِّيكَ أَبَا الْقَاسِمِ، وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ: مَا قَالَتِ الْأَنْصَارُ، فَـقَـالَ الـنَّبِـيُّ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ: ((أَحْسَـنَـتِ الْأَنْصَارُ، تَسَمَّوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي، فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ)).

ہاں بچہ پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا۔ انصار نے کہا: ہم تمہیں ابوالقاسم کہہ کرنہیں بلائیں گے اور تیری آنکھیں ٹھنڈی نہیں کریں گے۔ چنانچہ وہ آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انصار کی بات بتائی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”انصار نے اچھا کیا ہے، تم میرے نام پر نام رکھ لو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو کیونکہ قاسم میں ہی ہوں۔“

843 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فِطْرٌ، عَنْ مُنْذِرٍ قَالَ..........

سَـمِعْتُ ابْنَ الْحَنَفِيَّةِ يَقُولُ: كَانَتْ رُخْصَةً لِـعَـلِـيٍّ، قَـالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنْ وُلِدَ لِي بَـعْـدَكَ أُسَـمِّيهِ بِاسْمِكَ، وَأُكَنِّيهِ بِكُنْيَتِكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)).

محمد ابن الحنفیہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے رخصت تھی (کہ آپ کا نام اور کنیت رکھیں) انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! اگر آپ کے بعد میرا کوئی بیٹا ہو تو کیا میں اس کا نام اور کنیت آپ کے نام اور کنیت پر رکھ لوں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں“۔

844 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى الـلّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ أَنْ نَجْمَعَ بَيْنَ اسْمِهِ وَكُـنْيَتِـهِ، وَقَـالَ: ((أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ، وَاللّٰهُ يُعْطِي، وَأَنَا أَقْسِمُ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا نام اور کنیت ایک ساتھ رکھنے سے منع کیا اور فرمایا: میں ابوالقاسم ہوں۔ اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

845 - حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُمَيْدٍ..........

عَـنْ أَنَسٍ قَـالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ فِـي السُّـوقِ، فَـقَـالَ رَجُلٌ: يَا أَبَا الْـقَـاسِـمِ، فَـالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ، فَـقَـالَ: دَعَـوْتُ هٰذَا، فَقَـالَ:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بازار میں تھے کہ ایک آدمی نے کہا: اے ابوالقاسم! نبی ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے کہا: میں نے اس یعنی کسی اور شخص کو بلایا تھا۔ تب نبی ﷺ نے فرمایا: ”میرے نام پر نام رکھا لیا کرو مگر

(٨٤٣) صحيح: أخرجه المصنف في التاريخ الكبير: ١/ ١٨٢ـ بالإسناد نفسه- وأبو داؤد: ٤٩٦٧ـ والترمذي: ٢٨٤٣ـ انظر الصحيحة: ٢٩٤٦.

(٨٤٤) حسن صحيح: أخرجه الترمذي، كتاب الادب: ٢١٤١ـ وأحمد: ٢/ ٤٢٣ـ من حديث محمد بن عجلان به وعلقه: ٤٩٦٦.

(٨٤٥) صحيح: انظر الحديث: ٨٣٧.

((سَمُّوا بِاسْمِي، وَلَا تُكَنُّوا بِكُنْيَتِي)) . میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ابن الحنفیہ کی روایت میں جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ذکر ہوئی ہے، وہ ان کے فہم کے مطابق ہے۔ جمہور کے نزدیک راجح بات دیگر دلائل کی روشنی میں یہ ہے کہ آپ کے نام پر نام رکھنا، یا آپ کی کنیت پر کنیت رکھنا یا دونوں کو جمع کرنا کہ نام محمد ہو اور کنیت ابوالقاسم، اب جائز ہے۔ یہ ممانعت آپ کی زندگی کے ساتھ خاص تھی۔ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دلائل کے مناقشے سے میری رائے یہ ہے کہ آپ کی کنیت پر کنیت رکھنا کسی صورت جائز نہیں ہے جیسا کہ امام شافعی اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے بھی اسی کو راجح قرار دیا ہے۔
(شرح صحیح الأدب المفرد حدیث: ۸۴۲)

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوالقاسم صرف قاسم رضی اللہ عنہ کا باپ ہونے کی بنا پر نہیں تھے بلکہ آپ اللہ کا دیا ہوا دین اور دنیا تقسیم کرنے کی وجہ سے بھی ابوالقاسم تھے۔

374...... بَابُ هَلْ يُكَنَّى الْمُشْرِكُ
کیا مشرک کو کنیت سے پکارا جا سکتا ہے؟

846 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ............

أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَ مَجْلِسًا فِيهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُولَ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ، فَقَالَ: لَا تُؤْذِينَا فِي مَجْلِسِنَا، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ: ((أَيْ سَعْدُ، أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ أَبُو حُبَابٍ؟)) ، يُرِيدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ ابْنَ سَلُولَ .

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں پہنچے جہاں عبداللہ بن ابی ابن سلول بھی تھا۔ اور یہ عبداللہ بن ابی کے اظہار اسلام سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس نے کہا: ہمیں ہماری مجلسوں میں اذیت نہ دیا کرو۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے تو ان سے فرمایا: ''اے سعد! کیا تم نے سنا نہیں کہ ابوحباب نے کیا کہا ہے؟'' آپ کی مراد عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) عربوں کے ہاں جب کسی کو عزت و توقیر سے بلاتے تو اس کا نام لینے کی بجائے اس کی کنیت ذکر کرتے۔ اس سے اشکال پیدا ہوتا تھا کہ مشرک کو اس طرح بلایا جا سکتا ہے یا نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی مشرک کنیت کے ساتھ مشہور ہو تو اسے کنیت کے ساتھ پکارا جا سکتا ہے۔

(٨٤٦) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الآدب، باب كنية المشرك: ٦٢٠٧ـ ومسلم: ١٧٩٨.

(۲) نبی ﷺ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو جب عبداللہ بن ابی کے بارے میں بتایا تو انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ اس سے درگزر فرما دیں کیونکہ آپ کی آمد سے پہلے مدینہ والے اسے سرداری کا تاج پہنانا چاہتے تھے جو آپ کی آمد سے رہ گیا جس کی اسے تکلیف ہے۔ آپ نے اس سے درگزر فرما دیا۔

375...... بَابُ الْكُنْيَةِ لِلصَّبِيِّ

بچے کی کنیت رکھنے کا بیان

847 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ..........

عَـنْ أَنَـسٍ قَـالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلَيْنَا - وَلِي أَخٌ صَغِيرٌ يُكَنَّى: أَبَـا عُـمَيْرٍ، وَكَانَ لَهُ نُغَرٌ يَلْعَبُ بِهِ فَمَاتَ، فَـدَخَـلَ الـنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَآهُ حَـزِيـنًا، فَقَالَ: ((مَا شَأْنُهُ؟)) قِيلَ لَهُ: مَاتَ نُـغَـرُهُ، فَـقَـالَ: ((يَـا أَبَـا عُـمَيْرٍ، مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟)).

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لاتے اور میرا ایک چھوٹا بھائی تھا جس کی کنیت ابوعمیر تھی۔ اس نے ایک بلبل پال رکھی تھی جس کے ساتھ وہ کھیلتا تھا تو وہ مرگئی۔ نبی ﷺ تشریف لائے تو اسے پریشان دیکھا۔ آپ نے پوچھا: ''اسے کیا مسئلہ ہے؟'' آپ سے عرض کیا گیا: اس کی بلبل مرگئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوعمیر! تیری بلبل کو کیا ہوا تجھے جدائی دے گئی۔''

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ بچے کی کنیت بھی رکھی جاسکتی ہے، نیز اس سے رسول اکرم ﷺ کی شفقت اور تواضع کا بھی علم ہوا کہ آپ بچوں کے ساتھ بھی اس طرح دل لگی فرماتے تھے۔

376...... بَابُ الْكُنْيَةِ قَبْلَ أَنْ يُولَدَ لَهُ

اولاد کی پیدائش سے پہلے اپنی کنیت رکھنا

848 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُغِيرَةَ..........

عَـنْ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَنَّى عَلْقَمَةَ: أَبَا شِبْلٍ، وَلَـمْ يُولَدْ لَهُ.

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے علقمہ رحمہ اللہ کی کنیت ابوشبل رکھی حالانکہ اس وقت ان کی اولاد نہیں تھی۔

849 - حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ..........

---

(۸٤۷) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦٢٠٣، ٦١٢٩۔ ومسلم، كتاب الادب: ٢١٥٠.

(۸٤۸) صحيح: أخرجه ابن الجعد في مسنده: ٦٣٣۔ والعقيلي في الضعفاء عن المصنف به: ٢/ ١٢٥۔ وابن سعد في الطبقات: ٦/ ١٤٧.

(۸٤۹) صحيح: أخرجه ابن أبي شيبة: ٢٦٢٨٨۔ والدولبي في الكنى: ٨٢ ٦٥٠.

عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كَنَّانِي عَبْدُاللّٰهِ قَبْلَ أَنْ يُولَدَ لِي.

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ علقمہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میرے ہاں اولاد پیدا ہونے سے پہلے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے میری کنیت رکھی۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کی پیدائش سے پہلے بھی کنیت رکھنا جائز ہے۔ضروری نہیں کہ صرف وہی شخص کنیت رکھے جس کی اولاد ہو بلکہ بے اولاد شخص بھی کنیت رکھ سکتا ہے۔

377...... بَابُ كُنْيَةِ النِّسَاءِ عورتوں کا کنیت رکھنا

850 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ حَمْزَةَ.........

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَنَّيْتَ نِسَاءَكَ، فَاكْنِنِي، فَقَالَ: ((تَكَنِّي بِابْنِ أُخْتِكِ عَبْدِ اللّٰهِ)).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے اپنی بیویوں کی کنیت رکھی ہے تو میری بھی کنیت رکھ دیں۔آپ نے فرمایا: ''تم اپنے بھانجے عبداللہ کے نام پر کنیت رکھ لو۔''

851 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ..........

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، أَلَا تُكَنِّينِي؟ فَقَالَ: ((اكْتَنِي بِابْنِكِ))، يَعْنِي: عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، فَكَانَتْ تُكَنَّى: أُمَّ عَبْدِ اللّٰهِ.

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کے نبی! آپ میری کنیت نہیں رکھ دیتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے بیٹے یعنی عبداللہ بن زبیر کے نام پر کنیت رکھ لو۔ چنانچہ انہیں ام عبداللہ کہا جاتا تھا۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کی طرح عورتوں کے لیے بھی کنیت رکھنا جائز ہے، نیز بھانجا بھی بیٹے کے قائم مقام ہوتا ہے۔سیدنا عبداللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن سیدہ اسماء کے فرزند تھے۔

---

(٨٥٠) صحيح: أخرجه أحمد: ٢٤٦١٩ـ وابن أبي عاصم في الاحاد: ٣٠٥٥ـ والطبراني في الكبير: ٢٣/ ١٨ـ والبيهقي في الأدب: ٦١٨ـ انظر الصحيحة: ١٣٢.

(٨٥١) صحيح: أخرجه ابن سعد في الطبقات: ٨/ ١٥٢ـ ورواه ابن ماجه نحوه: ٣٧٣٩.

378...... بَابُ مَنْ كَنَّى رَجُلًا بشَيْءٍ هُوَ فِيهِ أَوْ

جس نے کسی ایسی چیز کے ساتھ کنیت رکھی جس میں وہ ہو

852 - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ............

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، إِنْ كَانَتْ أَحَبَّ أَسْمَاءِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَيْهِ لَأَبُو تُرَابٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ أَنْ يُدْعَى بِهَا، وَمَا سَمَّاهُ أَبَا تُرَابٍ إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، غَاضَبَ يَوْمًا فَاطِمَةَ، فَخَرَجَ فَاضْطَجَعَ إِلَى الْجِدَارِ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَجَاءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُهُ، فَقَالَ: هُوَ ذَا مُضْطَجِعٌ فِي الْجِدَارِ، فَجَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ امْتَلَأَ ظَهْرُهُ تُرَابًا، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ وَيَقُولُ: ((اجْلِسْ أَبَا تُرَابٍ)).

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا پسندیدہ نام ابو تراب تھا۔ انہیں اس نام سے بلانے پر خوشی ہوتی کیونکہ ان کا ابوتراب نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے رکھا تھا۔ ایک دن وہ سیدہ فاطمہ سے ناراض ہوکر گھر سے چلے گئے اور مسجد کی ایک دیوار کے ساتھ لیٹ گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تلاش کرتے ہوئے آئے تو آپ کو بتایا گیا کہ وہ وہاں مسجد میں دیوار کے ساتھ لیٹے ہوئے ہیں۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دیکھا کہ ان کی پیٹھ مٹی سے بھری ہوئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کمر سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرما رہے تھے: ابوتراب (اٹھو) بیٹھ جاؤ۔"

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کے علاوہ کسی خاص وصف کی طرف نسبت کرتے ہوئے بھی کنیت رکھی جاسکتی ہے، جیسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کنیت آپ نے رکھی، نیز ایک سے زیادہ کنیت بھی رکھی جاسکتی ہے۔ کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالحسن بھی تھی۔

(۲) اس سے پتا چلا کہ داماد کے ساتھ رحمت و شفقت اور نرمی کا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ بیٹی کی حمایت میں داماد سے بدسلوکی بسا اوقات کینے اور بغض کا باعث بن جاتی ہے۔ نیز بیٹی اور داماد کے جھگڑے کی تفصیل جاننے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔

(۳) میاں بیوی میں جھگڑا ہو تو خاوند کو کچھ دیر کے لیے گھر سے باہر چلے جانا چاہیے تاکہ جھگڑا طول نہ پکڑے اور غصے کی حالت میں کوئی غلط فیصلہ نہ ہو جائے جس پر بعد میں پچھتاوا ہو۔

---

(۸۵۲) صحیح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦٢٠٤۔ ومسلم: ٢٤٠٩.

379...... بَابُ كَيْفَ الْمَشْيُ مَعَ الْكُبَرَاءِ وَأَهْلِ الْفَضْلِ؟

بڑوں اور بزرگوں کے ساتھ چلنے کے آداب

853 - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ............

عَـنْ أَنَـسٍ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ فِي نَخْلٍ لَنَا - نَخْلٍ لِأَبِي طَلْحَةَ - تَبَـرَّزَ لِـحَـاجَتِـهِ، وَبِلَالٌ يَمْشِي وَرَاءَهُ، يُكْـرِمُ الـنَّبِـيَّ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَـمْشِـيَ إِلَـى جَـنْبِهِ، فَمَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ بِـقَبْـرٍ فَـقَامَ، حَتَّى تَمَّ إِلَيْهِ بِلَالٌ، فَـقَـالَ: ((وَيْـحَكَ يَـا بِلَالُ، هَلْ تَسْـمَـعُ مَا أَسْمَعُ؟)) قَالَ: مَا أَسْمَعُ شَيْئًا، فَـقَـالَ: ((صَـاحِـبُ هَذَا الْقَبْرِ يُعَذَّبُ))، فَوُجِدَ يَهُودِيًّا.

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے، یعنی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے کھجوروں کے باغ میں تھے تو آپ قضائے حاجت کے لیے نکلے اور بلال رضی اللہ عنہ بھی آپ کی تکریم کے لیے پیچھے پیچھے چلے اور آپ کے ساتھ چلنے سے احتراز کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے تو رک گئے یہاں تک کہ بلال رضی اللہ عنہ بھی اچانک وہاں پہنچ گئے تو آپ نے پوچھا: افسوس تجھ پر اے بلال! کیا تمہیں سنائی دے رہا ہے جو میں سنتا ہوں؟'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے کچھ سنائی نہیں دے رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے۔'' پھر پتہ چلا کہ وہ یہودی کی قبر ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ بڑوں کے ساتھ چلنے میں آداب کو ملحوظ رکھا جائے اور ان کے پیچھے چلا جائے۔ ان سے آگے یا برابر چلنے سے اجتناب کیا جائے۔

(۲) اس سے عذاب قبر کا اثبات ہوا، نیز پتا چلا کہ دنیا والی قبر ہی میں عذاب ہوتا ہے اور اس کا انکار احادیث رسول کا انکار ہے۔ ایک حدیث میں ہے، آپ نے فرمایا: ''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم اپنے مردوں کو دفن نہیں کرو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں بھی عذاب قبر سنائے جو میں سنتا ہوں۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۲۸٦۷)

380...... بَابٌ بلاعنوان

854 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ............

عَـنْ قَيْـسٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ لِأَخٍ لَـهُ صَـغِيرٍ: أَرْدِفِ الْغُلَامَ، فَأَبَى، فَقَالَ لَهُ مُـعَـاوِيَةُ: بِـئْـسَ مَـا أُدِّبْتَ، قَـالَ قَيْـسٌ:

قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا اپنے چھوٹے بھائی سے کہہ رہے تھے: اس غلام کو سواری پر پیچھے بٹھا لو تو اس نے انکار کر دیا۔

---

(۸۵۳) صحیح: أخرجه أحمد: ۱۲۵۳۰۔ البیهقی فی إثبات عذاب القبر: ۹٤.

(۸۵٤) صحیح: أخرجه ابن أبی عاصم فی الآحاد: ۵۰۸۔ والطبرانی فی الکبیر: ۱۹/ ۳۰۸.

فَسَمِعْتُ أَبَا سُفْيَانَ يَقُولُ: دَعْ عَنْكَ أَخَاكَ.

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: تیری بری تربیت کی گئی ہے۔ قیس کہتے ہیں کہ میں نے ابوسفیان کو یہ کہتے ہوئے سنا: اپنے بھائی کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔

855 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: إِذَا كَثُرَ الْأَخِلَّاءُ كَثُرَ الْغُرَمَاءُ، قُلْتُ لِمُوسَى: وَمَا الْغُرَمَاءُ؟ قَالَ: الْحُقُوقُ.

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب دوست زیادہ ہوں تو غرماء بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ یحییٰ بن ایوب کہتے ہیں: میں نے موسیٰ سے پوچھا: غرماء کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا: حقوق۔

فائدہ: ......پہلی حدیث میں واللہ اعلم، یہ بتانا مقصود ہے کہ بڑوں کے ساتھ چلنے کا ادب یہ ہے کہ ان کا کہا مانا جائے اور اگر وہ کسی کو سوار کرنے کا حکم دیں تو اس کو بجالایا جائے۔

دوسری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے دوست زیادہ ہوں تو اخراجات بھی زیادہ ہوتے ہیں اور حقوق بھی اسی قدر ہوتے ہیں اس لیے انسان کو ادا کرنے میں مشکل پیش آتی ہے کہ کس کو دے اور کسے محروم کرے تو اس میں بڑوں اور اہل علم وفضل کو مقدم رکھے۔ اس طرح اس کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

381...... بَابُ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةٌ

بعض اشعار حکمت پر مبنی ہوتے ہیں

856 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ ثَابِتٍ............

عَنْ خَالِدٍ هُوَ ابْنُ كَيْسَانَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ إِيَاسُ بْنُ خَيْثَمَةَ قَالَ: أَلَا أُنْشِدُكَ مِنْ شِعْرِي يَا ابْنَ الْفَارُوقِ؟ قَالَ: بَلَى، وَلَكِنْ لَا تُنْشِدْنِي إِلَّا حَسَنًا فَأَنْشَدَهُ حَتَّى إِذَا بَلَغَ شَيْئًا كَرِهَهُ ابْنُ عُمَرَ، قَالَ لَهُ: أَمْسِكْ.

خالد بن کیسان رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ایاس بن خیثمہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے ابن فاروق کیا میں آپ کو اپنے شعر نہ سناؤں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ لیکن مجھے صرف اچھے اشعار سنانا۔ اس نے اشعار پڑھے یہاں تک کہ جب وہ ایسے اشعار پر پہنچے جو ابن عمر کو ناپسند تھے تو انہوں نے کہا: بس رک جاؤ۔

فائدہ: ......سبق آموز اور حکمت پر مبنی اشعار پڑھنے جائز ہیں، تاہم اشعار کے ساتھ بہت زیادہ دلچسپی پسندیدہ

---

(٨٥٥) صحيح: أخرجه ابن أبي الدنيا في العزلة: ١٥٠ـ والخطابي في العزلة ص: ٤٠.

(٨٥٦) ضعيف.

امر نہیں ہے اس بارے میں آگے حدیث آ رہی ہے، نیز اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ایوب بن ثابت راوی ضعیف ہے۔

857 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ..........

سَمِعَ مُطَرِّفًا قَالَ: صَحِبْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ مِنَ الْكُوفَةِ إِلَى الْبَصْرَةِ، فَقَلَّ مَنْزِلٌ يَنْزِلُهُ إِلَّا وَهُوَ يُنْشِدُنِي شِعْرًا، وَقَالَ: إِنَّ فِي الْمَعَارِيضِ لَمَنْدُوحَةً عَنِ الْكَذِبِ.

مطرف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے کوفہ سے بصرہ تک عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کے ساتھ سفر کیا۔ وہ جہاں بھی پڑاؤ کرتے مجھے شعر سناتے اور انہوں نے فرمایا: تعریض (توریے) میں جھوٹ سے بچنے کا طریقہ ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مطلب یہ ہے کہ اشعار میں بھی انسان توریے سے کام لے لیتا ہے اور صریح جھوٹ سے بچ جاتا ہے۔ اس لیے ایسے اشعار جائز ہیں۔

(۲) تعریض اور توریے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ایسے الفاظ استعمال کریں جو کئی معانی پر دلالت کرتے ہوں۔ فریق ثانی جو مفہوم سمجھے آپ کے دل میں اس کے برعکس ہو، مثلاً آپ کسی شخص کو دعا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے لیے دعا کر رہا ہے تو اس کے کسی دوست کو جو وقتی طور پر اس سے ناراض ہے، کہتے ہیں کہ میں نے فلاں کو دیکھا وہ تیرے لیے دعا کر رہا تھا۔ آپ نے تمام مسلمانوں میں اس کو شامل کر لیا حالانکہ وہ سمجھ رہا ہے کہ اس نے میرا نام لے کر میرے لیے دعا کی ہے۔ یاد رہے کہ تعریض اور توریہ شدید ضرورت کے وقت ہے۔

(۳) احکام شریعت اور حقوق العباد وغیرہ میں وہی بات معتبر ہوگی جو فریق ثانی سمجھ رہا ہے۔

858 - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ أَخْبَرَهُ..........

أَنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً)).

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بعض اشعار حکمت والے ہوتے ہیں۔''

فائدہ: ......مطلب ہے کہ کچھ اشعار حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں۔ ان میں جو کچھ کہا جاتا ہے وہ سچ ہوتا ہے۔ جھوٹ شامل نہیں ہوتا اور لوگ ان سے سبق حاصل کرتے ہیں، جیسے اردو میں اقبال یا ظفر علی خان کے اشعار ہیں۔

---

(۸۵۷) صحیح موقوفا: أخرجه ابن أبي شيبة: ۲٦۰۹٦۔ والطحاوی فی المشکل: ۷/ ۳۷۰۔ والطبرانی فی الکبیر: ۱۸/ ۱۰٦۔ والخرائطی فی مساوی الاخلاق: ۱٦٦۔ انظر الضعیفة: ۱۰۹٤.

(۸۵۸) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب الأدب: ٦۱٤۵۔ وأبو داؤد: ۵۰۱۰۔ وابن ماجه: ۳۷۵۵۔ انظر الصحیحة: ۲۸۵۷.

859 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامٍ مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ..........

عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سَرِيعٍ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي مَدَحْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ بِمَحَامِدَ، قَالَ: ((أَمَا إِنَّ رَبَّكَ يُحِبُّ الْحَمْدَ))، وَلَمْ يَزِدْهُ عَلَى ذَلِكَ.

اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے رب کی تعریف میں چند کلمے کہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیوں نہیں، تیرا رب تعریف کو پسند کرتا ہے۔'' اس سے زیادہ آپ نے کچھ نہیں کہا۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اگر اشعار میں کی جائے تو یہ بھی جائز ہے اور ایسے اشعار مبنی برحکمت ہوں گے۔ آپ کا نہ روکنا اس بات کی دلیل ہے کہ حمد وثنا پر مشتمل اشعار پڑھنے جائز ہیں۔

860 - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا حَتَّى يَرِيَهُ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہاں تک کہ وہ اس کے پیٹ کو خراب کر دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعروں سے بھرا ہوا ہو۔''

فائدہ: ......اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگرچہ اچھے شعر پڑھنے اور یاد کرنے جائز ہیں لیکن انہیں مشغلہ بنا لینا، اس طرح کہ قرآن وحدیث کی تعلیم اور ذکر الٰہی سے انسان دور ہو جائے، یہ جائز نہیں ہے خواہ اچھے شعر ہی کیوں نہ ہوں۔ مبنی برحکمت اشعار بھی ایک حد تک ہونے چاہئیں کیونکہ قرآن وحدیث سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ حد سے تجاوز اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہیں ہے۔

861 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَارَكٌ، عَنِ الْحَسَنِ..........

عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سَرِيعٍ قَالَ: كُنْتُ شَاعِرًا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: أَلَا أُنْشِدُكَ مَحَامِدَ حَمِدْتُ بِهَا رَبِّي؟ قَالَ: ((إِنَّ رَبَّكَ يُحِبُّ الْمَحَامِدَ))، وَلَمْ يَزِدْنِي عَلَيْهِ.

سیدنا اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں شاعر تھا، چنانچہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے کہا: کیا میں آپ کو شعر نہ سناؤں جن کے ساتھ میں نے اپنے رب کی حمد بیان کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ تیرا رب تعریفوں کو پسند کرتا ہے۔'' اس سے زیادہ آپ نے کچھ نہ فرمایا۔

---

(٨٥٩) حسن: أخرجه أحمد: ١٥٥٨٦۔ والنسائی فی الکبریٰ: ٧/ ١٥٩۔ انظر الصحیحة: ٣١٧٩.

(٨٦٠) صحيح: أخرجه البخاری، کتاب الادب: ٦١٥٥۔ ومسلم: ٢٢٥٧۔ وأبو داؤد: ٥٠٠٩۔ والترمذی: ٢٨٥١۔ وابن ماجه: ٣٧٥٩.

(٨٦١) حسن: أخرجه النسائی فی الکبریٰ: ٧/ ١٥٩۔ والطبرانی فی الکبیر: ١/ ٢٨٢.

فائدہ: ......دیکھیے حدیث: ۸۵۹ کے فوائد۔

862 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ............

عَـنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ: اسْتَأْذَنَ حَسَّـانُ بْـنُ ثَـابِـتٍ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ رَسُـولُ الـلّٰـهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ: ((فَـكَيْفَ بِنِسْبَتِي؟)) فَقَالَ: لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِينِ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مشرکین کی ہجو بیان کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے نسب کا کیا ہوگا؟'' انہوں نے کہا: میں آپ کو ان سے ایسے نکال لوں گا جس طرح گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکالا جاتا ہے۔

فائدہ: ......دشمن کی مذمت میں شعر پڑھنے جائز ہیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے اور مشرکین کی مذمت کرتے۔ مذمتی شعروں میں عموماً حسب ونسب کا نقص بیان کیا جاتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان سے کہا کہ جب انہوں نے ابوسفیان کی مذمت میں اشعار کی اجازت مانگی، میرا اور اس کا نسب ایک ہے تو پھر میرا کیا بنے گا جس پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا بات کہی۔

863 - وَعَنْ هِشَامٍ............

عَـنْ أَبِيـهِ قَـالَ: ذَهَبْـتُ أَسُـبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَـائِشَةَ، فَقَالَتْ: لَا تَسُبَّهُ، فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سیدنا عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے لگا تو انہوں نے فرمایا: انہیں برا بھلا مت کہو، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (شعروں سے) دفاع کرتے تھے۔

فائدہ: ......سیدہ عائشہ پر بہتان لگانے والوں میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ بھی تھے اس لیے سیدنا عروہ رحمہ اللہ نے انہیں برا بھلا کہا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے روک دیا کہ اس کی سزا انہیں مل چکی ہے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے تھے۔

382...... بَابُ الشِّعْرُ حَسَنٌ كَحَسَنِ الْكَلَامِ وَمِنْهُ قَبِيحٌ

اچھے اور برے کلام کی طرح شعر بھی اچھے برے ہوتے ہیں

864 - حَـدَّثَـنَـا أَبُـو عَـاصِـمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ زِيَادٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ............

(٨٦٢) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦١٥٠ـ ٣٥٣١ـ ومسلم: ٢٤٨٩.

(٨٦٣) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦١٥٠ـ ومسلم: ٢٤٨٧.

(٨٦٤) صحيح: انظر الحديث رقم: ٨٥٨.

عَـنْ أُبَـيِّ بْـنِ كَعْبٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةٌ)) .

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شعروں میں کچھ شعر حکمت پر مبنی ہیں۔''

865 - حَـدَّثَـنَـا مُـحَـمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعَمَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ..........

عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ الـلّٰـهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الشِّعْرُ بِـمَـنْـزِلَةِ الْكَلَامِ ، حَسَنُهُ كَحَسَنِ الْكَلَامِ ، وَقَبِيحُهُ كَقَبِيحِ الْكَلَامِ)) .

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شعر کلام کی طرح ہیں، اچھے شعر اچھے کلام کی طرح ہیں اور برے شعر برے کلام کی طرح ہیں۔''

866 - حَـدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، وَغَيْرُهُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُرْوَةَ..........

عَـنْ عَـائِشَةَ رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْهَا ، أَنَّهَا كَانَتْ تَـقُـولُ: الشِّعْرُ مِنْهُ حَسَنٌ وَمِنْهُ قَبِيحٌ ، خُذْ بِـالْـحَسَـنِ وَدَعِ الْقَبِيحَ ، وَلَقَدْ رَوَيْتُ مِنْ شِـعْـرِ كَـعْـبِ بْـنِ مَـالِكٍ أَشْعَـارًا ، مِنْهَـا الْقَصِيدَةُ فِيهَا أَرْبَعُونَ بَيْتًا ، وَدُونَ ذَلِكَ .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرمایا کرتی تھیں: شعروں میں اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی۔ اچھے شعر لے لو اور برے شعر چھوڑ دو۔ میں نے کعب بن مالک کے شعروں میں سے کئی شعر روایت کیے ہیں۔ ان میں سے ایک قصیدہ ہے جس میں چالیس بیت ہیں اور اس کے علاوہ بھی ہیں۔

فائدہ: ......ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ شعر فی نفسہ کلام ہی ہے جس کے ساتھ مافی الضمیر کا اظہار کیا جاتا ہے، فرق صرف یہ ہے کہ وہ مسجع ہوتا ہے۔ اگر اس میں شرعی خرابی نہ ہو تو اچھا ہوگا ورنہ برا۔ یہی حال کلام کا ہے، خواہ وہ کس قدر خوبصورت ہو اگر شریعت اور حق سے ہٹا ہوا ہو تو قبیح ہوگا۔ تاہم شعروں کی کثرت اور زیادتی مذموم ہے جس طرح گزشتہ اوراق میں گزر چکا ہے۔

867 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ..........

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَكَـانَ رَسُـولُ الـلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شریح رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شعر پڑھتے تھے؟ انہوں

(٨٦٥) صحيح: أخرجه الطبراني في الأوسط: ٧٦٩٦ـ والدار قطني: ٥/ ٢٧٤ـ انظر الصحيحة: ٤٤٧.

(٨٦٦) صحيح: أخرجه أبو يعلى: ٤٧٤١ـ والدار قطني: ٤٣٠٦ـ والبيهقي في الكبرىٰ: ١٠/ ٢٣٩ـ انظر الصحيحة: ٤٤٨.

(٨٦٧) صحيح: أخرجه الترمذي، كتاب الأدب، باب ماجاء في إنشاد الشعر: ٢٨٤٨ـ والنسائي في الكبرىٰ: ١٠٧٦٩ـ انظر الصحيحة: ٢٠٥٧.

يَتَمَثَّلُ بِشَيْءٍ مِنَ الشِّعْرِ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يَتَمَثَّلُ بِشَيْءٍ مِنْ شِعْرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ: ((وَيَأْتِيكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ)).

نے فرمایا: آپ عبداللہ بن رواحہ کے شعروں میں سے بطور مثل پڑھا کرتے تھے:

تیرے پاس وہ خبریں لائے گا جسے تو نے تیار نہیں کیا ہوگا۔

فائدہ: ...... یہ شعر طرفہ بن عبد کا ہے جو ابن رواحہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اس میں مستقبل کی صورت حال کی عکاسی ہے کہ عنقریب ایسے حالات آجائیں گے کہ انسان کے پاس اس کے نہ چاہتے ہوئے بھی خبریں آئیں گی۔ یہ حقیقت کے بہت قریب ہے اس لیے آپ یہ بیان کرتے تھے۔

868 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَارَكٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ............

أَنَّ الْأَسْوَدَ بْنَ سَرِيعٍ حَدَّثَهُ قَالَ: كُنْتُ شَاعِرًا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، امْتَدَحْتُ رَبِّي، فَقَالَ: ((أَمَا إِنَّ رَبَّكَ يُحِبُّ الْحَمْدَ))، وَمَا اسْتَزَادَنِي عَلَى ذَلِكَ.

اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں شاعر تھا تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے (شعروں میں) اپنے رب کی حمد وثنا بیان کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیوں نہیں بلاشبہ تیرا رب حمد کو پسند کرتا ہے۔'' آپ نے اس سے زیادہ مجھے کچھ نہ فرمایا۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ جس طرح عام کلمات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی جاتی ہے اسی طرح شعروں میں بھی کرنا جائز ہے کیونکہ شعر بھی کلام ہی کا حصہ ہے۔

383...... بَابُ مَنِ اسْتَنْشَدَ الشِّعْرَ

شعر سنانے کا مطالبہ کرنے کا حکم

869 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْلَى قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الشَّرِيدِ............

عَنِ الشَّرِيدِ قَالَ: اسْتَنْشَدَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِعْرَ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ، وَأَنْشَدْتُهُ، فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((هِيهِ، هِيهِ)) حَتَّى أَنْشَدْتُهُ مِائَةَ قَافِيَةٍ، فَقَالَ: ((إِنْ كَادَ لَيُسْلِمُ)).

سیدنا شرید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے امیہ بن ابی الصلت کے شعر سنانے کا مطالبہ کیا اور میں نے آپ کو شعر سنائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''اور سناؤ، مزید سناؤ۔'' یہاں تک کہ میں نے سو بیت پڑھے تو آپ نے فرمایا: ''قریب تھا کہ وہ مسلمان ہو جاتا۔''

(٨٦٨) حسن: انظر الحديث رقم: ٨٥٩.

(٨٦٩) صحيح: تقدم تخريجه برقم: ٧٧٩.

فائدہ: ......اچھے شعر سننے کا مطالبہ کرنا جائز ہے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ سے کئی مواقع پر ایسا کرنا ثابت ہے، البتہ یہ شرط ضرور ہے کہ وہ شعر اچھے اور حکمت پر مبنی ہوں۔ بے ہودہ، شرکیہ اور لغو نہ ہوں، نیز قرآن و حدیث سے غافل کرنے والے بھی نہ ہوں۔

384...... بَابُ مَنْ كَرِهَ الْغَالِبَ عَلَيْهِ الشِّعْرُ

شعروں کی کثرت کے مکروہ ہونے کا بیان

870 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ، عَنْ سَالِمٍ............

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا)).

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے، یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعروں سے بھرے۔''

فائدہ: ......حدیث کا مطلب یہ ہے کہ شعروں کو پیشہ بنانا اور زیادہ وقت انہی میں صرف کرنا ناجائز ہے۔ تاہم شرعی علوم کو حاصل کرنے، قرآن و حدیث کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ اگر اچھی شاعری کا ذوق ہو اور آدمی اس میں وقت بھی ضائع نہ کرے تو جائز ہے۔ عصر حاضر میں موسیقی اور اس کے دیگر آلات کی دھن میں حمد و نعت کا سلسلہ رحمانی نہیں شیطانی ہے پھر اس قسم کے شاعروں کی شکل وصورت اور لباس شریعت کی نگاہ میں ملعونانہ شکل و لباس سے کم نہیں ہوتی۔ أعاذنا الله منه۔

871 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ﴾ [الشعراء: 224] إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ﴾ [الشعراء: 226]، فَنَسَخَ مِنْ ذَلِكَ وَاسْتَثْنَى فَقَالَ: ﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ [الشعراء: 227] إِلَى قَوْلِهِ: ﴿يَنْقَلِبُونَ﴾ [الشعراء: 227].

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ: ''اور شاعروں کی راہ پر تو گمراہ لوگ چلتے ہیں۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ وہ ہر وادی میں بھٹکے پھرتے ہیں اور وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ کرتے نہیں'' کا عموم اللہ تعالیٰ نے منسوخ کر دیا ہے اور اہل ایمان کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور فرمایا: سوائے اہل ایمان کے جو ایمان لائے (اور اچھے کام کیے اور کثرت سے اللہ کا ذکر کیا......) ان کو لوٹ کر جانا ہے۔''

---

(۸۷۰) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦١٥٤۔ انظر الصحيحة: ٣٣٦.

(۸۷۱) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب: ٥٠١٦۔ انظر المشكاة: ٤٨٠٥.

فائدہ: ......سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فرمان کا مطلب ہے کہ ہر شاعر کا یہ حال نہیں۔ اہل ایمان اس مذمت سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ وہ اپنا زیادہ وقت اللہ کے ذکر میں گزارتے ہیں۔ ان کا غالب وقت شاعری میں نہیں گزرتا۔

385...... بَابُ مَنْ قَالَ: إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا

جس نے کہا: بعض بیان جادو ہوتے ہیں

872 - حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَجُلًا - أَوْ أَعْرَابِيًّا - أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ بَيِّنٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا، وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً)).

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی یا دیہاتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بڑی واضح گفتگو کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کئی بیان جادو اثر ہوتے ہیں اور کئی شعر حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔''

فائدہ: ...... بیان دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جو کسی بھی طرح مراد اور مطلب کو واضح کرے۔ دوسرا وہ جو سامعین کے دلوں میں اتر جائے اور انہیں گرویدہ کر لے۔ بسا اوقات یہ حقیقت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ دوسری قسم جادو کے مشابہ ہے جب وہ دل پر اثر انداز ہو۔ جب ایسا بیان حق کی طرف لے جائے تو ممدوح ہوتا ہے اور باطل کی طرف لے جائے تو مذموم۔

873 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْنٌ قَالَ............

حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ سَلَّامٍ، أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ دَفَعَ وَلَدَهُ إِلَى الشَّعْبِيِّ يُؤَدِّبُهُمْ، فَقَالَ: عَلِّمْهُمُ الشِّعْرَ يَمْجُدُوا وَيُنْجِدُوا، وَأَطْعِمْهُمُ اللَّحْمَ تَشْتَدُّ قُلُوبُهُمْ، وَجُزَّ شُعُورَهُمْ تَشْتَدُّ رِقَابُهُمْ، وَجَالِسْ بِهِمْ عِلْيَةَ الرِّجَالِ يُنَاقِضُوهُمُ الْكَلَامَ.

عمر بن سلام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان نے اپنے بیٹے امام شعبی رحمہ اللہ کے حوالے کیے تاکہ وہ انہیں آداب سکھائیں اور ساتھ ہی کہا: انہیں شعر سکھانا تاکہ یہ بزرگی اور عظمت والے بن جائیں اور انہیں گوشت کھلانا تاکہ ان کے دل مضبوط ہو جائیں اور ان کے بال کاٹتے رہنا تاکہ ان کی گردنیں مضبوط ہوں، نیز انہیں بڑے لوگوں کے ساتھ بٹھانا تاکہ یہ ان سے مناقضہ (بحث ومباحثہ) کر سکیں۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس میں عمر بن سلام راوی مجہول ہے۔

---

(٨٧٢) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب: ٥٠١١ـ والترمذى: ٢٢٤٥ـ وابن ماجه: ٣٧٥٦ـ انظر الصحيحة: ١٧٣١.

(٨٧٣) ضعيف: أخرجه ابن أبى الدنيا فى العيال: ٣٣٨ـ والخرائطى فى مكارم الأخلاق: ٧٣٧ـ ووكيع فى أخبار القضاة: ٢/ ٤٢١.

386...... بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الشِّعْرِ

ناپسندیدہ شعروں کا بیان

874 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ............

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ جُرْمًا إِنْسَانٌ شَاعِرٌ يَهْجُو الْقَبِيلَةَ مِنْ أَسْرِهَا، وَرَجُلٌ انْتَفَى مِنْ أَبِيهِ)).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے بڑا گنہگار اور مجرم وہ شاعر ہے جو پورے قبیلے کی مذمت کرتا ہے اور دوسرا وہ ہے جو اپنے باپ سے اپنے نسب کی نفی کرتا ہے۔''

فائدہ: ......ایسے شعر ناپسندیدہ ہیں جن میں پورے قبیلے کی ہجو کی گئی ہو کیونکہ قبیلے کے تمام لوگ تو برے نہیں ہوتے۔ کسی برے فرد کی ہجو تو جائز ہے لیکن پورے قبیلے کی مذمت ہرگز درست نہیں۔ اسی طرح اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف نسبت کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ عصر حاضر میں لے پالک کا جو رواج ہے، اسے شریعت نے ختم کر دیا ہے۔ اگر کوئی کسی بچے کی پرورش کرتا بھی ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اسے اس کے حقیقی باپ کے نام سے پکارا جائے۔

387...... بَابُ كَثْرَةِ الْكَلَامِ — کثرت کلام کی کراہت

875 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ............

سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ خَطِيبَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَا فَتَكَلَّمَا ثُمَّ قَعَدَا، وَقَامَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ، خَطِيبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمَ، فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِهِمَا، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ دو خطیب آدمی رسول اللہ ﷺ کے دور میں مشرق سے آئے۔ ان دونوں نے کھڑے ہو کر گفتگو کی پھر بیٹھ گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے خطیب ثابت بن قیس کھڑے ہوئے اور انہوں نے کلام کیا۔ لوگوں کو ان دونوں کی گفتگو سے حیرت ہوئی، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: ''اے لوگو! تم اپنے طریقے پر بات کرو، بات سے بات نکالتے چلے

(٨٧٤) صحيح: أخرجه ابن ماجه، كتاب الأدب: ٣٧٦١۔ أخرجه البيهقي: ١٠/ ٢٤١۔ من حديث شيبان به، وصححه ابن حبان: ٢٠١٤.

(٨٧٥) صحيح: أخرجه أحمد: ٥٦٨٧۔ وابن حبان: ٥٧١٨۔ وأخرجه مختصراً البخاري: ٥٧٦٧۔ وأبو داؤد: ٥٠٠٧۔ والترمذي: ٢٠٢٨.

((يَـا أَيُّهَـا الـنَّـاسُ ، قُـولُوا قَوْلَكُمْ ، فَإِنَّمَا تَشْقِيقُ الْكَلَامِ مِنَ الشَّيْطَانِ)) .
ثُـمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا)) .

جانا تو صرف شیطان کی طرف سے ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔''

876 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ..........

أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ: خَطَبَ رَجُلٌ عِنْدَ عُمَرَ فَـأَكْثَرَ الْكَلَامَ ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ فِي الْخُطَبِ مِنْ شَقَاشِقِ الشَّيْطَانِ .

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس خطبہ دیا اور لمبی چوڑی گفتگو کی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خطبوں میں بہت زیادہ باتیں شیطانی فضولیات میں سے ہے۔

877 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سُهَيْلُ بْنُ ذِرَاعٍ قَالَ..........

سَـمِعْتُ أَبَا يَزِيدَ أَوْ مَعْنَ بْنَ يَزِيدَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اجْتَمِعُوا فِي مَسَـاجِـدِكُـمْ ، وَكُـلَّـمَـا اجْتَـمَـعَ قَـوْمٌ فَـلْيُـؤْذِنُـونِـي)) ، فَـأَتَـانَـا أَوَّلَ مَنْ أَتَى ، فَـجَـلَـسَ ، فَتَكَلَّمَ مُتَكَلِّمٌ مِنَّا ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الْـحَـمْـدَ لِـلّٰـهِ الَّذِي لَيْـسَ لِلْحَمْدِ دُونَـهُ مَـقْـصَدٌ ، وَلَا وَرَاءَهُ مَنْفَذٌ فَغَضِبَ فَقَامَ ، فَتَلَاوَمْـنَـا بَيْـنَنَا ، فَقُلْنَا: أَتَانَا أَوَّلَ مَنْ أَتَى ، فَـذَهَـبَ إِلَـى مَسْـجِـدٍ آخَرَ فَجَلَسَ فِيهِ ، فَـأَتَيْـنَـاهُ فَـكَـلَّـمْنَاهُ ، فَجَاءَ مَعَنَا فَقَعَدَ فِي مَـجْـلِسِـهِ أَوْ قَـرِيبًـا مِنْ مَجْلِسِهِ ، ثُمَّ قَالَ: ((الْـحَـمْـدُ لِـلّٰـهِ الَّـذِي مَا شَاءَ جَعَلَ بَيْنَ

سیدنا معن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنی مسجدوں میں اکٹھے ہو جاؤ۔ جب ایک قوم اکٹھی ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا۔'' آپ سب سے پہلے ہمارے ہاں تشریف لائے اور بیٹھ گئے، چنانچہ ہم میں سے ایک آدمی نے گفتگو کی، پھر کہا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس کی حمد سے اس کی ذات کے سوا اور کوئی مقصد اور نہ اس کے سوا کوئی بھاگنے کی جگہ ہے۔ اس پر آپ غصہ ہوکر چلے گئے۔ ہم نے ایک دوسرے کو ملامت کی اور کہا کہ آپ سب سے پہلے ہمارے ہاں ہی تشریف لائے تھے (پھر ہمارے خطیب کی بات سن کر اٹھ کر چلے گئے) چنانچہ پھر آپ کسی دوسرے کی مسجد میں چلے گئے اور وہاں بیٹھ گئے۔ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے بات کی۔ پھر آپ ہمارے ساتھ آئے

---

(٨٧٦) صحيح: أخرجه ابن وهب في الجامع: ٣٢٢۔ وابن أبي الدنيا في الصمت: ١٥٢.

(٨٧٧) حسن: أخرجه أحمد: ١٥٨٦١۔ ورواه الطبراني أيضًا في المعجم الكبير: ١٩/ ٤٤٢، ١٠٧٤.

يَـدَيْـهِ، وَمَـا شَـاءَ جَـعَلَ خَلْفَهُ، وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا)) ، ثُمَّ أَمَرَنَا وَعَلَّمَنَا .

اور اپنی پہلی نشست یا اس کے قریب بیٹھ گئے، پھر فرمایا: ''ہر قسم کی تعریف اس ذات کے لیے ہے جس نے جو چاہا جب چاہا بنایا اور جو چاہا بعد میں موجود فرمایا۔ بلاشبہ کئی بیان جادو ہوتے ہیں۔'' پھر آپ نے ہمیں حکم دیا اور تعلیم دی۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ان روایات سے معلوم ہوا کہ گفتگو مختصر اور جامع کرنی چاہیے۔ بات سے بات نکالتے چلے جانا اور بلاوجہ تقریر کو طول دینا ناپسندیدہ امر ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے سامنے جب اس خطیب نے بات کو طول دیا، حالانکہ وہ حمد پر مبنی کلمات تھے، آپ اٹھ کر چلے گئے۔

(۲) رسول اکرم ﷺ کی موجودگی میں اسے طویل بات نہیں کرنی چاہیے تھی بلکہ آپ کو موقع دینا چاہیے تھا، نیز اس سے معلوم ہوا کہ مسنون کلام کے مقابلے میں لمبی چوڑی مسجع ومقفع کلام کی کوئی حیثیت نہیں۔

(۳) مقرر کی سحر بیانی کی بجائے ان حقائق کی طرف توجہ دینی چاہیے جو وہ بیان کرتا ہے، تاہم عمدہ فصیح و بلیغ گفتگو کرنا جو لوگوں کی سمجھ میں آئے اور اس میں تصنع اور بناوٹ بھی نہ ہو، پسندیدہ امر ہے۔

388...... بَابُ التَّمَنِّي تمنا کرنے کا بیان

878 - حَـدَّثَـنَـا خَـالِـدُ بْـنُ مَـخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ يَقُولُ..........

قَـالَـتْ عَـائِشَةُ: أَرِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ ذَاتَ لَيْـلَةٍ فَـقَـالَ: ((لَيْـتَ رَجُلًا صَـالِـحًـا مِنْ أَصْحَابِي يَجِيئُنِي فَيَحْرُسَنِي الـلَّيْـلَةَ)) ، إِذْ سَـمِـعْـنَـا صَوْتَ السِّلَاحِ ، فَـقَـالَ: ((مَـنْ هَذَا؟)) قَالَ: سَعْدٌ يَا رَسُولَ الـلّٰـهِ! جِـئْـتُ أَحْرُسُكَ ، فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَمِعْنَا غَطِيطَهُ .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات نبی ﷺ بے چین ہوئے اور آپ کی نیند ختم ہوگئی تو آپ نے فرمایا: ''کاش میرے صحابہ میں سے کوئی نیک آدمی میرے پاس آکر پہرہ دیتا۔'' تب اچانک ہم نے اسلحہ کی آواز سنی تو آپ نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' اس نے آواز دی: سعد۔ پھر سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کا پہرہ دینے کے لیے آیا ہوں۔ پھر نبی ﷺ آرام سے سو گئے یہاں تک کہ ہم نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ایک روایت میں ہے کہ لَوْ کا کلمہ شیطان کا دروازہ کھولتا ہے، یعنی کاش یہ ہوتا تو ایسے نہ ہوتا۔ امام بخاری یہاں بتانا چاہتے ہیں کہ ہر قسم کی تمنا مذموم نہیں بلکہ صرف وہ مذموم ہے جس میں تقدیر پر ناراضی کا

(۸۷۸) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب التمني، باب قوله ﷺ ليت كذا وكذا: ۷۲۳۱۔ ومسلم: ۲٤۱۰۔ والترمذي: ۳۷۵٦.

اظہار ہو۔ امورِ خیر کی تمنا کرنا جس کا تعلق مستقبل سے ہو یا ماضی میں کوئی گناہ کرنے پر اظہار ندامت ہو، جائز ہے۔

(۲) یہ ہجرت مدینہ کے فوراً بعد کا واقعہ ہے جب یہودیوں سے یا مشرکین مکہ کے حملے کا خطرہ تھا۔ بعد ازاں جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کی ذمہ داری لے لی کہ وہ لوگوں سے آپ کی حفاظت کرے گا تب آپ نے پہرہ لگانا چھوڑ دیا۔

(۳) وسائل کا استعمال توکل کے منافی نہیں ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ پہرہ دینے کی خواہش اور اس پر عمل نہ کرتے۔

389......بَابُ يُقَالُ لِلرَّجُلِ وَالشَّيْءِ وَالْفَرَسِ :هُوَ بَحْرٌ

آدمی، گھوڑے یا کسی چیز کو بحر کہنا

879 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ.........

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ، فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ، يُقَالُ لَهُ: الْمَنْدُوبُ، فَرَكِبَهُ، فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ: ((مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ، وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا)).

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات اہل مدینہ پر خوف و ہراس طاری ہوگیا تو نبی ﷺ نے سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا مستعار لیا جسے مندوب کہا جاتا تھا اور اس پر سوار ہوکر آگے گئے۔ جب آپ واپس آئے تو فرمایا: ''ہم نے کوئی چیز نہیں دیکھی اور ہم نے اس گھوڑے کو بحر پایا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ایک دفعہ مدینہ کے آس پاس سے نامانوس آوازیں آئیں جس سے لوگ گھبرا گئے اور پورا مدینہ خوف سے لرز اٹھا۔ ابھی لوگ آگے جا کر خبر لینے کا پروگرام بنا رہے تھے کہ رسول اکرم ﷺ کو تنہا ہی اس جانب سے آتا دیکھا۔ آپ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا لے کر زین ڈالے بغیر ہی اس طرف چلے گئے۔ آپ نے فرمایا: ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم واپس چلے جاؤ میں تمام جائزہ لے کر آیا ہوں۔ خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔

(۲) اس سے آپ کی بہادری کا پتہ چلا کہ آپ سب لوگوں سے بڑھ کر بہادر تھے۔

(۳) آپ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی تعریف فرمائی کہ وہ تو گویا سمندر ہے، یعنی نہایت تیز رفتار ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ بتانا چاہتے ہیں کہ ''هو بحر'' کی اصطلاح انسان کے لیے بھی استعمال کی جاسکتی ہے اور اس سے مراد سخاوت ہوگی۔

---

(٨٧٩) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الهبة، باب من استعار من الناس الفرس: ٢٦٢٧ـ ومسلم: ٢٣٠٧ـ وأبو داؤد: ٤٩٨٨ـ والترمذي: ١٦٨٥ـ والنسائي في الكبرىٰ: ٨٧٧٠ـ وابن ماجه: ٢٧٧٢.

390...... بَابُ الضَّرْبِ عَلَى اللَّحْنِ

غلط پڑھنے پر مارنا

880 – حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ............

عَـنْ نَـافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَضْرِبُ وَلَدَهُ عَلَى اللَّحْنِ.

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بیٹے کو غلط پڑھنے پر مارا کرتے تھے۔

فــائدہ: ......مخارج کی غلطی کو لحن کہتے ہیں۔ بچوں کو تلفظ وغیرہ کی غلط ادائیگی پر تادیبی سزا دی جاسکتی ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ صحابہ قرآن مجید کی تعلیم کا کس قدر اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

881 – حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ كَثِيرٍ أَبِي مُحَمَّدٍ............

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَجْلَانَ قَالَ: مَرَّ عُمَرُ بْـنُ الْـخَـطَّـابِ رَضِـيَ الـلّٰهُ عَنْهُ بِرَجُلَيْنِ يَـرْمِيَـانِ، فَـقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: أَسَبْتَ، فَـقَـالَ عُـمَـرُ: سُـوءُ اللَّحْنِ أَشَدُّ مِنْ سُوءِ الرَّمْيِ.

عبدالرحمٰن بن عجلان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دو آدمیوں کے پاس سے گزرے جو تیراندازی کررہے تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: أسبت، یعنی تو نے ٹھیک کیا (حالانکہ یہ أَصَبْتَ ہے) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تلفظ کی غلطی تیراندازی کی غلطی سے بری ہے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن عجلان راوی مجہول ہے۔

391...... بَابُ الرَّجُلِ يَقُولُ: لَيْسَ بِشَيْءٍ، وَهُوَ يُرِيدُ أَنَّهُ لَيْسَ بِحَقٍّ

کوئی آدمی لیس بشیء بول کر لیس بحق مراد لے

882 – حَـدَّثَـنَـا أَحْـمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ............

قَـالَـتْ عَـائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ: سَـأَلَ نَاسٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ عَـنِ الْكُهَّانِ، فَقَالَ لَهُمْ: ((لَيْسُوا بِشَـيْءٍ))، فَـقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَإِنَّهُمْ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: وہ صحیح نہیں ہیں اور ان کی کوئی حقیقت نہیں۔'' لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کوئی چیز بیان کرتے ہیں جو

(۸۸۰) صحيح: أخرجه ابن أبي شيبة: ۲۵۶۵۰۔ والبيهقي في الشعب: ۱۵۵۸۔ وابن عبدالبر في جامع العلم: ۲/ ۱۱۳۳.

(۸۸۱) ضعيف: أخرجه ابن سعد في الطبقات: ۳/ ۲۱۵۔ انظر الضعيفة: ۲٤١٤.

(۸۸۲) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب التوحيد: ۷۵٦۱، ۳۲۱۷۔ ومسلم: ۲۲۲۸۔ والترمذي: ۳۲٤۸.

يُحَدِّثُونَ بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الشَّيْطَانُ، فَيُقَرْقِرُهُ بِأُذُنَيْ وَلِيِّهِ كَقَرْقَرَةِ الدَّجَاجَةِ، فَيَخْلِطُونَ فِيهَا بِأَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كِذْبَةٍ)).

بسا اوقات صحیح ثابت ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: وہ صحیح بات وہ کلمہ ہوتا ہے جسے شیطان (فرشتوں کی باہمی گفتگو سے) اچک لیتا ہے اور اپنے دوستوں کے کانوں میں اس طرح ڈالتا ہے جیسے مرغی قرقر کرتی ہے، پھر وہ کاہن اس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا لیتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) نبی ﷺ نے کاہنوں کے بارے میں لَيْسُوا بِشَيْءٍ فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ حق پر نہیں ہیں اور نہ ان کا طریقہ ہی ٹھیک ہے۔ اسی کو امام بخاری نے باب میں بیان کیا ہے۔

(۲) آپ نے کاہنوں کی صحیح ثابت ہونے والی بات کی حقیقت بھی آشکارا فرمائی کہ وہ درحقیقت فرشتوں سے سنی ہوئی بات ہوتی ہے جسے شیطان اچک کر ان کے کانوں میں ڈالتا ہے۔ وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر اپنی دکانداری چمکاتے ہیں اور جاہل لوگ اس کی ایک صحیح بات پر توجہ دیتے ہیں اور اس کے ننانوے جھوٹ فراموش کر دیتے ہیں۔

(۳) کاہن کے پاس جانا کبیرہ گناہ ہے۔ اگر کوئی شخص کاہن کے پاس جائے اور اس کی تصدیق بھی کرے کہ اس کا اندازہ برحق ہے تو وہ محمد ﷺ پر نازل کردہ دین کا انکاری ہے۔ اس لیے چندسو یا ہزار کی چیز کی خاطر اپنا ایمان ہرگز برباد نہیں کرنا چاہیے۔

392...... بَابُ الْمَعَارِيضِ

اشارے کنائے سے بات کرنا

883 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ..........

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ لَهُ، فَحَدَا الْحَادِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ارْفُقْ يَا أَنْجَشَةُ - وَيْحَكَ - بِالْقَوَارِيرِ)).

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے کہ ایک اونٹ ہانکنے والے نے حدی پڑھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''افسوس تجھ پر اے انجشہ! شیشوں کو چلانے میں رحم کھا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) معاریض سے مراد ایسا کلام ہے جس کے دو معانی مراد لیے جاسکیں، تاہم ایک معنی ظاہری اور متبادر ہوتے ہیں اور دوسرے مرادی۔ اس کا استعمال کلام عرب میں عام ہے۔ آپ نے شیشے سے مراد عورتیں لیں کیونکہ وہ بھی جلد متاثر ہو جاتی ہیں۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ قافلے میں عورتیں بھی ہیں اس لیے ان کے فتنے میں پڑنے کا خدشہ ہے۔ اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ حدی خوانی کر کے اونٹوں کو زیادہ تیز نہ چلا کیونکہ عورتیں کانچ کی طرح

(۸۸۳) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦٢٠٩ـ ومسلم: ٢٣٢٣ـ وتقدم تخريجه برقم: ٢٦٤.

نرم مزاج ہوتی ہیں۔ ان کے لیے زیادہ مشقت نہ ہو یا سواریوں کی تیز رفتاری سے کہیں گر نہ جائیں۔

(۲) تعریض سے مقصد اگر کسی کو دھوکا دینا ہو، یا حق بات کو ٹھکرانا ہو یا کسی کی پگڑی اچھالنا ہو تو ناجائز ہے۔

884 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ أَبِي............

حَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ - فِيمَا أَرَى شَكَّ أَبِي - أَنَّهُ قَالَ: حَسْبُ امْرِءٍ مِنَ الْكَذِبِ أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: کسی آدمی کے جھوٹے ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کر دے۔

قَالَ: وَفِيمَا أَرَى قَالَ: قَالَ عُمَرُ: أَمَا فِي الْمَعَارِيضِ مَا يَكْفِي الْمُسْلِمَ مِنَ الْكَذِبِ.

راوی کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے میرے خیال میں یہ بھی فرمایا: کیا تعریض اختیار کرنے میں مسلمان کے لیے جھوٹ سے بچاؤ نہیں ہے؟

فوائد و مسائل: ......(۱) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا پہلا قول مرفوعاً بھی مروی ہے جیسے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔ (الصحیحۃ للألبانی، ح: ۲۰۲۵)

(۲) ہر سنی سنائی بات بیان کرنے والا جھوٹ بھی آگے بیان کرتا ہے خواہ وہ ارادتاً نہیں کرتا لیکن پھر بھی جھوٹ ہی بیان کرتا ہے اور خلاف واقعہ بات بیان کرنے والا ہی جھوٹا ہوتا ہے۔

(۳) تعریض سے مقصد اگر خلاف واقعہ بات کرنا ہو تو پھر اس میں اور جھوٹ میں کوئی فرق نہیں رہتا۔

885 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ...........

عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ قَالَ: صَحِبْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ إِلَى الْبَصْرَةِ، فَمَا أَتَى عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا أَنْشَدْنَا فِيهِ الشِّعْرَ، وَقَالَ: إِنَّ فِي مَعَارِيضِ الْكَلَامِ لَمَنْدُوحَةً عَنِ الْكَذِبِ.

مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے میں (کوفہ سے) بصرہ تک عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کے ساتھ گیا۔ وہ ہمیں ہر روز بلا ناغہ اشعار سناتے اور کہتے: تعریض (توریہ) میں جھوٹ سے بچنے کی گنجائش ہے۔

فائدہ: ......دیکھیے، حدیث: ۸۵۷ کے فوائد۔

---

(۸۸٤) صحيح موقوفا: أخرجه ابن أبي شيبة: ۲٥٦۱۸، ۲٦۰۹٥۔ ومسلم في مقدمة صحيحه: ٥۔ والبيهقي في شعب الايمان: ٤۷۹۳، ٤۹۹۷۔ وهناد في الزهد: ۱۳۷۷.

(۸۸٥) صحيح: انظر الحديث رقم: ۸٥۷.

393...... بَابُ إِفْشَاءِ السِّرِّ

راز افشا کرنے کا بیان

886 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: عَجِبْتُ مِنَ الرَّجُلِ يَفِرُّ مِنَ الْقَدَرِ وَهُوَ مُوَاقِعُهُ، وَيَرَى الْقَذَاةَ فِي عَيْنِ أَخِيهِ وَيَدَعُ الْجِذْعَ فِي عَيْنِهِ، وَيُخْرِجُ الضَّغْنَ مِنْ نَفْسِ أَخِيهِ وَيَدَعُ الضَّغْنَ فِي نَفْسِهِ، وَمَا وَضَعْتُ سِرِّي عِنْدَ أَحَدٍ فَلُمْتُهُ عَلَى إِفْشَائِهِ، وَكَيْفَ أَلُومُهُ وَقَدْ ضِقْتُ بِهِ ذَرْعًا؟.

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: مجھے اس آدمی سے تعجب ہوتا ہے جو تقدیر سے بھاگنے کی کوشش کرتا ہے حالانکہ وہ اس پر واقع ہونے والی ہے اور اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا بھی اسے نظر آجاتا ہے اور اپنی آنکھ میں شہتیر بھی اسے دکھائی نہیں دیتا اور اپنے بھائی کے دل سے کینے کو نکالنا چاہتا ہے اور اپنے دل میں کینے کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور میں نے اپنا راز کسی کے پاس نہیں رکھا کہ پھر اس کے افشا کرنے پر اسے ملامت کی ہو۔ میں اسے کیسے ملامت کر سکتا ہوں جبکہ میں خود ہی (اس کو محفوظ رکھنے سے) تنگ دل ہو گیا تھا۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ اگر آپ اپنا راز محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو پھر کسی کو مت بتائیں۔ اگر آپ اپنے راز کی خود حفاظت نہ کر سکے تو کوئی دوسرا آپ کے راز کی حفاظت ہرگز نہیں کرے گا۔ دوسری بات یہ فرمائی کہ انسان کو اپنے عیب نظر نہیں آتے وہ ہمیشہ دوسروں کی کمزوریاں تلاش کرتا ہے حالانکہ وہ خود اس سے بڑی غلطیوں میں ملوث ہوتا ہے۔

اسی طرح یہ راہنمائی فرمائی کہ اگر انسان چاہتا ہے کہ لوگ اس کے بارے میں اپنا دل صاف رکھیں تو سب سے پہلے اسے اپنا دل لوگوں کے بارے میں صاف رکھنا ہوگا۔

394...... بَابُ السُّخْرِيَةِ، وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ﴾ [الحجرات: 11]

کسی کا مذاق اڑانا اور ارشاد باری: ''کوئی قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے'' کا بیان

887 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ............

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَرَّ رَجُلٌ مُصَابٌ عَلَى نِسْوَةٍ، فَتَضَاحَكْنَ بِهِ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا؛ ایک مصیبت زدہ آدمی کچھ عورتوں کے پاس سے گزرا، وہ اس

(۸۸۶) صحیح: أخرجه ابن ابی الدنیا فی الصمت: ٤٠٦ـ والبیهقی فی القضاء والقدر: ٥٠١ـ والخرائطی فی اعتلال القلوب: ٦٩٤.

(۸۸۷) ضعیف: اس میں ام علقمہ راویہ، جس کا نام مرجانہ ہے، مجہولہ ہے۔

يَسْخَرْنَ ، فَأُصِيبَ بَعْضُهُنَّ .

پر ہنسیں اور اس کا مذاق اڑایا تو ان میں سے بعض عورتیں اسی مصیبت کا شکار ہوگئیں۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم کسی کا مذاق اڑانا باعث پکڑ ہوسکتا ہے اس لیے اس سے گریز کرنا چاہیے۔

395...... بَابُ التُّؤَدَةِ فِي الْأُمُورِ
تمام معاملات میں سنجیدگی اور وقار اختیار کرنا

888 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ...........

عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَلِيٍّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِي ، فَنَاجَى أَبِي دُونِي ، قَالَ: فَقُلْتُ لِأَبِي: مَا قَالَ لَكَ؟ قَالَ: ((إِذَا أَرَدْتَ أَمْرًا فَعَلَيْكَ بِالتُّؤَدَةِ حَتَّى يُرِيَكَ اللّٰهُ مِنْهُ الْمَخْرَجَ ، أَوْ حَتَّى يَجْعَلَ اللّٰهُ لَكَ مَخْرَجًا)) .

بلیّ قبیلے کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے چھوڑ کر میرے والد سے سرگوشی کی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا سرگوشی کی ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا: ''جب تم کوئی کام کرنا چاہو تو سنجیدگی اور وقار کے ساتھ کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس کام سے نکلنے کا کوئی راستہ دکھا دے۔'' یا فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیرے لیے نکلنے کا کوئی راستہ بنا دے۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم سنجیدگی، ٹھہراؤ اور وقار کو اختیار کرنا دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

889 - وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو الْفُقَيْمِيِّ ، عَنْ مُنْذِرٍ الثَّوْرِيِّ...........

عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: لَيْسَ بِحَكِيمٍ مَنْ لَا يُعَاشِرُ بِالْمَعْرُوفِ مَنْ لَا يَجِدُ مِنْ مُعَاشَرَتِهِ بُدًّا ، حَتَّى يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُ فَرَجًا أَوْ مَخْرَجًا .

محمد ابن الحنفیہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: جن لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہے بغیر چارہ نہ ہو، ان کے ساتھ اچھے طریقے سے نہ رہنے والا حکیم اور دانا نہیں ہے۔ اسے

(۸۸۸) ضعیف : أخرجه ابن أبی شيبة : ۲۵۳۱۲ـ والحارث فی مسنده كما فی البغية : ۸۶۷ـ والبيهقی فی شعب الأيمان : ۱۱۸۷ـ انظر الصحيحة : ۲۳۰۷.

(۸۸۹) صحيح : أخرجه ابن أبی شيبة : ۳۵۷۰٤ـ وابن أبی الدنيا فی الحلم : ۱۰۸ـ والبيهقی فی الأداب : ۲۲٤ـ وابن المقری فی معجمه : ٤۹۱ـ وأبو نعيم فی الحلية : ۳/ ۱۷۵.

چاہیے کہ جن کے ساتھ رہنا ضروری ہو ان کے ساتھ گزارہ کرتا رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے کوئی راہ نکال دے۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ جن افراد خانہ، دوست احباب اور خدام وغیرہ کے ساتھ ہر وقت رہنا ہے ان کے ساتھ نہ بھی بنتی ہو تو انسان کو برداشت کرنا چاہیے اور اچھے طریقے سے گزارہ کرنا چاہیے۔ ٹینشن پیدا کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ جب تک کوئی متبادل صورت نظر نہ آئے آدمی کو خوش دلی سے گزارہ کرنا چاہیے۔ پرسکون زندگی گزارنے کا بہترین اصول یہ ہے کہ جس کا مقابلہ نہیں کر سکتے، اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا دو۔

396...... بَابُ مَنْ هَدَى زُقَاقًا أَوْ طَرِيقًا

جو شخص کسی کو گلی یا راستے کا بتا دے

890 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَزَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا قِنَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْسَجَةَ..........

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةً أَوْ هَدَى زُقَاقًا - أَوْ قَالَ: طَرِيقًا - كَانَ لَهُ عَدْلُ عِتَاقِ نَسَمَةٍ".

حضرا براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی کو کوئی دودھ والا جانور دیا یا گلی اور راستے کی راہنمائی کی اسے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔''

891 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي زُمَيْلٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ أَبِيهِ...........

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، يَرْفَعُهُ - قَالَ: ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذَلِكَ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا رَفَعَهُ - قَالَ: إِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَتَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَ وَالْعَظْمَ عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَهِدَايَتُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّالَّةِ صَدَقَةٌ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''تیرا اپنے ڈول سے پانی اپنے بھائی کے ڈول میں انڈیلنا صدقہ ہے۔ تیرا نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے۔ تیرا اپنے بھائی کو مسکرا کر ملنا بھی صدقہ ہے۔ تیرا لوگوں کے راستے سے پتھر، کانٹا اور ہڈی ہٹا دینا بھی تیرے لیے صدقہ ہے۔ کسی بھولے ہوئے آدمی کو صحیح راہ پر لگا دینا بھی صدقہ ہے۔''

---

(٨٩٠) صحيح: أخرجه الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في المنحة: ١٩٥٧ـ انظر صحيح الترغيب: ٨٩٨.

(٨٩١) صحيح: أخرجه الترمذي، كتاب البر والصلة: ١٩٥٦ـ انظر الصحيحة: ٥٧٢.

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ نیکی کی راہیں بہت زیادہ ہیں۔ انسان ایک کام نہ کر سکے تو دوسرا کر لے۔ کسی کے لیے راہ فرار نہیں ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر تم نیکی کا کوئی کام نہیں کر سکتے تو لوگوں کو ایذاء دینے سے باز رہو یہ بھی نیکی اور صدقہ ہے (صحیح الأدب المفرد، ح: ۱۶۲) لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ فرائض کو ترک کر دیا جائے، فرائض کو بجالانا اپنی جگہ ضروری ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایمان کے بعد جس میں یہ چیزیں ہوں وہ ضرور جنت میں جائے گا۔

397...... بَابُ مَنْ كَمَّهَ أَعْمَى

اندھے کو راستے سے بھٹکانے کا گناہ

892 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ كَمَّهَ أَعْمَى عَنِ السَّبِيلِ)).

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جس نے کسی اندھے کو صحیح راستے سے بھٹکایا۔“

فوائد و مسائل: ......(۱) معذور لوگوں کو تنگ کرنا کئی افراد کی عادت ہوتی ہے اور وہ اسے اپنی تفریح کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ شرعاً ایسا کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ صحیح راستے کی راہنمائی کرنا دخول جنت کا باعث ہے تو غلط راستہ بتانا، خصوصاً کسی نابینے کو، اللہ کی لعنت اور اس کی رحمت سے دوری کا باعث ہے اور یہ کبیرہ گناہ ہے۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ سائن بورڈ جو لوگوں کی راہنمائی کے لیے لگائے جاتے ہیں انہیں توڑنا یا خراب کرنا گناہ کا کام ہے۔ اس سے بسا اوقات بہت بڑے بڑے حادثے ہو جاتے ہیں جس کا وبال ان لوگوں پر بھی پڑتا ہے جو یہ علامتی بورڈ خراب کرتے ہیں۔

398...... بَابُ الْبَغْيِ

سرکشی اور ظلم کا بیان

893 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَهْرَامَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَهْرٌ قَالَ............

حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۸۹۲) حسن صحیح: أخرجه أحمد: ۲۹۱۳۔ وعبد بن حمید: ۵۸۹۔ وابن حبان: ۴٤۱۷۔ والبیهقی فی الشعب: ٤۹۸۸۔ انظر الصحیحة: ۳٤٦۲.

(۸۹۳) ضعیف: أخرجه أحمد: ۲۹۱۹۔ والطبرانی فی الکبیر: ۹/ ۳۹.

بِفِنَاءِ بَيْتِهِ بِمَكَّةَ جَالِسٌ ، إِذْ مَرَّ بِهِ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ ، فَكَشَرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلا تَجْلِسُ؟)) قَالَ: بَلَى ، فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَقْبِلَهُ ، فَبَيْنَمَا هُوَ يُحَدِّثُهُ إِذْ شَخَصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: ((أَتَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آنِفًا ، وَأَنْتَ جَالِسٌ)) ، قَالَ: فَمَا قَالَ لَكَ؟ قَالَ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ [النحل: 90] قَالَ عُثْمَانُ: وَذَلِكَ حِينَ اسْتَقَرَّ الْإِيمَانُ فِي قَلْبِي وَأَحْبَبْتُ مُحَمَّدًا .

مکہ مکرمہ میں اپنے گھر کے صحن میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس سے سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ گزرے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مسکرا کر دیکھا تو آپ نے ان سے فرمایا: ”بیٹھو گے نہیں؟“ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا: ”ابھی تمہارے بیٹھے بیٹھے اللہ کا قاصد میرے پاس آیا۔“ انہوں نے کہا: پھر اس نے آپ سے کیا کہا؟ آپ نے فرمایا کہ اس نے کہا ہے: ﴿ان اللّٰـه يـأمـر ....﴾ بلاشبہ اللہ تعالیٰ عدل و احسان اور قریبی رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، منکر اور سرکشی وظلم سے منع فرماتا ہے، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔“

عثمان کہتے ہیں: اس وقت سے ایمان میرے دل میں قرار دیا گیا اور میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت شروع کر دی۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف، تاہم سرکشی اور بغاوت کی وعید دیگر صحیح احادیث میں وارد ہے جیسا کہ حدیث ۸۹۵ سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

399...... بَابُ عُقُوبَةِ الْبَغْيِ سرکشی کی سزا

894 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ..........

عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تُدْرِكَا ، دَخَلْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ)) ، وَأَشَارَ مُحَمَّدٌ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى .

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے دو بچیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں، میں اور وہ جنت میں اس طرح اکٹھے داخل ہوں گے۔“ راوی حدیث محمد بن عبدالعزیز نے درمیانی اور شہادت والی انگلی کو ملا کر اشارہ کیا۔

(۸۹٤) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب البر والصلة والادب: ۲٦۳۱۔ والترمذی: ۱۹۱٤۔ انظر الصحيحة: ۲۹۷.

فائدہ: ......اس حدیث کا بظاہر باب سے کوئی تعلق نہیں، تاہم آئندہ حدیث جو اسی حدیث کا حصہ ہے اس میں بغاوت کی سنگینی کا ذکر ہے۔

895 - وَبَابَانِ يُعَجَّلَانِ فِي الدُّنْيَا: الْبَغْيُ، وَقَطِيعَةُ الرَّحِمِ".

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو گناہوں کی سزا جلد دنیا میں بھی مل جاتی ہے: سرکشی و بغاوت اور قطع رحمی۔''

فائدہ: ......ایک روایت میں صراحت ہے کہ آخرت میں بھی اس کی سزا ملتی ہے اور دنیا میں بھی اس پر ضرور پکڑ ہوتی ہے۔ (سنن ابی داؤد) اس لیے اس کبیرہ گناہ سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔ ان احادیث کی مزید تفصیل حدیث: ٦٧ کے فوائد میں گزر چکی ہے۔ کسی پر ظلم وزیادتی اور رشتہ داری کو توڑنا نہایت حساس معاملہ ہے جس پر ہر انسان کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔

400...... بَابُ الْحَسَبِ خاندانی شرافت کا بیان

896 - حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ مَعْمَرٍ الْعَوْفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الْكَرِيمَ ابْنَ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ)).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً ''معزز بن معزز بن معزز بن معزز یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہیں۔''

فائدہ: ......انسان کی اپنی اور آباء واجداد کی شرافت کو حسب کہا جاتا ہے۔ جس میں ہر طرح کی خیر و بھلائی جمع ہوا سے کریم کہتے ہیں۔ خاندانی بزرگی اور شرافت کا انحصار ایمان اور تقویٰ پر ہے، تاہم ایمان اور تقویٰ کے ساتھ کسی کو خاندانی عزت و وقار حاصل ہے تو یہ بہرحال ایک زائد فضیلت ہے۔ سیدنا یوسف علیہ السلام جامع الصفات تھے۔

897 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(٨٩٥) صحيح: وأخرجه المصنف في تاريخه الكبير: ١/ ١٦٦ـ والحاكم: ٤/ ١٧٧ـ انظر الصحيحة: ١١٢٠.

(٨٩٦) صحيح: تقدم تخريجه، برقم: ٦٠٥.

(٨٩٧) حسن: أخرجه ابن أبي عاصم في السنة: ٢١٣ـ والطبراني في تهذيب الآثار: ٤٣٤ـ والبيهقي في الزهد: ٨٨٢ـ انظر الصحيحة: ٧٦٥.

"إِنَّ أَوْلِيَائِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُتَّقُونَ، وَإِنْ كَانَ نَسَبٌ أَقْرَبَ مِنْ نَسَبٍ، فَلَا يَأْتِينِي النَّاسُ بِالْأَعْمَالِ وَتَأْتُونَ بِالدُّنْيَا تَحْمِلُونَهَا عَلَى رِقَابِكُمْ، فَتَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ، فَأَقُولُ هَكَذَا وَهَكَذَا: لَا"، وَأَعْرَضَ فِي كِلَا عِطْفَيْهِ.

فرمایا: ''میرے دوست روز قیامت متقی لوگ ہوں گے خواہ کسی کا نسب دوسرے کی نسبت مجھ سے زیادہ قریب ہو۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ میرے پاس اعمال لے کر آئیں اور تم دنیا کو اپنی گردنوں پر اٹھائے ہوئے آؤ اور کہو: اے محمد ﷺ ہماری مدد کیجیے تو میں اس طرح سے انکار کروں کہ چلو چلو۔'' آپ نے دونوں جانب اعراض کر کے اشارہ کیا۔

898 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ.........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَا أَرَى أَحَدًا يَعْمَلُ بِهَذِهِ الْآيَةِ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى﴾ [الحجرات: 13] حَتَّى بَلَغَ: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ [الحجرات: 13]، فَيَقُولُ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: أَنَا أَكْرَمُ مِنْكَ، فَلَيْسَ أَحَدٌ أَكْرَمَ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِتَقْوَى اللَّهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میرے خیال میں اس آیت کریمہ پر کوئی عمل نہیں کرتا ''اے لوگو! بلاشبہ ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہارے خاندان اور قبیلے بنا دیے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔'' اب آدمی دوسرے سے کہتا ہے: میں تجھ سے زیادہ عزت والا ہوں حالانکہ تقویٰ کے بغیر کوئی کسی سے بڑھ کر عزت وشرف والا نہیں۔

899 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ قَالَ..........

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا تَعُدُّونَ الْكَرَمَ؟ وَقَدْ بَيَّنَ اللَّهُ الْكَرَمَ، فَأَكْرَمُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ، مَا تَعُدُّونَ الْحَسَبَ؟ أَفْضَلُكُمْ حَسَبًا أَحْسَنُكُمْ خُلُقًا.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ''تم عزت وشرف کس کو سمجھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے عزت کی وضاحت فرما دی ہے کہ وہ کیا ہے؟ چنانچہ تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ تم شرافت کس کو شمار کرتے ہو؟ جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے وہ شرف وعزت میں سب سے بڑھ کر ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ان روایات سے معلوم ہوا کہ برادری اور خاندان محض تعارف کے لیے ہیں

(۸۹۸) صحیح. (۸۹۹) صحیح.

اصل معیارِ عزت عمدہ اخلاق اور تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔ جس میں یہ صفات جتنی زیادہ کامل ہوں وہ اسی قدر زیادہ عزت والا ہے۔ البتہ اگر خاندانی کوئی خوبی ایمان کے ساتھ جمع ہو جائے تو پھر ''سونے پر سہاگے'' والی بات ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے ہاں فیصلے اعمال کی بنیاد پر ہوں گے خاندان کی بنیاد پر نہیں کیونکہ خاندان تو سب کا ایک ہے اور دنیا میں آنے کا طریقہ کار بھی ایک ہے تو پھر یہ چیز شرف کا باعث کیسے ہو سکتی ہے۔

401...... بَابُ الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ

روحیں جمع شدہ لشکر ہیں

900 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ..........

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ)) .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''روحیں جمع شدہ لشکر ہیں جن کا باہم تعارف اور مانوسیت ہوگئی وہ (دنیا میں بھی) ایک دوسرے سے الفت و محبت کرتی ہیں اور جو وہاں ایک دوسرے سے مانوس نہ ہو سکیں ان کا (دنیا میں بھی) اختلاف ہوگیا۔

901 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ)) .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روحیں جمع شدہ لشکر تھیں جن کی باہم جان پہچان ہوگئی ان (کی دنیا) میں الفت پیدا ہوگئی اور جو باہم مانوس نہ ہوئیں ان کا (دنیا میں) اختلاف ہوگیا۔''

فائدہ: ......حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مختلف صفات کا حامل بنایا ہے تخلیق اجسام سے پہلے روحیں عالم ارواح میں اکٹھی تھیں۔ اچھی بری صفات کے اختلاف سے وہاں بھی نیکوں اور بروں کے الگ الگ گروہ تھے۔ اسی حساب سے دنیا میں بھی ان کی باہمی محبت اور اختلاف ہے۔ برے لوگ برے لوگوں کے دوست ہیں اور اچھے اچھوں کے۔

---

(۹۰۰) صحیح: أخرجه البخاری معلقًا، کتاب الانبیاء: ۳۳۳۶۔ وابن أبی الدنیا فی الاخوان: ۱/ ۱۲۹۔ وابن الاعرابی فی معجمه: ۲۲۶۔ وأبو یعلی: ٤٣٦٤۔ والبیهقی فی الاداب: ۲۳۶.

(۹۰۱) صحیح: أخرجه مسلم، کتاب البر والصلة والادب: ۲٦۳۸۔ وأبو داؤد: ٤٨٣٤۔ انظر مشکاة: ۵۰۰۳.

402...... بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ عِنْدَ التَّعَجُّبِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ

تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا

902 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحِ الْمِصْرِيُّ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَحْيَى الْكَلْبِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ............

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "بَيْنَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ، عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهُ شَاةً، فَطَلَبَهُ الرَّاعِي، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ؟ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي"، فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَإِنِّي أُؤْمِنُ بِذَلِكَ، أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''اس دوران کہ ایک چرواہا اپنی بکریوں میں تھا، ایک بھیڑیے نے جھپٹ کر ایک بکری کو پکڑ لیا۔ چرواہا اس کے پیچھے بھاگا تو بھیڑیے نے اس سے مخاطب ہوکر کہا: جس دن درندوں کا راج ہوگا اور میرے سوا کوئی ان کا چرواہا نہیں ہوگا اس دن ان کی حفاظت کون کرے گا؟'' لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں اور ابوبکر وعمر بھی۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) بھیڑیے کے گفتگو کرنے اور ایسی صورت حال کے پیش آنے میں کوئی شک نہیں۔ اللہ تعالیٰ جانوروں کو بولنے کی طاقت دے سکتا ہے۔ اسی بات پر ایمان کا آپ نے ذکر فرمایا، جب لوگوں نے اس پر تعجب کرتے ہوئے سبحان اللہ کہا۔

(۲) اس سے سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ ان کی عدم موجودگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ایمان کی گواہی دی۔

(۳) یوم السبع سے مراد وہ دن ہے جس دن تمام جانور بے کار چھوڑ دیے جائیں گے اور لوگ فتنوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے مال سے غافل ہو جائیں گے۔

903 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ............

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں

(۹۰۲) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب الانبیاء: ۳۴۶۶، ۳۶۹۰۔ ومسلم: ۲۳۸۸۔ والترمذی: ۳۶۹۵۔ والنسائی فی الکبریٰ: ۸۰۵۸.

(۹۰۳) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب التفسیر: ۴۹۴۹، ۶۲۱۷۔ ومسلم: ۲۶۴۷۔ وأبو داؤد: ۴۶۹۴۔ والترمذی: ۳۳۴۴۔ وابن ماجه: ۷۸.

فِي جَنَازَةٍ، فَأَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ فِي الْأَرْضِ، فَقَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا قَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ، وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا، وَنَدَعُ الْعَمَلَ؟ قَالَ: ((اعْمَلُوا، فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ))، قَالَ: ((أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ))، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾ [الليل: 6].

تھے۔ آپ نے کوئی چیز اٹھائی اور اس سے زمین کریدنی شروع کر دی اور فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کا ٹھکانا جنت اور جہنم میں لکھ دیا گیا ہے۔'' انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے لکھے پر بھروسا کر کے عمل ترک نہ کر دیں؟ آپ نے فرمایا: ''عمل کرتے رہو کیونکہ ہر ایک کو اس کی توفیق ملتی ہے جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''جو اہل سعادت ہیں ان کے لیے خوش بختی والے کام آسان کر دیے جاتے ہیں اور جو بد بخت ہیں ان کے لیے بد بختی والے کاموں کی آسانی کر دی جاتی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ''چنانچہ جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کی تصدیق کی......''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث کا بظاہر باب سے کوئی تعلق نہیں الا یہ کہ اس میں معنوی طور پر تعجب کا ذکر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو پھر ہمیں عمل بھی ترک کر دینے چاہئیں؟

(۲) یہ حدیث تقدیر کے معاملات میں فیصلہ کن ہے اور جبریہ اور قدریہ جیسے گمراہ فرقوں کا اس میں رد پایا جاتا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ انسان کو وحی الٰہی کے مطابق ربانی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیے۔ کیونکہ اسے اسباب کو تلاش کرنے کا پابند بنایا گیا ہے اگر وہ یہ طریقہ اختیار کرے گا تو اس کے لیے جنت کی راہ آسان ہو جائے گی۔ وہ مجبور محض نہیں کہ اسے پکڑ کر ایک راستے پر لگا دیا گیا ہو بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے عقل و شعور سے نوازا، انبیاء اور رسول مبعوث فرمائے، کتابیں نازل کیں اور انسان کو خیر اور شر میں سے ایک کو عمل میں لانے کا اختیار بھی دیا، جیسے رزق کا معاملہ ہے کہ اللہ نے لکھ دیا ہے کہ کس انسان کو کیا ملے گا؟ اب کوئی بھی انسان ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ نہیں رہتا کہ جو میرے مقدر میں ہے مجھے مل جائے گا بلکہ وہ اسباب تلاش کرتا ہے، ان کو اختیار کرتا ہے اور انجام اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیتا ہے۔ اسی طرح انسان کو اچھے اعمال کر کے اسباب مغفرت تلاش کرنے چاہئیں اور انجام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے۔

403...... بَابُ مَسْحِ الْأَرْضِ بِالْيَدِ

زمین کو ہاتھ سے چھونا

904 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ............

(۹۰۴) ضعيف: أخرجه الشافعي في مسنده: ۱/ ۱۷۔ والطبراني في جزء من كذب علي: ۹۷۔ وابن عساكر في تاريخه: ٦٧/ ١٥٠۔ والبيهقي في معرفة السنن والآثار: ١/ ٧٨.

عَـنْ أُمِّهِ قَالَتْ: قُلْتُ لِأَبِي قَتَادَةَ: مَا لَكَ لَا تُـحَـدِّثُ عَـنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ كَـمَا يُحَدِّثُ عَنْهُ النَّاسُ؟ فَقَالَ أَبُو قَتَـادَةَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ يَـقُولُ: ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيُسَهِّلْ لِـجَنْبِـهِ مَـضْـجَـعًـا مِنَ النَّارِ)) ، وَجَعَلَ رَسُـولُ الـلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَلِكَ وَيَمْسَحُ الْأَرْضَ بِيَدِهِ .

ام اسید رحمہا اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا وجہ ہے کہ آپ دیگر صحابۂ کرام کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بیان نہیں کرتے؟ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا اس کو چاہیے کہ اپنے پہلو کی جگہ آگ میں بنا لے۔'' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے اور ساتھ ساتھ اپنے ہاتھ سے زمین کو چھو رہے تھے۔

فائدہ: ...... یہ سند ام اسید کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے، تاہم حدیث: من كذب...... صحیح اور متواتر ہے۔

404...... بَابُ الْخَذْفِ

کنکریاں پھینکنا

905 - حَـدَّثَـنَـا آدَمُ قَـالَ: حَـدَّثَـنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَـادَةَ قَـالَ: سَـمِـعْـتُ عُـقْبَةَ بْنَ صُهْبَانَ الْأَزْدِيَّ يُحَدِّثُ............

عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُـولُ الـلّٰـهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْـخَـذْفِ، وَقَـالَ: ((إِنَّـهُ لَا يَقْتُلُ الصَّيْدَ، وَلَا يُـنْـكِـى الْـعَـدُوَّ، وَإِنَّــهُ يَفْقَأُ الْعَيْنَ، وَيَكْسِرُ السِّنَّ)) .

حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں پھینکنے سے منع کیا اور فرمایا: وہ نہ تو شکار کو قتل کرتی ہے اور نہ دشمن کو تکلیف دیتی ہے، ہاں آنکھ پھوڑ دیتی ہے اور دانت توڑ دیتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) مطلب یہ ہے کہ کھیل کوئی با مقصد ہونا چاہیے۔ بلا وجہ کنکریاں پھینکنا فضول حرکت ہے جس سے کسی کی آنکھ یا دانت ضائع ہوسکتا ہے۔

(۲) اس حدیث میں گلی محلے کے راستوں میں کرکٹ کھیلنے والوں کے لیے راہنمائی ہے کہ انہیں اس ایذا رسانی سے باز آجانا چاہیے۔

---

(۹۰۵) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الادب: ۶۲۲۰۔ ومسلم: ۱۹۵۴۔ وأبو داؤد: ۵۲۷۰۔ وابن ماجه: ۳۲۲۷.

405...... بَابُ لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ

ہوا کو برا مت کہو

906 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ............

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: أَخَذَتِ النَّاسَ الرِّيحُ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ - وَعُمَرُ حَاجٌّ - فَاشْتَدَّتْ، فَقَالَ عُمَرُ لِمَنْ حَوْلَهُ: ((مَا الرِّيحُ؟)) فَلَمْ يَرْجِعُوا بِشَيْءٍ، فَاسْتَحْثَثْتُ رَاحِلَتِي فَأَدْرَكْتُهُ، فَقُلْتُ: بَلَغَنِي أَنَّكَ سَأَلْتَ عَنِ الرِّيحِ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((الرِّيحُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ، تَأْتِي بِالرَّحْمَةِ، وَتَأْتِي بِالْعَذَابِ، فَلَا تَسُبُّوهَا، وَسَلُوا اللّٰهَ خَيْرَهَا، وَعُوذُوا مِنْ شَرِّهَا)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حج کے لیے مکہ مکرمہ کے راستے میں جا رہے تھے تو بڑی تیز ہوا چلی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہم نشینوں سے کہا: ہوا کیا چیز ہے؟ انہوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ میں جلدی سے اپنی سواری آگے بڑھا کر ان کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے عرض کیا: مجھے پتا چلا ہے کہ آپ نے ہوا کے بارے میں پوچھا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''ہوا اللہ کی رحمت ہے جو رحمت لاتی ہے اور عذاب لے کر آتی ہے، لہٰذا تم اسے برا بھلا مت کہو اور اللہ سے اس کی خیر کا سوال کرو اور اس کے شر سے پناہ طلب کرو۔''

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کائنات کی ہر چیز اللہ کے حکم کی پابند ہے۔ اسے برا بھلا کہنا خود اس کے حکم دینے والے کی گستاخی ہے اس لیے ہوا، گرمی، سردی، بارش اور زمانہ وغیرہ کو برا کہنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے اس کی خیر مانگنی چاہیے اور اس کے شر سے پناہ طلب کرنی چاہیے۔ مزید تفصیل کے لیے حدیث ۷۲۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

406...... بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا

کسی کا یہ کہنا کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی

907 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ...........

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ

(۹۰۶) حسن صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الادب: ۵۰۹۷۔ وابن ماجه: ۳۷۲۷۔ وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۲۰۰۰۴۔ وصححه ابن حبان: ۱۹۸۹۔ والحاكم: ۴/ ۲۸۵۔ ووافقه الذهبي.

(۹۰۷) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الاذان، باب يستقبل الامام الناس إذا سلم: ۸۴۶۔ ومسلم: ۷۱۔ وأبو داؤد: ۳۹۰۶۔ والنسائي: ۱۵۲۵.

لَـنَـا رَسُـولُ الـلّٰـهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الـصُّبْـحِ بِـالْحُدَيْبِيَةِ عَلَى أَثَرِ سَمَاءٍ كَـانَـتْ مِـنَ الـلَّيْـلَةِ ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟)) قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ ، قَالَ: "أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ الـلّٰـهِ وَرَحْـمَتِـهِ ، فَـذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَـافِرٌ بِـالْـكَوْكَبِ ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا ، فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي ، مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ".

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی جبکہ اس رات بارش ہو چکی تھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟'' انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میرے کچھ بندے مجھ پر ایمان لائے ہیں اور کچھ نے کفر کیا ہے، جس نے کہا: ہمیں اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش نصیب ہوئی ہے، وہ مجھ پر یقین رکھنے والا اور ستاروں کی تاثیر کا منکر ہے اور جس نے کہا کہ ہم پر فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستاروں پر ایمان لایا۔''

فـائـدہ: ......اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ بارش برسنے میں ستارے کردار ادا کرتے ہیں اور ان کے ذریعے سے بارش ہوتی ہے تو یہ شرک ہے کیونکہ بارش برسانے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ تاہم اگر وہ ستاروں کے طلوع ہونے کو علامت خیال کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں یہ علامت بھی چونکہ حتمی نہیں اس لیے یہ انداز مناسب نہیں۔ اس سے بچ جانا ہی اصل ہے۔ محکمہ موسمیات والے ہوا کے دباؤ اور نمی وغیرہ سے اندازہ لگا کر پیش گوئی کرتے ہیں اور وہ بھی امکان کا ذکر کرتے ہیں، حتمی نہیں۔ یہ ایک الگ صورت ہے ستاروں پر ان کا اعتماد نہیں ہوتا۔ لیکن اس صورت میں بھی انداز تکلم جاہلیت والا نہیں ہونا چاہیے کہ فلاں ستارے کے سبب بارش ہوئی، یعنی لفظی قباحت سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔

407...... بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا رَأَى غَيْمًا

بادل دیکھ کر کیا کہنا چاہیے

908 - حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، عَنْ عَطَاءٍ............

عَـنْ عَـائِشَةَ رَضِـيَ الـلّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ الـنَّبِـيُّ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى مَخِيلَةً دَخَلَ وَخَرَجَ ، وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ ، وَتَغَيَّرَ وَجْهُـهُ ، فَـإِذَا مَـطَـرَتِ السَّمَـاءُ سُرِّيَ ، فَعَرَّفَتْهُ عَائِشَةُ ذَلِكَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "وَمَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب بادل دیکھتے تو (پریشان ہو جاتے) آپ داخل ہوتے، نکلتے اور آتے جاتے اور آپ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا، پھر جب آسمان سے بارش برستی تو آپ کی پریشانی ختم ہوتی۔ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی وجہ دریافت کی تو نبی ﷺ نے فرمایا:

(۹۰۸) صحیح: أخرجه البخاري، كتاب بدء الخلق: ۳۲۰۶۔ ومسلم: ۸۹۹۔ والترمذي: ۳۲۵۷.

أَدْرِی لَعَلَّهُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ﴾ [الأحقاف: 24]".

''مجھے کیا معلوم کہ وہ اسی طرح ہو جس طرح اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: ''پھر جب انہوں نے بادل اپنی وادیوں کی طرف آتا دیکھا......''

فائدہ: ......قوم عاد پر عذاب کی صورت یہ تھی کہ ان پر گھرے بادل آئے جسے انہوں نے رحمت سمجھا لیکن ان بادلوں میں عذاب الٰہی تھا۔ اس لیے بادلوں کو آتا دیکھ کر آپ پریشان ہو جاتے کہ کہیں ہم پر بھی عذاب نہ آجائے لیکن جب بارش ہو جاتی تو آپ کی کیفیت ختم ہو جاتی اور آپ خوش ہو جاتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بادلوں کو دیکھ کر اللہ کے عذاب سے پناہ طلب کرنی چاہیے اور اس کی رحمت کا سوال کرنا چاہیے۔

909 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ عِيسَى بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ زِرِّ ابْنِ حُبَيْشٍ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، وَمَا مِنَّا، وَلَكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ)) .

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بدشگونی شرک ہے اور ہم میں سے ہر ایک کو خدشات پیدا ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اسے توکل کے ذریعے سے ختم کر دیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اہل جاہلیت یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اچھا یا برا شگون ان کے لیے نفع یا نقصان کا باعث ہے، حالانکہ نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ گویا اس کو انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا ہے۔

(۲) اگر صرف دل میں وہم آئے اور انسان اس وہم کو خاطر میں نہ لائے اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے ظاہر اسباب کو بروئے کار لاکر اپنا کام جاری رکھے تو اس وہم میں کوئی حرج نہیں۔

(۳) بادلوں کو دیکھ کر بارش کا شگون ہی لینا چاہیے، لیکن چونکہ وہ مظنہ عذاب ہیں اس لیے عذاب الٰہی سے پناہ طلب کرنا بھی ضروری ہے۔

408...... بَابُ الطِّيَرَةِ براشگون لینے کا حکم

910 - حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، يَعْنِي: عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ............

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

(۹۰۹) صحیح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الطب، باب الطيرة: ۳۹۱۰۔ والترمذی: ۱۶۱۴۔ وابن ماجه: ۳۵۳۸.

(۹۱۰) صحیح: أخرجه البخاری، كتاب الطب، باب الفال: ۵۷۵۵۔ ومسلم: ۲۲۲۳.

((لَا طِيَرَةَ، وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ))، قَالُوا: وَمَا الْفَأْلُ؟ قَالَ: ((كَلِمَةٌ صَالِحَةٌ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ)).

فرماتے ہوئے سنا: ''بدشگونی کوئی چیز نہیں، اس میں سے بہتر فال ہے۔'' صحابہ نے عرض کیا: فال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اچھا کلمہ جو تم میں سے کوئی سن لے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) طیرہ بدشگونی کو کہتے ہیں کہ برا گمان رکھنا، اس میں اللہ تعالیٰ سے یہ گمان بد رکھا جاتا ہے کہ وہ کوئی مصیبت ڈالے گا حالانکہ اس کا کوئی مضبوط سبب نہیں ہوتا۔ اور فال عموماً اچھے گمان کے لیے بولا جاتا ہے، تاہم برے شگون کے لیے بھی یہ لفظ بولتے ہیں۔

(۲) زمانہ جاہلیت میں لوگ سفر شروع کرنے سے پہلے پرندے کو اڑاتے۔ اگر دائیں طرف اڑتا تو اچھا شگون لے کر سفر شروع کرتے اور اگر بائیں طرف اڑتا تو بدشگونی کی وجہ سے سفر کا آغاز نہ کرتے، گویا کہ پرندے کو اچھے یا برے کا علم ہے اور یوں نقصان سے بچا جاسکتا ہے۔ یہ دونوں باتیں شرکیہ ہیں۔

(۳) فال یہ ہے کہ آپ کسی آدمی سے ملیں اور اس کا نام بہت اچھا ہو تو آپ یہ فال لیں کہ باقی معاملات بھی آسان ہوں گے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر سہیل بن عمرو کی مشرکین کی طرف سے آمد پر نیک فال لی کہ اب تمہارا معاملہ آسان ہو جائے گا کیونکہ سہیل، سہل سے ہے جس کے معنی آسانی ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اچھا شگون لینے میں کوئی حرج نہیں، تاہم بدشگونی لے کر اس وجہ سے کام سے رک جانا شرک ہے۔

409...... بَابُ فَضْلِ مَنْ لَمْ يَتَطَيَّرْ

بدشگونی نہ لینے کی فضیلت

911 - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، وَآدَمُ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ بِالْمَوْسِمِ أَيَّامَ الْحَجِّ، فَأَعْجَبَنِي كَثْرَةُ أُمَّتِي، قَدْ مَلَأُوا السَّهْلَ وَالْجَبَلَ، قَالُوا: يَا مُحَمَّدُ، أَرَضِيتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، أَيْ رَبِّ، قَالَ: فَإِنَّ مَعَ هَؤُلَاءِ سَبْعِينَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، وَهُمُ الَّذِينَ لَا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایام حج کے موسم میں مجھ پر ساری امتیں (خواب میں) پیش کی گئیں تو میں اپنی امت کی کثرت پر بہت خوش ہوا جس سے صحراء اور پہاڑ بھرے ہوئے تھے۔ فرشتوں نے کہا: اے محمد! کیا آپ خوش ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ اے میرے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کے ساتھ ستر ہزار وہ بھی ہوں گے جو بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے، اور وہ، وہ ہوں

(٩١١) حسن صحيح: أخرجه أحمد: ٤٣٣٩ـ والطيالسي: ٣٥٠ـ وابو يعلى: ٥٣١٩ـ وابن حبان: ٦٠٨٤ـ والحاكم: ٤/ ٤٦٠ـ والبخاري: ٥٧٠٥ـ ومسلم: ٢١٦ـ من حديث ابن عباس.

يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَكْتَوُونَ، وَلَا يَتَطَيَّرُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ"، قَالَ عُكَّاشَةُ: فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ))، فَقَالَ رَجُلٌ آخَرُ: ادْعُ اللَّهَ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ)).

حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، وَهَمَّامٌ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

گے جو دم کرنے کا مطالبہ نہیں کرتے، جسم کو داغ نہیں لگواتے، بدشگونی نہیں لیتے اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں۔" عکاشہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (اللہ کے رسول!) میرے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا: "اے اللہ اسے ان میں سے کر دے۔" ایک اور شخص نے عرض کیا: میرے لیے بھی دعا کر دیں کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دیں۔ آپ نے فرمایا: "عکاشہ اس بارے میں تم سے سبقت لے گیا ہے۔" ایک دوسرے طریق سے بھی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اسی طرح مروی ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے بدشگونی نہ لینے کی فضیلت ثابت ہوئی، نیز معلوم ہوا کہ جس طرح امور کو بجالانا باعث ثواب ہے اسی طرح ترک معصیت بھی باعث اجر ہے۔

(۲) سیدنا عکاشہ رضی اللہ عنہ کے لیے آپ نے دعا فرمائی بلکہ ایک روایت کے مطابق ان کے یقینی طور پر اس گروہ میں سے ہونے کا ذکر ہے جبکہ دوسرے صحابی کے لیے آپ نے دعا نہیں فرمائی۔ اس کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں، راجح بات یہ ہے کہ وحی کے ذریعے آپ کو انہی کے لیے دعا کی اجازت ملی۔ اور ویسے بھی اگر یہ سلسلہ شروع ہو جاتا تو ہر شخص دعا کی درخواست کرتا۔

(۳) بزرگوں اور نیک لوگوں سے دعا کروانا مستحب ہے جیسا کہ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے کیا۔

(۴) جو شخص از خود دم کر لیتا ہے یا کوئی شخص اسے مطالبہ کیے بغیر ہی دم کر دیتا ہے تو وہ ان شاء اللہ اس فضیلت سے خارج نہیں ہوگا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ وہ دم نہیں کرتے اور نہ دم کراتے ہیں۔ (صحیح مسلم: ۲۲۰) امام نووی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ایسا دم ہے جو قرآن وسنت کے علاوہ ہو۔

(۵) ستر ہزار کے ساتھ پھر ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار بھی ہوں گے مزید برآں اللہ عزوجل تین "لپیں" بھر کر بھی ڈالے گا۔ (الصحیحہ للالبانی، ح: ۲۱۷۹) اللّٰھم اجعلنا منھم۔

410...... بَابُ الطِّيَرَةِ مِنَ الْجِنِّ

جن سے بدشگونی لینا

912 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ............

(۹۱۲) ضعيف: أخرجه ابن وهب في الجامع: ٦٦٩ـ وأبو يعلى كما في المطالب العاليه: ١١/ ١٩١.

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا كَانَتْ تُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ إِذَا وُلِدُوا، فَتَدْعُو لَهُمْ بِالْبَرَكَةِ، فَأُتِيَتْ بِصَبِيٍّ، فَذَهَبَتْ تَضَعُ وِسَادَتَهُ، فَإِذَا تَحْتَ رَأْسِهِ مُوسَى، فَسَأَلَتْهُمْ عَنِ الْمُوسَى، فَقَالُوا: نَجْعَلُهَا مِنَ الْجِنِّ، فَأَخَذَتِ الْمُوسَى فَرَمَتْ بِهَا، وَنَهَتْهُمْ عَنْهَا وَقَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ الطِّيَرَةَ وَيُبْغِضُهَا، وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَنْهَى عَنْهَا.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے پاس نومولود بچے لائے جاتے تو وہ ان کے لیے برکت کی دعا کرتیں۔ ایک دفعہ ایک بچہ لایا گیا۔ وہ اس کا تکیہ رکھنے لگیں تو اس کے نیچے استرا تھا۔ انہوں نے استرے کے متعلق استفسار کیا تو ان لوگوں نے بتایا: ہم جنات سے بچاؤ کے لیے یہ رکھتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے استرا اٹھا کر پھینک دیا۔ اور انہیں اس سے منع کر دیا اور فرمایا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدشگونی کو ناپسند کرتے تھے اور آپ کو اس سے نفرت تھی۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اس سے منع کرتی تھیں۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ام علقمہ کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے، تاہم بدشگونی کی ممانعت میں بہت سی صحیح روایات مروی ہیں۔ اس لیے اس طرح کی جاہلی رسموں سے اجتناب ضروری ہے۔

411...... بَابُ الْفَأْلِ نیک فال لینے کا بیان

913 - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ............

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا عَدْوَى، وَلَا طِيَرَةَ، وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ الصَّالِحُ، الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ)) .

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں (آپ نے فرمایا:) بیماری متعدی ہونے اور بدشگونی کی کوئی حیثیت نہیں اور مجھے تو نیک فال، یعنی اچھا کلمہ سن کر نیک شگون لینا، پسند ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) کوئی بیماری از خود متعدی نہیں ورنہ پہلے کو بیماری کس نے لگائی ہے۔ جراثیم کا منتقل ہونا اللہ تعالیٰ کے حکم پر موقوف ہے، از خود ان میں یہ تاثیر نہیں۔ بسا اوقات ساتھ رہنے والا محفوظ رہتا ہے اور دور والا متاثر ہو جاتا ہے۔ تاہم وہم سے بچنے کے لیے ایسے مریضوں سے دور رہنے کا حکم ہے تاکہ عقیدہ خراب نہ ہو۔

(۲) بری چیز یا برا کلمہ سن کر دل میں وہم پیدا ہونا فطری بات ہے، تاہم اس وجہ سے اپنے کام سے رکنا مسلمان کے لیے ناجائز ہے۔ البتہ اچھا کلمہ سن کر نیک شگون لینا پسندیدہ امر ہے بشرطیکہ وہ سفر یا کام جائز اور مباح ہو۔ اگر سفر نافرمانی کا ہے یا کام حرام ہے تو وہ اچھا کلمہ شیطان کی طرف سے ہوگا۔

---

(۹۱۳) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب الطب، باب الفال: ٥٧٥٦۔ ومسلم: ٢٢٢٤۔ وأبو داؤد: ٣٩١٦۔ والترمذی: ١٦١٥۔ وابن ماجه: ٣٥٣٧.

914 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حَيَّةُ التَّمِيمِيُّ، أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ..........

أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا شَيْءَ فِي الْهَامِ، وَأَصْدَقُ الطِّيَرَةِ الْفَأْلُ، وَالْعَيْنُ حَقٌّ)) .

حابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''الو کوئی چیز نہیں اور سب سے سچا شگون نیک فال ہے اور نظر کا لگ جانا برحق ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) الو کے بارے میں اہل علم کے مختلف اقوال ہیں جن میں سے دو زیادہ مشہور ہیں: زمانہ جاہلیت میں لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ جب کسی مقتول کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس کے سر سے ایک الو نکلتا ہے جو اس کی قبر کے اردگرد چکر لگاتا ہے اور کہتا ہے مجھے (بدلے کا خون) پلاؤ، مجھے پلاؤ۔ جب تک اس کا بدلا نہ لیا جائے وہ واپس نہیں جاتا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی روح یا ہڈیاں الو کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور سات دن تک یہ پکارتی رہتی ہیں اور بعدازاں واپس چلی جاتی ہیں۔ اسلام نے اس کی تردید فرمائی اور واضح کیا کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

(۲) بدشگونی اور فال کی تفصیل گزشتہ حدیث میں گزر چکی ہے اور جہاں تک نظر لگ جانے کا تعلق ہے تو یہ برحق امر ہے۔ یہ کبھی حسد کی وجہ سے ہوتی ہے اور کبھی کسی چیز کے اچھا لگنے سے بھی ہو جاتی ہے۔ اس لیے شریعت نے کسی چیز کے اچھا لگنے پر ماشاء اللہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ ایک حدیث میں تو یہاں تک ہے کہ آپ نے فرمایا: میری امت کی اکثر اموات اللہ کی تقدیر کے بعد نظر لگنے سے ہوں گی۔ (حسن، مسند ابوداود طیالسی: ۱۷۶۰، السنۃ ابن ابی عاصم: ۳۱۱، مجمع الزوائد: ۵/ ۱۰۶)۔ اس لیے اس سے بچاؤ کے لیے مسنون اذکار اور آخری تینوں قل پڑھنے اور ان کا دم کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

412...... بَابُ التَّبَرُّكِ بِالِاسْمِ الْحَسَنِ

اچھے نام سے نیک شگون لینے کا بیان

915 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، عَنْ مَعْنِ بْنِ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُؤَمَّلٍ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ، حِينَ ذَكَرَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ أَنَّ سُهَيْلًا قَدْ أَرْسَلَهُ إِلَيْهِ

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حدیبیہ کے سال، جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سہیل کی آمد کا ذکر کیا کہ انہیں ان کی قوم نے بھیجا ہے کہ آپ ان سے اس

(۹۱۴) صحيح لغيره: أخرجه الترمذي، كتاب الطب: ۲۰۶۱- انظر الصحيحة: ۷۸، ۷۸۲، ۷۸۵، ۷۸۹، ۲۹۲۴.

(۹۱۵) حسن لغيره: تخريج الكلم الطيب، التعليق: ۱۹۲- مختصر البخاري: ۲/ ۲۳۴/ ۱۸.

قَوْمُهُ ، فَصَالَحُوهُ عَلَى أَنْ يَرْجِعَ عَنْهُمْ هَذَا الْعَامَ ، وَيُخَلُّوهَا لَهُمْ قَابِلَ ثَلَاثَةٍ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَتَى فَقِيلَ: أَتَى سُهَيْلٌ: ((سَهَّلَ اللّٰهُ أَمْرَكُمْ)) وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ السَّائِبِ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

شرط پر صلح کرلیں کہ اس سال آپ واپس چلے جائیں اور اگلے سال وہ تین دن کے لیے بیت اللہ مسلمانوں کے لیے خالی کر دیں گے۔ جب ان کا سفیر آیا اور آپ کو بتایا گیا کہ سہیل آیا ہے، فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے کام کو آسان کر دیا ہے۔'' عبداللہ بن سائب نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں۔

فائدہ: ......آپ ﷺ نے سہیل نام سے اچھی فال لی اور بابرکت سمجھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور آسانی فرمائے گا۔ اور یہ مسلمانوں کے لیے مبارک ہوگا۔ پھر فی الواقع ایسے ہوا کہ یہ صلح مسلمانوں کے لیے نہایت بابرکت ثابت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اسے فتح مبین قرار دیا۔

413...... بَابُ الشُّؤْمِ فِي الْفَرَسِ
گھوڑے میں نحوست کی حقیقت

916 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ حَمْزَةَ ، وَسَالِمِ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ ، وَالْمَرْأَةِ، وَالْفَرَسِ)) .

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نحوست گھر، عورت اور گھوڑے میں ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ان چیزوں میں نحوست کا کیا مطلب ہے اس بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر نحوست ہوسکتی تو ان تین چیزوں میں ہوسکتی تھی مگر ان میں بھی نہیں ہے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی بعض طرق اور دیگر صحابہ سے مروی ہے کہ اگر نحوست ہوسکتی تو ان تین میں ہوتی۔ دوسرا موقف یہ ہے کہ ان چیزوں میں بسا اوقات نحوست ہوتی ہے۔ گھر کی نحوست اس کا تنگ ہونا ہے، بیوی اگر بداخلاق اور بدمزاج ہو اور نافرمان ہو، انسان علیحدگی بھی اختیار نہ کرسکتا ہو تو یہ اس کا منحوس ہونا ہے۔ سواری اگر اڑیل ہو یا گھوڑا ریاکاری اور دکھلاوے کے لیے ہو تو اس میں نحوست ہے کہ نہ اس کا دنیاوی فائدہ ہے اور نہ اخروی۔

(۲) بعض علماء نے اس روایت کو شاذ قرار دیا ہے اور دوسرے الفاظ جن میں ہے کہ اگر نحوست ہوسکتی ہوتی تو ان تین

(۹۱۶) شاذ والمحفوظ عن ابن عمر وغيره (إن كان الشؤم في شَيْءٍ فَفِي الدَّار)۔ أخرجه البخاري، كتاب النكاح: ۵۰۹۳۔ ومسلم: ۲۲۲۵۔ وأبو داؤد: ۳۹۲۲۔ والترمذي: ۲۸۲۴۔ والنسائي: ۳۵۶۹.

چیزوں میں ہوتی، کو محفوظ قرار دیا ہے ان میں امام طحاوی، ابن عبدالبر اور شیخ البانی رحمہ اللہ ہیں۔ (ضعیف الادب المفرد)

(۳) راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ از خود یہ چیزیں خیر و برکت پر مبنی ہیں جیسا کہ بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہے اس لیے اگر مذکورہ روایت کو صحیح تسلیم کیا جائے جیسا کہ بعض ائمہ نے کہا ہے تو اس کی تاویل یہ ہوگی کہ بسا اوقات خارجی وجوہات کی بنا پر ان میں نحوست آجاتی ہے جیسا کہ گھر کا تنگ اور تاریک ہونا اور افراد خانہ کا زیادہ ہونا، بیوی کا بدمزاج، بدکردار اور نافرمان ہونا اور سواری کا اڑیل ہونا وغیرہ۔

(۴) یاد رہے کہ ہر گھریلو جھگڑے کو گھر کی نحوست قرار دینا اور پریشانی کو بیوی کے سر تھوپنا کہ یہ تیری نحوست ہے قطعاً درست نہیں بلکہ جاہلانہ عادت ہے جس سے اجتناب از حد ضروری ہے۔

917 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ..........

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ، فَفِي الْمَرْأَةِ، وَالْفَرَسِ، وَالْمَسْكَنِ)).

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو عورت، گھوڑے اور مکان میں ہوتی۔''

فائدہ: ......اگر یہ عقیدہ یہ رکھا جائے کہ مذکورہ چیزیں انسان کی تقدیر پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ ان کی وجہ سے خوشحالی یا آسانی نہیں آرہی تو یہ شرکیہ عقیدہ ہے کیونکہ ان تمام امور کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ تاہم اگر ان سے انسان کو پریشانی ہے تو شریعت نے انہیں بدلنے کا اختیار دیا ہے۔

918 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ يَعْنِي أَبَا قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ..........

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّا كُنَّا فِي دَارٍ كَثُرَ فِيهَا عَدَدُنَا، وَكَثُرَ فِيهَا أَمْوَالُنَا، فَتَحَوَّلْنَا إِلَى دَارٍ أُخْرَى، فَقَلَّ فِيهَا عَدَدُنَا، وَقَلَّتْ فِيهَا أَمْوَالُنَا؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((رُدُّهَا، أَوْ دَعُوهَا، وَهِيَ ذَمِيمَةٌ)) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: فِي إِسْنَادِهِ نَظَرٌ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم ایک گھر میں تھے جس میں ہمارے افراد خانہ اور مال و متاع بہت زیادہ تھا، پھر ہم ایک دوسرے گھر منتقل ہوئے جس میں ہماری تعداد کم ہوگئی اور مال و متاع بھی گھٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس گھر کو اس کی مذموم حالت پر چھوڑ دو۔'' ابوعبداللہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کی سند محل نظر ہے۔

---

(٩١٧) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الجهاد والسير: ٢٨٥٩۔ ومسلم: ٢٢٢٦۔ وابن ماجه: ١٩٩٤.

(٩١٨) حسن: أخرجه أبو داؤد، كتاب الطب، باب الطيرة: ٣٩٢٤۔ انظر الصحيحة: ٧٩٠.

فــائــده: ...... بسا اوقات گھر تنگ ہونے یا راستہ تنگ ہونے یا آب و ہوا کے بدلنے سے موافق نہیں آتا اور انسان بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے یا وہاں شیطانوں کا مسکن ہوتا ہے جو انسان کو اذیت پہنچاتے ہیں جس وجہ سے انسان اس گھر کو ناپسند کرتا ہے تو ایسی صورت میں آپ نے وہ گھر بدلنے کا حکم دیا تاکہ عقیدہ خراب نہ ہو۔ ذاتی طور پر گھر کا کوئی عمل دخل نہیں۔

414...... بَابُ الْعُطَاسِ چھینکنے کا بیان

919 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ............

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ قَالَ: "إِنَّ الـلّٰـهَ يُـحِبُّ الْعُطَاسَ، وَيَـكْـرَهُ التَّثَـاؤُبَ، فَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَـحَـقٌّ عَـلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يُشَمِّتَهُ، وَأَمَّـا التَّثَـاؤُبُ فَـإِنَّـمَـا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِذَا قَالَ: هَاهْ، ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ".

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جماہی کو ناپسند کرتا ہے۔ جب کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو سننے والے ہر مسلمان پر حق ہے کہ اس کی چھینک کا جواب دے۔ اور جہاں تک جماہی کا تعلق ہے تو یہ خالصتاً شیطان کی طرف سے ہے۔ اس لیے اسے ہر ممکن روکنے کی کوشش کی جائے۔ جماہی آنے پر جب بندہ ''ہا'' کہتا ہے تو اس پر شیطان ہنستا ہے۔

فــوائــد و مســائــل: ......(۱) مسلمانوں کے باہمی حقوق میں یہ بات شامل ہے کہ جب کسی شخص کو چھینک آئے اور وہ زکام یا کسی بیماری کی وجہ سے نہ ہو اور چھینکنے والا الحمد للہ بھی کہے تو سننے والے پر فرض ہے کہ وہ یَـرْحَـمُكَ اللّٰہ کے ساتھ جواب دے اور جسے چھینک آئی ہے وہ پھر جواباً يَهْدِيكم اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ کہے۔

(۲) جماہی سستی اور کاہلی کی علامت ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ اس لیے اسے ہر ممکن روکنے کی کوشش کرنی چاہیے اور ایک حدیث میں اس کا طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ منہ پر ہاتھ رکھ لیا جائے۔ نماز میں خصوصی طور پر اس کو روکنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

(۳) نماز میں کسی کو چھینک آئے تو وہ الحمد للہ کہہ سکتا ہے کیونکہ نماز تسبیح وتحمید ہی کا نام ہے، البتہ کسی کو چھینک کا جواب دینا درست نہیں کیونکہ یہ لوگوں کا کلام ہے جو نماز میں درست نہیں۔

415...... بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا عَطَسَ
چھینک آنے پر کیا کہا جائے

920 - حَدَّثَنَا مُوسَى، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ............

(۹۱۹) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الادب: ٦٢٢٣ـ وأبو داؤد: ٥٠٢٨ـ والترمذي: ٢٧٤٧.

(۹۲۰) ضعيف الإسناد موقوفا وقد روى مرفوعا وإسناده هالك- أخرجه البيهقي في شعب الايمان: ٩٣٢٤ـ والطبراني في الكبير: ١١/ ٤٥٣ـ مرفوعًا.

عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ قَـالَ: إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَـقَـالَ: الْـحَـمْـدُ لِـلَّـهِ، قَالَ الْمَلَكُ: رَبَّ الْـعَـالَمِينَ، فَإِذَا قَالَ: رَبَّ الْعَالَمِينَ، قَالَ الْمَلَكُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ".

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ الحمد للہ کہے تو فرشتہ کہتا ہے رب العالمین اور جب بندہ رب العالمین کہے تو فرشتہ یرحمك اللّٰه کہتا ہے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے اور یہ مرفوعاً بھی مروی ہے اور وہ بھی ضعیف ہے۔ صحیح طریقہ وہ ہے جو آئندہ حدیث میں مذکور ہے۔

921 - حَـدَّثَـنَـا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ............

عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ قَالَ: "إِذَا عَطَسَ فَلْيَقُلِ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، فَـإِذَا قَالَ فَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ: يَرْحَمُكَ الـلّٰـهُ، فَـإِذَا قَـالَ لَـهُ: يَـرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ: يَهْدِيكَ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكَ" قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: أَثْبَـتُ مَـا يُرْوَى فِي هَذَا الْبَابِ هَذَا الْحَدِيثُ الَّذِي يُرْوَى عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ کہے۔ جب وہ یہ کہے تو اس کا بھائی یا ساتھی یرحمك اللّٰه کہے۔ جب وہ یرحمك اللّٰه کہے تو وہ کہے: یهدیك اللّٰه ویصلح بالك اللہ تجھے ہدایت دے اور تیرے معاملات کی اصلاح کرے۔''
ابوعبداللہ الامام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں ابوصالح سمان کی روایت سب سے زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: ...... یہ حکم مسلمان کے لیے ہے۔ کافر کو چھینک کا جواب نہیں دیا جائے گا کیونکہ وہ اللہ کی رحمت کا مستحق نہیں ہے، تاہم اس کی ہدایت کی دعا کی جا سکتی ہے جیسا کہ آئندہ ابواب میں آئے گا۔

416...... بَابُ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ

چھینک کا جواب دینے کا بیان

922 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ....

زِيَادِ بْنِ أَنْعُمَ الْإِفْرِيقِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، أَنَّهُمْ كَـانُـوا غُـزَاةً فِي الْبَحْرِ زَمَنَ مُعَاوِيَةَ، فَانْضَمَّ مَـرْكَبُـنَـا إِلَى مَرْكَبِ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ،

زیاد بن انعم افریقی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں وہ ایک سمندری غزوے میں شریک تھے کہ ہماری کشتی سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی کشتی سے مل گئی۔

(٩٢١) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦٢٢٤ـ وأبو داؤد: ٥٠٣٣.

(٩٢٢) ضعيف: أخرجه الحارث في مسنده كما في البغية: ٩١٠ـ والطبراني في الكبير: ٤٠٧٦.

فَلَمَّا حَضَرَ غَدَاؤُنَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِ، فَأَتَانَا فَقَالَ: دَعَوْتُمُونِي وَأَنَا صَائِمٌ، فَلَمْ يَكُنْ لِي بُدٌّ مِنْ أَنْ أُجِيبَكُمْ، لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ لِلْمُسْلِمِ عَلَى أَخِيهِ سِتَّ خِصَالٍ وَاجِبَةٍ، إِنْ تَرَكَ مِنْهَا شَيْئًا فَقَدْ تَرَكَ حَقًّا وَاجِبًا لِأَخِيهِ عَلَيْهِ: يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ، وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ، وَيَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ، وَيَحْضُرُهُ إِذَا مَاتَ، وَيَنْصَحُهُ إِذَا اسْتَنْصَحَهُ"، قَالَ: وَكَانَ مَعَنَا رَجُلٌ مَزَّاحٌ يَقُولُ لِرَجُلٍ أَصَابَ طَعَامَنَا: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا وَبِرًّا، فَغَضِبَ عَلَيْهِ حِينَ أَكْثَرَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لِأَبِي أَيُّوبَ: مَا تَرَى فِي رَجُلٍ إِذَا قُلْتُ لَهُ: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا وَبِرًّا، غَضِبَ وَشَتَمَنِي؟ فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ: إِنَّا كُنَّا نَقُولُ: إِنَّ مَنْ لَمْ يُصْلِحْهُ الْخَيْرُ أَصْلَحَهُ الشَّرُّ، فَاقْلِبْ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ حِينَ أَتَاهُ: جَزَاكَ اللّٰهُ شَرًّا وَعَرًّا، فَضَحِكَ وَرَضِيَ وَقَالَ: مَا تَدَعُ مُزَاحَكَ، فَقَالَ الرَّجُلُ: جَزَى اللّٰهُ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ خَيْرًا.

جب ہمارے کھانے کا وقت ہوا تو ہم نے انہیں بھی کھانے کے لیے بلایا تو وہ تشریف لے آئے اور کہا: تم نے مجھے دعوت دی جبکہ میں روزے سے ہوں اور تمہاری دعوت قبول کیے بغیر میرے لیے کوئی چارہ بھی نہیں کیونکہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق واجب ہیں۔ اگر وہ ان میں سے کوئی چیز چھوڑ دے تو اس نے واجب حق چھوڑا ہے جو اس کے بھائی کا اس کے ذمے تھا۔ جب وہ اس سے ملے تو سلام کرے، جب وہ اسے دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے، جب اسے چھینک آئے تو اس کی چھینک کا جواب دے، جب وہ بیمار ہو تو اس کی تیمار داری کرے، جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں حاضر ہو اور جب وہ اس سے نصیحت طلب کرے تو اس کی خیر خواہی کرے۔'' راوی کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ایک نہایت مزاحیہ شخص تھا اس نے ہمارے ساتھ کھانے والے ایک شخص سے کہا: جزاك الله خيراً و براً، چنانچہ جب اس نے زیادہ مزاح کیا تو وہ غصے ہو گیا۔ اس مزاحیہ شخص نے سیدنا ابو ایوب سے کہا: آپ دیکھتے ہیں کہ اس شخص کو جزاك الله خيراً وبراً کہتا ہوں تو یہ غصے ہو جاتا ہے اور برا بھلا کہتا ہے۔ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم کہتے ہیں کہ جسے بھلائی نہ سنوارے اسے برائی سنوار دیتی ہے، لہٰذا جملہ بدل دو، چنانچہ جب وہ آدمی اس کے پاس آیا تو اس نے کہا: جزاك اللّٰه شرًّا وعرًّا (اللہ تجھے برا اور تنگی کا بدلہ دے) چنانچہ وہ ہنس پڑا اور راضی ہو گیا اور کہا: تم اپنا مذاق چھوڑنے والے نہیں ہو۔ اس آدمی نے کہا: اللہ ابو ایوب انصاری کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم مسلمان کے چھ حقوق کا ذکر صحیح احادیث میں وارد ہے اور ان

میں یہ جملہ نہیں ہے کہ اگر اس نے ان میں سے کوئی چیز چھوڑی تو اس نے واجب حق کو چھوڑ دیا۔

923 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ حَكِيمِ بْنِ أَفْلَحَ.........

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَرْبَعٌ لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ: يَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ، وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ، وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ".

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان کے مسلمان پر چار حق ہیں: جب وہ بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کرے جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو، جب وہ دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے اور جب اسے چھینک آئے تو اس کا جواب دے۔''

فائدہ: ......بعض روایات میں چھ حقوق کا ذکر ہے اور یہاں چار کا اور اگلی روایت میں سات حقوق کا ذکر ہے تو اس میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ ہر ایک نے اپنے علم کے مطابق ذکر کیا ہے کہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار کا ذکر فرمایا، کبھی چھ کا اور کبھی زیادہ کا ہر ایک نے جو سنا بیان کر دیا۔

924 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ.........

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي وَنَهَانَا عَنْ: خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ، وَالْقَسِّيَّةِ، وَالْإِسْتَبْرَقِ، وَالدِّيبَاجِ، وَالْحَرِيرِ.

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا اور سات باتوں سے منع فرمایا۔ ہمیں مریض کی عیادت کرنے، جنازوں میں شرکت کرنے، چھینک والے کو جواب دینے، قسم دینے والے کی قسم پوری کرنے مظلوم کی مدد کرنے، سلام عام کرنے اور دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کرنے کا حکم دیا۔ اور ہمیں سونے کی انگوٹھیوں، چاندی کے برتنوں، سرخ ریشمی گدوں، قس (علاقہ) کے ریشمی کپڑے، استبرق (موٹے ریشم) باریک ریشم اور خالص ریشم کے استعمال سے منع فرمایا۔

(۹۲۳) صحیح: أخرجه ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ماجاء في عيادة المريض: ١٤٣٤ـ انظر الصحيحة: ٢١٥٤.

(۹۲٤) صحيح: أخرجه البخارى، كتاب الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز: ١٢٣٩، ٥١٧٥ـ ومسلم: ٢٠٦٦ـ والترمذى: ٢٨٠٩ـ والنسائى: ١٩٣٩.

فوائد و مسائل: ......(۱) اس روایت میں بھی مسلمانوں کے باہمی حقوق کا ذکر ہے اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان میں کچھ مردوں کے لیے حرام ہیں اور کچھ مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ناجائز ہیں۔ سونے کی انگوٹھی مردوں کے لیے ناجائز اور عورتوں کے لیے جائز ہے۔ اسی طرح ریشم کی تمام اقسام عورتوں کے لیے جائز اور مردوں کے لیے ناجائز ہیں۔ تاہم سونے اور چاندی کے برتن مرد و خواتین سب کے لیے حرام ہیں۔

(۲) سرخ ریشمی گدیاں زینت کے طور پر استعمال ہوتی تھیں جنہیں لوگ گھوڑوں کی زین کے طور پر یا نیچے بچھانے کے لیے استعمال کرتے تھے۔

925 - وَعَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ: ((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْـمُسْـلِـمِ سِتٌّ))، قِيلَ: مَا هِيَ يَا رَسُولَ الـلّٰـهِ؟ قَـالَ: ((إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَـاكَ فَـأَجِبْـهُ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَـهُ، وَإِذَا عَـطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ، وَإِذَا مَرِضَ تَعُودُهُ، وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔'' عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! کون کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جب تم اس سے ملو تو اسے سلام کرو، جب وہ تمہیں دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرو، جب تم سے نصیحت طلب کرے تو اس کی خیر خواہی کرو، جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب دو، جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی تیمار داری کرو اور جب مر جائے تو اس کا جنازہ پڑھو۔''

فائدہ: ......اس روایت میں صراحت ہے کہ چھینک لینے والا اگر الحمد للہ کہے تو اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ ''مسلمان کے مسلمان کے ذمہ چھ حقوق ہیں'' اس سے ان کا وجوب واضح ہوتا ہے۔ پھر اس جگہ زیادہ تر امر کے صیغے آ رہے ہیں اور امر کا اصل یہ ہے کہ اس سے وجوب ثابت ہوتا ہے۔ ہاں قرینہ صارفہ ہو تو الگ بات ہے اور اس جگہ ایسا کوئی قرینہ نہیں۔

417...... بَابُ مَنْ سَمِعَ الْعَطْسَةَ يَقُولُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ

جو چھینک سن کر الحمد للہ کہے

926 - حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ خَيْثَمَةَ..........

(۹۲۵) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب السلام، باب من حق المسلم للمسلم رد السلام: ۲۱۶۲۔ الصحيحة: ۱۸۳۲.

(۹۲٦) ضعيف موقوفا و روى مرفوعا۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ۲۹۸۱۱۔ والطبرانى فى الدعاء: ۱۹۸۸۔ والحاكم: ٤/ ٤٥٩۔ انظر الضعيفة: ٦١٣٩.

عَـنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَنْ قَالَ عِنْدَ عَـطْسَةٍ سَـمِعَهَا: الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ عَـلَـى كُـلِّ حَـالٍ مَـا كَانَ، لَمْ يَجِدْ وَجَعَ الضِّرْسِ وَلَا أُذُنٍ أَبَدًا.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جس نے چھینک سن کر کہا: ہر حال میں جیسا بھی ہے اللہ رب العالمین کا شکر ہے تو اسے کبھی داڑھ اور کان کا درد نہیں ہوگا۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ابواسحاق سبیعی مدلس ہے اور وہ عَنْ کے ساتھ بیان کر رہا ہے۔ اس لیے یہ حدیث ضعیف ہے۔

418...... بَابُ كَيْفَ تَشْمِيتُ مَنْ سَمِعَ الْعَطْسَةَ

چھینک سننے والا کیسے جواب دے

927 - حَـدَّثَـنَـا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ............

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ قَالَ: "إِذَا عَـطَـسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ: الْـحَمْدُ لِلّٰهِ، فَإِذَا قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ، فَلْيَقُلْ لَـهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، وَلْيَقُلْ هُوَ: يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ".

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ الحمد للہ کہے، جب وہ الحمد للہ کہے تو اس کا بھائی یا ساتھی یرحمك اللّٰه کہے اور جسے چھینک آئی وہ یہ کہے: یهدیکم اللّٰه ویصلح بالکم (اللہ تعالیٰ تیری رہنمائی کرے اور تیری حالت درست کر دے)۔

فائدہ: ...... چھینک سے متعلقہ احکام گزشتہ صفحات میں گزر چکے ہیں۔

928 - حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ............

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ: "إِنَّ الـلّٰـهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ، وَيَـكْـرَهُ التَّثَـاؤُبَ، وَإِذَا عَـطَـسَ أَحَدُكُمْ وَحَـمِـدَ الـلّٰـهَ كَـانَ حَـقًّا عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَـإِنَّـمَـا هُـوَ مِـنَ الشَّيْـطَـانِ، فَإِذَا تَثَاءَ بَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جماہی کو ناپسند کرتا ہے۔ اور جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ اللہ کی تعریف کرے تو سننے والے ہر مسلمان پر حق ہے کہ وہ اسے یرحمك اللّٰه کہے۔ اور جہاں تک جماہی کا تعلق ہے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے، لہٰذا جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو وہ اسے

(٩٢٧) صحيح: انظر الحديث، رقم: ٩٢١.

(٩٢٨) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦٢٢٦ـ وأبو داؤد: ٥٠٢٨ـ والترمذي: ٢٧٤٧.

أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ".

ہر ممکن روکنے کی کوشش کرے۔ جب تم میں سے کسی کو جماہی آتی ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔''

فائدہ: ......دیکھیے، حدیث ۹۱۹ کے فوائد۔

929 - حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ............

عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِذَا شُمِّتَ: عَافَانَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ مِنَ النَّارِ، يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ.

ابو جمرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو چھینک کے جواب میں یہ فرماتے ہوئے سنا: عافانا اللّٰہ وإیاکم من النار، یرحمکم اللّٰہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں آگ سے بچائے اور اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔

فائدہ: ......سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس جملے کی تائید کسی صحیح مرفوع روایت سے نہیں ہوتی اس لیے مسنون جواب پر اکتفا کرنا بہتر ہے۔ غالباً سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ جملے ہمیشہ نہیں کہتے تھے۔ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص کو منع کرنا بھی ثابت ہے جس نے الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ کہا تھا۔

930 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْلَى قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُنَيْنٍ وَهُوَ يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَطَسَ رَجُلٌ فَحَمِدَ اللّٰهَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَرْحَمُكَ اللّٰهُ))، ثُمَّ عَطَسَ آخَرُ، فَلَمْ يَقُلْ لَهُ شَيْئًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، رَدَدْتَ عَلَى الْآخَرِ، وَلَمْ تَقُلْ لِي شَيْئًا؟ قَالَ: ((إِنَّهُ حَمِدَ اللّٰهَ، وَسَكَتَّ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فرمایا۔ پھر ایک آدمی کو چھینک آئی تو آپ نے اس سے کچھ نہ فرمایا تو اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے اسے جواب دیا اور مجھے آپ نے چھینک کا جواب نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا: اس نے اللہ کی تعریف کی اور تم خاموش رہے۔''

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا جو چھینک کے وقت الحمد للہ نہ کہے اس کو یرحمك اللّٰہ نہیں کہنا چاہیے کیونکہ اس نے الحمد للہ نہ کہہ کر اپنا حق خود ہی ضائع کر دیا۔

---

(۹۲۹) صحیح: وكذا في (الفتح): ۱۰/ ۶۰۹.

(۹۳۰) صحیح: أخرجه ابن أبي شيبة: ۲۵۹۷۶۔ وابن راهويه: ۳۶۱۔ انظر تخريج المشكاة: ۴۷۳۴۔ التحقيق الثاني.

419...... بَابُ إِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ لَا يُشَمَّتُ

جب کوئی اللہ کی تعریف نہ کرے تو اسے چھینک کا جواب نہ دیا جائے

931 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ قَالَ............

سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا، وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ، فَقَالَ: شَمَّتَّ هَذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِي؟ قَالَ: ((إِنَّ هَذَا حَمِدَ اللّٰهَ، وَلَمْ تَحْمَدْهُ)).

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی تو آپ نے ایک کو جواب دیا اور دوسرے کو جواب نہ دیا۔ جسے آپ نے جواب نہ دیا اس نے کہا کہ آپ نے اسے جواب دیا اور مجھے نہیں دیا؟ آپ نے فرمایا: اس نے اللہ کی تعریف کی اور تم نے اللہ کی تعریف نہیں کی۔''

932 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رِبْعِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ هُوَ أَخُو ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَلَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمَا أَشْرَفُ مِنَ الْآخَرِ، فَعَطَسَ الشَّرِيفُ مِنْهُمَا فَلَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ، وَلَمْ يُشَمِّتْهُ، وَعَطَسَ الْآخَرُ فَحَمِدَ اللّٰهَ، فَشَمَّتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ الشَّرِيفُ: عَطَسْتُ عِنْدَكَ فَلَمْ تُشَمِّتْنِي، وَعَطَسَ هَذَا الْآخَرُ فَشَمَّتَّهُ، فَقَالَ: ((إِنَّ هَذَا ذَكَرَ اللّٰهَ فَذَكَرْتُهُ، وَأَنْتَ نَسِيتَ اللّٰهَ فَنَسِيتُكَ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس دو آدمی بیٹھے جن میں سے ایک دوسرے سے زیادہ معزز تھا۔ ان میں سے جو معزز تھا اسے چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ نہ کہا تو آپ نے اسے جواب نہ دیا۔ دوسرے کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا تو آپ نے اسے یرحمك اللّٰه کہا۔ اس پر اس معزز آدمی نے کہا: میں نے آپ کے پاس چھینک لی تو آپ نے مجھے جواب نہیں دیا۔ اور اس کو آپ نے جواب دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے اللہ کو یاد کیا تو میں نے بھی اسے یاد کیا اور تم اللہ کو بھول گئے تو میں نے بھی تمہیں بھلا دیا۔''

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ تو نے اللہ کا ذکر ترک کر دیا جبکہ تجھے اللہ کا ذکر کرنا چاہیے تھا اس لیے دعا کا مستحق نہیں رہا باوجود اس کے کہ تو دنیاوی طور پر اس دوسرے سے معزز تھا۔

(٩٣١) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦٢٢٥۔ ومسلم: ٢٩٩١۔ وأبو داؤد: ٥٠٣٩۔ والترمذي: ٢٧٤٢۔ وابن ماجه: ٣٧١٣.

(٩٣٢) حسن.

420...... بَابُ كَيْفَ يَبْدَأُ الْعَاطِسُ

چھینکنے والا شروع میں کیا کہے؟

933 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا عَطَسَ فَقِيلَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَقَالَ: ((يَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ، وَيَغْفِرُ لَنَا وَلَكُمْ)).

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہیں جب چھینک آتی اور ان سے یرحمك اللّٰه کہا جاتا تو وہ فرماتے: اللہ ہم پر اور تم بھی رحم فرمائے اور ہمیں اور آپ کو بھی معاف فرما دے۔

934 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ: الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلْيَقُلْ مَنْ يَرُدُّ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، وَلْيَقُلْ هُوَ: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِي وَلَكُمْ.

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ الحمد للہ رب العالمین کہے اور جو جواب دے وہ یرحمك اللّٰه کہے، پھر جسے چھینک آئی وہ کہے: یغفر اللّٰه لی ولکم اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی معاف کر دے۔

فائدہ: ......ان روایات سے معلوم ہوا کہ الحمد للہ کے ساتھ رب العالمین کے اضافے اور یهدیکم الله کی جگہ یغفرلنا ولکم کہنے کی گنجائش ہے، تاہم افضل اور راجح یہ ہے کہ جو کلمات مرفوعاً ثابت ہیں ان پر اکتفا کیا جائے۔

935 - حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ..........

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((يَرْحَمُكَ اللّٰهُ))، ثُمَّ عَطَسَ أُخْرَى، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَذَا مَزْكُومٌ)).

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ ایک آدمی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینک آئی تو آپ نے فرمایا: یرحمك اللّٰه اسے دوبارہ چھینک آئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے زکام ہے۔''

فائدہ: ......جس طرح الحمد للہ نہ کہنے والے کو چھینک کا جواب نہیں دیا جائے گا اسی طرح بیماری کی وجہ سے بار بار چھینکنے والے کو بھی جواب نہیں دیا جائے گا، اور اس کی حد حدیث میں تین دفعہ بیان ہوئی ہے کہ تین دفعہ تک جواب دیا جائے اور اس سے زیادہ بار چھینک آئے تو پھر بتا دیا جائے کہ یہ بیمار ہے۔

(۹۳۳) صحيح: المؤطا للإمام مالك، ح: ١٥٢٢.

(٩٣٤) صحيح الإسناد موقوفا۔ المعجم الكبير للطبراني: ١٠/ ١٦٢.

(٩٣٥) صحيح: صحيح مسلم، الزهد والرقائق، ح: ٢٩٩٣۔ الصحيحة: ١٣٣٠۔ رواه مسلم، كتاب الزهد، باب تشميت العاطس: ٥٥، ٢٩٩٣۔ والترمذى: ٢٧٤٣.

421...... بَابُ مَنْ قَالَ: يَرْحَمُكَ إِنْ كُنْتَ حَمِدْتَ اللّٰهَ

جس نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے اگر تو نے الحمد للہ کہا ہے

936 - حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ قَالَ............

حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ الْأَزْدِيُّ قَالَ: كُنْتُ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ، فَعَطَسَ رَجُلٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ إِنْ كُنْتَ حَمِدْتَ اللّٰهَ.

مکحول ازدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا تھا کہ مسجد کے کونے میں بیٹھے ایک شخص کو چھینک آئی تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یرحمك اللّٰه اگر تو نے الحمد للہ کہا ہے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے اس میں عمارہ بن زاذان راوی ضعیف ہے۔ اور مرفوع احادیث میں صراحت ہے کہ چھینک سننے والے کے ذمے جواب دینا لازم ہے اور جو الحمد للہ نہ سنے اسے جواب دینا لازم نہیں۔

422...... بَابُ لَا يَقُولُ: آبَّ

کوئی چھینک کے وقت آب نہ کہے

937 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ............

عَنْ مُجَاهِدٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: عَطَسَ ابْنٌ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ - إِمَّا أَبُو بَكْرٍ، وَإِمَّا عُمَرُ - فَقَالَ: آبَّ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: "وَمَا آبَّ؟ إِنَّ آبَّ اسْمُ شَيْطَانٍ مِنَ الشَّيَاطِينِ جَعَلَهَا بَيْنَ الْعَطْسَةِ وَالْحَمْدِ".

سیدنا مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کسی بیٹے ابوبکر یا عمر کو چھینک آئی تو اس نے کہا: آب۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آب کیا ہے؟ آب تو شیطانوں میں سے ایک شیطان کا نام ہے جسے اس نے چھینک اور الحمد للہ کے درمیان کر دیا ہے۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ چھینک آنے کے بعد جو آب یا بعض روایات کے مطابق آش یا اشہب کی آواز نکالی جاتی ہے اس سے بچنا چاہیے کیونکہ یہ شیطان کا نام ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اللہ کے نام سے پہلے اس کا نام لیا جائے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے آب کی بجائے آش والی روایت کو راجح قرار دیا ہے۔

---

(٩٣٦) ضعيف الإسناد موقوف۔ تفرد به المصنف.

(٩٣٧) صحيح: المصنف لابن ابی شيبة: ٦/ ١٦٢.

423...... بَابُ إِذَا عَطَسَ مِرَارًا

جب کئی بار چھینک آئے تو؟

938 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ..........

حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَعَطَسَ رَجُلٌ، فَقَالَ: ((يَرْحَمُكَ اللّٰهُ))، ثُمَّ عَطَسَ أُخْرَى، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَذَا مَزْكُومٌ)).

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس تھا کہ ایک آدمی کو چھینک آئی تو آپ نے یرحمك اللّٰه کہا، پھر اسے دوسری مرتبہ چھینک آئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس کو زکام ہے۔''

939 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: شَمِّتْهُ وَاحِدَةً وَثِنْتَيْنِ وَثَلَاثًا، فَمَا كَانَ بَعْدَ هَذَا فَهُوَ زُكَامٌ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: چھینک والے کو ایک، دو اور تین مرتبہ جواب دو، اس کے بعد اگر چھینک آئے تو وہ زکام کی وجہ سے ہے۔

فائدہ: ......دیکھیے حدیث ۹۳۵ کا فائدہ۔

424...... بَابُ إِذَا عَطَسَ الْيَهُودِيُّ

جب یہودی کو چھینک آئے تو؟

940 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ الدَّيْلَمِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ..........

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: كَانَ الْيَهُودُ يَتَعَاطَسُونَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجَاءَ أَنْ يَقُولَ لَهُمْ: يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ، فَكَانَ يَقُولُ: ((يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ، وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ)).

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی نبی ﷺ کے پاس اس امید سے چھینکتے تھے کہ آپ انہیں ''یرحمکم اللّٰه'' کے ساتھ دعا دیں گے جبکہ آپ فرماتے: یهديكم الله ويصلح بالكم ''اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حال کو درست کرے۔''

حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي حَكِيمُ بْنُ الدَّيْلَمِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ مِثْلَهُ.

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہی سے دوسری سند کے ساتھ اسی طرح مروی ہے۔

---

(٩٣٨) صحيح: صحيح مسلم، الزهد والرقائق، ح: ٢٩٩٣.

(٩٣٩) صحيح: سنن أبي داؤد، الأدب، ح: ٥٠٣٤.

(٩٤٠) صحيح: جامع الترمذي، الأدب، ح: ٢٧٣٩ـ وسنن ابي داؤد، الأدب، ح: ٥٠٣٨.

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ اور دیگر کافروں کو چھینک کا جواب نہیں دینا چاہیے خواہ وہ الحمدللہ کہہ بھی لیں، تاہم ان کے لیے ہدایت کی دعا ضرور کرنی چاہیے۔

425...... بَابُ تَشْمِيتِ الرَّجُلِ الْمَرْأَةَ

مرد کا عورت کو چھینک کا جواب دینا

941 - حَدَّثَنَا فَرْوَةُ، وَأَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابَ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ............

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُوسَى، وَهُوَ فِي بَيْتِ ابْنَةِ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ، فَعَطَسْتُ فَلَمْ يُشَمِّتْنِي، وَعَطَسَتْ فَشَمَّتَهَا، فَأَخْبَرْتُ أُمِّي، فَلَمَّا أَتَاهَا وَقَعَتْ بِهِ وَقَالَتْ: عَطَسَ ابْنِي فَلَمْ تُشَمِّتْهُ، وَعَطَسَتْ فَشَمَّتَّهَا، فَقَالَ لَهَا: إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتُوهُ، وَإِنْ لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ فَلَا تُشَمِّتُوهُ)) ، وَإِنَّ ابْنِي عَطَسَ فَلَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ، فَلَمْ أُشَمِّتْهُ، وَعَطَسَتْ فَحَمِدَتِ اللّٰهَ فَشَمَّتُّهَا، فَقَالَتْ: أَحْسَنْتَ.

سیدنا ابو بردہ بن ابوموسیٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں اپنے والد ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جبکہ وہ (اپنی بیوی) فضل بن عباس کی بیٹی (ام کلثوم) کے ہاں تھے۔ مجھے چھینک آئی تو انہوں نے مجھے جواب نہ دیا اور اسے (ام کلثوم کو) چھینک آئی تو اسے انہوں نے جواب دیا۔ میں نے اپنی والدہ (ام عبداللہ) کو بتایا۔ جب والد محترم ان کے پاس آئے تو وہ ''خوب بولیں'' اور کہا: میرے بیٹے کو چھینک آئی تو اس کو آپ نے جواب نہیں دیا اور اسے (اپنی بیوی ام کلثوم کو) جواب دیا۔ انہوں نے میری والدہ سے کہا: بلاشبہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے؟ ''جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو اسے جواب دو اور اگر وہ الحمد للہ نہ کہے تو اسے جواب مت دو۔'' اور میرے بیٹے کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ نہیں کہا تو میں نے جواب نہیں دیا اور اسے (ام کلثوم) کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا تو میں نے اسے جواب دیا۔ اس نے کہا: آپ نے بہت اچھا کیا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد عورت کو چھینک کا جواب دے سکتا ہے، البتہ غیر محرم کو، جسے جواب دینے میں کسی فتنے کا اندیشہ ہو، جواب دینے سے گریز کیا جائے۔

(۲) موجودہ نسخے اور صحیح الادب المفرد والے نسخے میں ام الفضل سے پہلے ابنۃ کا اضافہ ہے اور ام الفضل کو اس سے

(۹۴۱) صحیح: صحیح مسلم، الزهد والرقائق، ح: ۲۹۹۲۔ والحاکم فی المستدرك: ۴/ ۲۶۵.

بدل بنایا گیا ہے۔ فضل اللہ الصمد والے نسخے کے حاشیہ میں شیخ البانی کے حوالے سے ہے کہ یہ اصل سے لفظ رہ گیا ہے میں نے اسے صحیح مسلم اور طبرانی وغیرہ سے درست کیا ہے۔ لیکن شاید یہ کاتب کی غلطی ہے کہ اس نے ابنة کو ابنته بنا دیا ہے یا شیخ رحمہ اللہ کو سہو ہوا ہے کیونکہ صحیح مسلم میں ابنة الفضل بن عباس ہے، یعنی فضل بن عباس کی بیٹی جو ابوموسیٰ اشعری کی بیوی تھی جس سے حسن بن علی سے علیحدگی کے بعد ابوموسیٰ نے نکاح کیا تھا۔ موجودہ صورت میں عبارت کا مفہوم بالکل غلط ہو جاتا ہے اور وہ یہ کہ ابوموسیٰ اپنی بیٹی ام فضل کے پاس تھے حالانکہ ایسے نہیں ہے۔ اس لیے یا تو ام الفضل ہی رہنے دیا جائے جو ام کلثوم کی کنیت ہو سکتی ہے یا پھر ابنة الفضل بن عباس کیا جائے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے اور یہی آخری زیادہ قرین صواب ہے اور میں نے متن بھی صحیح مسلم کے مطابق کر دیا ہے۔

(۳) فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس بیٹی کا نام ام کلثوم تھا۔

426...... بَابُ التَّثَاؤُبِ جماہی کا بیان

942 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ...........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو اسے ممکن حد تک روکے۔''

فائدہ: ......گزشتہ اوراق میں یہ وضاحت گزر چکی ہے کہ جماہی شیطان کی طرف سے ہے اور کاہلی کی نشانی ہے جسے حتی الوسع روکنا چاہیے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ منہ کے آگے ہاتھ رکھا جائے اور روکنے کی کوشش کی جائے اور آواز بھی نہ نکالی جائے۔

427...... بَابُ مَنْ يَقُولُ: لَبَّيْكَ، عِنْدَ الْجَوَابِ
جس نے کسی کے بلانے پر جواباً لبيك کہا

943 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ..........

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ))، قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ قَالَ مِثْلَهُ ثَلَاثًا: ((هَلْ

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا کہ آپ نے فرمایا: ''اے معاذ'' میں نے کہا: لبيك و سعديك۔ پھر آپ نے تین بار یوں ہی ارشاد فرمایا: (پھر

(۹۴۲) صحيح: صحيح مسلم، الزهد والرقائق، ح: ۲۹۹٤۔ وأحمد: ۲/ ۳۹۷.

(۹٤۳) صحيح: صحيح البخاري، الرقاق، ح: ٦٥٠٠۔ ومسلم، كتاب الايمان: ٤٨.

تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ؟)) قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا))، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) ، قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ؟ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ)).

فرمایا:) ''کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ یہ کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔'' پھر کچھ دیر چلے اور فرمایا: ''اے معاذ!'' میں نے عرض کیا: لبيك و سعديك۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ بندوں کا اللہ عزوجل پر کیا حق ہے جب وہ یہ کام کریں؟ یہ کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔''

فائدہ: ...... لبيك کے معنی ہیں میں حاضر ہوا اور سعديك کے معنی ہیں کہ تعمیل ارشاد کے لیے موجود ہوں اور اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔ لبيك یہ تلبیہ کا لفظ ہے اس لیے یہ اشکال پیدا ہوسکتا تھا کہ بندوں کے لیے اس لفظ کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا جواز ثابت کیا ہے۔

428...... بَابُ قِيَامِ الرَّجُلِ لِأَخِيهِ

کسی مسلمان بھائی کی آمد پر کھڑا ہونا

944 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ - وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ - قَالَ:..........

سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ: وَآذَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِينَ صَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ، فَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا، يُهَنُّونِي بِالتَّوْبَةِ يَقُولُونَ: لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ، حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْلَهُ النَّاسُ، فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں جب وہ رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھا کر ہماری توبہ کا اعلان کیا تو لوگ فوج در فوج مجھ سے ملے اور توبہ کی مبارک باد دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے: مبارک ہو اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر لی ہے۔ یہاں تک کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوگیا۔ وہاں رسول اکرم ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ کے ارد گرد لوگ بیٹھے تھے۔ سیدنا طلحہ بن عبیداللہ دوڑتے ہوئے میری طرف بڑھے۔ مصافحہ کیا اور مجھے مبارک باد دی۔ اللہ کی قسم مہاجرین میں سے

(٩٤٤) صحيح: صحيح البخاري، ح: ٤٤١٨ـ ومسلم، كتاب التوبة: ٥٣، ٢٧٦٩.

يُهَرْوِلُ ، حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَّانِي ، وَاللّٰهِ مَا قَامَ إِلَيَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ غَيْرُهُ ، لَا أَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ .

ان کے سوا کوئی میری طرف اٹھ کر نہ آیا۔ میں طلحہ کی یہ بات کبھی نہیں بھول سکتا۔

945 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ ابْنِ حُنَيْفٍ............

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، أَنَّ نَاسًا نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ ، فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ ، فَلَمَّا بَلَغَ قَرِيبًا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ائْتُوا خَيْرَكُمْ ، أَوْ سَيِّدَكُمْ)) ، فَقَالَ: ((يَا سَعْدُ إِنَّ هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ)) ، فَقَالَ سَعْدٌ: أَحْكُمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ ، وَتُسْبَى ذُرِّيَّتُهُمْ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ)) ، أَوْ قَالَ: ((حَكَمْتَ بِحُكْمِ الْمَلِكِ)) .

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر اترے تو آپ نے انہیں بلوا بھیجا، چنانچہ وہ گدھے پر سوار ہوکر تشریف لائے۔ جب وہ مسجد کے قریب پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے افضل یا سردار کی طرف جاؤ (اور انہیں مسجد میں لے آؤ) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے سعد! یہ آپ کے فیصلے پر نیچے اترے ہیں۔'' سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا فیصلہ ان کے بارے میں یہ ہے کہ ان کے لڑنے کے قابل مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کے بیوی بچوں کو غلام بنا لیا جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے اللہ کی منشا کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔'' یا فرمایا: تو نے مالک الملک کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ان روایات سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کو ملنے کے لیے اور اس سے مصافحہ کرنے کے لیے یا اگر وہ بیمار ہے تو اسے سواری سے اتارنے کے لیے اٹھ کر آگے بڑھنا یا کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کرنے کے لیے آگے بڑھنا جائز ہے، البتہ کسی کی تکریم کے طور پر اپنی جگہ پر کھڑے ہونا ناجائز ہے جیسا کہ آئندہ حدیث سے ظاہر ہے۔

(۲) کسی کو خوشی یا نعمت ملنے پر مبارک باد دینا مستحب ہے۔

946 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ حُمَيْدٍ............

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَا كَانَ شَخْصٌ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ رُؤْيَةً مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے زیادہ کوئی شخص صحابۂ کرام کو زیادہ

(٩٤٥) صحيح: صحيح البخاري، المناقب، ح: ٣٨٠٤ـ ومسلم، كتاب الجهاد، ٦٤، ١٧٦٨.

(٩٤٦) صحيح: جامع الترمذي، الأدب، ح: ٢٧٥٤ـ وأحمد: ٣/ ٢٥٠.

وَكَـانُـوا إِذَا رَأَوْهُ لَـمْ يَـقُومُوا إِلَيْـهِ، لِمَـا يَعْلَمُونَ مِنْ كَرَاهِيَتِهِ لِذَلِكَ.

محبوب نہ تھا اور وہ جب نبی ﷺ کو تشریف لاتا دیکھتے تو آپ کے لیے کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ نبی ﷺ اس کو ناپسند کرتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) رسول اکرم ﷺ سب انسانوں سے بڑھ کر عزت اور تکریم کے لائق تھے اور تکبر سے بھی کوسوں دور تھے لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام آپ کے لیے کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ آپ اسے ناپسند کرتے تھے۔ تو کسی اور شخص کے لیے ایسا کرنا کیونکر جائز ہوسکتا ہے۔

(۲) عصر حاضر میں استاد یا کسی بڑے شخص کے آنے پر سب کا کھڑا ہو جانا ناجائز ہے۔ آگے بڑھ کر مصافحہ کرنا اور بات ہے لیکن تکریماً اپنی جگہ پر کھڑا ہونا جائز نہیں اسی طرح سلامی کا جو طریقہ فوج یا دیگر اداروں میں رائج ہے وہ سب بھی انگریز کی اندھی تقلید ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔

''جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کے لیے تعظیماً کھڑے ہوں وہ اپنا ٹھکانا دوزخ بنالے۔''

(صحیح الترغیب والترہیب، حدیث: ۲۷۱۷)

947 - حَـدَّثَـنَـا مُـحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَيْسَرَةُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ............

عَـنْ عَـائِشَةَ أُمِّ الْـمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَـالَـتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ كَانَ أَشْبَهَ بِـالـنَّبِـيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامًا وَلَا حَدِيثًا وَلَا جِلْسَةً مِنْ فَاطِمَةَ، قَالَتْ: وَكَانَ الـنَّبِـيُّ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَآهَا قَدْ أَقْبَلَتْ رَحَّبَ بِهَا، ثُمَّ قَامَ إِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا، ثُمَّ أَخَـذَ بِيَـدِهَـا فَـجَاءَ بِهَا حَتَّى يُجْلِسَهَا فِي مَـكَـانِهِ، وَكَانَتْ إِذَا أَتَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ رَحَّبَـتْ بِهِ، ثُمَّ قَامَتْ إِلَيْهِ فَـقَبَّـلَتْـهُ، وأَنَّهَـا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى الـلّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي قُبِضَ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے لوگوں میں گفتگو، چال ڈھال اور اٹھنے بیٹھنے میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو نبی ﷺ سے مشابہ نہیں دیکھا۔ نبی ﷺ جب ان کو آتا دیکھتے تو خوش آمدید کہتے، پھر ان کی طرف اٹھتے اور انہیں بوسہ دیتے، پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں لے آتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ اور جب نبی ﷺ ان کے ہاں جاتے تو وہ خوش آمدید کہتیں، پھر اٹھ کر آپ کی طرف بڑھتیں اور بوسہ دیتیں۔ ایک دفعہ وہ نبی ﷺ کے مرض وفات میں آپ کے ہاں تشریف لائیں تو آپ نے انہیں خوش آمدید کہا اور بوسہ دیا اور ان کے ساتھ چپکے سے بات کی تو وہ رو پڑیں، پھر ان سے سرگوشی کی تو وہ ہنس پڑیں۔ میں نے

(٩٤٧) صحيح: جامع الترمذي، الأدب، ح: ٣٨٧٢ـ وأبو داؤد: ٥٢١٧ـ والبخاري: ٦٢٨٥، ٦٢٨٦ـ ومسلم: ٢٤٥٠.

فِيهِ ، فَرَحَّبَ وَقَبَّلَهَا ، وَأَسَرَّ إِلَيْهَا ، فَبَكَتْ ، ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا ، فَضَحِكَتْ ، فَقُلْتُ لِلنِّسَاءِ: إِنْ كُنْتُ لَأَرَى أَنَّ لِهَذِهِ الْمَرْأَةِ فَضْلًا عَلَى النِّسَاءِ ، فَإِذَا هِيَ مِنَ النِّسَاءِ ، بَيْنَمَا هِيَ تَبْكِي إِذَا هِيَ تَضْحَكُ ، فَسَأَلْتُهَا: مَا قَالَ لَكِ؟ قَالَتْ: إِنِّي إِذًا لَبَذِرَةٌ ، فَلَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَتْ: أَسَرَّ إِلَيَّ فَقَالَ: ((إِنِّي مَيِّتٌ)) ، فَبَكَيْتُ ، ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيَّ فَقَالَ: ((إِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِي بِي لُحُوقًا)) ، فَسُرِرْتُ بِذَلِكَ وَأَعْجَبَنِي .

عورتوں سے کہا: میں اس عورت کو دوسری عورتوں پر فضیلت والی دیکھ رہی ہوں۔ یہ عام عورتوں میں سے ایک عورت ہے، ابھی یہ رو رہی تھی اور ساتھ ہی ہنسنا شروع کر دیا۔ چنانچہ میں نے ان سے پوچھا کہ نبی ﷺ نے آپ سے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا: تب تو میں راز فاش کرنے والی ہوئی (اگر آپ کو بتا دوں) جب نبی ﷺ وفات پا گئے تو انہوں نے بتایا: نبی ﷺ نے مجھ سے سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا تھا: میں (اس بیماری میں) فوت ہونے والا ہوں۔'' یہ سن کر میں رو پڑی۔ پھر دوسری مرتبہ آپ نے سرگوشی کی تو فرمایا: میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے تم مجھے ملو گی۔ اس سے میں خوش ہوگئی اور یہ بات مجھے پسند آئی۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی سے ملنے کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ کر آگے بڑھتے ہوئے استقبال کرنا اور اسے مسند پر بٹھانا جائز ہے۔

(۲) والد اپنی بالغ اور شادی شدہ بیٹی کا بوسہ لے سکتا ہے، نیز معلوم ہوا کہ بیٹیوں کی عزت و تکریم کرنا اور ان سے پیار و محبت سے پیش آنا سنت نبوی ہے۔

(۳) اس حدیث سے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی فضیلت معلوم ہوئی۔

(۴) انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے کہ انہیں ان کی موت سے پہلے آگاہ کیا جاتا ہے اور ملک الموت کو ہدایت ہے کہ وہ باقاعدہ ان سے اجازت لے۔

(۵) اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ وفات پا چکے ہیں اور آپ کے لیے دنیاوی زندگی کا عقیدہ رکھنا قرآن وسنت کے مخالف ہے اور جہاں تک برزخ کی زندگی ہے تو وہ یقینی ہے لیکن اس جہاں کی حقیقت کا ادراک ہمیں نہیں ہے اور نہ ہماری عقل اس تک رسائی حاصل کر سکتی ہے۔

(۶) نبی ﷺ کو بہت سے صحابہ اور عزیز و اقارب کی موت کے بارے میں بتایا گیا جو آپ کا معجزہ ہے۔

429...... بَابُ قِيَامِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ الْقَاعِدِ

بیٹھے ہوئے آدمی کے لیے کسی آدمی کا کھڑا ہونا

948 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ............

(۹۴۸) صحیح: صحیح مسلم، الصلاۃ، ح: ۴۱۳۔ وابن ماجہ: ۱۲۴۰.

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَأَبُو بَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيرَهُ، فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا فَرَآنَا قِيَامًا، فَأَشَارَ إِلَيْنَا فَقَعَدْنَا، فَصَلَّيْنَا بِصَلَاتِهِ قُعُودًا، فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: ((إِنْ كِدْتُمْ لَتَفْعَلُوا فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّومِ، يَقُومُونَ عَلَى مُلُوكِهِمْ وَهُمْ قُعُودٌ، فَلَا تَفْعَلُوا، ائْتَمُّوا بِأَئِمَّتِكُمْ، إِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا، وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا)).

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بیمار ہوئے تو ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور ابوبکر لوگوں کو آپ کی تکبیرات پہنچا رہے تھے۔ آپ نے التفات فرمایا تو دیکھا کہ ہم کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے ہمیں بیٹھنے کا اشارہ فرمایا تو ہم بیٹھ گئے، پھر ہم نے بیٹھ کر آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ''فارس اور روم کی طرح تم لوگ نہ کرنے لگ جاؤ کہ وہ لوگ اپنے بادشاہوں کے سامنے کھڑے رہتے ہیں اور ان کے بادشاہ بیٹھے رہتے ہیں۔ ایسا مت کرو۔ اپنے ائمہ کی اقتدا کرو۔ اگر امام کھڑے ہو کر نماز ادا کرے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو اور اگر وہ بیٹھ کر پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو، یہ حکم پہلے تھا آپ کی آخری بیماری میں رسول اکرم ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی جبکہ صحابہ کرام کھڑے ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ حکم وجوب کے لیے نہیں ہوگا۔ دونوں طرح گنجائش ہے۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ عصر حاضر میں پیروں کا طریقہ خالص جاہلانہ ہے جو خود بیٹھے ہوتے ہیں اور مرید کھڑے رہتے ہیں یا پیر چارپائی پر اور مرید نیچے زمین پر بیٹھتے ہیں۔

430...... بَابُ إِذَا تَثَاءَبَ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ

جب جماہی آئے تو ہاتھ اپنے منہ پر رکھنا

949 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ............

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهُ بِفِيهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ فِيهِ)).

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو وہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھے کیونکہ شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے۔''

950 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَطَاءٍ............

---

(٩٤٩) صحيح: صحيح مسلم، الزهد والرقائق، ح: ٢٩٩٥.

(٩٥٠) صحيح الإسناد موقوفا۔ تفرد به المصنف.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِذَا تَثَاءَ بَ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ، فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جب کسی کو جماہی آئے تو وہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھے کیونکہ وہ شیطان کی طرف سے ہے۔

951 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنًا لِأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يُحَدِّثُ أَبِي..........

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا تَثَاءَ بَ أَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ عَلَى فِيهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُهُ)).

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو اپنے منہ کو بند کر لے کیونکہ شیطان اس میں داخل ہو جاتا ہے۔''

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي سُهَيْلٌ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَثَاءَ بَ أَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ فَمَهُ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُهُ)).

......ایک دوسرے طریق سے سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو اپنے ہاتھ سے منہ کو بند کرے کیونکہ شیطان اس میں داخل ہو جاتا ہے۔''

فائدہ: ......ان روایات سے معلوم ہوا جماہی شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان جماہی لیتے وقت انسان کے منہ میں داخل ہو جاتا ہے اور انسان میں مزید سستی اور کاہلی پیدا کرتا ہے اور اپنے اثرات بھی ظاہر کرتا ہے اس لیے جماہی کو روکنے کے ساتھ ساتھ منہ کو ہاتھ یا کپڑے وغیرہ سے بند بھی کرنا چاہیے۔

431...... بَابُ هَلْ يَفْلِي أَحَدٌ رَأْسَ غَيْرِهِ؟

کیا کوئی دوسرے کے سر کی جوئیں نکال سکتا ہے

952 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ..........

أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامِ ابْنَةِ مِلْحَانَ، فَتُطْعِمُهُ، وَكَانَتْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا جو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، کے ہاں تشریف لے جاتے اور وہ آپ کو کھانا

(٩٥١) صحيح: صحيح مسلم، الزهد والرقائق، ح: ٢٩٩٥.

(٩٥٢) صحيح: صحيح البخاري، الجهاد والسير، ح: ٢٧٨٩ـ ومسلم كتاب الإمارة: ١٩١٢، ١٦٠.

تَـحْتَ عُبَـادَةَ بْـنِ الـصَّـامِـتِ ، فَأَطْعَمَتْهُ وَجَـعَـلَـتْ تَـفْلِي رَأْسَهُ ، فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ .

کھلاتیں۔ ایک دفعہ انہوں نے آپ کو کھانا کھلایا اور آپ کے سر سے جوئیں نکالنے لگیں تو آپ سو گئے، پھر اٹھے تو آپ ہنس رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ام حرام سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔ یہ وہی صحابیہ ہیں جنہوں نے رسول اکرم ﷺ سے قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے پہلے لشکر میں شرکت کی دعا کروائی اور پھر اسی غزوے میں شہید ہوگئیں۔ یہ رسول اکرم ﷺ کی رضاعی خالہ تھیں کیونکہ رسول اکرم ﷺ کے دادا کے ننھیال مدینہ طیبہ ہی سے تعلق رکھتے تھے۔

(۲) اس سے معلوم ہوا عورت اپنے کسی محرم مرد کی جوئیں وغیرہ نکال سکتی ہے، یہ بالکل وہی صورت ہے جو ہمارے ہاں رائج ہے کہ خالہ یا پھوپھی کے پاس اگر بچہ بیٹھ جائے تو وہ اس کا سر دیکھنا شروع کر دیتی ہیں۔ ضروری نہیں ہوتا کہ جوئیں ہوں۔ اسی طرح اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کے سر میں جوئیں ہوتی تھیں اور اگر مان لیا جائے کہ آپ ﷺ کے سر میں جوئیں تھیں تو آپ کے حالات کے لحاظ سے ایسا بھی ممکن ہے۔ عام طور پر آپ کے بال کانوں کے نیچے تک ہوتے تھے۔ آج کل کی مروج کٹنگ آپ کی عادت نہ تھی، عرب کے ہاں پانی کی قلت کا مسئلہ مستقل تھا۔ تو مسلسل صابن یا شیمپوں کے ساتھ بالوں کو دھو کر رکھنا ممکن نہ تھا۔ پھر آپ عام طور پر جہادی سفروں پر رہتے تھے ایسے حالات میں اگر کبھی جوئیں پڑ گئی ہوں تو اس اک امکان موجود ہے۔ واللہ اعلم!

(۳) بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ رسول اکرم ﷺ کی خالہ نہیں تھیں تاہم یہ رسول اکرم ﷺ کا خاصا تھا کہ غیر محرم نے رسول اکرم ﷺ کے سر کی جوئیں دیکھیں۔

953 - حَـدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ أَبُو هِشَامٍ الْمَخْزُومِيُّ - وَكَانَ ثِقَةً - قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّعْقُ بْنُ حَزْنٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُطَيَّبٍ ، عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ...........

عَـنْ قَيْـسِ بْنِ عَاصِمٍ السَّعْدِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُـولَ الـلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((هَـذَا سَيِّـدُ أَهْـلِ الْـوَبَـرِ)) ، فَـقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، مَا الْمَالُ الَّذِي لَيْسَ عَلَيَّ فِيهِ تَبِـعَةٌ مِـنْ طَـالِـبٍ ، وَلَا مِنْ ضَيْفٍ؟ فَقَالَ رَسُـولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((نِعْمَ الْـمَـالُ أَرْبَـعُونَ ، وَالْأَكْثَرُ سِتُّونَ ، وَوَيْلٌ

حضرت قیس بن عاصم سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ دیہاتیوں کا سردار ہے۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول کس مقدار میں مال ہو تو مجھ پر کسی سائل یا مہمان کا حق نہیں ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چالیس (اونٹوں وغیرہ) تک مال ہونا اچھی بات ہے۔ ساٹھ ہو جائے تو یہ بہت کثیر میں شمار ہوگا اور جن کے پاس سیکڑوں ہوں ان کے لیے ہلاکت ہے سوائے اس کے جو

(٩٥٣) حسن لغيره: المستدرك للحاكم: ٣/ ٧٠٩.

لِأَصْحَابِ الْمِئِينَ إِلَّا مَنْ أَعْطَى الْكَرِيمَةَ، وَمَنَحَ الْغَزِيرَةَ، وَنَحَرَ السَّمِينَةَ، فَأَكَلَ وَأَطْعَمَ الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ))، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا أَكْرَمَ هَذِهِ الْأَخْلَاقَ، لَا يُحَلُّ بِوَادٍ أَنَا فِيهِ مِنْ كَثْرَةِ نَعَمِي؟ فَقَالَ: ((كَيْفَ تَصْنَعُ بِالْعَطِيَّةِ؟)) قُلْتُ: أُعْطِي الْبِكْرَ، وَأُعْطِي النَّابَ، قَالَ: ((كَيْفَ تَصْنَعُ فِي الْمَنِيحَةِ؟)) قَالَ: إِنِّي لَأَمْنَحُ النَّاقَةَ، قَالَ: ((كَيْفَ تَصْنَعُ فِي الطَّرُوقَةِ؟)) قَالَ: يَغْدُو النَّاسُ بِحِبَالِهِمْ، وَلَا يُوزَعُ رَجُلٌ مِنْ جَمَلٍ يَخْتَطِمُهُ، فَيُمْسِكُهُ مَا بَدَا لَهُ، حَتَّى يَكُونَ هُوَ يَرُدَّهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَمَالُكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَمْ مَالُ مَوَالِيكَ؟)) قَالَ: مَالِي، قَالَ: ((فَإِنَّمَا لَكَ مِنْ مَالِكَ مَا أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ، أَوْ أَعْطَيْتَ فَأَمْضَيْتَ، وَسَائِرُهُ لِمَوَالِيكَ))، فَقُلْتُ: لَا جَرَمَ، لَئِنْ رَجَعْتُ لَأُقِلَّنَّ عَدَدَهَا فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ جَمَعَ بَنِيهِ فَقَالَ: يَا بَنِيَّ، خُذُوا عَنِّي، فَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْخُذُوا عَنْ أَحَدٍ هُوَ أَنْصَحُ لَكُمْ مِنِّي: لَا تَنُوحُوا عَلَيَّ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُنَحْ عَلَيْهِ، وَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنِ النِّيَاحَةِ، وَكَفِّنُونِي فِي ثِيَابِي الَّتِي كُنْتُ أُصَلِّي فِيهَا، وَسَوِّدُوا أَكَابِرَكُمْ، فَإِنَّكُمْ إِذَا سَوَّدْتُمْ أَكَابِرَكُمْ لَمْ

پیارا مال بطور عطیہ دے اور خوب دودھ والا جانور ضرورت مند کو دے اور موٹا تازہ جانور ذبح کرے جو خود بھی کھائے اور ان لوگوں کو بھی کھلائے جو قناعت کیے ہوئے ہیں اور جو مانگنے والے ہیں انہیں بھی کھلائے۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول یہ عادتیں تو بڑی کریمانہ ہیں۔ جس وادی میں میں رہتا ہوں، میرے مویشیوں کی کثرت کی وجہ سے کوئی وہاں مویشی لاتا ہی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم عطیے میں کیا دیتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: جواں سال گائے یا بیل اور دودانتا اونٹنی۔ آپ نے فرمایا: ''دودھ والے جانور کے بارے میں کیا کرتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: میں اونٹنی دودھ کے لیے دے دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم قابل حمل اونٹنیوں کے بارے میں کیا کرتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: لوگ اپنی رسیاں لاتے ہیں اور اونٹ کو مہار ڈال کر لے جاتے ہیں، کسی کو بھی اس سے منع نہیں کیا جاتا۔ اونٹ لے کر جانے والا اپنی مرضی سے جب تک چاہتا ہے اپنے پاس رکھتا ہے اور خود مرضی ہی سے واپس کر جاتا ہے (میں نے کبھی کسی سے نہیں پوچھا)۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تجھے اپنا مال زیادہ پسند ہے یا اپنے رشتہ داروں کا؟'' اس نے کہا: اپنا مال۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تیرا مال صرف وہ ہے جسے تو نے کھا کر ختم کر دیا یا کسی کو دے کر صدقے میں لگا دیا، اس کے علاوہ تیرے رشتہ داروں اور وارثوں کا ہے۔ میں نے عرض کیا: بلاشبہ اب واپس جا کر اپنا مال ضرور کم کروں گا، یعنی صدقہ کروں گا۔ جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور کہا: اے میرے بیٹو! میری باتیں توجہ سے سنو، مجھ سے بڑھ کر تمہارا کوئی خیر خواہ نہیں ہوسکتا۔ مجھ پر نوحہ مت کرنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ

يَـزَلْ لِأَبِيـكُـمْ فِيكُمْ خَلِيفَةٌ ، وَإِذَا سَوَّدْتُمْ أَصَـاغِـرَكُـمْ هَـانَ أَكَـابِرُكُمْ عَلَى النَّاسِ ، وزهدوا فيكم وَأَصْلِحُوا عَيْشَكُمْ ، فَإِنَّ فِيهِ غِـنًـى عَـنْ طَـلَـبِ الـنَّـاسِ ، وَإِيَّـاكُـمْ وَالْـمَسْـأَلَةَ ، فَإِنَّهَا آخِرُ كَسْبِ الْمَرْءِ ، وَإِذَا دَفَـنْـتُـمُـونِي فَسَوُّوا عَلَيَّ قَبْرِي ، فَإِنَّهُ كَانَ يَـكُونُ شَيْءٌ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا الْحَيِّ مِنْ بَكْرِ ابْـنِ وَائِـلٍ: خُمَاشَاتٌ ، فَلَا آمَنُ سَفِيهًا أَنْ يَـأْتِـيَ أَمْـرًا يُـدْخِلُ عَلَيْكُمْ عَيْبًا فِي دِينِكُمْ قَـالَ عَلِيٌّ: فَذَاكَرْتُ أَبَا النُّعْمَانِ مُحَمَّدَ بْنَ الْـفَضْلِ ، فَقَالَ: أَتَيْتُ الصَّعْقَ بْنَ حَزْنٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ ، فَحَدَّثَنَا عَنِ الْحَسَنِ ، فَقِيلَ لَـهُ: عَـنِ الْـحَسَـنِ؟ قَـالَ: لَا ، يُونُـسُ بْنُ عُبَيْـدٍ ، عَـنِ الْـحَسَنِ ، قِيلَ لَهُ: سَمِعْتَهُ مِنْ يُـونُـسَ؟ قَـالَ: لَا ، حَـدَّثَـنِي الْقَاسِمُ ابْنُ مُـطَيَّـبٍ ، عَـنْ يُـونُـسَ بْـنِ عُبَيْدٍ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ قَيْسٍ ، فَقُلْتُ لِأَبِي النُّعْمَانِ: فَلِمَ تَحْمِلْهُ؟ قَالَ: لَا ، ضَيَّعْنَاهُ .

پر نوحہ نہیں کیا گیا اور میں نے نبی ﷺ کو نوحہ سے منع کرتے سنا ہے۔ اور مجھے ان کپڑوں میں کفن دینا جن میں، میں نماز پڑھتا تھا۔ اور اپنے بڑوں کو سردار بنانا، جب تم اپنے بڑوں کو سردار بناؤ گے تو تمہارے اندر تمہارے باپ کا کوئی نہ کوئی خلیفہ رہے گا اور جب تم چھوٹوں کو سردار بناؤ گے تو تمہارے بڑے لوگوں کی نظروں میں حقیر ہو جائیں گے اور لوگ تم سے بے تعلق ہو جائیں گے۔ اور اپنی روزی کو سوچ سمجھ کر درست رکھو کیونکہ اس طرح لوگوں سے مانگنا نہیں پڑتا۔ لوگوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا کیونکہ یہ بندے کا سب سے آخری ذریعہ معاش ہے۔ اور جب تم مجھے دفن کر لو تو میری قبر برابر کر دینا کیونکہ میرے اور قبیلہ بکر بن وائل کے درمیان جھگڑے رہے ہیں تو مجھے اطمینان نہیں کہ ان کا کوئی بے وقوف کوئی ایسی حرکت کر دے جو تمہارے دین میں کوئی عیب کی بات داخل کر دے۔

علی بن مدینی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابونعمان محمد بن فضل سے مذاکرہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ میں صعق بن حزن (جو کہ مدلس تھے) کے پاس اس حدیث کے سلسلے میں گیا تو انہوں نے حسن سے روایت بیان کی۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے حسن سے خود سنی ہے؟ اس نے کہا: نہیں یونس بن عبید حسن سے بیان کرتے ہیں۔ ان سے پوچھا گیا: کیا آپ نے یونس سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، مجھے قاسم بن مطیب نے یونس سے اور انہوں نے حسن سے بیان کی انہوں نے قیس سے۔ میں نے ابونعمان سے کہا کہ تم نے یہ طریق کیوں اختیار نہیں کیا۔ انہوں نے کہا: ہم سے ضائع ہو گیا (اور اسے بھول گیا)۔

فائدہ: ...... اس حدیث میں مکارم اخلاق کے علاوہ صدقہ و خیرات کرنے کا حکم ہے، نیز قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ کا فضل و منقبت بھی ظاہر ہوتا ہے، آخر میں ایک علمی بحث ہے اور اس کا خلاصہ ہے کہ صعق بن حزن مدلس راوی ہیں لیکن اس روایت میں اس نے اپنے استاد قاسم بن مطیب سے سماع کی صراحت کی ہے۔ مدلس راوی سماع کی صراحت کر دے تو اس کی روایت قابلِ حجت ہوتی ہے۔

432...... بَابُ تَحْرِيكِ الرَّأْسِ وَعَضِّ الشَّفَتَيْنِ عِنْدَ التَّعَجُّبِ

تعجب کے وقت سر ہلانا اور ہونٹوں کو دانتوں میں دبانا

954 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ: سَأَلْتُ.......... عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ: سَأَلْتُ خَلِيلِي أَبَا ذَرٍّ، فَقَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوءٍ، فَحَرَّكَ رَأْسَهُ، وَعَضَّ عَلَى شَفَتَيْهِ، قُلْتُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي آذَيْتُكَ؟ قَالَ: ((لَا، وَلَكِنَّكَ تُدْرِكُ أُمَرَاءَ أَوْ أَئِمَّةً يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا))، قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: "صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، فَإِنْ أَدْرَكْتَ مَعَهُمْ فَصَلِّهِ، وَلَا تَقُولَنَّ: صَلَّيْتُ، فَلَا أُصَلِّي".

عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے خلیل سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں وضو کا پانی لے کر حاضر ہوا تو آپ نے اپنے سر مبارک کو جنبش دی اور ہونٹوں کو دانتوں میں دبایا۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں نے آپ کو تکلیف دی ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں لیکن تم ایسے امراء یا ائمہ دیکھو گے جو نماز کو وقت سے مؤخر کر کے پڑھیں گے۔" میں نے عرض کیا: تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "تم بر وقت نماز پڑھو اور پھر اگر ان کے ساتھ نماز پاؤ تو بھی پڑھ لو اور یہ نہ کہو کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے، لہٰذا میں نماز نہیں پڑھوں گا۔"

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ تعجب کے وقت ایسے کرنا مروّت کے خلاف نہیں ہے، نیز نماز کو اس کے اوّل وقت میں ادا کرنا مستحب ہے اور اگر امام نماز زیادہ تاخیر سے پڑھتا ہو تو بروقت علیحدہ نماز پڑھ لینی چاہیے اور اگر کسی فتنے کا ڈر ہو تو بعد میں امام کے ساتھ بھی پڑھ لینی چاہیے اور وہ نفل ہو جائیں گے۔

433...... بَابُ ضَرْبِ الرَّجُلِ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ عِنْدَ التَّعَجُّبِ أَوِ الشَّيْءِ

تعجب کے وقت اپنی ران یا کسی چیز پر ہاتھ مارنا

955 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ حَدَّثَهُ.......... عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کے وقت میرے اور سیدہ فاطمہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: "تم

(٩٥٤) صحيح: صحيح مسلم، المساجد و مواضع الصلاة، ح: ٦٤٨.

(٩٥٥) صحيح: صحيح البخاري، الجمعة، ح: ١١٢٧.

الـنَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((أَلَا تُـصَـلُّـونَ؟)) فَـقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّمَا أَنْـفُسُنَا عِنْدَ اللّٰهِ، فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا، فَـانْـصَـرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَـمْ يَـرْجِـعْ إِلَـيَّ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُ وَهُوَ مُـدْبِـرٌ يَـضْـرِبُ فَـخِذَهُ يَقُولُ: "﴿وَكَـانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ [الكهف: 54]"

(تہجد کی) نماز نہیں پڑھتے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری جانیں تو صرف اللہ کے قبضے میں ہیں جب وہ چاہتا ہے ہمیں اٹھا دیتا ہے۔ نبی ﷺ واپس تشریف لے گئے اور مجھے کچھ نہ کہا۔ پھر میں نے سنا آپ واپس جاتے ہوئے ہاتھ ران پر مارتے ہوئے (یہ آیت تلاوت) فرما رہے تھے: اور آدمی سب سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تعجب کے وقت ہاتھ اپنی ران پر یا کسی اور چیز پر مارنا جائز ہے لیکن اس سے ماتم کا استدلال صراسر باطل ہے کیونکہ نص صریح سے اس کا حرام اور ناجائز ہونا ثابت ہے۔

(۲) تہجد نہایت فضیلت والی نماز ہے۔ اہل وعیال اور اولاد کو اس کی ترغیب دلانی چاہیے، نیز شادی شدہ اولاد کی بھی خبر گیری کرنی چاہیے کہ دینی حوالے سے ان کی کیا صورت حال ہے۔

(۳) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تہجد پڑھنے کا انکار نہیں کیا بلکہ احسن انداز میں اپنا عذر پیش کر دیا۔ آپ کو ان کی حاضر دماغی اور فوراً معقول جواب پر تعجب ہوا کہ انسان کس طرح اپنے لیے قرآن وسنت سے استدلال کر لیتا ہے۔

956 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ..........

عَـنْ أَبِي رَزِينٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: رَأَيْتُهُ يَـضْــرِبُ جَبْهَتَــهُ بِيَـدِهِ وَيَـقُولُ: يَـا أَهْلَ الْعِرَاقِ، أَتَزْعُمُونَ أَنِّي أَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ الـلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَيَكُونُ لَكُمُ الْـمَهْـنَـأُ وَعَـلَـيَّ الْـمَأْثَمُ؟ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُـولَ الـلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِذَا انْـقَـطَـعَ شِسْـعُ نَـعْـلِ أَحَدِكُمْ، فَلَا يَمْشِي فِي نَعْلِهِ الْأُخْرَى حَتَّى يُصْلِحَهُ)).

ابو رزین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنی پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے دیکھا اور وہ فرما رہے تھے: اے اہل عراق! کیا تم سمجھتے ہو کہ میں رسول اللہ پر جھوٹ باندھتا ہوں؟ کیا تمہارے لیے لذت اور راحت ہو اور مجھ پر گناہ ہو؟ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یقیناً رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم میں سے کسی (کے جوتے) کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ دوسرے (ایک) جوتے میں نہ چلے یہاں تک کہ اس کو درست کر لے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اہل عراق پر تعجب کیا کہ تم کیسے لوگ ہو جو یہ سوچ رکھتے ہو کہ میں ویسے ہی رسول اکرم ﷺ کی طرف باتیں منسوب کرتا ہوں۔ مجھے کیا پڑی ہے کہ تمہارے فائدے کے لیے

(٩٥٦) صحيح: صحيح مسلم، اللباس والزينة، ح: ٢٠٩٨.

اپنی آخرت برباد کرلوں۔

(۲) تسمے والا یا دوسرا ایک جوتا ٹوٹ جائے تو درست کرنے تک دوسرا بھی اتار لینا چاہیے۔ ایک جوتے میں چلنا ناجائز ہے۔

434...... بَابُ إِذَا ضَرَبَ الرَّجُلُ فَخِذَ أَخِيهِ وَلَمْ يُرِدْ بِهِ سُوءًا

اپنے بھائی کی ران پر ہاتھ مارنا جبکہ مقصد اذیت دینا نہ ہو

957 - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ أَبِي تَمِيمَةَ..........

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَاءِ قَالَ: مَرَّ بِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّامِتِ، فَأَلْقَيْتُ لَهُ كُرْسِيًّا، فَجَلَسَ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ ابْنَ زِيَادٍ قَدْ أَخَّرَ الصَّلَاةَ، فَمَا تَأْمُرُ؟ فَضَرَبَ فَخِذِي ضَرْبَةً - أَحْسَبُهُ قَالَ: حَتَّى أَثَّرَ فِيهَا - ثُمَّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا ذَرٍّ كَمَا سَأَلْتَنِي، فَضَرَبَ فَخِذِي كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ، فَقَالَ: صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، فَإِنْ أَدْرَكْتَ مَعَهُمْ فَصَلِّ، وَلَا تَقُلْ: قَدْ صَلَّيْتُ، فَلَا أُصَلِّي.

ابو العالیہ براء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میرے پاس سے عبداللہ بن صامت گزرے تو میں نے ان کے لیے کرسی بچھا دی اور وہ اس پر بیٹھ گئے۔ میں نے ان سے پوچھا: ابن زیاد نماز کو بہت لیٹ کر دیتا ہے، اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے زور سے میری ران پر ہاتھ مارا حتی کہ اس میں نشان پڑ گیا۔ پھر فرمایا: میں نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہی پوچھا تھا جو تم نے مجھ سے پوچھا ہے تو انہوں نے اسی طرح میری ران پر ہاتھ مارا جس طرح میں نے تیری ران پر مارا ہے۔ اور انہوں نے فرمایا: نماز کو بروقت ادا کرلو، پھر اگر ان کے ساتھ نماز پالو تو بھی پڑھ لو اور یوں نہ کہو: میں تو نماز پڑھ چکا ہوں، لہٰذا نماز نہیں پڑھوں گا۔

فائدہ: ......دیکھیے، حدیث: ۹۵۴ کے فوائد۔

958 - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ..........

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِهِ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ، حَتَّى وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فِي أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ، وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کے ایک گروہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابن صیاد کی طرف گئے یہاں تک کہ اسے اس حالت میں پایا کہ وہ بنو مغالہ کے قلعے کے پاس لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ ابن صیاد ان دنوں بلوغت کے قریب تھا۔ اسے اس وقت پتا چلا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۹۵۷) صحیح: صحیح مسلم، المساجد مواضع الصلاۃ، ح: ٦٤٨.

(۹۵۸) صحیح: صحیح البخاری، الجنائز: ١٣٥٥ـ والجهاد، ح: ٣٠٥٦، ٣٠٥٧.

يَـوْمَـئِـذٍ الْـحُلُمَ ، فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ النَّبِـيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ، ثُـمَّ قَالَ: ((أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ؟)) فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ ، قَالَ ابْـنُ صَيَّادٍ: فَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ؟ فَرَصَّهُ النَّبِـيُّ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: ((آمَـنْـتُ بِاللّٰهِ وَبِرَسُولِهِ)) ، ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّـادٍ: ((مَـاذَا تَـرَى؟)) فَـقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: يَـأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خُلِّطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ)) ، قَـالَ الـنَّبِـيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي خَبَّأْتُ لَكَ خَبِيئًا)) ، قَالَ: هُوَ الدُّخُّ ، قَالَ: ((اخْسَـأْ فَـلَمْ تَعْدُ قَدْرَكَ)) ، قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُـولَ الـلّٰـهِ ، أَتَـأْذَنُ لِي فِيـهِ أَنْ أَضْرِبَ عُـنُـقَهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنْ يَكُ هُـوَ لَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ ، وَإِنْ لَمْ يَكُ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ)) .

قَـالَ سَـالِـمٌ: فَسَـمِـعْـتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَـقُـولُ: انْـطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ يَوْمًا إِلَى النَّخْلِ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ ، حَتَّى إِذَا دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ الـنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ الـنَّـخْـلِ ، وَهُوَ يَسْمَعُ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْـلَ أَنْ يَـرَاهُ ، وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلَى

نے اس کی کمر پر تھپکی دی، پھر فرمایا: ''کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟'' اس نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان پڑھوں کے رسول ہیں۔ پھر بولا: اور کہا آپ بھی گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ نبی ﷺ نے اس کو مضبوطی سے دبایا، پھر فرمایا: ''میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔'' پھر ابن صیاد سے فرمایا: ''تو کیا دیکھتا ہے؟'' ابن صیاد نے کہا: میرے پاس سچا اور جھوٹا دونوں آتے ہیں۔ تب نبی ﷺ نے فرمایا: ''تجھ پر معاملہ خلط ملط کر دیا گیا ہے۔'' نبی ﷺ نے مزید فرمایا: ''میں نے تیرے لیے دل میں ایک چیز چھپا رکھی ہے (بتا وہ کیا ہے؟) اس نے کہا: درخ۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دور ہو جا، تو اپنی حیثیت سے آگے نہیں بڑھا۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے اس کی گردن اڑانے کی اجازت دیتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ وہ، یعنی دجال ہے تو تم اس پر قابو نہیں پا سکتے اور اگر وہ نہیں ہے تو پھر اس کے قتل میں تمہارے لیے خیر کا کوئی پہلو نہیں۔''

سالم کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا: ''اس کے بعد نبی ﷺ خود اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ایک دن اس باغ کی طرف گئے جس میں ابن صیاد تھا۔ جب نبی ﷺ نخلستان میں داخل ہوئے تو آپ کھجور کے تنوں کی اوٹ لے کر ابن صیاد سے اس کے دیکھنے سے پہلے کچھ سننا چاہتے تھے (کہ وہ کیا گنگنا رہا ہے) ابن صیاد اپنے بستر پر چادر لپیٹے لیٹا ہوا تھا اور بڑ بڑ کر رہا تھا۔ نبی ﷺ کھجور کے درختوں کی اوٹ میں چھپ کر قریب آ رہے تھے کہ ابن صیاد کی ماں نے آپ کو دیکھ لیا اور ابن صیاد سے کہا: اوئے صاف! (یہ اس کا

فِرَاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا زَمْزَمَةٌ، فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ، فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ: أَيْ صَافُ - وَهُوَ اسْمُهُ - هَذَا مُحَمَّدٌ، فَتَنَاهَى ابْنُ صَيَّادٍ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْ تَرَكَتْهُ لَبَيَّنَ)) قَالَ سَالِمٌ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ، فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ: "إِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ، لَقَدْ أَنْذَرَ نُوحٌ قَوْمَهُ، وَلَكِنْ سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ: تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ، وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ".

نام تھا) یہ محمد ﷺ آ رہے ہیں۔ تو ابن صیاد خاموش ہوگیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ اس کو اس کے حال پر رہنے دیتی تو معاملہ بالکل واضح ہو جاتا۔''

سالم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے شایان شان اس کی تعریف فرمائی، پھر دجال کا ذکر کر کے فرمایا: ''میں تمہیں اس سے خبردار کرتا ہوں اور ہر نبی نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا ہے۔ حتی کہ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا۔ لیکن میں تمہیں اس کے بارے میں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی: تمہیں جان لینا چاہیے کہ وہ کانا ہے اور اللہ تعالیٰ یک چشم نہیں ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے ابن صیاد کی کمر پر ہاتھ مارا جس سے آپ کا مقصد تکلیف دینا نہیں تھا۔ جب کمر پر مارنا ثابت ہوا تو اس کو ران پر قیاس کر لیا۔ اس سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔

(۲) ابن صیاد ایک یہودی لڑکا تھا جو کئی شعبدہ بازیاں کرتا تھا۔ اور شیاطین الٹی سیدھی باتیں اس کی طرف القاء کرتے۔ اس میں کئی چیزیں مسیح دجال کی صفات کے مشابہ تھیں جس سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو شک گزرا کہ کہیں یہ وہی دجال ہی نہ ہو۔ آپ ﷺ نے اسی معاملے کی تحقیق فرمائی۔

(۳) مسیح دجال کو عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے اس لیے نبی ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر یہ مسیح دجال ہے تو تم اسے قتل نہیں کر سکو گے اور اگر یہ وہ دجال نہیں تو اس کے قتل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ بعد ازاں آپ پر واضح ہو گیا کہ یہ وہ دجال نہیں تو آپ نے صحابہ کو خطاب کر کے اس مسیح دجال کی نشانی بتا دی۔

959 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنُبًا، يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب جنبی ہوتے تو پانی کی تین لپیں اپنے سر پر ڈال لیتے۔

(۹۵۹) صحيح: صحيح مسلم، الحيض، ح: ۳۲۹.

ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِنْ مَاءٍ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، إِنَّ شَعْرِي أَكْثَرُ مِنْ ذَاكَ، قَالَ: وَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى فَخِذِ الْحَسَنِ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، كَانَ شَعْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنْ شَعْرِكَ وَأَطْيَبَ.

حسن بن محمد ابن حنفیہ نے کہا: ابوعبداللہ! میرے بال اس سے بہت زیادہ ہیں (کہ تین لپ کفایت کریں)۔ راوی کہتے ہیں کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ حسن رحمہ اللہ کی ران پر مار کر فرمایا: میرے بھتیجے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تیرے بالوں سے زیادہ اور پاکیزہ تھے۔

فائدہ: ......ترجمۃ الباب واضح ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے حسن رحمہ اللہ کی ران پر ہاتھ مارا اور یہ ازراہ تنبیہ تھا، نیز واضح فرمایا کہ انسان کو خواہ مخواہ وسوسوں کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو پاکیزہ ترین انسان تھے، وہ اس پر کفایت کر لیتے تھے تو کسی دوسرے کو کیا مسئلہ ہے؟

435...... بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يَقْعُدَ وَيَقُومَ لَهُ النَّاسُ

جو شخص اس بات کو ناپسند کرے کہ خود تو بیٹھا رہے اور لوگ اس کے لیے کھڑے رہیں

960 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ..........

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: صُرِعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَرَسٍ بِالْمَدِينَةِ عَلَى جِذْعِ نَخْلَةٍ، فَانْفَكَّتْ قَدَمُهُ، فَكُنَّا نَعُودُهُ فِي مَشْرُبَةٍ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَأَتَيْنَاهُ وَهُوَ يُصَلِّي قَاعِدًا، فَصَلَّيْنَا قِيَامًا، ثُمَّ أَتَيْنَاهُ مَرَّةً أُخْرَى وَهُوَ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ قَاعِدًا، فَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ قِيَامًا، فَأَوْمَأَ إِلَيْنَا أَنِ اقْعُدُوا، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: ((إِذَا صَلَّى الْإِمَامُ قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا، وَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا، وَلَا تَقُومُوا وَالْإِمَامُ قَاعِدٌ كَمَا تَفْعَلُ فَارِسُ بِعُظَمَائِهِمْ)).

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ طیبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے کھجور کے ایک تنے پر گر گئے جس سے آپ کے پاؤں مبارک کو موچ آ گئی۔ ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے چوبارے میں آپ کی عیادت کرتے تھے، چنانچہ ایک دفعہ ہم آئے تو آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی، پھر ہم دوبارہ آئے تو آپ فرض نماز بیٹھ کر پڑھ رہے تھے تو ہم نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو (دوران نماز) آپ نے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ، پھر جب آپ نے نماز ختم کی تو فرمایا: جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو اور جب وہ کھڑے ہو کر پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو۔ امام بیٹھا ہو تو تم کھڑے مت رہو جس طرح اہل فارس اپنے بڑوں کے لیے کرتے ہیں۔''

فائدہ: ......فوائد کے لیے دیکھیے، حدیث: ۹۴۸۔

(۹٦۰) صحیح: سنن ابی داؤد، الصلاة، ح: ٦۰۲۔ وابن ماجة، الطب، ح: ۳٤۸٥.

961 - قَالَ: وَوُلِدَ لِفُلَانٍ مِنَ الْأَنْصَارِ غُلَامٌ، فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: لَا نُكَنِّيكَ بِرَسُولِ اللّٰهِ حَتَّى قَعَدْنَا فِي الطَّرِيقِ نَسْأَلُهُ عَنِ السَّاعَةِ، فَقَالَ: ((جِئْتُمُونِي تَسْأَلُونِي عَنِ السَّاعَةِ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: ((مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ، يَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ)).
قُلْنَا: وُلِدَ لِفُلَانٍ مِنَ الْأَنْصَارِ غُلَامٌ فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: لَا نُكَنِّيكَ بِرَسُولِ اللّٰهِ، قَالَ: ((أَحْسَنَتِ الْأَنْصَارُ، سَمُّوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي)).

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ انصار کے کسی آدمی کے ہاں بچہ ہوا تو اس نے اس کا نام محمد رکھا۔ انصار نے کہا: ہم تمہیں اللہ کے رسول کی کنیت سے نہیں پکاریں گے یہاں تک کہ ہم راستہ میں بیٹھ گئے تاکہ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم مجھ سے قیامت کے متعلق سوال کرنے کے لیے آئے ہو؟“ ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”کوئی زندہ جان ایسی نہیں جو سو سال پورے کرے۔“ (مگر اس پر قیامت آجائے گی۔) ہم نے عرض کیا: ایک انصاری کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے جس کا نام اس نے محمد رکھا ہے تو انصار نے اسے کہا ہے کہ ہم تجھے رسول اللہ کی کنیت سے ہرگز نہیں پکاریں گے، یعنی ابو القاسم نہیں کہیں گے۔) آپ ﷺ نے فرمایا: انصار نے اچھا کیا ہے، میرے نام پر نام رکھ لو مگر میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔“

فائدہ: ......اس حدیث کی مکمل وضاحت گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔ دیکھیے، حدیث: ۹۴۸۔ اور نام اور کنیت کے حوالے سے مکمل بحث بھی گزر چکی ہے۔

436...... بَابٌ بلاعنوان

962 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِي السُّوقِ دَاخِلًا مِنْ بَعْضِ الْعَالِيَةِ وَالنَّاسُ كَنَفَيْهِ، فَمَرَّ بِجَدْيٍ أَسَكَّ، فَتَنَاوَلَهُ فَأَخَذَ بِأُذُنِهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنَّ هَذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ؟)) فَقَالُوا: مَا نُحِبُّ أَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ، وَمَا نَصْنَعُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اونچے محلے کے راستے سے بازار سے گزر رہے تھے اور لوگ آپ کے دونوں جانب تھے۔ آپ کا گزر ایک کان کٹے بکری کے بچے پر ہوا جو مرا پڑا تھا۔ آپ نے اس کا کان پکڑ کر فرمایا: ”تم میں سے کون اسے ایک درہم میں خریدنا پسند کرے گا؟“ لوگوں نے کہا: ہم اسے کسی چیز کے بدلے میں اپنے لیے پسند نہیں کرتے

(٩٦١) صحيح: صحيح البخاري، فرض الخمس، ح: ٣١١٥.
(٩٦٢) صحيح: صحيح مسلم، الزهد والرقائق، ح: ٢٩٥٧.

بِـهِ؟ قَالَ: ((أَتُحِبُّونَ أَنَّهُ لَكُمْ؟)) قَالُوا: لَا، قَـالَ ذَلِكَ لَهُمْ ثَلاثًا، فَقَالُوا: لَا وَاللّٰهِ، لَوْ كَـانَ حَيًّـا لَـكَـانَ عَيْبًـا فِيـهِ أَنَّـهُ أَسَكُّ - وَالْأَسَكُّ: الَّـذِي لَيْـسَ لَـهُ أُذُنَان - فَكَيْفَ وَهُـوَ مَيِّـتٌ؟ قَـالَ: ((فَوَاللّٰهِ، لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مَنْ هَذَا عَلَيْكُمْ)).

اور اس کا کریں بھی کیا؟ آپ نے فرمایا: ''کیا تم اسے مفت میں لینا پسند کرتے ہو؟'' لوگوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے تین مرتبہ انہیں فرمایا تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم نہیں۔ اگر یہ زندہ ہوتا تو بھی یہ عیب دار تھا کہ اس کے کان کٹے ہوئے ہیں اور اب اسے کون لے گا جبکہ یہ مردہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اللہ کی قسم! یقیناً دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ بے قدر ہے جتنا یہ تمہارے نزدیک بے قیمت ہے۔''

فائدہ: ......لوگوں کا ساتھ چلنا یا کسی وجہ سے ایک شخص کا بیٹھ جانا اور گفتگو کرنا اور لوگوں کا اتفاقاً کھڑے رہنا اس وعید میں نہیں آتا جس کا ذکر گزشتہ اوراق میں ہوا ہے۔ نیز اس حدیث میں دنیا کی بے ثباتی کا ذکر بڑے خوبصورت انداز میں کیا گیا ہے۔

963 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنِ الْحَسَنِ............

عَـنْ عُتَـيِّ بْـنِ ضَمْرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عِنْدَ أُبَيٍّ رَجُلًا تَـعَزَّى بِعَزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَعَضَّهُ أُبَيٌّ وَلَـمْ يُـكْـنِـهِ، فَـنَـظَرَ إِلَيْهِ أَصْحَابُهُ، قَالَ: كَـأَنَّـكُمْ أَنْكَرْتُمُوهُ؟ فَقَالَ: إِنِّي لَا أَهَابُ فِي هَـذَا أَحَـدًا أَبَدًا، إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ تَعَزَّى بِعَزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَعِضُّوهُ وَلَا تَكْنُوهُ))
حَـدَّثَـنَـا عُثْـمَـانُ قَـالَ: حَـدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُتَيٍّ، مِثْلَهُ.

عتیّ بن ضمرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک آدمی کو دیکھا جو اپنے آپ کو جاہلیت کی طرف منسوب کر رہا تھا۔ سیدنا ابی رضی اللہ عنہ نے اسے اپنا آلہ تناسل کاٹ کھانے کو کہا اور کنایہ نہ کیا بلکہ واضح طور پر کہا۔ ان کے ساتھیوں نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا۔ انہوں نے فرمایا: تم میری بات کو نامناسب سمجھ رہے ہو؟ پھر فرمایا: میں اس معاملے میں کسی سے کبھی نہیں ڈروں گا۔ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو شخص جاہلیت کی طرف اپنی نسبت کرے تو اُسے آلہ تناسل کاٹ کھانے کو کہو اور کنایہ نہ کرو بلکہ واضح طور پر کہو۔'' ابن مبارک رحمہ اللہ کے واسطے سے بھی یہ روایت اسی طرح مروی ہے۔

فائدہ: ......نسب کی بنیاد پر فخر کرنا جاہلانہ بات ہے۔ اسلام نے اس سے روکا ہے کیونکہ سب انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور سب ایک ذریعے سے اس دنیا میں آئے ہیں۔ اب جو شخص کافر، مشرک اور جاہل آباء و اجداد پر فخر کرتا

(٩٦٣) صحيح: مسند أحمد: ٥/ ١٣٦.

ہےتو اس کا ذریعہ وجودتو آلہ تناسل ہے تو اسے کہنا چاہیے کہ اپنے باپ کا آلہ تناسل کاٹ کھاؤ تا کہ رشتہ اچھی طرح ظاہر ہو جائے۔ برادری ازم کو ہوا دنیا اور اس کی وجہ سے تعصب پیدا کرنا جاہلانہ عادت ہے۔

437...... بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا خَدِرَتْ رِجْلُهُ

پاؤں سن ہو جانے پر کیا کہے؟

964 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ..........

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: اذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ، فَقَالَ: مُحَمَّدٌ.

عبدالرحمٰن بن سعد رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہوگیا تو ان سے ایک آدمی نے کہا: اپنے محبوب ترین شخص کا نام لو (تو ٹھیک ہو جائے گا) انہوں نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ کسی آدمی کا نام مدد حاصل کرنے کی نیت سے لیا جائے گا تو یہ صریح شرک ہوگا۔ پریشانی کے وقت صرف اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے گا۔

438...... بَابٌ بلاعنوان

965 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ..........

عَنْ أَبِي مُوسَى، أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ، وَفِي يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُودٌ يَضْرِبُ بِهِ مِنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَفْتِحُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((افْتَحْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ))، فَذَهَبَ، فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَفَتَحْتُ لَهُ، وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ، فَقَالَ: ((افْتَحْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ))، فَإِذَا عُمَرُ رضي الله عنه،

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ طیبہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں تھے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جسے آپ مٹی اور پانی پر مار رہے تھے۔ اس دوران ایک آدمی آیا اور (باغ کی حویلی کا) دروازہ کھولنے کو کہا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دروازہ کھولو اور اسے جنت کی بشارت دے دو۔'' میں گیا تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے دروازہ کھولا اور انہیں جنت کی بشارت دی۔ پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا تو آپ نے فرمایا: ''اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی خوشخبری دے دو۔'' میں نے دیکھا تو وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

---

(٩٦٤) ضعيف: الاذكار للنووی، ح: ٩١٦.

(٩٦٥) صحيح: صحيح البخاری، المناقب، ح: ٣٦٩٣.

فَفَتَحْتُ لَهُ، وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ - وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ - وَقَالَ: ((افْتَحْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ، أَوْ تَكُونُ)) ، فَذَهَبْتُ، فَإِذَا عُثْمَانُ، فَفَتَحْتُ لَهُ، فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَ، قَالَ: اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ.

میں نے ان کے لیے دروازہ کھولا اور انہیں جنت کی خوشخبری دی۔ پھر ایک تیسرے آدمی نے دروازہ کھولنے کی درخواست کی تو آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے تو اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے مستقبل میں پہنچنے والی مصیبتوں پر جنت کی خوشخبری سنادو۔'' میں گیا تو وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے دروازہ کھولا اور آپ کا ارشاد بھی بتایا۔ انہوں نے کہا: اللہ ہی مددگار ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے تینوں خلفائے راشدین کی فضیلت ثابت ہوئی اور ان کا یقینی طور پر جنتی ہونا بھی معلوم ہوا۔ اس لیے رافضیوں کا افترا ان کے صراط مستقیم سے ہٹے ہونے کی دلیل ہے۔

(۲) کسی پیش آمدہ مصیبت کا سن کر اللہ کی مدد اور نصرت طلب کرنی چاہیے جیسا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا۔

439...... بَابُ مُصَافَحَةِ الصِّبْيَانِ

بچوں سے مصافحہ کرنے کا بیان

966 - حَدَّثَنَا ابْنُ شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُبَاتَةَ..........

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ وَرْدَانَ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُصَافِحُ النَّاسَ، فَسَأَلَنِي: مَنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: مَوْلًى لِبَنِي لَيْثٍ، فَمَسَحَ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا وَقَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ.

سلمہ بن وردان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ لوگوں سے مصافحہ کر رہے ہیں تو انہوں نے مجھ سے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا: بنولیث کا مولیٰ۔ انہوں نے تین مرتبہ میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: اللہ تجھے برکت دے۔

فائدہ: ......حضرت سلمہ بن وردان اس وقت بچے تھے جن سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے مصافحہ کیا اس سے ان کی تواضع کے علاوہ مصافحے کی اہمیت بھی ثابت ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑتے ہیں۔ (الصحیحۃ للالبانی، حدیث: ۵۲۵)

440...... بَابُ الْمُصَافَحَةِ

مصافحہ کرنے کا بیان

967 - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ..........

(٩٦٦) حسن: تفرد به المصنف.

(٩٦٧) صحيح: سنن أبي داؤد، الأدب: ٥٢١٣.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَدْ أَقْبَلَ أَهْلُ الْيَمَنِ وَهُمْ أَرَقُّ قُلُوبًا مِنْكُمْ)) ، فَهُمْ أَوَّلُ مَنْ جَاءَ بِالْمُصَافَحَةِ .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب اہل یمن آئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اہل یمن آ گئے ہیں اور وہ تم میں سے زیادہ نرم دل ہیں۔'' اور وہ پہلے لوگ ہیں جو مصافحہ لائے۔

968 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْفَرَّاءِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ............

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: مِنْ تَمَامِ التَّحِيَّةِ أَنْ تُصَافِحَ أَخَاكَ .

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: سلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ تو اپنے بھائی سے مصافحہ کرے۔

فائدہ: ......ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا مستحب اور مسنون ہے۔ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اہل مدینہ میں اس کا زیادہ رواج نہ تھا۔ اہل یمن مسلمان ہوئے تو زبانی سلام کے ساتھ ساتھ انہوں نے اسے بھی رواج دیا اور ان کے اس عمل کی تائید رسول اکرم ﷺ نے فرما دی۔ اس لیے ملاقات کے وقت مصافحے کا اہتمام کرنا چاہیے، تاہم زبان کے ساتھ سلام بھی ضروری ہے۔ نبی ﷺ کے صحابہ جب ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تو مصافحہ کرتے اور جب سفر سے واپس آتے تو معانقہ کرتے تھے۔

441...... بَابُ مَسْحِ الْمَرْأَةِ رَأْسَ الصَّبِيِّ

بچے کے سر پر عورت کا ہاتھ پھیرنا

969 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ............

حَدَّثَنِي أَبِي - وَكَانَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَأَخَذَهُ الْحَجَّاجُ مِنْهُ - قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ بَعَثَنِي إِلَى أُمِّهِ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ فَأُخْبِرُهَا بِمَا يُعَامِلُهُمْ حَجَّاجٌ ، وَتَدْعُو لِي ، وَتَمْسَحُ رَأْسِي ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ وَصِيفٌ .

مرزوق ثقفی رحمہ اللہ سے روایت ہے (یہ عبداللہ بن زبیر کے خادم تھے جنہیں حجاج نے پکڑ لیا تھا) وہ کہتے ہیں کہ مجھے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی والدہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا تاکہ میں انہیں بتاؤں کہ حجاج ان کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے۔ سیدہ اسماء نے میرے لیے دعا کی اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میں ان دنوں بلوغت کے قریب تھا۔

(٩٦٨) صحيح الإسناد موقوفا- تفرد به المصنف.

(٩٦٩) ضعيف الإسناد موقوف: تفرد به المصنف- اس کی سند میں ابراہیم بن مرزوق اور اس کا باپ دونوں مجہول ہیں۔

فــائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ تاہم جس طرح بزرگ مرد بچوں کو پیار دے سکتے ہیں، اسی طرح بزرگ خواتین بھی پیار دے سکتی ہیں۔

442...... بَابُ الْمُعَانَقَةِ معانقے کا بیان

970 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنِ ابْنِ عَقِيلٍ..........

أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ بَلَغَهُ حَدِيثٌ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَابْتَعْتُ بَعِيرًا فَشَدَدْتُ إِلَيْهِ رَحْلِي شَهْرًا، حَتَّى قَدِمْتُ الشَّامَ، فَإِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُنَيْسٍ، فَبَعَثْتُ إِلَيْهِ أَنَّ جَابِرًا بِالْبَابِ، فَرَجَعَ الرَّسُولُ فَقَالَ: جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَخَرَجَ فَاعْتَنَقَنِي، قُلْتُ: حَدِيثٌ بَلَغَنِي لَمْ أَسْمَعْهُ، خَشِيتُ أَنْ أَمُوتَ أَوْ تَمُوتَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((يَحْشُرُ اللّٰهُ الْعِبَادَ - أَوِ النَّاسَ - عُرَاةً غُرْلًا بُهْمًا))، قُلْتُ: مَا بُهْمًا؟ قَالَ: "لَيْسَ مَعَهُمْ شَيْءٌ، فَيُنَادِيهِمْ بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ بَعُدَ - أَحْسَبُهُ قَالَ: كَمَا يَسْمَعُهُ مَنْ قَرُبَ -: أَنَا الْمَلِكُ، لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَأَحَدٌ مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَطْلُبُهُ بِمَظْلَمَةٍ، وَلَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَدْخُلُ النَّارَ وَأَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَطْلُبُهُ بِمَظْلَمَةٍ"، قُلْتُ: وَكَيْفَ؟ وَإِنَّمَا نَأْتِي اللّٰهَ عُرَاةً بُهْمًا؟ قَالَ: ((بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ)).

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی ﷺ کی ایک حدیث کے بارے میں پتہ چلا کہ وہ نبی ﷺ کے کسی صحابی کے پاس ہے تو میں نے ایک اونٹ خریدا۔ اور اپنی سواری پر ایک مہینے کا سفر طے کر کے ان کے پاس شام پہنچا۔ پتہ چلا تو وہ صحابی سیدنا عبداللہ بن انیس تھے۔ میں نے پیغام بھیجا کہ جابر تمہارے دروازے پر آیا ہے۔ قاصد واپس آیا تو اس نے کہا: جابر بن عبداللہ؟ میں نے کہا: ہاں۔ عبداللہ بن انیس باہر نکلے اور مجھے گلے لگا لیا۔ میں نے کہا: مجھے ایک حدیث کا پتہ چلا ہے جو میں نے نہیں سنی، مجھے خدشہ گزرا کہ آپ کو یا مجھے موت آ جائے اور میں براہ راست نہ سن سکوں۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس طرح جمع فرمائے گا کہ وہ ننگے جسم ہوں گے، بغیر ختنوں کے ہوں گے اور بھم ہوں گے۔'' میں نے عرض کیا: بھم کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے پاس کوئی چیز نہیں ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ انہیں آواز دے گا جو ہر دور نزدیک والا اس کو برابر سنے گا۔ میں ہی بادشاہ ہوں۔ کوئی جنتی جنت میں داخل نہ ہوگا جب تک کہ اس پر کسی جہنمی کا کوئی حق باقی ہے اور کوئی دوزخی اس وقت تک دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جب تک اس پر کسی جنتی کا حق ہے۔'' میں نے عرض کیا: حقوق کی ادائیگی کیسے ہوگی جبکہ ہم اللہ تعالیٰ کے پاس کپڑوں سے ننگے ہوں گے اور

(٩٧٠) حسن: مسند أحمد: ٣/ ٤٩٥.

اس کے علاوہ بھی کوئی چیز نہ ہوگی؟ نبی ﷺ نے فرمایا:
''نیکیوں اور برائیوں سے لین دین ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے ثابت ہوا کہ سفر سے آنے والے بھائی کے ساتھ گلے ملنا مستحب ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ عام ملاقات میں سلام اور مصافحے پر ہی اکتفا کرنا چاہیے۔

(۲) حصول حدیث، اس کے لیے تگ و دو، اسے اکٹھا کرنے کا جذبہ دور صحابہ ہی میں موجود تھا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہی اس کا اہتمام شروع کر دیا تھا۔ اس لیے یہ مفروضہ سر تا سر غلط ہے کہ حدیث کی تدوین سو سال بعد شروع ہوئی۔ تابعین کے دور سے باقاعدہ تدوین کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آخری صحابی کے فوت ہو جانے کے بعد اس کا آغاز ہوا بلکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد سے ہی تابعین کے دور کا آغاز ہو جاتا ہے اور اس دور سے انہوں نے احادیث رسول جمع کرنی شروع کر دیں تھیں۔

(۳) باہمی حقوق کا معاملہ دنیا ہی میں حل کر لینا چاہیے۔ روز محشر صورت حال بہت سنگین ہوگی۔ وہاں کسی کے مارے ہوئے حق کے بدلے میں نیکیاں دینی پڑیں گی یا پھر دوسرے کے گناہ اپنے سر لینے پڑیں گے۔ أعاذنا اللّٰه منه۔

443...... بَابُ الرَّجُلِ يُقَبِّلُ ابْنَتَهُ

آدمی کا اپنی بیٹی کا بوسہ لینا

971 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ............

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشْبَهَ حَدِيثًا وَكَلَامًا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ، وَكَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا، فَرَحَّبَ بِهَا وَقَبَّلَهَا، وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ، وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ، فَرَحَّبَتْ بِهِ وَقَبَّلَتْهُ، وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا، فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ، فَرَحَّبَ بِهَا وَقَبَّلَهَا.

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے کسی کو بات چیت میں اور گفتگو میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر نہیں دیکھا۔ جب وہ نبی ﷺ کے پاس آتیں تو آپ آگے بڑھ کر ان کا استقبال کرتے، انہیں بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر انہیں بٹھاتے۔ اور جب نبی ﷺ ان کے پاس جاتے تو وہ بھی اٹھ کر استقبال کرتیں اور آپ کا ہاتھ پکڑ لیتیں، خوش آمدید کہتیں اور آپ کو بوسہ دیتیں، نیز اپنی جگہ پر آپ کو بٹھاتیں، چنانچہ وہ آپ کی اس بیماری میں تشریف لائیں جس میں آپ فوت ہوئے تو بھی

(۹۷۱) صحیح: جامع الترمذی، الأدب، ح: ۳۸۷۲.

آپ نے خوش آمدید کہا اور انہیں بوسہ دیا۔

فائدہ: ...... دیکھیے، حدیث: ۹۴۷ کے فوائد۔

444...... بَابُ تَقْبِيلِ الْيَدِ

ہاتھ چومنے کا بیان

972 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى............

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا فِي غَزْوَةٍ، فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةً، قُلْنَا: كَيْفَ نَلْقَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ فَرَرْنَا؟ فَنَزَلَتْ: ﴿إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ﴾ [الأنفال: 16]، فَقُلْنَا: لَا نَقْدَمُ الْمَدِينَةَ، فَلَا يَرَانَا أَحَدٌ، فَقُلْنَا: لَوْ قَدِمْنَا، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ، قُلْنَا: نَحْنُ الْفَرَّارُونَ، قَالَ: ((أَنْتُمُ الْعَكَّارُونَ))، فَقَبَّلْنَا يَدَهُ، قَالَ: ((أَنَا فِئَتُكُمْ)).

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوے (موتہ) میں تھے کہ لوگ یک بار بھاگ کھڑے ہوئے۔ ہم نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے کہ ہم میدان جنگ سے بھاگ آئے ہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''سوائے اس کے جو جنگ کے لیے رخ بدل لے۔'' ہم نے کہا کہ ہم مدینہ نہیں جائیں گے تاکہ کوئی ہمیں نہ دیکھے، پھر ہم نے کہا: اگر چلے جائیں (تو یہی بہتر ہے)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر سے فارغ ہوئے تو ہم نے کہا: ہم بھگوڑے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم دوبارہ حملہ کرنے والے ہو نہ کہ بھاگنے والے۔'' تب ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کا بوسہ لیا۔ آپ نے فرمایا: ''میں تمہارے لیے مرکزی شخصیت ہوں، میری طرف ہی آنا چاہیے۔''

فائدہ: ...... یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے، تاہم علماء نے کسی کے علم وعمل اور نیکی وتقویٰ کی وجہ سے از راہ محبت اس کے ہاتھ یا سر کا بوسہ لینا جائز قرار دیا ہے۔

973 - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَّافُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ............

حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ رَزِينٍ قَالَ: مَرَرْنَا بِالرَّبَذَةِ فَقِيلَ لَنَا: هَا هُنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ،

سیدنا عبدالرحمٰن بن رزین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم ربذہ مقام سے گزرے تو ہمیں بتایا گیا کہ یہاں سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ

---

(۹۷۲) ضعیف: سنن أبي داؤد، الجهاد، ح: ۲٦٤٧۔ وجامع الترمذي، الجهاد، ح: ۱۷۱٦.

(۹۷۳) حسن: المعجم الأوسط للطبراني: ۱/ ۲۰۵.

فَـأَتَيْـنَاهُ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ ، فَأَخْرَجَ يَدَيْهِ فَقَالَ: بَـايَـعْـتُ بِهَـاتَيْنِ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ ، فَأَخْرَجَ كَفًّا لَهُ ضَخْمَةً كَأَنَّهَا كَفُّ بَعِيرٍ ، فَقُمْنَا إِلَيْهَا فَقَبَّلْنَاهَا .

تشریف رکھتے ہیں۔ ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کہا۔ پھر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ نکالے اور فرمایا: میں نے ان دونوں ہاتھوں کے ساتھ نبی ﷺ کی بیعت کی ہے۔ انہوں نے اپنی بھاری بھرکم ہتھیلی نکالی تو وہ اونٹ کی ہتھیلی کی طرح بڑی تھی۔ ہم اس کی طرف اٹھے اور اس کا بوسہ لیا۔

فـــائده: ......شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عالم دین یا بزرگوں کا احترام کرتے ہوئے ان کے ہاتھ کا بوسہ لینا تین شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔

❀ اسے عادت نہ بنایا جائے کیونکہ رسول اکرم ﷺ سے شاذ ونادر ہی ایسے کیا گیا ہے۔
❀ عالم دین یا بزرگ کے تکبر میں پڑھنے کا خدشہ نہ ہو، اگر یہ خدشہ ہو تو پھر نا جائز ہے۔
❀ اس سے مصافحے کی سنت متروک نہ ہوتی ہو۔

اگر درج بالا شرائط پوری ہوں تو پھر ہاتھ کا بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ (صحیح الادب المفرد)

974 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ............

قَالَ ثَابِتٌ لِأَنَسٍ: أَمَسَسْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ ، فَقَبَّلَهَا .

سیدنا ثابت رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا آپ نے کبھی نبی ﷺ کا ہاتھ چھوا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، پھر اس نے ان کا ہاتھ چوم لیا۔

فائده: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس کی سند میں علی بن جدعان راوی ضعیف ہے۔

445...... بَابُ تَقْبِيلِ الرِّجْلِ

پاؤں چومنا

975 - حَـدَّثَـنَـا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْنَقُ قَالَ: حَدَّثَتْنِي امْرَأَةٌ مِنْ صَبَاحِ عَبْدِ الْقَيْسِ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ أَبَانَ ابْنَةُ الْوَازِعِ ، عَنْ جَدِّهَا............

أَنَّ جَدَّهَا الزَّارِعَ بْنَ عَامِرٍ قَالَ: قَدِمْنَا فَقِيلَ: ذَاكَ رَسُـولُ الـلّٰـهِ ، فَأَخَذْنَا بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ نُقَبِّلُهَا .

زارع بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم مدینہ طیبہ میں آئے تو ہم سے کہا گیا: وہ اللہ کے رسول ہیں۔ ہم آپ کے ہاتھ، پاؤں پکڑ کر بوسہ لینے لگے۔

---

(٩٧٤) ضعيف الإسناد موقوف۔ تفرد به المصنف.

(٩٧٥) ضعيف الإسناد: تفرد به المصنف. اس کی سند میں ام ابان راویہ مجہولہ ہے۔

976 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنْ ذَكْوَانَ..........

عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا يُقَبِّلُ يَدَ الْعَبَّاسِ وَرِجْلَيْهِ.

حضرت صہیب (مولی عباس) سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں چومتے تھے۔

فائدہ: ...... مذکورہ بالا دونوں روایات ضعیف ہیں۔ کسی صحیح روایت میں پاؤں چومنا ثابت نہیں۔

446...... بَابُ قِيَامِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ تَعْظِيمًا

کسی آدمی کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونے کا بیان

977 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، وَحَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ الشَّهِيدِ قَالَ: سَمِعْتُ ....

أَبَا مِجْلَزٍ يَقُولُ: إِنَّ مُعَاوِيَةَ خَرَجَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ قُعُودٌ، فَقَامَ ابْنُ عَامِرٍ، وَقَعَدَ ابْنُ الزُّبَيْرِ، وَكَانَ أَرْزَنَهُمَا، قَالَ مُعَاوِيَةُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَمْثُلَ لَهُ عِبَادُ اللّٰهِ قِيَامًا، فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا مِنَ النَّارِ)).

ابومجلز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے تو عبداللہ بن عامر اور عبداللہ بن زبیر بیٹھے تھے۔ ابن عامر انہیں دیکھ کر کھڑے ہوگئے اور ابن زبیر بیٹھے رہے اور ان دونوں میں سے وہ زیاد باوقار تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے (ابن عامر کو کھڑا دیکھ کر) کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسے یہ بات خوش کرے کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوا کریں وہ اپنا گھر آگ میں بنالے۔''

فائدہ: ......کسی کے لیے تعظیماً کھڑا ہونا منع ہے اور ایسا کروانے والا انسان کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عجمی متکبرین کی عادت قرار دیا ہے۔ اس کے متعلق تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔

447...... بَابُ بَدْءِ السَّلَامِ

سلام کی ابتداء

978 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ..........

---

(٩٧٦) ضعيف الإسناد موقوف۔ الرخصة في تقبيل اليد لابن المقرى، ص: ١٦. اس کی سند میں صہیب مولی العباس غیر معروف ہے۔

(٩٧٧) صحيح: سنن أبي داؤد، الأدب، ح: ٥٢٢٩۔ وجامع الترمذي، الأدب، ح: ٢٧٥٥.

(٩٧٨) صحيح: صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، ح: ٣٣٢٦.

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ، وَطُـولُـهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا، ثُمَّ قَالَ: اذْهَـبْ، فَسَـلِّـمْ عَـلَـى أُولَـئِكَ - نَفَرٌ مِنَ الْـمَلَائِـكَةِ جُلُوسٌ - فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّونَكَ بِـهِ فَـإِنَّهَـا تَـحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَـلَيْـكُـمْ، فَـقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْـمَةُ اللّٰهِ، فَزَادُوهُ: وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَكُلُّ مَـنْ يَـدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَتِهِ، فَلَمْ يَزَلْ يَنْقُصُ الْخَلْقُ حَتَّى الْآنَ".

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا جبکہ ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔ پھر حکم دیا کہ جاؤ اور فرشتوں کے اس گروہ پر سلام کہو جو بیٹھے ہیں۔ وہ جو جواب دیں اسے غور سے سننا وہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے کہا: السلام علیکم! فرشتوں نے جواب دیا: السلام علیک ورحمۃ اللہ! انہوں نے ’’ورحمۃ اللہ‘‘ کا اضافہ کیا۔ جنت میں داخل ہونے والا ہر شخص اسی قد و قامت کا ہوگا۔ اس وقت سے اب تک انسانوں کا قد مسلسل گھٹتا رہا ہے۔‘‘

فائدہ: ......سلام ایک ایسی سنت ہے جو تخلیق آدم کے بعد ابتدائے آفرینش میں ہی اسے بتا دی گئی۔ تمام آسمانی مذاہب میں اس کا وجود رہا۔ نسل انسانی کے آغاز سے یہی مسنون طریقہ ہے جسے مغرب زدہ طبقے نے ہیلو اور بائے کے ساتھ بدل دیا ہے جو بہت بڑی محرومی ہے۔

448...... بَابُ إِفْشَاءِ السَّلَامِ

سلام عام کرنے کا بیان

979 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، عَنْ قِنَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ النَّهْمِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْسَجَةَ..........

عَـنِ الْبَـرَاءِ، عَـنِ الـنَّبِـيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَفْشُوا السَّلَامَ تَسْلَمُوا)).

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’سلام عام کرو، سلامت رہو گے۔‘‘

980 - حَـدَّثَـنَـا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، وَالْقَعْنَبِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ: ((لَا تَـدْخُـلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’تم لوگ جنت میں داخل نہیں ہوگے جب تک ایمان نہ لاؤ،

(٩٧٩) حسن: صحيح ابن حبان، ح: ٤٩١.

(٩٨٠) صحيح: صحيح مسلم، الإيمان، ح: ٥٤.

تُـؤْمِـنُـوا، وَلَا تُـؤْمِـنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَلَا أَدُلُّـكُمْ عَلَى مَا تَحَابُّونَ بِهِ؟)) قَالُوا: بَلَى، يَـا رَسُـولَ الـلّٰـهِ، قَـالَ: ((أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ)).

اور اس وقت تک ایمان دار نہیں ہو سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں وہ چیز بتاؤں جس سے تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگ جاؤ؟'' انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔''

981 - حَـدَّثَـنَـا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ............

عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ الـلّٰـهِ صَـلَّـى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اعْبُدُوا الـرَّحْـمَـنَ، وَأَطْـعِـمُوا الطَّعَامَ، وَأَفْشُوا السَّلَامَ، تَدْخُلُوا الْجِنَانَ)).

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رحمان کی عبادت کرو، کھانا کھلاؤ، سلام عام کرو، تم جنتوں میں داخل ہو جاؤ گے۔''

فائدہ: ...... مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ سلام عام کرنے سے دنیا و آخرت میں سلامتی نصیب ہوتی ہے، نیز یہ جنت میں جانے کا ذریعہ بھی ہے۔ اس سے باہمی محبت کو فروغ ملتا ہے اس لیے اس آدمی کو بھی سلام کہنا چاہیے جس سے جان پہچان نہ ہو۔

449...... بَابُ مَنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ

سلام میں پہل کون کرے

982 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ............

عَـنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: مَا كَانَ أَحَدٌ يَبْدَأُ - أَوْ يَبْدُرُ - ابْنَ عُمَرَ بِالسَّلَامِ.

بشیر بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کوئی شخص سلام میں پہل نہیں کر سکتا تھا۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما ہمیشہ سلام میں پہل کرتے تھے اور اس کار خیر میں کوئی ان سے آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ ''چھوٹا بڑے کو سلام کہے اور سوار پیدل کو'' تو یہ حکم استحباب کے لیے ہے۔ پہل کرنے والا بہر صورت افضل ہے۔

983 - حَـدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ............

---

(٩٨١) صحيح: جامع الترمذي، الأطعمة، ح: ١٨٥٤.

(٩٨٢) صحيح: تفرد به المصنف.

(٩٨٣) صحيح الإسناد موقوفا وصح مرفوعا۔ صحيح ابن حبان، ح: ٤٩٨.

أَنَّـهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَـاشِـي، وَالْـمَـاشِـي عَـلَـى الْقَاعِدِ، وَالْمَاشِيَانِ أَيُّهُمَا يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ فَهُوَ أَفْضَلُ.

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: سوار پیدل چلنے والے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کہے۔ دو پیدل چلنے والوں میں سے جو سلام میں پہل کرے وہ افضل ہے۔

فائدہ: ...... یہ روایت مرفوعاً بھی صحیح ثابت ہے۔(الصحیحہ، ح:۱۱۴۶)

984 - حَـدَّثَـنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ، عَنْ نَافِعٍ..........

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ الْأَغَرَّ - وَهُوَ رَجُلٌ مِـنْ مُـزَيْـنَةَ، وَكَـانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ مَعَ النَّبِيِّ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَتْ لَهُ أَوْسُقٌ مِـنْ تَـمْـرٍ عَـلَـى رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَـوْفٍ، اخْتَـلَفَ إِلَيْهِ مِرَارًا، قَالَ: فَجِئْتُ إِلَـى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرْسَلَ مَعِي أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ، قَالَ: فَكُلُّ مَنْ لَقِينَا سَـلَّـمُـوا عَـلَيْـنَا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَلَا تَرَى الـنَّـاسَ يَبْـدَأُونَكَ بِـالسَّلَامِ فَيَكُونُ لَهُمُ الْأَجْـرُ؟ ابْـدَأْهُـمْ بِالسَّلَامِ يَكُنْ لَكَ الْأَجْرُ يُحَدِّثُ هَذَا ابْنُ عُمَرَ عَنْ نَفْسِهِ.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے بتایا کہ اغر نامی ایک صاحب (جو مزینہ قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اور انہیں نبی ﷺ کا صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے) کے بنوعمرو بن عوف کے کسی شخص کے ذمے کھجوروں کے چند وسق تھے جن کا مطالبہ کرنے کے لیے وہ بارہا جا چکے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور شکایت کی) تو آپ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو میرے ساتھ بھیجا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم جسے بھی (راستے میں) ملتے وہ ہمیں سلام کہتا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تو نے لوگوں کو نہیں دیکھا کہ وہ تجھ کو پہلے سلام کہتے ہیں تو ان کو پہل کرنے کی وجہ سے اجر ملتا ہے؟ تم سلام میں پہل کرو تو تمہیں اجر ملے گا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ اپنی طرف سے بیان کیا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) آخری جملے ''ابن عمر رضی اللہ عنہما......'' کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: تم سلام میں پہل کرو...... یہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنا قول ہے جو حدیث میں ادراج کے طور پر نقل ہوا ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کا عملی اظہار کیا کرتے تھے اور ہمیشہ سلام میں پہل کرتے تھے جیسا کہ حدیث ۹۸۲ میں گزرا ہے۔

(۲) مذکورہ بالا تمام روایات سے معلوم ہوا کہ سلام کہنے میں پہل کرنا افضل اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے۔

985 - حَـدَّثَـنَـا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، وَالْقَعْنَبِيُّ، قَالَا: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ..........

---

(٩٨٤) حسن: المعجم الكبير للطبراني: ١/ ٢٨١، ح: ٨٧٩.

(٩٨٥) صحيح: صحيح البخاري، الأدب، ح: ٦٠٧٧ـ ومسلم، ح: ٢٥٦٠.

عَـنْ أَبِی أَیُّوبَ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَـلَیْـهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا یَحِلُّ لِامْرِءٍ مُسْلِمٍ أَنْ یَهْـجُـرَ أَخَـاهُ فَـوْقَ ثَلَاثٍ ، فَیَلْتَقِیَـانِ فَیُـعْـرِضُ هَـذَا وَیُـعْرِضُ هَذَا ، وَخَیْرُهُمَا الَّذِی یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ)) .

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی مسلمان آدمی کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ وہ دونوں ملتے ہیں تو ایک منہ ادھر کر لیتا ہے اور دوسرا ادھر اور ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) سلام، سلامتی سے ماخوذ ہے۔ سلام کہنے والا شخص اپنے مسلمان بھائی کو یہ پیغام دیتا ہے کہ میرا دل تیرے بارے میں پاک صاف ہے اور تو میرے شر سے محفوظ ہے۔ اس لیے باہم ناراض دو آدمی جب ایک دوسرے کو سلام کہہ لیں تو ان کی ناراضی ختم تصور ہوگی۔ بعدازاں اگر کینہ رکھتے ہیں تو عنداللہ مجرم ہوں گے۔

(۲) ناراضی کے بغیر اگر تین دن تک ایک دوسرے سے نہ ملیں تو کوئی حرج نہیں۔ نیز ناراضی کی صورت میں سلام میں پہل کرنا افضل عمل ہے۔ اگر دوسرا شخص جواب نہ دے تو اس کا وبال جواب نہ دینے والے پر ہوگا۔

450...... بَابُ فَضْلِ السَّلَامِ

سلام کی فضیلت کا بیان

986 - حَـدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِی كَثِیرٍ ، عَنْ یَعْقُوبَ بْنِ زَیْدٍ التَّیْمِیِّ ، عَنْ سَعِیدٍ الْمَقْبُرِیِّ............

عَـنْ أَبِی هُرَیْرَةَ ، أَنَّ رَجُلًا مَرَّ عَلَی رَسُولِ الـلّٰـهِ صَـلَّـی الـلّٰـهُ عَـلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِی مَـجْـلِسٍ فَـقَـالَ: السَّلَامُ عَلَیْكُمْ ، فَقَالَ: ((عَشْرُ حَسَنَاتٍ)) ، فَمَرَّ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَـلَیْـكُـمْ وَرَحْـمَةُ الـلّٰـهِ ، فَقَـالَ: ((عِشْـرُونَ حَسَـنَةً)) ، فَـمَـرَّ رَجُـلٌ آخَرُ فَـقَـالَ: السَّلَامُ عَـلَیْـكُـمْ وَرَحْـمَةُ الـلّٰـهِ وَبَرَكَاتُهُ ، فَقَالَ: ((ثَلَاثُونَ حَسَنَةً)) ، فَقَامَ رَجُـلٌ مِـنَ الْـمَـجْـلِسِ وَلَمْ یُسَلِّمْ ، فَقَالَ رَسُـولُ الـلّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا جبکہ آپ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اس نے السلام علیکم کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس نیکیاں (اس کو مل گئیں)'' پھر ایک دوسرا آدمی گزرا تو اس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(اس کے لیے) بیس نیکیاں ہیں۔'' پھر ایک تیسرا آدمی گزرا تو اس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(اس کو) تیس نیکیاں مل گئیں۔'' پھر ایک شخص مجلس سے اٹھا اور جاتے ہوئے سلام نہ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا ساتھی کس قدر جلد بھولنے والا ہے۔ جب تم میں سے

(۹۸٦) صحیح: صحیح ابن حبان (ابن بلبان)، ح: ٤٩٣.

أَوْشَكَ مَا نَسِيَ صَاحِبُكُمْ ، إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْمَجْلِسَ فَلْيُسَلِّمْ ، فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يَجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ ، وَإِذَا قَامَ فَلْيُسَلِّمْ ، مَا الْأُولَى بِأَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ)) .

کوئی مجلس میں آئے تو سلام کہے۔ اگر مناسب سمجھے تو بیٹھ جائے اور جب اٹھے تو سلام کہے کیونکہ پہلا سلام دوسرے سے زیادہ اہم نہیں۔"

987 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ..........

عَنْ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ رَدِيفَ أَبِي بَكْرٍ ، فَيَمُرُّ عَلَى الْقَوْمِ فَيَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، فَيَقُولُونَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ، وَيَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ، فَيَقُولُونَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَضَلَنَا النَّاسُ الْيَوْمَ بِزِيَادَةٍ كَثِيرَةٍ .

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا۔ وہ جب بھی کسی قوم کے پاس سے گزرتے تو السلام علیکم کہتے اور لوگ جواباً السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے۔ ابوبکر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے تو وہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج تو لوگ فضیلت میں ہم سے بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ ، عَنْ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ مِثْلَهُ .

ایک دوسری سند سے بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے۔

988 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ عَائِشَةَ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا حَسَدَكُمُ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدُوكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِينِ)) .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہودی سلام اور آمین پر جتنا تم سے حسد کرتے ہیں اتنا کسی چیز پر نہیں کرتے۔"

فوائد و مسائل: ......(۱) ان روایات میں سلام کے مزید فوائد بتائے گئے ہیں۔ باہمی محبت کے علاوہ سلام کہنے سے نیکیوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

---

(۹۸۷) صحیح: تفرد به المصنف.

(۹۸۸) صحیح: سنن ابن ماجه، إقامة الصلاة والسنة فیها، ح: ۸۵٦.

(۲) مجلس سے اٹھ کر جاتے ہوئے سلام کہنا بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح آتے ہوئے سلام کہنا ضروری ہے۔ اس کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

(۳) ابتداءً سلام کہتے وقت بھی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا جائز ہے اور اس کے جواب میں اپنی طرف سے مزید اضافہ درست نہیں۔

(۴) یہودی کائنات میں سب سے زیادہ مسلمانوں کے بدخواہ ہیں۔ سلام اور آمین چونکہ دونوں مسلمانوں کی مغفرت اور بخشش کا ذریعہ ہیں اس لیے ان سے انہیں تکلیف ہوتی ہے کہ مسلمان معمولی عمل سے مغفرت کے مستحق کیوں ٹھہریں۔

451...... بَابٌ :السَّلَامُ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

''السلام'' اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے

989 - حَدَّثَنَا شِهَابٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ حُمَيْدٍ..........

عَـنْ أَنَـسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ السَّلَامَ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰـهِ تَـعَـالَـى ، وَضَعَهُ اللّٰهُ فِي الْأَرْضِ ، فَأَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ)) .

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''السلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زمین میں رکھا ہے، لہٰذا سلام کو آپس میں عام کرو۔''

فائدہ: ......السلام کے معنی سلامتی اور تحفہ کے ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام بھی ہے۔ جب یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہو تو اس کے معنی ہوں گے: ہر قسم کے عیوب اور نقائص سے پاک۔

990 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحِلٌّ قَالَ: سَمِعْتُ شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ أَبَا وَائِلٍ يَذْكُرُ..........

عَـنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانُوا يُصَلُّونَ خَلْفَ الـنَّبِيِّ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْقَائِلُ: السَّلَامُ عَـلَى اللّٰهِ ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ قَالَ: " مَنِ الْقَائِلُ: السَّلَامُ عَـلَـى الـلّٰـهِ؟ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ ، وَلَـكِـنْ قُـولُـوا: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالـطَّيِّبَـاتُ ، السَّلَامُ عَـلَيْكَ أَيُّهَـا النَّبِيُّ

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ایک شخص نے کہا: السلام علی اللہ ''اللہ پر سلام ہو۔'' جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری کی تو فرمایا: ''کس نے کہا ہے کہ اللہ پر سلام ہو؟ اللہ ہی تو سلام ہے بلکہ تم کہا کرو: التحیات للّٰہ...... سب قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اے نبی آپ پر سلام، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہو۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے

---

(۹۸۹) حسن: المعجم الكبير للطبراني: ۱۰/ ۱۸۲ـ عن ابن مسعود.

(۹۹۰) صحیح: سنن ابن ماجه، الصلاة، ح: ۸۹۹.

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ "قَالَ: وَقَدْ كَانُوا يَتَعَلَّمُونَهَا كَمَا يَتَعَلَّمُ أَحَدُكُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ .

نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' پھر فرمایا: صحابہ اس کو اس طرح سیکھتے تھے جیسے کوئی تم میں سے قرآن کی کوئی سورت سیکھتا ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو سلامتی عطا کرنے والا ہے اس پر سلام بھیجنے کا کیا مفہوم؟ کیونکہ ہر قسم کی تعظیم کے وہی لائق ہے۔ اس لیے اسے تعظیم اور ثنا اور ہر قسم کی عبادات کا سزاوار گردانا گیا ہے۔

(۲) بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے وہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد أيها النبی کے بجائے السلام علی النبي کہتے تھے۔ (شرح صحیح الادب المفرد ۳/ ۱۳۶، ۱۳۷)

452...... بَابُ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ

مسلمان کا مسلمان پر حق ہے کہ وہ اسے ملاقات کے وقت سلام کرے

991 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ)) ، قِيلَ: وَمَا هِيَ؟ قَالَ: ((إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ، وَإِذَا مَاتَ فَاصْحَبْهُ)) .

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔'' عرض کیا گیا: وہ کون کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اسے ملو تو سلام کہو اور جب وہ دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرو، اور جب تم سے نصیحت طلب کرے تو اس کی خیر خواہی کرو، جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو اسے (یرحمك اللّٰه کے ساتھ) جواب دو۔ جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی تیمار داری کرو اور جب وہ فوت ہو جائے تو (قبرستان تک) اس کے ساتھ جاؤ، یعنی جنازہ پڑھو۔''

فائدہ: ......سلام کا جواب دینا ان حقوق میں سے ہے جن کو ادا نہ کرنے پر باز پرس ہوگی۔ اس لیے اس میں غفلت نہیں برتنی چاہیے۔ دیگر حقوق کے متعلق بحث گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔

---

(۹۹۱) صحيح: صحيح مسلم، السلام، ح: ۲۱٦۹.

453...... بَابُ يُسَلِّمُ الْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ

چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کہے

992 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ سَلَّامٍ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي رَاشِدٍ الْحُبْرَانِيِّ..........

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شِبْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لِيُسَلِّمِ الرَّاكِبُ عَلَى الرَّاجِلِ، وَلْيُسَلِّمِ الرَّاجِلُ عَلَى الْقَاعِدِ، وَلْيُسَلِّمِ الْأَقَلُّ عَلَى الْأَكْثَرِ، فَمَنْ أَجَابَ السَّلَامَ فَهُوَ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يُجِبْ فَلَا شَيْءَ لَهُ)).

سیدنا عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''سوار کو چاہیے کہ پیدل کو سلام کہے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کہے، تعداد میں تھوڑے زیادہ کو سلام کہیں، چنانچہ جس نے سلام کا جواب دیا تو اس کے لیے اس کا اجر ہے اور جس نے جواب نہ دیا اس کے لیے کچھ نہیں۔

993 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زِيَادٌ، أَنَّ ثَابِتًا أَخْبَرَهُ - وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ - يَرْوِيهِ ....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوار کو چاہیے کہ پیدل کو سلام کہے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کہے اور تھوڑے زیادہ کو سلام کہیں۔''

994 - قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: فَأَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ..........

أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: الْمَاشِيَانِ إِذَا اجْتَمَعَا فَأَيُّهُمَا بَدَأَ بِالسَّلَامِ فَهُوَ أَفْضَلُ".

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: دو پیدل چلنے والے جب اکٹھے ہوں تو ان میں سے جو سلام میں پہل کرے وہ افضل ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مذکورہ بالا احادیث میں سلام کہنے کے آداب ذکر ہوئے ہیں۔ گویا ہر وہ شخص جسے کسی حوالے سے بھی علو اور برتری حاصل ہے وہ سلام کی ابتدا کرے تاہم تعداد میں تھوڑے زیادہ کو سلام میں پہل کریں۔

---

(۹۹۲) صحيح: تفرد المصنف بهذه اللفظة.

(۹۹۳) صحيح: صحيح البخاري، الاستئذان، ح: ٦٢٣٢.

(۹۹٤) صحيح: صحيح ابن حبان (ابن بلبان)، ح: ٤٩٨.

(۲) چند لوگوں یا جماعت میں سے ایک سلام کہہ دے تو سب کی طرف سے کافی ہوگا۔ اسی طرح ایک شخص جواب دے دے تو وہ کفایت کر جائے گا۔

(۳) اگر دونوں سوار یا پیدل ہوں تو پہل کرنے والا افضل ہوگا، نیز مذکورہ بالا دیگر صورتوں میں دوسرا فریق سلام کہہ لے تو بھی جائز ہے۔

454...... بَابُ تَسْلِيمِ الرَّاكِبِ عَلَى الْقَاعِدِ

سوار کا پیدل کو سلام کہنا

995 - حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوار پیدل چلنے والے کو اور پیادہ بیٹھے ہوئے کو سلام کہے، نیز تعداد میں تھوڑے زیادہ کو سلام کہیں۔''

996 - حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ هَانِيءٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ............

عَنْ فَضَالَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الْفَارِسُ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)).

سیدنا فضالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گھوڑ سوار بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑی تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کہیں۔''

فائدہ: ......ان روایات سے معلوم ہوا کہ سوار کو چاہیے کہ وہ کھڑے یا بیٹھے ہوئے، نیز پیدل چلنے والے کو سلام کہے۔

455...... بَابُ: هَلْ يُسَلِّمُ الْمَاشِي عَلَى الرَّاكِبِ؟

کیا پیدل چلنے والا سوار کو سلام کہہ سکتا ہے؟

997 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ حُصَيْنٍ............

عَنِ الشَّعْبِيِّ، أَنَّهُ لَقِيَ فَارِسًا فَبَدَأَهُ بِالسَّلَامِ، فَقُلْتُ: تَبْدَأُهُ بِالسَّلَامِ؟ قَالَ:

امام شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ ایک گھوڑ سوار کو ملے تو اسے پہلے سلام کہا۔ (ان کے شاگرد حصین کہتے ہیں) میں نے عرض

---

(۹۹۵) صحیح: صحیح البخاری، الاستئذان، ح: ٦٢٣٢.

(۹۹٦) صحیح: جامع الترمذی، الاستئذان والآداب، ح: ٢٧٠٥.

(۹۹۷) صحیح: المصنف لابن أبي شيبة: ٨/ ٤٦٩ ـ بألفاظ مختلفة.

رَأَيْتُ شُرَيْحًا مَاشِيًا يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ .

کیا: آپ نے اسے پہلے سلام کیوں کہا؟ انہوں نے فرمایا: میں نے شریح رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ پیدل چلتے ہوئے بھی سلام میں پہل کرتے تھے۔

فائدہ: ......سنت یہی ہے کہ سوار پیدل کو سلام کہے اور اسی پر عمل کرنا چاہیے تاہم کسی مصلحت کے پیش نظر اس کے برعکس بھی کیا جاسکتا ہے۔

456...... بَابُ يُسَلِّمُ الْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ

تھوڑے زیادہ کو سلام کہیں

998 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ أَبُو هَانِيءٍ، أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ الْجَنْبِيَّ حَدَّثَهُ............

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)).

سیدنا فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوار پیدل کو سلام کہے گا اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے زیادہ افراد کو سلام کہیں۔“

فائدہ: ......سوار کو یہ حکم اس لیے ہے کہ اس کے دل میں تکبر نہ آئے اور زیادہ افراد کو ان کی تعظیم کی خاطر تھوڑی تعداد والوں کو سلام میں پہل کرنے کا حکم ہے۔

999 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِيءٍ الْخَوْلَانِيُّ، عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْجَنْبِيِّ............

عَنْ فَضَالَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الْفَارِسُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَائِمِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)).

سیدنا فضالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”گھوڑ سوار پیدل چلنے والے کو سلام کہے اور چلنے والا کھڑے ہوئے کو سلام کہے اور تھوڑے زیادہ کو سلام کہیں۔“

---

(۹۹۸) صحیح: جامع الترمذی، الاستئذان والآداب، ح: ۲۷۰۳.

(۹۹۹) صحیح: صحیح ابن حبان (ابن بلبان)، ح: ۴۹۷.

457...... بَابُ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ

چھوٹا بڑے کو سلام کہے

1000 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زِيَادٌ، أَنَّهُ سَمِعَ ثَابِتًا مَوْلَى ابْنِ زَيْدٍ............

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار پیدل کو اور پیادہ بیٹھے ہوئے کو سلام کہے اور تھوڑی تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کہیں۔''

1001 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھوٹا بڑے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تعداد میں تھوڑے زیادہ کو سلام کہیں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس روایت سے سلام کا ایک اور ادب معلوم ہوا کہ چھوٹوں کو چاہیے کہ وہ بزرگوں کو سلام کہنے میں پہل کریں۔ کیونکہ بڑوں کی عزت و تکریم فرض ہے۔ اس میں عمر کے ساتھ ساتھ عہدے اور علمی مقام و مرتبے کا لحاظ رکھنے کا اشارہ بھی ہے۔

(۲) علماء نے لکھا ہے کہ رش یا بازار سے گزرتے ہوئے ہر شخص کو سلام کہنا ضروری نہیں کیونکہ ایسا کرنا ممکن نہیں۔ (فضل اللہ الصمد)

458...... بَابُ مُنْتَهَى السَّلَامِ

سلام کے زیادہ سے زیادہ کلمات

1001 م- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زِيَادٌ............

(١٠٠٠) صحيح: صحيح البخاري، الاستئذان، ح: ٦٢٣٢.

(١٠٠١) صحيح: صحيح البخاري، الاستئذان، ح: ٦٢٣٢.

(١٠٠١ م) صحيح: تفرد به المصنف.

عَـنْ أَبِـي الـزِّنَـادِ قَالَ: كَانَ خَارِجَةُ يَكْتُبُ عَـلَـى كِتَـابِ زَيْـدٍ إِذَا سَلَّمَ، قَالَ: السَّلَامُ عَـلَيْكَ يَـا أَمِيـرَ الْـمُـؤْمِـنِينَ وَرَحْمَةُ اللّٰـهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ، وَطَيِّبُ صَلَوَاتِهِ.

سیدنا ابوالزناد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ خارجہ بن زید بن ثابت جب سلام لکھتے تو سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے خط کے مطابق یوں لکھتے: السلام عليك يا أمير المومنين...... اے امیر المومنین آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت و برکتیں، اس کی مغفرت اور پاکیزہ صلوات ہوں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس روایت کی رو سے سلام میں مغفرتہ اور طیب صلواتہ کا اضافہ درست ہے دراصل سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خط میں یہ الفاظ استعمال کیے جو خط انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا۔ (دیکھیے، الادب المفرد، ح:۱۱۳۱)

(۲) سنت سے جس قدر ثابت ہے کہ وبرکاتہ پر اکتفا کیا جائے تو اسی پر اکتفا افضل ہے۔ اس اثر سے زیادہ سے زیادہ جواز نکلتا ہے۔

459...... بَابُ مَنْ سَلَّمَ إِشَارَةً

اشارے سے سلام کرنا

1002 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا هَيَّاجُ بْنُ بَسَّامٍ ....

أَبُو قُرَّةَ الْخُرَاسَانِيُّ - رَأَيْتُهُ بِالْبَصْرَةِ - قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسًا يَمُرُّ عَلَيْنَا فَيُومِءُ بِيَدِهِ إِلَيْنَا فَيُسَلِّمُ، وَكَانَ بِهِ وَضَحٌ.

ابوقرہ خراسانی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ہمارے پاس سے گزرتے تو ہاتھ سے اشارہ فرماتے اور سلام کہتے۔ اور ان کے جسم پر سفید داغ تھے۔

وَرَأَيْتُ الْحَسَنَ يَخْضُبُ بِالصُّفْرَةِ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

اور میں نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ زرد خضاب لگاتے تھے اور ان پر سیاہ عمامہ تھا۔

وَقَالَتْ أَسْمَاءُ: أَلْوَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ إِلَى النِّسَاءِ بِالسَّلَامِ.

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو سلام کرتے ہوئے ہاتھ کا اشارہ کیا۔

1003 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ سَعْدٍ............

عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ، أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ،

سعد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن عمر و اور قاسم بن محمد

(۱۰۰۲) فی الرواية الأولى: ضعيف الإسناد وقال في قول أسماء: صحيح وهو معلق۔ قول أسماء أخرجه الترمذي، الاستئذان والآداب، ح: ۲۶۹۷۔ والباقي لم أجده.

(۱۰۰۳) ضعيف الإسناد موقوف۔ تفرد به المصنف.

وَمَعَ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، حَتَّى إِذَا نَزَلَا سَرِفًا مَرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِالسَّلَامِ، فَرَدَّا عَلَيْهِ.

کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ ان دونوں نے سرف مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے تو انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا تو ان دونوں نے انہیں جواب دیا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مذکورہ بالا دونوں روایات ضعیف ہیں۔اس کے برعکس انگلیوں اور ہتھیلی کے اشارے سے سلام کا جواب دینا یہود ونصاریٰ کا طریقہ بتایا گیا ہے اوران کی مشابہت سے روکا گیا ہے۔
(جامع الترمذی والسلسلة الاحادیث الصحیحہ، ح:۲۱۹۴)

امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ جو شخص استطاعت نہ رکھتا ہو کہ وہ زبان سے سلام کہے تو وہ ہاتھ کے اشارے اور زبان سے سلام کرلے، مثلاً کوئی شخص دور ہے یا گونگا ہے یا نماز میں ہے تو وہ ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دے۔
(فتح الباری)

شیخ البانی رحمہ اللہ جلباب المرأة المسلمہ میں فرماتے ہیں کہ امام نووی رحمہ اللہ نے جس روایت سے استدلال کیا ہے وہ شہر بن حوشب کی وجہ سے ضعیف ہے اس لیے ہاتھ کے اشارے سے کسی طرح بھی سلام نہیں کہنا چاہیے کیونکہ اس سے یہود ونصاریٰ کی مشابہت ہوتی ہے۔(جلباب المرأة المسلمة،ص:۱۹۵)

ہمارے رجحان کے مطابق ممکن حد تک ہاتھ کے اشارے سے سلام کرنے سے گریز کرنا چاہیے، تاہم ناگزیر صورتوں میں جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے ہاتھ کے اشارے اور زبان دونوں سے سلام کا جواب دیا جاسکتا ہے۔ اور اسکی دو وجوہات ہیں۔

(ا) جامع ترمذی وغیرہ کی ہاتھ کے اشارے سے سلام کرنے والی روایت اگرچہ شہر بن حوشب کی وجہ سے ضعیف ہے، تاہم صحابہ کے آثار میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے اگرچہ تمام اسناد میں کلام ہے۔پھر یہود ونصاری سے صرف اشارے سے سلام کرنے کا ذکر ہے۔زبان سے ادا کرنے سے کسی حد تک مشابہت ختم ہوجاتی ہے۔

(ب) نماز میں سلام کا جواب اشارے سے دینا صحیح احادیث سے ثابت ہے جس سے معلوم ہوا کہ استثنائی صورت میں اس کی گنجائش موجود ہے۔

(۲) عصر حاضر میں ہاتھ کے اشارے سے سلام اور ہیلو کا جو رواج ہے خواہ دوسرا شخص قریب ہی ہو تو یہ یقیناً یہود ونصاریٰ کی مشابہت ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

1004 - حَدَّثَنَا خَلَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ............

(١٠٠٤) صحيح: المصنف لابن أبي شيبة: ٦/ ١٣٨ـ بألفاظ مختلفه.

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِی رَبَاحٍ قَالَ: كَانُوا يَكْرَهُونَ التَّسْلِيمَ بِالْيَدِ، أَوْ قَالَ: كَانَ يَكْرَهُ التَّسْلِيمَ بِالْيَدِ.

عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ وہ ہاتھ کے اشارے سے سلام کرنا ناپسند کرتے تھے۔ یا فرمایا: ہاتھ کے اشارے سے سلام کرنا ناپسند کیا جاتا تھا۔

فائدہ: ......گزشتہ حدیث کے فوائد ملاحظہ کیجیے۔

460...... بَابُ يُسْمِعُ إِذَا سَلَّمَ

سلام بلند آواز سے کہنا چاہیے

1005 - حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ..........

عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: أَتَيْتُ مَجْلِسًا فِيهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، فَقَالَ: إِذَا سَلَّمْتَ فَأَسْمِعْ، فَإِنَّهَا تَحِيَّةٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبَارَكَةٌ طَيِّبَةٌ.

ثابت بن عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک مجلس میں آیا جس میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا: جب سلام کرو تو دوسروں کو سناؤ، یعنی بآواز بلند سلام کرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔

فائدہ: ......سلام کہنے والے کو چاہیے کہ اپنی آواز اس قدر بلند رکھے کہ جسے سلام کہا جا رہا ہے وہ سن لے اور اگر زیادہ افراد ہیں تو اس کے مطابق آواز بلند کرے تاکہ وہ بھی اس کے لیے سلامتی کی دعا کر سکیں۔ البتہ اگر کسی جگہ کچھ لوگ آرام کر رہے ہوں اور کچھ جاگ رہے ہوں تو اس انداز سے سلام کہنا چاہیے کہ جاگنے والے سن لیں اور سوئے ہوؤں کی نیند خراب نہ ہو۔

461...... بَابُ مَنْ خَرَجَ يُسَلِّمُ وَيُسَلَّمُ عَلَيْهِ

جو گھر سے اس لیے نکلے کہ وہ لوگوں کو سلام کہے اور لوگ اسے سلام کہیں

1006 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِی طَلْحَةَ..........

أَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ كَانَ يَأْتِی عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَيَغْدُو مَعَهُ إِلَى السُّوقِ، قَالَ: فَإِذَا غَدَوْنَا إِلَى السُّوقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَلَى سَقَّاطٍ، وَلَا صَاحِبِ بَيْعَةٍ، وَلَا مِسْكِينٍ، وَلَا أَحَدٍ إِلَّا

طفیل بن ابی بن کعب رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ وہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آتے تو وہ صبح صبح انہیں لے کر بازار جاتے۔ جب ہم بازار جاتے تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جس کباڑیے، تاجر، مسکین یا کسی بھی فرد کے پاس سے گزرتے تو اسے سلام کہتے۔ طفیل کہتے ہیں کہ میں ایک روز سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما

(١٠٠٥) صحيح: المصنف لعبد الرزاق، حديث: ٤٨٦ـ بألفاظ مختلفة.

(١٠٠٦) صحيح: شعب الايمان للبيهقى، حديث: ٨٧٩٠.

يُسَلِّمُ عَلَيْهِ قَالَ الطُّفَيْلُ: فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ يَوْمًا، فَاسْتَتْبَعَنِى إِلَى السُّوقِ، فَقُلْتُ: مَا تَصْنَعُ بِالسُّوقِ وَأَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ، وَلَا تَسْأَلُ عَنِ السِّلَعِ، وَلَا تَسُومُ بِهَا، وَلَا تَجْلِسُ فِي مَجَالِسِ السُّوقِ؟ فَاجْلِسْ بِنَا هَاهُنَا نَتَحَدَّثُ، فَقَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ: يَا أَبَا بَطْنٍ، وَكَانَ الطُّفَيْلُ ذَا بَطْنٍ، إِنَّمَا نَغْدُو مِنْ أَجْلِ السَّلَامِ، نُسَلِّمُ عَلَى مَنْ لَقِيَنَا.

کے پاس آیا تو مجھے بازار چلنے کے لیے کہا۔ میں نے عرض کیا: آپ بازار جا کر کیا کریں گے جبکہ نہ آپ کسی خرید وفروخت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں، نہ کسی سامان کا بھاؤ پوچھتے ہیں، نہ کوئی سودا طے کرتے ہیں اور نہ بازار کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں؟ یہیں ہمارے ساتھ تشریف رکھیں۔ ہم آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو بطن! (طفیل رحمہ اللہ کا پیٹ ذرا بڑا تھا) ہم بازار اس لیے جاتے ہیں تاکہ جو ہمیں ملے ہم سے سلام کہیں۔

فائدہ: ......رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے زمین پر ناپسندیدہ جگہ بازار کو قرار دیا ہے لیکن سلام کرنے کے لیے بازار جانا بھی مستحسن امر ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سلام کو عام کرنے اور حصول ثواب کے لیے بازار جاتے تھے جبکہ لوگ دنیاوی خرید وفروخت کے لیے جاتے ہیں۔ یہ اپنی اپنی ترجیح کی بات ہے۔

462...... بَابُ التَّسْلِيمِ إِذَا جَاءَ الْمَجْلِسَ

جب کوئی مجلس میں آئے تو سلام کہے

1007 - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْمَجْلِسَ فَلْيُسَلِّمْ، فَإِنْ رَجَعَ فَلْيُسَلِّمْ، فَإِنَّ الْأُخْرَى لَيْسَتْ بِأَحَقَّ مِنَ الْأُولَى))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مجلس میں آئے تو سلام کہے اور جب اٹھ کر جائے تو بھی سلام کہے۔ بلاشبہ دوسرا پہلے سلام سے زیادہ اہم نہیں ہے۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ ابْنُ عِيسَى، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، مِثْلَهُ.

ایک دوسرے طریق سے بھی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مرفوعاً مروی ہے۔

فائدہ: ......کسی مجلس میں خاموشی سے آ کر بیٹھ جانا مجلس میں بیٹھے افراد کی حق تلفی ہے، نیز اہل مجلس کے لیے

(١٠٠٧) صحيح: سنن ابي داؤد، الأدب، ح: ٥٢٠٨ـ وجامع الترمذى، ح: ٢٧٠٦.

پریشانی کا باعث بھی ہوسکتا ہے۔

463...... بَابُ التَّسْلِيمِ إِذَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ

مجلس سے اٹھ کر جائے تو سلام کہے

1008 - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ الْمَجْلِسَ فَلْيُسَلِّمْ، فَإِنْ جَلَسَ ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يَقُومَ قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَ الْمَجْلِسُ فَلْيُسَلِّمْ، فَإِنَّ الْأُولَى لَيْسَتْ بِأَحَقَّ مِنَ الْأُخْرَى)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جب کوئی مجلس میں آئے تو اسے چاہیے کہ سلام کہے اگر وہ بیٹھ جائے اور پھر مجلس برخاست ہونے سے پہلے اسے اٹھ کر جانا پڑے تو سلام کہے کیونکہ پہلا سلام دوسرے سے زیادہ اہم نہیں ہے۔''

فائدہ: ......کسی شخص کا مجلس میں آکر جلد اٹھ کر چلے جانا اہل مجلس کی پریشانی کا باعث ہوسکتا ہے کہ نہ جانے یہ شخص کیوں آیا اور پھر خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا اسے آتے جاتے سلام کہنے کا حکم ہے۔

464...... بَابُ حَقِّ مَنْ سَلَّمَ إِذَا قَامَ

مجلس اٹھتے وقت سلام کہنے کا ثواب

1009 - حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِسْطَامٌ قَالَ: سَمِعْتُ............

مُعَاوِيَةَ بْنَ قُرَّةَ قَالَ: قَالَ لِي أَبِي: يَا بُنَيَّ، إِنْ كُنْتَ فِي مَجْلِسٍ تَرْجُو خَيْرَهُ، فَعَجِلَتْ بِكَ حَاجَةٌ فَقُلْ: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ، فَإِنَّكَ تَشْرَكُهُمْ فِيمَا أَصَابُوا فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ، وَمَا مِنْ قَوْمٍ يَجْلِسُونَ مَجْلِسًا فَيَتَفَرَّقُونَ عَنْهُ لَمْ يُذْكَرِ اللّٰهُ، إِلَّا كَأَنَّمَا تَفَرَّقُوا عَنْ جِيفَةِ حِمَارٍ.

سیدنا معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے والد محترم نے کہا: میرے بیٹے! اگر تم کسی ایسی مجلس میں ہو جس کی خیر کی تمہیں امید ہو اور پھر تمہیں کسی ضرورت کے پیش نظر جلدی جانا پڑے تو السلام علیکم کہہ کر جاؤ۔ اس طرح تم اس خیر میں شریک ہو جاؤ گے جو اہل مجلس کو پہنچے گی۔ اور جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے اور بغیر اللہ کا ذکر کیے آپس میں جدا جدا ہو جائیں تو وہ ایسے ہیں جیسے مردہ گدھے سے اٹھ کر گئے ہیں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ اچھی مجلس میں شرکت باعث ثواب ہے اور اگر کوئی شخص

(۱۰۰۸) صحیح: سنن ابی داؤد، الأدب، ح: ۵۲۰۸۔ وجامع الترمذی، ح: ۲۷۰۶.

(۱۰۰۹) صحیح موقوف: سنن ابی داؤد، الأدب، ح: ٤۸۵۵۔ وجامع الترمذی، الدعوات ح: ۳۳۸۰.

مذکورہ آداب کا خیال رکھتے ہوئے ضرورت کے تحت اٹھ کر چلا جائے تو بھی اسے برابر ثواب ملتا رہے گا۔

(۲) ذکر والا جملہ مرفوعاً بھی صحیح ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ کیا جائے اور نہ نبی ﷺ پر درود پڑھا جائے تو یہ بیٹھنا اہل مجلس کے لیے ندامت اور پریشانی کا باعث ہوگا۔ اگر اللہ چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو معاف فرما دے۔ (سنن الترمذی، ح: ۳۳۸۰، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، ح: ۷۴)

1010 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ، عَنْ أَبِي مَرْيَمَ.........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: مَنْ لَقِيَ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ حَائِطٌ، ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ''جو اپنے مسلمان بھائی کو ملے اسے چاہیے کہ اسے سلام کہے۔ اگر ان دونوں کے درمیان کوئی درخت یا دیوار حائل ہو جائے اور پھر دوبارہ ملے تو بھی اسے سلام کہے۔''

فائدہ: ...... یہ روایت مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح صحیح ہے۔ اس سے سلام کی اہمیت اور اسے عام کرنے کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کس قدر اہم ہے۔

1011 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ نِبْرَاسٍ أَبُو الْحَسَنِ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ.........

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَكُونُونَ مُجْتَمِعِينَ فَتَسْتَقْبِلُهُمُ الشَّجَرَةُ، فَتَنْطَلِقُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ عَنْ يَمِينِهَا وَطَائِفَةٌ عَنْ شِمَالِهَا، فَإِذَا الْتَقَوْا سَلَّمَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ.

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ اکٹھے ہوتے، پھر ان کے سامنے درخت آجاتا اور کچھ لوگ اس سے دائیں ہو جاتے اور کچھ بائیں ہو جاتے پھر جب دوبارہ ملتے تو ایک دوسرے کو سلام کہتے۔

فائدہ: ......سلام کہنے کے لیے ضروری نہیں کہ انسان دور سے آئے تب سلام کہے بلکہ ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں جائیں تو بھی سلام کہنا چاہیے۔ ایک دوسرے سے الگ ہو کر دوبارہ اکٹھے ہوں خواہ چند لمحے بعد ہو تو بھی سلام کہنا چاہیے۔

(١٠١٠) صحيح موقوفا وصح مرفوعا: سنن أبي داؤد، الأدب، حديث: ٥٢٠٠.

(١٠١١) صحيح: المعجم الأوسط للطبراني، حديث: ٧٩٨٧.

465...... بَابُ مَنْ دَهَنَ يَدَهُ لِلْمُصَافَحَةِ

مصافحے کے لیے ہاتھ کو خوشبو لگانا

1012 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ خِدَاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ الْمِصْرِيُّ، عَنْ قُرَيْشٍ الْبَصْرِيِّ هُوَ ابْنُ حَيَّانَ............

عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، أَنَّ أَنَسًا كَانَ إِذَا أَصْبَحَ ادَّهَنَ يَدَهُ بِدُهْنٍ طَيِّبٍ لِمُصَافَحَةِ إِخْوَانِهِ.

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ اپنے بھائیوں سے مصافحہ کرنے کے لیے روزانہ صبح اپنے ہاتھوں کو خوشبو دار تیل لگاتے تھے۔

فائدہ: ......سلام کی مکمل صورت مصافحہ ہے جس سے مصافحہ کرنے والوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ سید انس رضی اللہ عنہ اس میں مزید بہتری پیدا کرنے کے لیے اپنے ہاتھ کو خوشب لگاتے تا کہ مسلمان بھائی کو خوشی ہو۔

466...... بَابُ التَّسْلِيمِ بِالْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِهَا

جاننے اور نہ جاننے والے کو سلام کہنا

1013 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَءُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ)).

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کھانا کھلاؤ اور جان پہچان والے اور اجنبی ہر ایک کو سلام کہو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) بہترین اسلام سے مراد ہے کہ اسلام میں کون سی عادتیں اور خوبیاں اچھی ہیں۔ صحیح مسلم میں ہے کہ کون سے مسلمان اچھے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ کن خوبیوں کو اپنا کر انسان اچھا مسلمان بن سکتا ہے؟

(۲) کبھی کسی دوسری چیز کو بہترین اسلام قرار دیا تو یہ تضاد نہیں مختلف لوگوں اور حالات کے اعتبار سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کے مختلف جوابات دیے ہیں۔

(۳) یہ حکم اگرچہ عام ہے لیکن کافر اس سے مستثنیٰ ہیں۔ انہیں سلام میں پہل کرنے سے روکا گیا ہے۔ ایک روایت میں خاص لوگوں کو سلام کہنا قیامت کی نشانی بتایا گیا ہے۔

(۱۰۱۲) صحیح: الجامع فی الحدیث لأبي محمد المصری، ح: ١٦٦.

(۱۰۱۳) صحیح: صحیح البخاری، الإیمان، ح: ١٢.

467...... بَابٌ بلاعنوان

1014 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْأَفْنِيَةِ وَالصُّعُدَاتِ أَنْ يُجْلَسَ فِيهَا، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: لَا نَسْتَطِيعُهُ، لَا نُطِيقُهُ، قَالَ: ((أَمَّا لَا، فَأَعْطُوا حَقَّهَا))، قَالُوا: وَمَا حَقُّهَا؟ قَالَ: ((غَضُّ الْبَصَرِ، وَإِرْشَادُ ابْنِ السَّبِيلِ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللّٰهَ، وَرَدُّ التَّحِيَّةِ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکان کے سامنے کھلی جگہ پر اور راستوں پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ مسلمانوں نے عرض کیا: ہم میں اس کی طاقت نہیں، یعنی ایسا کرنا ہمارے لیے مشکل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو راستے کا حق ادا کرو۔'' صحابہ نے عرض کیا: اس کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نگاہوں کو پست رکھنا، مسافر کی راہنمائی کرنا، چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو اس کا جواب دینا اور سلام کا جواب دینا۔''

فائدہ: ......جس طرح جان پہچان کے بغیر سلام کہنا فضیلت والا امر ہے اسی طرح نہ جاننے والے شخص کو سلام کا جواب دینا بھی مستحب ہے۔

1015 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا كِنَانَةُ مَوْلَى صَفِيَّةَ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَبْخَلُ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ، وَالْمَغْبُونُ مَنْ لَمْ يَرُدَّهُ، وَإِنْ حَالَتْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ أَخِيكَ شَجَرَةٌ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْدَأَهُ بِالسَّلَامِ لَا يَبْدَأُكَ فَافْعَلْ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام میں بخل کرے اور نقصان میں وہ ہے جو سلام کا جواب نہ دے۔ اگر تیرے اور تیرے بھائی کے درمیان درخت حائل ہو جائے تو اگر طاقت رکھتا ہے کہ سلام میں پہل کرے تو کرنا۔

فائدہ: ...... مذکورہ روایت اس سند کے راوی کنانہ کی وجہ سے ضعیف ہے، تاہم اس کا پہلا جملہ مرفوعاً اور آخری جملہ مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح صحیح ہے۔ (الصحیحۃ للالبانی، ح: ۵۱۸)

1016 - حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ..........

(١٠١٤) صحيح: سنن أبي داؤد، الأدب، ح: ٤٨١٥.

(١٠١٥) ضعيف الإسناد موقوفا: تفرد المصنف بهذا التفصيل.

(١٠١٦) ضعيف الإسناد موقوفا: تفرد به المصنف.

عَـنْ سَـالِـمٍ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: وَكَـانَ ابْـنُ عَـمْرٍو إِذَا سُلِّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ زَادَ، فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ جَالِسٌ فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَـقَـالَ: السَّلَامُ عَـلَيْـكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ مَرَّةً أُخْـرَى فَـقُـلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰـهِ وَبَرَكَاتُهُ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ مَرَّةً أُخْرَى فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَـلَيْـكُـمْ وَرَحْـمَةُ اللّٰـهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَـقَـالَ: السَّلَامُ عَـلَيْـكُـمْ وَرَحْـمَةُ اللّٰـهِ وَبَرَكَاتُهُ، وَطَيِّبُ صَلَوَاتِهِ.

سالم مولی عبداللہ بن عمرو رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو جب سلام کہا جاتا تو سلام کے جواب میں زیادہ کلمات فرماتے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ تشریف فرما تھے تو میں نے کہا: السلام علیکم: انہوں نے جواب دیا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ! میں پھر ایک مرتبہ آیا اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ! تو انہوں نے جواب دیا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پھر ایک دفعہ ان کے پاس آیا تو میں نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ انہوں نے جواب دیا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وطیب صلواتہ، تجھ پر سلامتی، اللہ کی رحمت اور اس کی برکات اور اس کی پاکیزہ صلوات ہوں۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے اور اس مسئلے کی تفصیل، حدیث: ۱۰۰۱ کے فوائد میں گزر چکی ہے۔

468...... بَابُ لَا يُسَلَّمُ عَلَى فَاسِقٍ

فاسق کو سلام نہ کہا جائے

1017 - حَـدَّثَـنَـا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زَحْرٍ، عَنْ حِبَّانَ بْنِ أَبِي جَبَلَةَ..........

عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: لَا تُسَلِّمُوا عَلَى شُرَّابِ الْخَمْرِ.

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: شراب پینے والوں کو سلام نہ کہو۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

1018 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ، وَمُعَلًّى، وَعَارِمٌ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ..........

عَـنِ الْحَسَنِ قَالَ: لَيْسَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْفَاسِقِ حُرْمَةٌ.

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: تمہارے اور فاسق کے درمیان کوئی احترام نہیں۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ سلام باہم ادب واحترام پر دلالت کرتا ہے۔ جب فاسق کا احترام نہیں تو اسے سلام کہنے کی بھی ضرورت نہیں۔

(۱۰۱۷) أثر ضعيف: صحيح البخاري، الاستيذان، باب من لم يسلم على من اقترف ذنبًا...... معلقًا.

(۱۰۱۸) صحيح: تفرد به المصنف.

1019 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْنُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو رُزَيْقٍ..........

أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَكْرَهُ الْأَسْبِرَنْجَ وَيَقُولُ: لَا تُسَلِّمُوا عَلَى مَنْ لَعِبَ بِهَا، وَهِيَ مِنَ الْمَيْسِرِ.

سیدنا علی بن عبداللہ بن عباس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ شطرنج کو ناپسند کرتے تھے اور کہتے تھے: جو آدمی شطرنج کے ساتھ کھیلے اس کو سلام نہ کہو۔ یہ جوا ہے۔

فائدہ: ......اس کی سند ضعیف اور منقطع ہے۔اس کی سند میں ابورزیق راوی مجہول ہے۔

469...... بَابُ مَنْ تَرَكَ السَّلَامَ عَلَى الْمُتَخَلِّقِ وَأَصْحَابِ الْمَعَاصِي

خلوق استعمال کرنے والوں اور گناہگاروں کو سلام نہ کہنا

1020 - حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ الْحَكَمِ الْعُرَنِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ..........

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ رَجُلٌ مُتَخَلِّقٌ بِخَلُوقٍ، فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، وَأَعْرَضَ عَنِ الرَّجُلِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: أَعْرَضْتَ عَنِّي؟ قَالَ: ((بَيْنَ عَيْنَيْهِ جَمْرَةٌ)).

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جن میں ایک شخص خلوق (زعفرانی رنگ کی خوشبو) لگائے ہوئے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا اور سلام کہا اور اس شخص سے منہ پھیرلیا۔ اس آدمی نے عرض کیا: آپ نے مجھ سے منہ پھیرلیا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی آنکھوں کے درمیان آگ کا انگارہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) خلوق سے مراد وہ زعفرانی خوشبو ہے جس کا رنگ نمایاں ہوتا ہے۔ یہ عورتوں کے لیے جائز اور مردوں کے لیے ناجائز ہے۔ تاہم اگر اس کا رنگ نہ ہو اور خوشبو زعفران کی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۲) کسی شخص سے اللہ کی رضا کی خاطر ناراض ہونا اور اس سے کلام نہ کرنا جائز ہے۔ لیکن اس سے قطع تعلقی اگر دین سے مزید دوری کا باعث بنے تو پھر اس سے قطع تعلقی کی بجائے تعلقات استوار رکھتے ہوئے اس کی راہ نمائی کرنی چاہیے۔

(۳) ایمان کی نشانی یہ ہے کہ انسان کو معصیت اور اہل معصیت سے نفرت ہو۔ لیکن یاد رہے کہ اس نفرت میں ذاتی معاملات کا عمل دخل نہ ہو کہ ظاہر یہ کیا جائے کہ مجھے اللہ کے لیے نفرت ہے جبکہ در پردہ ذاتی عداوت ہو۔

(١٠١٩) ضعيف الإسناد مقطوع: تفرد به المصنف.

(١٠٢٠) حسن: تفرد به المصنف.

1021 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ..........

أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي يَدِهِ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَأَعْرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ، فَلَمَّا رَأَى الرَّجُلُ كَرَاهِيَتَهُ ذَهَبَ فَأَلْقَى الْخَاتَمَ، وَأَخَذَ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَلَبِسَهُ، وَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((هَذَا شَرٌّ، هَذَا حِلْيَةُ أَهْلِ النَّارِ))، فَرَجَعَ فَطَرَحَهُ، وَلَبِسَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا جبکہ اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی۔ نبی ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اس شخص نے جب آپ کی اس طرح ناگواری دیکھی تو چلا گیا اور سونے کی انگوٹھی اتار کر لوہے کی انگوٹھی بنوا کر پہن لی اور نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اس سے بھی بدتر ہے۔ یہ جہنمیوں کا زیور ہے۔'' وہ گیا اور اس کو پھینک کر چاندی کی انگوٹھی پہن لی۔ اس پر نبی ﷺ خاموش رہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے سونے اور لوہے کا زیور حرام ہے۔ لوہے کی انگوٹھی کو آپ ﷺ نے سونے سے بدتر قرار دیا جو اس کی حرمت کی دلیل ہے۔

(۲) بعض علماء لوہے کی انگوٹھی کو جائز قرار دیتے ہیں اور دلیل کے طور پر بخاری و مسلم کی وہ روایت پیش کرتے ہیں جس میں آپ ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا تھا: ''تلاش کرو خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔'' یہ بات آپ نے اس وقت فرمائی جب اسے بیوی کو حق مہر دینے کے لیے کچھ نہیں مل رہا تھا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس سے لوہے کی انگوٹھی کی حلت کا استدلال محل نظر ہے۔ کیونکہ مقصود اس کی قیمت بھی ہوسکتی ہے کہ بیچ کر استعمال میں لاؤ۔

(فتح الباری: ۱۰/۲۶۶)

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یوں بھی تطبیق ممکن ہے کہ یہ واقع حرمت سے پہلے کا ہو۔ (شرح صحیح الادب المفرد)

(۳) اس سے معلوم ہوا کہ چاندی کی انگوٹھی پہننی جائز ہے اور اس کا کوئی وزن مخصوص کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

1022 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ عَمْرٍو هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ أَبِي النَّجِيبِ..........

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنَ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بحرین سے ایک

(١٠٢١) حسن: مسند أحمد، حديث: ٢/ ١٦٣.

(١٠٢٢) ضعيف: سنن النسائي، الزينة، حديث: ٥٢٠٩.

الْبَحْرَيْنِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ - وَفِي يَدِهِ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ، وَعَلَيْهِ جُبَّةُ حَرِيرٍ - فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ مَحْزُونًا، فَشَكَا إِلَى امْرَأَتِهِ، فَقَالَتْ: لَعَلَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّتَكَ وَخَاتَمَكَ، فَأَلْقِهِمَا ثُمَّ عُدْ، فَفَعَلَ، فَرَدَّ السَّلَامَ، فَقَالَ: جِئْتُكَ آنِفًا فَأَعْرَضْتَ عَنِّي؟ قَالَ: ((كَانَ فِي يَدِكَ جَمْرٌ مِنْ نَارٍ))، فَقَالَ: لَقَدْ جِئْتُ إِذًا بِجَمْرٍ كَثِيرٍ، قَالَ: ((إِنَّ مَا جِئْتَ بِهِ لَيْسَ بِأَجْزَأَ عَنَّا مِنْ حِجَارَةِ الْحَرَّةِ، وَلَكِنَّهُ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا))، قَالَ: فَبِمَاذَا أَتَخَتَّمُ بِهِ؟ قَالَ: ((بِحَلْقَةٍ مِنْ وَرِقٍ، أَوْ صُفْرٍ، أَوْ حَدِيدٍ)).

آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا تو آپ نے سلام کا جواب نہ دیا۔ کیونکہ اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی اور اس نے ریشمی جبہ بھی پہن رکھا تھا۔ وہ آدمی غمزدہ ہوکر چلا گیا اور اپنی بیوی کو جا کر بتایا تو اس نے کہا: شاید رسول اللہ ﷺ تیرے جبے اور انگوٹھی کی وجہ سے ناراض ہوئے ہوں لہٰذا انہیں اتار کر پھر جاؤ۔ اس نے ایسے ہی کیا تو آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اس نے عرض کیا: میں ابھی ابھی آیا تھا تو آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے ہاتھ میں آگ کا انگارہ تھا۔'' اس نے کہا: تب تو میں بہت سارے انگارے لایا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تم لائے ہو (یہاں) اس کی کسی کے نزدیک پتھریلی زمین کے پتھروں سے زیادہ اہمیت نہیں ہے۔ لیکن یہ دنیاوی زندگی کا سامان ہے۔'' اس نے عرض کیا: تب میں کس چیز کی انگوٹھی پہنوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: چاندی، پیتل یا لوہے کی انگوٹھی پہن لے۔''

فائدہ: ......اس روایت کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (آداب الزفاف، ص: ۲۲۰) انگوٹھی کے حوالے سے گفتگو گزشتہ حدیث کے فوائد میں گزر چکی ہے۔

470...... بَابُ التَّسْلِيمِ عَلَى الْأَمِيرِ

امیر کو سلام کہنا

1023 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ..........

أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ سَأَلَ أَبَا بَكْرِ بْنَ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ: لِمَ كَانَ أَبُو بَكْرٍ يَكْتُبُ: مِنْ أَبِي بَكْرٍ خَلِيفَةِ رَسُولِ اللّٰهِ، ثُمَّ

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ رحمہ اللہ سے پوچھا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کیوں لکھتے تھے: من ابی بکر خلیفۃ رسول اللہ، پھر ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

(١٠٢٣) صحيح: التمهيد لابن عبدالبر: ١٠/ ٧٦ـ وأسد الغابة.

كَانَ عُمَرُ يَكْتُبُ بَعْدَهُ: مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَلِيفَةِ أَبِي بَكْرٍ، مَنْ أَوَّلُ مَنْ كَتَبَ: أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَقَالَ: حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي الشِّفَاءُ - وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ، وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا هُوَ دَخَلَ السُّوقَ دَخَلَ عَلَيْهَا - قَالَتْ: كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى عَامِلِ الْعِرَاقَيْنِ: أَنِ ابْعَثْ إِلَيَّ بِرَجُلَيْنِ جَلْدَيْنِ نَبِيلَيْنِ، أَسْأَلُهُمَا عَنِ الْعِرَاقِ وَأَهْلِهِ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ صَاحِبُ الْعِرَاقَيْنِ بِلَبِيدِ بْنِ رَبِيعَةَ، وَعَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، فَقَدِمَا الْمَدِينَةَ فَأَنَاخَا رَاحِلَتَيْهِمَا بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ دَخَلَا الْمَسْجِدَ فَوَجَدَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ، فَقَالَا لَهُ: يَا عَمْرُو، اسْتَأْذِنْ لَنَا عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ، فَوَثَبَ عَمْرٌو فَدَخَلَ عَلَى عُمَرَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: مَا بَدَا لَكَ فِي هَذَا الِاسْمِ يَا ابْنَ الْعَاصِ؟ لَتَخْرُجَنَّ مِمَّا قُلْتَ، قَالَ: نَعَمْ، قَدِمَ لَبِيدُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَعَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ، فَقَالَا لِي: اسْتَأْذِنْ لَنَا عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَقُلْتُ: أَنْتُمَا وَاللّٰهِ أَصَبْتُمَا اسْمَهُ، وَإِنَّهُ الْأَمِيرُ، وَنَحْنُ الْمُؤْمِنُونَ فَجَرَى الْكِتَابُ مِنْ ذَلِكَ الْيَوْمِ.

لکھتے تھے: عمر بن خطاب خلیفۂ ابوبکر کی طرف سے اور پھر سب سے پہلے امیر المومنین کس نے لکھنا شروع کیا؟ انہوں نے کہا کہ مجھے میری دادی شفاء نے بتایا اور وہ ابتدا میں ہجرت کرنے والیوں میں سے تھیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب بازار آتے تو ان کے ہاں ضرور حاضر ہوتے، وہ فرماتی ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ و بصرہ کے گورنروں کو لکھا کہ میرے پاس دو مضبوط اور سمجھ دار آدمی بھیجو تاکہ میں ان سے عراق اور وہاں کے باشندوں کے بارے میں دریافت کرسکوں۔ چنانچہ دونوں گورنروں نے لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔ وہ مدینہ طیبہ آئے اور دونوں نے اپنی سواریاں مسجد کے سامنے بٹھائیں اور مسجد میں داخل ہوئے تو انہیں سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ملے۔ دونوں نے ان سے کہا: اے عمرو! ہمارے لیے امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کیجیے۔ سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ جلدی سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: السلام عليك يا أمير المؤمنين۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: عاص کے بیٹے یہ نام تجھے کہاں سے سوجھا؟ جو تم نے کہا اس کی وجہ بیان کرو۔ انہوں نے کہا: ضرور، لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم آئے ہیں اور انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ امیر المومنین سے ہمارے لیے اجازت طلب کرو۔ تو میں نے کہا: اللہ کی قسم تم نے ان کا صحیح نام تجویز کیا ہے۔ وہ واقعی امیر ہیں اور ہم مومن ہیں۔ اسی دن سے یہ خطاب جاری ہوگیا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ امیر کی تکریم اور اسے سلام کہنا امیر کا حق اور رعایا کا فرض ہے۔ اس جذبے کے تحت سلام خوشامد کے زمرے میں نہیں آتا۔

(۲) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بہت دور اندیش انسان تھے۔ انہوں نے دانا آدمی بلائے تا کہ وہ صحیح حالات سے آگاہ کر سکیں۔ نیز ان کی حکومت پر گرفت اور عوام کی فکر بھی واضح ہوگئی۔

1024 - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي .... عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ حَاجًّا حَجَّتَهُ الْأُولَى وَهُوَ خَلِيفَةٌ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْأَمِيرُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَأَنْكَرَهَا أَهْلُ الشَّامِ وَقَالُوا: مَنْ هَذَا الْمُنَافِقُ الَّذِي يُقَصِّرُ بِتَحِيَّةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَبَرَكَ عُثْمَانُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ هَؤُلَاءِ أَنْكَرُوا عَلَيَّ أَمْرًا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنْهُمْ، فَوَاللّٰهِ لَقَدْ حَيَّيْتُ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ، فَمَا أَنْكَرَهُ مِنْهُمْ أَحَدٌ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِمَنْ تَكَلَّمَ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ: عَلَى رِسْلِكُمْ، فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ بَعْضُ مَا يَقُولُ، وَلَكِنَّ أَهْلَ الشَّامِ قَدْ حَدَثَتْ هَذِهِ الْفِتَنُ، قَالُوا: لَا تُقَصَّرُ عِنْدَنَا تَحِيَّةُ خَلِيفَتِنَا، فَإِنِّي إِخَالُكُمْ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ تَقُولُونَ لِعَامِلِ الصَّدَقَةِ: أَيُّهَا الْأَمِيرُ.

سیدنا عبیداللہ بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ بننے کے بعد پہلا حج کرنے کے لیے آئے تو سیدنا عثمان بن حنیف انصاری رضی اللہ عنہ ان سے ملنے آئے تو انہوں نے کہا: السلام عليك أيها الأمير ورحمة الله۔ اہل شام کو یہ انداز برا لگا اور انہوں نے کہا: یہ منافق کون ہے جو امیر المؤمنین کے سلام میں نقص پیدا کرتا ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے، پھر فرمایا: امیر المؤمنین! یہ لوگ مجھ سے ایسی بات پر ناراض ہو رہے جسے آپ ان سے زیادہ جانتے ہیں۔ اللہ کی قسم میں نے سیدنا ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو اسی طرح سلام کہا تو کسی نے ان میں سے اسے ناپسند نہیں کیا۔ اہل شام میں سے جس نے یہ بات کی تھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: ٹھہر جاؤ۔ انہوں نے وہی بات کی ہے جو وہ کہتے تھے۔ لیکن شام والوں کو جب یہ فتنہ پیش آیا تو کہنے لگے کہ ہمارے پاس ہمارے خلیفہ کے سلام میں کوتاہی نہ کی جائے۔ اے اہل مدینہ! میرا خیال ہے کہ تم صدقہ وصول کرنے والے عامل کو أيّها الأمير کہتے ہو (اس لیے انہوں نے برا محسوس کیا ہے۔)

فائدہ: ......سلام کا جو انداز جس شخص کے لیے معروف ہو، وہی اختیار کرنا چاہیے بشرطیکہ اس میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو۔

1025 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ............

(١٠٢٤) صحيح: ١٠٢٤ـ المصنف لعبد الرزاق: ١٥/ ٣٩٠، ح: ١٩٤٥٤.

(١٠٢٥) صحيح: المستدرك للحاكم: ٣/ ٦٥٣.

عَـنْ جَـابِرٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى الْحَجَّاجِ فَمَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ .

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حجاج کے پاس آیا تو میں نے اسے سلام نہیں کہا۔

فـائـده: ......حجاج بن یوسف ظالم اور کئی صحابہ کا قاتل تھا اس وجہ سے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے اسے سلام کہنا گوارا نہ کیا کیونکہ نافرمانوں کو سلام نہیں کہنا چاہیے خواہ وہ امیر ہو یا کوئی عام آدمی۔

1026 - حَـدَّثَـنَـا مُـوسَـى بْـنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنْ مُغِيرَةَ ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ سَلَمَةَ الضَّبِّيِّ...........

عَـنْ تَـمِيـمِ بْنِ حَذْلَمٍ قَالَ: إِنِّي لَأَذْكُرُ أَوَّلَ مَـنْ سَـلَّـمَ عَـلَيْـهِ بِالْإِمْرَةِ بِالْكُوفَةِ ، خَرَجَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مِنْ بَابِ الرَّحَبَةِ ، فَفَجَأَهُ رَجُـلٌ مِنْ كِـنْدَةَ - زَعَـمُـوا أَنَّـهُ: أَبُو قُرَّةَ الْـكِـنْـدِيُّ - فَسَـلَّـمَ عَلَيْهِ ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَـلَيْكَ أَيُّهَـا الْأَمِيـرُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ، السَّلَامُ عَـلَيْـكُـمْ ، فَكَرِهَهُ ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَيُّهَـا الْأَمِيرُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، هَلْ أَنَا إِلَّا مِنْهُمْ ، أَمْ لَا؟ قَالَ سِمَاكٌ: ثُمَّ أَقَرَّ بِهَا بَعْدُ .

تمیم بن حذلم رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: مجھے یاد ہے کہ کوفہ میں سب سے پہلے کس کو امیر کے لفظ سے سلام کہا گیا۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رحبہ کے دروازے سے نکلے تو ایک شخص کندہ سے آیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ ابو قرہ کندی تھا۔ اس نے سلام کہا اور یہ الفاظ بولے: السلام عليك أيها الأمير ورحمة الله ، السلام علیکم! سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے یہ انداز ناپسند کیا اور فرمایا: السلام عليكم أيها الأمير ، السلام علیکم! (یہ کیا انداز ہوا) کیا میں ان لوگوں میں شامل ہوں کہ نہیں (پھر مجھے الگ سلام کی کیا ضرورت؟) سماک رحمہ اللہ کہتے ہیں: بعدازاں سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو مان لیا۔

فـائـده: ......سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ مجھے الگ سے واحد کے صیغے کے ساتھ سلام کہنا اور لوگوں کو الگ سلام کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ السلام علیکم میں سب آجاتے ہیں وہی کافی تھا۔ بعدازاں شاید انہیں اس انداز کے جواز پر انشراح ہو گیا تو انہوں نے اس انداز سے سلام کہنے کی اجازت دے دی۔

1027 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ...........

حَـدَّثَـنِي زِيَادُ بْنُ عُبَيْدٍ - بَطْنٌ مِنْ حِمْيَرٍ - قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى رُوَيْفِعٍ ، وَكَانَ أَمِيرًا عَلَى أَنْـطَـابُـلُـسَ ، فَـجَـاءَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ،

زیاد بن عبید حمیری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم رویفع بن سکن انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جبکہ وہ انطابلس کے امیر تھے ہم وہاں موجود تھے کہ ایک آدمی آیا اور سلام کہتے ہوئے یہ الفاظ

(١٠٢٦) صحيح: تفرد به المصنف.

(١٠٢٧) ضعيف الإسناد موقوفا: تفرد به المصنف.

وَنَحْنُ عِنْدَهُ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْأَمِيرُ، فَقَالَ لَهُ رُوَيْفِعٌ: لَوْ سَلَّمْتَ عَلَيْنَا لَرَدَدْنَا عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَلَكِنْ إِنَّمَا سَلَّمْتَ عَلَى مَسْلَمَةَ بْنِ مَخْلَدٍ - وَكَانَ مَسْلَمَةُ عَلَى مِصْرَ - اذْهَبْ إِلَيْهِ فَلْيَرُدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ، قَالَ زِيَادٌ: وَكُنَّا إِذَا جِئْنَا فَسَلَّمْنَا وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

بولے: السلام عليك أيها الأمير تو رویفع رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: اگر تم ہمیں سلام کہتے تو ہم تیرے سلام کا جواب دیتے لیکن تم نے تو مسلمہ بن مخلد پر سلام کیا ہے (مسلمہ رضی اللہ عنہ ان دنوں مصر کے گورنر تھے۔) ان کے پاس جاؤ وہی تیرے سلام کا جواب دیں گے۔
زیاد کہتے ہیں کہ جب وہ کسی مجلس میں ہوتے اور ہم آ کر سلام کرتے تو یوں کہتے: السلام علیکم۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس میں زیاد بن عبید راوی مجہول ہے۔

471...... بَابُ التَّسْلِيمِ عَلَى النَّائِمِ

سوئے ہوئے کو سلام کہنا

1028 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى..........

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيءُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيُسَلِّمُ تَسْلِيمًا لَا يُوقِظُ نَائِمًا، وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ.

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تشریف لاتے تو اس طرح سلام کہتے کہ سونے والا نہ جاگتا اور جاگنے والا سن لیتا۔

فائدہ: ......سلام میں شائستگی اور مخاطبین کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔ ہر جگہ اور ہر وقت زور دار طریقے سے سلام کہنا درست نہیں۔ ماحول اور وقت کا خیال رکھتے ہوئے سلام کہنا چاہیے۔

472...... بَابُ حَيَّاكَ اللّٰهُ

حَيَّاكَ اللّٰهُ کہنا

1029 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنِ الشَّعْبِيِّ، أَنَّ عُمَرَ قَالَ لِعَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ: حَيَّاكَ اللّٰهُ مِنْ مَعْرِفَةٍ.

امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو پہچان کر فرمایا: حَيَّاكَ اللّٰهُ ''اللہ تجھے زندہ رکھے۔''

فائدہ: ......اس اثر کی سند منقطع ہے۔ اس کتاب کے محقق عصام موسیٰ ہادی نے علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

(١٠٢٨) صحيح: صحيح مسلم، الأشربة، حديث: ٢٠٥٥.

(١٠٢٩) ضعيف: تفرد به المصنف.

کا تبصرہ نقل کیا کہ اسنادہ ضعیف پھر کچھ تفصیل ذکر کر کے اکثر میں کہا ہے۔ فالاثر صحیح یہ اثر صحیح ثابت ہے۔ دراصل شعبی کی عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے حوالہ سے اختلاف ہے۔ درست یہ ہے کہ اس کی ان سے ملاقات ثابت ہے اس لیے اس کی سند صحیح ہے۔

473...... بَابُ مَرْحَبًا

مرحبا کہنے کا بیان

1030 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ............

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مَشْيُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((مَرْحَبًا بِابْنَتِي))، ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ، أَوْ عَنْ شِمَالِهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو ان کی چال ایسی تھی جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چال ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری بیٹی کو خوش آمدید۔'' پھر انہیں اپنے دائیں یا بائیں بٹھا لیا۔

1031 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِئِ بْنِ هَانِئٍ............

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اسْتَأْذَنَ عَمَّارٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَرَفَ صَوْتَهُ، فَقَالَ: ((مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ)).

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت مانگی تو آپ نے ان کی آواز پہچان کر فرمایا: ''اچھے اور عمدہ شخص کو خوش آمدید۔''

فائدہ: ......مرحبا، خوش آمدید، جی آیاں نوں، سب کلمے ہم معنی ہیں جن میں آنے والے کو یہ تأثر دیا جاتا ہے کہ ہم تیری آمد سے خوش ہیں اور تو اپنے ہی لوگوں میں آیا ہے تجھے کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوگی۔

474...... بَابُ كَيْفَ رَدُّ السَّلَامِ؟

سلام کا جواب کیسے دیا جائے

1032 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہم مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک درخت کے سائے میں

(۱۰۳۰) صحیح: صحیح البخاری المناقب، حدیث: ۳٦۲٤.

(۱۰۳۱) صحیح: جامع الترمذی، المناقب، حدیث: ۳۷۹۸.

(۱۰۳۲) صحیح: تفرد به المصنف.

فِی ظِلِّ شَجَرَةٍ بَیْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِینَةِ، إِذْ جَاءَ أَعْـرَابِیٌّ مِنَ أَجْلَفِ النَّاسِ وَأَشَدِّهِمْ فَقَالَ: السَّلامُ عَلَیْكُمْ، فَقَالُوا: وَعَلَیْكُمْ.

نبی ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک بد اخلاق اور سخت مزاج بدوی آیا تو اس نے کہا: السلام علیکم! انہوں نے کہا: وعلیکم۔

فائدہ: ......کم از کم سلام السلام علیکم اور کم از کم جواب وعلیکم السلام یا وعلیکم ہے۔تاہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ یا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے ساتھ سلام اور وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے ساتھ جواب دینا افضل ہے۔(ابوداود: ۵۱۹۵)

1033 - حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ.........

عَـنْ أَبِـی جَـمْرَةَ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ إِذَا سُلِّمَ عَلَیْهِ یَقُولُ: وَعَلَیْكَ، وَرَحْمَةُ اللّٰهِ.

ابو جمرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ جب انہیں سلام کہا جاتا تو جواب دیتے: وعلیک ورحمۃ اللہ۔

1034 - قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: وَقَالَتْ ....

قَیْـلَةُ: قَـالَ رَجُـلٌ: السَّلامُ عَلَیْكَ یَا رَسُولَ الـلّٰـهِ، قَـالَ: ((وَعَلَیْكَ السَّلامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ)).

قیلہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ایک آدمی نے کہا: السلام علیک یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ۔

1035 - حَـدَّثَـنَا عَبْـدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ الْمُغِیرَةِ، عَنْ حُمَیْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ.........

عَـنْ أَبِـی ذَرٍّ قَـالَ: أَتَیْـتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَیْهِ وَسَلَّمَ حِینَ فَرَغَ مِنْ صَلاتِهِ، فَكُنْتُ أَوَّلَ مَـنْ حَیَّـاهُ بِتَـحِیَّةِ الْـإِسْلامِ، فَقَـالَ: ((وَعَـلَیْكَ، وَرَحْـمَةُ اللّٰهِ، مِمَّنْ أَنْتَ؟)) قُلْتُ: مِنْ غِفَارٍ.

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔ چنانچہ میں پہلا شخص تھا جس نے اسلام کے طریقے پر سلام کہا۔ آپ نے فرمایا: ''وعلیک ورحمۃ اللہ، تم کون سے قبیلے سے ہو؟'' میں نے کہا: قبیلہ غفار سے۔

1036 - حَـدَّثَـنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِی اللَّیْثُ قَالَ: حَدَّثَنِی یُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ أَبُو سَلَمَةَ.........

أَنَّ عَـائِشَةَ رَضِـیَ الـلّٰـهُ عَـنْهَا قَالَتْ: قَالَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(١٠٣٣) صحيح: تفرد به المصنف.

(١٠٣٤) حسن صحيح: جامع الترمذي، الأدب، حديث: ٢٨١٤.

(١٠٣٥) صحيح: صحيح مسلم، حديث: ٢٤٧٣.

(١٠٣٦) صحيح: صحيح البخاري، المناقب، حديث: ٣٧٦٨.

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا عَائِشُ، هَذَا جِبْرِيلُ، وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ))، قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، تَرَى مَا لَا أَرَى تُرِيدُ بِذَلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نے فرمایا: ''اے عائش! یہ جبریل ہیں جو تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔'' وہ فرماتی ہیں: میں نے کہا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ وہ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھ پاتی۔ ان کی مراد اس سے رسول اللہ ﷺ تھے۔

1037 - حَدَّثَنَا مَطَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِسْطَامٌ قَالَ: سَمِعْتُ ....

مُعَاوِيَةَ بْنَ قُرَّةَ قَالَ: قَالَ لِي أَبِي: يَا بُنَيَّ، إِذَا مَرَّ بِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَلَا تَقُلْ: وَعَلَيْكَ، كَأَنَّكَ تَخُصُّهُ بِذَلِكَ وَحْدَهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ وَحْدَهُ، وَلَكِنْ قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

سیدنا معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے والد نے کہا: اے میرے بیٹے جب تیرے پاس سے کوئی آدمی گزرے اور السلام علیکم کہے تو تم وعلیک نہ کہنا کہ گویا تم اسی کو خاص کر رہے ہو بلکہ یوں کہو: السلام علیکم۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مذکورہ بالا احادیث میں سلام کہنے اور اس کا جواب دینے کے مختلف طریقے بیان ہوئے ہیں۔ مذکورہ بالا تمام الفاظ کے ساتھ سلام کہا جاسکتا ہے۔ اگرچہ بیشتر احادیث میں جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

(۲) کسی کو غائبانہ سلام کہنے اور اس کا جواب دینے کا طریقہ بھی سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بیان ہوا ہے۔

(۳) اس سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بھی ظاہر ہوتی ہے کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے انہیں سلام کہا۔

475...... بَابُ مَنْ لَمْ يَرُدَّ السَّلَامَ

جس نے سلام کا جواب نہ دیا

1038 - حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ هِلَالٍ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ: مَرَرْتُ بِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أُمِّ الْحَكَمِ فَسَلَّمْتُ، فَمَا رَدَّ عَلَيَّ شَيْئًا؟ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، مَا يَكُونُ عَلَيْكَ مِنْ ذَلِكَ؟ رَدَّ

سیدنا عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں عبدالرحمٰن بن ام الحکم کے پاس سے گزرا اور سلام کہا تو انہوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ انہوں نے فرمایا: میرے بھتیجے تجھے رنجیدہ

(۱۰۳۷) صحيح: الضعيفة للألباني، تحت حديث: ۵۷۵۳.

(۱۰۳۸) صحيح الإسناد موقوفا على أبي ذر۔ تفرد به المصنف.

عَلَيْكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ ، مَلَكٌ عَنْ يَمِينِهِ .

ہونے کی ضرورت نہیں۔ تجھے اس سے بہتر نے سلام کا جواب دیا ہے، یعنی اس کے دائیں جانب والے فرشتے نے۔

فائدہ: ......سلام کہنا مودت ومحبت کا ذریعہ ہے اوراس سے بے اعتنائی باہم عداوت کا سبب بن سکتی ہے لیکن سلام کہنے والے کو اپنا مشن جاری رکھنا چاہیے۔ اگر اسے سلام کا جواب انسانوں کی طرف سے نہ ملے تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ ایسے شخص کو اللہ کے فرشتے جواب دیتے ہیں جو انسانوں سے بہر صورت بہتر ہیں۔ یہ روایت دیگر صحابہ سے مرفوعاً بھی مروی ہے۔ اس کی تفصیل آنے والی احادیث اور ان کے فوائد کے تحت اور مزید تفصیل سلسلہ صحیحہ: ۱۸۴ میں دیکھیں۔

1039 - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: إِنَّ السَّلَامَ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ، وَضَعَهُ اللّٰهُ فِي الْأَرْضِ، فَأَفْشُوهُ بَيْنَكُمْ، إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى الْقَوْمِ فَرَدُّوا عَلَيْهِ كَانَتْ لَهُ عَلَيْهِمْ فَضْلُ دَرَجَةٍ، لِأَنَّهُ ذَكَّرَهُمُ السَّلَامَ، وَإِنْ لَمْ يُرَدَّ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ وَأَطْيَبُ .

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ''السلام'' اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جسے اللہ نے زمین میں رکھ دیا ہے، لہٰذا اسے آپس میں عام کرو۔ بے شک آدمی جب کسی قوم پر سلام کرتا اور وہ اس کا جواب دیتے ہیں تو سلام کرنے والے کو ایک درجہ فضیلت ہوتی ہے کیونکہ اس نے ان کو سلام یاد دلایا۔ اور اگر اسے جواب نہ ملے تو اس کو اس سے بہتر اور پاکیزہ مخلوق کی طرف سے جواب مل جاتا ہے۔

فائدہ: ...... یہ روایت مرفوعاً بھی صحیح ثابت ہے۔ (الصحیحہ للالبانی، ح: ۱۸۴، ۱۶۰۷)

1040 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ..........

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: التَّسْلِيمُ تَطَوُّعٌ، وَالرَّدُّ فَرِيضَةٌ .

سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: سلام کہنا نفل اور جواب دینا فرض ہے۔

فائدہ: ...... یہ حسن بصری رحمہ اللہ کی رائے ہے ورنہ تمام دلائل کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلام کہنا اور اس کا جواب مسلمانوں کے حقوق میں سے ہے اور ان حقوق کو ادا کرنے کا شارع علیہ السلام نے حکم دیا ہے۔ یوں سلام اور جواب دونوں ہی ضروری ہیں۔

(١٠٣٩) صحيح الإسناد موقوفا وصح مرفوعا۔ شعب الإيمان للبيهقى: ٦/ ٤٣٢، ح: ٨٧٨٢.

(١٠٤٠) صحيح: الجامع الصغير للسيوطى، حديث: ٤٨٤٨.

476...... بَابُ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ

جو سلام کہنے میں بخل کرے

1041 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: الْكَذُوبُ مَنْ كَذَبَ عَلَى يَمِينِهِ، وَالْبَخِيلُ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ، وَالسَّرُوقُ مَنْ سَرَقَ الصَّلَاةَ.

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: سب سے بڑا جھوٹا وہ ہے جو جھوٹی قسم اٹھائے اور اصل میں بخیل وہ ہے جو سلام میں بخل کرے اور سب سے بڑا چور نماز کا چور ہے۔

فائدہ: ...... مذکورہ روایت کی سند ضعیف ہے اس کی سند میں فضیل بن سلیمان کثیر الخطا ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ تاہم آخری دونوں جملے دیگر طرق سے صحیح ثابت ہیں۔

1042 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَبْخَلُ النَّاسِ الَّذِي يَبْخَلُ بِالسَّلَامِ، وَإِنَّ أَعْجَزَ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ بِالدُّعَاءِ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: لوگوں میں سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام میں بخل کرے اور سب سے عاجز اور بے بس وہ ہے جو دعا کرنے سے بھی عاجز ہو۔

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ روایت موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طرح ثابت ہے۔(الصحیحہ، ح:۶۰۱)

(۲) نبی ﷺ نے عجز اور کسل مندی سے پناہ طلب کی ہے اور سب سے بڑی بدنصیبی یہ ہے کہ انسان سے دعا کی توفیق ہی چھن جائے اور اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی ضرورتیں رکھنے کا موقعہ بھی نہ ملے۔

477...... بَابُ السَّلَامِ عَلَى الصِّبْيَانِ

بچوں کو سلام کہنا

1043 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَيَّارٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ............

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ بِهِمْ.

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کہا اور فرمایا کہ نبی ﷺ بھی بچوں کو سلام کہتے تھے۔

(١٠٤١) ضعيف الإسناد موقوفا: تفرد به المصنف بهذه التمام.

(١٠٤٢) صحيح الإسناد موقوفا وصح مرفوعا: صحيح ابن حبان (ابن بلبان)، حديث: ٤٤٩٨.

(١٠٤٣) صحيح: صحيح البخاري، الاستيذان، حديث: ٦٢٤٧.

1044 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ............

عَنْ عَنْبَسَةَ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُسَلِّمُ عَلَى الصِّبْيَانِ فِي الْكُتَّابِ.

سیدنا عنبسہ بن عمار رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ مکتب میں بچوں کو سلام کہتے تھے۔

فائدہ: ...... عام قاعدہ یہی ہے کہ چھوٹے بڑوں کو سلام کہیں لیکن بچوں کی تعلیم وتربیت اور سلام کو عام کرنے کے لیے بچوں کو سلام میں پہل کرنا سنت نبوی ہے، نیز اس میں تواضع اور عجز وانکساری بھی ہے۔

478...... بَابُ تَسْلِيمِ النِّسَاءِ عَلَى الرِّجَالِ

عورتوں کا مردوں کو سلام کرنا

1045 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِىءٍ ابْنَةِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ.........

أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِىءٍ تَقُولُ: ذَهَبْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((مَنْ هٰذِهِ؟)) فَقُلْتُ: أُمُّ هَانِىءٍ، قَالَ: ((مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِىءٍ)).

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں گئی تو غسل فرما رہے تھے۔ میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' میں نے کہا: ام ہانی۔ آپ نے فرمایا: ''خوش آمدید۔''

1046 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَارَكٌ قَالَ: سَمِعْتُ ....

الْحَسَنَ يَقُولُ: كُنَّ النِّسَاءُ يُسَلِّمْنَ عَلَى الرِّجَالِ.

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: عورتیں مردوں کو سلام کہا کرتی تھیں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ام ہانی رضی اللہ عنہا کا واقعہ فتح مکہ کا ہے۔ آپ غسل فرما رہے جبکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا چادر کے ساتھ پردہ کیے ہوئے تھیں۔

(۲) گھر آنے والے کو خوش آمدید یا اس طرح کے دیگر عزت وتکریم کے کلمات کہنا مستحب ہے۔

(۳) عورتیں غیر محرم مردوں کو سلام کہہ سکتی ہیں بشرطیکہ کسی فتنے کا ڈر نہ ہو، خصوصا بزرگوں کو سلام کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ جہاں فتنے کا اندیشہ ہو وہاں سلام سے گریز کرنا چاہیے۔

(١٠٤٤) صحيح: تفرد به المصنف.

(١٠٤٥) صحيح: صحيح البخاري، الصلاة، حديث: ٣٥٧.

(١٠٤٦) حسن: شعب الإيمان للبيهقي: ٦/ ٤٦٠، حديث: ٨٨٩٩.

479...... بَابُ التَّسْلِيمِ عَلَى النِّسَاءِ

عورتوں کو سلام کہنا

1047 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَهْرَامَ، عَنْ شَهْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ .... أَسْمَاءَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ، وَعُصْبَةٌ مِنَ النِّسَاءِ قُعُودٌ، قَالَ بِيَدِهِ إِلَيْهِنَّ بِالسَّلَامِ، فَقَالَ: ((إِيَّاكُنَّ وَكُفْرَانَ الْمُنْعِمِينَ، إِيَّاكُنَّ وَكُفْرَانَ الْمُنْعِمِينَ))، قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ: نَعُوذُ بِاللّٰهِ، يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، مِنْ كُفْرَانِ نِعَمِ اللّٰهِ، قَالَ: "بَلَى إِنَّ إِحْدَاكُنَّ تَطُولُ أَيْمَتُهَا، ثُمَّ تَغْضَبُ الْغَضْبَةَ فَتَقُولُ: وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ مِنْهُ سَاعَةً خَيْرًا قَطُّ، فَذَلِكَ كُفْرَانُ نِعَمِ اللّٰهِ، وَذَلِكَ كُفْرَانُ نِعَمِ الْمُنْعِمِينَ".

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مسجد سے گزرے تو وہاں عورتوں کا جتھا بیٹھا تھا۔ آپ نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا اور فرمایا: ''احسان کرنے والوں کی ناشکری سے بچو، احسان کرنے والوں کی ناشکری مت کرو۔'' ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ کے نبی! ہم اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے سے اللہ کی پناہ چاہتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم یقیناً ایسا کرتی ہو، تم میں سے کسی کے کنوارے پن کا زمانہ طویل ہو جاتا ہے (اور پھر شادی ہوتی ہے) اور شوہر پر غصہ آتا ہے تو کہتی ہے: اللہ کی قسم! میں نے اس سے کبھی لحہ بھر بھی خیر نہیں پائی۔ یہ اللہ کی نعمتوں کی ناقدری ہے اور یہ احسان کرنے والوں کی احسان فراموشی ہے۔''

فائدہ: ......شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں ہاتھ کے اشارے کا ذکر صحیح نہیں باقی روایت صحیح ہے (جلباب المرأة المسلمة، ۱۹۲، ۱۹۴، والصحیحہ، ح: ۸۲۳)

اس سے معلوم ہوا کہ مرد بھی عورتوں کو سلام کہہ سکتے ہیں لیکن فتنے کے اندیشے کا ڈر نہ ہونے والی شرط ہر دو صورتوں میں برقرار رہے گی۔

1048 - حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ ابْنِ أَبِي غَنِيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ أَبِيهِ............ عَنْ أَسْمَاءَ ابْنَةِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّةِ، مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا فِي جِوَارٍ أَتْرَابٍ لِي، فَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَقَالَ: ((إِيَّاكُنَّ

سیدہ اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے جبکہ میں اپنی ہم عمر سہیلیوں کے ساتھ بیٹھی تھی۔ آپ نے ہمیں سلام کہا اور فرمایا: ''انعام و اکرام

(١٠٤٧) صحيح: مسند أحمد: ٦/ ٤٥٧.

(١٠٤٨) صحيح: مسند أحمد: ٦/ ٤٥٢.

وَكُفْرَ الْمُنْعِمِينَ)) ، وَكُنْتُ مِنْ أَجْرَئِهِنَّ عَلَى مَسْأَلَتِهِ ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، وَمَا كُفْرُ الْمُنْعِمِينَ؟ قَالَ: "لَعَلَّ إِحْدَاكُنَّ تَطُولُ أَيْمَتُهَا مِنْ أَبَوَيْهَا ، ثُمَّ يَرْزُقُهَا اللّٰهُ زَوْجًا ، وَيَرْزُقُهَا مِنْهُ وَلَدًا ، فَتَغْضَبُ الْغَضْبَةَ فَتَكْفُرُ فَتَقُولُ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ".

والوں کی ناشکری سے بچو۔'' میں آپ سے سوال کرنے میں ان سب سے زیادہ جری تھی۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! منعمین کی ناشکری کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کا ماں باپ کے درمیان بے شوہر رہنے کا زمانہ طویل ہوجاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس کو شوہر دیتا ہے اور اس سے اولاد دیتا ہے، پھر غصہ میں آجاتی ہے تو ناشکری کرتے ہوئے کہتی ہے: میں نے تجھ میں کبھی خیر نہیں دیکھی۔

480...... بَابُ مَنْ كَرِهَ تَسْلِيمَ الْخَاصَّةِ

مخصوص لوگوں کو سلام کہنا مکروہ ہے

1049 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ سَلْمَانَ ، عَنْ سَيَّارٍ أَبِي الْحَكَمِ..........

عَنْ طَارِقٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ جُلُوسًا ، فَجَاءَ آذِنُهُ فَقَالَ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ، فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ ، فَدَخَلْنَا الْمَسْجِدَ ، فَرَأَى النَّاسَ رُكُوعًا فِي مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ ، فَكَبَّرَ وَرَكَعَ ، وَمَشَيْنَا وَفَعَلْنَا مِثْلَ مَا فَعَلَ ، فَمَرَّ رَجُلٌ مُسْرِعٌ فَقَالَ: عَلَيْكُمُ السَّلَامُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، فَقَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ ، وَبَلَّغَ رَسُولُهُ ، فَلَمَّا صَلَّيْنَا رَجَعَ ، فَوَلَجَ عَلَى أَهْلِهِ ، وَجَلَسْنَا فِي مَكَانِنَا نَنْتَظِرُهُ حَتَّى يَخْرُجَ ، فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: أَيُّكُمْ يَسْأَلُهُ؟ قَالَ طَارِقٌ: أَنَا أَسْأَلُهُ ، فَسَأَلَهُ ، فَقَالَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ: تَسْلِيمُ الْخَاصَّةِ ، وَفُشُوُّ التِّجَارَةِ حَتَّى تُعِينَ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا عَلَى

حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اطلاع دینے والے نے آکر کہا کہ نماز کھڑی ہوگئی ہے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اٹھے اور ہم بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا مسجد کے اگلے حصے میں لوگ رکوع میں تھے۔ سیدنا عبداللہ تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے گئے اور ہم بھی آگے بڑھے اور ایسے ہی کیا۔ پھر (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) ایک شخص جلدی سے گزرا اور کہا: السلام علیکم اے ابوعبدالرحمٰن۔ انہوں نے فرمایا: اللہ نے سچ فرمایا اور اس کے رسول نے صحیح صحیح پہنچا دیا۔ پھر ہم نماز سے فارغ ہوکر واپس آگئے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے گھر چلے گئے۔ ہم اپنی جگہ بیٹھ کر ان کا انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ وہ باہر آجائیں۔ ہم نے ایک دوسرے سے کہا کہ کون ان سے سوال کرے گا (کہ انہوں نے سلام کا جواب دینے کے بجائے یہ کیوں کہا کہ اللہ نے سچ کہا اور

(١٠٤٩) صحيح: مسند أحمد: ١/ ٤٠٧.

التِّـجَارَةِ، وَقَطْعُ الْأَرْحَامِ، وَفُشُوُّ الْقَلَمِ، وَظُهُـورُ الشَّهَـادَةِ بِالزُّورِ، وَكِتْمَانُ شَهَادَةِ الْحَقِّ".

اس کے رسول نے پہنچا دیا) طارق نے کہا: میں سوال کروں گا، چنانچہ انہوں نے سوال کیا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے قریب خاص لوگوں کو کہا جائے گا، تجارت عام ہو جائے گی حتی کہ بیوی تجارت کے معاملات میں خاوند کی معاونت کرے گی، قطع رحمی کی جائے گی، علم پھیل جائے گا، جھوٹی گواہی عام ہوگی اور سچی گواہی کو چھپایا جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) جب ایک سے زیادہ لوگ کسی جگہ پر موجود ہوں تو ایک آدمی کو خصوصی طور پر سلام کہنا اور باقی لوگوں کو نظر انداز کر دینا درست نہیں۔ تاہم عام سلام کے بعد کسی خاص کو سلام کہنا جائز ہے۔ مخصوص سلام کرنے والے کو بطور تنبیہ جواب نہ دینا جائز ہے۔

(۲) حدیث میں مذکور دیگر قیامت کی نشانیاں بھی پوری ہو چکی ہیں۔ قطع رحمی عام ہے اور خواتین تجارت میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کی تگ و دو کر رہی ہیں۔ اور علم کتابوں اور کمپیوٹر کی صورت میں مشرق و مغرب میں پھیل چکا ہے۔

1050 - حَـدَّثَـنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِی اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِی يَزِيدُ بْنُ أَبِی حَبِيبٍ، عَنْ أَبِی الْخَيْرِ ....

عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُـولَ الـلّٰـهِ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْـإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ)).

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: بہترین اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم کھانا کھلاؤ اور ہر جان پہچان والے اور اجنبی کو سلام کہو۔''

فائدہ: ......سلام کے لیے ضروری نہیں کہ انسان دوسرے سے واقف ہو بلکہ ہر مسلمان کو سلام کہنا ضروری ہے۔ مزید تفصیل گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔

481...... بَابٌ: كَيْفَ نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ؟

پردے کی آیت کیسے نازل ہوئی

1051 - حَـدَّثَـنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِی اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِی عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِی ....

(۱۰۵۰) صحيح: صحيح البخاری، الإيمان، حديث: ۱۲.

(۱۰۵۱) صحيح: صحيح البخاری، النكاح، حديث: ۵۱۶۶.

أَنَسٌ ، أَنَّهُ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِينَ مَقْدَمَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ ، فَكُنَّ أُمَّهَاتِي يُوَطِّئْنَنِي عَلَى خِدْمَتِهِ ، فَخَدَمْتُهُ عَشْرَ سِنِينَ ، وَتُوُفِّيَ وَأَنَا ابْنُ عِشْرِينَ ، فَكُنْتُ أَعْلَمَ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ ، فَكَانَ أَوَّلُ مَا نَزَلَ مَا ابْتَنَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ ، أَصْبَحَ بِهَا عَرُوسًا ، فَدَعَى الْقَوْمَ فَأَصَابُوا مِنَ الطَّعَامِ ، ثُمَّ خَرَجُوا ، وَبَقِيَ رَهْطٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَأَطَالُوا الْمُكْثَ ، فَقَامَ فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ لِكَيْ يَخْرُجُوا ، فَمَشَى فَمَشَيْتُ مَعَهُ ، حَتَّى جَاءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ، ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا ، فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ ، فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ ، فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ حَتَّى بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ، وَظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا ، فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ ، فَإِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوا ، فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ السِّتْرَ ، وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ .

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ طیبہ آمد کے وقت وہ دس سال کے تھے۔ میری مائیں (والدہ اور خالہ) مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت پر آمادہ کرتیں، چنانچہ میں نے دس سال آپ کی خدمت کی۔ آپ فوت ہوئے تو میری عمر بیس سال تھی اس لیے میں حجاب کے مسئلے کو خوب اور سب سے بڑھ کر جانتا ہوں۔ پردے کا حکم سب سے پہلے اس وقت نازل ہوا جب رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور انہیں دلہن بنا کر گھر لائے۔ آپ نے لوگوں کو کھانے پر بلایا تو وہ کھانا کھا کر چلے گئے اور چند لوگ نبی ﷺ کے پاس رہ گئے۔ وہ دیر تک بیٹھے رہے۔ آپ اٹھ کر باہر چلے گئے اور میں بھی باہر نکل گیا تا کہ وہ چلے جائیں۔ آپ تشریف لے گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ چلتا گیا۔ یہاں تک کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی چوکھٹ پر پہنچے، پھر خیال کیا کہ وہ لوگ چلے گئے ہوں گے تو واپس آ گئے اور میں بھی واپس آ گیا۔ آپ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو ابھی تک وہ لوگ بیٹھے تھے، آپ پھر واپس ہو گئے تو میں بھی واپس آ گیا یہاں تک کہ آپ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی چوکھٹ پر پہنچے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے اندازہ لگایا کہ وہ چلے گئے ہوں گے تو آپ واپس آ گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس آ گیا۔ اب وہ لوگ جا چکے تھے تو نبی ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا اور پردے کا حکم نازل ہو گیا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے کے بعد نبی ﷺ نے ولیمے کی دعوت کی تو کچھ لوگ کھانا کھا کر باتوں میں مشغول ہو گئے اور کافی دیر تک بیٹھے رہے۔ نبی ﷺ حیا کی وجہ سے انہیں یہ بھی نہ کہتے کہ وہ چلے جائیں اور اذیت محسوس کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر پردے کی آیات نازل فرمائیں اور دوسروں

کے گھر دعوت کھانے کے آداب بھی ذکر کیے۔

(۲) نزول حجاب کے دیگر بھی اسباب تھے جن میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش بھی تھی۔

482...... بَابُ الْعَوْرَاتِ الثَّلَاثِ

تین پردوں (کے اوقات)

1052 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ..........

عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ الْقُرَظِيِّ، أَنَّهُ رَكِبَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُوَيْدٍ - أَخِي بَنِي حَارِثَةَ بْنِ الْحَارِثِ - يَسْأَلُهُ عَنِ الْعَوْرَاتِ الثَّلَاثِ، وَكَانَ يَعْمَلُ بِهِنَّ، فَقَالَ: مَا تُرِيدُ؟ فَقُلْتُ: أُرِيدُ أَنْ أَعْمَلَ بِهِنَّ، فَقَالَ: إِذَا وَضَعْتُ ثِيَابِي مِنَ الظَّهِيرَةِ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِي بَلَغَ الْحُلُمَ إِلَّا بِإِذْنِي، إِلَّا أَنْ أَدْعُوَهُ، فَذَلِكَ إِذْنُهُ وَلَا إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَتَحَرَّكَ النَّاسُ حَتَّى تُصَلَّى الصَّلَاةُ وَلَا إِذَا صَلَّيْتُ الْعِشَاءَ وَوَضَعْتُ ثِيَابِي حَتَّى أَنَامَ.

حضرت ثعلبۃ بن ابو مالک قرظی سے روایت ہے کہ وہ سوار ہوکر بنو حارثہ کے بھائی عبداللہ بن سوید کے پاس ان سے العورات ثلاث کے بارے میں پوچھنے کے لیے گئے اور حضرت عبداللہ ان پر عمل کرتے تھے۔ انہوں نے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا میں ان پر عمل کرنا چاہتا ہوں حضرت عبداللہ نے فرمایا: جب میں ظہر کے وقت اپنے کپڑے اتارتا ہوں تو میرے گھر والوں میں سے کوئی بالغ فرد میری اجازت کے بغیر میرے پاس نہیں آتا مگر یہ کہ میں اسے خود بلاؤں تو یہ اسے اجازت ہوتی ہے۔ اور نہ ہی اس وقت جب فجر طلوع ہو جائے اور لوگوں کی نقل وحرکت شروع ہو جائے یہاں تک کہ نماز ادا ہو جائے، اور نہ ہی اس وقت جب میں عشاء کی نماز پڑھ لوں اور اپنے کپڑے اتارلوں یہاں تک کہ میں سو جاؤں۔

483...... بَابُ أَكْلِ الرَّجُلِ مَعَ امْرَأَتِهِ

اپنی بیوی کے ساتھ کھانا

1053 - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ..........

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں

(۱۰۵۲) صحیح: تفرد بہ المصنف.

(۱۰۵۳) صحیح: السنن الکبریٰ للنسائی: ٦/ ٤٣٥، ح: ١٤١٩۔ والطبرانی فی الاوسط: ٢٩٤٧۔ انظر الصحیحة: ٣١٤٨.

آكُلُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْسًا ، فَمَرَّ عُمَرُ ، فَدَعَاهُ فَأَكَلَ ، فَأَصَابَتْ يَدُهُ إِصْبَعِي ، فَقَالَ: حَسِّ ، لَوْ أُطَاعُ فِيكُنَّ مَا رَأَتْكُنَّ عَيْنٌ فَنَزَلَ الْحِجَابُ .

نبی ﷺ کے ساتھ کھجور کا حلوہ کھا رہی تھی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ ﷺ نے انہیں بلایا تو وہ بھی کھانے لگے۔ اس دوران ان کا ہاتھ میری انگلی سے مس ہوا تو انہوں نے فرمایا: اوہ، اگر تمہارے بارے میں میری رائے مانی جاتی تو تمہیں کوئی آنکھ بھی نہ دیکھتی۔ اس پر پردے کا حکم نازل ہوا۔

فائدہ: ...... بیوی اپنے خاوند کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھا سکتی ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں بلکہ مستحب اور باعث محبت ومودت ہے۔ تاہم نزول حجاب کے بعد اب غیر محرم کے ساتھ ایک ساتھ کھانا درست نہیں۔

1054 – حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي خَارِجَةُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ رَافِعِ بْنِ مَكِيثٍ الْجُهَنِيُّ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ سَرْجٍ مَوْلَى ....

أُمِّ صَبِيَّةَ بِنْتِ قَيْسٍ وَهِيَ خَوْلَةُ ، وَهِيَ جَدَّةُ خَارِجَةَ بْنِ الْحَارِثِ ، أَنَّهُ سَمِعَهَا تَقُولُ: اخْتَلَفَتْ يَدِي وَيَدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ .

ام صبیۃ بنت قیس جن کا نام خولہ تھا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک برتن میں اکٹھا کھایا یا پانی استعمال کیا ہے۔

فائدہ: ...... یہ واقعہ بھی پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے، جب مسلمان مرد اور عورتیں ایک ساتھ اکٹھے ایک برتن سے وضو کرتے تھے۔ (سنن ابوداؤد، ح: ۷۹)

484...... بَابُ إِذَا دَخَلَ بَيْتًا غَيْرَ مَسْكُونٍ

بے آباد گھر میں داخل ہونا

1055 – حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ نَافِعٍ ....

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: إِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ غَيْرَ الْمَسْكُونِ فَلْيَقُلِ: السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ .

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جب کوئی بے آباد گھر میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ وہ کہے: السلام علینا...... سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر۔

1056 – حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ ، عَنْ عِكْرِمَةَ..........

(١٠٥٤) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الطهارة، باب الوضوء بفضل المرأة: ٧٨ـ وابن ماجه: ٣٨٢ـ وأحمد: ٦/ ٣٦٦.

(١٠٥٥) حسن: أخرجه ابن ابى شيبة: ٢٥٨٣٥.

(١٠٥٦) صحيح: أخرجه الطبراني فى تفسيره: ١٩/ ١٤٧.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا﴾ [النور: 27] ، وَاسْتَثْنَى مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ﴾ [النور: 29] إِلَى قَوْلِهِ: ﴿تَكْتُمُونَ﴾ [النور: 29] .

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا﴾ اپنے گھر کے سوا کسی کے گھر میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام کہو'' اس آیت سے یہ حکم مستثنیٰ ہے جو درج ذیل آیت میں ہے: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ﴾ تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اگر تم ایسے گھروں میں داخل ہو جاؤ جن میں کوئی نہیں رہتا اور اس گھر میں تمہارا سامان ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) سٹور یا حویلی جہاں پر کوئی نہ رہتا ہو اور وہ انسان کی ملکیت ہو تو وہاں بغیر اجازت کے اندر آنا جائز ہے، تاہم وہاں بھی مذکورہ طریقے سے سلام کہنا چاہیے۔

(۲) آیت میں اجازت پہلے اور سلام کا ذکر بعد میں ہے۔ یہ تقدیم و تاخیر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کی تفسیر یوں کی ہے کہ پہلے سلام کہا جائے اور پھر اجازت طلب کی جائے۔

485...... بَابُ ﴿لِيَسْتَأْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ [النور: 58]

غلاموں کو اندر آنے کی اجازت لینی چاہیے

1057 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ نَافِعٍ............

عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ﴿لِيَسْتَأْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ [النور: 58] ، قَالَ: هِيَ لِلرِّجَالِ دُونَ النِّسَاءِ .

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ارشاد باری تعالیٰ: ''غلاموں کو چاہیے کہ اندر آنے کے لیے اجازت لیں۔'' یہ حکم مردوں کے لیے ہے عورتوں کے لیے نہیں۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس کی سند میں یحییٰ بن یمان اور لیث بن ابی سلیم دو راوی ضعیف ہیں۔

(۱۰۵۷) ضعیف الإسناد موقوفا: ورواہ ابن جریر فی ''التفسیر'': ۱۸/ ۱۴۷۔ عن إبن عمر.

486...... بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ﴾ [النور: 59]

ارشاد باری تعالیٰ: ''اور جب بچے بالغ ہو جائیں تو......'' کا بیان

1058 – حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتُوَائِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ نَافِعٍ............

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا بَلَغَ بَعْضُ وَلَدِهِ الْحُلُمَ عَزَلَهُ، فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِ إِلَّا بِإِذْنٍ.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ان کا کوئی بچہ بلوغت کو پہنچ جاتا تو اس کو الگ کر دیتے اور وہ اجازت کے بغیر اندر داخل نہیں ہوتا تھا۔

فائدہ: ...... بچے جب سمجھ دار ہو جائیں تو انہیں یہ تعلیم دینی چاہیے کہ والدین کے کمرے میں اجازت لے کر داخل ہوں، خصوصاً دوپہر کے وقت، عشاء کے بعد اور فجر سے پہلے اس کا ضرور اہتمام کریں۔

487...... بَابُ يَسْتَأْذِنُ عَلَى أُمِّهِ

ماں سے اجازت مانگنے کا بیان

1059 – حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ............

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَسْتَأْذِنُ عَلَى أُمِّي؟ فَقَالَ: مَا عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهَا تُحِبُّ أَنْ تَرَاهَا.

سیدنا علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: کیا میں اپنی ماں سے بھی اجازت لے کر اس کے گھر جاؤں؟ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم ہر وقت (اور ہر حال) اسے دیکھنا پسند نہیں کرتے۔

1060 – حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ............

مُسْلِمَ بْنَ نَذِيرٍ يَقُولُ: سَأَلَ رَجُلٌ حُذَيْفَةَ فَقَالَ: أَسْتَأْذِنُ عَلَى أُمِّي؟ فَقَالَ: إِنْ لَمْ تَسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا رَأَيْتَ مَا تَكْرَهُ.

مسلم بن نذیر رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا میں اپنی والدہ کے پاس جانے کی بھی اجازت طلب کروں؟ انہوں نے فرمایا: اگر تم اس کے پاس جانے کی اجازت نہیں لوگے تو تم اس کو اس حالت میں دیکھو گے جس حالت میں اسے دیکھنا ناپسند کرتے ہو۔

(١٠٥٨) صحيح: أخرجه مسدد كما في إتحاف الخيرة المهرة: ٥٣٠٠.

(١٠٥٩) صحيح: أخرجه ابن ابی شيبة: ١٧٦٠٣ـ والطبرانی فی "مسند الشاميين": ١٨٢٢ـ من طريق هزيل بن شرحبيل.

(١٠٦٠) حسن: أخرجه عبدالرزاق: ١٩٤٢١ـ والبيهقی فی الكبرىٰ: ٧/ ٩٧.

فــائــده: ...... مذکورہ بالا دونوں روایات کا مطلب یہ ہے کہ والدہ سے بھی اجازت لے کر اس کے پاس جانا چاہیے۔ اگر اجازت نہ لی تو ممکن ہے کہ والدہ اس حالت میں ہو جس میں وہ اسے دیکھنا پسند نہیں کرتا، مثلاً وہ کپڑے بدل رہی ہے اور یہ اچانک پہنچ جائے تو ایسی حالت میں اسے خجالت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لیے بہتر ہے کہ اجازت لے کر اندر جائے۔

488...... بَابُ يَسْتَأْذِنُ عَلَى أَبِيهِ

باپ سے اجازت لے کر اس کے پاس جانا

1061 - حَدَّثَنَا فَرْوَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ............

عَـنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي عَـلَى أُمِّي، فَدَخَلَ فَاتَّبَعْتُهُ، فَالْتَفَتَ فَدَفَعَ فِـي صَـدْرِي حَتَّـى أَقْـعَدَنِي عَلَى اسْتِي، قَالَ: أَتَدْخُلُ بِغَيْرِ إِذْنٍ؟

موسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ اپنی والدہ کے پاس گیا۔ والد محترم داخل ہوئے تو میں بھی داخل ہوگیا، انہوں نے میری طرف مڑ کر دیکھا تو میرے سینے میں روز سے دھکا مارا حتی کہ میں پیچھے جا گرا، پھر کہا: کیا تم بغیر اجازت کے اندر آتے ہو؟

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس میں لیث راوی ضعیف ہے۔

489...... بَابُ يَسْتَأْذِنُ عَلَى أَبِيهِ وَوَلَدِهِ

اپنے باپ اور اولاد سے اجازت طلب کرنا

1062 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ............

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: يَسْتَأْذِنُ الرَّجُلُ عَلَى وَلَدِهِ، وَأُمِّــهِ - وَإِنْ كَــانَــتْ عَجُوزًا - وَأَخِيـهِ، وَأُخْتِهِ، وَأَبِيهِ .

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: آدمی کو اپنی اولاد اور والدہ سے اندر آنے کی اجازت لینی چاہیے، اگرچہ والدہ بوڑھی ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح اپنے بہن بھائیوں اور باپ سے بھی اجازت لینی چاہیے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس میں اشعث بن سوار راوی ضعیف ہے اور ابو الزبیر مدلس ہے۔

(١٠٦١) ضعيف الإسناد موقوفا: انظر تهذيب الكمال: ١٩/ ١٨٢.

(١٠٦٢) ضعيف الإسناد موقوفا: أخرجه ابن ابى شيبة: ١٧٥٩٩.

490...... بَابُ يَسْتَأْذِنُ عَلَى أُخْتِهِ

اپنی بہن سے اجازت طلب کرنا

1063 - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو، وَابْنُ جُرَيْجٍ..........

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: أَسْتَأْذِنُ عَلَى أُخْتِي؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَأَعَدْتُ فَقُلْتُ: أُخْتَانِ فِي حِجْرِي، وَأَنَا أُمَوِّنُهُمَا وَأُنْفِقُ عَلَيْهِمَا، أَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِمَا؟ قَالَ: نَعَمْ، أَتُحِبُّ أَنْ تَرَاهُمَا عُرْيَانَتَيْنِ؟ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ [النور: 58] إِلَى ﴿ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ﴾ [النور: 58]، قَالَ: فَلَمْ يُؤْمَرْ هَؤُلَاءِ بِالْإِذْنِ إِلَّا فِي هَذِهِ الْعَوْرَاتِ الثَّلَاثِ، قَالَ: ﴿وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ﴾ [النور: 59]، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَالْإِذْنُ وَاجِبٌ زَادَ ابْنُ جُرَيْجٍ: عَلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ.

سیدنا عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا میں اپنی بہن کے پاس بھی اجازت لے کر جاؤں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! میں نے سوال دوہرایا اور کہا: میری دو بہنیں میرے زیر پرورش ہیں اور میں ہی ان کے اخراجات برداشت کرتا ہوں، کیا پھر بھی ان سے اجازت لے کر اندر جاؤں؟ انہوں نے کہا ہاں ان سے بھی اجازت لے کر جاؤ۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ انہیں برہنہ دیکھو؟ پھر یہ آیت پڑھی: اے ایمان والو! تم سے تمہاری ملکیت کے غلاموں کو اور انہیں بھی جو تم میں سے بلوغت کو نہ پہنچے ہوں (اپنے آنے کی) تین وقتوں میں اجازت حاصل کرنی ضروری ہے۔ نماز فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جبکہ تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو، اور عشاء کی نماز کے بعد، یہ تینوں وقت تمہارے پردے کے ہیں۔'' انہوں نے کہا کہ ان کو صرف ان تین پردے کے اوقات میں اجازت لینے کا حکم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور تمہارے بچے بھی جب بلوغت کو پہنچ جائیں تو وہ اسی طرح اجازت طلب کریں جس طرح ان سے پہلے لوگ اجازت مانگتے ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس لیے اجازت لینا واجب ہے۔ ابن جریج نے یہ اضافہ نقل کیا: تمام لوگوں کے لیے (اجازت لینا واجب ہے)۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ محرم عورتوں کے ہاں بھی ان کے مخصوص کمرے یا گھر میں جانے کے لیے اجازت لینا ضروری ہے۔

(١٠٦٣) صحيح: أخرجه البيهقي في الكبرىٰ: ٧/ ٩٧.

491...... بَابُ يَسْتَأْذِنُ عَلَى أَخِيهِ

بھائی سے اجازت لے کر اندر آنے کا بیان

1064 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ كُرْدُوسٍ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: يَسْتَأْذِنُ الرَّجُلُ عَلَى أَبِيهِ، وَأُمِّهِ، وَأَخِيهِ، وَأُخْتِهِ.

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے باپ، ماں، اور بھائی بہن سے بھی اجازت لے کر اندر جائے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس میں اشعث راوی ضعیف ہے اور کردوس غیر معروف ہے۔

492...... بَابُ الِاسْتِئْذَانِ ثَلَاثًا

تین دفعہ اجازت لینا

1065 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ..........

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ - وَكَأَنَّهُ كَانَ مَشْغُولًا - فَرَجَعَ أَبُو مُوسَى، فَفَرَغَ عُمَرُ فَقَالَ: أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ؟ إِيذَنُوا لَهُ، قِيلَ: قَدْ رَجَعَ، فَدَعَاهُ، فَقَالَ: كُنَّا نُؤْمَرُ بِذَلِكَ، فَقَالَ: تَأْتِينِي عَلَى ذَلِكَ بِالْبَيِّنَةِ، فَانْطَلَقَ إِلَى مَجْلِسِ الْأَنْصَارِ فَسَأَلَهُمْ، فَقَالُوا: لَا يَشْهَدُ لَكَ عَلَى هَذَا إِلَّا أَصْغَرُنَا: أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَذَهَبَ بِأَبِي سَعِيدٍ، فَقَالَ عُمَرُ: أَخَفِيَ عَلَيَّ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ، يَعْنِي الْخُرُوجَ إِلَى التِّجَارَةِ.

سیدنا عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کی اجازت مانگی تو انہوں نے کسی مشغولیت کی وجہ سے اجازت نہ دی تو سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ واپس آ گئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو کہا: مجھے عبداللہ بن قیس کی آواز آئی تھی، اسے اندر آنے کی اجازت دو۔ عرض کیا گیا: وہ واپس چلے گئے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا تو انہوں نے کہا: ہمیں اسی بات کا حکم دیا جاتا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس بات پر کوئی دلیل (گواہ) لاؤ (کہ آپ نے یہ حکم دیا ہے) چنانچہ وہ انصار کی مجلس میں گئے اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: تمہاری اس بات کی گواہی ہمارے چھوٹے میاں ابوسعید خدری ہی دیں گے، چنانچہ وہ سیدنا ابوسعید خدری کو لے گئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم مجھ پر مخفی رہ گیا، مجھے

(١٠٦٤) ضعيف الإسناد موقوفا: أخرجه ابن أبي شيبة: ١٧٦٠٧.

(١٠٦٥) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب البيوع: ٢٠٦٢، ٦٢٤٥، ٧٣٥٣ـ ومسلم: ٢١٥٣ـ وأبو داؤد: ٥١٨٢.

بازار کی خرید وفروخت نے غافل کردیا، یعنی تجارت کے لیے
جانے کی وجہ سے مجھ پر مخفی رہ گیا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تین دفعہ اجازت طلب کرنے کے بعد واپس آ گئے اور اس کی وجہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تھا کہ تین دفعہ اجازت طلب کرنے پر اگر تمہیں اجازت نہ ملے تو واپس چلے جاؤ۔ (صحیح البخاری، ح:۵۸۹۱)

(۲) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اس حدیث کا علم نہیں تھا۔ جب انہیں حدیث کا علم ہوگیا تو فوراً تسلیم کر کے اپنی کوتاہی کا اعتراف کیا۔

(۳) اس سے معلوم ہوا کہ حدیث کے صحت اور ضعف کی چھان بین کرنی ضروری ہے۔

(۴) اس حدیث سے خبر واحد کے حجت نہ ہونے کی دلیل لینا حماقت ہے کیونکہ ایک سے زیادہ لوگ بیان کریں تب بھی وہ خبر واحد ہی رہتی ہے جب تک اس میں متواتر کی شرطیں نہ پائی جائیں۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دو کی بات قبول کرلی تو خبر واحد کا قبول کرنا ثابت ہوا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مزید تائید لانے کے لیے اس لیے کہا تاکہ لوگوں کو حدیث کے حوالے سے محتاط انداز اختیار کرنے کی ترغیب دیں۔

493...... بَابٌ: اَلِاسْتِئْذَانُ غَيْرُ السَّلَامِ

اجازت سلام کے علاوہ ہے

1066 - حَدَّثَنَا بَيَانٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِيمَنْ يَسْتَأْذِنُ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ قَالَ: لَا يُؤْذَنُ لَهُ حَتَّى يَبْدَأَ بِالسَّلَامِ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سلام سے قبل اجازت لینے والے کے بارے میں فرمایا: اسے اجازت نہ دی جائے یہاں تک کہ پہلے سلام کہے۔

1067 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً، قَالَ: سَمِعْتُ ....

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: إِذَا دَخَلَ وَلَمْ يَقُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقُلْ: لَا، حَتَّى يَأْتِيَ بِالْمِفْتَاحِ: السَّلَامِ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جب کوئی داخل ہو اور السلام علیکم نہ کہے تو اسے کہو: نہیں، یہاں تک کہ تم چابی لاؤ، یعنی السلام علیکم کہو۔

فائدہ: ......کسی کے گھر جانے کا ادب یہ ہے کہ پہلے السلام علیکم کہا جائے اور پھر اجازت طلب کی جائے۔ پہلے

(۱۰۶۶) صحيح: أخرجه ابن ابي شيبة: ۲۵۸۲۷۔ والطبراني في الاوسط: ۸۶۰۳۔ انظر الصحيحة: ۲۷۱۲.

(۱۰۶۷) صحيح: أخرجه الخطيب في الجامع لأخلاق الراوي: ۲۲۶.

اجازت طلب کرنا درست نہیں اور نہ اجازت سلام کے قائم مقام ہے۔

494...... بَابُ إِذَا نَظَرَ بِغَيْرِ إِذْنٍ تُفْقَأُ عَيْنُهُ

بغیر اجازت اندر جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دی جائے

1068 - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَوْ اطَّلَعَ رَجُلٌ فِي بَيْتِكَ، فَخَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ، مَا كَانَ عَلَيْكَ جُنَاحٌ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص اگر تمہارے گھر میں جھانکے اور تو اسے کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دے تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں۔''

1069 - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ............

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا يُصَلِّي، فَاطَّلَعَ رَجُلٌ فِي بَيْتِهِ، فَأَخَذَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ، فَسَدَّدَ نَحْوَ عَيْنَيْهِ.

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کے گھر میں جھانکا۔ آپ نے اپنی ترکش میں سے ایک تیر لے کر اس کی طرف سیدھا کیا (تا کہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں)۔

495...... بَابٌ: اَلِاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ النَّظَرِ

اجازت لینا نظر ہی کی وجہ سے ہے

1070 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ............

أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِي بَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ، فَلَمَّا رَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُنِي لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ)).

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے سوراخ سے آپ کے گھر میں جھانکا تو اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں لکڑی کی ایک کنگھی تھی جس کے ساتھ آپ اپنا سر کھجا رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے دیکھا تو فرمایا: ''اگر مجھے علم ہوتا کہ تم مجھے باہر سے جھانک رہے ہو تو میں یہی کنگھی تیری آنکھ میں مار دیتا۔''

(١٠٦٨) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الديات: ٦٨٨٨ـ ومسلم: ٢١٥٨ـ وأبو داؤد: ٥١٧٢ـ والنسائي: ٤٨٦١.

(١٠٦٩) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الديات: ٦٩٠٠ـ ومسلم: ٢١٥٧ـ وأبو داود: ٥١٧١ـ والترمذي: ٢٧٠٨ـ والنسائي: ٤٢٥٨.

(١٠٧٠) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الديات: ٦٩٠١ـ ومسلم: ٢١٥٦ـ والترمذي: ٢٧٠٩ـ والنسائي: ٤٨٥٩.

1071 - وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ)).

نبی ﷺ نے مزید فرمایا: اجازت کا مقصد ہی یہ ہے کہ نظر نہ پڑے۔''

1072 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ............

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: اطَّلَعَ رَجُلٌ مِنْ خَلَلٍ فِي حُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَدَّدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ، فَأَخْرَجَ الرَّجُلُ رَأْسَهُ.

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کے حجرے کے دروازے کے سوراخ میں سے جھانکا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا نیزہ (برچھا) اس کی طرف سیدھا کیا تو اس آدمی نے اپنا سر باہر نکال لیا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مذکورہ بالا دونوں بابوں میں اجازت مانگنے کا طریقہ کار بتایا گیا ہے کہ دروازے سے ایک طرف ہوکر سلام کہا جائے اور اجازت طلب کرے، پھر ایک طرف ہوکر کھڑا ہو، سامنے کھڑا نہ ہو۔

(۲) اجازت لینے کا مقصد یہ ہے کہ اندر نظر نہ پڑے اور پردہ متاثر نہ ہو۔ جب جھانک لیا تو اجازت کا مقصد ہی ختم ہوگیا اس لیے آپ نے اس سے سختی سے منع کیا اور ایسے کرنے والے کی اگر گھر والے آنکھ پھوڑ دیں تو بھی ان پر کوئی گناہ نہیں۔

(۳) اس سے معلوم ہوا کہ گھر کی چار دیواری بنانا مسنون ہے۔ اگر کسی گھر کی چار دیواری نہ ہو اور کسی کی نظر پڑ جائے تو یہ غلطی گھر والوں کی ہوگی۔ نیز مذکورہ روایات سے رسول اکرم ﷺ کے غیرت مند ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

496...... بَابُ إِذَا سَلَّمَ الرَّجُلُ عَلَى الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ

کسی شخص کو اس کے گھر میں سلام کہنا

1073 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ عُثْمَانَ، أَنَّ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ أَخْبَرَهُ............

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عُمَرَ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي - ثَلَاثًا - فَأَدْبَرْتُ، فَأَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ، اشْتَدَّ عَلَيْكَ أَنْ

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تین مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ مجھے اجازت نہ ملی تو میں واپس چلا گیا۔ انہوں نے مجھے بلا بھیجا اور

(۱۰۷۱) صحیح: انظر قبله.

(۱۰۷۲) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الديات: ۶۸۸۹۔ ومسلم: ۲۱۵۷۔ وأبو داؤد: ۵۱۷۱۔ والترمذي: ۲۷۰۷۔ والنسائي؛ ۴۸۵۸.

(۱۰۷۳) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب البيوع: ۲۰۶۲، ۶۲۴۵۔ ومسلم، كتاب الأداب: ۲۱۵۳۔ وأبو داؤد: ۵۱۸۵۔ والنسائي في "العمل": ۳۲۴، ۳۲۵.

تُحْتَبَسَ عَلَى بَابِي؟ اعْلَمْ أَنَّ النَّاسَ كَذَلِكَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يُحْتَبَسُوا عَلَى بَابِكَ، فَقُلْتُ: بَلِ اسْتَأْذَنْتُ عَلَيْكَ ثَلَاثًا، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي، فَرَجَعْتُ، فَقَالَ: مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا؟ فَقُلْتُ: سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَسَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ نَسْمَعْ؟ لَئِنْ لَمْ تَأْتِنِي عَلَى هَذَا بِبَيِّنَةٍ لَأَجْعَلَنَّكَ نَكَالًا، فَخَرَجْتُ حَتَّى أَتَيْتُ نَفَرًا مِنَ الْأَنْصَارِ جُلُوسًا فِي الْمَسْجِدِ فَسَأَلْتُهُمْ، فَقَالُوا: أَوَيَشُكُّ فِي هَذَا أَحَدٌ؟ فَأَخْبَرْتُهُمْ مَا قَالَ عُمَرُ، فَقَالُوا: لَا يَقُومُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُنَا، فَقَامَ مَعِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ - أَوْ أَبُو مَسْعُودٍ - إِلَى عُمَرَ، فَقَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُرِيدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، حَتَّى أَتَاهُ فَسَلَّمَ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، ثُمَّ سَلَّمَ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ الثَّالِثَةَ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، فَقَالَ: ((قَضَيْنَا مَا عَلَيْنَا))، ثُمَّ رَجَعَ، فَأَدْرَكَهُ سَعْدٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا سَلَّمْتَ مِنْ مَرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أَسْمَعُ، وَأَرُدُّ عَلَيْكَ، وَلَكِنْ أَحْبَبْتُ أَنْ تُكْثِرَ مِنَ السَّلَامِ عَلَيَّ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِي، فَقَالَ أَبُو مُوسَى: وَاللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَمِينًا عَلَى حَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَجَلْ، وَلَكِنْ أَحْبَبْتُ

فرمایا: اے عبداللہ! میرے دروازے پر کھڑا رہنا تجھ پر گراں گزرا؟ جان لو کہ لوگوں کو بھی تمہارے دروازے پر انتظار میں رکے رہنا بہت گراں گزرتا ہے۔ میں نے کہا: نہیں، بلکہ میں نے تین مرتبہ آپ کے پاس آنے کی اجازت مانگی۔ مجھے اجازت نہ ملی تو میں واپس چلا گیا اور ہمیں یہی حکم دیا جاتا تھا۔ انہوں نے کہا: تم نے یہ کس سے سنا ہے؟ میں نے کہا: میں نے یہ نبی ﷺ سے سنا ہے۔ انہوں نے کہا: کیا تم نے وہ نبی ﷺ سے سنا ہے جو ہم نے نہیں سنا؟ اگر تم اس پر گواہ نہ لائے تو تجھے نشانہ عبرت بناؤں گا۔ میں وہاں سے نکلا تو انصار کے گروہ کے پاس گیا جو مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: کیا اس میں بھی کوئی شک کرتا ہے؟ میں نے انہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بات بتائی تو انہوں نے کہا: تمہارے ساتھ ہمارے سب سے چھوٹے صاحب ہی جائیں گے۔ چنانچہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ یا ابومسعود سیدنا عمر کے پاس جانے کے لیے میرے ساتھ اٹھے۔ انہوں نے کہا: ہم نبی ﷺ کے ساتھ نکلے جبکہ آپ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں جانا چاہتے تھے۔ یہاں تک آپ اُن کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے سلام کہا تو اجازت نہ دی گئی، پھر آپ نے دوسری مرتبہ سلام کہا، پھر تیسری مرتبہ سلام کہا تو بھی اجازت نہ دی گئی۔ آپ نے فرمایا: ''ہم پر جو واجب تھا ہم نے پورا کر دیا۔ پھر آپ وہاں سے لوٹ آئے تو پیچھے سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، میں نے آپ کا ہر سلام سنا اور (آہستہ سے) جواب بھی دیا۔ لیکن میں چاہتا تھا کہ آپ مجھ پر اور میرے اہل خانہ پر کثرت سے سلام کریں۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ

أَنْ أَسْتَثْبِتَ . نے کہا: اللہ کی قسم میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے بارے میں امانتدار ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہاری امانت میں کوئی شک نہیں لیکن اس کی مزید تحقیق کرنا چاہتا تھا۔

فائدہ: ......رسول اکرم ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر کے باہر کھڑے ہوکر سلام کہا جس سے معلوم ہوا کہ گھر میں موجود شخص کو سلام کہنا مسنون ہے اور سلام اجازت سے پہلے ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۱۰۶۵ کے فوائد۔

497...... بَابٌ: دُعَاءُ الرَّجُلِ إِذْنُهُ.

کسی کو بلایا جائے تو یہی اجازت ہے

1074 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: إِذَا دُعِيَ الرَّجُلُ فَقَدْ أُذِنَ لَهُ . سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جب کسی آدمی کو بلایا جائے تو اسے گویا اجازت دے دی گئی۔

1075 - حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَجَاءَ مَعَ الرَّسُولِ، فَهُوَ إِذْنُهُ)). سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو بلایا جائے اور وہ بلانے والے کے ساتھ ہی آجائے تو یہ اس کے لیے اجازت ہے۔

1076 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حَبِيبٍ، وَهِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَسُولُ الرَّجُلِ إِلَى الرَّجُلِ إِذْنُهُ)). سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کا دوسرے کو قاصد بھیج کر بلانا اجازت دینا ہی ہے۔''

1077 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ............

(۱۰۷٤) صحيح الإسناد موقوفا: أخرجه ابن ابی شيبة: ۲۵۸۲۸ـ والطبرانی فی الكبير: ۹/ ۱۰۷ـ انظر الارواء: ۱۹۵٦.

(۱۰۷۵) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب: ۵۱۹۰ـ ورواه احمد: ۲/ ۵۳۳ـ من حديث سعيد بن أبی عروبة به.

(۱۰۷٦) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب: ۵۱۸۹ـ انظر الارواء: ۱۹۵۵.

(۱۰۷۷) صحيح: أخرجه شرطه الاول عبدالرزاق: ۱۹٤۲٤ـ والخطيب فی الجامع لاخلاق الراوی: ۲٤۳ـ وأخرج شطره الثانی احمد: ۱۱٦۳۳ـ وعبدالرزاق: ۱٦۹٤۷ـ وأبو يعلی: ۱۳۰۲ـ الصحيحة: ۲۹۵۱.

عَـنْ أَبِـي الْـعَلَانِيَةِ قَـالَ: أَتَيْتُ أَبَـا سَعِيدٍ الْـخُـدْرِيَّ فَسَـلَّـمْـتُ فَـلَمْ يُؤْذَنْ لِي ، ثُمَّ سَـلَّـمْتُ فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي ، ثُمَّ سَلَّمْتُ الثَّالِثَةَ فَـرَفَـعْتُ صَوْتِي وَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الدَّارِ ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي ، فَتَنَحَّيْتُ نَاحِيَةً فَـقَعَدْتُ ، فَخَرَجَ إِلَيَّ غُلَامٌ فَقَالَ: ادْخُلْ ، فَـدَخَلْتُ ، فَقَالَ لِي أَبُو سَعِيدٍ: أَمَا إِنَّكَ لَوْ زِدْتَ لَمْ يُؤْذَنْ لَكَ ، فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْأَوْعِيَةِ ، فَـلَمْ أَسْأَلْهُ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ: حَرَامٌ ، حَتَّى سَـأَلْتُـهُ عَـنِ الْـجَفِّ ، فَـقَـالَ: حَرَامٌ فَقَالَ مُحَمَّدٌ: يُتَّخَذُ عَلَى رَأْسِهِ إِدَمٌ ، فَيُوكَأُ .

حضرت ابو علانیہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور سلام کہا تو مجھے اندر آنے کی اجازت نہ ملی۔ میں نے پھر سلام کہا تو بھی اجازت نہ ملی، پھر تیسری مرتبہ میں نے بآواز بلند سلام کہا: اے گھر والو! السلام علیکم۔ لیکن پھر بھی اجازت نہ ملی تو میں دروازے سے ایک طرف ہوکر بیٹھ گیا۔ پھر ایک لڑکا گھر سے میرے پاس آیا اور کہا: آجائیں تو میں اندر داخل ہوگیا۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلاشبہ اگر تم اسے (تین مرتبہ) سے زیادہ سلام کہتے تو تمہیں اجازت نہ ملتی۔ پھر میں نے ان سے برتنوں کے بارے میں پوچھا۔ میں نے جس برتن کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا: یہ حرام ہے۔ یہاں تک کہ میں نے ان سے جف (چمڑے کے برتن) کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: حرام ہے۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے کہا: جف وہ برتن ہے جس کے منہ پر چمڑا لگا کر تسمہ باندھ دیا جاتا ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مذکورہ احادیث میں اس مسئلے کی وضاحت ہے کہ اگر کوئی شخص پیغام بھیجے کہ میرے پاس آؤ اور پیغام لے جانے والا بھی ساتھ ہو تو پھر دوبارہ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ بلانے والے کے ساتھ ہی داخل ہو جائے۔

(۲) اگر بلانے والا بچہ ہو، یا گھر میں عورتیں وغیرہ ہوں تو پھر توقف کرنا اور دوبارہ اجازت لینا ضروری ہے، اسی طرح اگر زیادہ وقت گزر گیا ہے تو بھی دوبارہ اجازت لینا ضروری ہے۔

(۳) تین دفعہ سلام کہہ کر انتظار کرنا چاہیے۔ اگر جواب نہ ملے تو واپس چلے جانا چاہیے بار بار دستک دینا غیر مناسب ہے، ممکن ہے گھر والے اجازت دینے کی پوزیشن میں نہ ہوں یا کسی مصروفیت کی وجہ سے فوری اجازت نہ دے سکتے ہوں۔

(۴) حضرت ابوعلانیہ نے ان برتنوں کے بارے میں سوال کیا جن میں شراب بنائی جاتی تھی تو سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان میں نبیذ بنانا حرام ہے کیونکہ نشہ پیدا ہونے کا بہت زیادہ امکان ہے۔

498...... بَابُ: كَيْفَ يَقُومُ عِنْدَ الْبَابِ؟
کسی کے دروازے کے پاس کیسے کھڑا ہو؟

1078 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْيَحْصِبِيُّ قَالَ.........

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ ، صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَتَى بَابًا يُرِيدُ أَنْ يَسْتَأْذِنَ لَمْ يَسْتَقْبِلْهُ ، جَاءَ يَمِينًا وَشِمَالًا ، فَإِنْ أُذِنَ لَهُ وَإِلَّا انْصَرَفَ .

نبی ﷺ کے صحابی سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کسی کے دروازے پر اس سے اجازت لینے کے لیے تشریف لاتے تو سامنے کھڑے نہ ہوتے بلکہ دائیں، بائیں کھڑے ہوتے۔ اگر اجازت مل جاتی تو ٹھیک ورنہ واپس تشریف لے جاتے۔

فائدہ: ......اجازت لینے کا مقصد یہ ہے کہ گھر والوں کی بے پردگی نہ ہو اور اپنی جو حالت کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتے وہ چھپی رہے۔ اگر دروازے کے سامنے کھڑا رہا تو اندر نظر پڑنے کا خدشہ ہے۔ اس لیے آداب کا تقاضا یہ ہے کہ ایک طرف ہو کر اجازت طلب کی جائے۔

499...... بَابُ إِذَا اسْتَأْذَنَ، فَقَالَ: حَتَّى أَخْرُجَ، أَيْنَ يَقْعُدُ؟
جب کسی سے اجازت مانگی اور اس نے کہا میں آتا ہوں تو کہاں بیٹھے؟

1079 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شُرَيْحٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ، أَنَّهُ سَمِعَ وَاهِبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَعَافِرِيَّ يَقُولُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ....

مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ ، فَقَالُوا لِي: مَكَانَكَ حَتَّى يَخْرُجَ إِلَيْكَ ، فَقَعَدْتُ قَرِيبًا مِنْ بَابِهِ ، قَالَ: فَخَرَجَ إِلَيَّ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ، ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، أَمِنَ الْبَوْلِ هَذَا؟ قَالَ: مِنَ الْبَوْلِ ، أَوْ مِنْ غَيْرِهِ .

سیدنا معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے اندر آنے کی اجازت مانگی تو خدام نے مجھ سے کہا: اپنی جگہ رکو وہ یہیں آتے ہیں۔ میں ان کے دروازے کے قریب بیٹھ گیا۔ وہ باہر تشریف لائے اور پانی منگوا کر وضو کیا، پھر اپنے موزوں پر مسح کیا تو میں نے عرض کیا: امیر المومنین! موزوں پر مسح کرنا پیشاب کرنے کے بعد ہے؟ انہوں نے فرمایا: پیشاب یا کسی بھی دوسرے ناقض وضو سے موزوں پر مسح جائز ہے۔

(١٠٧٨) حسن صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب: ٥١٨٦ـ انظر تخريج المشكاة: ٤٦٧٣ـ التحقيق الثانی.

(١٠٧٩) حسن: رواه الخطيب البغدادی فی الجامع: ١/ ١٦٧.

فوائد و مسائل: ......(۱) مطلب یہ ہے کہ اگر بیٹھ کر کسی کے دروازے پر انتظار کرنا پڑے تو دروازے کے سامنے نہیں بلکہ ایک طرف ہوکر بیٹھنا چاہیے۔

(۲) سید معاویہ نے استفسار کیا کہ کیا موزوں پر مسح صرف بول (پیشاب) سے جائز ہے یا پاخانہ وغیرہ دیگر نواقض سے بھی کیا جاسکتا ہے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر ناقض وضو سے موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ دیگر احادیث میں یہ شرط ذکر ہوئی ہے کہ موزے یا جرابیں وضو کر کے پہنے ہوں، نیز غسل واجب ہونے کی صورت میں انہیں اتار کر غسل کرنا فرض ہے۔

500...... بَابُ قَرْعِ الْبَابِ

دروازہ کھٹکھٹانے کا بیان

1080 - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُطَّلِبُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَصْبَهَانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ الْمُنْتَصِرِ..........

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: إِنَّ أَبْوَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تُقْرَعُ بِالْأَظَافِيرِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے ناخنوں سے کھٹکھٹائے جاتے تھے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) دروازے کھٹکھٹانے کا مقصد گھر والوں کو مطلع کرنا ہے نہ کہ انہیں ڈرانا اور بدکانا ہے۔ اس لیے دروازہ آہستہ سے کھٹکھٹانا چاہیے۔ بیل بجائے جانا یا زور زور سے دروازے پر دستک دینا خلاف ادب ہے، خصوصاً کسی معزز شخصیت کے ادب واحترام کا تقاضا ہے کہ دروازہ زور سے نہ پیٹا جائے۔

(۲) دروازہ کھٹکھٹانا بھی اجازت لینے کی طرح ہے اس لیے تین بار دستک دینے کے بعد انتظار کرنا چاہیے۔ جواب نہ ملے تو واپس چلے جانا چاہیے۔

(۳) گھر کی حویلی بڑی اور گیٹ رہائش سے دور ہو تو قدرے زور سے دستک دینے میں کوئی حرج نہیں۔

501...... بَابُ إِذَا دَخَلَ وَلَمْ يَسْتَأْذِنْ

بغیر اجازت اندر داخل ہونا

1081 - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، وَأَفْهَمَنِي بَعْضَهُ عَنْهُ أَبُو حَفْصِ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ أَخْبَرَهُ..........

(۱۰۸۰) صحيح: أخرجه البخاری فی التاريخ الكبير: ۱/ ۲۲۸۔ والبيهقی فی شعب الايمان: ۱۵۳۰۔ والمزی فی تهذيب الكمال: ۳۵۰/۲۶۔ انظر الصحيحة: ۲۰۹۲.

(۱۰۸۱) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب: ۵۱۷۶۔ والترمذی: ۲۷۱۰۔ انظر الصحيحة: ۸۱۸.

أَنَّ كَـلَـدَةَ بْنَ حَنْبَلٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ بَـعَثَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِـي الْفَتْحِ بِلَبَنٍ وَجِدَايَةٍ وَضَغَابِيسَ - قَالَ أَبُو عَاصِمٍ: يَعْنِي الْبَقْلَ - وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ بِأَعْلَى الْوَادِي، وَلَمْ أُسَلِّمْ وَلَمْ أَسْتَأْذِنْ، فَقَالَ: ((ارْجِعْ، فَقُلِ السَّلَامُ عَـلَيْكُمْ، أَأَدْخُلُ؟)) ، وَذٰلِكَ بَعْدَمَا أَسْلَمَ صَـفْـوَانُ قَـالَ عَـمْـرٌو: وَأَخْبَرَنِي أُمَيَّةُ بْنُ صَـفْوَانَ بِهٰذَا عَنْ كَلَدَةَ، وَلَمْ يَقُلْ: سَمِعْتُهُ مِنْ كَلَدَةَ .

کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا صفوان بن امیہ نے مجھے فتح مکہ کے موقعہ پر دودھ، بھنا ہوا ہرن کا بچہ اور کچھ ترکاریاں دے کر نبی ﷺ کے پاس بھیجا۔ نبی ﷺ اس وقت وادی مکہ کے بالائی حصے میں تھے۔ میں سلام اور اجازت لیے بغیر ہی آپ کے پاس چلا گیا تو آپ نے فرمایا: ''واپس جاؤ اور کہو السلام علیکم! کیا میں اندر آجاؤں؟'' یہ صفوان کے مسلمان ہونے کے بعد کا واقعہ ہے۔
عمرو بن ابی سفیان کہتے ہیں کہ امیہ بن صفوان نے بھی مجھے واقعہ کلدہ سے بیان کیا لیکن یہ نہیں کہا کہ میں نے کلدہ سے سنا۔

فائدہ: ...... گھر میں داخل ہوتے وقت اگر اللہ کا نام نہ لیا جائے تو شیطان ساتھ داخل ہو جاتا ہے اس لیے ایسے شخص کو گھر سے نکل کر دوبارہ اجازت طلب کرنے اور سلام کہہ کر اندر آنے کا حکم ہے۔ جو شخص بغیر سلام کے اندر آئے اسے بیٹھنے نہ دیا جائے بلکہ دوبارہ سلام اور اجازت کے ساتھ اندر آکر بیٹھنے کی اجازت دی جائے۔

1082 - حَـدَّثَـنَـا إِبْـرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ............

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّمَ قَالَ: ((إِذَا أَدْخَلَ الْبَصَرَ فَلَا إِذْنَ لَهُ)) .

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی نے (گھر میں) نظر داخل کر دی تو اس کے لیے اجازت نہیں ہے۔''

502...... بَابُ إِذَا قَالَ: أَأَدْخُلُ؟ وَلَمْ يُسَلِّمْ

جب کسی نے اجازت طلب کی اور سلام نہ کہا

1083 - حَـدَّثَـنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ: سَمِعْتُ............

أَبَا هُـرَيْرَةَ يَـقُـولُ: إِذَا قَالَ: أَأَدْخُلُ؟ وَلَمْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب

(١٠٨٢) ضعيف: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب: ٥١٧٣ـ انظر الضعيفة: ٢٥٨٦.

(١٠٨٣) صحيح: انظر الحديث، رقم: ١٠٦٧.

يُسَلِّمْ، فَقُلْ: لَا، حَتَّى تَأْتِيَ بِالْمِفْتَاحِ، قُلْتُ: السَّلَامُ؟ قَالَ: نَعَمْ.

کوئی شخص کہے: کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ اور سلام نہ کہے تو اسے کہو: نہیں، جب تک چابی نہ لاؤ اندر نہیں آ سکتے۔ میں نے کہا السلام......؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

1084 – قَالَ: وَأَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ.........

حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَأَلِجُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْجَارِيَةِ: " "اخْرُجِي فَقُولِي لَهُ: قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَأَدْخُلُ؟ فَإِنَّهُ لَمْ يُحْسِنِ الِاسْتِئْذَانَ"، قَالَ: فَسَمِعْتُهَا قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيَّ الْجَارِيَةُ فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَأَدْخُلُ؟ فَقَالَ: ((وَعَلَيْكَ، ادْخُلْ))، قَالَ: فَدَخَلْتُ فَقُلْتُ: بِأَيِّ شَيْءٍ جِئْتَ؟ فَقَالَ: ((لَمْ آتِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ، أَتَيْتُكُمْ لِتَعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَتَدَعُوا عِبَادَةَ اللَّاتِ وَالْعُزَّى، وَتُصَلُّوا فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، وَتَصُومُوا فِي السَّنَةِ شَهْرًا، وَتَحُجُّوا هَذَا الْبَيْتَ، وَتَأْخُذُوا مِنْ مَالِ أَغْنِيَائِكُمْ فَتَرُدُّوهَا عَلَى فُقَرَائِكُمْ))، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ مِنَ الْعِلْمِ شَيْءٌ لَا تَعْلَمُهُ؟ قَالَ: "لَقَدْ عَلَّمَ اللّٰهُ خَيْرًا، وَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ، الْخَمْسُ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ،

بنو عامر کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو کہا: کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ نبی ﷺ نے ایک لونڈی سے فرمایا: "باہر جاؤ اور اسے کہو کہ یوں اجازت مانگے: السلام علیکم، کیا میں اندر آ جاؤں؟ اسے اچھی طرح اجازت طلب کرنا نہیں آتی۔" وہ کہتے ہیں کہ میں نے لونڈی کے باہر نکلنے سے پہلے آپ کی بات سن لی اور کہا: السلام علیکم، کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟" آپ نے فرمایا: وعلیک، آ جاؤ" میں داخل ہوا تو میں نے کہا: آپ (اللہ کی طرف سے) کیا چیز لائے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں تمہارے پاس خیر ہی خیر لایا ہوں، میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو اور لات اور عزیٰ کی عبادت چھوڑ دو، دن اور رات میں پانچ نمازیں پڑھو، سال میں ایک مہینے کے روزے رکھو، اس گھر (بیت اللہ) کا حج کرو اور اپنے مال دار لوگوں سے مال لے کر اپنے غریب لوگوں کو دو۔" وہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: کیا علم میں سے کوئی ایسی چیز بھی ہے جسے آپ نہیں جانتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی نے خیر کا علم عطا کیا ہے اور کئی علم کی باتیں ہیں جو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پانچ باتوں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم

(١٠٨٤) صحيح: أخرجه أحمد: ٢٣١٢٧۔ وابن ابی شيبة: ٩٣٦۔ وأخرجه شطره الاول أبو داؤد: ٥١٧٧۔ والنسائی فی الكبرىٰ: ١٠٠٧٥۔ انظر الصحيحة: ٨١٩.

وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ، وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ، وَمَا تَـدْرِي نَـفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا ، وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ﴾ [لقمان: 34]" .

ہے، وہی مینہ برساتا ہے، وہی جانتا ہے کہ رحم مادر میں کیا ہے، کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔"

فوائد و مسائل: ......(۱) ان روایات سے معلوم ہوا کہ پہلے سلام، پھر اجازت طلب کرنی چاہیے۔ اگر کوئی شخص اس کے برعکس کرے تو اسے احسن انداز سے تعلیم دینی چاہیے اور سلام سے پہلے اس سے گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔

(۲) دوسری روایت سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، رسول اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو علم عطا کیا آپ کو وہی علم تھا جس کا اظہار آپ نے اس حدیث میں فرمایا کہ ہر چیز کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے اور اس کے علم کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ خصوصاً پانچ چیزیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، پھر آپ نے استشہاد کے طور پر قرآن کی آیت پڑھی۔

(۳) انسان کو ہمیشہ عاجزی والا رویہ رکھنا چاہیے اور اپنی ہر خوبی کو اللہ کا فضل سمجھنا چاہیے اور اظہار کرتے وقت یہ کہنا چاہیے کہ تمام خوبیوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔

503...... بَابٌ : كَيْفَ الِاسْتِئْذَانُ؟

اجازت کس طرح لی جائے؟

1085 - حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُ الـلّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اسْتَأْذَنَ عُمَرُ عَلَى النَّبِيِّ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، أَيَدْخُلُ عُمَرُ؟

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے پاس جانے کے لیے اجازت مانگی تو یوں کہا: السلام علی رسول اللہ، السلام علیکم، کیا عمر اندر آ سکتا ہے؟

فائدہ: ...... پہلے سلام کہنا چاہیے اور بعد ازاں اپنا تعارف کروانا چاہیے کہ کیا فلاں کو اندر آنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح خلیفہ یا کسی اہم شخصیت کو خصوصی سلام اور پھر تمام لوگوں کو سلام کہنا بھی جائز ہے۔

504...... بَابٌ مَنْ قَالَ: مَنْ ذَا؟ فَقَالَ: أَنَا

جس نے کون ہے کے جواب میں کہا: میں

1086 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ ....

(١٠٨٥) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الادب: ٥٢٠١ـ والنسائى فى الكبرىٰ: ١٠١٥٣.

(١٠٨٦) صحيح: أخرجه البخارى، كتاب الأدب: ٦٢٥ـ وأبو داؤد: ٥١٨٧ـ والترمذى: ٢٧١١ـ والنسائى فى الكبرىٰ: ١٠٠٨٧ـ ومسلم: ٢١٥٥ـ وابن ماجه: ٣٧٠٩.

جَابِرًا يَقُولُ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلَى أَبِي، فَدَقَقْتُ الْبَابَ، فَقَالَ: ((مَنْ ذَا؟)) فَقُلْتُ: أَنَا، قَالَ: ((أَنَا، أَنَا؟))، كَأَنَّهُ كَرِهَهُ.

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ کے قرضے کے سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور دروازے پر دستک دی تو آپ نے فرمایا: ''کون ہے؟'' میں نے عرض کیا: میں۔ آپ نے فرمایا: میں، میں۔'' گویا کہ آپ نے یہ جواب ناپسند فرمایا۔

1087 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ..........

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَأَبُو مُوسَى يَقْرَأُ، فَقَالَ: ((مَنْ هَذَا؟)) فَقُلْتُ: أَنَا بُرَيْدَةُ، جُعِلْتُ فِدَاكَ، فَقَالَ: ((قَدْ أُعْطِيَ هَذَا مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ))

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی طرف گئے تو سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تلاوت کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھے دیکھ کر) فرمایا: ''تم کون ہو؟'' میں نے عرض کیا: میں بریدہ ہوں، میں آپ پر قربان جاؤں۔ آپ نے فرمایا: ''اس شخص (ابوموسیٰ) کو یقیناً داؤد علیہ السلام والی خوش الحانی دی گئی ہے۔''

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ جب پوچھا جائے کہ تم کون ہو؟ تو اپنا تعارف کرواتے ہوئے اپنا نام اور پتہ بتانا چاہیے۔ یہ کہنا کہ میں، میں ہوں، بے معنی سی بات ہے جسے آپ نے ناپسند فرمایا۔

دوسری حدیث میں سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے اپنا تعارف کراتے ہوئے اپنا نام بتایا۔ نیز آل داؤد سے خود سیدنا داؤد علیہ السلام مراد ہیں۔

505...... بَابُ إِذَا اسْتَأْذَنَ فَقِيلَ: ادْخُلْ بِسَلَامٍ

جب کسی نے اجازت مانگی اور اسے کہا گیا کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ

1088 - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْفَرَّاءِ ....

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُدْعَانَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، فَاسْتَأْذَنَ عَلَى أَهْلِ بَيْتٍ، فَقِيلَ: ادْخُلْ بِسَلَامٍ، فَأَبَى أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِمْ.

عبدالرحمٰن بن جدعان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ انہوں نے ایک گھر والوں سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو جواب ملا: سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ انہوں نے اندر جانے سے انکار کر دیا۔

فائدہ: ......سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر بزرگ سے یہ ممکن نہیں کہ انہوں نے سلام نہ کہا ہو اس لیے انہیں یہ کہنا کہ سلام کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ، مذاق تھا۔ اس لیے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما واپس چلے گئے۔ اس تاویل کی تائید

(١٠٨٧) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب صلاة المسافرين: ٧٩٣.

(١٠٨٨) صحيح: أخرجه عبدالرزاق: ١٩٤٣٠ـ وابن أبي شيبة: ٢٥٨٣٢.

مصنف ابن ابی شیبہ کے اثر سے بھی ہوتی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو جب اس طرح کہا جاتا کہ سلام کے ساتھ داخل ہو جا تو وہ واپس چلے جاتے اور فرماتے کہ مجھے معلوم نہیں کہ سلام کہنا ہے کہ نہیں۔ (المصنف لابن ابی شیبہ: ۸/ ۶۴۷)

506...... بَابُ النَّظَرِ فِي الدُّورِ

گھروں میں جھانکنا

1089 - حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ............

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا دَخَلَ الْبَصَرُ فَلَا إِذْنَ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی نے اندر جھانک لیا تو اب اس کے لیے کوئی اجازت نہیں۔''

1090 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ............

عَنْ مُسْلِمِ بْنِ نَذِيرٍ قَالَ: اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى حُذَيْفَةَ فَاطَّلَعَ وَقَالَ: أَدْخُلُ؟ قَالَ حُذَيْفَةُ: أَمَّا عَيْنُكَ فَقَدْ دَخَلَتْ، وَأَمَّا اسْتُكَ فَلَمْ تَدْخُلْ.

مسلم بن نذیر رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک آدمی نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی تو جھانک کر کہا: کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے؟ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیری آنکھ تو داخل ہو چکی، بس دھڑ باقی ہے (تو اس کے لیے کاہے کی اجازت؟)

1090 - وَقَالَ رَجُلٌ: أَسْتَأْذِنُ عَلَى أُمِّي؟ قَالَ: إِنْ لَمْ تَسْتَأْذِنْ رَأَيْتَ مَا يَسُوؤُكَ.

اور ایک آدمی نے کہا: کیا میں اپنی ماں کے پاس بھی جانے کے لیے اجازت طلب کروں؟ انہوں نے فرمایا: اگر تم اجازت نہیں لو گے تو وہ کچھ دیکھو گے جس کا دیکھنا تمہیں ناپسند ہے۔

1091 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى، أَنَّ إِسْحَاقَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُ............

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى بَيْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلْقَمَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آیا تو اس نے دروازے کے سوراخ سے

(١٠٨٩) ضعيف: انظر الحديث رقم: ١٠٨٢.

(١٠٩٠) صحيح۔ حسن: أخرجه ابن أبي شيبة: ٢٦٢٣٧۔ والخرائطي في اعتلال القلوب: ٢٨١۔ وأخرجه عبدالرزاق: ١٩٤٢١۔ والبيهقي في الكبرىٰ: ٧/ ٩٧.

(١٠٩١) صحيح: أخرجه النسائي، كتاب القسامة: ٤٨٦٢۔ وهو في الكبرىٰ: ح: ٧٠٦٣.

عَيْنَـهُ خَـصَـاصَةَ الْبَـابِ ، فَأَخَذَ سَهْمًا أَوْ عُـودًا مُـحَـدَّدًا ، فَتَوَخَّى الْأَعْرَابِيَّ ، لِيَفْقَأَ عَيْنَ الْأَعْرَابِيِّ ، فَذَهَبَ ، فَقَالَ: ((أَمَا إِنَّكَ لَوْ ثَبَتَّ لَفَقَأْتُ عَيْنَكَ)) .

اندر جھانکا۔ رسول اکرم ﷺ نے تیر یا برچھی پکڑی تا کہ اس اعرابی کی آنکھ پھوڑ دیں تو وہ پیچھے ہٹ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم کھڑے رہتے تو یقیناً میں تمہاری آنکھ پھوڑ دیتا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ان تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ اجازت کا حکم اس لیے ہے کہ گھر میں مستورات کے علاوہ بسا اوقات انسان اس حالت میں ہوتا ہے کہ دوسروں کے سامنے اس ہیت میں نہیں آنا چاہتا یا گھر کی چیزیں بکھری ہوتی ہیں اور آدمی چاہتا ہے کہ اس صورت حال کا کوئی دوسرا شخص مشاہدہ نہ کرے۔ اگر نظر ڈال کر جھانک لیا تو پھر اجازت کا مقصد ہی فوت ہوگیا۔ اب کس چیز کی اجازت مانگی جارہی ہے۔

(۲) ایسے شخص کو اندر آنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے تا کہ اسے عبرت ہو۔

1092 - حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُ الـلّٰـهِ بْـنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ التُّجِيبِيِّ قَالَ.............

قَـالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَنْ مَلَأَ عَيْنَيْهِ مِنْ قَاعَةِ بَيْتٍ ، قَبْلَ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ ، فَقَدْ فَسَقَ .

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جس نے اجازت ملنے سے پہلے آنکھ بھر کر (قصداً) گھر میں دیکھ لیا تو اس نے گناہ کا ارتکاب کیا۔

فائدہ: ......اس اثر کی سند ضعیف ہے۔ اس میں عمار بن سعد راوی ہے جس کی عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں۔

1093 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ شُرَيْحٍ ، أَنَّ أَبَا حَيٍّ الْمُؤَذِّنَ حَدَّثَهُ..........

أَنَّ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّـمَ حَـدَّثَـهُ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ مُسْلِمٍ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى جَوْفِ بَيْتٍ حَتَّى يَسْتَأْذِنَ ، فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ دَخَـلَ وَلَا يَـؤُمُّ قَـوْمًـا فَيَخُصُّ نَفْسَهُ بِدَعْوَةٍ دُونَهُمْ حَتَّى يَنْصَرِفَ وَلَا يُصَلِّي وَهُوَ حَاقِنٌ

رسول اکرم ﷺ کے آزادہ کردہ غلام سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان آدمی کے لیے حلال نہیں کہ وہ اجازت لینے سے پہلے کسی گھر میں جھانکے، اگر اس نے ایسا کیا تو وہ بغیر اجازت کے اندر داخل ہوگیا۔ اور جب کوئی شخص امامت کروائے تو نماز سے فارغ ہونے سے پہلے اپنے لیے خصوصی دعا نہ کرے (بلکہ ہر دعا میں مقتدیوں کو بھی

(۱۰۹۲) ضعيف الإسناد موقوفا: أخرجه البيهقي في شعب الايمان: ۸۸۲۸.

(۱۰۹۳) صحيح دون جملة الإمامة: أخرجه أبو داؤد، كتاب الطهارة: ۹۰۔ والترمذي، الصلاة: ۳۵۷.

حَتَّى يَتَخَفَّفَ)) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: أَصَحُّ مَا يُرْوَى فِي هَذَا الْبَابِ هَذَا الْحَدِيثُ.

شامل کرے) نیز کوئی شخص اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ وہ پیشاب پاخانہ روکے ہوئے ہو یہاں تک کہ (اس سے) ہلکا ہو جائے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) شیخ البانی رحمہ اللہ نے امامت والے جملے کو ضعیف قرار دیا ہے اور کہا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہما اللہ نے اس جملے کو موضوع قرار دیا ہے کیونکہ یہ بہت سی صحیح احادیث کے مخالف ہیں، جیسے اللّٰھم باعد بینی...... وغیرہ دعائیں ہیں۔

(۲) کسی کے گھر نظر ڈالنا حرام ہے۔ عصر حاضر میں عالی شان مکانات بنانے کی دوڑ ہے۔ ہر شخص دوسرے سے بڑھ کر مکان بنانے کی تگ و دو میں ہے اور یہ بھی نہیں دیکھا جاتا کہ میرے طرز مکان سے ہمسائے کا پردہ متاثر ہوگا۔ اس طرح کرنے والا گویا کہ چوبیس گھنٹے کسی کے گھر جھانکنے والا ہے۔

(۳) قضائے حاجت کی ضرورت ہو تو اسے نماز سے مقدم کرنا چاہیے تاکہ نماز اطمینان سے پڑھی جاسکے۔ پیٹ میں اگر معمولی ہوا وغیرہ ہے جس سے توجہ نہیں ہٹتی تو کوئی حرج نہیں کیونکہ ایک حدیث میں صراحت ہے (یدافعه الأخبثان) کہ پیشاب پاخانہ اسے دھکیل رہے ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

507...... بَابُ فَضْلِ مَنْ دَخَلَ بَيْتَهُ بِسَلَامٍ

اپنے گھر میں سلام کہہ کر داخل ہونے کی فضیلت

1094 - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاتِكَةِ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ حَبِيبٍ الْمُحَارِبِيُّ............

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ، إِنْ عَاشَ كُفِيَ، وَإِنْ مَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ: مَنْ دَخَلَ بَيْتَهُ بِسَلَامٍ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَمَنْ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ"

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں جن کی ضمانت اور ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لی ہے کہ اگر وہ زندہ رہے تو اللہ کی طرف سے ان کی حاجات کی کفایت ہوگی (اور ہر شر سے بھی اللہ کافی ہوگا) اور اگر فوت ہو گئے تو جنت میں داخل ہوں گے۔ جو گھر میں سلام کہہ کر داخل ہوا تو اللہ عزوجل نے اس کا ذمہ لے لیا اور جو مسجد کی طرف گیا تو اس کی ضمانت بھی اللہ پر ہے، نیز جو شخص اللہ کے راستے میں نکلے اس کا ضامن بھی اللہ تعالیٰ ہے۔''

(١٠٩٤) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الجهاد، باب فضل الغزو في البحر: ٢٤٩٤ـ وصححه الحاكم: ٢/ ٧٣، ٧٤ـ ووافقه الذهبي.

فوائد و مسائل: ......(۱) ضمانت کا مطلب یہ ہے کہ اسے ایمانی، جسمانی ہر قسم کی سلامتی عطا ہوگی اور کسی بھی حادثے سے محفوظ رہے گا۔ ہر قسم کے شر سے بچا رہے گا اور اگر اس حالت میں اسے موت آ گئی تو اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا اور وہ جنت میں جائے گا۔ سبحان اللہ کتنا آسان کام اور کتنا بڑا اجر! اے اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرما۔

(۲) دوسرے لوگوں کی طرح اہل وعیال کو بھی سلام کہنا چاہیے، خصوصاً گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کے نام ''السلام'' کا ذکر نہایت خیر و برکت کا باعث ہے اور اس کا طریقہ السلام علیکم کہنا ہے۔

1095 - حَـدَّثَـنَـا مُـحَـمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ............

أَنَّـهُ سَـمِـعَ جَـابِـرًا يَقُولُ: إِذَا دَخَلْتَ عَلَى أَهْـلِكَ فَسَـلِّـمْ عَـلَيْهِـمْ تَحِيَّةً مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبَـارَكَةً طَيِّبَةً قَالَ: مَا رَأَيْتُهُ إِلَّا يُوجِبُهُ قَوْلُهُ: ﴿وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾ [النساء: 86].

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو انہیں سلام کہو۔ یہ اللہ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔ پھر فرمایا: میری رائے میں ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾ ''جب تمہیں سلام کہا جائے تو اس سے احسن انداز میں یا اسی طرح ہی جواب دو۔'' کے مطابق سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

فائدہ: ......اہل خانہ کو سلام کہنا باعث فضیلت امر ہے اور ان کا حق ہے جسے پورا کرنا ضروری ہے اور سلام کا جواب دینا جس طرح دوسرے لوگوں پر واجب ہے اسی طرح اہل خانہ پر بھی ضروری ہے کہ وہ سلام کا جواب دیں۔

508...... بَابُ إِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُولِهِ الْبَيْتَ يَبِيتُ فِيهِ الشَّيْطَانُ

جب کوئی گھر داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو اس گھر میں شیطان رات گزارتا ہے

1096 - حَدَّثَنَا خَلِيفَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ............

عَـنْ جَابِرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّـمَ يَـقُـولُ: "إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَـهُ، فَـذَكَـرَ الـلّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَ دُخُولِهِ، وَعِنْدَ طَـعَامِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ: لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جب کوئی شخص گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان (اپنے چیلوں کو) کہتا ہے: یہاں تمہارے لیے رات گزارنے کی جگہ ہے نہ

(۱۰۹۵) صحیح: أخرجه ابن أبي حاتم في التفسير: ١٤٨٩٥۔ والطبري في تفسيره: ١٩/ ٢٢٥.

(۱۰۹٦) صحیح: أخرجه مسلم، كتاب الأشربة: ٢٠١٨۔ وأبو داؤد: ٣٧٦٥۔ والنسائي في الكبرىٰ: ٦٧٢٤۔ وابن ماجه: ٣٨٨٧.

عَشَـاءَ، وَإِذَا دَخَـلَ فَـلَـمْ يَـذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُـولِـهِ قَـالَ الشَّـيْـطَانُ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ، وَإِنْ لَـمْ يَـذْكُـرِ الـلّٰـهَ عِنْدَ طَعَـامِـهِ قَـالَ الشَّيْطَانُ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ".

کھانا۔ اور جب گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رات گزارنے کی جگہ مل گئی اور اگر کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں رات گزارنے کی جگہ اور کھانا دونوں مل گئے۔"

فائدہ: ......گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اہتمام سے اللہ تعالیٰ کا نام لینا چاہیے تا کہ شیطان کے شر سے محفوظ رہا جائے۔ اکثر و بیشتر لوگ ان اوقات پر دعا پڑھنا بھول جاتے ہیں۔

509...... بَابُ مَا لَا يُسْتَأْذَنُ فِيهِ

جہاں داخل ہونے کی اجازت لینا ضروری نہیں

1097 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ............

حَدَّثَنَا أَعْيَنُ الْخُوَارِزْمِيُّ قَالَ: أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، وَهُوَ قَاعِدٌ فِي دِهْلِيزِهِ وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ صَاحِبِي وَقَالَ: أَدْخُلُ؟ فَقَالَ أَنَسٌ: ادْخُلْ، هَذَا مَكَانٌ لَا يَسْتَأْذِنُ فِيهِ أَحَدٌ، فَقَرَّبَ إِلَيْنَا طَعَامًا، فَأَكَلْنَا، فَجَاءَ بِعُسٍّ نَبِيذٍ حُلْوٍ فَشَرِبَ، وَسَقَانَا.

اعین خوارزمی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ گھر کی چوکھٹ پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ میرے ساتھی نے انہیں سلام کہا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: داخل ہو جاؤ، یہ ایسی جگہ ہے جہاں داخل ہونے کی کوئی اجازت نہیں لیتا۔ پھر انہوں نے ہمیں کھانا پیش کیا، پھر شیریں نبیذ کا ایک بڑا پیالہ لائے اور خود نوش کیا اور ہمیں بھی پلائی۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

510...... بَابُ الِاسْتِئْذَانِ فِي حَوَانِيتِ السُّوقِ

بازار کی دکانوں میں اجازت طلب کرنے کا بیان

1098 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ............

عَـنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَسْتَأْذِنُ عَلَى بُيُوتِ السُّوقِ.

سیدنا مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بازار کی دکانوں میں جانے کی اجازت نہیں مانگتے تھے۔

1099 - حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ............

(١٠٩٧) ضعيف: أخرجه الطبراني في الكبير: ١/ ٢٤٦. (١٠٩٨) صحيح.

(١٠٩٩) صحيح: أخرجه البيهقي في الشعب: ٨٤٦٤.

عَـنْ عَـطَاءٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَسْتَأْذِنُ فِي ظُلَّةِ الْبَزَّازِ .

سیدنا عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کپڑا فروشوں کے سائبان میں جانے کی اجازت طلب کرتے تھے۔

فائدہ: ......اگر دکان کھلی ہو اور کوئی چیز خریدنا مقصود ہو تو بغیر اجازت طلب کیے اندر داخل ہونا جائز ہے، اگر محض کھڑا ہونا مقصود ہو تو پھر اجازت طلب کرنا ضروری ہے تاکہ ان کے گاہک متاثر نہ ہوں۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ جن کا کیش وغیرہ سامنے ہو ان سے اجازت طلب کرنا ضروری ہے تاکہ ان کے کیش کا راز فاش نہ ہو۔

511...... بَابٌ: كَيْفَ يَسْتَأْذِنُ عَلَى الْفُرْسِ؟

اہل فارس (ذمیوں) سے اجازت لینے کا طریقہ

1100 - حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُ الـرَّحْـمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْعَلَاءِ الْخُزَاعِيُّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الْمَلِكِ............

مَـوْلَى أُمِّ مِسْكِينٍ بِنْتِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: أَرْسَلَتْنِي مَوْلَاتِي إِلَى أَبِي هُـرَيْرَةَ، فَـجَـاءَ مَـعِـي، فَلَمَّا قَامَ بِالْبَابِ فَقَالَ: أَنْدَرَاييمْ؟ قَالَتْ: أَنْدَرُونْ، فَقَالَتْ: يَا أَبَا هُـرَيْرَةَ إِنَّـهُ يَـأْتِيـنِـي الزَّوْرُ بَعْدَ الْعَتَمَةِ فَأَتَحَدَّثُ؟ قَالَ: تَحَدَّثِي مَا لَمْ تُوتِرِي، فَإِذَا أَوْتَرْتِ فَلَا حَدِيثَ بَعْدَ الْوِتْرِ .

ام مسکین کے آزاد کردہ غلام ابوعبدالملک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مجھے میری مالکہ نے بھیجا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر لاؤں، چنانچہ وہ میرے ساتھ آئے اور دروازے پر کھڑے ہو کر پوچھا: کیا میں اندر آجاؤں؟ انہوں نے کہا: آپ اندر آسکتے ہیں۔ پھر اس نے مسئلہ پوچھا: اے ابوہریرہ میرے پاس عشاء کے بعد مہمان آجاتے ہیں تو کیا میں ان سے باتیں کرسکتی ہوں؟ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس وقت تک باتیں کرتی رہو جب تک وتر نہ پڑھ لو، جب وتر پڑھ لو تو پھر وتروں کے بعد گفتگو نہ کرو۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے اس کے ابوعبدالملک راوی مجہول ہے اس لیے اس سے مسائل کا استنباط درست نہیں۔

512...... بَابٌ إِذَا كَتَبَ الذِّمِّيُّ فَسَلَّمَ، يُرَدُّ عَلَيْهِ

جب ذمی خط میں سلام لکھے تو اس کا جواب دیا جائے

1101 - حَـدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادٌ يَعْنِي ابْنَ عَبَّادٍ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ............

(١١٠٠) ضعيف الإسناد موقوفا: أخرجه الخطيب البغدادى فى الجامع من طريق المصنف به: ١/ ١٦٦.

(١١٠١) صحيح: أخرجه مسدد فى مسنده كما فى المطالب العاليه: ٢٦٥٣- واتحاف الخيرة المهرة: ٥٢٩٢- انظر الصحيحة: ٧٠٤.

عَـنْ أَبِـي عُثْـمَـانَ الـنَّهْدِيِّ قَالَ: كَتَبَ أَبُو مُـوسَى إِلَى دهقان (أو رُهْبَان) يُسَلِّمُ عَلَيْهِ فِي كِتَابِهِ، فَقِيلَ لَهُ: أَتُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ كَافِرٌ؟ قَـالَ: إِنَّـهُ كَتَـبَ إِلَيَّ فَسَلَّمَ عَلَيَّ، فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ.

ابو عثمان نہدی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک غیر مسلم چوہدری (یا راہب) کو خط لکھا تو اسے سلام بھی لکھا۔ ان سے کہا گیا: آپ اس کو سلام کرتے ہیں حالانکہ وہ کافر ہے؟ انہوں نے فرمایا: اس نے مجھے اپنے خط میں سلام لکھا تھا؟ میں نے اس کا جواب دیا۔

فائدہ: ......جس طرح کافر کو زبان سے سلام میں پہل کرنا جائز نہیں اسی طرح خط میں بھی سلام میں پہل کرنا جائز نہیں، البتہ جواباً سلام کہنے کی طرح لکھنا بھی جائز ہے۔

513...... بَابٌ: لَا يُبْدَأُ أَهْلُ الذِّمَّةِ بِالسَّلَامِ

ذمیوں کو سلام میں پہل نہ کی جائے

1102 - حَـدَّثَـنَـا أَحْـمَـدُ بْـنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثَدٍ............

عَـنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنِّي رَاكِبٌ غَدًا إِلَى يَهُودَ، فَلَا تَبْدَأُوهُمْ بِالسَّلَامِ، فَإِذَا سَلَّمُوا عَلَيْكُمْ فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ".

حَـدَّثَـنَـا ابْـنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ وَاضِـحٍ، عَـنِ ابْـنِ إِسْـحَاقَ، مِثْلَهُ وَزَادَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں کل صبح یہودیوں کی طرف جا رہا ہوں، لہٰذا انہیں سلام میں پہل نہ کرنا اور اگر وہ تمہیں سلام کہیں تو جواب میں وعلیکم کہنا۔

ایک دوسرے طریق سے ابو بصرہ غفاری سے اسی طرح مروی ہے مگر اس میں ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

1103 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ............

عَـنْ أَبِـي هُـرَيْـرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّـمَ قَـالَ: ((أَهْـلُ الْـكِتَـابِ لَا تَبْدَأُوهُمْ بِالسَّلَامِ، وَاضْطَرُّوهُمْ إِلَى أَضْيَقِ الطَّرِيقِ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اہل کتاب کو سلام میں (کسی صورت بھی) پہل نہ کرو اور انہیں تنگ راستے کی طرف مجبور کردو۔''

(١١٠٢) صحيح: أخرجه ابن أبي شيبة: ٢٥٧٦٤ـ وأحمد: ٢٧٢٣٥ـ والنسائي في الكبرىٰ: ١٠١٤٨ـ وابن ماجه: ٣٦٩٩ـ من حديث أبي عبدالرحمن الجهني.

(١١٠٣) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب السلام: ٢١٦٧ـ وأبو داؤد: ٥٢٠٥ـ والترمذي: ١٦٠٢.

فائدہ: ......کافر مسلمان ملک میں رہتا ہو یا کسی کافر ملک میں، اسے سلام میں پہل کرنا ناجائز ہے کیونکہ وہ لائق تکریم ورحمت نہیں۔ اسی طرح اگر کافر راستے میں ملے تو اسے راستہ دینا کہ وہ آسانی سے گزر جائے درست نہیں بلکہ خود ''چوڑے'' ہو کر چلنا چاہیے تاکہ وہ تنگ راستے کی طرف مجبور ہو جائے۔

514...... بَابُ مَنْ سَلَّمَ عَلَى الذِّمِّيِّ إِشَارَةً

ذمی کو اشارے سے سلام کرنا

1104 - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ............

عَـنْ عَـلْـقَمَةَ قَالَ: إِنَّمَا سَلَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ عَلَى الدَّهَاقِينَ إِشَارَةً.

علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ذمی چوہدریوں کو اشارے سے سلام کیا۔

1105 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ............

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَرَّ يَهُودِيٌّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكُمْ، فَرَدَّ أَصْـحَـابُـهُ السَّلَامَ، فَقَالَ: " قَـالَ: السَّامُ عَلَيْكُمْ "، فَـأُخِذَ الْيَهُودِيُّ فَاعْتَرَفَ، قَالَ: ((رُدُّوا عَلَيْهِ مَا قَالَ)).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو اس نے کہا: السام علیکم (تمہیں موت آئے) صحابۂ کرام نے سلام کا جواب دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس نے تو السام علیکم کہا ہے۔'' یہودی کو پکڑا گیا تو اس نے اعتراف کرلیا۔ آپ نے فرمایا: ''تم بھی اس کے جواب میں ایسے ہی کہو۔''

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ سلام میں پہل کرنا ناجائز ہے، تاہم اشارے سے یہ کہنا کہ کیا حال ہے وغیرہ جائز ہے۔ دوسری روایت سے معلوم ہوا کہ کافروں کے سلام کا جواب بھی سوچ سمجھ کر دینا چاہیے کہ جو وہ کہیں وہی انہیں لوٹا دینا چاہیے۔

515...... بَابُ: كَيْفَ الرَّدُّ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ؟

ذمیوں کو سلام کا جواب کیسے دیا جائے؟

1106 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ............

(١١٠٤) صحيح: أخرجه ابن أبي شيبة: ٢٥٨٦٦ـ انظر الصحيحة: ٧٠٤.

(١١٠٥) صحيح: أخرجه الترمذي، كتاب تفسير القرآن: ٣٣٠١ـ ومسلم: ٢١٦٣ـ وأبو داؤد: ٥٢٠٧ـ والنسائي في الكبرىٰ: ١٠١٤٧ـ وابن ماجه: ٣٦٩٧ـ مختصرًا.

(١١٠٦) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الاستئذان: ٦٢٥٧ـ ومسلم: ٢١٦٤ـ وأبو داؤد: ٥٢٠٦ـ والترمذي: ١٦٠٣ـ والنسائي في الكبرىٰ: ١٠١٣٨.

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الْيَهُودَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَحَدُهُمْ، فَإِنَّمَا يَقُولُ: السَّامُ عَلَيْكَ، فَقُولُوا: وَعَلَيْكَ".

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب یہودیوں میں سے کوئی تمہیں سلام کہتا ہے تو وہ کہتا ہے: السام علیک (تمہیں موت آئے) تم بھی جواب میں وعلیک (تجھے موت پڑے) کہا کرو۔''

1107 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي ثَوْرٍ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ..........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رُدُّوا السَّلَامَ عَلَى مَنْ كَانَ يَهُودِيًّا، أَوْ نَصْرَانِيًّا، أَوْ مَجُوسِيًّا، ذَلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ يَقُولُ: ﴿وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾ [النساء: 86].

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: یہودی، عیسائی اور مجوسی ہر ایک کو سلام کا جواب دو کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: جب تمہیں تحفہ سلام پیش کیا جائے تو اس کا اچھے اور بہتر طریقے سے جواب دو یا اتنا ہی لوٹا دو۔''

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ یہود ونصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہیں کرنی چاہیے۔ اسی طرح ہر کافر کو وہ مشرک ہو یا اہل کتاب سلام کا جواب دینا چاہیے تاہم وعلیک پر اکتفا کرنا چاہیے۔

516...... بَابُ التَّسْلِيمِ عَلَى مَجْلِسٍ فِيهِ الْمُسْلِمُ وَالْمُشْرِكُ

مسلمانوں اور مشرکوں کی ملی جلی مجلس کو سلام کہنا

1108 - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ..........

أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَيْهِ إِكَافٌ عَلَى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٍ، وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَرَاءَهُ، يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ - وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ - فَإِذَا فِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ وَعَبَدَةِ الْأَوْثَانِ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ.

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے جس کے کجاوے پر فدک کی بنی ہوئی چادر تھی، آپ نے اسامہ بن زید کو پیچھے بٹھایا۔ آپ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، یہاں تک کہ آپ ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں عبداللہ بن ابی ابن سلول بھی تھا، یہ اس اللہ کے دشمن کے اظہار اسلام سے پہلے کا واقعہ ہے، مجلس میں مسلمان، مشرک اور بت پرست ملے جلے تھے۔ آپ نے انہیں سلام کہا۔

(١١٠٧) حسن: أخرجه ابن أبي شيبة: ٢٥٧٦٥۔ وابن أبي الدنيا في الصمت: ٣٠٧۔ وابن أبي حاتم في تفسيره: ٥٧٢٩۔ وأبو يعلى: ١٥٢٧۔ انظر الصحيحة: ٢/ ٣٢٩.

(١١٠٨) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦٢٠٧۔ ومسلم: ١٧٩٨۔ والنسائي في الكبرىٰ: ٧٤٦٠.

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ جہاں کافر اور مسلمان ملے جلے ہوں وہاں سلام میں پہل کرنا جائز ہے۔

(۲) گدھے پر سواری کرنا کوئی عیب نہیں، نیز اگر جانور متحمل ہو تو اس پر ایک سے زائد آدمی سوار ہو سکتے ہیں۔

(۳) سفر کر کے یا سوار ہو کر کسی کی عیادت کے لیے جانا جائز ہے۔

517...... بَابُ: كَيْفَ يُكْتَبُ إِلَى أَهْلِ الْكِتَابِ؟

اہل کتاب کی طرف خط کس طرح لکھا جائے

1109 – حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ............

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ: أَرْسَلَ إِلَيْهِ هِرَقْلُ مَلِكُ الرُّومِ، ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي أُرْسِلَ بِهِ مَعَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى، فَدَفَعَهُ إِلَى هِرَقْلَ فَقَرَأَهُ، فَإِذَا فِيهِ: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ، سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى، أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ، يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيسِيِّينَ وَ ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ [آل عمران: 64] إِلَى قَوْلِهِ: ﴿اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ [آل عمران: 64]".

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ روم کے بادشاہ ہرقل نے سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا، پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خط منگوایا جو اس کی طرف بھیجا گیا تھا۔ یہ خط آپ نے سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو بصری کے حاکم کو دینے کا حکم دیا تو اس نے اسے ہرقل کو پہنچایا اس نے اسے پڑھا، اس میں تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... اللہ کے بندے اور رسول محمد کی طرف سے روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف، سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ بلاشبہ میں تم کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ اسلام قبول کرلو، سلامت رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا دوہرا اجر عطا فرمائے گا اور اگر تم نے انکار کیا تو رعایا کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔ اور اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے......تم اس کے گواہ رہو گے کہ ہم مسلمان ہیں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بادشاہوں کو خطوط لکھے تو روم کے بادشاہ ہرقل کو بھی

(۱۱۰۹) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب بدء الوحي: ۷۔ ومسلم: ۱۷۷۳.

خط لکھا۔ اس نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اور تجارت کی غرض سے شام گئے ہوئے تھے۔

(۲) اس میں خط لکھنے کا ادب بھی ذکر ہوا ہے کہ پہلے بسم اللہ لکھی جائے اور خط لکھنے والا اپنا نام اور عہدہ لکھے اور اس کے بعد جس کی طرف خط لکھا جا رہا ہے اس کا نام لکھا جائے نیز خط اگر کافر کے نام ہو تو سلام میں یہ انداز اختیار کیا جائے کہ سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

(۳) مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کافر سے محبت کے خطوط لکھے بلکہ مبنی بر دعوت خطوط ہونے چاہئیں۔

518...... بَابُ إِذَا قَالَ أَهْلُ الْكِتَابِ: السَّامُ عَلَيْكُمْ

جب کافر السام علیکم کہے تو؟

1110 – حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ............

أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: سَلَّمَ نَاسٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكُمْ، قَالَ: ((وَعَلَيْكُمْ))، فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَغَضِبَتْ: أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ: ((بَلَى قَدْ سَمِعْتُ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِمْ، نُجَابُ عَلَيْهِمْ، وَلَا يُجَابُونَ فِينَا)).

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ یہودیوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو کہا: السام علیکم۔ آپ نے فرمایا: ''وعلیکم'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہت غصہ آیا تو انہوں نے کہا: (اللہ کے رسول!) آپ نے سنا نہیں جو انہوں نے کہا؟ آپ نے فرمایا: ''کیوں نہیں میں نے سنا ہے اور وہ الفاظ انہی پر لوٹا دیے ہیں۔ ہماری دعا ان کے خلاف قبول ہوتی ہے اور ان کی ہمارے خلاف کی گئی دعا قبول نہیں ہوتی۔

فائدہ: ......کافر السام علیکم کہیں یا السلام علیکم، ان کے جواب میں وعلیکم پر اکتفا کرنا چاہیے۔ مزید تفصیل میں جانے کی اور الجھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر کسی علاقے میں پہل کرنے کی ضرورت ہو تو سلام کے بجائے اشارے اور دیگر کلمات پر اکتفا کرنا چاہیے۔

519...... بَابُ يُضْطَرُّ أَهْلُ الْكِتَابِ فِي الطَّرِيقِ إِلَى أَضْيَقِهَا

اہل کتاب کو بہت تنگ راستے کی طرف مجبور کیا جائے

1111 – حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱۱۱۰) صحیح: أخرجه مسلم، کتاب السلام: ۲۱۶۶.

(۱۱۱۱) شاذ بهذا السیاق فی الشطر الأول۔ أخرجه أحمد: ۷۵۶۷۔ وعبدالرزاق: ۹۸۳۷۔ والطبرانی فی الاوسط: ۶۳۵۸۔ والبیهقی فی الشعب: ۹۳۸۱۔ انظر الصحیحة: ۷۰۴.

لَـقِيتُمُ الْمُشْرِكِينَ فِي الطَّرِيقِ، فَلَا تَبْدَأُوهُمْ بِالسَّلَامِ، وَاضْطَرُّوهُمْ إِلَى أَضْيَقِهَا)). ''جب تم مشرکوں سے راستے میں ملو تو انہیں سلام میں پہل نہ کرو اور انہیں تنگ تر راستے کی طرف مجبور کر دو۔''

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ ان کی تکریم کی خاطر راستہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں بلکہ انہیں ان کے کافر ہونے کا احساس دلانا ضروری ہے۔ نیز یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ شاذ ہے اور محفوظ وہ الفاظ ہیں جو رقم ۱۱۰۳ میں گزرے ہیں۔

520...... بَابُ: كَيْفَ يَدْعُو لِلذِّمِّيِّ؟

ذمی کے لیے کس طرح دعا کرے

1112 – حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَاصِمُ بْنُ حَكِيمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَـنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ مَرَّ بِرَجُلٍ هَيْـئَتُـهُ هَيْـئَةُ مُسْـلِـمٍ، فَسَـلَّمَ، فَرَدَّ عَلَيْهِ: وَعَـلَيْكَ وَرَحْـمَةُ الـلّٰـهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ: إِنَّهُ نَصْرَانِيٌّ، فَقَامَ عُقْبَةُ فَتَبِعَهُ حَتَّى أَدْرَكَـهُ فَـقَالَ: إِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ وَبَرَكَاتِهِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ، لَكِنْ أَطَالَ اللّٰهُ حَيَاتَكَ، وَأَكْثَرَ مَالَكَ وَوَلَدَكَ.

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جس کی شکل وصورت مسلمانوں والی تھی۔ اس نے سلام کہا تو سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: وعلیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ان کے غلام نے اسے کہا: وہ شخص تو عیسائی ہے۔ سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ اٹھ کر اس آدمی کے پیچھے گئے اور ڈھونڈ کر فرمایا: اللہ کی رحمت اور اس کی برکت تو اہل ایمان پر ہے لیکن اللہ تعالیٰ تیری عمر دراز کرے اور تجھے مال اور اولاد زیادہ دے۔

1113 – حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ضِرَارِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ..........

عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ قَـالَ: لَوْ قَالَ لِي فِرْعَوْنُ: بَـارَكَ الـلّٰهُ فِيكَ، قُلْتُ: وَفِيكَ، وَفِرْعَوْنُ قَدْ مَاتَ.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: اگر فرعون مجھے کہے کہ اللہ تجھے برکت دے تو میں اسے بھی کہوں گا: اور تجھے بھی حالانکہ فرعون مر چکا ہے۔

1114 – وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ دَيْلَمٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ..........

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: كَانَ الْيَهُودُ يَتَعَاطَسُونَ

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: یہودی

(۱۱۱۲) حسن: أخرجه البيهقي في الكبرىٰ: ۹/ ۲۰۳۔ وابن عساكر في تاريخه: ۶۷/ ۱۰۲۔ والمزي في تهذيب الكمال: ۳۴/ ۱۳۳.

(۱۱۱۳) صحيح: أخرجه ابن أبي الدنيا في الصمت: ۳۰۹۔ والطبراني في الكبير: ۱۰/ ۲۶۲۔ وأبو نعيم في الحلية: ۱/ ۳۲۲۔ الصحيحة: ۲/ ۳۲۹.

(۱۱۱۴) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب: ۵۰۳۸۔ والترمذي: ۲۷۳۹۔ والنسائي في الكبرىٰ: ۹۹۹۰.

عِـنْـدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَاءَ أَنْ يَـقُـولَ لَهُـمْ: يَـرْحَمُكُمُ اللّٰهُ، فَكَانَ يَقُولُ: ((يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ)).

نبی ﷺ کے سامنے چھینک مارتے، اس امید سے کہ آپ انہیں یرحمکم اللّٰہ کہیں لیکن آپ فرماتے: اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے معاملات کی اصلاح کرے۔

فائدہ: ......ان روایات سے معلوم ہوا کہ کافر اگر واضح الفاظ میں سلام کہیں یا کوئی دعا دیں تو اس کا جواب دیا جاسکتا ہے۔ تاہم عمومی حالت میں وعلیکم پر اکتفا کرنا ہی زیادہ بہتر ہے۔ اسی طرح کسی کافر کو مرحوم کہنا بھی درست نہیں۔

521...... بَابُ إِذَا سَلَّمَ عَلَى النَّصْرَانِيِّ وَلَمْ يَعْرِفْهُ

اگر عیسائی کو لاعلمی میں سلام کہہ لیا تو؟

1115 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْفَرَّاءِ............

عَـنْ عَبْـدِ الـرَّحْـمَـنِ قَـالَ: مَـرَّ ابْنُ عُمَرَ بِـنَـصْرَانِيٍّ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ، فَأُخْبِرَ أَنَّهُ نَصْرَانِيٌّ، فَلَمَّا عَلِمَ رَجَعَ إِلَيْهِ فَقَالَ: رُدَّ عَلَيَّ سَلَامِي.

عبدالرحمٰن بن محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک عیسائی کے پاس سے گزرے تو اسے سلام کہا اور اس نے جواب بھی دیا۔ بعد ازاں انہیں بتایا گیا کہ وہ تو عیسائی ہے۔ جب انہیں یہ علم ہوا تو اس کے پاس گئے اور فرمایا: میرا اسلام مجھے واپس کرو۔

فائدہ: ......سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مقصد اس بات کا اظہار تھا کہ کافر ابتداءً سلام کا مستحق نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ صرف مسلمان کا حق ہے کیونکہ کافر و مشرک سلامتی اور خیر و برکت کے مستحق نہیں ہوسکتے۔

522...... بَابُ إِذَا قَالَ: فُلَانٌ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ

جب کسی نے کہا کہ فلاں شخص تجھے سلام کہتا ہے

1116 - حَـدَّثَـنَـا أَبُـو نُـعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ............

أَنَّ عَـائِشَةَ حَـدَّثَتْـهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا: ((جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ))، فَقَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''جبریل تمہیں سلام کہتے ہیں۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اوران پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ غائبانہ سلام کہنا جائز ہے اور اس کا جواب دینا بھی مسنون ہے۔ اس کی

(١١١٥) حسن: أخرجه عبدالرزاق: ١٩٤٥٨ـ والبيهقي في شعب الإيمان: ٨٩٠٦ـ انظر الارواء: ١٢٧٤.

(١١١٦) صحيح: أخرجه البخاري، المناقب: ٣٧٦٨ـ ومسلم: ٢٤٤٧.

تفصیل حدیث ۸۲۷ کے تحت گزر چکی ہے کہ پیغام پہنچانے والے اور سلام کہنے والے دونوں کو سلامتی کی دعا دی جائے، یعنی علیک وعلیہ السلام۔

523...... بَابُ جَوَابِ الْكِتَابِ خط کا جواب دینا

1117 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ ذَرِيحٍ، عَنْ عَامِرٍ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنِّي لَأَرَى لِجَوَابِ الْكِتَابِ حَقًّا كَرَدِّ السَّلَامِ.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں خط کا جواب دینا سلام کے جواب کی طرح ضروری سمجھتا ہوں۔

فائدہ: ......سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح سلام کا جواب دینا فرض ہے اسی طرح خط کا جواب دینا بھی واجب ہے۔

524...... بَابُ الْكِتَابَةِ إِلَى النِّسَاءِ وَجَوَابِهِنَّ

عورتوں کے نام خط لکھنا اور ان کا جواب دینا

1118 - حَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ............

حَدَّثَتْنَا عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ قَالَتْ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ - وَأَنَا فِي حِجْرِهَا - وَكَانَ النَّاسُ يَأْتُونَهَا مِنْ كُلِّ مِصْرٍ، فَكَانَ الشُّيُوخُ يَنْتَابُونِي لِمَكَانِي مِنْهَا، وَكَانَ الشَّبَابُ يَتَأَخَّوْنِي فَيُهْدُونَ إِلَيَّ، وَيَكْتُبُونَ إِلَيَّ مِنَ الْأَمْصَارِ، فَأَقُولُ لِعَائِشَةَ: يَا خَالَةُ، هَذَا كِتَابُ فُلَانٍ وَهَدِيَّتُهُ، فَتَقُولُ لِي عَائِشَةُ: أَيْ بُنَيَّةُ، فَأَجِيبِيهِ وَأَثِيبِيهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَكِ ثَوَابٌ أَعْطَيْتُكِ، فَقَالَتْ: فَتُعْطِينِي.

سیدہ عائشہ بنت طلحہ رحمہا اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا اور میں ان کی زیر پرورش تھی۔ ان کے پاس دنیا کے اطراف و اکناف سے لوگ آتے تھے۔ بزرگ حضرات باری باری میرے پاس آتے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ میں ان کی خادمہ ہوں اور نوجوان طالب علم بہنوں کی طرح میرا قصد کرتے اور مجھے ہدیے ارسال کرتے اور مختلف شہروں سے مجھے خط لکھتے تو میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتاتی۔ خالہ جان یہ فلاں کا خط اور تحفہ ہے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مجھے فرماتیں: بیٹی! خط کا جواب دے دو اور ہدیے کا بدلہ بھی دے دو اور اگر تمہارے پاس عطیے کا بدلہ دینے کے لیے کچھ نہ ہو تو میں دے دیتی ہوں۔ وہ کہتی ہیں کہ پھر وہ مجھے دے دیتیں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ علمی مقاصد کے لیے خواتین سے خط و کتاب بھی جائز ہے بشرطیکہ کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ اسی طرح خواتین جواب بھی دے سکتی ہیں۔

(۱۱۱۷) حسن: أخرجه ابن أبي شيبة: ۲۶۳۶۹۔ وابن الجعد: ۲۳۹۹۔ والبيهقي في شعب الايمان: ۹۰۹۷.

(۱۱۱۸) حسن.

(۲) اس روایت سے قرون اولیٰ میں حصول علم کے شوق اور اہل علم کی اہمیت اور عزت وتوقیر کا پتہ بھی چلتا ہے۔
(۳) علماء اور اساتذہ کے گھر تحائف بھیجنا مستحسن امر ہے اور اہل علم کو بھی چاہیے کہ وہ بدلے میں تحائف دیں۔

525...... بَابُ : كَيْفَ يُكْتَبُ صَدْرُ الْكِتَابِ؟

خط کی ابتدا کیسے کی جائے

1119 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ............

عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَتَـبَ إِلَـى عَبْـدِ الْـمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُبَايِعُهُ ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ، لِعَبْدِ الْـمَلِكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: سَلَامٌ عَلَيْكَ ، فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلَـهَ إِلَّا هُوَ ، وَأُقِرُّ لَكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلَى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ ، فِيمَا اسْتَطَعْتُ .

سیدنا عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک بن مروان کی بیعت کی تو انہیں لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم امیر المومنین عبدالملک کے نام عبداللہ بن عمر کی طرف سے۔ آپ پر سلام، چنانچہ میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں اور اقرار کرتا ہوں کہ حسب استطاعت آپ کے احکام سنوں گا اور اطاعت بجا لاؤں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق ہوں گے۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ خط کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کرنا چاہیے اور اس کے بعد آدمی کو اختیار ہے کہ پہلے اپنا تعارف کروائے جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خط لکھتے تھے اور یہ زیادہ بہتر ہے یا پہلے مخاطب کا نام لکھے اور ایسا کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کیا۔

526...... بَابُ أَمَّا بَعْدُ اما بعد کا بیان

1120 - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ............

عَـنْ زَيْـدِ بْـنِ أَسْلَمَ قَالَ: أَرْسَلَنِي أَبِي إِلَى ابْنِ عُمَرَ ، فَرَأَيْتُهُ يَكْتُبُ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ، أَمَّا بَعْدُ .

سیدنا زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے والد نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف بھیجا۔ میں نے دیکھا وہ لکھ رہے تھے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اما بعد۔

1121 - حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ............

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسَائِلَ مِنْ

ہشام بن عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

(۱۱۱۹) صحیح : أخرجه البخاری، کتاب الاحکام: ۷۲۰۵.

(۱۱۲۰) صحیح : أخرجه ابن أبی شيبة: ۲۵۸۵۱۔ وابن سعد فی الطبقات: ٤/ ١٦١.

(۱۱۲۱) صحیح : أخرجه ابن ابی شيبة: ۲۵۸٤۸، ۲۵۸۵۲۔ الإرواء: ١/ ٣٨.

رَسَائِلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كُلَّمَا انْقَضَتْ قِصَّةٌ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ)).

خطوط میں سے کئی خط دیکھے کہ جب کوئی بات ختم ہوتی وہاں اما بعد لکھا ہوتا۔

فــائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ جس طرح خطبہ میں اما بعد کا لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے اسی طرح تحریر میں بھی اما بعد کا لفظ استعمال کرنا مسنون ہے۔

527...... بَابُ صَدْرِ الرَّسَائِلِ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خطوط کی ابتدا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کی جائے

1122 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ كُبَرَاءِ آلِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ............

أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَتَبَ بِهَذِهِ الرِّسَالَةِ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، لِعَبْدِ اللّٰهِ مُعَاوِيَةَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، مِنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، سَلَامٌ عَلَيْكَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، أَمَّا بَعْدُ.

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے یہ خط لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے امیر المومنین معاویہ کے نام زید بن ثابت کی طرف سے۔ امیر المومنین آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اما بعد۔

1123 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ............

حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ الْجُرَيْرِيُّ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ الْحَسَنَ عَنْ قِرَاءَةِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ؟ قَالَ: تِلْكَ صُدُورُ الرَّسَائِلِ.

ابو مسعود جریری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے سیدنا حسن (بصری) رحمہ اللہ سے بسم اللہ پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ خطوط کے شروع میں بھی لکھنی چاہیے۔

فــائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ ہر اچھے کام کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کرنا چاہیے۔ یہ خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔

528...... بَابُ: بِمَنْ يُبْدَأُ فِي الْكِتَابِ؟

خط کے شروع میں کس کا نام لکھائے

1124 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ............

(١١٢٢) حسن: أخرجه مالك فى الموطا كما فى رواية محمد بن الحسن عنه: ٩٠١۔ والطبرانى فى الكبير: ٥/ ١٣٤۔ والبيهقى فى الكبرىٰ: ٦/ ٢٤٧.

(١١٢٣) صحيح الإسناد عن الحسن وهو البصرى.

(١١٢٤) صحيح: أخرجه ابن أبى شيبة: ٢٥٨٨٩۔ والبيهقى فى الكبرىٰ: ١٠/ ١٣٠.

عَـنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَتْ لِابْنِ عُمَرَ حَاجَةٌ إِلَى مُـعَاوِيَةَ، فَأَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَيْهِ، فَقَالُوا: ابْدَأْ بِـهِ، فَـلَـمْ يَـزَالُوا بِهِ حَتَّى كَتَبَ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، إِلَى مُعَاوِيَةَ.

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کوئی کام تھا۔ انہوں نے خط لکھنے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے کہا: ابتدا ان کے نام سے کریں۔ وہ مسلسل اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم معاویہ کی طرف۔

1125 - وَعَنِ ابْنِ عَوْنٍ............

عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ سِيـرِيـنَ قَالَ: كَتَبْتُ لِابْنِ عُـمَـرَ، فَـقَـالَ: اكْتُـبْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، أَمَّا بَعْدُ: إِلَى فُلَانٍ.

انس بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہنے پر خط لکھا تو انہوں نے فرمایا: یوں لکھو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، أما بعد الی فلان یعنی فلاں کے نام۔

1126 - وَعَنِ ابْنِ عَوْنٍ............

عَـنْ أَنَـسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: كَتَبَ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيِ ابْنِ عُمَرَ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، لِـفُلَانٍ، فَـنَهَـاهُ ابْـنُ عُمَرَ وَقَالَ: قُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ، هُوَ لَهُ.

انس بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے خط لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، فلاں کے نام۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے منع کر دیا اور فرمایا کہ اس طرح لکھو: بسم اللہ۔ یہ اس کے نام ہے یعنی ھو لکھ کر اس کا نام لکھو۔

فـــائـــده: ......اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا موقف یہی تھا کہ خط لکھنے والے کو پہلے اپنا نام لکھنا چاہیے، تاہم بعض وجوہات کی بنا پر اس کے برعکس بھی کر لیتے تھے کیونکہ یہ کوئی حلال وحرام والا مسئلہ نہیں۔ بات افضل اور غیر افضل کی ہے۔

1127 - حَـدَّثَـنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ كُبَرَاءِ آلِ زَيْدٍ، أَنَّ زَيْدًا كَتَبَ بِهَذِهِ الرِّسَالَةِ: لِعَبْدِ اللّٰهِ مُعَاوِيَةَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ............

مِـنْ زَيْـدِ بْـنِ ثَـابِـتٍ: سَلَامٌ عَلَيْكَ أَمِيـرَ الْـمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، أَمَّا بَعْدُ.

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے یوں خط لکھا: اللہ کے بندے امیر المومنین معاویہ کے نام زید بن ثابت کی طرف سے۔ امیر المومنین آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو،

(١١٢٥) صحيح: ابن ابى شيبة: ٢٥٨٨٩.

(١١٢٦) صحيح: أخرجه ابن أبى شيبة: ٢٥٨٣٩.

(١١٢٧) حسن: انظر الحديث، رقم: ١١٢٢.

میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔اما بعد۔

فائدہ: ...... یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ مرسل الیہ کا نام پہلے لکھنا جائز ہے۔

1128 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ - وَذَكَرَ الْحَدِيثَ - وَكَتَبَ إِلَيْهِ صَاحِبُهُ: مِنْ فُلَانٍ إِلَى فُلَانٍ".

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا...... پھر لمبی حدیث ذکر کی...... اور اس نے اپنے ساتھی کی طرف یوں لکھا: فلاں کی طرف سے فلاں کے نام۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند عمر بن ابی سلمہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔یہ روایت صحیح بخاری میں معلق اور ایک دوسری سند سے موصول دونوں انداز میں موجود ہے۔(دیکھیں فتح الباری:۴/ ۴۷۰ و۳/۳۶۳۔بخاری:۲۰۶۳)

529...... بَابٌ: كَيْفَ أَصْبَحْتَ؟

صبح کس حال میں ہوئی؟ کہنے کا بیان

1129 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيلِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ............

عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ قَالَ: لَمَّا أُصِيبَ أَكْحَلُ سَعْدٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَثَقُلَ، حَوَّلُوهُ عِنْدَ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا: رُفَيْدَةُ، وَكَانَتْ تُدَاوِي الْجَرْحَى، فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ بِهِ يَقُولُ: ((كَيْفَ أَمْسَيْتَ؟)) ، وَإِذَا أَصْبَحَ: ((كَيْفَ أَصْبَحْتَ؟)) فَيُخْبِرُهُ.

سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ خندق کے روز جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی رگ کٹ گئی اور ان کی تکلیف زیادہ بڑھ گئی تو انہوں نے انہیں، ایک رفیدہ نامی عورت پر زخمیوں کا علاج کرتی تھی جو نبی ﷺ جب ان کے پاس سے گزرتے تو پوچھتے: تیری شام کس حال میں ہوئی!" اور صبح حال دریافت کرتے تو پوچھتے: "صبح کس حال میں ہوئی" تو وہ اپنا حال بتا دیتے۔

1130 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى الْكَلْبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ - قَالَ: وَكَانَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَحَدَ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ ....

(۱۱۲۸) ضعیف:

(۱۱۲۹) صحیح: أخرجه المصنف فی التاریخ الاوسط: ۱/ ۲۲۔ وابن سعد فی الطبقات: ۳/ ۴۲۷۔ انظر الصحیحة: ۱۱۵۸.

(۱۱۳۰) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب المغازی: ۴۴۴۷.

أَنَّ ابْـنَ عَبَّـاسٍ أَخْبَـرَهُ، أَنَّ عَـلِـيَّ بْنَ أَبِي طَـالِـبٍ رَضِـيَ الـلّٰـهُ عَـنْـهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُـولِ الـلّٰـهِ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجَـعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا الْـحَسَـنِ، كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَـارِئًا، قَالَ: فَأَخَذَ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بِيَـدِهِ، فَـقَـالَ: أَرَأَيْتُكَ؟ فَـأَنْـتَ وَاللّٰهِ بَعْدَ ثَلَاثٍ عَبْـدُ الْـعَـصَـا، وَإِنِّي وَاللّٰـهِ لَأَرَى رَسُـولَ الـلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْفَ يُتَـوَفَّـى فِي مَرَضِهِ هَذَا، إِنِّي أَعْرِفُ وُجُوهَ بَـنِـي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ، فَاذْهَبْ بِـنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَـلْـنَسْـأَلْـهُ: فِيمَنْ هَذَا الْأَمْرُ؟ فَإِنْ كَانَ فِينَا عَـلِـمْـنَا ذَلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا كَلَّمْنَاهُ فَـأَوْصَـى بِـنَـا، فَـقَـالَ عَلِيٌّ: إِنَّا وَاللّٰهِ إِنْ سَـأَلْـنَاهُ فَمَنَعَنَاهَا لَا يُعْطِينَاهَا النَّاسُ بَعْدَهُ أَبَـدًا، وَإِنِّـي وَالـلّٰـهِ لَا أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَدًا.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیماری میں جس میں آپ نے وفات پائی، آپ کے پاس سے باہر آئے تو لوگوں نے پوچھا: ابوالحسن! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس حال میں صبح کی ہے؟ انہوں نے کہا: الحمدللہ اب آپ کو افاقہ ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ عباس بن عبدالمطلب ان کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف لے گئے اور کہا: کیا تمہیں خبر ہے! اللہ کی قسم تم تین دن بعد لاٹھی کے بندے بن جاؤ گے، یعنی دوسروں کے ماتحت ہو گے۔ اور میں اللہ کی قسم دیکھ رہا ہوں کہ آپ اس مرض میں وفات پا جائیں گے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ موت کے وقت بنو عبدالمطلب کے چہرے کیسے ہوتے ہیں۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور آپ سے خلافت کے بارے پوچھ لیں۔ اگر ہم میں سے کوئی ہوگا تو ہم اسے جان لیں گے اور اگر ہمارے علاوہ کوئی اور ہوگا تو ہم آپ سے بات کریں کہ آپ ہمارے بارے میں وصیت فرما دیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر ہم نے سوال کیا اور آپ نے ہمیں اس سے منع کر دیا تو لوگ آپ کے بعد کبھی ہمیں اقتدار نہیں دیں گے۔ اللہ کی قسم میں اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی سوال نہیں کروں گا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) کسی کی خیریت دریافت کرنا مسنون ہے اور اس کے لیے یہ انداز اختیار کرنا کہ تم نے صبح کس حال میں کی؟ جائز ہے۔ مریض اگر حقیقت حال بتائے گا تو یہ شکوہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح کسی دوسرے شخص سے بھی بیمار کا حال دریافت کیا جا سکتا ہے۔

(۲) اس حدیث سے شیعہ کے مذعومہ عقیدہ خلیفہ بلافصل کی تردید ہوتی ہے۔ اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلافصل ہوتے تو لوگوں کے سامنے ضرور اس کا اظہار کرتے۔

530...... بَابُ مَنْ كَتَبَ آخِرَ الْكِتَابِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، وَكَتَبَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ لِعَشْرٍ بَقِينَ مِنَ الشَّهْرِ

خط کے آخر میں سلام، کاتب کا نام اور تاریخ لکھنا

1131 - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ قَالَ............

حَدَّثَنِي أَبِي، أَنَّهُ أَخَذَ هَذِهِ الرِّسَالَةَ مِنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَمِنْ كُبَرَاءِ آلِ زَيْدٍ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، لِعَبْدِ اللّٰهِ مُعَاوِيَةَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، مِنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: سَلَامٌ عَلَيْكَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّكَ تَسْأَلُنِي عَنْ مِيرَاثِ الْجَدِّ وَالْإِخْوَةِ، فَذَكَرَ الرِّسَالَةَ، وَنَسْأَلُ اللّٰهَ الْهُدَى وَالْحِفْظَ وَالتَّثَبُّتَ فِي أَمْرِنَا كُلِّهِ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ نَضِلَّ، أَوْ نَجْهَلَ، أَوْ نُكَلَّفَ مَا لَيْسَ لَنَا بِهِ عِلْمٌ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ وَكَتَبَ وُهَيْبٌ يَوْمَ الْخَمِيسِ لِثِنْتَيْ عَشْرَةَ بَقِيَتْ مِنْ رَمَضَانَ سَنَةَ اثْنَيْنِ وَأَرْبَعِينَ.

ابوالزناد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے یہ خط خارجہ بن زید اور آل زید کے سرکردہ لوگوں سے لیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے امیر المومنین معاویہ کے نام زید بن ثابت کی طرف سے۔ امیر المومنین آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔ میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اما بعد، آپ نے دادا اور بھائیوں کی وراثت کے بارے میں پوچھا ہے (اور پھر پورا خط ذکر کیا) اور ہم اللہ سے ہدایت، حفاظت اور اپنے معاملات میں استقامت کا سوال کرتے ہیں اور اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ہم گمراہ ہوں یا جہالت کے مرتکب ہوں یا ایسی ذمہ داری ہم پر پڑے جس کا ہمیں علم نہ ہو۔ والسلام علیک امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ۔

یہ خط وہیب نے جمعرات کے دن لکھا جبکہ رمضان ۴۲ ہجری کے بارہ دن باقی تھے۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ خط کے آخر میں سلام لکھنا بھی درست ہے، نیز تاریخ اور کاتب کا نام لکھنا بھی جائز بلکہ مستحن ہے تاکہ سندر ہے کہ کس نے لکھا ہے۔

531...... بَابُ: كَيْفَ أَنْتَ؟

یہ پوچھنا کہ تم کیسے ہو؟

1132 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ............

(۱۱۳۱) حسن: انظر الحديث، رقم: ۱۱۲۲.

(۱۱۳۲) صحيح الإسناد موقوفا ثبت مرفوعا: أخرجه مالك في الموطا: ۲/ ۹۶۱۔ وابن المبارك في الزهد: ۲۰۵۔ وابن أبي الدنيا في الشكر: ۹۳۔ الصحيحة: ۲۹۵۲.

عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَـالِكٍ، أَنَّـهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْـخَـطَّـابِ رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَجُـلٌ فَـرَدَّ السَّلَامَ، ثُمَّ سَأَلَ عُمَرُ الرَّجُلَ: كَيْفَ أَنْـتَ؟ فَقَالَ: أَحْمَدُ اللّٰهَ إِلَيْكَ، فَقَالَ عُمَرُ: هَذَا الَّذِي أَرَدْتُ مِنْكَ.

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہیں ایک آدمی نے سلام کہا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا، پھر اس آدمی سے پوچھا: تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: میں آپ کے سامنے اللہ کی تعریف کرتا ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم سے یہی جواب چاہتا تھا۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ جب کسی سے پوچھا جائے کہ تمہارا کیا حال ہے تو اسے اللہ کا شکر بجالانا چاہیے۔ اس طرح اسے پوری تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں۔

532...... بَابٌ: كَيْفَ يُجِيبُ إِذَا قِيلَ لَهُ: كَيْفَ أَصْبَحْتَ؟

جب کسی سے حال دریافت کیا جائے تو کیسے جواب دے؟

1133 - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ سَلَمَةَ الْمَكِّيِّ..........

عَـنْ جَـابِـرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى الـلّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ أَصْبَحْتَ؟ قَالَ: ((بِـخَيْـرٍ مِنْ قَوْمٍ لَمْ يَشْهَدُوا جَنَازَةً، وَلَمْ يَعُودُوا مَرِيضًا)).

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: آپ نے صبح کس حال میں کی؟ آپ نے فرمایا: ''خیر کے ساتھ صبح ہوئی، میں ایسے لوگوں میں سے ہوں جو نہ کسی جنازے میں حاضر ہوئے نہ کسی مریض کی عیادت کی۔''

فائدہ: ......حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ہمارے ہاں ہر طرح کی خیریت ہے نہ کوئی فوت ہوا ہے کہ اس کے جنازے میں جاتے اور نہ کوئی بیمار ہے جس کی عیادت کی ضرورت پیش آتی۔ ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔

1134 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ..........

عَـنْ مُهَـاجِـرٍ هُوَ الصَّائِغُ، قَالَ: كُنْتُ أَجْلِسُ إِلَـى رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمٍ مِنَ الْحَضْرَمِيِّينَ، فَكَانَ إِذَا قِيلَ لَهُ: كَيْفَ أَصْبَحْتَ؟ قَالَ: لَا نُشْرِكُ بِاللّٰهِ.

مہاجر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک بھاری جسامت والے حضرمی صحابی کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ جب انہیں کہا جاتا کہ کس حال میں صبح ہوئی تو وہ جواب دیتے۔ ہم اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے۔

فائدہ: ......ان روایات سے معلوم ہوا کہ دین وایمان کی سلامتی ہی اصل سلامتی ہے۔ دنیاوی معاملات اور جسمانی صحت ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر انسان شرک ومعصیت سے بچا ہوا ہے تو اسے اللہ کا شکر کرنا چاہیے۔ بیماری

(١١٣٣) حسن لغيره: أخرجه ابن ماجه، كتاب الأدب: ٣٧١٠.

(١١٣٤) حسن الإسناد موقوفا.

جلد یا بہ دیر ختم ہو جائے گی۔

1135 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا رِبْعِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْجَارُودِ الْهُذَلِيُّ قَالَ............

حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو الطُّفَيْلِ: كَمْ أَتَى عَلَيْكَ؟ قُلْتُ: أَنَا ابْنُ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ، قَالَ: أَفَلَا أُحَدِّثُكَ بِحَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ: إِنَّ رَجُلًا مِنْ مُحَارِبِ خَصَفَةَ، يُقَالُ لَهُ: عَمْرُو بْنُ صُلَيْعٍ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، وَكَانَ بِسِنِّي يَوْمَئِذٍ وَأَنَا بِسِنِّكَ الْيَوْمَ، أَتَيْنَا حُذَيْفَةَ فِي مَسْجِدٍ، فَقَعَدْتُ فِي آخِرِ الْقَوْمِ، فَانْطَلَقَ عَمْرٌو حَتَّى قَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: كَيْفَ أَصْبَحْتَ، أَوْ كَيْفَ أَمْسَيْتَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ؟ قَالَ: أَحْمَدُ اللّٰهَ، قَالَ: مَا هَذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تَأْتِينَا عَنْكَ؟ قَالَ: وَمَا بَلَغَكَ عَنِّي يَا عَمْرُو؟ قَالَ: أَحَادِيثُ لَمْ أَسْمَعْهَا، قَالَ: إِنِّي وَاللّٰهِ لَوْ أُحَدِّثُكُمْ بِكُلِّ مَا سَمِعْتُ مَا انْتَظَرْتُمْ بِي جُنْحَ هَذَا اللَّيْلِ، وَلَكِنْ يَا عَمْرُو بْنَ صُلَيْعٍ، إِذَا رَأَيْتَ قَيْسًا تَوَالَتْ بِالشَّامِ فَالْحَذَرَ الْحَذَرَ، فَوَاللّٰهِ لَا تَدَعُ قَيْسٌ عَبْدًا لِلَّهِ مُؤْمِنًا إِلَّا أَخَافَتْهُ أَوْ قَتَلَتْهُ، وَاللّٰهِ لَيَأْتِيَنَّ عَلَيْهِمْ زَمَانٌ لَا يَمْنَعُونَ فِيهِ ذَنَبَ تَلْعَةٍ، قَالَ: مَا يَنْصِبُكَ عَلَى قَوْمِكَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ؟ قَالَ: ذَاكَ إِلَيَّ، ثُمَّ قَعَدَ.

سیف بن وہب سے روایت ہے کہ ابوطفیل نے مجھ سے پوچھا: تمہاری عمر کتنی ہے؟ میں نے کہا: میں تینتیس سال کا ہوں۔ انہوں نے کہا: کیا تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں جو میں نے سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سنی ہے؟ قصہ یوں ہے کہ بنو محارب بن خصفہ کے ایک آدمی جنہیں عمرو بن صلیع کہا جاتا تھا اور انہیں شرف صحابیت بھی حاصل تھا۔ ان کی عمر اتنی تھی جتنی آج میری ہے اور میں آج تمہاری عمر کا ہوں۔ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس مسجد میں آئے اور میں لوگوں کے آخر میں بیٹھ گیا اور عمرو آگے بڑھ کر ان کے سامنے جا کر کھڑے ہوئے اور کہا: اے عبداللہ! آپ نے صبح کس حال میں کی یا کہا: آپ نے شام کس حال میں کی؟ انہوں نے فرمایا: میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ عمرو نے کہا: آپ کے حوالے سے ہمیں کیا باتیں پہنچ رہی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اے عمرو! تمہیں میرے حوالے سے کیا پہنچا ہے؟ انہوں نے کہا: ایسی احادیث جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنیں۔ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میں وہ (سب کچھ) تمہیں بیان کروں جو میں نے سنا ہے تو تم رات ہونے تک بھی میرا انتظار نہ کرو۔

لیکن اے عمرو بن صلیع جب تم دیکھو کہ قیس شام میں برسر اقتدار آ گئے ہیں تو بچ کر رہنا۔ اللہ کی قسم! بنو قیس کسی مومن بندے کو نہیں چھوڑیں گے مگر یا تو اسے ڈرائیں گے یا قتل کر دیں گے۔ اللہ کی قسم! ان پر ایک زمانہ آئے گا کہ ہر طرف ان کا قبضہ ہوگا۔

(١١٣٥) ضعيف: أخرجه معمر في جامعه: ١٩٨٨٩ـ والحاكم: ٤/ ٥١٦ـ مطولاً والطيالسي في مسنده: ٤٢١ـ وابن أبي شيبة: ٣٧٤٠٠ـ وأحمد: ٢٣٣١٦ـ والطبراني في مسند الشاميين: ١٩٥٢ـ مختصراً فالاثر صحيح.

انہوں نے کہا: اللہ آپ پر رحم کرے آپ اپنی قوم کی کیا مدد کریں گے؟ انہوں نے فرمایا: یہ مجھ پر رہا (کہ میں نے کیا کرنا ہے؟) پھر وہ بیٹھ گئے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم اس کے بعد آنے والے الفاظ دیگر شواہد کی بنا پر صحیح ثابت ہیں۔

فائدہ: ......سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مطلب فتنوں کی نشان دہی تھی جو مستقبل میں اس امت کو پیش آنے والے تھے۔ ان فتنوں کے دور کے حوالے سے جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اس وقت کچھ کہنا قبل از وقت ہے اس وقت دیکھیں گے کہ کیا کرنا ہے۔

533...... بَابُ خَيْرُ الْمَجَالِسِ أَوْسَعُهَا

بہترین مجلس وہ ہے جو کشادہ ہو

1136 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي قَالَ: أَخْبَرَنِي ....

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: أُوذِنَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ بِجِنَازَةٍ، قَالَ: فَكَأَنَّهُ تَخَلَّفَ حَتَّى أَخَذَ الْقَوْمُ مَجَالِسَهُمْ، ثُمَّ جَاءَ مَعَهُ، فَلَمَّا رَآهُ الْقَوْمُ تَسَرَّعُوا عَنْهُ، وَقَامَ بَعْضُهُمْ عَنْهُ لِيَجْلِسَ فِي مَجْلِسِهِ، فَقَالَ: لَا، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((خَيْرُ الْمَجَالِسِ أَوْسَعُهَا))، ثُمَّ تَنَحَّى فَجَلَسَ فِي مَجْلِسٍ وَاسِعٍ.

عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو کسی جنازے کی اطلاع دی گئی تو وہ لیٹ ہو گئے یہاں تک کہ لوگ انتظار میں اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے، پھر وہ بعد میں آئے جب لوگوں نے انہیں دیکھا تو جلدی سے آگے سے ہٹ گئے اور کئی لوگ کھڑے ہوگئے تاکہ وہ انہیں اپنی جگہ پر بٹھائیں۔ انہوں نے فرمایا: میں نہیں بیٹھوں گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بہترین مجلس وہ ہے جو کشادہ ہو۔" پھر ایک طرف ہو کر وسیع مجلس میں بیٹھ گئے۔

فائدہ: ......رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی کو مجلس سے اس کی جگہ سے اٹھا کر خود بیٹھنے سے منع کیا ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے اگر کوئی آدمی از خود اٹھتا تو بھی اس کی جگہ پر نہیں بیٹھتے تھے۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بھی اس انداز کو ناپسند فرمایا اور حکم دیا کہ مجلس کو وسیع کر لیا جائے اور پھر خود مجلس وسیع کر کے ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔

(۱۱۳۶) صحیح: أخرجه أحمد: ۱۱۱۳۷۔ وأبو داؤد، کتاب الادب، باب فی سعة المجلس: ۴۸۲۰.

534...... باب: استقبال القبلة — قبلہ رخ ہونے کا بیان

1137 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ عِمْرَانَ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ مُنْقِذٍ............

عَـنْ أَبِيـهِ قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ جُلُوسِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُـمَـرَ وَهُـوَ مُسْتَـقْبِـلُ الْقِبْلَةَ، فَقَرَأَ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ سَجْدَةً بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فَسَجَدَ وَسَجَدُوا إِلَّا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، فَلَمَّا طَـلَـعَـتِ الشَّـمْـسُ حَلَّ عَبْدُ اللّٰهِ حَبْوَتَهُ ثُمَّ سَـجَدَ وَقَالَ: أَلَمْ تَرَ سَجْدَةَ أَصْحَابِكَ؟ إِنَّهُمْ سَجَدُوا فِي غَيْرِ حِينِ صَلَاةٍ.

منقذ بن قیس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اکثر و بیشتر قبلہ رخ ہوکر بیٹھتے، چنانچہ یزید بن عبداللہ بن قسیط نے طلوع شمس کے بعد سورۂ سجدہ پڑھی تو سجدہ کیا اور انہوں نے بھی سجدہ کیا سوائے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے۔ پھر جب سورج اچھی طرح طلوع ہوگیا تو انہوں نے اپنی چادر کھولی، پھر سجدہ کیا اور کہا: کیا تم نے اپنے ساتھیوں کا سجدہ دیکھا؟ انہوں نے ایسے وقت میں سجدہ کیا جب نماز کا وقت نہیں تھا۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس میں سفیان بن منقذ راوی مجہول ہے۔

535...... بَابُ إِذَا قَامَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَجْلِسِهِ

جب کوئی شخص مجلس سے اٹھ کر جائے اور پھر اپنی جگہ پر واپس آئے تو

1138 - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ............

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں (کہ آپ نے فرمایا:) ''جب تم میں سے کوئی اپنی مجلس سے اٹھ کر جائے اور پھر واپس آئے تو وہ اس جگہ کا زیادہ مستحق ہے۔''

فائدہ: ......کوئی شخص اگر مجلس سے اٹھ کر واپس آنے کی نیت اور ارادے سے جاتا ہے تو وہ اپنی جگہ پر بیٹھنے کا زیادہ مستحق ہے۔ اسی طرح کلاس روم اور درس و تدریس میں بیٹھا شخص بھی اپنی جگہ کا زیادہ مستحق ہے۔ تاہم مستقل جگہ اپنے لیے خاص کر لینا اور دوسروں کو، نہ ہوتے ہوئے بھی اس کی جگہ خالی رکھنے پر مجبور کرنا مناسب نہیں۔

536...... بَابُ الْجُلُوسِ عَلَى الطَّرِيقِ

راستے پر بیٹھنے کا شرعی حکم

1139 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ حُمَيْدٍ............

(١١٣٧) ضعيف الإسناد موقوفا: مصنف ابن أبي شيبة: ٢/ ١٦ـ من طرق، وروى مرفوعًا ـ ضعيف أبي داؤد: ٢٥٤، ن.

(١١٣٨) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب السلام: ٢١٧٩ـ وأبو داؤد: ٤٨٥٣ـ وابن ماجه: ٣٧١٧.

(١١٣٩) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب فضائل الصحابة: ٢٤٨٢ـ وأبو داؤد: ٥٢٠٣.

عَـنْ أَنَسٍ: أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ وَنَـحْـنُ صِبْيَـانٌ، فَسَـلَّـمَ عَلَيْنَا، وَأَرْسَـلَنِي فِي حَاجَةٍ، وَجَلَسَ فِي الطَّرِيقِ يَـنْتَظِرُنِي حَتَّى رَجَعْتُ إِلَيْهِ، قَالَ: فَأَبْطَأْتُ عَلَى أُمِّ سُلَيْمٍ، فَقَالَتْ: مَا حَبَسَكَ؟ فَقُلْتُ: بَـعَثَـنِـي الـنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَـاجَةٍ، قَـالَـتْ: مَا هِيَ؟ قُلْتُ: إِنَّهَا سِرٌّ، قَـالَـتْ: فَاحْفَظْ سِرَّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم بچے تھے۔ آپ نے ہمیں سلام کیا اور مجھے کسی کام کے لیے بھیجا اور راستے میں بیٹھ کر میرا انتظار فرماتے رہے یہاں تک کہ میں واپس آ گیا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں (اپنی والدہ) ام سلیم کے پاس جانے سے لیٹ ہوگیا تو انہوں نے پوچھا: تم لیٹ کیوں ہوئے؟ میں نے کہا: مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کام بھیجا تھا۔ انہوں نے کہا: کس کام بھیجا تھا؟ میں نے کہا: وہ راز دارانہ کام تھا۔ انہوں نے کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کی حفاظت کرنا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے تحت راستوں پر بیٹھنا جائز ہے، تاہم راستے کا حق ادا کرنا ضروری ہے جو دوسری احادیث میں بتایا گیا ہے کہ سلام کا جواب دینا نگاہ کو پست رکھنا اور بھولے کو راستہ بتانا وغیرہ۔

(۲) بچوں کو اخلاقیات کی تعلیم دینا مستحب ہے جیسا کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہ کرنے کا حکم دیا۔

537...... بَابُ التَّوَسُّعِ فِي الْمَجْلِسِ
مجلس کو کشادہ کرنا

1140 - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ..........

عَـنِ ابْـنِ عُـمَـرَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ: ((لَا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمُ الرَّجُلَ مِـنْ مَـجْـلِسِـهِ، ثُـمَّ يَـجْلِسُ فِيهِ، وَلَكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا)).

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھے بلکہ جگہ بنا لیا کرو اور کھل جایا کرو۔''

فائدہ: ......اس سے مراد عام محفل ہے، تاہم اگر کسی کی خاص مجلس ہے اور وہ کسی شخص کو اس میں شریک نہیں کرنا چاہتے تو اسے اٹھایا جاسکتا ہے۔ عام مجلسوں میں وسعت اختیار کر کے آنے والے کو جگہ دینی چاہیے اور دائرہ بڑھا لینا چاہیے۔ اسی طرح آنے والے کو بھی چاہیے کہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے۔ لوگوں کو تنگ نہ کرے۔

(١١٤٠) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الاستئذان: ٦٢٧٠ـ ومسلم: ٢١٧٧ـ والترمذي: ٢٧٤٩.

538...... بَابُ يَجْلِسُ الرَّجُلُ حَيْثُ انْتَهَى

آدمی کو جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے

1141 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الطُّفَيْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ سِمَاكٍ............

عَـنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ انْتَهَى .

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتے تو ہمیں جہاں جگہ مل جاتی وہیں بیٹھ جاتے۔

فائدہ: ......کئی لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ آتے دیر سے ہیں لیکن بیٹھنا آگے چاہتے ہیں جیسا کہ جلسہ گاہ میں عموماً ہوتا ہے۔ایسا کرنا آداب کے منافی ہے۔

539...... بَابُ لَا يُفَرَّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ

دو آدمیوں کے درمیان جدائی نہ ڈالی جائے

1142 - حَـدَّثَـنَـا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُرَاتُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ............

عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ، إِلَّا بِإِذْنِهِمَا)) .

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی آدمی کے لیے حلال نہیں کہ وہ (مل کر بیٹھے ہوئے) دو آدمیوں کے درمیان (بیٹھ کر) جدائی ڈالے۔مگر ان کی اجازت سے بیٹھ سکتا ہے۔''

فائدہ: ......دو آدمی اگر اکٹھے بیٹھے ہوں تو ان کے درمیان آ کر گھس جانا ادب کے منافی ہے۔ممکن ہے وہ کوئی خفیہ بات کر رہے ہوں یا ایک ساتھ بیٹھنا چاہتے ہوں۔

540...... بَابٌ: يَتَخَطَّى إِلَى صَاحِبِ الْمَجْلِسِ

گردنیں پھاند کر صدر مجلس کے پاس بیٹھنا

1143 - حَـدَّثَـنَـا بَيَـانُ بْـنُ عَـمْـرٍو قَـالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْمُزَنِيُّ هُوَ صَالِحُ بْنُ رُسْتُمَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ............

(١١٤١) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب: ٤٨٢٥ـ والترمذی: ٢٧٢٥.

(١١٤٢) حسن: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب: ٤٨٤٥ـ والترمذی: ٢٧٥٢.

(١١٤٣) ضعيف الإسناد موقوفا: أخرجه ابن شبه فى تاريخ المدينه: ٣/ ٩٠٩ـ وابن عساكر فى تاريخ دمشق: ٤٤/ ٤٢١.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كُنْتُ فِيمَنْ حَمَلَهُ حَتَّى أَدْخَلْنَاهُ الدَّارَ، فَقَالَ لِي: يَا ابْنَ أَخِي، اذْهَبْ فَانْظُرْ مَنْ أَصَابَنِي، وَمَنْ أَصَابَ مَعِي، فَذَهَبْتُ فَجِئْتُ لِأُخْبِرُهُ، فَإِذَا الْبَيْتُ مَلْآنُ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَخَطَّى رِقَابَهُمْ، وَكُنْتُ حَدِيثَ السِّنِّ، فَجَلَسْتُ، وَكَانَ يَأْمُرُ إِذَا أَرْسَلَ أَحَدًا بِالْحَاجَةِ أَنْ يُخْبِرَهُ بِهَا، وَإِذَا هُوَ مُسَجًّى، وَجَاءَ كَعْبٌ فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَئِنْ دَعَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ لَيُبْقِيَنَّهُ اللّٰهُ وَلَيَرْفَعَنَّهُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ حَتَّى يَفْعَلَ فِيهَا كَذَا وَكَذَا، حَتَّى ذَكَرَ الْمُنَافِقِينَ فَسَمَّى وَكَنَّى، قُلْتُ: أُبَلِّغُهُ مَا تَقُولُ؟ قَالَ: مَا قُلْتُ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ تُبَلِّغَهُ، فَتَشَجَّعْتُ فَقُمْتُ، فَتَخَطَّيْتُ رِقَابَهُمْ حَتَّى جَلَسْتُ عِنْدَ رَأْسِهِ، قُلْتُ: إِنَّكَ أَرْسَلْتَنِي بِكَذَا، وَأَصَابَ مَعَكَ كَذَا - ثَلَاثَةَ عَشَرَ - وَأَصَابَ كُلَيْبًا الْجَزَّارَ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ الْمِهْرَاسِ، وَإِنَّ كَعْبًا يَحْلِفُ بِاللّٰهِ بِكَذَا، فَقَالَ: ادْعُوا كَعْبًا، فَدُعِيَ، فَقَالَ: مَا تَقُولُ؟ قَالَ: أَقُولُ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: لَا وَاللّٰهِ لَا أَدْعُو، وَلَكِنْ شَقِيٌّ عُمَرُ إِنْ لَمْ يَغْفِرِ اللّٰهُ لَهُ.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو انہیں اٹھا کر گھر لے جانے والوں میں، میں بھی تھا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: میرے بھتیجے جا کر دیکھو کہ کس نے مجھے زخمی کیا ہے اور میرے ساتھ اور کون زخمی ہوا۔ چنانچہ میں گیا اور واپس آیا تو گھر بھرا ہوا تھا۔ میں نے لوگوں کی گردنیں پھلانگنا ناپسند کیا، اور میں کم عمر تھا، لہٰذا بیٹھ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی کو کام بھیجتے تو اس کو اس بات کی اطلاع کا حکم فرماتے۔ وہ کپڑا لپیٹے ہوئے تھے کہ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ آ گئے اور انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر امیر المومنین دعا کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں ضرور زندگی دے گا اور اس امت کے لیے انہیں ضرور بلندی عطا کرے گا یہاں تک کہ وہ ایسا ایسا کریں گے۔ یہاں تک کہ انہوں نے منافقین کا ذکر کیا اور بعض کا نام اور بعض کے بارے میں اشارہ کیا۔ میں نے کہا: میں آپ کی بات انہیں بتاؤں؟ انہوں نے کہا: میرے بتانے کا مقصد ہی یہ ہے کہ تم انہیں یہ بات پہنچاؤ۔ میں ہمت کر کے اٹھا اور لوگوں کی گردنیں پھاندتا ہوا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سرہانے جا بیٹھا۔ میں نے کہا: آپ نے مجھے فلاں کام بھیجا تھا اور آپ کے ساتھ فلاں فلاں تیرہ آدمی زخمی ہوئے ہیں اور کلیب جزار کو بھی نیزہ لگا ہے جبکہ وہ پتھر کے ٹب کے پاس وضو کر رہے تھے۔ اور کعب اللہ کی قسم اٹھا کر اس طرح کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: کعب کو میرے پاس بلاؤ۔ چنانچہ انہیں بلایا گیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں یہ کہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: نہیں اللہ کی قسم میں دعا نہیں کروں گا لیکن عمر بدبخت ہے اگر اللہ نے اس کی مغفرت نہ کی۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، اس میں ابو عامر صالح بن رستم المزنی راوی ضعیف ہے۔ تاہم کسی

شدید ضرورت کے تحت ایسا کرنا جائز ہے کیونکہ ضرورتیں ناجائز کاموں کو بھی مباح کر دیتی ہیں۔

1144 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ............

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو، وَعِنْدَهُ الْقَوْمُ جُلُوسٌ، يَتَخَطَّى إِلَيْهِ، فَمَنَعُوهُ، فَقَالَ: اتْرُكُوا الرَّجُلَ، فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ)).

امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس آیا۔ لوگ بھی موجود تھے۔ وہ لوگوں کی گردنیں پھاند کر آگے بڑھنے لگا تو لوگوں نے اسے روک دیا۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس آدمی کو آنے دو۔ وہ آگے بڑھا اور ان کے پاس بیٹھ کر کہا: مجھے کوئی حدیث بتائیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔''

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی خاص ضرورت کے لیے اگر صدر مجلس کے پاس جانا چاہیے تو لوگوں کے درمیان سے گزر کر جا سکتا ہے، نیز اس سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث کے طالب علم کی عزت و توقیر کرنی چاہیے۔ اگر کوئی شخص دینی مسئلہ دریافت کرتا ہے تو باقی گفتگو ختم کر کے اسے مسئلہ بتانا چاہیے۔

541...... بَابُ أَكْرَمُ النَّاسِ عَلَى الرَّجُلِ جَلِيسُهُ

سب سے معزز آدمی کا ہم نشین ہے

1145 - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا السَّائِبُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ مُوسَى، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ............

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَكْرَمُ النَّاسِ عَلَيَّ جَلِيسِي.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میرے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ معزز میرا ہم نشین ہے۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا ہم نشین کی عزت اور توقیر کرنا لازم ہے۔ اس سے مراد اچھا دوست اور ہم نشیں ہے جو آدمی کو اچھائی کی دعوت دے۔ برے ساتھی کے حکموں کی تعمیل اور تکریم مقصود نہیں۔

(١١٤٤) صحيح: أخرجه البخاری، كتاب الايمان، باب: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده: ١٠۔ ومسلم: ٤٠۔ وأبو داؤد: ٢٤٨١.

(١١٤٥) صحيح: أخرجه المولف فی التاريخ الكبير: ٦/ ٣٩٣۔ وابن المبارك فی الزهد: ٦٦٧۔ والخرائطی فی مكارم الاخلاق: ٧١٣.

1146 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُؤَمَّلٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَكْرَمُ النَّاسِ عَلَيَّ جَلِيسِي، أَنْ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ حَتَّى يَجْلِسَ إِلَيَّ.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میرے نزدیک سب سے زیادہ معزز میرا ہم نشین ہے اگرچہ وہ لوگوں کی گردنیں پھاند کر آئے یہاں تک کہ میرے پاس آ کر بیٹھ جائے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس میں عبداللہ بن مؤمل راوی ضعیف ہے۔

542...... بَابُ: هَلْ يُقَدِّمُ الرَّجُلُ رِجْلَهُ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيسِهِ؟

کیا آدمی اپنے ہم نشیں کے سامنے پاؤں پھیلا سکتا ہے

1147 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزَّاهِرِيَّةِ قَالَ............

حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ مُرَّةَ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَوَجَدْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيَّ جَالِسًا فِي حَلْقَةٍ مَادًّا رِجْلَيْهِ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَلَمَّا رَآنِي قَبَضَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ لِي: تَدْرِي لِأَيِّ شَيْءٍ مَدَدْتُ رِجْلَيَّ؟ لِيَجِيءَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَيَجْلِسَ.

کثیر بن مرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں جمعہ کے روز مسجد میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ ایک حلقہ میں تشریف فرما ہیں اور انہوں نے اپنے پاؤں سامنے پھیلائے ہوئے ہیں۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو پاؤں اکٹھے کر لیے، پھر مجھ سے فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ میں نے پاؤں کیوں پھیلائے ہوئے تھے؟ اس لیے کہ کوئی نیک آدمی آ کر بیٹھ جائے۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ اچھا ہم نشین تلاش کرنا چاہیے اور کسی مجلس میں اس لیے جگہ روکنا کہ کوئی اچھا آدمی بیٹھے تو ایسا کرنا جائز ہے، نیز ایسا معاملہ جس کے بارے میں کسی کے دل میں ملال آنے کا اندیشہ ہو یا وہ اس کو برا تصور کر سکتا ہو تو اس کی قبل از وقت وضاحت کر دینا مناسب ہے۔

543...... بَابُ الرَّجُلُ يَكُونُ فِي الْقَوْمِ فَيَبْزُقُ

مجلس میں بیٹھا ہو تو کہاں تھوکے؟

1148 - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنِي زُرَارَةُ بْنُ كَرِيمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو السَّهْمِيُّ............

(١١٤٦) ضعيف: أخرجه ابن حبان فى روضة العقلاء: ١/ ١١٧ـ والبيهقى فى الشعب: ٩١٢٢ـ والخطيب فى الفقيه والمتفقه: ٢/ ٢٢٦.

(١١٤٧) حسن.

(١١٤٨) حسن: أخرجه ابن ابى عاصم فى الاحاد: ١٢٥٧ـ والطبرانى فى الكبير: ٣/ ٢٤ـ وأبو نعيم فى معرفة الصحابه: ٢٠٧٩ـ والمزى فى تهذيب الكمال: ٥/ ٢٦٤ـ وأبو داؤد: ١٧٤٢.

أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ عَمْرٍو السَّهْمِيَّ حَدَّثَهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِمِنًى - أَوْ بِعَرَفَاتٍ - وَقَدْ أَطَافَ بِهِ النَّاسُ، وَيَجِيءُ الْأَعْرَابُ، فَإِذَا رَأَوْا وَجْهَهُ قَالُوا: هَذَا وَجْهٌ مُبَارَكٌ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اسْتَغْفِرْ لِي، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا)) ، فَدُرْتُ فَقُلْتُ: اسْتَغْفِرْ لِي، قَالَ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا)) ، فَدُرْتُ فَقُلْتُ: اسْتَغْفِرْ لِي، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا)) ، فَذَهَبَ يَبْزُقُ، فَقَالَ بِيَدِهِ فَأَخَذَ بِهَا بُزَاقَهُ، وَمَسَحَ بِهِ نَعْلَهُ، كَرِهَ أَنْ يُصِيبَ أَحَدًا مِنْ حَوْلِهِ.

حارث بن عمرو سہمی بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ منی یا عرفات میں تھے۔ لوگوں نے آپ کو گھیر رکھا تھا۔ دیہاتی لوگ آ رہے تھے، جب وہ آپ کا چہرہ مبارک دیکھتے تو کہتے: یہ مبارک چہرہ ہے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے لیے استغفار فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! ہمیں بخش دے۔'' میں گھوم کر پھر آیا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میری مغفرت کی دعا کریں۔ آپ نے فرمایا: ''اے اللہ ہمیں بخش دے۔'' پھر آپ تھوکنے لگے تو ہاتھ منہ کے آگے رکھ کر ہاتھ کے ذریعے تھوک پھینکا اور پھر جوتے کے ذریعے مل دیا۔ آپ نے ناپسند کیا کہ وہ کسی اور کو لگے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مطلب یہ ہے کہ مجلس میں اگر تھوک آ جائے تو کسی کے سامنے نہیں تھوکنا چاہیے کیونکہ اس سے بندے کی شخصیت مجروح ہوتی ہے۔ کسی رومال وغیرہ میں تھوک لے اور اگر زمین کچی ہو، فرش وغیرہ نہ ہو تو ہاتھ منہ کے آگے رکھ کر ایک طرف ہو کر تھوک لے اور ہاتھ کے ذریعے زمین پر پھینک کر اس کو جوتے وغیرہ سے مل دے اور اس پر مٹی ڈال دے تا کہ اس کا جرم نظر نہ آئے اور کسی دوسرے آدمی کے کپڑے وغیرہ کو نہ لگے۔

(۲) استغفار کے حوالے سے آپ نے تنبیہ فرمائی کہ اللہ کی وسیع رحمت کو محدود نہیں کرنا چاہیے کہ انسان صرف اپنے لیے مغفرت طلب کرے بلکہ تمام اہل ایمان کے لیے بخشش مانگنی چاہیے۔

(۳) اگر زمین پختہ اور فرش وغیرہ ہو تو اس پر تھوک پھینکنے کے بجائے کپڑے وغیرہ پر تھوک کر بعد ازاں اسے صاف کر لینا چاہیے۔

544...... بَابُ مَجَالِسِ الصُّعُدَاتِ

''چوپالوں یا تھڑوں'' پر بیٹھنے کا بیان

1149 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمَجَالِسِ بِالصُّعُدَاتِ،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے گھروں کے سامنے ''تھڑوں'' پر بیٹھنے سے منع فرمایا تو لوگوں نے کہا: اللہ

(۱۱۴۹) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الادب: ٤٨١٦ـ والصحيحة: ١٥٦١.

فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَيَشُقُّ عَلَيْنَا الْجُلُوسُ فِي بُيُوتِنَا؟ قَالَ: ((فَإِنْ جَلَسْتُمْ فَأَعْطُوا الْمَجَالِسَ حَقَّهَا))، قَالُوا: وَمَا حَقُّهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((إِدْلَالُ السَّائِلِ، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَغَضُّ الْأَبْصَارِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)).

کے رسول! گھروں کے اندر بیٹھے رہنا ہمارے لیے باعث مشقت ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر تمہارا چارہ نہ ہو تو پھر ان مجلسوں کا حق ادا کرو۔ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! ان کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''راستہ پوچھنے والے کی راہنمائی کرنا، سلام کا جواب دینا، نگاہوں کو پست رکھنا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔''

1150 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ..........

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا لَنَا بُدٌّ مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَّا إِذْ أَبَيْتُمْ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ))، قَالُوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)).

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''راستوں پر بیٹھنے سے بچو۔'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارا ان مجلسوں میں بیٹھنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا اگر تمہارا اصرار ہے تو پھر راستے کا حق ادا کرو۔'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! راستے کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نظر کو بچا کر رکھنا، تکلیف دہ چیز راستے سے ہٹا دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔''

فائدہ: ......عربوں میں رواج تھا کہ وہ گھروں کے سامنے کھلی جگہ پر گلیوں میں بیٹھ کر گپ شپ کرتے تھے کیونکہ گھروں میں خواتین ہوتی تھیں۔ یہ بیٹھکیں راستوں کے اوپر ہوتیں جس سے گزرنے والی خواتین کے لیے بھی مشکل پیدا ہوتی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چوراہوں پر بیٹھنے سے منع کیا تو صحابہ کرام نے اپنی مجبوری ظاہر کی کہ گھروں میں ہمارے پاس انتظام نہیں ہے اس لیے ہمیں اس کی اجازت مرحمت فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آداب کے ساتھ وہاں مجلسیں جمانے کی اجازت دے دی۔

(١١٥٠) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب المظالم: ٢٤٦٥ـ ومسلم: ٢١٢١ـ وأبو داؤد: ٤٨١٥.

545...... بَابُ مَنْ أَدْلَى رِجْلَيْهِ إِلَى الْبِئْرِ إِذَا جَلَسَ وَكَشَفَ عَنِ السَّاقَيْنِ

کنویں میں پاؤں لٹکا کر اور پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا کر بیٹھنا

1151 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ..........

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا إِلَى حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ الْمَدِينَةِ لِحَاجَتِهِ، وَخَرَجْتُ فِي أَثَرِهِ، فَلَمَّا دَخَلَ الْحَائِطَ جَلَسْتُ عَلَى بَابِهِ، وَقُلْتُ: لَأَكُونَنَّ الْيَوْمَ بَوَّابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَأْمُرْنِي، فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضَى حَاجَتَهُ وَجَلَسَ عَلَى قُفِّ الْبِئْرِ، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ، وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِيَسْتَأْذِنَ عَلَيْهِ لِيَدْخُلَ، فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ، فَوَقَفَ، وَجِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ؟ فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ))، فَدَخَلَ فَجَاءَ عَنْ يَمِينِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَاءَ عُمَرُ، فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ))، فَجَاءَ عُمَرُ عَنْ يَسَارِ

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک دن مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ کی طرف حاجت کی غرض سے نکلے اور میں بھی آپ کے پیچھے ہولیا۔ جب آپ باغ میں داخل ہوگئے تو میں دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے کہا: آج میں آپ کے کہے بغیر ہی ضرور آپ کا دربان بنوں گا۔ چنانچہ نبی ﷺ باغ کے اندر چلے گئے اور حاجت پوری کرنے کے بعد کنویں کی منڈیر پر بیٹھ گئے اور پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا کر پاؤں کنویں میں لٹکا لیے۔ اتنے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آگئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے کہا: رکیے، یہاں تک کہ میں آپ کے لیے اجازت مانگ لوں، چنانچہ وہ رک گئے اور میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! ابوبکر آپ کے پاس آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی سنا دو۔'' چنانچہ وہ اندر آئے اور نبی ﷺ کی دائیں جانب بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا کر دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا لیے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے تو انہیں بھی میں نے کہا کہ رکیے، یہاں تک کہ میں آپ ﷺ سے تمہارے لیے اجازت طلب کروں۔ چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے اندر آنے کی اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو۔'' چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی بائیں جانب آئے اور پنڈلیوں سے کپڑا

(١١٥١) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الفتن: ٧٠٩٧ـ ومسلم: ٢١٧٧.

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَامْتَلَأَ الْقُفُّ، فَلَمْ يَكُنْ فِيهِ مَجْلِسٌ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ، فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَهَا بَلَاءٌ يُصِيبُهُ))، فَدَخَلَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَهُمْ مَجْلِسًا، فَتَحَوَّلَ حَتَّى جَاءَ مُقَابِلَهُمْ عَلَى شَفَةِ الْبِئْرِ، فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ دَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَجَعَلْتُ أَتَمَنَّى أَنْ يَأْتِيَ أَخٌ لِي، وَأَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يَأْتِيَ بِهِ، فَلَمْ يَأْتِ حَتَّى قَامُوا قَالَ ابْنُ الْمُسَيِّبِ: فَأَوَّلْتُ ذَلِكَ قُبُورَهُمْ، اجْتَمَعَتْ هَا هُنَا، وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ.

ہٹا کر پاؤں کنویں میں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ منڈیر بھر گئی اور اس میں کوئی جگہ نہ بچی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے کہا: اپنی جگہ پر ٹھہریے، یہاں تک کہ میں آپ کے لیے اجازت طلب کروں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے اجازت دے دیں اور جنت کی بشارت دے دیں اور اس کے ساتھ آزمائش بھی ہوگی۔ چنانچہ وہ داخل ہوئے اور ان کے ساتھ بیٹھنے کی جگہ نہ پائی تو دوسری طرف سے آکر ان کے سامنے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا کر دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ میں خواہش کرنے لگا کہ میرا بھائی آجائے اور میں اللہ سے دعا کرنے لگا کہ وہ اسے لے آئے لیکن وہ اس وقت آیا جب وہ اٹھ گئے۔

ابن مسیّب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے یہ تعبیر کی کہ ان تینوں کی قبریں اکٹھی اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر علیحدہ ہوگی۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ پنڈلیوں سے کپڑا ہٹانا خلاف مروت نہیں اور اگر کوئی شخص دوست احباب کی مجلس میں ایسا کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۲) اس سے خلفائے ثلاثہ کا قطعی طور پر جنتی ہونا ثابت ہوا، اس لیے ان کے ایمان میں شک کرنے والا خود ایمان سے خالی ہے۔

(۳) بوقت ضرورت گھر پر چوکیدار مقرر کرنا جائز ہے۔

(۴) امام ابن مسیّب رحمہ اللہ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کا عملی اظہار دنیا میں اس طرح ہوا کہ جس طرح وہ کنویں پر بیٹھے تھے اسی طرح قبروں میں بھی محو استراحت ہوئے۔

(۵) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی اور وہ جس آزمائش سے گزرے اس میں کامیاب ہوئے اور پھر ان کے بعد امت کا شیرازہ بکھر گیا۔ اور وہ اختلاف کا شکار ہوگئی۔

1152 - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ.......... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي طَائِفَةِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دن کے کسی

(١١٥٢) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب البيوع: ٢١٢٢ـ ومسلم: ٢٤٢١.

النَّهَارِ لَا يُكَلِّمُنِي وَلَا أُكَلِّمُهُ، حَتَّى أَتَى سُوقَ بَنِي قَيْنُقَاعٍ، فَجَلَسَ بِفِنَاءِ بَيْتِ فَاطِمَةَ، فَقَالَ: ((أَثَّمَ لُكَعُ؟ أَثَّمَ لُكَعُ؟)) فَحَبَسَتْهُ شَيْئًا، فَظَنَنْتُ أَنَّهَا تُلْبِسُهُ سِخَابًا أَوْ تُغَسِّلُهُ، فَجَاءَ يَشْتَدُّ حَتَّى عَانَقَهُ وَقَبَّلَهُ، وَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَحْبِبْهُ، وَأَحْبِبْ مَنْ يُحِبُّهُ)).

حصے میں باہر نکلے۔ نہ آپ مجھ سے کوئی بات کرتے اور نہ میں نے آپ سے کوئی بات کی یہاں تک کہ آپ بنو قینقاع کے بازار میں آئے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے صحن میں آ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''کیا یہاں چھوٹے صاحب ہیں، کیا یہاں چھوٹے صاحب ہیں۔'' چنانچہ انہیں (حضرت حسن کو) ان کی والدہ نے کسی ضرورت سے روک لیا۔ میں نے خیال کیا کہ ان کی والدہ ان کو ہار پہنا رہی ہیں یا نہلا رہی ہیں۔ پھر وہ دوڑتے ہوئے آئے یہاں تک کہ آپ کے گلے سے لپٹ گئے۔ آپ نے انہیں بوسہ دیا اور فرمایا: ''اے اللہ تو اس سے محبت فرما اور اس سے بھی محبت فرما جو اس سے محبت کرے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث کا بظاہر باب سے کوئی تعلق نہیں، تاہم اس میں آپ کا باہر جانا ثابت ہے اور پہلی حدیث میں بھی آپ کے باہر جانے کا ذکر ہے۔

(۲) اس سے آپ کی تواضع اور بچوں کے ساتھ شفقت اور لگاؤ کا پتا چلا، نیز سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ظاہر ہوتی ہے۔

(۳) چھوٹے بچوں کو ہار وغیرہ پہنائے جا سکتے ہیں، تاہم سونا پہننا ہر صورت ناجائز ہے۔

(۴) حدیث کے ظاہری الفاظ سے ایسے لگتا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر بنی قینقاع کے بازار میں تھا جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں۔ دراصل یہ روایت مختصر ہے مفصل روایت میں یہ ہے کہ آپ واپس آئے اور پھر فاطمہ کے گھر کے صحن میں تشریف فرما ہوئے۔ تفصیل کے لیے اس کتاب کی حدیث (۱۱۸۳) ملاحظہ کریں۔

546...... بَابُ إِذَا قَامَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ مَجْلِسِهِ لَمْ يَقْعُدْ فِيهِ

جب کوئی آدمی مجلس سے اٹھ کر جگہ دے تو اس کی جگہ پر نہ بیٹھے

1153 - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ............

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُقِيمَ الرَّجُلَ مِنَ الْمَجْلِسِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ.

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا قَامَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ مَجْلِسِهِ لَمْ يَجْلِسْ فِيهِ.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص کسی کو اس کی جگہ سے اٹھائے اور پھر خود وہاں بیٹھ جائے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے اگر کوئی آدمی اپنی جگہ سے اٹھتا تو وہ وہاں نہیں بیٹھتے تھے۔

(۱۱۵۳) صحیح: أخرجه البخاري، كتاب الأسئذان: ٦٢٧٠۔ ومسلم: ٢١٧٧.

فائدہ: ......کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھنا دوسرے کی حق تلفی ہے اس لیے آپ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا بلکہ حکم دیا کہ مجلس میں وسعت پیدا کرلیا کرو۔ اگر کوئی از خود جگہ دے تو احتیاط کے پیش نظر وہاں بھی نہ بیٹھا جائے کیونکہ اٹھانا کبھی زبان سے کہہ کر ہوتا ہے اور کبھی مقام و مرتبہ کا رعب بھی اس کا سبب بنتا ہے اس لیے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے اگر کوئی نشست چھوڑتا تو بھی وہاں نہ بیٹھتے۔

547...... بَابُ الْأَمَانَةِ امانت کا بیان

1154 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ ثَابِتٍ............

عَنْ أَنَسٍ: خَدَمْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، حَتَّى إِذَا رَأَيْتُ أَنِّي قَدْ فَرَغْتُ مِنْ خِدْمَتِهِ قُلْتُ: يَقِيلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ، فَإِذَا غِلْمَةٌ يَلْعَبُونَ، فَقُمْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِمْ إِلَى لَعِبِهِمْ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَهَى إِلَيْهِمْ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ دَعَانِي فَبَعَثَنِي إِلَى حَاجَةٍ، فَكَانَ فِي فَيْءٍ حَتَّى أَتَيْتُهُ وَأَبْطَأْتُ عَلَى أُمِّي، فَقَالَتْ: مَا حَبَسَكَ؟ قُلْتُ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى حَاجَةٍ، قَالَتْ: مَا هِيَ؟ قُلْتُ: إِنَّهُ سِرٌّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتِ: احْفَظْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ، فَمَا حَدَّثْتُ بِتِلْكَ الْحَاجَةِ أَحَدًا مِنَ الْخَلْقِ، فَلَوْ كُنْتُ مُحَدِّثًا حَدَّثْتُكَ بِهَا.

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نے آپ ﷺ کی خدمت کی۔ یہاں تک کہ جب میں نے دیکھا کہ میں آپ کی خدمت سے فارغ ہوں، تو میں نے کہا کہ اب نبی ﷺ قیلولہ (دوپہر کو آرام) کریں گے تو میں آپ کے پاس سے نکل آیا۔ باہر بچے کھیل رہے تھے تو میں کھڑا ہو کر ان کا کھیل دیکھنے لگا۔ چنانچہ نبی ﷺ تشریف لائے اور ان کے پاس آ کر رک گئے انہیں سلام کہا، پھر مجھے بلایا اور کسی کام کے لیے بھیج دیا۔ آپ میرے واپس آنے تک وہاں سائے میں کھڑے رہے۔ مجھے اپنی والدہ کے پاس جانے سے دیر ہوگئی تو انہوں نے پوچھا: تم نے دیر کیوں کر دی؟ میں نے کہا: مجھے نبی ﷺ نے کسی کام کے لیے بھیجا تھا۔ انہوں نے پوچھا: کس کام کے لیے بھیجا تھا؟ میں نے کہا: وہ نبی ﷺ کا راز ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے راز کی حفاظت کرنا۔ پھر میں نے آپ ﷺ کی یہ بات مخلوق میں سے کسی کو نہیں بتائی۔ (انس رضی اللہ عنہ اپنے شاگرد کو فرما رہے ہیں کہ) اگر میں کسی کو بتاتا تو وہ بات تمہیں بتاتا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) امانت کا مفہوم نہایت وسیع ہے۔ اسے صرف مالی معاملات تک محدود کرنا درست نہیں۔ کسی کا راز بھی امانت ہوتا ہے اس لیے اسے فاش کرنے والا خائن تصور ہوگا۔ رسول اکرم ﷺ نے مجلسوں

(١١٥٤) صحيح: أخرجه مسلم مختصراً: ٢٤٨٢۔ وابن أبي شيبة: ٢٥٥٣٠۔ وأحمد: ١٣٠٢٢.

کو بھی امانت قرار دیا ہے، یعنی کسی مجلس کی خاص بات آگے کرنے والا آدمی خائن تصور ہوگا۔ انسان کا مال، اس کی صحت، صلاحیت حتی کہ پوری زندگی امانت ہے جس کو ضائع کرنا امانت کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ اسی لیے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ((لا دین لمن لا أمانة له)) ''جو امین نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔''

(۲) والدین کو چاہیے کہ بچوں کی اس انداز سے تربیت کریں کہ یہ اخلاقی اقدار بچپن ہی سے ان میں پختہ ہو جائیں جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی والدہ نے کیا۔ نیز معلوم ہوا کہ کسی سے دوسرے کے راز کے بارے میں استفسار کرنا درست نہیں۔

548...... بَابُ إِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ جَمِيعًا

کسی کی طرف متوجہ ہوں تو پوری طرح متوجہ ہونے کا بیان

1155 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ....

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَصِفُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ رَبْعَةً، وَهُوَ إِلَى الطُّوَلِ أَقْرَبُ، شَدِيدُ الْبَيَاضِ، أَسْوَدُ شَعْرِ اللِّحْيَةِ، حَسَنُ الثَّغْرِ، أَهْدَبُ أَشْفَارِ الْعَيْنَيْنِ، بَعِيدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، مُفَاضُ الْجَبِينِ، يَطَأُ بِقَدَمِهِ جَمِيعًا، لَيْسَ لَهَا أَخْمَصُ، يُقْبِلُ جَمِيعًا، وَيُدْبِرُ جَمِيعًا، لَمْ أَرَ مِثْلَهُ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا حلیہ بیان کرتے ہوئے کہا: آپ کا قد مبارک درمیانہ تھا لیکن قدرے درازی تھی۔ رنگ نہایت سفید، داڑھی کے بال خوب کالے تھے، دانت نہایت خوبصورت اور آنکھوں کی پلکیں دراز تھیں۔ دونوں مونڈھوں کے درمیان دوری تھی۔ آپ کے رخسار برابر تھے۔ پورا قدم جما کر چلتے، تلووں میں گہرائی نہیں تھی۔ جب کسی طرف متوجہ ہوتے تو پوری طرح متوجہ ہوتے اور جب رخ پھیرتے تو بھی پوری طرح ادھر متوجہ ہوتے۔ میں نے آپ سے پہلے اور بعد آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب کسی طرف جاتے یا کسی سے بات کرتے تو پوری توجہ اس طرف ہوتی۔ ایسا نہیں تھا کہ آپ بات کسی سے کر رہے ہوں اور توجہ کہیں اور ہو یا چل کسی طرف رہے اور توجہ یا منہ کسی اور طرف ہو۔ اگر کسی طرف دیکھنا ہوتا تو مکمل مڑ کر دیکھتے۔

(۲) اس کے علاوہ آپ کی دیگر صفات کا ذکر بھی ہے کہ آپ کا قد زیادہ لمبا نہیں تھا بلکہ درمیانہ لمبا تھا۔ لوگوں میں کھڑے ہوتے تو دراز معلوم ہوتے۔

(۱۱۵۵) حسن لغیره: أخرجه معمر فی جامعه: ۲۰۴۹۰۔ والطبرانی فی مسند الشامیین: ۱۷۱۷۔ والبیهقی فی دلائل النبوة: ۱/ ۲۵۱۔ وابن عساكر فی تاريخ دمشق: ۳/ ۲۶۹.

(۳) پاؤں زیادہ ٹیڑھا نہ تھا کہ تلووں میں زیادہ خلا ہو بلکہ معمولی سی گہرائی تھی۔ پاؤں کا زیادہ حصہ زمین سے مس کرتا تھا۔اسی طرح آپ کے شانوں کا ذکر ہے کہ وہ چوڑے تھے۔

549...... بَابُ إِذَا أَرْسَلَ رَجُلًا فِي حَاجَةٍ فَلَا يُخْبِرُهُ

جب کوئی آدمی کسی کو کسی دوسرے آدمی کو بلانے کے لیے بھیجے تو قاصد اسے تفصیل سے بتائے بغیر صرف بلا کر لائے

1156 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ............ عَـنْ أَبِيـهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ لِي عُمَرُ: إِذَا أَرْسَلْتُكَ إِلَى رَجُلٍ، فَلَا تُخْبِرْهُ بِمَا أَرْسَلْتُكَ إِلَيْهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يُعِدُّ لَهُ كِذْبَةً عِنْدَ ذَلِكَ.

سیدنا اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: جب میں تمہیں کسی آدمی کے پاس بھیجوں کہ اسے بلا کر لاؤ تو یہ مت بتایا کرو کہ میں نے اسے کس لیے بلایا ہے کیونکہ اس طرح شیطان اسے (اس بات کے حوالے سے) جھوٹ تیار کر دے گا (اور وہ صحیح بات نہیں بتائے گا)۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔اس میں عبداللہ بن زید بن اسلم راوی لین ہے لیکن ابن وہب اور ابن شیبہ کے ہاں اس کی متابعت موجود ہے اس لیے یہ موقوف اثر صحیح ثابت ہے۔

550...... بَابُ هَلْ يَقُولُ: مِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتَ؟

کیا کسی سے پوچھا جاسکتا ہے کہ کہاں سے آرہے ہو؟

1157 - حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ لَيْثٍ............ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُحِدَّ الرَّجُلُ النَّظَرَ إِلَى أَخِيهِ، أَوْ يُتْبِعَهُ بَصَرَهُ إِذَا قَامَ مِنْ عِنْدِهِ، أَوْ يَسْأَلَهُ: مِنْ أَيْنَ جِئْتَ، وَأَيْنَ تَذْهَبُ؟

مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ تیز نظروں سے مسلمان بھائی کی طرف دیکھنا ناپسند کرتے تھے۔ اسی طرح جب وہ اٹھ کر جانے لگے تو پیچھے سے اسے دیکھتے رہنا (کہ کدھر جاتا ہے) بھی ناپسند کرتے تھے، نیز یہ پوچھنا بھی ناپسند کرتے تھے کہ کدھر سے آئے ہو اور کہاں جا رہے ہو۔

1158 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ............

(١١٥٦) ضعيف الإسناد موقوفا: أخرجه ابن وهب فى الجامع: ٦٢۔ وابن شبة فى تاريخ المدينة: ٢/ ٧٥٢.

(١١٥٧) ضعيف: انظر الحديث: ٧٧١. اس کی سند میں لیث بن ابی سلیم راوی ضعیف ہے۔

(١١٥٨) ضعيف: أخرجه أبو يوسف فى الآثار، ص: ١١٠۔ وهو فى الموطا بنحوه: ١/ ٤٢٤.

عَنْ مَالِكِ بْنِ زُبَيْدٍ قَالَ: مَرَرْنَا عَلَى أَبِي ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ، فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتُمْ؟ قُلْنَا: مِنْ مَكَّةَ، أَوْ مِنَ الْبَيْتِ الْعَتِيقِ، قَالَ: هَذَا عَمَلُكُمْ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا مَعَهُ تِجَارَةٌ وَلا بَيْعٌ؟ قُلْنَا: لا، قَالَ: اسْتَأْنِفُوا الْعَمَلَ.

مالک بن زبید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم ربذہ کے مقام پر سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے پوچھا: تم کہاں سے آئے ہو؟ ہم نے کہا: مکہ یا بیت العتیق سے آ رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: بس تمہیں یہی کام تھا؟ ہم نے کہا: ہاں۔ انہوں نے فرمایا: اس کے ساتھ تجارت یا خرید وفروخت کا کوئی اور مقصد نہیں؟ ہم نے کہا: نہیں۔ انہوں نے فرمایا: اب نئے سرے سے عمل شروع کرو (اللہ نے پہلے تمام گناہ معاف کر دیے ہیں)۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، اس میں مالک بن زبید راوی مجہول ہے۔ تاہم کسی سے یہ پوچھنے میں کوئی حرج نہیں کہ کہا سے آئے ہو۔ البتہ کسی کی ٹوہ میں رہنا درست نہیں۔

551...... بَابُ مَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ

ایسے لوگوں کی بات سننا جو بات سنانے کو ناپسند کرتے ہوں

1159 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ..........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ صَوَّرَ صُورَةً كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهِ وَعُذِّبَ، وَلَنْ يَنْفُخَ فِيهِ وَمَنْ تَحَلَّمَ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَعُذِّبَ، وَلَنْ يَعْقِدَ بَيْنَهُمَا، وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ يَفِرُّونَ مِنْهُ، صُبَّ فِي أُذُنَيْهِ الْآنُكُ)).

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کوئی تصویر بنائی قیامت کے دن اسے مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے اور عذاب دیا جائے گا اور وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔ اور جس نے جھوٹا خواب بنایا تو اسے مجبور کیا جائے گا وہ جو کے دو دانوں میں گرہ لگائے اور عذاب دیا جائے گا اور وہ ہرگز ان کو آپس میں گرہ نہیں لگا سکے گا اور جس نے ایسے لوگوں کی بات سننے کی کوشش کی جو اس سے بھاگتے ہوں، یعنی بات نہ سنانا چاہتے ہوں تو اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔''

فوائد ومسائل: ......(۱) تصویر بنانا اور بنوانا حرام ہے۔ اس سے مراد جانداروں کی تصاویر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویریں بنانے والوں کے لیے سخت وعید سنائی ہے۔ اس لیے اس سے ہر ممکن گریز ضروری ہے۔

(۱۱۵۹) صحیح: أخرجه البخاري، کتاب البيوع: ۲۲۲۵، ۵۹۶۳، ۷۰۴۲۔ وأبو داؤد: ۵۰۲۴۔ والترمذي: ۱۷۵۱.

(۲) کوئی شخص اگر کوئی خفیہ بات کر رہا ہوتو اس کی طرف کان لگانا کبیرہ گناہ ہے۔ ہاں اگر عام مجلس میں گفتگو ہو رہی ہو یا ویسے بات کانوں میں پڑ جائے یا ملکی مفاد کے لیے جاسوسی مقصود ہوتو جائز ہوگا۔اسی طرح جھوٹا خواب بنانے کی بھی سخت وعید ہے۔

552...... بَابُ الْجُلُوسِ عَلَى السَّرِيرِ

تخت پر بیٹھنے کا بیان

1160 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُضَارِبٍ..........

عَنِ الْعُرْيَانِ بْنِ الْهَيْثَمِ قَالَ: وَفَدَ أَبِي إِلَى مُعَاوِيَةَ، وَأَنَا غُلَامٌ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ: مَرْحَبًا مَرْحَبًا، وَرَجُلٌ قَاعِدٌ مَعَهُ عَلَى السَّرِيرِ، قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، مَنْ هَذَا الَّذِي تُرَحِّبُ بِهِ؟ قَالَ: هَذَا سَيِّدُ أَهْلِ الْمَشْرِقِ، وَهَذَا الْهَيْثَمُ بْنُ الْأَسْوَدِ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا فُلَانٍ، مِنْ أَيْنَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ؟ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَهْلَ بَلَدٍ أَسْأَلَ عَنْ بَعِيدٍ، وَلَا أَتْرَكَ لِلْقَرِيبِ مِنْ أَهْلِ بَلَدٍ أَنْتَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: يَخْرُجُ مِنْ أَرْضِ الْعِرَاقِ، ذَاتِ شَجَرٍ وَنَخْلٍ.

عریان بن ہیثم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میرے والد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جبکہ میں ابھی لڑکا تھا۔ جب وہ داخل ہوئے تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خوش آمدید، خوش آمدید، ان کے ساتھ تخت پر بیٹھے ایک شخص نے کہا: امیر المومنین! یہ کون ہے جس کو آپ خوش آمدید کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: یہ اہل مشرق (عراق) کے سردار ہیثم بن اسود ہیں۔ میں نے کہا: یہ پوچھنے والے کون ہیں؟ لوگوں نے کہا: یہ عبداللہ بن عمرو بن عاص ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا: اے ابو فلان دجال کہاں سے نکلے گا؟ انہوں نے فرمایا: اس شہر والون سے بڑھ کر میں نے کسی شہر والوں کو نہیں دیکھا کہ وہ قریب والوں کو چھوڑ کر دور والوں سے سوال کرتے ہوں۔تم بھی ان میں سے ہو جہاں سے دجال نکلے گا۔ پھر فرمایا: وہ درختوں اور کھجوروں والی زمین عراق سے نکلے گا۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے اس میں عبداللہ بن مضارب راوی غیر معروف ہے لیکن اس کی متابعت کی گئی ہے دیکھیں: محقق نسخہ از عصام موسی ہادی۔ تاہم تخت پر بیٹھنا جائز ہے جیسا کہ آئندہ حدیث سے ظاہر ہے۔

1161 - حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ دِينَارٍ..........

1161 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ..........

(١١٦٠) ضعيف الإسناد موقوفا: أخرجه ابن ابی شيبة: ٧٥١١۔ بنحوه، وكذا فی جامعه: ٢٠٨٢٩۔ بنحوه أيضًا.

(١١٦١) صحيح: أخرجه البيهقی فی المدخل: ٣٩٨۔ والبخاری: ٥٣۔ انظر المشكاة: ١٦.

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ: جَلَسْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى سَرِيرٍ.

ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تخت پر بیٹھا۔

عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ: كُنْتُ أَقْعُدُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَكَانَ يُقْعِدُنِي عَلَى سَرِيرِهِ، فَقَالَ لِي: أَقِمْ عِنْدِي حَتَّى أَجْعَلَ لَكَ سَهْمًا مِنْ مَالِي، فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ شَهْرَيْنِ.

ابو جمرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا کرتا تو وہ مجھے اپنے تخت پر بٹھاتے۔ ایک دفعہ انہوں نے فرمایا: میرے پاس رک جاؤ یہاں تک کہ میں اپنے مال میں سے تمہارے لیے ایک حصہ مقرر کردوں۔ چنانچہ میں ان کے ہاں دو ماہ تک ٹھہرا رہا۔

فائدہ: ......ابو جمرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حج تمتع کا ارادہ کیا تو لوگوں نے مجھے منع کیا، چنانچہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے حکم دیا کہ کرلو۔ بعدازاں میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص مجھے کہہ رہا ہے کہ تمہارا حج مقبول ہے اور عمرہ بھی قبول ہے۔ میں نے یہ خواب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سنایا تو انہوں نے مجھ سے خوش ہو کر کہا کہ اس کا حج وعمرہ قبول ہو گیا ہے۔ مجھے مذکورہ بات کہی۔ نیز معلوم ہوا کہ تخت پر بیٹھنا جائز ہے۔

1162 - حَدَّثَنَا عُبَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ دِينَارٍ أَبُو خَلْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ...........

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، وَهُوَ مَعَ الْحَكَمِ أَمِيرٌ بِالْبَصْرَةِ عَلَى السَّرِيرِ، يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ، وَإِذَا كَانَ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلَاةِ.

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے امیر بصرہ حکم بن ابوعقیل ثقفی کے ساتھ اس کے تخت پر بیٹھ کر فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم گرمی میں (ظہر کی) نماز ٹھنڈی کر کے (قدرے تاخیر سے) پڑھتے اور جب سردی ہوتی تو جلد نماز پڑھتے۔

فائدہ: ......جمہور اہل علم کے نزدیک گرمی کی شدت ہو تو نماز ظہر قدرے تاخیر سے پڑھنا جائز بلکہ افضل ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ نماز کا وقت ہی گزار دیا جائے۔ باقی نمازیں اول وقت ہی میں ادا کرنا افضل ہے۔ البتہ عشاء کی نماز بھی تاخیر سے پڑھنا افضل ہے۔ (بخاری:۵۷۱)

1163 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَارَكٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ...........

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کھجور کی رسی سے بنی ہوئی ایک

(١١٦٢) حسن الإسناد والمرفوع منه صحيح: أخرجه البيهقي في الكبرى: ٣/ ١٩١۔ المشكاة: ٦٢٠.

(١١٦٣) حسن صحيح: أخرجه ابن ماجه، كتاب الزهد: ٤١٥٣۔ ومسلم الطلاق، باب في الايلاء واعتزال النساء وتخييرهن......: ١٤٧٩۔ ٣٠ من حديث عمر بن يونس به مطولاً.

سَرِيرٍ مَرْمُولٍ بِشَرِيطٍ، تَحْتَ رَأْسِهِ وِسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، مَا بَيْنَ جِلْدِهِ وَبَيْنَ السَّرِيرِ ثَوْبٌ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُمَرُ فَبَكَى، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا يُبْكِيكَ يَا عُمَرُ؟)) قَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ مَا أَبْكِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَّا أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّكَ أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ كِسْرَى وَقَيْصَرَ، فَهُمَا يَعِيشَانِ فِيمَا يَعِيشَانِ فِيهِ مِنَ الدُّنْيَا، وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِالْمَكَانِ الَّذِي أَرَى، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَا تَرْضَى يَا عُمَرُ أَنْ تَكُونَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ؟)) قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((فَإِنَّهُ كَذَلِكَ)).

چارپائی یا تخت پر تشریف فرما تھے۔ آپ کے سر کے نیچے کھجور کی چھال سے بھرا ہوا ایک چمڑے کا تکیہ تھا۔ آپ کے بدن مبارک اور تخت کے درمیان کوئی کپڑا نہ تھا۔ اس دوران سیدنا عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو رو پڑے۔ نبی ﷺ نے ان سے پوچھا: ''عمر تم کیوں روتے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر یہ بات جانتا نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کی حیثیت قیصر وکسریٰ سے کہیں بڑھ کر ہے تو میں نہ روتا۔ وہ کس قدر دنیاوی ناز ونعمت میں رہ رہے ہیں اور آپ اللہ کے رسول اس حال میں ہیں جس کو میں دیکھ رہا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''پھر یہ اسی طرح ہے۔''

فائدہ: ......زمین سے قدرے اونچی لکڑی یا لوہے کی بنائی گئی آرام کرنے کی جگہ کو تخت یا چارپائی کہا جاتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے زہد کا یہ عالم تھا کہ کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی اس چارپائی پر کوئی کپڑا یا بستر ڈالے بغیر ہی آپ تشریف فرما تھے۔ نیز معلوم ہوا کہ چارپائی یا تخت پر بیٹھنا تکبر نہیں ہے بشرطیکہ وہ تخت سونے چاندی کا نہ ہو۔

1164 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ............

عَنْ أَبِي رِفَاعَةَ الْعَدَوِيِّ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، رَجُلٌ غَرِيبٌ جَاءَ يَسْأَلُ عَنْ دِينِهِ، لَا يَدْرِي مَا دِينُهُ، فَأَقْبَلَ إِلَيَّ وَتَرَكَ خُطْبَتَهُ، فَأُتِيَ بِكُرْسِيٍّ خِلْتُ قَوَائِمَهُ حَدِيدًا - قَالَ حُمَيْدٌ: أُرَاهُ خَشَبًا أَسْوَدَ حَسِبَهُ حَدِيدًا - فَقَعَدَ عَلَيْهِ، فَجَعَلَ يُعَلِّمُنِي مِمَّا عَلَّمَهُ

ابو رفاعہ عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! ایک پردیسی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہے جو اپنے دین کے بارے میں پوچھتا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ اس کا دین کیا ہے؟ چنانچہ آپ خطبہ چھوڑ کر میرے پاس تشریف لائے، پھر ایک کرسی لائی گئی میرے خیال کے مطابق اس کی ٹانگیں لوہے کی تھیں۔ (حمید کہتے ہیں کہ میرے خیال میں وہ کالی لکڑی کی تھیں جسے انہوں نے لوہے

(١١٦٤) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الجمعة: ٨٦٧ـ والنسائي: ٥٣٧٧.

اللّٰهُ ، ثُمَّ أَتَمَّ خُطْبَتَهُ آخِرَهَا .

کی سمجھا) چنانچہ آپ اس پر بیٹھ گئے۔ پھر آپ مجھے وہ احکام سکھانے لگے جو اللہ نے آپ کو سکھائے تھے۔ پھر بعدازاں آپ نے اپنا خطبہ مکمل فرمایا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے رسول اکرم ﷺ کے اخلاق کریمہ کا پتا چلتا ہے کہ آپ کس قدر حسن اخلاق کے حامل اور عظیم معلم تھے۔ ہر معلم کو آپ کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔

(۲) طلبہ کو چاہیے کہ وہ استاد کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھ کر احسن انداز میں سوال کریں اور استاد کو بھی رسول اکرم ﷺ جیسا مشفقانہ رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

(۳) استاد اگر طلبہ کو درس دے رہا ہو تو ایمان کے متعلق سوال کرنے والے کو، خصوصاً جب وہ نومسلم ہو، خطبہ چھوڑ کر پہلے بتانا چاہیے۔

(۴) طالب علم اگر غیر مناسب وقت میں بھی علم سیکھنے آجائے تو برا محسوس نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے احکام الٰہی کی تعلیم دینی چاہیے۔

(۵) باب کے ساتھ تعلق اس طرح ہے کہ آپ کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور کرسی بھی تخت ہی کی قسم ہے۔ اس سے تخت پر بیٹھے کا جواز ثابت ہوا خواہ دوسرے لوگ نیچے بیٹھے ہوں۔

(۶) مسجد میں کرسی وغیرہ رکھی جا سکتی ہے۔

1165 - حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ............

عَنْ مُوسَى بْنِ دِهْقَانَ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ جَالِسًا عَلَى سَرِيرِ عَرُوسٍ ، عَلَيْهِ ثِيَابٌ حُمْرٌ .

موسیٰ بن دہقان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دلہن والے تخت پر بیٹھے دیکھا جبکہ انہوں نے سرخ کپڑے زیب تن کر رکھے تھے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے اس میں موسیٰ بن دھقان راوی ضعیف ہے۔ تاہم مردوں کے لیے سرخ دھاری دار لباس پہننا جائز ہے بشرطیکہ وہ عورتوں کے مشابہ نہ ہو۔

1165 - وَعَنْ أَبِيهِ............

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسًا جَالِسًا عَلَى سَرِيرٍ وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى .

عمران بن مسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ تخت پر تشریف فرما تھے جبکہ آپ نے ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی ہوئی تھی۔

(١١٦٥) ضعيف الإسناد موقوفا.

(١١٦٥) حسن: أخرجه ابن أبي شيبة: ٢٥٥١٥ـ وابن سعد في الطبقات: ٢٣/٧.

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ تخت پر اس انداز سے بیٹھنا کہ ایک ٹانگ دوسری پر ہو، جائز ہے۔ یہ تکبر نہیں ہے۔

553...... بَابُ إِذَا رَأَى قَوْمًا يَتَنَاجَوْنَ فَلَا يَدْخُلْ مَعَهُمْ

جب لوگوں کو دیکھے کہ وہ خفیہ بات کر رہے ہیں تو ان کے پاس نہ جائے

1166 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ .... سَعِيدًا الْمَقْبُرِيَّ يَقُولُ: مَرَرْتُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ، وَمَعَهُ رَجُلٌ يَتَحَدَّثُ، فَقُمْتُ إِلَيْهِمَا، فَلَطَمَ فِي صَدْرِي فَقَالَ: إِذَا وَجَدْتَ اثْنَيْنِ يَتَحَدَّثَانِ فَلَا تَقُمْ مَعَهُمَا، وَلَا تَجْلِسْ مَعَهُمَا، حَتَّى تَسْتَأْذِنَهُمَا، فَقُلْتُ: أَصْلَحَكَ اللّٰهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، إِنَّمَا رَجَوْتُ أَنْ أَسْمَعَ مِنْكُمَا خَيْرًا.

سعید مقبری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرا تو وہ ایک آدمی کے ساتھ کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ میں بھی ان کے پاس کھڑا ہو گیا تو انہوں نے میرے سینے پر تھپڑ مارا اور فرمایا: جب تم دیکھو کہ دو آدمی باتیں کر رہے ہیں تو ان سے اجازت لیے بغیر ان کے پاس مت کھڑے ہو اور نہ ان کے پاس بیٹھو۔ میں نے کہا: ابو عبدالرحمٰن! اللہ آپ کا بھلا کرے میں تو اس امید سے کھڑا ہوا تھا کہ آپ سے کوئی اچھی بات سنوں گا۔

1167 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ............ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَنْ تَسَمَّعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، صُبَّ فِي أُذُنِهِ الْآنُكُ وَمَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ شَعِيرَةً.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جس نے کسی قوم کی بات پر کان لگائے جبکہ وہ یہ ناپسند کرتے ہوں تو اس کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ اور جس نے جھوٹا خواب بنایا اس کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ جو کے دانے کو گرہ لگائے۔

فائدہ: ......اگر تین افراد ہوں تو ایک کو الگ کر کے سرگوشی کرنا درست نہیں کیونکہ شیطان اس کے دل میں یہ وسوسہ پیدا کر سکتا ہے کہ یہ میرے خلاف بات کر رہے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ علیحدگی میں کوئی بات کر رہا ہے تو کسی کے لیے جائز نہیں کہ ان کی بات سننے کی کوشش کرے۔ ایسا کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

(١١٦٦) صحیح: أخرجه ابن ابی شیبة: ٢٥٥٦٥۔ وأحمد: ٥٩٤٩.

(١١٦٧) صحیح الإسناد موقوفا وقد صح مرفوعا: انظر الحدیث، رقم: ١١٥٩۔ ن.

554...... بَابُ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ

تین آدمی ہوں تو دو علیحدہ سرگوشی نہ کریں

1168 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً، فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ)).

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تین آدمی ہوں تو ایک کو چھوڑ کر دو علیحدہ سرگوشی نہ کریں۔''

فائدہ: ......اگر تین سے زیادہ افراد ہوں تو پھر دو آدمیوں کا علیحدہ ہو کر گفتگو کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ سرگوشی خیر پر مبنی ہو۔

555...... بَابُ إِذَا كَانُوا أَرْبَعَةً

جب چار آدمی ہوں تو (دو کی سرگوشی جائز ہے)

1169 - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ، فَإِنَّهُ يُحْزِنُهُ ذَلِكَ)).

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم تین آدمی ہو تو ایک کو چھوڑ کر دو علیحدہ ہو کر سرگوشی نہ کریں کیونکہ یہ بات اسے پریشان کرے گی۔''

1170 - وَحَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، قُلْنَا: فَإِنْ كَانُوا أَرْبَعَةً؟ قَالَ: ((لَا يَضُرُّهُ)).

ابو صالح کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی روایت کی مثل بیان کرتے ہیں۔ ابو صالح کہتے ہیں کہ ہم نے کہا: اگر چار ہوں تو؟ انہوں نے فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں۔

1171 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ..........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الْآخَرِ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ہوں تو دو علیحدہ ہو کر بات نہ کریں تا آنکہ

(١١٦٨) صحيح: أخرجه البخارى، كتاب الإستئذان: ٦٢٨٨۔ ومسلم: ٢١٨٣.

(١١٦٩) صحيح: أخرجه البخارى، كتاب الاستئذان: ٦٢٩٠۔ ومسلم: ٢١٨٤۔ وأبو داؤد: ٤٨٥١۔ والترمذى: ٢٨٢٥۔ وابن ماجه؛ ٣٧٧٥.

(١١٧٠) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الادب: ٤٨٥٢۔ انظر الصحيحة: ١٤٠٢.

(١١٧١) صحيح: انظر الحديث، رقم: ١١٦٩.

حَتَّى يَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ، مِنْ أَجْلِ أَنَّ ذَلِكَ يُحْزِنُهُ)).

لوگوں کے ساتھ مل جائیں اس لیے کہ وہ ایک شخص اس وجہ سے غمگین ہوگا۔''

1172 - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ..........

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِذَا كَانُوا أَرْبَعَةً فَلَا بَأْسَ.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب چار آدمی ہوں تو پھر (دو کے الگ ہوکر گفتگو کرنے میں) کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ جب چار یا اس سے زیادہ آدمی ہوں تو کوئی حرج نہیں کہ دو الگ ہوکر گفتگو کریں کیونکہ اس طرح بدظنی پیدا ہونے کا خدشہ نہیں ہے۔

556...... بَابُ إِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ يَسْتَأْذِنُهُ فِي الْقِيَامِ

جب آدمی کسی کے پاس بیٹھے تو اٹھتے وقت اس سے اجازت لے

1173 - حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنْ أَشْعَثَ..........

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، فَقَالَ: إِنَّكَ جَلَسْتَ إِلَيْنَا، وَقَدْ حَانَ مِنَّا قِيَامٌ، فَقُلْتُ: فَإِذَا شِئْتَ، فَقَامَ، فَاتَّبَعْتُهُ حَتَّى بَلَغَ الْبَابَ.

سیدنا ابو بردہ بن ابوموسیٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تو انہوں نے فرمایا: آپ ہمارے پاس بیٹھے رہے جبکہ ہمارے جانے کا وقت ہوگیا ہے۔ میں نے کہا: آپ جانا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ وہ اٹھے تو میں بھی ان کے ساتھ چل دیا یہاں تک کہ وہ گھر کے دروازے پر پہنچ گئے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس میں اشعث راوی ضعیف ہے۔

557...... بَابُ لَا يَجْلِسُ عَلَى حَرْفِ الشَّمْسِ

سورج کی دھوپ میں بیٹھنے کی ممانعت

1174 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ، عَنْ أَبِيهِ..........

أَنَّهُ جَاءَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، فَقَامَ فِي الشَّمْسِ، فَأَمَرَهُ

حصین بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ وہ دھوپ میں

(١١٧٢) صحيح: انظر الحديث، رقم: ١١٧.

(١١٧٣) ضعيف: أخرجه ابن أبي شيبة: ٢٥٦٦٥۔ وابن عساكر في تاريخ دمشق: ٢٩/ ١٣٥.

(١١٧٤) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الادب: ٤٨٢٢۔ انظر الصحيحة: ٨٣٣.

فَتَحَوَّلَ إِلَى الظِّلِّ .

کھڑے ہوگئے تو آپ نے حکم دیا کہ سائے میں ہو جاؤ تو وہ سائے میں ہو گیا۔

فائدہ: ......سائے کے ہوتے ہوئے دھوپ میں بیٹھنا درست نہیں، خصوصاً جب دھوپ نقصان دہ ہو۔ یا پھر وہ صحابی سائے اور دھوپ میں ہوں گے اور اس سے نبی کریم ﷺ نے منع کیا ہے۔ (ابو داود: ۴۸۲۱) اس لیے آپ نے سائے میں بیٹھنے کا حکم دیا۔ کیونکہ ایسی بیٹھک جس میں کچھ سایہ اور کچھ دھوپ ہو شیطان کی بیٹھک ہے۔ (مسند احمد: ۳/ ۴۱۳۔ والصحیحه للألبانی، ح: ۸۳۸) حرف سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں فوراً دھوپ آ جائے۔

558...... بَابُ الِاحْتِبَاءِ فِي الثَّوْبِ

کپڑے میں احتباء کرنا

1175 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ............

أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَبَيْعَتَيْنِ: نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ ، وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ - الْمُلَامَسَةُ: أَنْ يَمَسَّ الرَّجُلُ ثَوْبَهُ ، وَالْمُنَابَذَةُ: يَنْبُذُ الْآخَرُ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ - وَيَكُونُ ذَلِكَ بَيْعَهُمْ عَنْ غَيْرِ نَظَرٍ . وَاللِّبْسَتَيْنِ اشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ - وَالصَّمَّاءُ: أَنْ يَجْعَلَ طَرَفَ ثَوْبِهِ عَلَى إِحْدَى عَاتِقَيْهِ ، فَيَبْدُو أَحَدُ شِقَّيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ - وَاللِّبْسَةُ الْأُخْرَى احْتِبَاؤُهُ بِثَوْبِهِ وَهُوَ جَالِسٌ ، لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ .

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو طرح کے کپڑوں اور دو طرح کی بیعوں سے منع فرمایا ہے۔ بیع میں ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا (ملامسہ یہ ہے کہ آدمی اپنے کپڑے کو چھوئے اور منابذہ یہ ہے کہ آدمی کپڑا دوسرے کی طرف پھینک دے) اور دیکھے بغیر صرف چھونا اور پھینکنا ہی بیع تصور ہو۔ اور دو طرح کے جس لباس سے منع کیا گیا وہ ہے صماء (بولی بکل) صماء یہ ہے کہ کپڑے کا ایک کنارہ ایک کندھے پر اس طرح ڈالا جائے، کہ دوسرے کندھے پر کوئی چیز نہ ہو۔ اور دوسرا لباس بیٹھ کر کپڑے سے گوٹھ مارنا اس طرح کہ شرمگاہ پر علیحدہ کپڑا نہ ہو۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ملامسہ یہ ہے کہ کوئی شخص کپڑا یا کوئی دوسری چیز اس طرح بیچے کہ خریدنے والا دیکھے بغیر صرف چھوئے اور خرید و فروخت پکی ہو جائے۔ اسی طرح منابذہ ایک دوسرے کی طرف دیکھے بغیر چیز پھینک دینا جبکہ اسے دیکھا نہ ہو اور پھینکنے ہی سے بیع پکی ہو جائے۔ یہ دونوں سودے منع اس لیے ہیں کہ ان میں مجہول انداز میں

(۱۱۷۵) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب اللباس: ۵۸۲۰۔ ومسلم: ۱۵۱۲۔ وأبو داؤد: ۳۳۷۹۔ والنسائی: ۴۵۱۴.

قیمت طے کی جا رہی ہے جس سے مشتری یا بائع کو نقصان ہونے کا خدشہ ہے۔ غیر محسوس انداز میں مشتری یا بائع کی عدم رضا کی صورت ہے جو ٹھیک نہیں۔

(۲) صماء کے کئی مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ ایک تو وہ ہے جو حدیث میں بیان ہوا ہے کہ کپڑا اس طرح لینا کہ ایک کندھا ننگا ہو اور ایک مفہوم جو زیادہ راجح ہے وہ ہے کہ ایک ہی چادر اس انداز سے لی جائے کہ ہاتھ اس کے اندر بند ہو جائیں اسے ''بولی بکل'' بھی کہا جاتا ہے۔ احتباء یہ ہے کہ انسان اپنے سرینوں پر اس طرح بیٹھے کہ اس کے دونوں گھٹنے کھڑے ہوں اور ایک کپڑے کے ساتھ گھٹنوں اور کمر کو باندھا ہو اور کوئی دوسرا کپڑا علیحدہ سے شرمگاہ پر نہ ہو تو اس طرح ننگا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے اس لیے اس طرح بیٹھنا منع ہے۔

559...... بَابُ مَنْ أُلْقِيَ لَهُ وِسَادَةٌ

جسے تکیہ پیش کیا جائے

1176 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الْمَلِيحِ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِيكَ زَيْدٍ عَلَى .... عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، فَحَدَّثَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِي، فَدَخَلَ عَلَيَّ، فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ، وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَقَالَ لِي: ((أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ؟)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((خَمْسًا))، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((سَبْعًا))، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((تِسْعًا))، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((إِحْدَى عَشْرَةَ))، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ شَطْرَ الدَّهْرِ: صِيَامُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ)).

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے روزوں کا ذکر کیا گیا تو آپ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ کو تکیہ پیش کیا۔ وہ تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ زمین پر بیٹھ گئے اور تکیہ میرے اور آپ کے درمیان ہو گیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا تمہیں ہر مہینے تین روزے کافی نہیں؟'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول (یہ تھوڑے ہیں) آپ نے فرمایا: ''پانچ روزے۔'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! (یہ تھوڑے ہیں) آپ نے فرمایا: ''سات رکھ لیا کرو۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! (یہ کم ہیں) آپ نے فرمایا: ''نو رکھ لو۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول (نو بھی کم ہیں) آپ نے فرمایا: ''گیارہ''۔ میں عرض کیا: اللہ کے رسول (گیارہ بھی کم ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: داؤد علیہ السلام کے

(۱۱۷۶) صحیح: أخرجه البخاري، كتاب الاستئذان: ٦٢٧٧ـ ومسلم: ١٥١٢ـ والنسائي: ٢٤٠٢.

روزوں سے اوپر کوئی روزے نہیں اور وہ ہیں آدھے سال کے روزے اس طرح کہ ایک دن کا روزہ اور ایک دن افطار۔‘‘

1177 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ ....

عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى أَبِيهِ ، فَأَلْقَى لَهُ قَطِيفَةً فَجَلَسَ عَلَيْهَا .

سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے (بیٹھنے کی درخواست کی اور) چادر آپ کے لیے بچھائی تو آپ اس پر بیٹھ گئے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) حدیث میں آتا ہے کہ تین چیزیں اگر پیش کی جائیں تو انہیں واپس نہیں کرنا چاہیے، تکیہ، دودھ اور خوشبو۔ تاہم اگر انسان لے کر پاس رکھ لے اور استعمال نہ بھی کرے تو جائز ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکیہ لے کر درمیان میں رکھ لیا۔ اس سے آپ کی تواضع اور عاجزی کا بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ دوسروں سے نمایاں ہونا پسند نہیں کرتے تھے۔

(۲) مٹی وغیرہ سے بچنے کے لیے چادر وغیرہ بچھانا جائز ہے، نیز بزرگوں کا احترام کرنا اور مہمانوں کی عزت وتکریم لازمی ہے۔

(۳) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے ہاں آمد کو اپنے لیے اعزاز سمجھتے اور آپ کی تکریم میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے۔

(۴) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نہایت عبادت گزار نوجوان تھے۔ دن کو روز اور رات کو تہجد پڑھتے۔ شادی ہوئی تو بھی یہ عمل جاری رکھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی صورت حال بتائی گئی تو آپ نے انہیں سمجھایا کہ اپنے آپ کو اس قدر مشقت میں مت ڈالو اور اپنی بیوی کا حق بھی ادا کرو۔ زیادہ سے زیادہ مہینے میں پندرہ روزے اور تین دن میں قرآن مجید مکمل کرلو۔

(۵) جب ریاکاری کا خدشہ نہ ہو تو انسان اپنے یا اپنی اولاد کے اچھے اعمال کا ذکر دوسروں سے کرسکتا ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگردوں کو بتایا، نیز اس میں نوجوانوں کے لیے دعوت فکر ہے جو اپنی زندگی کا قیمتی حصہ فضولیات میں ضائع کر دیتے ہیں اور فرائض کی ادائیگی سے بھی غافل ہیں۔

(۶) سیدنا عبداللہ بن عمرو آخری عمر تک اس عمل پر قائم رہے، تاہم بڑھاپے میں مشکلات پیش آئیں تو فرماتے: کاش! میں نے آپ کی دی ہوئی رخصت قبول کی ہوتی۔ کیونکہ عمل خواہ تھوڑا ہو اس پر دوام اور ہمیشگی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ نیز انسان اپنی نفلی عبادت میں با اختیار ہے کہ اپنے طور پر اس کی تعداد مقرر کرلے، تاہم مخصوص تعداد کی لوگوں کو دعوت دینا بدعت کے زمرے میں آئے گا۔

(۱۱۷۷) صحیح: أخرجه الطيالسی: ۱۳۷۵۔ والطبرانی فی الدعا: ۹۲۰.

560...... بَابُ الْقُرْفُصَاءِ
ہاتھوں کے ساتھ گوٹ مار کر اکڑوں بیٹھنا

1178 – حَـدَّثَـنَـا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَتْنِي جَدَّتَايَ صَفِيَّةُ بِنْتُ عُلَيْبَةَ، وَدُحَيْبَةُ بِنْتُ عُلَيْبَةَ – وَكَانَتَا رَبِيبَتَيْ قَيْلَةَ – ....

أَنَّهُـمَـا أَخْبَـرَتْهُـمَا قَيْلَةُ قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا الْقُرْفُصَاءَ، فَـلَـمَّـا رَأَيْتُ النَّبِيَّ الْمُتَخَشِّعَ فِي الْجِلْسَةِ أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ.

سیدۃ قیلۃ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہاتھوں سے گوٹ مار کر اکڑوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب میں نے آپ کو اس متواضعانہ حالت میں بیٹھے دیکھا تو میں ڈر کے مارے کانپ گئی۔

فائدہ: ...... کپڑے کے ساتھ گوٹ مارنا احتباء کہلاتا ہے اور ہاتھوں کے ساتھ گوٹ مارنے کو قرفصاء کہتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ سرینوں پر بیٹھ کر دونوں گھٹنے کھڑے کر کے دونوں ہاتھوں سے پنڈلیوں کو پکڑ لینا یا دونوں گھٹنے کھڑے کر کے سر ان پر جھکا لینا اور ہاتھ پنڈلیوں کے آگے اکٹھے کر لینا تا کہ انسان گرنے سے محفوظ رہے۔ یہ حالت نہایت عاجزانہ ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح بیٹھنا آپ کی تواضع اور عجز وانکسار کی دلیل ہے۔

561...... بَابُ التَّرَبُّعِ چارزانوں بیٹھنے کا بیان

1179 – حَـدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْقُرَشِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ذَيَّالُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ حَنْظَلَةَ............

حَدَّثَنِي جَدِّي حَنْظَلَةُ بْنُ حِذْيَمٍ قَالَ: أَتَيْتُ الـنَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهُ جَالِسًا مُتَرَبِّعًا.

سیدنا حنظلہ بن حذیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ چار زانو بیٹھے ہوئے ہیں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) بعض نسخوں میں اس روایت کو ذیال بن عبید کی مسند بنایا گیا ہے جیسا کہ وہ صحابی ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ وہاں سند میں لفظ عن غالباً رہ گیا ہے کیونکہ ذیال اپنے دادا حنظلہ سے روایت کرتے ہیں جیسا کہ المعجم الکبیر للطبرانی میں ہے۔ (المعجم الکبیر ۴/۱۳، حدیث: ۳۴۹۴)

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ آلتی پالتی مار کر چار زانو بیٹھنا جائز ہے بلکہ ایک روایت میں ہے کہ آپ نماز فجر سے فارغ ہو کر بھی اس طرح بیٹھ جاتے تھے اور سورج طلوع ہونے تک بیٹھے رہتے۔ (سنن ابی داود، الصحیحۃ للالبانی: ۲۹۵۴)

(۱۱۷۸) حسن: أخرجه أبو داؤد، كتاب الادب: ٤٨٤٧ـ والترمذي في الشمائل: ١٢٨.

(۱۱۷۹) صحيح: أخرجه الطبراني في الكبير: ٤/ ١٣ـ وابن قانع في معجم الصحابة، ص: ٢٠٤ـ انظر الصحيحة: ٢٩٥٤.

1180 – حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْنٌ قَالَ............

حَدَّثَنِي أَبُو رُزَيْقٍ، أَنَّهُ رَأَى عَلِيَّ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، جَالِسًا مُتَرَبِّعًا، وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى، الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى.

ابوزریق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے علی بن عبداللہ بن عباس رحمہ اللہ کو چار زانو بیٹھے ہوئے اس طرح دیکھا کہ ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی ہوئی تھی، یعنی دائیں ٹانگ بائیں پر رکھی ہوئی تھی۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔اس کی سند میں ابوزریق راوی مجہول ہے اور یہ ہے بھی تابعی کا عمل۔علی بن عبداللہ بن عباس تابعی ہیں۔

1181 – حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ............

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَجْلِسُ هَكَذَا مُتَرَبِّعًا، وَيَضَعُ إِحْدَى قَدَمَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى.

عمران بن مسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اس طرح چار زانو (چوکڑی مار کر) بیٹھے تھے کہ انہوں نے ایک قدم دوسرے پر رکھا ہوا تھا۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ چوکڑی مار کر ایک قدم کو دوسرے پر رکھ کر بیٹھنا جائز ہے۔البتہ اگر ایک کپڑے میں انسان چت لیٹا ہو تو پھر ایک ٹانگ دوسری پر نہیں رکھنی چاہیے تاکہ ستر نہ کھل جائے۔

562...... بَابُ الِاحْتِبَاءِ احتباء کرنے کا بیان

1182 – حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي قُرَّةُ بْنُ مُوسَى الْهُجَيْمِيُّ............

عَنْ سُلَيْمِ بْنِ جَابِرٍ الْهُجَيْمِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْتَبٍ فِي بُرْدَةٍ، وَإِنَّ هُدَّابَهَا لَعَلَى قَدَمَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَوْصِنِي، قَالَ: ((عَلَيْكَ بِاتِّقَاءِ اللّٰهِ، وَلَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنْ تُفْرِغَ لِلْمُسْتَسْقِي

سلیم بن جابر ہجیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ ایک چادر کے ساتھ احتباء کیے ہوئے تھے اور اس چادر کے پلو آپ کے پاؤں مبارک پر لٹک رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے وصیت کیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ سے ڈرو اور معمولی نیکی کو بھی حقیر مت سمجھو خواہ پانی طلب کرنے والے کے برتن میں اپنے ڈول

(۱۱۸۰) ضعیف الإسناد مقطوع.

(۱۱۸۱) صحیح: تقدم برقم: ۱۱٦٥ م.

(۱۱۸۲) صحیح: أخرجه أبو داؤد، کتاب اللباس: ٤٠٧٤، ٤٠٧٥۔ انظر الصحیحة: ۸۲۷.

مِـنْ دَلْـوِكَ فِـى إِنَـائِـهِ ، أَوْ تُكَلِّمَ أَخَـاكَ وَوَجْهُكَ مُـنْبَسِطٌ ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ ، فَـإِنَّهَـا مِنَ الْمَخِيلَةِ ، وَلَا يُحِبُّهَا اللّٰهُ ، وَإِنِ امْـرُؤٌ عَيَّـرَكَ بِشَـىْءٍ يَعْلَمُهُ مِنْكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِشَىْءٍ تَعْلَمُهُ مِنْهُ ، دَعْهُ يَكُونُ وَبَالُهُ عَلَيْهِ ، وَأَجْـرُهُ لَكَ ، وَلَا تَسُبَّنَّ شَيْئًا)) ، قَالَ: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدُ دَابَّةً وَلَا إِنْسَانًا .

سے کچھ پانی ڈال دو یا مسکرا کر کھلے چہرے سے اپنے بھائی سے بات کرو۔ اور تہ بند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بچو کیونکہ یہ تکبر میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں فرماتا۔ اور اگر کوئی شخص تجھے کسی چیز کے بارے میں عار دلائے جو وہ تیرے بارے میں جانتا ہو تو تو اسے اس کے عیب پر جسے تو جانتا ہے عار نہ دلانا۔ اس کو چھوڑ دے اس کا وبال اسی پر ہوگا اور اس کا اجر تجھے ملے گا اور کسی چیز کو گالی مت دو۔“

راوی کہتے ہیں: اس کے بعد میں نے کبھی کسی انسان یا جانور کو گالی نہیں دی۔

فائدہ: ......احتباء کی تعریف گزشتہ احادیث میں گزر چکی ہے۔ اگر پورے جسم پر ایک ہی چادر ہو، الگ سے شلوار وغیرہ نہ پہنی ہو تو پھر احتباء ناجائز ہے کیونکہ اس طرح ستر کھلنے کا اندیشہ ہے۔ تاہم اگر شلوار وغیرہ الگ سے پہنی ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔ حدیث میں دوسری صورت کا ذکر ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ شلوار یا تہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکانا ہی تکبر ہے اور کسی نیک کام کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے کیونکہ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کو کون سی ادا پسند آجائے۔

1183 - حَـدَّثَـنَـا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ الْمُجْمِرِ...........

عَـنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا رَأَيْتُ حَسَنًا قَطُّ إِلَّا فَـاضَـتْ عَيْـنَـایَ دُمُوعًا ، وَذَلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا ، فَـوَجَـدَنِـى فِـى الْـمَسْجِدِ ، فَأَخَذَ بِيَدِى ، فَـانْـطَـلَـقْـتُ مَعَهُ ، فَمَا كَلَّمَنِى حَتَّى جِئْنَا سُـوقَ بَـنِى قَيْنُقَاعٍ ، فَطَافَ فِيهِ وَنَظَرَ ، ثُمَّ انْـصَـرَفَ وَأَنَا مَعَهُ ، حَتَّى جِئْنَا الْمَسْجِدَ ، فَـجَلَسَ فَاحْتَبَى ثُمَّ قَالَ: ((أَيْنَ لَكَاعٌ؟ ادْعُ لِى لَكَاعًا)) ، فَجَاءَ حَسَنٌ يَشْتَدُّ فَوَقَعَ فِى

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں جب بھی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہوں میری آنکھوں سے آنسوں چھلک پڑتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے تو مجھے مسجد میں دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں آپ کے ساتھ چل پڑا۔ آپ نے میرے ساتھ کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ ہم بنو قینقاع کے بازار میں آ گئے۔ آپ نے اس کا چکر لگایا اور صورت حال کا جائزہ لیا۔ پھر واپس ہوئے اور میں آپ کے ساتھ ہی تھا، یہاں تک کہ ہم مسجد میں آ گئے۔ پھر گوٹ مار کر بیٹھ گئے اور فرمایا: منا کہاں ہے؟ منے کو

(١١٨٣) حسن: أخرجه أحمد: ١٠٨٩١۔ وتقدم برقم: ١١٥٢۔ انظر الضعيفة تحت رقم: ٣٤٨٦.

حِجْرِهِ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي لِحْيَتِهِ، ثُمَّ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَحُ فَاهُ فَيُدْخِلُ فَاهُ فِي فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ، فَأَحِبْهُ، وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ)).

میرے پاس لاؤ۔'' چنانچہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ ﷺ کی گود میں گر گئے، پھر اپنا ہاتھ آپ کی داڑھی میں داخل کر لیا۔ پھر نبی ﷺ اپنا منہ مبارک کھولتے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے منہ میں داخل کر دیتے۔ پھر فرمایا: ''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور جو اس سے محبت کرے اس سے بھی محبت فرما۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی فضیلت و عظمت کے علاوہ رسول اکرم ﷺ کی رحمت و شفقت کا پتہ چلتا ہے۔

(۲) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اس منظر کو یاد کر کے رونا رسول اکرم ﷺ سے محبت کی بنا پر تھا۔

(۳) بچوں سے پیار و محبت کرنا رسول اکرم ﷺ کی سنت ہے اور یہ مروت کے خلاف نہیں ہے۔

(۴) حاکم وقت کو چاہیے کہ وہ بازار کی صورت حال اور قیمتوں کا خود جائزہ لے۔

(۵) اس سے معلوم ہوا کہ گوٹ مار کر بیٹھنا جائز ہے اور کپڑے کے علاوہ ہاتھوں سے بھی گوٹ ماری جا سکتی ہے۔

563...... بَابُ مَنْ بَرَكَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ

گھٹنوں کے بل بیٹھنا

1184 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى الْكَلْبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ............

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمُ الظُّهْرَ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ، وَذَكَرَ أَنَّ فِيهَا أُمُورًا عِظَامًا، ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ، فَوَاللّٰهِ لَا تَسْأَلُونِّي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هَذَا))، قَالَ أَنَسٌ: فَأَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ حِينَ سَمِعُوا ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَكْثَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ سلام پھیر کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور قیامت کا ذکر کیا۔ آپ نے بیان فرمایا کہ اس میں بڑے بڑے حادثات رونما ہوں گے، پھر فرمایا: ''جو مجھ سے کسی بھی چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہے وہ پوچھ لے۔ اللہ کی قسم! جب تک میں اس جگہ موجود ہوں تم مجھ سے جس چیز کے بارے میں بھی پوچھو گے میں تمہیں بتاؤں گا۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: لوگ رسول اللہ ﷺ کی یہ بات سن کر بہت روئے اور رسول اللہ ﷺ برابر فرماتے رہے: ''پوچھو جو

(۱۱۸٤) حسن صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الاعتصام، بالكتاب والسنة: ۷۲۹٤۔ ومسلم: ۲۳۵۹.

يَقُولَ: ((سَلُوا)) ، فَبَرَكَ عُمَرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَقَالَ: رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا ، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا ، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا ، فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ ذَلِكَ عُمَرُ ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَوْلَى ، أَمَا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ ، لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فِي عُرْضِ هَذَا الْحَائِطِ ، وَأَنَا أُصَلِّي ، فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ)) .

پوچھنا چاہتے ہو۔'' اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کیا: ہم اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تو آپ خاموش ہوگئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حالات قریب ہیں۔ خبردار مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھ پر جنت اور دوزخ اس دیوار کی جانب پیش کی گئی اور میں نماز پڑھ رہا تھا۔ میں نے جس قدر خیر وشر آج دیکھا، کبھی نہیں دیکھا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) امام، محدث یا استاد کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھنا جائز ہے۔ نیز یہ ادب و احترام غیر شرعی نہیں ہے۔

(۲) رسول اکرم ﷺ سے غیر مناسب سوالات ہوئے تو آپ اس وجہ سے ناراض ہوئے اور آپ نے فرمایا: آج جو پوچھنا ہے پوچھ لو۔ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے معذرت کی۔

(۳) جہنم اور جنت دونوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور پیدا ہو چکی ہیں۔ جہنم نہایت ہولناک اور جنت نعمتوں کا گھر ہے۔

(۴) بعض حضرات اس سے رسول اکرم ﷺ کے عالم الغیب ہونے کی دلیل لیتے ہیں حالانکہ خود اس روایت میں اس کا جواب ہے۔ آپ ﷺ نے وضاحت فرما دی کہ یہ اس وقت تک ہے جب تک میں اس جگہ پر موجود ہوں۔ گویا یہ آپ کا معجزہ تھا۔

564...... بَابُ الِاسْتِلْقَاءِ چت لیٹنے کا بیان

1185 - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُهُ ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ..........

عَنْ عَمِّهِ قَالَ: رَأَيْتُهُ - قُلْتُ لِابْنِ عُيَيْنَةَ: النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ مُسْتَلْقِيًا ، وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى .

عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ، یعنی نبی ﷺ کو چت لیٹے دیکھا، اس طرح کہ آپ نے ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا تھا۔

(١١٨٥) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الاستئذان: ٦٢٨٧ـ ومسلم: ٢١٠٠ـ وأبو داؤد: ٤٨٦٦ـ والترمذي: ٢٧٦٥ـ والنسائي: ٧٢١.

فائدہ: ......بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس انداز سے لیٹنے سے منع فرمایا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے ان روایات کے درمیان یوں تطبیق دی ہے کہ منع اس صورت میں ہے جب ستر کھلنے کا خدشہ ہو اور اگر انسان محتاط ہو اور کسی قسم کی بے پردگی کا خدشہ نہ ہو تو اس طرح لیٹنا جائز ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ نہی کراہت کے لیے اور آپ کا فعل بیان جواز کے لیے ہے کہ ضرورت کے وقت جبکہ ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو اس طرح چت لیٹنا اور ایک پاؤں دوسرے پر رکھنا جائز ہے، تاہم بہتر اور افضل یہی ہے کہ یہ انداز اختیار نہ کیا جائے۔ (شرح صحیح الادب المفرد)

1186 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أُمِّ بَكْرٍ بِنْتِ الْمِسْوَرِ............

عَنْ أَبِيهَا قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ مُسْتَلْقِيًا، رَافِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى.

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو چت لیٹے دیکھا اس طرح کہ انہوں نے ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی ہوئی تھی۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس میں ام بکر راویہ مجہولہ ہے۔

565...... بَابُ الضَّجْعَةِ عَلَى وَجْهِهِ

چہرے کے بل لیٹنا

1187 - حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ مُوسَى بْنِ خَلَفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ............

عَنِ ابْنِ طِخْفَةَ الْغِفَارِيِّ، أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، أَتَانِي آتٍ وَأَنَا نَائِمٌ عَلَى بَطْنِي، فَحَرَّكَنِي بِرِجْلِهِ فَقَالَ: ((قُمْ، هَذِهِ ضَجْعَةٌ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ))، فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِي.

طخفہ بن قیس غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اصحاب صفہ میں سے تھے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رات کے آخری پہر مسجد میں سویا ہوا تھا۔ میرے پاس کوئی آنے والا آیا جبکہ میں پیٹ کے بل الٹا سویا ہوا تھا، اس نے مجھے اپنے پاؤں سے ہلایا اور فرمایا: ''اٹھو، اس طرح سونے کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔'' چنانچہ میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ نبی ﷺ میرے سر پر کھڑے ہیں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ الٹا سونا منع ہے اور ایسی حالت اللہ تعالیٰ کو نہایت مبغوض ہے اور بعض روایات میں ہے کہ اہل جہنم کے لیٹنے کا یہ انداز ہے۔ (سنن ابن ماجہ، الادب، حدیث: ۳۷۲۴)

(۱۱۸۶) ضعيف الإسناد موقوفا.

(۱۱۸۷) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب، باب فى الرجل ينبطح على بطنه: ۵۰۴۰۔ ابن ماجه: ۳۷۲۳.

(۲) محبت کرنا اور بغض رکھنا اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ ان کی تاویل کی ضرورت نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے اسی طرح ہیں جس طرح اس کی شان کے لائق ہیں۔

(۳) استاد یا والد اپنے شاگرد یا اولاد پر سختی کر سکتے ہیں تا کہ بچے خلاف سنت سے اجتناب کریں، نیز استاد کو چاہیے کہ وہ رات کے وقت اپنے شاگردوں کی خبر گیری رکھے۔

1188 - حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جَمِيلٍ الْكِنْدِيُّ، مِنْ أَهْلِ فِلَسْطِينَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ............

عَـنْ أَبِـي أُمَامَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ مُنْبَطِحًا لِوَجْهِهِ، فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ: ((قُمْ، نَوْمَةٌ جَهَنَّمِيَّةٌ)).

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو چہرے کے بل لیٹا ہوا تھا۔ آپ نے اپنے پاؤں سے اسے ٹھوکر لگائی اور فرمایا: ''اٹھو، یہ جہنمیوں کے سونے کا انداز ہے۔''

566...... بَابُ لَا يَأْخُذُ وَلَا يُعْطِي إِلَّا بِالْيُمْنَى

دائیں ہاتھ سے لینے اور دینے کا بیان

1189 - حَـدَّثَـنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَالِمٍ...........

عَـنْ أَبِيـهِ قَـالَ: قَـالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ: ((لَا يَـأْكُلُ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ، وَلَا يَشْـرَبَـنَّ بِشِـمَـالِـهِ، فَـإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ)) قَالَ: كَانَ نَافِعٌ يَزِيدُ فِيهَا: وَلَا يَأْخُذْ بِهَا، وَلَا يُعْطِي بِهَا.

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں کوئی بائیں ہاتھ سے کھائے نہ بائیں ہاتھ سے پیے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔'' نافع جب یہ روایت بیان کرتے تو ان الفاظ کا اضافہ کرتے: ''بائیں ہاتھ کے ساتھ نہ کوئی چیز پکڑے اور نہ دے۔''

فائدہ: ...... چیز لیتے اور دیتے وقت اہتمام کرنا چاہیے کہ دایاں ہاتھ استعمال کیا جائے اور اسی طرح تمام اہم اور پاکیزہ کام، جیسے کھانا، پینا، پہننا وغیرہ۔ سب دائیں ہاتھ سے کرنے چاہئیں۔ اگر کوئی شخص الٹے ہاتھ سے دے تو اسے بھی تنبیہ کرنی چاہیے۔ لیکن افسوس کہ لوگ شیطان کو راضی کرتے ہیں اور رحمان کی ناراضگی کی پروا نہیں کرتے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

(۱۱۸۸) ضعيف الإسناد بهذا اللفظ۔ أخرجه ابن ماجه، كتاب الأدب، باب النهي عن الاضطجاع على الوجه: ۳۷۲۵. یہ حدیث اپنے شاہد کے ساتھ قابل حجت ہے۔ حدیث: ۱۱۸۷ کے فائدہ نمبر ا میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

(۱۱۸۹) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الاشربه: ۲۰۲۰۔ وأبو داؤد: ۳۷۷۶۔ والترمذي: ۱۷۹۹۔ والنسائي في الكبرىٰ: ٦٨٦٤.

567...... بَابٌ: أَيْنَ يَضَعُ نَعْلَيْهِ إِذَا جَلَسَ؟

جب بیٹھے تو جوتے کہاں رکھے؟

1190 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَارُونَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ نَهِيكٍ..........

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ إِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْلَعَ نَعْلَيْهِ، فَيَضَعَهُمَا إِلَى جَنْبِهِ.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''سنت یہ ہے کہ جب آدمی بیٹھے تو اپنے جوتے اتار کر اپنے پہلو میں رکھ لے۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ تاہم حسب ضرورت وموقع جوتے پہلو میں رکھے جاسکتے ہیں لیکن اسے سنت کہنا درست نہیں۔

568...... بَابٌ: الشَّيْطَانُ يَجِيءُ بِالْعُودِ وَالشَّيْءِ يَطْرَحُهُ عَلَى الْفِرَاشِ

شیطان لکڑی یا کوئی چیز لاکر بستر پر پھینک دیتا ہے

1191 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ، عَنْ أَزْهَرَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ ....

أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي إِلَى فِرَاشِ أَحَدِكُمْ بَعْدَمَا يَفْرِشُهُ أَهْلُهُ وَيُهَيِّئُونَهُ، فَيُلْقِي عَلَيْهِ الْعُودَ أَوِ الْحَجَرَ أَوِ الشَّيْءَ، لِيُغْضِبَهُ عَلَى أَهْلِهِ، فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ فَلَا يَغْضَبْ عَلَى أَهْلِهِ، قَالَ: لِأَنَّهُ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ.

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: بلاشبہ شیطان تم میں سے کسی کے بستر پر آتا ہے جب اس کے گھر والے بچھاتے اور تیار کرتے ہیں اور اس پر کوئی لکڑی، پتھر یا کوئی چیز پھینک دیتا ہے تاکہ وہ اپنے گھر والوں پر برہم ہو۔ جب تم میں سے کوئی ایسی چیز دیکھے تو اپنے گھر والوں پر غصے نہ ہو۔ فرمایا: کیونکہ یہ شیطان کا کام ہے۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ اکثر جھگڑوں کی حقیقت نہیں ہوتی، صرف شیطان کی چالبازی کے سبب ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں اس لیے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہوئے کثرت سے اذکار کرنے چاہئیں۔

569...... بَابُ مَنْ بَاتَ عَلَى سَطْحٍ لَيْسَ لَهُ سُتْرَةٌ

بغیر چاردیواری والی چھت پر سونے کی ممانعت

1192 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ - رَجُلٌ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ هُوَ ابْنُ جَابِرٍ - عَنْ وَعْلَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَثَّابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَلِيٍّ............

(١١٩٠) ضعيف: أخرجه أبو داؤد، كتاب اللباس: ٤١٣٨ـ انظر المشكاة: ٤٤١٧.

(١١٩١) حسن: أخرجه الخرائطي فى مساوى الاخلاق: ٣١٠ـ وقد صح مرفوعًا عن ابى هريرة نحوه برقم: ١٢١٧.

(١١٩٢) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب، باب فى النوم على سطح غير محجر: ٥٠٤١ـ انظر الصحيحة: ٦٧٤.

عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ بَاتَ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَيْسَ عَلَيْهِ حِجَابٌ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ)) . قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: فِي إِسْنَادِهِ نَظَرٌ .

سیدنا علی بن شیبان یمامی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو رات کو ایسے گھر کی چھت پر سویا جس پر پردہ اور رکاوٹ نہ ہو تو اس کی (اللہ تعالیٰ پر) کوئی ذمہ داری نہیں۔'' ابوعبداللہ کہتے ہیں: اس کی سند محل نظر ہے۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ بندہ مومن اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہوتا ہے اور اس ذات عالی کا تمام لوگوں سے وعدہ ہے کہ وہ ان کی حفاظت کرے۔ بشرطیکہ بندے خود اس عہد کو نہ توڑیں۔ جو شخص ننگی چھت پر سوئے جبکہ کوئی پردہ بھی نہ ہو تو ایسا شخص اگر رات کو چھت سے گر جائے تو یہ اس کا اپنا قصور ہے اس لیے کہ عین ممکن ہے رات کو سوئے میں انسان اٹھ کر جائے اور اس کی توجہ ہی نہ ہو کہ وہ چھت پر سویا ہے اور گر جائے۔ اس لیے ننگی چھت پر سونا درست نہیں۔

1193 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ رِيَاحٍ الثَّقَفِيِّ............

عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُمَارَةَ قَالَ: جَاءَ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ، فَصَعِدْتُ بِهِ عَلَى سَطْحٍ أَجْلَحَ، فَنَزَلَ وَقَالَ: كِدْتُ أَنْ أَبِيتَ اللَّيْلَةَ وَلَا ذِمَّةَ لِي .

علی بن عمارہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ میں انہیں لے کر ایک کھلی چھت پر چڑھ گیا۔ وہ نیچے اتر آئے اور کہا: ممکن تھا میں چھت پر رات گزار لیتا اور میری کوئی ذمہ داری نہ ہوتی۔

1194 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عِمْرَانَ، عَنْ زُهَيْرٍ............

عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ بَاتَ عَلَى إِنْجَارٍ فَوَقَعَ مِنْهُ فَمَاتَ، بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ، وَمَنْ رَكِبَ الْبَحْرَ حِينَ يَرْتَجُّ - يَعْنِي: يَغْتَلِمُ - فَهَلَكَ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ" .

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کھلی چھت پر رات گزاری اور اس سے گر کر مر گیا تو اس کی ذمہ داری نہیں۔ اور جس شخص نے سمندر کی طغیانی کے وقت اس میں سفر کیا اور ہلاک ہو گیا تو اس کا بھی کوئی ذمہ نہیں۔''

فائدہ: ......چھت کے اوپر چار دیواری اور پردے بنانا ضروری ہیں تا کہ گرنے کا خدشہ نہ ہو ورنہ ایسی چھت پر سونے سے گریز کرنا چاہیے۔ اسی طرح سمندر جب ایام بیض میں یا کسی اور وجہ سے طغیانی پر ہو تو اس میں سفر سے گریز کرنا چاہیے۔

(۱۱۹۳) ضعیف : أخرجه ابن أبي شيبة : ٢٦٣٦٠ . اس روایت کی سند میں علی بن عمارہ راوی مجہول الحال ہے۔

(۱۱۹٤) حسن: أخرجه البخاري في التاريخ الكبير : ٣/ ٤٢٦ ـ وأحمد : ٢٠٧٤٩ ـ انظر الصحيحة : ٨٢٨ .

570...... بَابُ: هَلْ يُدْلِي رِجْلَيْهِ إِذَا جَلَسَ؟

کیا بیٹھے ہوئے ٹانگیں لٹکا سکتا ہے؟

1195 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: شَهِدَ عِنْدِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ الْحَارِثِ الْخُزَاعِيُّ..........

أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ أَخْبَرَهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي حَائِطٍ عَلَى قُفِّ الْبِئْرِ، مُدَلِّيًا رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ.

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں کنویں کی منڈیر پر پاؤں کنویں میں لٹکا کر بیٹھے تھے۔

فائدہ: ......اس حدیث کی وضاحت گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بیٹھنے والی جگہ ایسی ہو کہ ٹانگیں لٹکا کر بیٹھنا آسان ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ مروت کے خلاف نہیں ہے۔

571...... بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ

کسی ضرورت کے لیے گھر سے نکلتے وقت کی دعا

1196 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ..........

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: اللّٰهُمَّ سَلِّمْنِي وَسَلِّمْ مِنِّي.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے نکلتے تو یوں دعا کرتے: ''اے اللہ مجھے سلامت رکھ اور دوسروں کو مجھ سے سلامت رکھنا۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس میں محمد بن ابراہیم راوی مجہول الحال ہے۔

1197 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ أَبُو يَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ، التُّكْلَانُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے نکلتے تو فرماتے: ''بسم اللہ......'' ''اللہ کے نام سے اور اللہ پر بھروسا کرتے ہوئے گھر سے نکلتا ہوں۔ گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔''

(۱۱۹۵) حسن صحیح: أخرجه أحمد: ۱۹۶۵۳۔ والنسائي في الكبرىٰ: ۸۰۷۶۔ وانظر الحديث رقم: ۱۱۵۱.

(۱۱۹۶) ضعيف.

(۱۱۹۷) ضعيف: أخرجه ابن ماجه، كتاب الدعاء، باب ما يدعو به الرجل إذا خرج من بيته: ۳۸۸۵.

فائدہ: ...... یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ سنداً ضعیف ہے۔ تاہم "بسم اللّٰہ توکلت علی اللّٰہ لا حول ولا قوۃ الّا باللّٰہ" کے الفاظ سے صحیح ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ بندہ جب یہ دعا پڑھ کر گھر سے نکلتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ تو کفایت کیا گیا اور بچا لیا گیا نیز شیطان اس سے ایک طرف ہو جاتا ہے۔ (جامع الترمذی، الدعوات، حدیث: ۳۴۲۶)

اس لیے یہ دعا ضرور پڑھ کر گھر سے نکلنا چاہیے۔

572...... بَابُ: هَلْ يُقَدِّمُ الرَّجُلُ رِجْلَهُ بَيْنَ أَيْدِي أَصْحَابِهِ، وَهَلْ يَتَّكِئُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ؟

کیا آدمی اپنے ساتھیوں کے سامنے پاؤں پھیلا سکتا اور تکیہ لگا سکتا ہے

1198 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَصَرِيُّ قَالَ............ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ الْعَصَرِيُّ، أَنَّ بَعْضَ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ سَمِعَهُ يَذْكُرُ، قَالَ: لَمَّا بَدَأْنَا فِي وِفَادَتِنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرْنَا، حَتَّى إِذَا شَارَفْنَا الْقُدُومَ تَلَقَّانَا رَجُلٌ يُوضِعُ عَلَى قَعُودٍ لَهُ، فَسَلَّمَ، فَرَدَدْنَا عَلَيْهِ، ثُمَّ وَقَفَ فَقَالَ: مِمَّنِ الْقَوْمُ؟ قُلْنَا: وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ، قَالَ: مَرْحَبًا بِكُمْ وَأَهْلًا، إِيَّاكُمْ طَلَبْتُ، جِئْتُ لِأُبَشِّرَكُمْ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَمْسِ لَنَا: إِنَّهُ نَظَرَ إِلَى الْمَشْرِقِ فَقَالَ: لَيَأْتِيَنَّ غَدًا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ - يَعْنِي: الْمَشْرِقَ - خَيْرُ وَفْدِ الْعَرَبِ، فَبِتُّ أَرُوغُ حَتَّى أَصْبَحْتُ، فَشَدَدْتُ عَلَى رَاحِلَتِي، فَأَمْعَنْتُ فِي الْمَسِيرِ حَتَّى ارْتَفَعَ النَّهَارُ، وَهَمَمْتُ بِالرُّجُوعِ، ثُمَّ رُفِعَتْ رُءُوسُ رَوَاحِلِكُمْ، ثُمَّ ثَنَى رَاحِلَتَهُ بِزِمَامِهَا رَاجِعًا يُوضِعُ

شہاب بن عباد عصر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے وفد عبدالقیس کے بعض لوگوں کو بیان کرتے ہوئے سنا: جب ہم نے نبی ﷺ کی خدمت میں جانے کا حتمی فیصلہ کرلیا اور ہمارا وفد آپ ﷺ کی طرف چل پڑا اور ہم پہنچنے کے قریب ہوئے تو ہمیں ایک آدمی ملا جو ایک سست رفتار اونٹنی تیزی سے دوڑا رہا تھا۔ اس نے سلام کہا تو ہم نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ پھر وہ رکا اور اس نے کہا: تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا: یہ عبدالقیس کا وفد ہے۔ اس نے کہا: خوش آمدید، میں تمہاری ہی تلاش میں تھا۔ میں تمہیں خوشخبری دینے کے لیے آیا ہوں۔ کل نبی ﷺ نے ہم سے فرمایا جبکہ آپ مشرق کی طرف دیکھ رہے تھے: "کل ضرور اس طرف سے، یعنی مشرق سے ایک وفد آئے گا اور وہ عرب کا بہترین وفد ہوگا۔" میں نے رات بے چینی سے گزاری اور صبح ہوتے ہی اپنی سواری پر کجاوا کس لیا۔ میں خوب تیز چلا یہاں تک کہ سورج طلوع ہوگیا، اب میں واپس جانے کا ارادہ کر ہی رہا تھا (کہ وہ وفد تو لیٹ آئے گا) کہ مجھے تمہاری سواریوں کے سر دور سے دکھائی

(١١٩٨) ضعيف: أخرجه أحمد: ١٥٥٥٩ـ والطبراني فيا لكبير: ٢٠/ ٣٤٥ـ وأبو يعلى: ٦٨١٥.

عَوْدَهُ عَلَى بَدْئِهِ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , وَأَصْحَابُهُ حَوْلَهُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، فَقَالَ: بِأَبِي وَأُمِّي، جِئْتُ أُبَشِّرُكَ بِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ، فَقَالَ: ((أَنَّى لَكَ بِهِمْ يَا عُمَرُ؟)) قَالَ: هُمْ أُولَاءِ عَلَى أَثَرِي، قَدْ أَظَلُّوا، فَذَكَرَ ذَلِكَ، فَقَالَ: ((بَشَّرَكَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ))، وَتَهَيَّأَ الْقَوْمُ فِي مَقَاعِدِهِمْ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا، فَأَلْقَى ذَيْلَ رِدَائِهِ تَحْتَ يَدِهِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهِ، وَبَسَطَ رِجْلَيْهِ . فَقَدِمَ الْوَفْدُ فَفَرِحَ بِهِمُ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ، فَلَمَّا رَأَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ أَمْرَحُوا رِكَابَهُمْ فَرَحًا بِهِمْ، وَأَقْبَلُوا سِرَاعًا، فَأَوْسَعَ الْقَوْمُ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِءٌ عَلَى حَالِهِ، فَتَخَلَّفَ الْأَشَجُّ - وَهُوَ: مُنْذِرُ بْنُ عَائِذِ بْنِ مُنْذِرِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ زِيَادِ بْنِ عَصَرَ - فَجَمَعَ رِكَابَهُمْ ثُمَّ أَنَاخَهَا، وَحَطَّ أَحْمَالَهَا، وَجَمَعَ مَتَاعَهَا، ثُمَّ أَخْرَجَ عَيْبَةً لَهُ وَأَلْقَى عَنْهُ ثِيَابَ السَّفَرِ وَلَبِسَ حُلَّةً، ثُمَّ أَقْبَلَ يَمْشِي مُتَرَسِّلًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ سَيِّدُكُمْ وَزَعِيمُكُمْ، وَصَاحِبُ أَمْرِكُمْ؟)) فَأَشَارُوا بِأَجْمَعِهِمْ إِلَيْهِ، وَقَالَ: ((ابْنُ سَادَتِكُمْ هَذَا؟)) قَالُوا: كَانَ آبَاؤُهُ سَادَتَنَا فِي

دیے۔ پھر اس نے اپنی سواری کی ''مہار موڑی'' اور الٹے پاؤں اسے دوڑاتا ہوا واپس چلا گیا یہاں تک کہ نبی ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ آپ انصار و مہاجرین کے جلو میں تشریف فرما تھے۔ اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں آپ کو عبد قیس کے وفد کی آمد کی خوشخبری دینے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! وہ تمہیں کہاں مل گئے؟'' انہوں نے کہا: وہ بس میرے پیچھے ہی آرہے ہیں، ابھی پہنچے۔ اس نے جب یہ بات بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تجھے بھی اچھی خوشخبری دے۔ صحابہ اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک طرح سے بیٹھ گئے۔ نبی ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ نے اپنی چادر کے دامن کو اپنے ہاتھ کے نیچے رکھا اور اس کی ٹیک لگا کر دونوں ٹانگیں پھیلا لیں۔ چنانچہ جب وفد آیا تو اس پر مہاجرین و انصار بڑے خوش ہوئے۔ جب وفد والوں نے نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کو دیکھا تو اس خوشی میں اپنی سواریوں کو کھلا چھوڑ کر جلدی سے نبی ﷺ کے پاس آئے۔ صحابۂ کرام نے مجلس وسیع کر دی اور نبی ﷺ سابقہ کیفیت ہی میں تشریف فرما رہے۔ اشج رضی اللہ عنہ پیچھے رہ گئے، اور ان کا نام منذر بن عائذ بن منذر بن حارث بن نعمان بن زیاد بن عصر تھا، انہوں نے سب کی سواریوں کو جمع کیا، انہیں بٹھایا، ان کا بوجھ اتارا اور سامان اکٹھا کیا، پھر اپنا تھیلا نکالا اور سفر کے کپڑے اتارے اور حلہ (نیا جوڑا) پہن لیا اور آرام سے چلتا ہوا آیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تمہارا سردار، رئیس اور صاحب اختیار کون ہے؟'' سب لوگوں نے اس (اشج) کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے پوچھا: ''تمہارے سرداروں کی اولاد سے ہے؟'' لوگوں نے کہا: اس کے آباؤ اجداد جاہلیت میں ہمارے سردار تھے۔ اور یہ اب ہمارا سردار

الْجَاهِلِيَّةِ، وَهُوَ قَائِدُنَا إِلَى الْإِسْلَامِ، فَلَمَّا انْتَهَى الْأَشَجُّ أَرَادَ أَنْ يَقْعُدَ مِنْ نَاحِيَةٍ، اسْتَوَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا قَالَ: ((هَا هُنَا يَا أَشَجُّ))، وَكَانَ أَوَّلَ يَوْمٍ سُمِّيَ الْأَشَجَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ، أَصَابَتْهُ حِمَارَةٌ بِحَافِرِهَا وَهُوَ فَطِيمٌ، فَكَانَ فِي وَجْهِهِ مِثْلُ الْقَمَرِ، فَأَقْعَدَهُ إِلَى جَنْبِهِ، وَأَلْطَفَهُ، وَعَرَفَ فَضْلَهُ عَلَيْهِمْ، فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُونَهُ وَيُخْبِرُهُمْ، حَتَّى كَانَ بِعَقِبِ الْحَدِيثِ قَالَ: ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْ أَزْوِدَتِكُمْ شَيْءٌ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، فَقَامُوا سِرَاعًا، كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ إِلَى ثِقَلِهِ فَجَاءُوا بِصُبَرِ التَّمْرِ فِي أَكُفِّهِمْ، فَوُضِعَتْ عَلَى نِطَعٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ جَرِيدَةٌ دُونَ الذِّرَاعَيْنِ وَفَوْقَ الذِّرَاعِ، فَكَانَ يَخْتَصِرُ بِهَا، قَلَّمَا يُفَارِقُهَا، فَأَوْمَأَ بِهَا إِلَى صُبْرَةٍ مِنْ ذَلِكَ التَّمْرِ فَقَالَ: ((تُسَمُّونَ هَذَا التَّعْضُوضَ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: ((وَتُسَمُّونَ هَذَا الصَّرَفَانَ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، ((وَتُسَمُّونَ هَذَا الْبَرْنِيَّ؟))، قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: ((هُوَ خَيْرُ تَمْرِكُمْ وَأَنْفَعُهُ لَكُمْ - وَقَالَ بَعْضُ شُيُوخِ الْحَيِّ - وَأَعْظَمُهُ بَرَكَةً)) وَإِنَّمَا كَانَتْ عِنْدَنَا خَصِبَةً نَعْلِفُهَا إِبِلَنَا وَحَمِيرَنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ وِفَادَتِنَا تِلْكَ عَظُمَتْ رَغْبَتُنَا

ہے جو ہمیں اسلام کی طرف لے آیا ہے۔ جب اشج رضی اللہ عنہ پہنچے تو انہوں نے ایک طرف بیٹھنے کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''اشج ادھر آجاؤ۔'' یہ پہلا دن تھا جب انہیں اشج کے لقب سے پکارا گیا۔ اس کی وجہ یہ بنی کہ بچپن میں انہیں گدھی نے کھر مارا تھا اور ان کے چہرے پر چاند کی مثل نشان تھا۔ آپ نے انہیں اپنے پہلو میں بٹھایا اور بڑی شفقت سے گفتگو فرمائی۔ اور ان کی قوم پر ان کی جو فضیلت تھی آپ نے اسے جان لیا۔ پھر لوگ نبی ﷺ سے مسائل دریافت کرنے لگے اور آپ جواب دینے لگے۔ گفتگو کے اختتام پر آپ نے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس زاد سفر ہے؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں اور جلدی سے اٹھے اور ہر شخص اپنے سامان سے تھوڑی تھوڑی کھجوریں لے آیا جس سے کھجوروں کا ایک ڈھیر لگ گیا۔ چنانچہ وہ چمڑے کے ایک دستر خوان پر آپ کے سامنے رکھ دی گئیں اور آپ کے پاس دو ہاتھوں سے کم اور ایک ہاتھ سے بڑی چھڑی تھی۔ آپ اس سے ٹیک لگاتے تھے اور اکثر اسے پاس ہی رکھتے تھے۔ آپ نے اس چھڑی سے کھجوروں کے ڈھیر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: تم ان کو تعضوض کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''تم ان کو صرفان بھی کہتے ہو؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''تم ان کو برنی کہتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: وہ تمہاری کھجوروں میں سب سے اچھی شمار ہوتی ہے اور پک کر بہت بہتر ہوتی ہے۔ قبیلے کے بعض بزرگوں نے یہ الفاظ بھی بیان کیے: ''اور یہ قسم برکت کے اعتبار سے بھی دوسروں سے بڑھ کر ہے۔'' کھجوروں کی یہ قسم ہمارے ہاں سستی شمار ہوتی تھی جسے ہم اونٹوں اور گدھوں کو کھلایا کرتے تھے۔ جب ہم اپنے اس سفر

فِيهَا ، وَفَسَلْنَاهَا حَتَّى تَحَوَّلَتْ ثِمَارُنَا مِنْهَا ، وَرَأَيْنَا الْبَرَكَةَ فِيهَا .

سے واپس آئے تو برنی کھجوروں میں ہماری رغبت زیادہ ہوگئی اور ہم نے اس کے پودے لگائے یہاں تک کہ ہمارے پھل کھجور کی اسی قسم کے ہوگئے اور ہم نے ان میں برکت بھی دیکھی۔

فائدہ: ......عبدالقیس کے وفد کی آمد صحیح احادیث سے ثابت ہے، تاہم اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ کیونکہ اس میں یحییٰ بن عبدالرحمٰن عصری راوی غیر معروف ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشج رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تیرے اندر دو خوبیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ حلم و بردباری اور طبیعت میں ٹھہراؤ۔'' اسی طرح برنی کھجوروں کے حوالے سے وارد الفاظ بھی صحیح ہیں۔

(الصحیحہ للألبانی، ح:۱۸۴۴)

573...... بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ

صبح کے وقت کیا دعا پڑھے

1199 - حَدَّثَنَا مُعَلَّى قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصْبَحَ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا ، وَبِكَ أَمْسَيْنَا ، وَبِكَ نَحْيَا ، وَبِكَ نَمُوتُ ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ)) ، وَإِذَا أَمْسَى قَالَ: ((اللّٰهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا ، وَبِكَ أَصْبَحْنَا ، وَبِكَ نَحْيَا ، وَبِكَ نَمُوتُ ، وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ)) .

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب صبح کرتے تو یہ دعا پڑھتے: اللّٰهم بك أصبحنا...... ''اے اللہ ہم نے تیرے فضل سے ہی صبح کی اور تیرے فضل سے ہی شام کی ہے۔ تیرے ہی فضل سے زندہ اور تیرے نام پر مرتے ہیں، نیز تیری طرف ہی اٹھ کر جانا ہے۔'' اور جب شام کرتے تو فرماتے: ''اے اللہ ہم نے تیرے ہی فضل سے شام کی اور تیرے ہی فضل سے صبح کی اور تیرے ہی فضل سے ہم زندہ اور تیرے نام پر مرتے ہیں اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔''

فائدہ: ......انسان کے صبح و شام اللہ تعالیٰ کے مرہون منت ہیں۔ اللہ کے فضل و احسان کے بغیر کچھ ممکن نہیں۔ زندگی اور موت بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ انسان کو چاہیے کہ صبح و شام اس عقیدے کا اظہار کر کے اپنی بے بسی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا اقرار کرے۔

1200 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ مُسْلِمٍ الْفَزَارِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي جُبَيْرُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ ....

(۱۱۹۹) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح: ٥٠٦٨۔ والترمذي: ٣٣٩١۔ وابن ماجه: ٣٨٦٨.

(۱۲۰۰) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الادب: ٥٠٧٥۔ والنسائي في الكبرىٰ: ١٠٣٢٥۔ وابن ماجه: ٣٨٧١.

ابْـنَ عُمَرَ يَقُولُ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَعُ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسَى: ((اللّٰـهُـمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. اللّٰـهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ، وَأَهْلِي وَمَالِي. اللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي، وَآمِنْ رَوْعَاتِي. اللّٰهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي، وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي، وَمِنْ فَوْقِي، وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ مِنْ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي)).

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام یہ کلمات نہیں چھوڑتے تھے: اللّٰهم إني...... ''اے اللہ میں دنیا و آخرت میں تجھ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ میں اپنے دین اور دنیا کے بارے میں تجھ سے عفو و درگزر اور عافیت کا سوال کرتا ہوں، نیز میرے اہل و مال میں عافیت کا طالب ہوں۔ اے اللہ میرے عیبوں پر پردہ ڈال دے اور مجھے خوف والی چیزوں سے امن میں رکھ۔ اے اللہ آگے پیچھے، دائیں، بائیں اور اوپر سے میری حفاظت فرما۔ اور میں تیری عظمت کا واسطہ دے کر پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے نیچے سے اچانک ہلاک کر دیا جاؤں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس دعا میں ہر شر سے پناہ طلب کی گئی ہے خواہ انسان کو اس کا علم ہو یا نہ ہو، اس کا تعلق دنیا سے ہو یا آخرت سے۔

(۲) نیچے سے ہلاک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کہیں مجھے زمین نہ دھنسا دیا جائے، نیز اس سے بدکاری سے پناہ بھی مراد ہوسکتی ہے جو انسان کی ہلاکت کا باعث ہے۔

1201 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ زِيَادٍ، مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: سَمِعْتُ ....

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ: اللّٰـهُمَّ إِنَّا أَصْبَحْنَا نُشْهِدُكَ، وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ، وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ، أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰـهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، إِلَّا أَعْتَقَ اللّٰـهُ رُبُعَهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ، وَمَنْ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَعْتَقَ اللّٰهُ نِصْفَهُ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو صبح کے وقت کہے: اے اللہ ہم نے صبح کی، ہم تجھے گواہ بناتے ہیں اور ہم تیرے عرش کے حاملین کو، دوسرے فرشتوں کو اور تیری ساری مخلوق کو گواہ بناتے ہیں کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو یکتا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں اور بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں۔'' تو اللہ تعالیٰ اس دن اس کے چوتھائی حصے کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے اور جو دو دفعہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے آدھے حصے کو جہنم سے آزاد کر

(۱۲۰۱) ضعيف: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب: ٥٠٦٩ـ والترمذي: ٣٥٠١ـ والنسائي في الكبرى: ٩٧٥٣ـ انظر الصحيحة: ٤٠٤١.

مِـنَ الـنَّـارِ ، وَمَـنْ قَالَهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ أَعْتَقَهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ فِی ذٰلِكَ الْيَوْمِ". دیتا ہے اور جو چار مرتبہ کہے اللہ تعالیٰ اس کو اس دن جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔''

فــائـده: ......اس روایت کی سند کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے، تاہم دیگر بعض اہل علم نے شواہد و متابعات کی بنا پر اس کو حسن قرار دیا ہے۔ اس سے توحید باری تعالیٰ کے اقرار کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

574...... بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَمْسَى

شام کے وقت کیا دعا کرے

1202 - حَـدَّثَـنَـا سَـعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَاصِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ ....

أَبَا هُـرَيْرَةَ يَـقُـولُ: قَـالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ الـلّٰـهِ ، عَـلِّـمْـنِی شَيْئًا أَقُولُهُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَأَمْسَيْتُ ، قَالَ: "قُـلِ: اللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ، فَـاطِـرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ، رَبَّ كُلِّ شَیْءٍ وَمَلِيكَهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْـتَ ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِی ، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْـطَـانِ وَشِرْكِهِ ، قُلْهُ إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا أَمْسَيْتَ ، وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ".

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے کوئی دعا سکھائیں جو میں صبح و شام پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا: ''تم پڑھا کرو: اللّٰھم عالم الغیب ...... اے اللہ غیب اور حاضر کو جاننے والے، آسمانوں اور زمین کو بنانے والے، ہر چیز کے رب اور مالک۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کے شرک سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تم صبح و شام اور سوتے وقت یہ دعا پڑھو۔

1203 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، عَنْ يَعْلَى ، عَنْ عَمْرٍو............

عَـنْ أَبِـی هُـرَيْـرَةَ مِثْلَهُ. وَقَـالَ: ((رَبَّ كُلِّ شَـیْءٍ وَمَـلِيكَهُ)) ، وَقَالَ: ((شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ)) .

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پہلی حدیث کی طرح روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر چیز کے رب اور مالک۔'' نیز فرمایا: ''شیطان کے شر اور اس کے شرک سے۔''

فائده: ......ان روایات میں اس بات کا اقرار ہے کہ عالم الغیب ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، نیز معلوم ہوا کہ شیطان انسان کو شرک و کفر کی طرف لے جاتا ہے۔ ہشیم کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی شعبہ کی روایت میں الفاظ کا کچھ فرق ہے۔ جس کی کچھ تفصیل فضل اللہ الصمد میں دیکھی جا سکتی ہے۔

(۱۲۰۲) صحیح: أخرجه أبو داؤد، کتاب الأدب: ٥٠٦٧۔ والترمذی: ٣٣٩٣۔ والنسائی فی الکبریٰ: ٧٦٦٨۔ انظر الصحیحة: ٢٧٥٣.

(۱۲۰۳) صحیح: انظر ما قبله.

1204 - حَدَّثَنَا خَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ............

عَنْ أَبِي رَاشِدٍ الْحُبْرَانِيِّ: أَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو فَقُلْتُ لَهُ: حَدِّثْنَا بِمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَلْقَى إِلَيَّ صَحِيفَةً فَقَالَ: هَذَا مَا كَتَبَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرْتُ فِيهَا، فَإِذَا فِيهَا: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، عَلِّمْنِي مَا أَقُولُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ، فَقَالَ: "يَا أَبَا بَكْرٍ، قُلِ: اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي، وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ، وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِي سُوءًا أَوْ أَجُرَّهُ إِلَى مُسْلِمٍ".

ابو راشد حبرانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی کوئی حدیث بیان کریں، انہوں نے مجھے ایک صحیفہ تھماتے ہوئے فرمایا: یہ وہ صحیفہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لکھ کر دیا۔ میں نے اسے دیکھا تو اس میں تھا: بلاشبہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی دعا سکھائیں جو صبح و شام پڑھا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوبکر تم پڑھا کرو: اللّٰھم فاطر السموات ...... اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، غیب اور حاضر کو جاننے والے، ہر چیز کے رب اور مالک، میں تجھ سے اپنے نفس کے شر اور شیطان کے شر اور شرک سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور اس بات سے کہ میں اپنی جان کے بارے میں بے جا حرکت کروں یا کسی مسلمان کو تکلیف پہنچاؤں۔''

فائدہ: ......آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ میں کوئی ایسا کام کروں جس کا برا انجام مجھے دنیا یا آخرت میں بھگتنا پڑے یا میں کسی مسلمان پر ظلم کروں۔

575...... بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ
بستر پر جانے کی دعا

1205 - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، وَأَبُو نُعَيْمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ............

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے

(١٢٠٤) صحيح: أخرجه الترمذي، كتاب الدعوات: ٣٥٢٩۔ انظر الصحيحة: ٢٧٦٣.

(١٢٠٥) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الدعوات: ٦٣١٢۔ وأبو داؤد: ٥٠٤٩۔ والترمذي: ٣٤١٧۔ والنسائي: ٤١٤٠۔ وابن ماجه: ٣٨٨٠.

يَنَامَ قَالَ: ((بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَمُوتُ وَأَحْيَا))، وَإِذَا اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)).

کا ارادہ کرتے تو فرماتے: ''تیرے نام کے ساتھ اے اللہ میں مرتا اور زندہ ہوتا ہوں۔'' اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو کہتے: تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) نیند موت کی بہن ہے۔ اس میں بھی روح کا تعلق جسم سے معطل ہو جاتا ہے اور اس کا شمار مردوں میں ہوتا ہے۔ اس لیے روح کی صحیح سالم واپسی پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانا چاہیے۔

(۲) نیند کے وقت ذکر الٰہی کا مطلب ہے کہ بندہ اپنے رب کے پاس جانے کے لیے تیار ہے کیونکہ عین ممکن ہے روح واپس نہ آئے۔

1206 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ..........

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَكَفَانَا وَآوَانَا، كَمْ مَنْ لَا كَافٍ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ)).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اپنے بستر پر آتے تو یہ دعا پڑھتے: ''الحمد للہ...... تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا، کفایت کی اور ٹھکانا دیا اور کتنے لوگ ایسے ہیں جن کا کوئی کفایت کرنے والا اور ٹھکانا دینے والا نہیں۔''

فائدہ: ......انسانی زندگی کی بقا کھانے اور پینے میں ہے۔ ان کے بغیر زندگی ممکن نہیں۔ اسی طرح اسے گرمی، سردی اور دیگر حوادثات سے بچنے کے لیے ٹھکانے کی ضرورت ہے اور شیطان اور دیگر مخلوقات کے شر سے بچنے کے لیے کسی کی مدد بھی درکار ہے اور اگر یہ ساری چیزیں عطا کرنے والی کوئی ذات ہے تو وہ اللہ کی ہے۔ انسان کو یہ ساری چیز میسر آ جائیں تو اس سے بڑا خوش نصیب کون ہے؟ اس لیے اسے اللہ کا شکر بجا لانا چاہیے۔ کتنے لوگ ایسے ہیں جو در در کے دھکے کھاتے ہیں اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو صبح اس حال میں کرے کہ وہ اپنے گھر میں پر امن ہو، جسمانی طور پر بھی تندرست ہو اور اس کے پاس ایک دن کا کھانا بھی ہو تو وہ شخص ایسے ہے جیسے ساری دنیا سمیٹ کر اس کے گھر رکھ دی گئی ہو۔

1207 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى، قَالَا: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ..........

(١٢٠٦) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار: ٢٧١٥ـ وأبو داؤد: ٥٠٥٣ـ والترمذي: ٣٣٩٦ـ والنسائي في الكبرىٰ: ١٠٨٦٧.

(١٢٠٧) (في قول أبي الزبير) صحيح من قول أبي الزبير فهو مقطوع موقوف ـ أخرجه الترمذي، كتاب فضائل القرآن: ٢٨٩٢ـ والنسائي في الكبرىٰ: ١٠٤٧٤ـ انظر الصحيحة: ٥٨٥.

عَـنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ لَا يَـنَـامُ حَتَّى يَقْرَأَ: ﴿الم تَـنْـزِيـلُ﴾ [السجدة: 2] وَ: ﴿تَبَـارَكَ الَّذِى بِيَـدِهِ الْمُلْكُ﴾ [الملك: 1] قَـالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: فَهُـمَـا يَـفْـضُلَانِ كُـلَّ سُـورَةٍ فِى الْقُرْآنِ بِسَبْعِينَ حَسَنَةً، وَمَنْ قَرَأَهُمَا كُتِبَ لَهُ بِهِمَا سَبْـعُـونَ حَسَـنَةً، وَرُفِـعَ بِهِـمَا لَهُ سَبْعُونَ دَرَجَةً، وَحُطَّ بِهِمَا عَنْهُ سَبْعُونَ خَطِيئَةً.

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ سونے سے پہلے سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک کی تلاوت ضرور کرتے تھے۔ ابو زبیر کہتے ہیں کہ یہ سورتیں قرآن مجید کی ہر سورت سے ستر نیکیاں زیادہ فضیلت رکھتی ہیں جس نے ان دونوں کو پڑھا اس کے لیے ستر نیکیوں کا حساب لکھا جائے گا اور ان کے ساتھ اس کے ستر درجے بلند کیے جائیں گے اور ان کے ذریعے ان کی ستر برائیاں مٹا دی جائیں گی۔

فائدہ: ......بعض روایات میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ بقرہ کو افضل قرار دیا گیا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مطلق طور پر سورۂ بقرہ افضل ہے، تاہم بعض خصوصیات ان سورتوں کی افضل ہیں۔ افضلیت کے معنی یہ ہیں کہ بعض سورتوں کا ثواب بعض دوسری سورتوں سے زیادہ ہے۔

1208 - حَـدَّثَـنَـا مُـحَـمَّـدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ شُمَيْطٍ، أَوْ سُمَيْطٍ، عَنْ أَبِى الْأَحْوَصِ قَالَ..........

قَـالَ عَبْـدُ الـلّٰـهِ: الـنَّـوْمُ عِـنْدَ الذِّكْرِ مِنَ الشَّيْـطَـانِ، إِنْ شِـئْـتُـمْ فَـجَرِّبُوا، إِذَا أَخَذَ أَحَدُكُمْ مَضْجَعَهُ وَأَرَادَ أَنْ يَنَامَ فَلْيَذْكُرِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ.

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ذکر کے وقت نیند شیطان کی طرف سے ہے، اگر تم چاہو تو تجربہ کرو۔ جب تم میں سے کوئی بستر پر چلا جائے اور سونے کا ارادہ کرے تو اللہ عزوجل کا ذکر کرے۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ کام کاج سے فارغ ہو کر جب سونے کا ارادہ ہو تو سونے کے اذکار اس وقت کرنے چاہئیں۔ شیطان عموماً اللہ کے ذکر سے غافل کر دیتا ہے اس طرح کہ انسان اذکار کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے فوراً نیند آ جاتی ہے۔

1209 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِى الزُّبَيْرِ..........

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِىُّ ﷺ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ: تَبَارَكَ وَ ﴿الم تَنْزِيلُ﴾ [السجدة:2] السَّجْدَةِ.

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب تک سورۂ ملک اور الم السجدہ کی تلاوت نہ کر لیتے سوتے نہ تھے۔

(١٢٠٨) صحيح الإسناد موقوفا.

(١٢٠٩) صحيح: انظر الحديث، رقم: ١٢٠٧.

1210 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ، فَلْيَحُلَّ دَاخِلَةَ إِزَارِهِ، فَلْيَنْفُضْ بِهَا فِرَاشَهُ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَّفَ فِي فِرَاشِهِ، وَلْيَضْطَجِعْ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، وَلْيَقُلْ: بِاسْمِكَ وَضَعْتُ جَنْبِي، فَإِنِ احْتَبَسْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِينَ"، أَوْ قَالَ: ((عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی بستر پر لیٹنے لگے تو اپنے ازار بند کا پلو کھول کر اس سے بستر کو جھاڑ لے کیونکہ اسے معلوم نہیں اس کے بعد بستر پر کیا چیز آئی۔ اور چاہیے کہ وہ دائیں پہلو پر لیٹ کر یہ دعا پڑھے: تیرے نام کے ساتھ میں نے اپنا پہلو رکھا، لہٰذا اگر تو میری جان کو قبض کر لے تو اس پر رحم فرمانا اور اگر تو اس کو چھوڑ دے تو اس کی اسی طرح حفاظت فرمانا جیسے تو اپنے نیکوں کی حفاظت فرماتا ہے۔'' یا کہا: ''جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔''

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کو سوتے وقت بستر جھاڑ کر سونا چاہیے تا کہ کوئی موذی جانور بستر پر نہ ہو۔ پھر خود کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے اذکار کرتے ہوئے سو جانا چاہیے۔ رات کو اللہ تعالیٰ موذی چیزوں سے حفاظت فرمائے گا۔

1211 - حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ خَازِمٍ أَبُو بَكْرٍ النَّخَعِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ وَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَأَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَنْجَا وَلَا مَلْجَأَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ،

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر جاتے تو دائیں پہلو پر لیٹتے، پھر یہ دعا پڑھتے: اے اللہ میں نے اپنا چہرہ تیری جانب متوجہ کیا اور میں اپنی جان تیرے سپرد کرتا ہوں اور میں نے تیرا ہی سہارا لیا، تجھ سے ڈرتے ہوئے اور تیری نعمتوں کی رغبت کرتے ہوئے۔ تیرے علاوہ کوئی جائے نجات نہیں اور کوئی پناہ کی جگہ نہیں۔ میں تیری

(١٢١٠) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الدعوات: ٦٣٢٠- ومسلم: ٢٧١٤- وأبو داؤد: ٥٠٥٠- والترمذي: ٣٤٠١- والنسائي في الكبرىٰ: ١٠٥٥٩- وابن ماجه: ٣٨٧٥.

(١٢١١) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الوضوء، باب فضل من بات على وضوء: ٢٤٧.

آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ"، قَالَ: ((فَمَنْ قَالَهُنَّ فِي لَيْلَةٍ ثُمَّ مَاتَ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ)).

اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل فرمائی اور اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے مبعوث کیا۔ پھر فرمایا: ''جس نے رات کو یہ کلمات (ایمان ویقین سے) پڑھے اور پھر اسی رات وہ فوت ہوگیا تو اس کا مرنا فطرت پر ہوگا۔''

1212 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ: ((اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى، مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ كُلِّ ذِي شَرٍّ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ، اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ، وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب بستر پر لیٹتے تو پڑھتے: اے اللہ آسمانوں اور زمین کے رب، ہر چیز کے مالک، دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے، تورات، انجیل اور قرآن کو نازل کرنے والے۔ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ہر شر والی چیز کے شر سے جس کی پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے۔ تو سب سے پہلے ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں اور تو ہی سب سے آخر میں ہوگا، تیرے بعد کوئی چیز نہیں۔ تو ہی ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں۔ تو ہی باطن ہے، تیرے ماوراء کوئی چیز نہیں۔ میرا قرض ادا کر دے اور میرا فقر ختم کر کے مجھے غنی کر دے۔''

فائدہ: ......تو ہی ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ظاہر ہونے میں تیرے اوپر کوئی چیز نہیں۔ تجھ سے بڑھ کر کوئی ظاہر نہیں۔ تو ہی باطن ہے تیرے ماوراء کوئی چیز نہیں یعنی تجھ سے بڑھ کر کوئی اور باطن اور پوشیدہ نہیں۔ اللہ ظاہر ہے کہ اس پر اس کی بے شمار مخلوق دلالت کرتا ہے۔ لیکن اللہ اپنی ذات کے لحاظ سے پوشیدہ ہے دنیا کی آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھنا ممکن نہیں۔

(١٢١٢) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الذكر والدعا والتوبة والاستغفار: ٢٧١٣ـ والترمذى: ٣٤٠٠ـ والنسائى فى الكبرىٰ: ٧٦٢١ـ وابن ماجه: ٣٨٧٣.

576...... بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ عِنْدَ النَّوْمِ

نیند کے وقت دعا کی فضیلت

1213 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي............

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ بِوَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَنْجَا وَلَا مَلْجَأَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ"، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهِ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ))

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو دائیں پہلو پر لیٹتے، پھر پڑھتے: اللّٰهم أسلمت...... اے اللہ میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی، اپنا رخ تیری طرف کیا، اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا اور اپنے تمام معاملات میں تجھ پر ہی اعتماد کیا، تجھ سے امید رکھتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے۔ تیرے علاوہ میری کوئی جائے نجات اور پناہ گاہ نہیں۔ میں تیری نازل کردہ کتاب اور تیرے بھیجے ہوئے رسول پر ایمان لایا۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے یہ کلمات پڑھے اور پھر اسی رات فوت ہوگیا اس کی موت فطرت پر آئی۔"

فائدہ: ......اپنے اسلام اور وفاداری کا بار بار اقرار بندے کی محتاجی اور رب سے محبت کا اظہار ہے کہ بندہ یہ باور کراتا ہے کہ باری تعالیٰ میں تیرے سوا کچھ نہیں۔ میرا جینا اور مرنا تیرے لیے ہے۔ اور میرا ہر معاملہ تیرے سپرد ہے۔

1214 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ............

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ أَوْ أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ ابْتَدَرَهُ مَلَكٌ وَشَيْطَانٌ، فَقَالَ الْمَلَكُ: اخْتِمْ بِخَيْرٍ، وَقَالَ الشَّيْطَانُ: اخْتِمْ بِشَرٍّ، فَإِنْ حَمِدَ اللّٰهَ وَذَكَرَهُ أَطْرَدَهُ، وَبَاتَ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب آدمی گھر میں داخل ہوتا ہے یا اپنے بستر پر جاتا ہے تو ایک فرشتہ اور ایک شیطان جلدی سے اس کی طرف بڑھتے ہیں۔ فرشتہ کہتا ہے: اپنے کام کو خیر پر ختم کر۔ شیطان کہتا ہے: شر پر اپنے کام کو ختم

(١٢١٣) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الدعوات: ٦٣١٥ـ ومسلم: ٢٧١٠ـ وأبو داؤد: ٥٠٤٦ـ والترمذي: ٣٣٩٤ـ والنسائي في الكبرى: ١٠٥٤١ـ وابن ماجه: ٣٨٧٦.

(١٢١٤) ضعيف الإسناد موقوفا: أخرجه النسائي في الكبرى: ١٠٦٢٥، ١٠٦٢٣ـ وأبو يعلى: ١٧٩١ـ وابن حبان: ٥٥٣٣.

يَكْلَؤُهُ، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ ابْتَدَرَهُ مَلَكٌ وَشَيْطَانٌ فَقَالَا مِثْلَهُ، فَإِنْ ذَكَرَ اللّٰهَ وَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَدَّ إِلَيَّ نَفْسِي بَعْدَ مَوْتِهَا وَلَمْ يُمِتْهَا فِي مَنَامِهَا، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي ﴿يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا، وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي ﴿يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾ [الحج: 65] إِلَى ﴿لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾، فَإِنْ مَاتَ مَاتَ شَهِيدًا، وَإِنْ قَامَ فَصَلَّى صَلَّى فِي فَضَائِلَ.

کر۔ چنانچہ اگر وہ اللہ کی تعریف اور ذکر کرے تو وہ فرشتہ شیطان کو دھتکار دیتا ہے اور رات بھر اس کی حفاظت کرتا ہے۔ پھر جب بیدار ہوتا ہے تو بھی فرشتہ اور شیطان جلدی سے اس کی طرف بڑھتے ہیں، پھر دونوں سابقہ گفتگو کرتے ہیں۔ چنانچہ اگر وہ اللہ کا ذکر کرے اور کہے: ہر قسم کی تعریف اس ذات کے لیے ہے جس نے میری جان موت کے بعد لوٹائی اور اسے نیند میں فوت نہیں کیا۔ تمام تعریف اس ذات کے لیے ہیں جو ''آسمانوں اور زمین کو اپنی جگہ سے ہٹنے سے روکے ہوئے ہے۔ اگر وہ دونوں اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو انہیں اس کے بعد کون تھامے گا، بلاشبہ وہ نہایت بردبار بخشنے والا ہے۔'' تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہیں جو ''آسمانوں کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے مگر اس کی اجازت کے ساتھ...... بلاشبہ وہ نہایت شفقت اور رحم کرنے والا ہے۔ اگر وہ فوت ہوگیا تو شہادت کی موت مرا اور اگر اس نے اٹھ کر نماز پڑھی تو بڑی فضیلتوں والی نماز ہوگی۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس لیے کہ اس کی سند میں ابوالزبیر مدلس ہے اور عَنْ کے ساتھ بیان کر رہا ہے۔

577...... بَابُ يَضَعُ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ

ہاتھ رخسار کے نیچے رکھنے کا بیان

1215 - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ..........

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ، وَيَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ)).

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ کرتے تو اپنا ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور پڑھتے: اللّٰهم اقنى ...... اے اللہ مجھے اس دن عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔''

(١٢١٥) صحيح: أخرجه النسائي في الكبرىٰ: ١٠٥٢٣ـ والترمذي في الشمائل: ٢٥٥.

حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

ایک دوسرے طریق سے بھی حضرت براء سے اسی طرح مروی ہے۔

578...... بَابٌ بلاعنوان

1216 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((خَلَّتَانِ لَا يُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَهُمَا يَسِيرٌ، وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ))، قِيلَ: وَمَا هُمَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((يُكَبِّرُ أَحَدُكُمْ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا، وَيَحْمَدُ عَشْرًا، وَيُسَبِّحُ عَشْرًا، فَذَلِكَ خَمْسُونَ وَمِائَةٌ عَلَى اللِّسَانِ، وَأَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ فِي الْمِيزَانِ))، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُدُّهُنَّ بِيَدِهِ. ((وَإِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ سَبَّحَهُ وَحَمِدَهُ وَكَبَّرَهُ، فَتِلْكَ مِائَةٌ عَلَى اللِّسَانِ، وَأَلْفٌ فِي الْمِيزَانِ، فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ أَلْفَيْنِ وَخَمْسَمِائَةِ سَيِّئَةٍ؟)) قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ لَا يُحْصِيهِمَا؟ قَالَ: ((يَأْتِي أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ فِي صَلَاتِهِ، فَيُذَكِّرُهُ حَاجَةَ كَذَا وَكَذَا، فَلَا يَذْكُرُهُ)).

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان دو چیزوں کی پابندی کرے وہ ضرور جنت میں جائے گا۔ وہ دونوں آسان ہیں اور ان پر عمل کرنے والے تھوڑے ہیں۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ہر نماز کے بعد دس مرتبہ اللہ اکبر کہے، دس مرتبہ الحمد للہ کہے اور دس مرتبہ، سبحان اللہ کہے۔ یہ تعداد زبان پر ڈیڑھ سو ہوگئی اور میزان میں پندرہ سو ہوں گے۔'' میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ انہیں ہاتھ پر شمار کر رہے تھے، اور جب اپنے بستر پر جائے تو (تینتیس مرتبہ) سبحان اللہ، (تینتیس مرتبہ) الحمد للہ اور (چونتیس مرتبہ) اللہ اکبر کہے تو یہ زبان پر ادا کرنے میں سو اور میزان میں ہزار ہوں گے۔ تم میں سے کون ہے جو دن رات میں پچیس سو گناہ کرتا ہو؟'' عرض کیا گیا اللہ کے رسول آدمی کیسے ان پر عمل نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا: ''شیطان تم میں سے کسی کی نماز میں آتا ہے اور اسے ادھر ادھر کے کام یاد دلاتا ہے تو اسے یہ تسبیحات یاد نہیں رہتیں۔''

فائدہ: ......اذکار کے فوائد مواظبت اور ہمیشگی کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ کبھی کر لینے اور کبھی چھوڑ دینے سے حقیقی فوائد کا حصول ممکن نہیں ہوتا۔ احصاء کا اس جگہ مطلب ہمیشگی کرنا ہے۔

(١٢١٦) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب، باب التسبيح عند النوم: ٥٠٦٥۔ والترمذي: ٣٤١٠۔ والنسائي: ١٣٤٨۔ وابن ماجه: ٩٢٦.

579...... بَابُ إِذَا قَامَ مِنْ فِرَاشِهِ ثُمَّ رَجَعَ فَلْيَنْفُضْهُ

جب کوئی بستر سے اٹھے تو واپس آنے پر اسے جھاڑے

1217 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَأْخُذْ دَاخِلَةَ إِزَارِهِ، فَلْيَنْفُضْ بِهَا فِرَاشَهُ وَلْيُسَمِّ اللّٰهَ، فَإِنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا خَلَّفَهُ بَعْدَهُ عَلَى فِرَاشِهِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَضْطَجِعَ فَلْيَضْطَجِعْ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ وَلْيَقُلْ: سُبْحَانَكَ رَبِّي، بِكَ وَضَعْتُ جَنْبِي، وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَاغْفِرْ لَهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ".

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی بستر پر جائے تو ازار بند کے اندرون حصہ کا پلو لے کر اس سے بستر کو جھاڑ لے اور بسم اللہ پڑھے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے بعد بستر پر کیا چیز آئی، پھر جب لیٹنے کا ارادہ کرے تو دائیں پہلو پر لیٹے اور یہ دعا پڑھے: اے میرے رب تو پاک ہے تیرے (نام کے) ساتھ میں نے اپنا پہلو رکھا اور تیری توفیق ہی سے اٹھاؤں گا۔ اگر تو میری جان قبض کرلے تو اسے بخش دینا اور اگر اسے چھوڑے تو اس کی اس طرح حفاظت کرنا جس طرح تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) مقصد یہ ہے کہ بستر بچھائے ہوئے دیر ہوگئی ہو یا اندھیرا ہو تو بستر کو جھاڑ کر سونا چاہیے ممکن ہے کہ کوئی موذی چیز اس پر آگئی ہو۔ خصوصاً رات کو اٹھ کر واپس آنے پر بستر ضرور جھاڑنا چاہیے۔

(۲) اس سے معلوم ہوا موذی اور نقصان دہ چیزوں سے بچنا چاہیے اور یہ توکل کے منافی نہیں ہے۔

580...... بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا اسْتَيْقَظَ بِاللَّيْلِ

رات کو جاگے تو کیا پڑھے

1218 - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ، عَنْ يَحْيَى هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ..........

حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ عِنْدَ بَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے دروازے کے پاس رات گزارتا تا کہ آپ کو وضو کے لیے

(۱۲۱۷) صحیح: انظر الحدیث، رقم: ۱۲۱۰.

(۱۲۱۸) صحیح: أخرجه الترمذی، کتاب الدعوات: ۳۴۱۶۔ والنسائی: ۱۶۱۸۔ وابن ماجه: ۳۸۷۹۔ انظر صحیح أبی داؤد: ۱۱۹۳.

فَأُعْطِيهِ وَضُوءَهُ، قَالَ: فَأَسْمَعُهُ الْهَوِيَّ مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ))، وَأَسْمَعُهُ الْهَوِيَّ مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)).

پانی وغیرہ دے سکوں۔ میں رات کو دیر تک آپ کو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے سنتا اور دیر تک سنتا کہ آپ الحمد للہ رب العالمین فرما رہے ہوتے۔

فائدہ: ......حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آپ رات اکثر وقت اللہ کی تعریف اور اس کے ذکر میں گزارتے۔ گویا جب بھی آنکھ کھلتی اللہ سے خیر طلب کرتے۔

581...... بَابُ مَنْ نَامَ وَبِيَدِهِ غَمَرٌ

ہاتھ میں چکناہٹ لگے ہوئے سونا

1219 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ عَطَاءٍ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ نَامَ وَبِيَدِهِ غَمَرٌ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهُ، فَأَصَابَهُ شَيْءٌ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ)).

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اس حال میں سویا کہ اس کے ہاتھ میں چکناہٹ ہو اور وہ اسے نہ دھوئے تو اسے اگر کسی چیز نے کاٹ لیا تو وہ خود کو ہی ملامت کرے۔''

1220 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ بَاتَ وَبِيَدِهِ غَمَرٌ، فَأَصَابَهُ شَيْءٌ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو رات کو چکناہٹ والے ہاتھ سے سویا اور پھر اسے کوئی چیز کاٹ گئی تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔''

فائدہ: ......ان روایات سے معلوم ہوا کہ رات کو سونے سے پہلے اگر ہاتھوں میں چکناہٹ وغیرہ ہو تو انہیں دھو لینا چاہیے تاکہ کھانے کی بو پر کوئی موذی چیز نقصان نہ پہنچائے۔

(١٢١٩) صحيح: أخرجه الطبراني في الاوسط: ٥٩٧۔ والبزار: ٢٨٨٦۔ وأبو نعيم في اخبار اصفهان: ٢/ ٣٢٧۔ انظر الصحيحة: ٢٩٥٦.

(١٢٢٠) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الاطعمة: ٣٨٥٢۔ والترمذي: ١٨٦٠۔ والنسائي في الكبرىٰ: ٦٨٨٧۔ وابن ماجه: ٣٢٩٧۔ انظر الصحيحة: ٢٩٥٦.

582...... بَابُ إِطْفَاءِ الْمِصْبَاحِ

چراغ بجھا کر سونا

1221 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ............

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ، وَأَوْكُوا السِّقَاءَ، وَأَكْفِئُوا الْإِنَاءَ، وَخَمِّرُوا الْإِنَاءَ، وَأَطْفِئُوا الْمِصْبَاحَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ غَلَقًا، وَلَا يَحُلُّ وِكَاءً، وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً، وَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى النَّاسِ بَيْتَهُمْ)).

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’(رات کو) دروازے بند کر دو، مشکیزوں کے منہ باندھ دو، برتنوں کو الٹا کر دو یا برتنوں کو ڈھانپ دو اور چراغ بجھا دو کیونکہ شیطان بند (دروازے) کو نہیں کھولتا اور تسمے کو نہیں کھولتا اور نہ ڈھکے ہوئے برتن کو کھولتا ہے اور بلاشبہ چوہیا شریر ہے جو لوگوں کے گھر جلا دیتی ہے۔‘‘

فوائد و مسائل: ......(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چراغ تیل سے جلتے تھے اور جس دھاگے سے آگ جلتی تھی چوہیا بسا اوقات اسے کھینچ کر گھر کو آگ لگا دیتی اور ایسا واقعہ ایک دفعہ آپ کی زندگی میں پیش بھی آیا جس وجہ سے آپ نے چراغ بجھا کر سونے کا حکم دیا۔ عصر حاضر میں بھی بجلی کے شارٹ سرکل کی وجہ سے کئی نقصانات ہو جاتے ہیں اس لیے بلب وغیرہ بند کر کے سونا چاہیے۔

(۲) ایک روایت میں دروازہ بند کرتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا حکم ہے، نیز یہ اضافہ بھی ہے کہ شام کے وقت بچوں کو باہر نہ نکلنے دو کیونکہ اس وقت جن اور شیاطین زمین میں پھیلتے ہیں۔

(۳) برتنوں کو ڈھانک کر رکھنے یا الٹا کر دینے کی وجہ بھی دوسری احادیث میں ذکر ہوئی ہے کہ سال میں ایک رات میں ایک بیماری نازل ہوتی ہے۔ جو برتن کھلا ہو اس میں پڑ جاتی ہے۔ اس لیے برتن ڈھانک کر رکھنے چاہئیں۔

1222 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ طَلْحَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَتْ فَأْرَةٌ فَأَخَذَتْ تَجُرُّ الْفَتِيلَةَ، فَذَهَبَتِ الْجَارِيَةُ تَزْجُرُهَا،

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ ایک چوہیا آئی اور چراغ کی بتی کو کھینچنے لگی۔ ایک لڑکی اس کو روکنے

(۱۲۲۱) صحیح: أخرجه البخاري، كتاب بدء الخلق: ۳۳۱٦ـ ومسلم: ۲۰۱۲ـ وأبو داؤد: ۳۷۳۲ـ والترمذي: ۱۸۱۲ـ والنسائي في الكبرى: ۱۰۵۱٤ـ وابن ماجه: ۳۲۹۷.

(۱۲۲۲) صحیح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب: ٥۲٤۷ـ انظر الصحيحة: ۱٤۲۲.

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((دَعِيهَا)) ، فَجَاءَتْ بِهَا فَأَلْقَتْهَا عَلَى الْخُمْرَةِ الَّتِي كَانَ قَاعِدًا عَلَيْهَا ، فَاحْتَرَقَ مِنْهَا مِثْلُ مَوْضِعِ دِرْهَمٍ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوا سُرُجَكُمْ ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هَذِهِ عَلَى مِثْلِ هَذَا فَتَحْرِقُكُمْ)) .

کے لیے گئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو۔'' چنانچہ وہ چوہیا وہ بتی لائی اور جس چٹائی پر آپ تشریف رکھتے تھے اس پر ڈال دی۔ اس چٹائی میں سے ایک درہم کے برابر جگہ جل گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سوؤ تو اپنے چراغ بجھا دو، کیونکہ شیطان اس طرح کی چیزوں کو اس طرح کی باتیں سمجھا دیتا ہے تو وہ تمہیں جلا دیتی ہیں۔

1223 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نُعْمٍ............

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ ، فَإِذَا فَأْرَةٌ قَدْ أَخَذَتِ الْفَتِيلَةَ ، فَصَعِدَتْ بِهَا إِلَى السَّقْفِ لِتَحْرِقَ عَلَيْهِمُ الْبَيْتَ ، فَلَعَنَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحَلَّ قَتْلَهَا لِلْمُحْرِمِ .

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ایک رات نبی ﷺ جاگے، آپ نے اچانک دیکھا کہ ایک چوہیا بتی لے کر چھت پر چڑھ رہی تھی تا کہ ان پر گھر کو جلا دے۔ تب نبی ﷺ نے اس پر لعنت کی اور محرم کے لیے بھی اس کا قتل جائز قرار دیا۔

583...... بَابُ لَا تُتْرَكُ النَّارُ فِي الْبُيُوتِ حِينَ يَنَامُونَ

رات کو سوتے وقت گھر میں آگ جلتی نہ چھوڑی جائے

1224 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَالِمٍ............

عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ)) .

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ کو جلتا ہوا نہ چھوڑو۔''

1225 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ............

(١٢٢٣) ضعيف: أخرجه أحمد: ١١٧٥٥ـ وابن ماجه: ٣٠٨٩ـ الارواء: ٢٢٦/٤.

(١٢٢٤) صحيح: أخرجه البخارى، كتاب الاستئذان: ٦٢٩٣ـ ومسلم: ٢٠١٥ـ وأبو داؤد: ٥٢٤٦ـ والترمذى: ١٨١٣ـ وابن ماجه: ٣٧٦٩.

(١٢٢٥) صحيح الإسناد موقوفا: أخرجه أحمد: ٥٦٤١ـ والقطيعي فى "جزء الألف دينار": ٩٨ـ وأبو جعفر الرزاز فى جزء له: ١٩٧.

قَـالَ عُمَرُ: إِنَّ النَّارَ عَدُوٌّ فَاحْذَرُوهَا . فَكَانَ ابْـنُ عُـمَرَ يَتْبَعُ نِيرَانَ أَهْلِهِ وَيُطْفِئُهَا قَبْلَ أَنْ يَبِيتَ .

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بلاشبہ آگ دشمن ہے، لہٰذا اس سے بچو۔'' چنانچہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھر میں آگ کا خاص خیال رکھتے اور سونے سے پہلے اسے بجھا دیتے۔

1226 - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ..........

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ يَـقُـولُ: ((لَا تَتْـرُكُـوا النَّـارَ فِـي بُيُوتِكُمْ ، فَإِنَّهَا عَدُوٌّ)) .

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''تم اپنے گھروں میں (رات کے وقت) آگ کو جلتا ہوا نہ چھوڑو کیونکہ وہ دشمن ہے۔''

1227 - حَـدَّثَـنَـا مُـحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ..........

عَـنْ أَبِـي مُـوسَـى قَالَ: احْتَرَقَ بِالْمَدِينَةِ بَيْتٌ عَـلَـى أَهْـلِـهِ مِنَ اللَّيْلِ ، فَحُدِّثَ بِذَلِكَ النَّبِيُّ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ: ((إِنَّ هَذِهِ النَّارَ عَدُوٌّ لَكُمْ ، فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ)) .

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: مدینہ طیبہ میں رات کو ایک گھر، اہل خانہ سمیت جل گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ آگ تمہاری دشمن ہے، لہٰذا جب تم سونے لگو تو اس کو بجھا دیا کرو۔''

فائدہ: ......ان روایات سے معلوم ہوا کہ ہر طرح کی آگ بجھا کر سونا چاہیے خواہ ظاہری خطرہ نہ ہو کیونکہ کسی بھی وقت کوئی مسئلہ پیدا ہوسکتا ہے۔

584...... بَابُ التَّيَمُّنِ بِالْمَطَرِ
بارش سے برکت حاصل کرنا

1228 - حَـدَّثَـنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ عُمَرَ ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ..........

عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ ، أَنَّـهُ كَـانَ إِذَا مَطَرَتِ السَّـمَـاءُ يَـقُـولُ: ((يَـا جَـارِيَةُ ، أَخْرِجِي سَـرْجِـي ، أَخْـرِجِـي ثِيَـابِي)) ، وَيَقُولُ: ﴿وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبَارَكًا﴾ [ق: 9] .

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بارش نازل ہوتی تو وہ فرماتے: اے لڑکی! میری زین اور کپڑے باہر رکھ دو اور فرماتے: (ارشاد باری تعالیٰ ہے:) ''اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی نازل کیا۔''

(١٢٢٦) صحيح: أخرجه أحمد: ٥٦٤١ـ وأبو عوانه: ٨١٧٠ـ والحاكم: ٤/ ٣١٧.

(١٢٢٧) صحيح: أخرجه البخارى، كتاب الاستئذان: ٦٢٩٤ـ ومسلم: ٢٠١٦ـ وابن ماجه: ٣٧٧٠.

(١٢٢٨) صحيح الإسناد موقوفا: أخرجه ابن أبى شيبة: ٢٦١٧٦.

فائدہ: ......گزشتہ اوراق میں حدیث ۱۷۵ کے تحت گزر چکا ہے کہ جب بارش ہوتی تو نبی ﷺ قمیص وغیرہ اتار دیتے تاکہ جسم پر براہ راست بارش پڑے۔ صحابہ کرام کہتے ہیں ہم نے عرض کیا: آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: ''کیونکہ یہ اپنے رب کے پاس سے نئی نئی آتی ہے۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی نبی ﷺ کے اتباع میں ایسا کرتے۔ اس لیے بارش کا پانی بابرکت ہے۔ اس سے تبرک لیا جا سکتا ہے۔

585...... بَابُ تَعْلِيقِ السَّوْطِ فِي الْبَيْتِ

گھر میں کوڑا لٹکانے کا بیان

1229 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي إِسْرَائِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ عَلْقَمَةَ أَبُو الْمُغِيرَةِ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِتَعْلِيقِ السَّوْطِ فِي الْبَيْتِ.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے گھر میں کوڑا لٹکانے کا حکم دیا۔

فائدہ: ......ایک روایت میں ہے کہ گھر والوں کو ادب سکھانے کے لیے چھڑی گھر میں ایسی جگہ پر لٹکا کر رکھو جہاں گھر والوں کو نظر آئے۔ ایک طریق میں ہے کہ ادب سکھانے کے لیے کوڑا اپنے گھر والوں سے ایک طرف نہ کرو اور انہیں اللہ کے بارے میں ڈراتے رہو۔ (الارواء، ح:۲۰۲۶)

586...... بَابُ غَلْقِ الْبَابِ بِاللَّيْلِ

رات کو دروازہ بند کرنے کا بیان

1230 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَعْقَاعُ بْنُ حَكِيمٍ............

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِيَّاكُمْ وَالسَّمَرَ بَعْدَ هُدُوءِ اللَّيْلِ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي مَا يَبُثُّ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهِ، غَلِّقُوا الْأَبْوَابَ، وَأَوْكُوا السِّقَاءَ، وَأَكْفِئُوا الْإِنَاءَ، وَأَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ)).

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رات کو سکون ہو جائے تو چلنا پھرنا کم کر دو کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اپنی کون کون سی مخلوق پھیلاتا ہے۔ دروازے بند کر دو اور مشکیزوں کے منہ بند کر دو، برتن ڈھانپ دو اور چراغ بجھا دو۔''

(۱۲۲۹) صحيح: أخرجه عبدالرزاق: ۱۷۹٦۳۔ وابن أبي الدنيا في العيال: ۳۲۲۔ والطبراني في الكبير: ۱۰/ ۲۸٤۔ انظر الصحيحة: ۱٤٤۷.

(۱۲۳۰) حسن: أخرجه الحاكم: ٤/ ۲۸٤۔ انظر الصحيحة: ۱۷۵۲.

فوائد و مسائل: ......(۱) اصل میں متن ایاکم والسمر ہے۔ سمر کے معنی رات کو گفتگو کرنا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الادب المفرد میں فرمایا ہے کہ شاید یہ ابن عجلان کا وہم ہے۔ سیاق سے معلوم ہے کہ یہ السیر ہے اور آئندہ صریح روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، اس لیے ہم نے سیر والا ترجمہ کیا ہے۔

(۲) رات کو دروازے بند کر کے سونا چاہیے تاکہ شیطان کوئی نقصان نہ پہنچائے اور بند کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ لاکر وغیرہ بھی بسم اللہ پڑھ کر بند کرنے چاہئیں۔

587...... بَابُ ضَمِّ الصِّبْيَانِ عِنْدَ فَوْرَةِ الْعِشَاءِ

شام ہوتے ہی بچوں کو اپنے پاس بلا لینا

1231 – حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبِيبٌ الْمُعَلِّمُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ..........

عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((كُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ حَتَّى تَذْهَبَ فَحْمَةُ – أَوْ فَوْرَةُ – الْعِشَاءِ، سَاعَةَ تَهَبُّ الشَّيَاطِينُ)).

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بچوں کو اپنے پاس روک لو یہاں تک کہ شام کا ابتدائی وقت گزر جائے۔ یہ وقت ہے جب شیاطین پھیلتے ہیں۔''

فائدہ: ......بچوں کو روکنے کا حکم شام کے ابتدائی حصے کے ساتھ خاص ہے، قدرے اندھیرا ہو جانے پر ان کا نکلنا جائز ہے۔

588...... بَابُ التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ

جانوروں کو لڑانے کے لیے ابھارنا

1232 – حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ..........

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُحَرَّشَ بَيْنَ الْبَهَائِمِ.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے جانوروں کو آپس میں لڑانے کو ناپسند کیا ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ حدیث مرفوعاً بھی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو آپس میں لڑانے سے منع کیا ہے۔ (ابوداؤد)

جب جانوروں کو لڑائی پر ابھارنا منع ہے تو لوگوں کو اور خصوصاً مسلمانوں کو آپس میں لڑانا کتنا سنگین جرم ہوگا۔

(۱۲۳۱) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب الاشربة: ٥٦٢٣۔ ومسلم: ٢٠١٢۔ وأبو داؤد: ٣٧٣٣۔ انظر الصحیحة: ٤٠.

(۱۲۳۲) حسن لغیره موقوفا وروی مرفوعا: أخرجه الجعد: ٢١٢١۔ والبیهقی فی الکبریٰ: ١٠/ ٢٢۔ غایة المرام: ٣٨٣.

(۲) عصر حاضر میں کتوں، مرغوں کی لڑائیاں بھی ممنوع اور فضول کام ہیں جن سے اجتناب ضروری ہے۔

589...... بَابُ نُبَاحِ الْكَلْبِ وَنَهِيقِ الْحِمَارِ

کتے کے بھونکنے اور گدھے کے رینگنے کے وقت کیا کیا جائے؟

1233 - حَـدَّثَـنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زِيَادٍ............

عَـنْ جَـابِـرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَقِلُّوا الْخُرُوجَ بَعْدَ هُـدُوءٍ، فَإِنَّ لِلَّهِ دَوَابَّ يَبُثُّهُنَّ، فَمَنْ سَمِعَ نُبَـاحَ الْـكَلْبِ، أَوْ نُهَاقَ حِمَارٍ، فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، فَإِنَّهُمْ يَرَوْنَ مَا لَا تَرَوْنَ)).

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات کو جب سکون ہو جائے تو گھروں سے نکلنا کم کر دو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے جانور ہیں جنہیں وہ (رات کو) زمین میں پھیلا دیتا ہے۔ جو کتے کے بھونکنے اور گدھے کے رینگنے کی آواز سنے تو وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے شیطان مردود کے شر سے کیونکہ جو وہ دیکھتے ہیں تم نہیں دیکھ پاتے۔''

فائدہ: ......گدھا یا کتا شیطان کو دیکھ کر آواز نکالتے ہیں جیسا کہ احادیث میں صراحت ہے۔ مسلمان کو شیطان کے نقصان اور وسوسے کا خطرہ رہتا ہے اس لیے اسے فوراً اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔ نیز رات کو بلاوجہ گھر سے نہیں نکلنا چاہیے کیونکہ موذی جانوروں وغیرہ کے نقصان پہنچانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

1234 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ............

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ أَوْ نُهَاقَ الْحَمِيرِ مِنَ اللَّيْلِ، فَتَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ، فَإِنَّهُمْ يَرَوْنَ مَالَا تَـرَوْنَ، وَأَجِيـفُوا الْأَبْوَابَ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا أُجِيفَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَغَطُّوا الْجِرَارَ، وَأَوْكِئُوا الْقِرَبَ وَأَكْفِئُوا الْآنِيَةَ)).

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم رات کو کتے کے بھونکنے اور گدھے کے رینگنے کی آواز سنو تو اللہ کی پناہ طلب کرو کیونکہ جو کچھ وہ دیکھتے ہیں تم نہیں دیکھتے۔ دروازے بند رکھو اور بند کرتے وقت بسم اللہ پڑھو کیونکہ جس دروازے کو بسم اللہ پڑھ کر بند کیا جائے شیطان اسے نہیں کھولتا۔ نیز مٹکے ڈھانپ کر رکھو اور مشکیزوں کے تسمے باندھ کر رکھو اور برتن اوندھے کر کے رکھو۔''

(١٢٣٣) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب: ٥١٠٤ـ انظر الصحيحة: ١٥١٨.

(١٢٣٤) صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب: ٥١٠٣ـ والنسائى فى الكبرىٰ: ١٠٧١٢.

1235 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ ابْنُ الْهَادِ..........

عَنْ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ ابْنُ الْهَادِ: وَحَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((أَقِلُّوا الْخُرُوجَ بَعْدَ هُدُوءٍ، فَإِنَّ لِلَّهِ خَلْقًا يَبُثُّهُمْ، فَإِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ أَوْ نُهَاقَ الْحَمِيرِ، فَاسْتَعِيذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ)).

عمر بن علی بن حسین رحمہ اللہ نبی ﷺ سے مرسل بیان کرتے ہیں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ’’رات کو سکون ہو جانے کے بعد باہر نکلنا کم کر دو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کئی مخلوقات ہیں جنہیں وہ (رات کو) پھیلا دیتا ہے۔ اگر تمہیں کتوں کے بھونکنے یا گدھوں کے رینکنے کی آواز سنائی دے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو شیطان سے۔‘‘

فائدہ: ...... یہ روایات قریب ہی گزر چکی ہیں۔ البتہ ان میں یہ اضافہ ہے کہ کتے کے بھونکنے یا گدھے کے رینکنے پر رات کو اعوذ باللہ پڑھنی چاہیے۔ نیز شام ہو رہی ہو تو بچوں کو گھر میں روکنا چاہیے اور جب لوگ سو جائیں اور سناٹا چھا جائے تو پھر بڑوں کو بھی بلاضرورت باہر نکلنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

590...... بَابُ إِذَا سَمِعَ الدِّيَكَةَ

مرغوں کی آواز سن کر کیا کہے

1236 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ مِنَ اللَّيْلِ، فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا، فَسَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ، وَإِذَا سَمِعْتُمْ نُهَاقَ الْحَمِيرِ مِنَ اللَّيْلِ، فَإِنَّهَا رَأَتْ شَيْطَانًا، فَتَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تم رات کو مرغوں کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھ کر آواز نکالتے ہیں۔ اور جب تم رات کو گدھوں کے رینکنے کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ کی شیطان سے پناہ طلب کرو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر آواز نکالتے ہیں۔‘‘

(١٢٣٥) صحيح: انظر الحديث، رقم: ١٢٣٣.

(١٢٣٦) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب بدء الخلق: ٣٣٠٣ـ ومسلم: ٢٧٢٩ـ وأبو داؤد: ٥١٠٢ـ والترمذي: ٣٤٥٩ـ والنسائي في الكبرىٰ: ١٠٧١٣.

فائدہ: ......قاضی عیاض رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ مرغ کی اذان سن کر دعا کا حکم اس لیے ہے تاکہ فرشتے اس کی دعا پر آمین کہیں اور اللہ تعالیٰ سے اس بندے کے لیے استغفار کریں۔ نیز معلوم ہوا کہ یہ بھی رات کے وقت کے ساتھ خاص ہے کیونکہ مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا۔

591...... بَابُ لَا تَسُبُّوا الْبُرْغُوثَ

پسو کو گالی نہ دینے کا بیان

1237 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَبُو حَاتِمٍ، عَنْ قَتَادَةَ..........

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَجُلًا لَعَنَ بُرْغُوثًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((لَا تَلْعَنْهُ، فَإِنَّهُ أَيْقَظَ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ لِلصَّلَاةِ)).

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پسو (کھٹمل) پر لعنت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس پر لعنت نہ کرو کیونکہ اس نے انبیاء میں سے ایک نبی کو نماز کے لیے جگایا تھا۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

592...... بَابُ الْقَائِلَةِ

دوپہر کو آرام کرنے کا بیان

1238 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ..........

عَنِ السَّائِبِ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: رُبَّمَا قَعَدَ عَلَى بَابِ ابْنِ مَسْعُودٍ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ، فَإِذَا فَاءَ الْفَيْءُ قَالَ: قُومُوا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِلشَّيْطَانِ، ثُمَّ لَا يَمُرُّ عَلَى أَحَدٍ إِلَّا أَقَامَهُ، قَالَ: ثُمَّ بَيْنَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ قِيلَ: هَذَا مَوْلَى بَنِي الْحَسْحَاسِ يَقُولُ الشِّعْرَ، فَدَعَاهُ

سائب بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بسا اوقات قریش کے کچھ لوگ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آبیٹھتے (تاکہ کچھ سیکھیں) جب سایہ ڈھل جاتا تو فرماتے: اٹھو، اب جو وقت باقی بچا ہے وہ شیطان کے لیے ہے، پھر جس کے پاس سے گزرتے اسے سختی سے اٹھاتے۔ پھر اسی طرح وہ اٹھا رہے تھے کہ ان سے کہا گیا کہ یہ بنو حسحاس کا

(۱۲۳۷) ضعیف: أخرجه الدولابي فی الکنی: ۷۸۳۔ والطبرانی فی الدعاء: ۲۰۵۶۔ وأبو یعلی: ۲۹۵۰۔ والبیهقی فی شعب الایمان: ۵۱۷۹۔ انظر الصحیحة: ٦٤٠٩.

(۱۲۳۸) حسن: أخرجه معمر فی جامعه: ۲۰۵۰۸.

فَقَالَ: كَيْفَ قُلْتَ؟ فَقَالَ: [البحر الطويل]

وَدِّعْ سُلَيْمَى إِنْ تَجَهَّزْتَ غَادِيَا
كَفَى الشَّيْبُ وَالْإِسْلَامُ لِلْمَرْءِ نَاهِيَا

فَقَالَ: حَسْبُكَ، صَدَقْتَ صَدَقْتَ.

غلام ہے جو شعر کہتا ہے۔ انہوں نے اسے بلایا اور پوچھا: تو نے کیا شعر کہا ہے؟ اس نے کہا:

اگر تو نے صبح صبح سفر کا ارادہ کرلیا ہے تو سلیمی کو چھوڑ دے کیونکہ بڑھاپا اور دین اسلام انسان کو برائی سے روکنے کے لیے کافی ہیں۔ انہوں نے فرمایا: بس کافی ہیں تو نے سچ کہا ہے، تو نے سچ کہا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے معلوم ہوا کہ دوپہر کو قیلولہ ضرور کرنا چاہیے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے قیلولہ کیا کرو، کیونکہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔ (الصحیحہ: ۱۶۴۷)

(۲) قیلولے کے لیے سونا ضروری نہیں، صرف آرام بھی کفایت کر جاتا ہے۔

(۳) شعر کا مطلب یہ ہے کہ انسان مسلمان ہو اور پھر بڑھاپا بھی آجائے تو گناہ کرنا کسی طرح زیب نہیں دیتا۔ گناہ تو زندگی کے ہر حصے میں گناہ ہی ہوتا ہے لیکن بال سفید ہو جائیں تو انسان کو معصیت کا راستہ اختیار کرتے بھی شرم کرنی چاہیے۔

1239 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَحْشِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ..........

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَمُرُّ بِنَا نِصْفَ النَّهَارِ - أَوْ قَرِيبًا مِنْهُ - فَيَقُولُ: قُومُوا فَقِيلُوا، فَمَا بَقِيَ فَلِلشَّيْطَانِ.

سائب بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دوپہر کے وقت ہمارے پاس سے / قریب سے گزرتے تو فرماتے: ''اٹھو قیلولہ کرلو جو وقت باقی ہے وہ شیطان کے لیے ہے۔''

1240 - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حُمَيْدٍ..........

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانُوا يَجْمَعُونَ، ثُمَّ يَقِيلُونَ.

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جمعہ پڑھ کر قیلولہ کرتے تھے۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ جمعے کی نماز جلدی پڑھنی چاہیے اور قیلولے کے لیے عین نصف النہار شرط نہیں۔ مقصد دوپہر کو تھوڑی دیر آرام کرنا ہے وہ ظہر سے پہلے ہو یا بعد میں۔

(١٢٣٩) حسن: أخرجه معمر في جامعه: ١٩٨٧٤ـ والبيهقي في شعب الايمان: ٤٧٤٠.

(١٢٤٠) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الجمعة: ٩٠٥ـ وابن ماجه: ١١٠٢ـ والنسائي: ٤١٤٠ـ انظر صحيح أبي داؤد: ٩٩٧.

1241 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ............

قَالَ أَنَسٌ: مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ شَرَابٌ، حَيْثُ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، أَعْجَبَ إِلَيْهِمْ مِنَ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ، فَإِنِّي لَأَسْقِي أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُمْ عِنْدَ أَبِي طَلْحَةَ، مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، فَمَا قَالُوا: مَتَى؟ أَوْ حَتَّى نَنْظُرَ، قَالُوا: يَا أَنَسُ، أَهْرِقْهَا، ثُمَّ قَالُوا عِنْدَ أُمِّ سُلَيْمٍ حَتَّى أَبْرَدُوا وَاغْتَسَلُوا، ثُمَّ طَيَّبَتْهُمْ أُمُّ سُلَيْمٍ، ثُمَّ رَاحُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا الْخَبَرُ كَمَا قَالَ الرَّجُلُ. قَالَ أَنَسٌ: فَمَا طَعِمُوهَا بَعْدُ.

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو اہل مدینہ کی پسندیدہ شراب خشک اور تر کھجور کی تھی، چنانچہ میں ایک دفعہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو شراب پلا رہا تھا کہ اس دوران ایک آدمی گزرا تو اس نے کہا: ''شراب حرام ہوگئی ہے۔'' انہوں نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ کب حرام ہوئی یا ہم تحقیق کرتے ہیں بلکہ انہوں نے کہا: اے انس اس شراب کو ضائع کردو۔ پھر انہوں نے ام سلیم کے گھر قیلولہ کیا یہاں تک کہ دھوپ کی شدت میں کمی آگئی اور انہوں نے غسل کیا۔ پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انہیں خوشبو لگائی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو بات اسی طرح تھی جیسے اس آدمی نے کہا تھا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس کے بعد انہوں نے شراب کبھی منہ پر بھی نہیں لگائی۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس حدیث سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حکم نبوی کے سامنے سرتسلیم خم کرنے کا جذبہ معلوم ہوا کہ جب ان کے سامنے آپ کا حکم آیا تو انہوں نے بغیر تاخیر کے فوراً قبول کرلیا۔ مسلمان کی شان یہی ہونی چاہیے۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ گرمیوں میں ظہر کی نماز قدرے تاخیر سے پڑھنا بہتر ہے، نیز صحابۂ کرام کی قیلولے پر باقاعدگی بھی ثابت ہوئی۔

(۳) اس حدیث میں اپنے آپ کو محبّ رسول اور عاشق کا دعویٰ کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے کہ سچا محبّ وہ ہوتا ہے جس کے سامنے محبوب کی بات آجائے تو وہ فوراً اس کی تعمیل کرے۔ ''ادھر فرمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوا ادھر گردن جھکائی ہو۔''

(۴) اس سے پتا چلا کہ خبر واحد احکام میں بھی حجت ہے۔

(۱۲٤۱) صحيح: أخرجه البخاري، بنحوه: ۲٤٦٤ـ ومسلم: ۱۹۸۰.

593...... بَابُ نَوْمِ آخِرِ النَّهَارِ
پچھلے پہر سونے کا حکم

1242 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى............

عَـنْ خَـوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: نَوْمُ أَوَّلِ النَّهَارِ خُرْقٌ، وَأَوْسَطُهُ خُلُقٌ، وَآخِرُهُ حُمْقٌ.

خوات بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: دن کے پہلے حصے کی نیند جہالت، درمیان حصے میں سونا اچھی عادت اور آخری حصے میں سونا حماقت ہے۔

فائدہ: ......صبح کے وقت کام کاج تیزی سے ہوتا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا بھی فرمائی کہ اے اللہ میری امت کی صبح میں برکت فرما۔ دوپہر کو سونے سے رات کو تہجد پڑھنے میں مدد ملتی ہے، اور دن کا آخری حصے میں لین دین اور خرید وفروخت زوروں پر ہوتی ہے اس لیے اس وقت سونا یقیناً حماقت ہے۔

594...... بَابُ الْمَأْدُبَةِ کھانے کی دعوت

1243 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمَلِيحِ قَالَ: سَمِعْتُ ....

مَيْـمُونًا يَعْنِي ابْنَ مِهْرَانَ قَالَ: سَأَلْتُ نَافِعًا: هَلْ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَدْعُو لِلْمَأْدُبَةِ؟ قَالَ: لَكِنَّهُ انْكَسَـرَ لَـهُ بَـعِيـرٌ مَـرَّةً فَنَحَرْنَاهُ، ثُمَّ قَالَ: احْشُـرْ عَـلَيَّ الْمَدِينَةَ، قَالَ نَافِعٌ: فَقُلْتُ: يَا أَبَـا عَبْـدِ الـرَّحْمَنِ، عَلَى أَيِّ شَيْءٍ؟ لَيْسَ عِنْدَنَا خُبْزٌ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، هَذَا عُـرَاقٌ، وَهَذَا مَرَقٌ - أَوْ قَالَ: مَرَقٌ وَبَضْعٌ - فَمَنْ شَاءَ أَكَلَ، وَمَنْ شَاءَ وَدَعَ.

میمون بن مہران رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے نافع رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما کھانے کی دعوت میں لوگوں کو بلاتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ (عام دستور نہیں تھا البتہ) ایک دفعہ ان کے ایک اونٹ کی ٹانگ ٹوٹ گئی تو ہم نے اسکا نحر کیا۔ پھر انہوں نے فرمایا: مدینہ والوں کو جمع کرو۔ نافع کہتے ہیں: میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن کس چیز پر انہیں بلاؤں؟ ہمارے پاس روٹی تو ہے نہیں۔ انہوں نے فرمایا: اے اللہ ہر قسم کی تعریف تیرے لیے ہے۔ یہ ہڈیاں اور یہ شوربہ ہے یا فرمایا: شوربہ اور گوشت ہے جو چاہے گا کھالے گا اور جو چاہے گا چھوڑ دے گا۔

(١٢٤٢) صحيح: أخرجه ابن أبي شيبة: ٢٦٦٧٧ـ والطحاوى فى المشكل: ١٠٧٣ـ والحاكم: ٤/ ٢٩٣ـ والبيهقى فى شعب الايمان: ٤٧٣٣٧.

(١٢٤٣) صحيح: أخرجه أبو داؤد فى الزهد: ٢٩٦ـ ومعمر فى جامعه: ٢٠٦٣٣ـ وابن سعد فى الطبقات: ٤/ ١٦٤.

فائدہ: ...... مادبہ بغیر سبب دعوت کو کہتے ہیں۔ نافع رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگرچہ اس کا عام دستور نہیں تھا، تاہم کبھی ایسے بھی ہوتا تھا اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ نیز جتنا انسان کے پاس ہو اس کی دعوت کر لینے میں کوئی حرج نہیں تکلف کی ضرورت نہیں۔ اور کھانے والوں کو بھی باتیں کرنے کی ضرورت نہیں۔

595...... بَابُ الْخِتَانِ

ختنہ کرانے کا بیان

1244 - أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ثَمَانِينَ سَنَةً، وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُومِ)) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: يَعْنِي مَوْضِعًا.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سیدنا ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال بعد ختنہ کیا۔ یہ ختنہ مقام قدوم پر انہوں نے خود کیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: قدوم (سے بسولا نہیں) جگہ مراد ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ختنہ کرانا فطری امور میں سے ہے۔ اور یہ امور حکم کا درجہ رکھتے ہیں اس لیے ختنہ کرنا فرض ہے اور نہ کرنے والا مجرم اور گناہ کا مرتکب ہوگا۔

(۲) ختنہ کرنے کی عمر متعین نہیں، تاہم بلوغت سے پہلے کرنا ضروری ہے، البتہ اگر کوئی بڑی عمر میں مسلمان ہوتا ہے تو اس کے لیے اسی عمر میں ختنہ ضروری ہوگا۔

596...... بَابُ خَفْضِ الْمَرْأَةِ

عورت کا ختنہ

1245 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَتْنَا عَجُوزٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ جَدَّةُ عَلِيِّ بْنِ غُرَابٍ قَالَتْ............

حَدَّثَتْنِي أُمُّ الْمُهَاجِرِ قَالَتْ: سُبِيتُ فِي جَوَارِي مِنَ الرُّومِ، فَعَرَضَ عَلَيْنَا عُثْمَانُ الْإِسْلَامَ، فَلَمْ يُسْلِمْ مِنَّا غَيْرِي وَغَيْرُ أُخْرَى، فَقَالَ عُثْمَانُ: اذْهَبُوا فَاخْفِضُوهُمَا، وَطَهِّرُوهُمَا.

ام مہاجر رحمہا اللہ سے روایت ہے کہ میں روم کی لونڈیوں میں قید ہو کر آئی تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ہمیں اسلام کی دعوت دی تو میرے اور ایک عورت کے سوا کسی نے اسلام قبول نہ کیا۔ تب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جاؤ، ان کے ختنے کرو اور انہیں پاک کردو۔

(۱۲۴۴) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب الاستئذان: ۶۲۹۸۔ ومسلم: ۲۳۷۰.

(۱۲۴۵) ضعیف: أخرجه ابن شبة فی تاریخ المدینة: ۳/ ۹۸۶۔ مختصراً، وانظر الصحیحة تحت الحدیث، رقم: ۷۲۲.

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ تاہم عربوں میں عورتوں کے ختنے کا رواج تھا کہ شرم گاہ پر کلغی نما بڑھا ہوا گوشت کاٹ دیتے تھے۔

597...... بَابُ الدَّعْوَةِ فِي الْخِتَانِ

ختنہ کے موقع پر دعوت

1246 - حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ قَالَ............

أَخْبَرَنِي سَالِمٌ قَالَ: خَتَنَنِي ابْنُ عُمَرَ أَنَا وَنُعَيْمًا، فَذَبَحَ عَلَيْنَا كَبْشًا، فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَإِنَّا لَنَجْذَلُ بِهِ عَلَى الصِّبْيَانِ أَنْ ذَبَحَ عَنَّا كَبْشًا.

سالم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے میرا اور نعیم کا ختنہ کیا تو ہماری طرف سے ایک مینڈھا ذبح کیا، چنانچہ ہم اس بات پر باقی بچوں پر فخر کرتے تھے کہ ہماری طرف سے مینڈھا ذبح ہوا ہے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند عمر بن حمزہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

598...... بَابُ اللَّهْوِ فِي الْخِتَانِ

ختنہ کے موقع پر کھیل کود

1247 - حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ............

أَنَّ أُمَّ عَلْقَمَةَ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ بَنَاتَ أَخِي عَائِشَةَ اخْتُتِنَّ، فَقِيلَ لِعَائِشَةَ: أَلَا نَدْعُو لَهُنَّ مَنْ يُلْهِيهِنَّ؟ قَالَتْ: بَلَى. فَأَرْسَلْتُ إِلَى عَدِيٍّ فَأَتَاهُنَّ، فَمَرَّتْ عَائِشَةُ فِي الْبَيْتِ فَرَأَتْهُ يَتَغَنَّى وَيُحَرِّكُ رَأْسَهُ طَرَبًا، وَكَانَ ذَا شَعْرٍ كَثِيرٍ، فَقَالَتْ: أُفٍّ، شَيْطَانٌ، أَخْرِجُوهُ، أَخْرِجُوهُ.

ام علقمہ رحمہا اللہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھتیجیوں کے ختنے کیے گئے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی گئی۔ کیا ہم ان کو بہلانے کے لیے کسی شخص کو نہ بلائیں؟ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ اس نے عدی کی طرف پیغام بھیجا تو وہ آیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا گھر سے گزریں تو دیکھا کہ وہ گا رہا ہے اور جھوم رہا ہے۔ وہ بہت بالوں والا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اف! اس شیطان کو نکالو، نکالو اسے۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کے ختنہ کے موقع پر انہیں بہلانے کے لیے تھوڑا بہت کھیل تماشا جائز ہے بشرطیکہ اس کے مفاسد نہ ہوں اور اس میں حرام کام کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو۔ بعض روایات میں عدی کی جگہ مغنی کا لفظ ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

(١٢٤٦) ضعيف الإسناد موقوفا: أخرجه ابن أبي شيبة: ١٧١٧٠.

(١٢٤٧) حسن: أخرجه البيهقي في الكبرىٰ: ١٠/ ٢٢٣۔ انظر الصحيحة: ٧٢٢.

599...... بَابُ دَعْوَةِ الذِّمِّيِّ

ذمی کے دعوت کرنے کا بیان

1248 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ..........

عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ قَالَ: لَمَّا قَدِمْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الشَّامَ أَتَاهُ الدِّهْقَانُ قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنِّي قَدْ صَنَعْتُ لَكَ طَعَامًا، فَأُحِبُّ أَنْ تَأْتِيَنِي بِأَشْرَافِ مَنْ مَعَكَ، فَإِنَّهُ أَقْوَى لِي فِي عَمَلِي، وَأَشْرَفُ لِي، قَالَ: إِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَدْخُلَ كَنَائِسَكُمْ هَذِهِ مَعَ الصُّوَرِ الَّتِي فِيهَا.

سیدنا اسلم مولی عمر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب ہم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام آئے تو ان کے پاس وہاں کا چودھری آیا اور عرض کی: امیر المومنین میں نے آپ کے لیے کھانا بنایا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ چند معززین کے ساتھ میرے ہاں تشریف لائیں۔ اس سے میرے عمل میں قوت ہوگی اور عزت افزائی بھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم تمہارے گرجا گھروں میں ان تصویروں کے ہوتے ہوئے داخل نہیں ہو سکتے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم ذمی کی دعوت قبول کی جا سکتی ہے بشرطیکہ وہاں حرام کام کا ارتکاب نہ ہو، نیز گرجا گھروں میں عبادت سے گریز کرنا چاہیے۔

600...... بَابُ خِتَانِ الْإِمَاءِ

لونڈیوں کا ختنہ کرانے کا بیان

1249 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: حَدَّثَتْنَا عَجُوزٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ جَدَّةُ عَلِيِّ بْنِ غُرَابٍ قَالَتْ............

حَدَّثَتْنِي أُمُّ الْمُهَاجِرِ قَالَتْ: سُبِيتُ وَجَوَارِي مِنَ الرُّومِ، فَعَرَضَ عَلَيْنَا عُثْمَانُ الْإِسْلَامَ، فَلَمْ يُسْلِمْ مِنَّا غَيْرِي وَغَيْرُ أُخْرَى، فَقَالَ: اخْفِضُوهُمَا، وَطَهِّرُوهُمَا فَكُنْتُ أَخْدُمُ عُثْمَانَ.

ام مہاجر رحمہا اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں: میں اور کچھ لونڈیاں قیدی بنا کر روم سے لائی گئیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ہمیں اسلام کی دعوت دی۔ چنانچہ میرے اور ایک دوسری عورت کے سوا کسی نے اسلام قبول نہ کیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان دونوں کے ختنے کراؤ اور انہیں پاک کرو۔ پھر میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت کرتی تھی۔

(١٢٤٨) ضعيف الإسناد موقوفا: أخرجه عبدالرزاق: ١٦١٠ـ وابن أبي شيبة: ٢٥١٩٦ـ وابن المنذر في الاوسط: ٧٧٣ـ والبيهقي في الكبرىٰ: ٧/ ٢٦٨.

(١٢٤٩) ضعيف: انظر الحديث، رقم: ١٢٤٥.

فائدہ: ...... یہ روایت پہلے رقم (۱۲۴۵) کے تحت گزر چکی ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔

601...... بَابُ الْخِتَانِ لِلْكَبِيرِ

بڑی عمر والے کے ختنے کرنے کا بیان

1250 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ...........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، ثُمَّ عَاشَ بَعْدَ ذَلِكَ ثَمَانِينَ سَنَةً.

قَالَ سَعِيدٌ: إِبْرَاهِيمُ أَوَّلُ مَنِ اخْتَتَنَ، وَأَوَّلُ مَنْ أَضَافَ، وَأَوَّلُ مَنْ قَصَّ الشَّارِبَ، وَأَوَّلُ مَنْ قَصَّ الظُّفُرَ، وَأَوَّلُ مَنْ شَابَ فَقَالَ: يَا رَبِّ، مَا هَذَا؟ قَالَ: وَقَارٌ، قَالَ: يَا رَبِّ، زِدْنِي وَقَارًا.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ختنے کیے جبکہ ان کی عمر ایک سو بیس سال تھی، پھر اس کے بعد اسی سال تک زندہ رہے۔

سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا ابراہیم علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنہوں نے ختنے کیے، سب سے پہلے مہمانی بھی انہوں نے کی۔ اسی طرح مونچھیں اور ناخن بھی سب سے پہلے انہوں نے کاٹے اور سب سے پہلے انہی کے بال سفید ہوئے تو انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب یہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ وقار ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! میرے وقار میں اضافہ فرما۔

فوائد و مسائل: ......(۱) صحیح یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں خود ہی ختنہ کیا جیسا چند صفحات قبل یہ صراحت گزر چکی ہے۔

(۲) بڑھاپا وقار ہے، اس لیے سفید بالوں کو کالا کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ یہودیوں کی مخالفت میں کالے کے علاوہ کوئی اور رنگ لگانا چاہیے۔

(۳) مونچھیں پست رکھنا اور ناخن ترواشنا فطری امور سے ہیں۔ نیز بڑھاپے کے سفید بالوں کو نوچنا بھی ناجائز ہے۔

1251 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ أَبِي الذَّيَّالِ، وَكَانَ صَاحِبَ حَدِيثٍ، قَالَ............

سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: أَمَا تَعْجَبُونَ لِهَذَا؟

سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ کیا

(۱۲۵۰) صحيح الإسناد موقوفا ومقطوعا: أخرجه ابن ابی شيبة فی الأدب: ۱۸۴، ۱۸۵۔ والبيهقی فی شعب الايمان: ۸۶۴۰.

(۱۲۵۱) صحيح الإسناد موقوفا ومرسلا ورواه الخلال من طريق أحمد بسنده الصحيح عن الحسن: ۱۵۰/ ۱۹۷.

يَعْنِي: مَالِكَ بْنَ الْمُنْذِرِ عَمَدَ إِلَى شُيُوخٍ مِنْ أَهْلِ كَسْكَرَ أَسْلَمُوا، فَفَتَّشَهُمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَخُتِنُوا، وَهَذَا الشِّتَاءُ، فَبَلَغَنِي أَنَّ بَعْضَهُمْ مَاتَ، وَلَقَدْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّومِيُّ وَالْحَبَشِيُّ فَمَا فُتِّشُوا عَنْ شَيْءٍ.

آپ ان مالک بن منذر پر تعجب نہیں کرتے کہ وہ روم کے عمر رسیدہ نومسلم کاشتکاروں کو تلاش کرنے کے لیے گئے اور ان کا معائنہ کر کے حکم دیا گیا کہ ان کے ختنے کیے جائیں حالانکہ سردی ہے (اور زخم بھی تکلیف دیتا ہے) مجھے پتہ چلا کہ ان میں سے بعض لوگ مر بھی گئے۔ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رومی اور حبشی مسلمان ہوئے تو ان کی کسی چیز کی تلاشی نہیں لی گئی (کہ ان کا ختنہ ہوا یا نہیں)۔

فائدہ: ......حسن بصری رحمہ اللہ کا مقصد اگر یہ ہو کہ کوئی مختون ہے یا نہیں۔ اس کو اہمیت نہیں دینی چاہیے تو ان کا یہ موقف درست نہیں کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے نومسلموں کو ختنہ کروانے اور بال کٹوانے کا حکم دیا ہے۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے تلاش کر کے لوگوں کی تفتیش نہیں لیکن حاکم وقت اگر سمجھے کہ لوگ اس میں غفلت کر رہے ہیں تو وہ تفتیش کر سکتا ہے۔

1252 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يُونُسَ............

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَسْلَمَ أُمِرَ بِالِاخْتِتَانِ وَإِنْ كَانَ كَبِيرًا.

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: جب کوئی آدمی مسلمان ہوتا تھا تو اسے ختنے کروانے کا حکم دیا جاتا خواہ وہ بڑی عمر کا ہوتا۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ قرون اولیٰ میں نومسلموں کو ختنہ کروانے کا حکم دیا جاتا تھا، لہٰذا حسن بصری رحمہ اللہ کا اعتراض محل نظر ہے۔

602...... بَابُ الدَّعْوَةِ فِي الْوِلَادَةِ

بچے کی پیدائش پر دعوت کرنا

1253 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعُمَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ............

عَنْ بِلَالِ بْنِ كَعْبٍ الْعَكِّيِّ قَالَ: زُرْنَا يَحْيَى ابْنَ حَسَّانَ فِي قَرْيَتِهِ، أَنَا وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ

بلال بن کعب عکی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابراہیم بن ادہم، عبدالعزیز بن قریر اور موسیٰ بن یسار چاروں نے یحییٰ بن

(١٢٥٢) صحيح الإسناد موقوفا أو مقطوعا.

(١٢٥٣) ضعيف: أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد: ١٠٣٥ـ والبيهقي في الكبرىٰ: ٧/ ٢٦٤.

أَدْهَمَ ، وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ قَرِيرٍ ، وَمُوسَى بْنُ يَسَارٍ ، فَجَاءَ نَا بِطَعَامٍ ، فَأَمْسَكَ مُوسَى ، وَكَانَ صَائِمًا ، فَقَالَ يَحْيَى: أَمَّنَا فِي هَذَا الْمَسْجِدِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَنَّى أَبَا قِرْصَافَةَ أَرْبَعِينَ سَنَةً ، يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا ، فَوُلِدَ لِأَبِي غُلَامٌ ، فَدَعَاهُ فِي الْيَوْمِ الَّذِي يَصُومُ فِيهِ فَأَفْطَرَ ، فَقَامَ إِبْرَاهِيمُ فَكَنَسَهُ بِكِسَائِهِ ، وَأَفْطَرَ مُوسَى قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: أَبُو قِرْصَافَةَ اسْمُهُ جَنْدَرَةُ بْنُ خَيْشَنَةَ .

حسان رحمہ اللہ کی ان کی بستی میں زیارت کی تو انہوں نے کھانا پیش کیا۔ موسیٰ بن یسار نے کھانا نہ کھایا کیونکہ وہ روزے سے تھے۔ یحییٰ رحمہ اللہ نے کہا: اس مسجد میں بنو کنانہ کے ایک صحابی رسول، جن کی کنیت ابو قرصافہ تھی، چالیس سال تک ہماری امامت کراتے رہے۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ میرے والد کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تو انہوں نے اس صحابی رسول کو ان کے روزے والے دن دعوت پر بلایا تو انہوں نے روزہ افطار کر دیا۔ چنانچہ ابراہیم اٹھے اور اپنی چادر سے ان کے لیے جگہ صاف کی اور موسیٰ نے روزہ افطار کر دیا۔
امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوقرصافہ کا نام جندرہ بن خیشنہ تھا۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، اس میں بلال بن کعب علی راوی مجہول ہے۔ تاہم دیگر صحیح روایت سے نفلی روزہ توڑنا ثابت ہے۔ خصوصاً جب کوئی دعوت کا اہتمام کرے۔ لیکن اگر کوئی شخص روزہ نہیں توڑتا اور دعوت کرنے والے کے لیے دعا کر دیتا ہے تو بھی درست ہے۔

603...... بَابُ تَحْنِيكِ الصَّبِيِّ

بچے کو ''گڑھتی'' دینے کا بیان

1254 - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ ثَابِتٍ.......... عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ذَهَبْتُ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ وُلِدَ ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَبَاءَةٍ يَهْنَأُ بَعِيرًا لَهُ ، فَقَالَ: ((مَعَكَ تَمَرَاتٌ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ ، فَنَاوَلْتُهُ تَمَرَاتٍ فَلَاكَهُنَّ ، ثُمَّ فَغَرَ فَا الصَّبِيِّ ، وَأَوْجَرَهُنَّ إِيَّاهُ ، فَتَلَمَّظَ الصَّبِيُّ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((حُبَّ الْأَنْصَارِ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن ابی طلحہ کو اس کی پیدائش کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا جبکہ آپ اس وقت چغہ پہنے اپنے ایک اونٹ کو قطران مل رہے تھے۔ آپ نے پوچھا: ''تیرے پاس کھجوریں ہیں؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں! میں نے آپ کو کھجوریں پکڑا دیں تو آپ نے ان کو چبایا، پھر بچے کا منہ کھول کر اس میں ڈال دیں۔ بچے نے منہ چلانا شروع کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کھجور انصار کو پسند ہے۔''

(١٢٥٤) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الأدب: ٢١٤٤ـ وأبو داؤد: ٤٩٥١ـ وهو في صحيح المصنف نحوه: ٥٤٧٠.

التَّمْرَ))، وَسَمَّاهُ: عَبْدَ اللّٰهِ. اور آپ نے اس بچے کا نام عبداللہ رکھا۔

فائدہ: ......تحنیک (گڑھتی) مسنون ہے۔کوشش کرنی چاہیے کہ کسی نیک آدمی سے گڑھتی دلوائی جائے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ گڑھتی دینے والا کھجور وغیرہ چبا کر اس میں لعاب دہن شامل کر کے بچے کے تالو کے ساتھ مل دے۔

604...... بَابُ الدُّعَاءِ فِي الْوِلَادَةِ

بچے کی ولادت پر دعا کرنا

1255 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَزْمٌ قَالَ: سَمِعْتُ .... مُعَاوِيَةَ بْنَ قُرَّةَ يَقُولُ: لَمَّا وُلِدَ لِي إِيَاسٌ دَعَوْتُ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطْعَمْتُهُمْ، فَدَعَوْا، فَقُلْتُ: إِنَّكُمْ قَدْ دَعَوْتُمْ فَبَارَكَ اللّٰهُ لَكُمْ فِيمَا دَعَوْتُمْ، وَإِنِّي إِنْ أَدْعُو بِدُعَاءٍ فَأَمِّنُوا، قَالَ: فَدَعَوْتُ لَهُ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ فِي دِينِهِ وَعَقْلِهِ وَكَذَا، قَالَ: فَإِنِّي لَأَتَعَرَّفُ فِيهِ دُعَاءَ يَوْمِئِذٍ.

معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میرے ہاں ایاس کی ولادت ہوئی تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت کو دعوت پر بلایا اور انہیں کھانا کھلایا، پھر انہوں نے دعا کی۔ میں نے کہا: بلاشبہ تم نے دعا کی، اللہ تعالیٰ تمہیں اس دعا کے صلے میں جو تم نے کی، برکت دے۔ اور اب میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہنا۔ انہوں نے کہا: پھر میں نے اس کے لیے اس کے دین اور عقل وغیرہ کے بارے میں بے شمار دعائیں کیں۔ وہ کہتے ہیں: میں نے اس دن کی ہوئی دعا کا اثر اس میں دیکھا، یعنی اللہ نے ایاس کو ایسا ہی بنا دیا۔

فائدہ: ......اس سے معلوم ہوا کہ بچے کی ولادت کے موقع پر دعوت عقیقہ وغیرہ میں بچے کی خیر و برکت کی دعا کرنا جائز ہے، نیز اس موقع پر اجتماعی دعا بھی کی جا سکتی ہے کہ ایک شخص دعا کرے اور دوسرے آمین کہیں۔

605...... بَابُ مَنْ حَمِدَ اللّٰهَ عِنْدَ الْوِلَادَةِ إِذَا كَانَ سَوِيًّا وَلَمْ يُبَالِ ذَكَرًا أَوْ أُنْثَى

بچے کے صحیح سالم پیدا ہونے پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا اور یہ پروا نہ کرنا کہ بچہ ہے یا بچی

1256 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دُكَيْنٍ، سَمِعَ .... كَثِيرَ بْنَ عُبَيْدٍ قَالَ: كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِذَا وُلِدَ فِيهِمْ مَوْلُودٌ - يَعْنِي: فِي أَهْلِهَا - لَا تَسْأَلُ: غُلَامًا وَلَا جَارِيَةً،

کثیر بن عبید رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خاندان میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو وہ یہ نہیں پوچھتی تھیں کہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ وہ پوچھتیں: بچہ صحیح سالم ہے؟

(١٢٥٥) صحيح الإسناد مقطوعا.

(١٢٥٦) حسن الإسناد موقوفا.

تَـقُولُ: خُلِقَ سَوِيًّا؟ فَإِذَا قِيلَ: نَعَمْ، قَالَتْ: الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

جب کہا جاتا کہ ہاں تندرست ہے تو فرماتی تھیں: الحمد للہ رب العالمین۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اولاد کا صحت مند ہونا اور کوئی پیدائشی معذوری نہ ہونا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

(۲) اس سے ان لوگوں کا بھی رد ہوتا ہے جو بیٹیوں کی ولادت پر ناخوش ہوتے ہیں اور اللہ کا شکر نہیں بجا لاتے۔

606...... بَابُ حَلْقِ الْعَانَةِ

زیر ناف بال مونڈنے کا بیان

1257 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجِرْمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ............

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَالسِّوَاكُ".

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانچ چیزیں فطرت سے ہیں: مونچھیں کاٹنا، ناخن تراشنا، زیر ناف بال مونڈنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا اور مسواک کرنا۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) اس روایت میں مسواک کا ذکر منکر ہے اور صحیح یہ ہے کہ پانچویں چیز ختنہ کرنا ہے۔

(۲) فطرت سے مراد وہ حالت جس میں انسان اپنے خالق کو پہچان سکے اور دین اسلام کو اختیار کرے نیز یہ اور سابقہ تمام آسمانی مذاہب کا حصہ رہے ہیں۔

(۳) شرم گاہ اور اس کے اردگرد سے بال صاف کرنا حلق عانہ کہلاتا ہے۔

(۴) یہ کام جب ضرورت محسوس ہو کر لینے چاہئیں، تاہم ان کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔

(۵) بغلوں کے بال نوچنا افضل ہے، نیز عورتوں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

607...... بَابُ الْوَقْتِ فِيهِ

مذکورہ امور میں وقت کی تعیین

1258 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي رَوَّادٍ قَالَ............

(۱۲۵۷) منكر بذكر السواك فيه، الضعيفة: ۶۳۵۰۔ والمحفوظ بلفظ، "الختان" كما سيأتي برقم: ۱۲۹۲۔ ن.

(۱۲۵۸) صحيح الإسناد موقوفا: أخرجه الخطيب في الجامع لأخلاق: ۸۶۲.

أَخْبَرَنِی نَافِعٌ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُقَلِّمُ أَظَافِيرَهُ فِی كُلِّ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، وَيَسْتَحِدُّ فِی كُلِّ شَهْرٍ.

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے ناخن پندرہ دن بعد کاٹتے اور زیر ناف بال ایک ماہ بعد مونڈتے تھے۔

فائدہ: ......اس کا یہ مطلب نہیں کہ پہلے نہیں کر سکتے۔ مطلب یہ ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل یہ تھا۔ اگر اس سے پہلے ضرورت محسوس ہو تو جائز ہے۔

608...... بَابُ الْقِمَارِ

جوئے کا بیان

1259 - حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِی الْمَغْرَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنْ مَعْرُوفِ بْنِ سُهَيْلٍ الْبُرْجُمِیِّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِی الْمُغِيرَةِ قَالَ: نَزَلَ بِی سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ فَقَالَ..........

حَدَّثَنِی ابْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ كَانَ يُقَالُ: أَيْنَ أَيْسَارُ الْجَزُورِ؟ فَيَجْتَمِعُ الْعَشَرَةُ، فَيَشْتَرُونَ الْجَزُورَ بِعَشَرَةِ فِصْلَانٍ إِلَى الْفِصَالِ، فَيُجِيلُونَ السِّهَامَ، فَتَصِيرُ لِتِسْعَةٍ، حَتَّى تَصِيرَ إِلَى وَاحِدٍ، وَيَغْرَمُ الْآخَرُونَ فَصِيلًا فَصِيلًا، إِلَى الْفِصَالِ فَهُوَ الْمَيْسِرُ.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یوں کہا جاتا تھا کہ جوئے کا اونٹ کہاں ہے، پھر دس آدمی جمع ہوتے اور اونٹ کے دس بچوں کے عوض ایک اونٹ خرید لیتے اور وہ اس طرح کہ جس طرح اونٹنیوں کے بچے ہوتے رہیں گے ہر شخص ایک ایک دیتا رہے گا۔ پھر تیر گھماتے اور اس کے نو حصے ہو جاتے، پھر مسلسل تیروں کے ذریعے ہر دفعہ ایک حصہ کم ہو جاتا یہاں تک وہ ایک آدمی کا ہو جاتا (جس کا تیر گھوما تھا) اور باقی سب ایک ایک اونٹ کا بچہ بطور تاوان بھرتے (اور اس شخص کو دیتے جس سے اونٹ خریدا تھا۔ چنانچہ یہی جوا تھا جو عربوں میں رائج تھا۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، اس میں معروف بن سہیل راوی مجہول ہے اور ابراہیم بن مختار بھی ضعیف الحفظ ہے تاہم جاہلیت کے دور میں جوئے کے مختلف طریقے رائج تھے۔

1260 - حَدَّثَنَا الْأُوَيْسِیُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ..........

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: الْمَيْسِرُ: الْقِمَارُ.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ (قرآن مجید میں مذکورہ لفظ) میسر سے مراد جوا ہے۔

(۱۲۵۹) ضعیف الإسناد موقوفا.

(۱۲٦۰) صحیح الإسناد موقوفا: أخرجه ابن أبی حاتم فی التفسیر: ۲۰۵۰۔ والبیهقی فی الکبریٰ: ۱۰/ ۲۱۳.

فائدہ: ...... جوئے میں ہر وہ کھیل آتا ہے جس میں کوئی چیز اس طرح رکھی جائے کہ ہارنے والا جیتنے والے کو دے گا۔ تاہم اگر کسی تیسرے شخص کی طرف سے انعام ہو تو وہ جوا نہیں ہوگا۔

609...... بَابُ قِمَارُ الدِّيكِ

مرغ کے ذریعے جوا کھیلنا

1261 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَجُلَيْنِ اقْتَمَرَا عَلَى دِيكَيْنِ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ فَأَمَرَ عُمَرُ بِقَتْلِ الدِّيكَةِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَتَقْتُلُ أُمَّةً تُسَبِّحُ؟ فَتَرَكَهَا.

ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں دو مرغوں پر جوا لگایا، چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مرغوں کو مارنے کا حکم دیا تو ایک انصاری آدمی نے عرض کیا: کیا آپ ایسی مخلوق کو قتل کر رہے ہیں جو اللہ کی تسبیح کرتی ہے؟ یہ بات سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مرغوں کو قتل کا ارادہ ترک کر دیا۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس میں ابن منکدر راوی لین الحدیث ہے۔ تاہم مرغ لڑانے پر جوا لگانے کا رواج ناجائز ہے۔

610......

جس نے اپنے ساتھی کو جوا کھیلنے کی دعوت دی

1262 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ..........

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى، فَلْيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ".

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے تم میں سے قسم اٹھائی اور قسم میں کہا: لات اور عزی کی قسم! اسے چاہیے کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اعادہ کرے۔ جس نے اپنے ساتھی سے کہا: آؤ میں تیرے ساتھ جوا کھیلوں، اسے چاہیے کہ صدقہ کرے۔''

(١٢٦١) ضعيف الإسناد موقوفا: أخرجه أبو الشيخ فى العظمة: ١٢٣٢.

(١٢٦٢) صحيح: أخرجه البخارى، كتاب الاستئذان: ٦٣٠١۔ ومسلم: ١٦٤٧۔ وأبو داؤد: ٣٢٤٧۔ والترمذى: ١٥٤٥۔ والنسائى: ٣٧٧٥۔ وابن ماجه: ٢٠٩٦.

فوائد و مسائل: ......(۱) لات اور منات کو معبود سمجھ کر قسم اٹھانے والا مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہوگا اور ان کی تعظیم کی بنا پر قسم اٹھانے والا بھی مشرک ہے کیونکہ وہ قرآن کا منکر ہے ایسے شخص کو بھی ایمان کی تجدید کرنی چاہیے۔

(۲) غیر اللہ کی قسم اٹھانا شرک ہے، خواہ مخلوق میں سے جس کی بھی ہو۔

(۳) جوا معصیت اور کبیرہ گناہ ہے۔ اس کی دعوت دینا بھی کبیرہ گناہ ہے اس لیے اس گناہ کے کفارے کے طور پر صدقہ کرنا چاہیے۔

(۴) ہمارے ہاں عموماً یہ جملہ بولا جاتا ہے۔ ''میرے ساتھ شرط لگا لو'' یہ جملہ بھی اسی زمرے میں آتا ہے کیونکہ مذکورہ شرط جوئے ہی کا دوسرا نام ہے اس لیے اس سے گریز کرنا ضروری ہے۔

611...... بَابُ قِمَارِ الْحَمَامِ

کبوتر بازی میں جوا کھیلنا

1263 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ الْعُمَرِيِّ............ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ مُصْعَبٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: إِنَّا نَتَرَاهَنُ بِالْحَمَامَيْنِ، فَنَكْرَهُ أَنْ نَجْعَلَ بَيْنَهُمَا مُحَلِّلًا تَخَوُّفَ أَنْ يَذْهَبَ بِهِ الْمُحَلِّلُ؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: ذَلِكَ مِنْ فِعْلِ الصِّبْيَانِ، وَتُوشِكُونَ أَنْ تَتْرُكُوهُ.

حصین بن مصعب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ہم دو کبوتروں کے ساتھ شرط لگا کر جوا کھیلتے ہیں اور ہم یہ ناپسند کرتے ہیں کہ اپنے درمیان کسی تیسرے شخص کو محلل بنائیں اس ڈر سے کہ وہ محلل ہی سب کچھ نہ لے جائے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو بچوں کا کام ہے تم اسے جلد ہی چھوڑ دو گے (جب تمہیں سمجھ آجائے گی کہ یہ گناہ ہے)۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس میں عمر بن حمزہ راوی ضعیف اور حصین بن مصعب مجہول ہے۔ البتہ کبوتروں کو اڑانے میں شرط لگانا جوا ہے جو حرام ہے۔

612...... بَابُ الْحُدَاءِ لِلنِّسَاءِ

عورتوں کے اونٹوں کو تیز چلانے کے لیے حدی پڑھنا

1264 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ............

(۱۲۶۳) ضعيف: أخرجه المصنف في التاريخ الكبير: ۳/ ۷.

(۱۲۶٤) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب ٦١٤٩.

عَـنْ أَنَـسٍ ، أَنَّ الْبَرَاءَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَحْدُو بِـالـرِّجَالِ ، وَكَانَ أَنْجَشَةُ يَحْدُو بِالنِّسَاءِ ، وَكَـانَ حَسَـنَ الصَّوْتِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى الـلّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ: ((يَا أَنْجَشَةُ ، رُوَيْدَكَ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ)) .

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ براء بن مالک مردوں کے اونٹوں کو تیز چلانے کے لیے حدی پڑھتے جبکہ انجشہ عورتوں کے اونٹوں کو چلانے کے لیے حدی پڑھتے اور ان کی آواز بڑی خوبصورت تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے انجشہ ، نرمی اختیار کرو اور آبگینوں کا خیال کرو۔''

فائدہ: ...... دیکھیے ، حدیث ۲۶۴ کے فوائد۔

613...... بَابُ الْغِنَاءِ گانا بجانے کا بیان

1265 - حَـدَّثَـنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ﴾ [لقمان: 6] ، قَالَ: الْغِنَاءُ وَأَشْبَاهُهُ .

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس سے گانا بجانا اور اس جیسی چیزیں مراد ہیں۔

1266 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ، قَالَا: أَخْبَرَنَا قِنَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النَّهْمِيُّ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْسَجَةَ............

عَـنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَفْشُوا السَّلَامَ تَسْـلَمُوا ، وَالْأَشَرَةُ شَرٌّ)) قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: الْأَشَرَةُ: الْعَبَثُ .

براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سلام کو پھیلاؤ، سلامت رہو گے، بے فائدہ کھیل اور شیخی بگھارنا بری چیز ہے۔''

ابو معاویہ کہتے ہیں: اشرۃ سے مراد بے فائدہ کھیل تماشا ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) گانا بجانا شیطانی امر ہے۔اس سے انسان غفلت کا شکار ہو جاتا ہے اور ایسا مشغلہ اختیار کرنے والے اللہ کی راہ سے ہٹے ہوئے لوگ ہوتے ہیں جو قرآن سننے سے بھی عاری ہوتے ہیں۔ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب کی وعید ہے۔

(۲) موسیقی کو روح کی غذا کہنے والے اور اسے دلی تسکین کا ذریعہ قرار دینے والے انسانوں کے روپ میں شیاطین

(١٢٦٥) صحيح الإسناد موقوفا: ابن أبي شيبة: ٢١١٣٧ـ انظر الحديث: ٧٨٦.

(١٢٦٦) حسن: أخرجه أحمد: ١٨٥٣٠ـ وأبو يعلى: ١٦٨٣ـ وابن حبان: ٤٩١.

ہیں۔ کیونکہ ایمان والوں کی روح کو ذکر الٰہی اور قرآن سے سکون ملتا ہے۔

(۳) گانا بجانا فحاشی کی راہ کھولتا ہے، اس سے جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں اور یہ گانے ہی لوگوں کو بدکاری کی طرف لے جاتے ہیں۔

1267 - حَدَّثَنَا عِصَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرِيزٌ، عَنْ سَلْمَانَ الْأَلَهَانِيِّ............

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، وَكَانَ مَجْمَعًا مِنَ الْمَجَامِعِ، فَبَلَغَهُ أَنَّ أَقْوَامًا يَلْعَبُونَ بِالْكُوبَةِ، فَقَامَ غَضْبَانًا يَنْهَى عَنْهَا أَشَدَّ النَّهْيِ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا إِنَّ اللَّاعِبَ بِهَا لِيَأْكُلَ قَمْرَهَا كَآكِلِ لَحْمِ الْخِنْزِيرِ، وَمُتَوَضِّئٍ بِالدَّمِ يَعْنِي بِالْكُوبَةِ: النَّرْدَ.

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کسی مجمعے میں تھے کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ کچھ لوگ کوہ (طبلے یا شطرنج) سے کھیل رہے ہیں تو غضبناک ہوکر اٹھے اور بڑی سختی سے منع کیا، پھر فرمایا: خبردار! اس کے ساتھ کھیلنے والا تاکہ وہ اس کے جوئے سے کھائے، خنزیر کا گوشت کھانے والے اور اس کے خون سے وضو کرنے والے کی طرح ہے۔

کوبہ سے مراد شطرنج ہے۔

614...... بَابُ مَنْ لَمْ يُسَلِّمْ عَلَى أَصْحَابِ النَّرْدِ

شطرنج کھیلنے والوں کو سلام نہ کہنے کا بیان

1268 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْحَكَمِ الْقَاضِي قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيدِ الْوَصَّافِيُّ، عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ............

كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَابِ الْقَصْرِ، فَرَأَى أَصْحَابَ النَّرْدِ انْطَلَقَ بِهِمْ فَعَقَلَهُمْ مِنْ غُدْوَةٍ إِلَى اللَّيْلِ، فَمِنْهُمْ مَنْ يُعْقَلُ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ. قَالَ: وَكَانَ الَّذِي يُعْقَلُ إِلَى اللَّيْلِ هُمُ الَّذِينَ يُعَامِلُونَ بِالْوَرِقِ، وَكَانَ الَّذِي يُعْقَلُ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ الَّذِينَ يَلْهُونَ بِهَا، وَكَانَ يَأْمُرُ أَنْ لَا يُسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ قصر کے دروازے سے نکلے تو انہوں نے شطرنج کھیلنے والوں کو دیکھا۔ وہ ان کے پاس گئے اور انہیں لے کر صبح سے رات تک قید کر دیا۔ ان میں سے کچھ کو آدھا دن قید رکھا۔ انہوں نے کہا جنہیں رات تک باندھا وہ، وہ لوگ تھے جو پیسوں کے ساتھ معاملہ کرتے، یعنی جوا لگا کر کھیل رہے تھے اور جنہیں آدھا دن قید کیا وہ ویسے ہی کھیلنے والے لوگ تھے اور حکم دیتے کہ ان لوگوں کو سلام بھی نہ کہا جائے۔

(١٢٦٧) ضعيف : انظر الحديث، رقم: ٧٨٨.

(١٢٦٨) ضعيف الإسناد موقوفا: أخرجه ابن أبي شيبة: ٢٦١٥٧.

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس میں فضیل بن مسلم راوی مجہول اور اس سے نیچے دو راوی ضعیف ہیں۔

615...... بَابُ إِثْمِ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ
شطرنج سے کھیلنے کا گناہ

1269 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ مُوسَى بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدَ...........

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ)).

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے شطرنج کھیلا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔“

1270 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ...........

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَهَاتَيْنِ الْكَعْبَتَيْنِ الْمَوْسُومَتَيْنِ اللَّتَيْنِ يُزْجَرَانِ زَجْرًا، فَإِنَّهُمَا مِنَ الْمَيْسِرِ.

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ان دو نشان زدہ مہروں سے بچو جن سے سختی کے ساتھ منع کیا جاتا ہے کیونکہ یہ دونوں جوا کھیلنے میں استعمال ہوتے ہیں۔

1271 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، وَقَبِيصَةُ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ...........

عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهِ)).

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو نردشیر (شطرنج) کے ساتھ کھیلا، وہ ایسے ہے جیسے اس نے اپنا ہاتھ سور کے گوشت اور خون سے رنگ لیا۔“

1272 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، وَمَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدَ...........

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ)).

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے شطرنج کے ساتھ کھیلا، اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔“

(١٢٦٩) حسن: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب: ٤٩٣٨۔ وابن ماجه: ٣٧٦٢.

(١٢٧٠) صحيح: أخرجه ابن أبي شيبة: ٢٦١٥٢۔ وأحمد: ٤٢٦٣۔ والبيهقي في الكبرىٰ: ١٠/ ٢١٥.

(١٢٧١) حسن: أخرجه مسلم، كتاب الشعر: ٢٢٦٠۔ وأبو داؤد: ٤٩٣٩۔ وابن ماجه: ٣٧٦٣.

(١٢٧٢) حسن: انظر الحديث، رقم: ١٢٦٩.

فــائدہ: ......شطرنج اوراس سے ملتے جلتے کھیل ناجائز اورحرام ہیں خواہ ان میں جوا ہو یا نہ ہو۔ جوا ہوتو اس کی شناعت اورقباحت مزید بڑھ جاتی ہے۔

616...... بَابُ الْأَدَبِ وَإِخْرَاجِ الَّذِينَ يَلْعَبُونَ بِالنَّرْدِ وَأَهْلِ الْبَاطِلِ

ادب سکھانا اورشطرنج کھیلنے والوں اور باطل پرستوں کوشہر بدر کرنا

1273 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ..........

عَـنْ نَـافِـعٍ، أَنَّ عَبْـدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا وَجَـدَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِهِ يَلْعَبُ بِالنَّرْدِ ضَرَبَهُ، وَكَسَرَهَا.

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے خاندان میں سے کسی کوشطرنج کھیلتے دیکھتے تو اسے مارتے اور شطرنج توڑ دیتے۔

1274 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ..........

عَـنْ عَـائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّهُ بَلَغَهَا أَنَّ أَهْـلَ بَيْـتٍ فِي دَارِهَا، كَانُوا سُكَّانًا فِيهَا، عِـنْـدَهُـمْ نَـرْدٌ، فَـأَرْسَـلَتْ إِلَيْهِمْ: لَئِنْ لَمْ تُـخْـرِجُـوهَـا لَأُخْـرِجَنَّكُمْ مِنْ دَارِي، وَأَنْكَرَتْ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہیں خبر پہنچی ایک اہل خانہ جوان کے گھر (محلّہ) میں رہتے ہیں ان کے پاس شطرنج ہے تو انہوں نے ان کی طرف پیغام بھیجا: اگرتم اسے باہر نہیں نکالو گے تو میں تمہیں ضرور گھر سے نکال دوں گی، نیز انہوں نے اس بات پر شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

1275 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا رَبِيعَةُ بْنُ كُلْثُومِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ..........

حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: خَطَبَنَا ابْنُ الزُّبَيْرِ فَقَالَ: يَا أَهْـلَ مَـكَّةَ، بَـلَغَنِي عَنْ رِجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ يَـلْـعَبُونَ بِلُعْبَةٍ يُقَالُ لَهَا: النَّرْدَشِيرُ - وَكَانَ أَعْسَرَ - قَالَ اللّٰهُ: ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ﴾ [الـمـائدة: 90]، وَإِنِّـي أَحْـلِفُ بِـاللّٰهِ: لَا أُوتَـى بِرَجُلٍ لَعِبَ بِهَا إِلَّا عَاقَبْتُهُ فِي شَعْرِهِ وَبَشَرِهِ، وَأَعْطَيْتُ سَلَبَهُ لِمَنْ أَتَانِي بِهِ.

کلثوم بن جبر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے اہل مکہ! مجھے قریش کے کچھ لوگوں کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ ایک کھیل کھیلتے ہیں جسے نردشیر کہا جاتا ہے اور وہ الٹے ہاتھ سے کھیلا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: بلاشبہ شراب اور جوا (گندے شیطانی کام ہیں)۔'' اور میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ اگر ایسا آدمی میرے پاس لایا گیا جوشطرنج کے ساتھ کھیلا ہوتو میں اس کے

(۱۲۷۳) صحیح الإسناد موقوفا: أخرجه ابن أبي شيبة: ۲٦۱٥۱۔ والبيهقي في الكبرىٰ: ۱۰/ ۲۱٦.

(۱۲۷٤) حسن الإسناد موقوفا: أخرجه مالك: ۲/ ۹٥۸۔ وابن أبي الدنيا في ذم الملاهي: ۸۱۔ والبيهقي في الكبرىٰ: ۱۰/ ۲۱٦.

(۱۲۷٥) حسن الإسناد موقوفا: أخرجه ابن أبي الدنيا في ذم الملاهي: ۸۰۔ والأجري في تحريم النرد: ۳۳۔ والبيهقي في الكبرىٰ: ۱۰/ ۲۱٦.

''جونڈے'' کھینچوں گا اور چمڑی بھی اتاروں گا اور اس کا سامان
اسے دے دوں گا جو اسے لائے گا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) خاندان کے سربراہ، استاد یا حاکم وقت کے لیے فضولیات میں پڑنے والوں کو تادیباً سخت سزا دینا جائز ہے بلکہ ضروری ہے کہ ایسے لہو ولعب کے آلات توڑ دیے جائیں۔ عصر حاضر میں ویڈیو گیمیں، بلیئٹ وغیرہ اسی قبیل سے ہیں۔ وہاں جوا بازی شراب وغیرہ عام ہے۔ وقت برباد ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاقیات کا جنازہ بھی نکل رہا ہے۔ نیز نائٹ کلبوں میں کھیل اور ورزش کے نام پر فحاشی کا جو بازار گرم ہے اسے روکنا بھی ضروری ہے۔
(۲) بزرگ خواتین کو چاہیے کہ وہ اندرون خانہ گہری نظر رکھیں اور بچیوں کو اس طرح کی فضولیات سے بچائیں۔

1276 - حَدَّثَنَا ابْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ الْحَنَفِيِّ هُوَ الطَّنَافِسِيُّ، قَالَ............

حَدَّثَنِي يَعْلَى أَبُو مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ فِي الَّذِي يَلْعَبُ بِالنَّرْدِ قِمَارًا: كَالَّذِي يَأْكُلُ لَحْمَ الْخِنْزِيرِ، وَالَّذِي يَلْعَبُ بِهِ مِنْ غَيْرِ الْقِمَارِ كَالَّذِي يَغْمِسُ يَدَهُ فِي دَمِ خِنْزِيرٍ، وَالَّذِي يَجْلِسُ عِنْدَهَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا كَالَّذِي يَنْظُرُ إِلَى لَحْمِ الْخِنْزِيرِ.

یعلی بن مرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ شطرنج کے ساتھ جوا کھیلنے والے کے بارے میں میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: وہ شخص خنزیر کا گوشت کھانے والے کی طرح ہے۔ اور جو جوے کے بغیر کھیلے وہ خنزیر کے خون میں ہاتھ ڈبونے والے کی طرح ہے اور جو اس کے پاس بیٹھ کر دیکھے وہ خنزیر کا گوشت دیکھنے والے کی طرح ہے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، اس میں یعلی بن مرۃ راوی مجہول ہے۔ تاہم اس سے ملتا جلتا قول سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کے طور پر صحیح ثابت ہے جیسا کہ گزشتہ اوراق میں گزرا ہے اور آئندہ ابن عمرو سے آرہا ہے۔

1277 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: اللَّاعِبُ بِالْفَصَّيْنِ قِمَارًا كَآكِلِ لَحْمِ الْخِنْزِيرِ، وَاللَّاعِبُ بِهِمَا غَيْرَ قِمَارٍ كَالْغَامِسِ يَدَهُ فِي دَمِ خِنْزِيرٍ.

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: دو نگینوں کے ساتھ جوا کھیلنے والا سور کا گوشت کھانے والے کی طرح ہے اور جوئے کے بغیر ان کے ساتھ کھیلنے والا ایسا ہے جیسے وہ خنزیر کے خون میں ہاتھ ڈبونے والا ہے۔

(١٢٧٦) ضعيف الإسناد موقوفا.

(١٢٧٧) صحيح الإسناد موقوفا: أخرجه ابن أبي الدنيا في ذم الملاهي: ٧٦- وعبدالرزاق: ١٩٧٢٩- وابن أبي شيبة: ٢٦١٥٤- وابن الجعد: ٣٠٩٧.

617...... بَابُ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ

مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا

1278 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ............

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔''

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ مومن دین اور دنیا ہر معاملے میں سمجھ دار اور ذہین و فطین ہوتا ہے۔ وہ غافل نہیں ہوتا کہ ایک ہی معاملے میں بار بار دھوکے کا شکار ہو جائے۔ اس سے جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو ڈسے ہوئے انسان کی طرح بے چین رہتا ہے اور دوبارہ اس راستے کی طرف منہ نہیں کرتا۔

618...... بَابُ مَنْ رَمَى بِاللَّيْلِ

رات کو تیر اندازی کرنا

1279 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ رَمَانَا بِاللَّيْلِ فَلَيْسَ مِنَّا))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے رات کو ہم پر تیر چلایا وہ ہم میں سے نہیں۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: فِي إِسْنَادِهِ نَظَرٌ.

ابوعبداللہ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس کی سند محل نظر ہے۔

1280 - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ہم پر اسلحہ اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(١٢٧٨) صحيح: أخرجه البخارى، كتاب الادب: ٦١٣٣ـ ومسلم: ٢٩٩٨ـ وأبو داؤد: ٤٨٦٢ـ وابن ماجه: ٣٩٨٢.

(١٢٧٩) صحيح: أخرجه أحمد: ٨٢٧٠ـ وابن حبان: ٥٦٠٧ـ انظر الصحيحة: ٢٣٣٩.

(١٢٨٠) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الإيمان: ١٠١ـ وابن ماجه: ٢٥٧٥ـ وهو فى صحيح المصنف من حديث ابن عمر: ٦٨٧٤ـ وأبى موسىٰ: ٧٠٧١.

1281 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ.........

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا)).

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص مسلمانوں سے بلا وجہ یا کسی تاویل کے بغیر لڑائی کرے اور اسلحہ اٹھائے اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یا جو مسلمانوں کی حکومت کے خلاف بغاوت کرے اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح جو مسلمان کو خوف زدہ کرے اور رات کو مسلمانوں کو فائرنگ کر کے ڈرائے اس کا بھی مسلمانوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

(۲) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذاق میں بھی مسلمان کی طرف اسلحہ سے اشارہ کرنے سے منع کیا ہے، مبادا شیطان وہ اسلحہ چلوا دے اور یوں یہ جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔ (صحیح البخاری: ۷۰۷۲)

(۳) جو شخص مسلمان کا ناحق قتل جائز اور حلال سمجھے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

619...... بَابُ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ قَبْضَ عَبْدٍ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ بِهَا حَاجَةً

جس زمین پر اللہ تعالیٰ کسی بندے کو فوت کرنا چاہتا ہے وہاں اسے کوئی کام ڈال دیتا ہے

1282 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ.........

عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ قَبْضَ عَبْدٍ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ بِهَا حَاجَةً)).

صحابی رسول ابو عزہ یسار بن عبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کسی زمین میں فوت کرنا چاہتا ہے تو اس جگہ اسے کوئی کام ڈال دیتا ہے۔''

فائدہ: ......کسی انسان کو معلوم نہیں کہ اس نے کہاں فوت ہونا ہے۔ اللہ کی تقدیر اسے اس جگہ لے جاتی ہے جہاں اس کی موت لکھی ہوتی ہے۔ موت کا وقت اور جگہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ﴾ (لقمان: ٣٤)

''اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں فوت ہوگا۔''

(۱۲۸۱) صحیح: أخرجه البخاري، كتاب الفتن: ۷۰۷۱۔ ومسلم: ۱۰۰۔ والترمذي: ۱٤٥۹۔ وابن ماجه: ۲٥۷۷.

(۱۲۸۲) صحیح: انظر الحديث، رقم: ۷۸۰.

620...... بَابُ مَنِ امْتَخَطَ فِي ثَوْبِهِ

کپڑے سے ناک کی رینٹ صاف کرنا

1283 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ تَمَخَّطَ فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ قَالَ: بَخٍ بَخٍ، أَبُو هُرَيْرَةَ يَتَمَخَّطُ فِي الْكَتَّانِ، رَأَيْتُنِي أُصْرَعُ بَيْنَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَالْمِنْبَرِ، يَقُولُ النَّاسُ: مَجْنُونٌ، وَمَا بِي إِلَّا الْجُوعُ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کپڑے سے ناک صاف کیا، پھر فرمایا: واہ واہ ابو ہریرہ السی کے بنے ہوئے کپڑے سے ناک صاف کرتا ہے۔ میں نے خود کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے اور منبر کے درمیان (بھوک کی وجہ سے) غشی کی حالت میں دیکھا ہے، لوگ (دیکھ کر) کہتے تھے: وہ دیوانہ ہے حالانکہ مجھے بھوک کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا تھا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) بوقت ضرورت کپڑے سے ناک کی رینٹ یا تھوک وغیرہ صاف کیا جا سکتا ہے اور پھر اسے دھو کر استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ اس سے ٹشو کے استعمال کا جواز بھی معلوم ہوا۔

(۲) صحابہ کرام مال و دولت کی فراوانی کے بعد بھی اپنی آخرت کو نہیں بھولے۔ وہ کردار کے سچے تھے۔ ان میں دنیا داروں جیسا تکلف ہرگز نہ تھا۔ وہ اپنی سابقہ حالت پر ذرا نہ شرماتے بلکہ فقر پر فخر کرتے تھے۔ آج کل اگر کسی کے پاس پیسہ آ جائے تو لوگ یہ باور کراتے ہیں کہ وہ شروع سے امیر ہی تھے۔

(۳) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو یاد کرنے کے لیے آپ کے دروازے پر بیٹھے رہتے تاکہ کوئی ارشاد نبوی یاد کرنے سے رہ نہ جائے ورنہ آپ بھی کما کر کھا سکتے تھے۔

621...... بَابُ الْوَسْوَسَةِ

وسوسے کا بیان

1284 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ...........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّا نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا شَيْئًا مَا نُحِبُّ أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهِ وَإِنَّ لَنَا مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، قَالَ: ((أَوَ قَدْ وَجَدْتُمْ ذَلِكَ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہم اپنے دل میں بسا اوقات ایسے وسوسے پاتے ہیں کہ ہم انہیں زبان پر لانا کسی صورت گوارہ نہیں کرتے خواہ ہمیں روئے زمین کی ساری دولت مل جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱۲۸۳) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة: ۷۳۲٤۔ والترمذي: ۲۳٦۷.

(۱۲۸٤) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب الإيمان: ۲۰۹/ ۱۳۲۔ وأبو داؤد: ۵۱۱۱.

((ذَاكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ)). ''کیا تم نے ایسی بات کو دل میں پایا؟'' انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''یہ صریح اور خالص ایمان ہے۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) وسوسے شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اور ان سے نفرت خالص ایمان ہے جو اس وسوسے کو دل میں نہیں ٹھہرنے دیتا۔ یاد رہے کہ وسوسہ اس خیال کو کہتے ہیں جو دل میں متردد رہے اور قرار نہ پکڑے اور عزم کی صورت اختیار نہ کرے۔

(۲) ضروری اور اہم معاملات میں علماء سے رجوع کرنا چاہیے اور ان سے راہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔

(۳) دل کے خیالات پر مواخذہ نہیں لیکن انہیں عزم کی صورت اختیار نہیں کرنے دینا چاہیے۔ کیونکہ عزم کی صورت میں گناہ ہوگا۔

1285 - وَعَنْ جَرِيرٍ، عَنْ لَيْثٍ............

عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَخَالِي عَلَى عَائِشَةَ، فَقَالَ: إِنَّ أَحَدَنَا يَعْرُضُ فِي صَدْرِهِ مَا لَوْ تَكَلَّمَ بِهِ ذَهَبَتْ آخِرَتُهُ، وَلَوْ ظَهَرَ لَقُتِلَ بِهِ، قَالَ: فَكَبَّرَتْ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: ((إِذَا كَانَ ذَلِكَ مِنْ أَحَدِكُمْ فَلْيُكَبِّرْ ثَلَاثًا، فَإِنَّهُ لَنْ يُحِسَّ ذَلِكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ)).

شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے ماموں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور عرض کیا: ہم میں سے کسی ایک کے سینے میں ایسے خیالات آتے ہیں کہ اگر وہ انہیں زبان پر لائے تو اس کی آخرت تباہ ہو جائے اور اگر ظاہر ہو جائے تو وہ قتل کر دیا جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ سن کر تین دفعہ اللہ اکبر کہا اور کہا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے ساتھ ایسی صورت حال پیش آئے تو وہ تین مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ بلاشبہ اس چیز کا احساس مومن کے سوا کسی کو نہیں ہوتا۔''

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس میں شہر بن حوشب اور لیث دو راوی ضعیف ہیں۔

1286 - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ خَالِدٍ السَّكُونِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعْدٍ سَعِيدُ بْنُ مَرْزُبَانَ قَالَ: سَمِعْتُ ....

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَنْ يَبْرَحَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ عَمَّا لَمْ يَكُنْ، حَتَّى يَقُولُوا: اللّٰهُ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ مسلسل ان چیزوں کے بارے میں سوال کرتے رہیں گے جو ہونے والی نہیں، یہاں تک کہ وہ

(١٢٨٥) ضعيف: أخرجه هناد في الزهد: ٢/ ٤٦٩ـ وأبو يعلى: ٤٦٣٠.

(١٢٨٦) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الاعتصام: ٧٢٩٦ـ ومسلم: ٢٥٦٣ـ وأبو داؤد: ٤٩١٧.

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ، فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ". یہ کہیں گے: اللہ ہر چیز کا خالق ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟''

فائدہ: ......ایسے سوالات شیطان کی طرف سے ہیں، لہٰذا ایسا خیال آنے پر اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ آدمی یوں کہے: میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ اور دیگر روایات میں ہے کہ اپنی بائیں طرف تھوکے اور اللہ کی پناہ طلب کرے۔

622...... بَابُ الظَّنِّ گمان کا بیان

1287 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَنَافَسُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے، ایک دوسرے کی جاسوسی نہ کرو اور نہ دنیا میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرو۔ ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو اور نہ بغض ہی رکھو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔''

فائدہ: ......حدیث میں ظن سے مراد برا گمان ہے کیونکہ اچھا گمان مطلوب ہے۔ بدگمانی یہ ہے کہ کسی شخص کو کسی جگہ دیکھ کر کہنا کہ یہ فلاں برائی کے لیے ادھر گیا ہوگا۔ یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ مسلمان کو ایک دوسرے کے بارے میں حسن ظن رکھنا چاہیے۔

1288 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ............

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ، إِذْ مَرَّ بِهِ رَجُلٌ، فَدَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((يَا فُلَانُ، إِنَّ هَذِهِ زَوْجَتِي فُلَانَةُ))، قَالَ: مَنْ كُنْتُ أَظُنُّ بِهِ فَلَمْ أَكُنْ أَظُنُّ بِكَ، قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ)).

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی بیوی کے ساتھ تھے کہ وہاں سے ایک آدمی گزرا۔ نبی ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا: ''اے فلاں! یہ میری فلاں بیوی ہے۔'' اس نے کہا: میں جس کے ساتھ بھی بدگمانی کرنے والا ہوں آپ کے ساتھ تو بدگمانی نہیں کرسکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ شیطان ابن آدم کی رگوں میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔''

(١٢٨٧) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الادب: ٦٠٦٦ـ ومسلم: ٢٥٦٣ـ وأبو داؤد: ٤٩١٧.

(١٢٨٨) صحيح: أخرجه مسلم، كتاب السلام: ٢١٧٤ـ وأبو داؤد: ٤٧١٩.

فوائد و مسائل: ......(۱) رسول اکرم ﷺ مسجد میں اعتکاف کر رہے تھے کہ آپ کی بیوی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ سے ملاقات کے لیے مسجد آئیں تو آپ انہیں گھر تک چھوڑنے کے لیے ساتھ باہر آئے تو دو انصاری گزر رہے تھے جنہیں روک کر آپ نے وضاحت فرمائی۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ تہمت والی جگہوں سے بچنا چاہیے۔ اگر کسی جگہ بدگمانی کا خدشہ ہو تو اپنی پوزیشن واضح کر دینی چاہیے۔

(۳) اعتکاف کرنے والا کسی ضرورت کے لیے باہر جا سکتا ہے اور ضروری بات کرنا بھی اس کے لیے جائز ہے۔

(۴) شیاطین اور جن انسانی جسم میں حلول کر سکتے ہیں اور اپنی ہیئت بھی بدل سکتے ہیں۔

1289 - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَخُو عُبَيْدٍ الْقُرَشِيّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ............

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: مَا يَزَالُ الْمَسْرُوقُ مِنْهُ يَتَظَنَّى حَتَّى يَصِيرَ أَعْظَمَ مِنَ السَّارِقِ.

سیدنا عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس کی چوری ہوئی ہو وہ مسلسل بدگمانی کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ چور سے بھی (گناہ میں) بڑھ جاتا ہے۔

فائدہ: ......مطلب یہ ہے کہ بدگمانی سے بچنا چاہیے کیونکہ بدگمانی کا گناہ بسا اوقات چوری کے گناہ سے بڑھ جاتا ہے۔

1290 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ............

عَنْ بِلَالِ بْنِ سَعْدٍ الْأَشْعَرِيّ، أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ: اكْتُبْ إِلَيَّ فُسَّاقَ دِمَشْقَ، فَقَالَ: مَا لِي وَفُسَّاقُ دِمَشْقَ؟ وَمِنْ أَيْنَ أَعْرِفُهُمْ؟ فَقَالَ ابْنُهُ بِلَالٌ: أَنَا أَكْتُبُهُمْ، فَكَتَبَهُمْ، قَالَ: مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ؟ مَا عَرَفْتَ أَنَّهُمْ فُسَّاقٌ إِلَّا وَأَنْتَ مِنْهُمْ، ابْدَأْ بِنَفْسِكَ، وَلَمْ يُرْسِلْ بِأَسْمَائِهِمْ.

بلال بن سعد اشعری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ مجھے دمشق کے فاسق (شریر) لوگوں کے نام لکھ بھیجو تو انہوں نے کہا: مجھے دمشق کے فاسقوں سے کیا سروکار ہے؟ میں کہاں سے ان کو پہچانوں گا۔ ان کے بیٹے بلال رحمہ اللہ نے کہا: میں ان کے نام لکھ دیتا ہوں، چنانچہ انہوں نے ان کے نام لکھ دیے۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم نے ان کے بارے میں کہاں سے جان لیا؟ تمہیں کیسے پتا

(۱۲۸۹) صحيح: انظر تاريخ بغداد: ۱۶/ ۱۹۹۔ وتهذيب التهذيب: ۱۱/ ۱۵۹۔ وميزان الاعتدال: ٤/ ۳۸۰.

(۱۲۹۰) ضعيف الإسناد موقوفا.

چلا کہ وہ فاسق ہیں الا یہ کہ تم بھی ان میں سے ہو۔ اس لیے پہلے اپنا نام لکھو۔ اور انہوں نے نام لکھ کر نہ بھیجے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، اس میں عبداللہ بن عثمان راوی مجہول ہے۔ تاہم انتظامی ضرورت کے تحت فاسق اور برے لوگوں کے نام لکھے جاسکتے ہیں اور ان کی جاسوسی بھی کی جاسکتی ہے تاکہ کسی فتنے کا قبل از وقت تدارک کیا جاسکے۔

623...... بَابُ حَلْقِ الْجَارِيَةِ وَالْمَرْأَةِ زَوْجَهَا

لونڈی یا عورت کا اپنے شوہر کے بال مونڈنا

1291 – حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي سُكَيْنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ قَيْسٍ............

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَجَارِيَةٌ تَحْلِقُ عَنْهُ الشَّعْرَ، وَقَالَ: النُّورَةُ تُرِقُّ الْجِلْدَ.

عبدالعزیز بن قیس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا جبکہ ایک لونڈی ان کے بال مونڈ رہی تھی۔ انہوں نے فرمایا: بال اتارنے والا پاؤڈر یا لوشن جلد کو نرم کر دیتا ہے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس میں عبدالعزیز بن قیس راوی مجہول الحال ہے۔

624...... بَابُ نَتْفِ الْإِبْطِ

بغلوں کے بال اکھیڑنے کا بیان

1292 – حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "الْفِطْرَةُ خَمْسٌ: الْخِتَانُ، وَالِاسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ".

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزیں فطرت سے ہیں: ''ختنے کروانا، زیر ناف بال مونڈنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، مونچھیں کاٹنا اور ناخن تراشنا۔''

1293 – حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ............

(١٢٩١) ضعيف: أخرجه ابن سعد في الطبقات: ٤/ ١٥٤۔ والطبراني في الكبير: ١٢/ ٢٦٦.

(١٢٩٢) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب اللباس، باب قص الشارب: ٥٨٨٩۔ ومسلم: ٢٥٧۔ وأبو داؤد: ٤١٩٨۔ والترمذي: ٢٧٥٦۔ والنسائي: ٩۔ وابن ماجه: ٢٩٢.

(١٢٩٣) ضعيف شاذ بلفظ الضبع: أخرجه النسائي، كتاب الزينة: ٥٠٤٦۔ الضعيفة: ٦٣٥٠.

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفُ الضَّبْعِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ".

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ چیزیں فطرت سے ہیں: ''ختنہ کرنا، زیر ناف بال مونڈنا، ناخن تراشنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا اور مونچھیں تراشنا۔''

فائدہ: ...... یہ روایت الضبع کے لفظ کے ساتھ شاذ ہے، محفوظ لفظ ''ابط'' ہے۔

1294 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ: خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَالْخِتَانُ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: پانچ چیزیں فطرت سے ہیں: ''ناخن تراشنا، مونچھیں کاٹنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، زیر ناف بال مونڈنا اور ختنہ کرنا۔''

فائدہ: ......ان روایات سے معلوم ہوا کہ بغلوں کے بال اکھیڑنا مسنون ہے۔ اگر بچپن سے اس کی تعلیم ہو تو جب یہ بال آئیں اور انہیں اکھیڑنا شروع کیا جائے، استرے کا استعمال نہ کیا جائے تو مشکل پیش نہیں آتی، نیز بغلوں سے بو بھی نہیں آتی اور بال زیادہ نہیں ہوتے۔ دیگر امور کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

625...... بَابُ حُسْنِ الْعَهْدِ

عہد کی پاسداری کا بیان

1295 - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ ثَوْبَانَ قَالَ............

حَدَّثَنِي أَبُو الطُّفَيْلِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لَحْمًا بِالْجِعْرَانَةِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ أَحْمِلُ عُضْوَ الْبَعِيرِ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ، فَبَسَطَ لَهَا رِدَاءَهُ، قُلْتُ: مَنْ هَذِهِ؟ قَالَ: هَذِهِ أُمُّهُ الَّتِي أَرْضَعَتْهُ.

ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جعرانہ مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت تقسیم کرتے دیکھا جبکہ میں ان دنوں نو عمر لڑکا تھا کہ میں اونٹ کے گوشت کے ٹکڑے اٹھا رہا تھا کہ آپ کے پاس ایک عورت آئی تو آپ نے اپنی چادر اس کے لیے بچھا دی۔ میں نے عرض کیا: یہ کون ہے؟ کہا گیا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں ہے جس نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم سابقہ تعلقات کا خیال رکھنا اور عہد کی پاسداری کرنا مسنون

(١٢٩٤) صحيح الإسناد موقوفا والأصح المرفوع الذى قبله بحديث۔ أخرجه مالك فى الموطا: ٢/ ٩٢١۔ والنسائى: ٥٤٤٧.
(١٢٩٥) ضعيف: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب، باب فى بر الوالدين: ٥١٤٤.

امر ہے۔ رسول اکرم ﷺ جب اچھا کھانا بناتے تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھی بھیجتے تھے۔

626...... بَابُ الْمَعْرِفَةِ جان پہچان کا بیان

1296 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ..........

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: قَالَ رَجُلٌ: أَصْلَحَ اللّٰهُ الْأَمِيرَ، إِنَّ آذِنَكَ يَعْرِفُ رِجَالًا فَيُؤْثِرُهُمْ بِالْإِذْنِ، قَالَ: عَذَرَهُ اللّٰهُ، إِنَّ الْمَعْرِفَةَ لَتَنْفَعُ عِنْدَ الْكَلْبِ الْعَقُورِ، وَعِنْدَ الْجَمَلِ الصَّؤُولِ.

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اللہ تعالیٰ امیر کی اصلاح فرمائے، بلاشبہ آپ کا دربان جن لوگوں کو پہچانتا ہے، انہیں اجازت دینے میں ترجیح دیتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اللہ اس کا عذر قبول فرمائے، بلاشبہ جان پہچان تو کاٹنے والے کتے اور حملہ کرنے والے اونٹ کے ہاں بھی فائدہ دیتی ہے (کہ وہ اس وجہ سے جانے پہچانے قریب کے لوگوں کو کچھ نہیں کہتے۔)

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس میں ابواسحاق راوی مدلس ہے۔

627...... بَابُ لَعِبِ الصِّبْيَانِ بِالْجَوْزِ

بچوں کا اخروٹ سے کھیلنے کا بیان

1297 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُغِيرَةَ..........

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُنَا يُرَخِّصُونَ لَنَا فِي اللُّعَبِ كُلِّهَا، غَيْرِ الْكِلَابِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: يَعْنِي لِلصِّبْيَانِ.

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہمارے اصحاب ہمیں کتوں کے علاوہ ہر کھیل کی اجازت دیتے تھے۔ ابوعبداللہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یعنی بچوں کو۔

1298 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ..........

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنِي شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْخَيْرِ يُكَنَّى أَبَا عُقْبَةَ قَالَ: مَرَرْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ مَرَّةً بِالطَّرِيقِ، فَمَرَّ بِغِلْمَةٍ مِنَ الْحَبَشِ، فَرَآهُمْ يَلْعَبُونَ، فَأَخْرَجَ دِرْهَمَيْنِ فَأَعْطَاهُمْ.

عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مجھے ایک نیک صالح بزرگ، جنہیں ابوعقبہ کہا جاتا تھا، نے بتایا کہ میں ایک دفعہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک راستے سے گزرا۔ چنانچہ وہ حبشی بچوں کے پاس سے گزرے جو کھیل رہے تھے۔ انہوں نے دو درہم نکالے اور انہیں دے دیے۔

(١٢٩٦) ضعيف الإسناد موقوفا: أخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق: ٦٥/ ٧٠.

(١٢٩٧) صحيح الإسناد مقطوع.

(١٢٩٨) ضعيف الإسناد موقوفا: أخرجه المصنف في التاريخ الكبير: ٩/ ٦٢.

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس میں شیخ من اہل الخیر مجہول ہے۔ اس کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔

1299 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَرِّبُ إِلَيَّ صَوَاحِبِي يَلْعَبْنَ بِاللَّعِبِ، الْبَنَاتِ الصِّغَارِ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس میری سہیلیوں کو بھیجتے جو میرے ساتھ گڑیوں والا کھیل کھیلتی تھیں۔

فوائد و مسائل: ......(۱) ان روایات سے معلوم ہوا کہ بچوں کے لیے کھیل کود جائز ہے۔ ایسے کھیل جن میں وقت کا بہت زیادہ ضیاع یا بری عادت پڑنے کا خدشہ ہو یا وہ شرعی طور پر منع ہو جیسے شطرنج وغیرہ یا جائز کھیل میں شرط لگائی گئی ہو اور وہ جوئے کی شکل اختیار کر جائے تو ایسے کھیل ممنوع ہیں۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ اخروٹ یا ''بانٹوں'' کے ساتھ کھیلنا جائز ہے لیکن اس میں جوا لگانا یا اس قدر اس میں مصروف ہونا کہ یہ عادت بن جائے اور بڑے ہو کر بھی نہ جائے ناجائز ہے۔

(۳) یاد رہے کہ یہ کھیل بچوں کے لیے ہیں۔ عصر حاضر کے کھیل جس میں لوگ بے تحاشا اپنا وقت برباد کرتے ہیں اور کروڑوں کے جوے لگتے ہیں سب ناجائز ہیں۔

(۴) بچیوں کا گڑیوں کے ساتھ کھیلنا جائز ہے۔ اگرچہ یہ تصاویر ہوتیں ہیں لیکن اس شکل میں جواز ہے، البتہ کتوں اور ریچھوں کے ''بھالو'' گھروں میں رکھنا اور ان کے ذریعے بچوں کو بہلانا غیر مسلموں کی نقالی ہے۔ اور سلف اپنی اولاد کو کتوں کے ساتھ کھیلنے سے منع کرتے تھے جیسا کہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول گزرا ہے۔

628...... بَابُ ذَبْحِ الْحَمَامِ

کبوتروں کو ذبح کرنے کا بیان

1300 - حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَتْبَعُ حَمَامَةً، قَالَ: ((شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کبوتری کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''شیطان شیطانہ کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔''

فائدہ: ......کبوتر باز غفلت میں مشہور ہیں۔ انہیں کبوتر اڑانے کے سوا کوئی کام نہیں ہوتا۔ نہ انہیں نماز کی فکر نہ

(١٢٩٩) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦١٣٠ـ ومسلم: ٢٤٤٠.

(١٣٠٠) حسن صحيح: أخرجه أبو داؤد، كتاب الأدب، باب اللعب بالحمام: ٤٩٤٠ـ وابن ماجه: ٣٧٦٥.

دین کی۔ بس ایک ہی دھن ان پر سوار ہوتی ہے۔ اس لیے رسول اکرم ﷺ نے اسے شیطان قرار دیا۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ)) (الصحيحه، ح: ١٢٧٢)

''شکاری غافل ہوتا ہے۔''

اسی سے امام بخاری رحمہ اللہ نے کبوتر کو ذبح کرنے کا استدلال کیا کیونکہ جو چیز اللہ کی یاد سے غافل کرے اسے دور کرنا ضروری ہے۔

1301 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ............

1301 - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَارَكٌ............

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ لَا يَخْطُبُ جُمُعَةً إِلَّا أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ، وَذَبْحِ الْحَمَامِ.

سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جمعۃ المبارک کے ہر خطبے میں کتوں کو قتل کرنے اور کبوتروں کو ذبح کرنے کا حکم ضرور دیتے تھے۔

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ يَأْمُرُ فِي خُطْبَتِهِ بِقَتْلِ الْكِلَابِ، وَذَبْحِ الْحَمَامِ.

ایک دوسرے طریق سے حسن بصری رحمہ اللہ ہی سے مروی ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنے خطبے میں کتوں کو مارنے اور کبوتروں کو ذبح کرنے کا حکم دیتے تھے۔

629...... بَابُ مَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ فَهُوَ أَحَقُّ أَنْ يَذْهَبَ إِلَيْهِ

جسے کوئی کام ہو اسے ہی جانا چاہیے

1302 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ سُلَيْمَانَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ جَدِّهِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَاءَهُ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ يَوْمًا، فَأَذِنَ لَهُ وَرَأْسُهُ فِي يَدِ جَارِيَةٍ لَهُ تُرَجِّلُهُ، فَنَزَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: دَعْهَا تُرَجِّلُكَ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، لَوْ أَرْسَلْتَ إِلَيَّ

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے ہاں آئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی، اس (یعنی میں) نے اندر آنے کی اجازت دے دی جبکہ اس کا سر ایک لونڈی کے ہاتھ میں تھا جو اسے کنگھی کر رہی تھی۔ اس نے اپنا سر لونڈی سے چھڑانا چاہا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے

(١٣٠١) ضعيف الإسناد موقوفا منقطع: أخرجه ابن ابى شيبة: ١٩٩٢٣ـ ومعمر فى جامعه: ١٩٧٣٣ـ والبيهقى فى الكبرىٰ: ٢/ ٤١٣.

(١٣٠٢) حسن: أخرجه أحمد: ٥٢١ـ وابن أبى الدنيا فى ذم الملاهى: ١١٧ـ وابن عساكر فى تاريخ دمشق: ٢٩/ ٢٢٩.

جِئْتُكَ ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّمَا الْحَاجَةُ لِي .

کنگھی کرنے دو۔ اس نے عرض کیا: امیر المومنین آپ مجھے پیغام بھیج دیتے تو میں حاضر ہو جاتا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کام مجھے تھا (اس لیے مجھے ہی آنا چاہیے تھا)۔

فوائد و مسائل: ......(۱) اس سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تواضع اور انکساری کا پتہ چلتا ہے، نیز پتا چلا کہ صحابہ کرام ایک دوسرے کا بے حد احترام کرتے تھے۔

(۲) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ کو اپنایا کہ آپ بھی لوگوں کے ساتھ اسی طرح رہتے تھے اور ان کو خوب عزت دیتے۔ سفر میں اونٹ پر باری باری سوار ہوتے۔

(۳) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دینی کام کی غرض سے گئے تھے اور وہ دادی کی وراثت کا مسئلہ تھا جس کے بارے میں حضرت زید کی رائے لینا چاہتے تھے۔

(۴) اس سے معلوم ہوا کہ علماء سے علم حاصل کرنے کے لیے ان کے گھر جانا چاہیے اور حکمرانوں اور امراء کا علماء کے ساتھ وہی انداز ہونا چاہیے جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ اختیار کیا۔

630...... بَابُ إِذَا تَنَخَّعَ وَهُوَ مَعَ الْقَوْمِ

لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے بلغم آئے تو کیا کرے

1303 - حَدَّثَنَا مُوسَى ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَيَّاشٍ الْقُرَشِيِّ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: إِذَا تَنَخَّعَ بَيْنَ يَدَيِ الْقَوْمِ فَلْيُوَارِ بِكَفَّيْهِ حَتَّى تَقَعَ نُخَاعَتُهُ إِلَى الْأَرْضِ ، وَإِذَا صَامَ فَلْيَدَّهِنْ ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ الصَّوْمِ .

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جب کوئی آدمی لوگوں کے سامنے بلغم نکالے تو اسے چاہیے کہ اسے دونوں ہتھیلیوں سے چھپا لے یہاں تک کہ اس کا بلغم زمین پر گر جائے۔ اور جب کوئی آدمی روزہ رکھے تو چاہیے کہ تیل لگا لے تا کہ اس پر روزے کا اثر دکھائی نہ دے۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے اس میں عبدالرحمٰن بن عیاش (یا عباس) مجہول ہے تاہم کھانستے یا چھینک لیتے وقت ہاتھ یا کوئی کپڑا وغیرہ منہ پر رکھنا چاہیے تا کہ پاس بیٹھنے والے پر تھوک وغیرہ نہ پڑے۔

(١٣٠٣) ضعيف الإسناد موقوفا: أخرجه ابن أبي شيبة: ٩٧٥٥ـ والبيهقي في شعب الايمان: ٦٩٠٢.

631...... بَابُ إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْقَوْمَ لَا يُقْبِلُ عَلَى وَاحِدٍ

جب لوگوں سے بات کر رہا ہو تو کسی ایک طرف توجہ نہ کرے

1304 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَالِمٍ............

عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: كَانُوا يُحِبُّونَ إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ أَنْ لَا يُقْبِلَ عَلَى الرَّجُلِ الْوَاحِدِ، وَلَكِنْ لِيَعُمَّهُمْ.

سیدنا حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ پسند کرتے تھے کہ جب کوئی آدمی بیان کرے تو وہ کسی ایک آدمی کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ عمومی خطاب کرے۔

فائدہ: ......سلف صالحین کا انداز گفتگو یہ تھا کہ جب وہ کسی مجلس میں بات کرتے تو کسی ایک آدمی کو خصوصی اہمیت اور توجہ نہ دیتے بلکہ عمومی گفتگو کرتے۔ کیونکہ کسی کو خصوصی توجہ دینے سے دوسروں کے دل میں حسد پیدا ہونے کا خدشہ ہے اور اگر تنبیہ مقصود ہو تو بھی عمومی انداز میں گفتگو ہی بہتر ہے تاکہ وہ شخص بھری مجلس میں بے عزتی محسوس نہ کرے۔ رسول اکرم ﷺ کا انداز گفتگو بھی یہی تھا کہ جب کوئی تنبیہ کرنی ہوتی تو عمومی انداز میں کرتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وغیرہ۔

632...... بَابُ فُضُولِ النَّظَرِ

اِدھر اُدھر فضول دیکھنا

1305 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَجْلَحِ............

عَنِ ابْنِ أَبِي الْهُذَيْلِ قَالَ: عَادَ عَبْدُ اللَّهِ رَجُلًا، وَمَعَهُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَلَمَّا دَخَلَ الدَّارَ جَعَلَ صَاحِبُهُ يَنْظُرُ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ: وَاللَّهِ لَوْ تَفَقَّأَتْ عَيْنَاكَ كَانَ خَيْرًا لَكَ.

ابن ابی ہذیل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ کسی آدمی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ جب گھر میں داخل ہوئے تو وہ صاحب ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر تیری دونوں آنکھیں پھوڑ دی جاتیں تو یہ تیرے لیے زیادہ بہتر تھا۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنکھیں اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے بنائی ہیں اور تم انہیں معصیت میں استعمال کر رہے ہو۔ اس سے بہتر تھا تیری آنکھیں نہ ہوتیں۔ تم یہ گناہ تو نہ کرتے۔
(۲) اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے گھر اجازت لے کر جانے کے بعد بھی نظروں کی حفاظت ضروری ہے۔ کسی کے گھر بے جا نظر دوڑانا پردہ داری کے خلاف ہے۔

(۱۳۰۴) حسن الإسناد مقطوعا: أخرجه أبو خيثمة في العلم: ١٤٥ـ وابن الجعد في مسنده: ٥٥٦ـ وأبو نعيم في الحلية: ٥/ ٦١.

(۱۳۰۵) حسن الإسناد موقوفا: أخرجه هناد في الزهد: ١٤٢١.

(۳) دوست احباب اور شاگردوں کی دینی راہنمائی کرنا اور انہیں غلط کاموں سے روکنا اچھی دوستی کی علامت ہے۔

1306 - حَدَّثَنَا خَلَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ............

عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ دَخَلُوا عَلَى ابْنِ عُمَرَ، فَرَأَوْا عَلَى خَادِمٍ لَهُمْ طَوْقًا مِنْ ذَهَبٍ، فَنَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، فَقَالَ: مَا أَفْطَنَكُمْ لِلشَّرِّ.

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کچھ عراقی لوگ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے تو انہوں نے ان کی ایک خادمہ (لونڈی) کے گلے میں سونے کا ہار دیکھا تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم لوگوں کی نظریں شر دیکھنے کے لیے بڑی تیز ہیں۔

فائدہ: ......اہل عراق شر میں معروف ہیں۔ یہیں سے سارے فتنے پھوٹے۔ جب سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ایک دوسرے کو آنکھوں کے اشارے کر کے گھر کا جائزہ لینے لگے تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ان کی یہ حرکت ناگوار گزری تو انہوں نے ڈانٹا کہ تمہیں نظریں دوڑانے سے شرم کرنی چاہیے۔

633...... بَابُ فُضُولِ الْكَلَامِ فضول باتیں کرنا

1307 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَطَاءٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَا خَيْرَ فِي فُضُولِ الْكَلَامِ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: فضول باتیں کرنے میں کوئی خیر نہیں۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے اس میں لیث راوی ضعیف ہے۔ تاہم فضول باتوں کی تردید میں بہت سی صحیح روایات موجود ہیں۔

1308 - حَدَّثَنَا مَطَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ............

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((شِرَارُ أُمَّتِي الثَّرْثَارُونَ، الْمُشَدِّقُونَ، الْمُتَفَيْهِقُونَ، وَخِيَارُ أُمَّتِي أَحَاسِنُهُمْ أَخْلَاقًا)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کے برے اور شریر لوگ وہ ہیں جو بہت زیادہ بولنے والے، باچھیں پھاڑ کر گفتگو کرنے والے اور منہ بھر بھر کر بولنے والے ہیں۔ اور میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو اخلاق کے اعتبار سے بہت اچھے ہیں۔

(١٣٠٦) صحيح.

(١٣٠٧) ضعيف الإسناد موقوفا: أخرجه ابن أبي شيبة: ٣٤٧١٠.

(١٣٠٨) صحيح: أخرجه أحمد: ٨٨٢٢- والبيهقي في الآداب: ٥١٩- انظر الصحيحة: ٧٥١، ٧٩١، ١٨٩١.

فــائــده: ...... جو آدمی زیادہ بولے اور چھوٹے بڑے کی تمیز کیے بغیر، متکبرانہ گفتگو کرے اور اپنی باتوں میں دوسروں کا مذاق اڑائے اور منہ بھر بھر کر بولے کہ جھاگ نکل رہا ہو۔ ایسا شخص اس امت کا بدترین آدمی ہے۔ ہمیں اپنے انداز گفتگو کا جائزہ ضرور لینا چاہیے۔ اس کے برعکس ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے حسن اخلاق کا مظاہرہ کرنا انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے۔

634...... بَابُ ذِی الْوَجْهَيْنِ

دوغلے آدمی کا بیان

1309 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ..........

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ، الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ، وَهَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''برے لوگوں میں وہ شخص بھی ہے جو دوغلے پن کا مظاہرہ کرے ایک گروہ کے پاس ایک بات کرتا ہے اور دوسرے کے پاس جا کر دوسری۔''

فــائده: ......اس سے مراد وہ انسان ہے جو ہر فریق کو اپنا دوست باور کراتا ہے۔ باہم مخالف دو گریوں میں سے ہر ایک کو یہ باور کراتا ہے کہ وہ اس کا خیر خواہ ہے حالانکہ وہ کسی کا خیر خواہ نہیں ہوتا۔ ایسا انسان نہایت برا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۴۰۹ کے فوائد۔

635...... بَابُ إِثْمِ ذِی الْوَجْهَيْنِ

دوغلے آدمی کا گناہ

1310 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَصْبَهَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ رُكَيْنٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ حَنْظَلَةَ..........

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ كَانَ ذَا وَجْهَيْنِ فِي الدُّنْيَا، كَانَ لَهُ لِسَانَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ نَارٍ))، فَمَرَّ رَجُلٌ كَانَ ضَخْمًا، قَالَ: ((هَذَا مِنْهُمْ)).

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو دنیا میں دو چہروں والا (دوغلا) ہوگا اس کی قیامت کے دن آگ سے بنی دو زبانیں ہوں گی۔'' پھر ایک بھاری بھرکم آدمی گزرا تو آپ نے فرمایا: ''یہ ان میں سے ہے۔''

(۱۳۰۹) صحیح: أخرجه البخاری، کتاب الاحکام: ۷۱۷۹، ۳۴۹۴۔ ومسلم: ۲۵۲۶.

(۱۳۱۰) حسن: أخرجه أبو داؤد، کتاب الأدب، باب فی ذي الوجهين: ۴۸۷۳۔ وابن أبی شيبة: ۲۵۴۶۳۔ والدارمی: ۲۸۰۶۔ انظر الصحيحة: ۸۹۲.

فائدہ: ......اس سے مراد چغل خور ہے جو دو مخالف فریقوں میں فتنے کی آگ بھڑکاتا ہے۔ ہر ایک کو یہ باور کراتا ہے کہ وہ اس کا ہمدرد ہے۔ اس طرح وہ منافقانہ کردار ادا کر کے اپنی آخرت تباہ کرتا ہے۔ روز قیامت اس کی زبان ڈبل ہو کر آگ کی بن جائے گی اور وہ اسی کی تپش میں گھلتا رہے گا۔

636...... بَابٌ: شَرُّ النَّاسِ مَنْ يُتَّقَى شَرُّهُ

لوگوں میں برا آدمی وہ ہے جس کے شر سے بچا جائے

1311 - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ............ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((ائْذَنُوا لَهُ، بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ))، فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قُلْتَ الَّذِي قُلْتَ، ثُمَّ أَلَنْتَ الْكَلَامَ، قَالَ: ((أَيْ عَائِشَةُ، إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ - أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ - اتِّقَاءَ فُحْشِهِ)).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا: ''اسے اجازت دے دو، یہ اپنے قبیلے کا برا آدمی ہے۔'' چنانچہ جب وہ اندر آیا تو آپ نے اس کے ساتھ نرمی کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے اس آدمی کے بارے میں جو فرمایا سو فرمایا: پھر آپ نے اس سے نرمی کے ساتھ گفتگو فرمائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! لوگوں میں سے بدترین وہ آدمی ہے جسے لوگ اس کی بد کلامی اور بد زبانی سے بچنے کے لیے چھوڑ دیں۔''

فوائد و مسائل: ......(۱) حدیث کا مفہوم یہ ہے جو شخص بد زبان ہو اس کی شرارتوں سے بچنے کے لیے ظاہراً اس کی تکریم کرنا جائز ہے تاکہ وہ بدکلامی کے ذریعے نقصان نہ پہنچائے۔ اسی طرح فاسق آدمی کے بارے میں لوگوں کو مطلع کرنا جائز ہے تاکہ وہ اس کی شرارتوں سے محفوظ رہیں اور یہ غیبت کے دائرے میں نہیں آتا۔

(۲) آپ ﷺ نے جو بات اس کے بارے میں فرمائی وہ برحق تھی اور اس کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ حسن اخلاق کی بنا پر تھا۔

(۳) یہ شخص عیینہ بن حصن فزاری تھا۔ جو مسلمان نہیں تھا لیکن باور یہ کراتا تھا کہ وہ مسلمان ہے۔ بعدازاں یہ مرتد ہو گیا اور اسے قیدی بنا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی اس کی بدتمیزی کا واقع صحیح بخاری میں درج ہے۔

(١٣١١) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب، باب لم يكن النبي ﷺ فاحشًا: ٦٠٥٤- ومسلم: ٢٥٩١- وأبو داؤد: ٤٧٩١- والترمذي: ١٩٩٦.

637...... بَابُ الْحَيَاءِ حیا کا بیان

1312 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي السَّوَّارِ الْعَدَوِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ .... عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ))، فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ: مَكْتُوبٌ فِي الْحِكْمَةِ: إِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ وَقَارًا، إِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ سَكِينَةً، فَقَالَ لَهُ عِمْرَانُ: أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ صَحِيفَتِكَ.

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''حیا خیر ہی لاتی ہے۔'' بشیر بن کعب نے کہا: حکمت میں لکھا ہے کہ حیا سے سنجیدگی آتی ہے اور اطمینان بھی حیا سے ہے۔ عمران رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سناتا ہوں اور تم مجھے اپنے صحیفے کی باتیں بتاتے ہو۔

فوائد و مسائل: ......(۱) حیا جس قدر زیادہ ہوگی اسی قدر بندے میں خیر زیادہ ہوگی۔ ہر چیز کی زیادتی مضر ہوسکتی ہے لیکن حیا جتنی زیادہ ہو اتنی ہی بہتر ہے۔

(۲) رسول اکرم ﷺ کے فرمان کے مقابلے کسی شخص کے قول کی کوئی حیثیت نہیں خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اور اس کی بات کتنی خوبصورت کیوں نہ ہو۔ صحیح مسلم میں ہے کہ سیدنا عمران رضی اللہ عنہ بشیر بن کعب کی بات سن کر شدید غصے میں آ گئے یہاں تک کہ ان کی آنکھیں سرخ ہوگئیں۔

(۳) جو لوگ رسول اکرم ﷺ کے صریح اور واضح فرمان کے مقابلے میں بزرگوں کی باتیں پیش کرتے ہیں انہیں اپنے ایمان کا جائزہ ضرور لینا چاہیے۔

1313 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ........... عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنَّ الْحَيَاءَ وَالْإِيمَانَ قُرِنَا جَمِيعًا، فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ''بلاشبہ حیا اور ایمان دونوں ایک ساتھ جڑے ہوئے ہیں، اس لیے جب ایک اٹھا لیا جائے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے۔''

فائدہ: ......قبیح قول یا فعل کے ارتکاب سے جھجک کا نام حیا ہے۔ اور یہ صرف انسان کا خاصا ہے۔ حیادار آدمی کبھی فاسق نہیں ہوسکتا۔

(١٣١٢) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦١١٧۔ ومسلم: ٣٧۔ وأبو داؤد: ٤٧٩٦.

(١٣١٣) صحيح: أخرجه ابن أبي شيبة: ٢٥٣٥٠۔ وابن نصر في تعظيم قدر الصلاة: ٨٨٤۔ والحاكم: ١/ ٢٢۔ والبيهقي في شعب الايمان: ٧٧٢٧.

638...... بَابُ الْجَفَاءِ جفا کا بیان

1314 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَسَنِ............

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ، وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ، وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ)).

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''حیا ایمان سے ہے اور ایمان (والا) جنت میں ہوگا۔ بدکلامی سخت مزاجی سے ہے اور اکھڑ پن (والا) جہنم میں ہوگا۔''

فائدہ: ......انسان کی دنیوی اور اخروی کامیابی میں زبان کا بڑی حد تک عمل دخل ہے۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر پوچھا: اللہ کے رسول! کیا زبان کی وجہ سے بھی مواخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں تجھے گم پائے لوگوں کو جہنم میں اوندھے منہ ان کی زبانوں کی وجہ ہی سے گرایا جائے گا۔ اس لیے فحش گوئی اور بدزبانی سے باز رہنا چاہیے تاکہ جہنم سے بچا جا سکے۔

1315 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنِ ابْنِ عَقِيلٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ............

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الرَّأْسِ، عَظِيمَ الْعَيْنَيْنِ، إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ، كَأَنَّمَا يَمْشِي فِي صَعَدٍ، إِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ جَمِيعًا.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا۔ آپ کی آنکھیں خوب موٹی تھیں۔ جب چلتے تو قدرے آگے کی طرف جھک کر چلتے ایسے معلوم ہوتا جیسے آپ کسی ڈھلان سے اتر رہے ہیں۔ جب کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پوری طرح متوجہ ہوتے۔

فائدہ: ......کسی کی طرف مکمل دھیان نہ دینا اور بات کسی کے ساتھ اور توجہ کسی اور طرف یہ چیز اعلیٰ اخلاق کے منافی ہے۔ تیز چلنا اور مکمل توجہ سے بات کرنا حیا کے منافی نہیں ہے اور نہ یہ جفا ہے۔

639...... بَابُ إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

جب تجھ میں حیا نہ رہے تو جو چاہے کر

1316 - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ يُحَدِّثُ............

(١٣١٤) صحيح: أخرجه ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الحياء: ٤١٨٤ـ انظر الصحيحة: ٤٩.

(١٣١٥) حسن: أخرجه أحمد: ٦٨٤ـ انظر الصحيحة: ٢٠٥٢.

(١٣١٦) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب أحاديث الانبياء: ٣٤٨٤ـ وأبو داؤد: ٤٧٩٧ـ وابن ماجه: ٤١٨٣.

عَـنْ أَبِی مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ مِـمَّـا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلامِ النُّبُوَّةِ الْأُولَى: إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ".

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پہلی نبوت کے کلام سے جو لوگوں نے پایا اس میں یہ بھی ہے کہ جب تجھے شرم نہ آئے تو جو جی میں آئے کر۔''

فائدہ: ......حیا انسان کو بہت سے گناہوں سے روکتی ہے۔ بے حیا آدمی سے ہر برائی کی توقع کی جاسکتی ہے۔ اس لیے اپنے عمل اور گفتگو میں حیا پیدا کرنی چاہیے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیں حدیث: ۵۹۷ کے فوائد۔

640...... بَابُ الْغَضَبِ غصے کا بیان

1317 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِی مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ..........

عَـنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ: ((لَيْـسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِی يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طاقتور اور بہادر وہ نہیں جو پچھاڑ دے، طاقت ور تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے۔''

1318 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَبْدُ رَبِّهِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ..........

عَـنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَا مِنْ جَرْعَةٍ أَعْظَمَ عِنْدَ الـلّٰـهِ أَجْـرًا مِـنْ جَـرْعَةِ غَيْظٍ كَظَمَهَا عَبْدٌ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: کوئی گھونٹ جو انسان پیتا ہے اللہ کے نزدیک غصے کے اس گھونٹ سے بڑھ کر اجر و ثواب والا نہیں ہے جو انسان اللہ کی رضا کے لیے پیتا ہے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) غصہ ایک فطری امر ہے جو اللہ نے ہر انسان میں رکھا ہے لیکن انسان اس پر قابو پاسکتا ہے اور اس پر قابو پانے والا ہی باکمال آدمی ہے۔ غصے کے وقت آپے سے باہر ہونے والا شخص درحقیقت کمزور ترین انسان ہے۔

(۲) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت مرفوعاً بھی صحیح منقول ہے۔ غصے کو پی جانا اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔ بشرطیکہ آدمی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ایسا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کی یہ صفت بیان کی ہے۔ غصے کا علاج اور اس پر کنٹرول کرنے کا طریقہ آئندہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔

(١٣١٧) صحيح: أخرجه البخاری، كتاب الأدب: ٦١١٤۔ ومسلم: ٢٦٠٩۔ والنسائی فی الكبرىٰ: ١٠١٥٤.

(١٣١٨) موقوف رجاله ثقات وقد صح مرفوعا۔ أخرجه ابن أبی شيبة: ٣٥٧١٨۔ وابن ماجه: ٤١٨٩.

641...... بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا غَضِبَ

غصے کے وقت کیا کہے؟

1319 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ يَقُولُ: حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ.........

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ أَحَدُهُمَا يَغْضَبُ، وَيَحْمَرُّ وَجْهُهُ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ هَذَا عَنْهُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ"، فَقَامَ رَجُلٌ إِلَى ذَاكَ الرَّجُلِ فَقَالَ: تَدْرِي مَا قَالَ؟ قَالَ: "قُلْ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ"، فَقَالَ الرَّجُلُ: أَمَجْنُونًا تَرَانِي؟

سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ دو آدمیوں نے نبی ﷺ کی موجودگی ایک دوسرے کو برا بھلا کہا تو ان میں سے ایک شخص کو اس قدر غصہ آیا کہ اس کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ نبی ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''یقیناً میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص وہ کہہ لے تو اس کا یہ غصہ ٹھنڈا ہو جائے (وہ کلمہ) اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہے۔'' چنانچہ ایک آدمی اٹھ کر اس آدمی کے پاس گیا اور کہا: تمہیں پتا ہے کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا: آپ نے فرمایا: تم أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھو۔ اس آدمی نے کہا: کیا تم مجھے مجنوں سمجھتے ہو۔

1319 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ قِرَاءَةً، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ ابْنِ ثَابِتٍ......

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَرَجُلَانِ يَسْتَبَّانِ، فَأَحَدُهُمَا احْمَرَّ وَجْهُهُ، وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ))، فَقَالُوا لَهُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ))، قَالَ: وَهَلْ بِي مِنْ جُنُونٍ؟

سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا تھا اور دو آدمی ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہوگیا اور اس کی رگیں پھول گئیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ یہ شخص اگر اسے کہہ لے تو اس کا سارا غصہ کافور ہو جائے۔'' چنانچہ لوگوں نے اسے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔'' اس نے کہا: میں کوئی پاگل ہوں۔

(١٣١٩) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب الأدب: ٦٠٤٨۔ ومسلم: ٢٦١٠.

(١٣١٩) صحيح: أخرجه البخاري، كتاب بدء الخلق: ٣٢٨٢۔ ومسلم: ٢٦١٠۔ وأبو داؤد: ٤٧٨١.

فائدہ: ...... غصے کا علاج یہ ہے کہ انسان اعوذ باللہ پڑھ لے یا پھر وضو کر لے اس سے بھی غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا، اسی طرح کھڑا ہو تو بیٹھ جائے یا پھر اٹھ کر وہاں سے چلا جائے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیں، حدیث: ۴۳۴)

642...... بَابُ يَسْكُتُ إِذَا غَضِبَ

غصہ آئے تو خاموش ہو جائے

1320 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ قَالَ: حَدَّثَنِي طَاوُسٌ............ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَلِّمُوا وَيَسِّرُوا، عَلِّمُوا وَيَسِّرُوا - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - وَإِذَا غَضِبْتَ فَاسْكُتْ - مَرَّتَيْنِ -)).

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو دین کی تعلیم دو اور آسانی پیدا کرو، سکھاؤ اور آسانی والا معاملہ کرو۔'' تین مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا: ''اور جب تمہیں غصہ آئے تو خاموش ہو جاؤ'' دو مرتبہ آپ نے فرمایا:

فائدہ: ......جس شخص کو غصے پر قابو نہ ہو اور اسے غصہ زیادہ آتا ہو اسے چاہیے کہ گفتگو کم کرے تاکہ غصے کے کم سے کم مواقع آئیں۔ اور یہ بھی ہے کہ جب غصہ آئے تو خاموش ہو جائے۔ اس طرح غصہ ختم ہو جائے گا۔

643...... بَابُ أَحْبِبْ حَبِيبَكَ هَوْنًا مَا

کسی سے دوستی لگانے میں میانہ روی اختیار کرو

1321 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْكِنْدِيُّ............ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ لِابْنِ الْكَوَّاءِ: هَلْ تَدْرِي مَا قَالَ الْأَوَّلُ؟ أَحْبِبْ حَبِيبَكَ هَوْنًا مَا، عَسَى أَنْ يَكُونَ بَغِيضَكَ يَوْمًا مَا، وَأَبْغِضْ بَغِيضَكَ هَوْنًا مَا، عَسَى أَنْ يَكُونَ حَبِيبَكَ يَوْمًا مَا.

عبید کندی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ ابن کواء سے فرما رہے تھے: کیا تجھے معلوم ہوا ہے کہ پہلے لوگوں نے کیا کہا ہے۔ (انہوں نے کہا:) جب تو کسی سے محبت کرے تو حد سے مت بڑھنا ہو سکتا ہے وہی شخص کل تمہارا دشمن بن جائے۔ اور جس سے بغض رکھو تو بغض میں بھی حد سے نہ بڑھو۔ ہو سکتا ہے وہی شخص کسی دن تمہارا دوست بن جائے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) یہ روایت مرفوعاً بھی صحیح ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے قول رسول ﷺ کے طور پر بھی صحیح کہا ہے۔ (غایۃ المرام: ۴۷۲)

(۲) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ محبت اور دشمنی بھی ایک حد تک ہونی چاہیے۔ محبت کا یہ انداز قطعاً غلط ہے کہ کل کلاں اگر

(۱۳۲۰) صحيح: أخرجه الطيالسي: ۲۷۳۰ـ وابن أبي شيبة: ۲۵۳۷۹ـ وأحمد: ۲۱۳۶ـ انظر الصحيحة: ۱۳۷۵.

(۱۳۲۱) حسن لغيره موقوفا وقد صح مرفوعا: أخرجه ابن ابي شيبة: ۳۵۸۷۶ـ والبيهقي في الكبرىٰ: ۶۵۹۳ـ غاية المرام: ۴۷۲.

وہ شخص تم سے جدا ہوتو تم برداشت ہی نہ کرسکو۔ یا اپنے راز اس قدر اس کے حوالے کر دو کہ کل اگر اس کے ساتھ مخالفت ہو جائے تو تمہارے لیے مسئلہ بن جائے۔

اسی طرح کسی سے دشمنی کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان اخلاقیات کی ساری حدود توڑ دے اور اگر کسی موقعہ پر اکٹھا ہونا پڑے تو شرم سے ایک دوسرے کو منہ بھی نہ دکھا سکے۔

644...... بَابُ لَا يَكُنْ بُغْضُكَ تَلَفًا

تیری دشمنی ہلکان کرنے والی نہ ہو

1322 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ..........

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: لَا يَكُنْ حُبُّكَ كَلَفًا، وَلَا بُغْضُكَ تَلَفًا، فَقُلْتُ: كَيْفَ ذَاكَ؟ قَالَ: إِذَا أَحْبَبْتَ كَلِفْتَ كَلَفَ الصَّبِيِّ، وَإِذَا أَبْغَضْتَ أَحْبَبْتَ لِصَاحِبِكَ التَّلَفَ.

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ''تیری محبت تجھے دیوانہ نہ کر دے اور تیری دشمنی تجھے ہلاک کرنے پر آمادہ نہ کرے۔'' میں نے عرض کیا: وہ کیسے؟ انہوں نے کہا: اس طرح کہ تو جب محبت کرے تو بچے کی طرح دیوانہ وار محبت کرے کہ سارا کچھ اسے ہی سمجھ لے اور جب تو بغض رکھے تو یہ پسند کرے کہ تیرا مبغوض ہلاک ہی ہو جائے۔

فوائد و مسائل: ......(۱) مسلمان محبت اور بغض میں اللہ کی حدود کا پابند ہے۔ اس کی محبت اور بغض کا معیار اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ذات ہونی چاہیے اور اسے ہر معاملے میں اعتدال کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ دشمن سے بغض بھی ایک حد تک ہونا چاہیے۔ انسان اس کی ہلاکت اور تباہی کی خواہش کی بجائے اس کی ہدایت کا متمنی ہو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی سیرت ہے۔ کسی کو برباد کرنا کوئی بہادری نہیں۔

(۲) یاد رہے کہ اس سے اللہ کے لیے محبت مراد ہے۔ شہوت پرستی کی محبت اور لڑکے لڑکیوں کے معاشقے ہر صورت ممنوع ہیں اور یہ اللہ کی نافرمانی ہے۔

❀❀❀❀

(۱۳۲۲) صحيح: أخرجه معمر في جامعه: ۲۰۲۶۹۔ وابن وهب في الجامع: ۲۱۳.